بسمہ سبحانہ

صحیح بخاری

و

صحیح مسلم

سے

پیشکش

میر مراد علی خان

بسمہ سبحانہ

مقدمہ

اہل سنت والجماعت کے علماء اکرام اس بات پر متفق ہیں کہ روئے زمین پر قرآن مجید کے بعد اگر کوئی کتاب مستند ہے اور علم حدیث میں جسکی نظیر ناممکن ہے تو وہ صحیح بخاری ہے اور یہ مقولہ ہر ایک کی زبان پر ہے کہ " اصح الکتب بعد کتاب الباری الصحیح البخاری بعد از کتاب باری صحیح بخاری"۔ اس کتاب میں جو رسول اکرم ﷺ و آلہ کی زندگی کے نمونے پیش کئے گئے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ عصر حاضر کے بدنام ترین شخص سلمان رشدی کو شان رسالتؑ میں گستاخی کرنے کی جراءت کیسے ہوئی۔

صحابہ کے فضائل میں اکثر حدیثیں بنی اُمیہ کے دور میں گھڑی گئیں تاکہ اُن کی بارگاہ میں رسوخ حاصل ہو سکے کیونکہ انکا خیال تھا وہ اس ذریعہ سے بنی ہاشم کو ذلیل و پست کر سکیں گے۔ چونکہ ان احادیث گھڑنے والوں کو اُن اصحاب کی جن کی وہ پرستش کرتے تھے اور دل و جان سے آج تک بھی مانتے ہیں کوئی فضیلت نظر نہیں آئی تو ان لوگوں یہ ارادہ کر لیا کہ اب پیغمبرؑ اسلام کے ہی کردار کو اتنا پست کر دو کہ ہمارے ممدوحین پیغمبرؑ سے بھی بہتر نظر آئیں۔ اگر آپ بغور اس کتاب کا مطالعہ کریں گے تو آنحضرتؑ کے بارے میں العیاذ باللہ یہ تصور کریں گے کہ:

آپؑ نماز میں رکعتیں بھول جاتے تھے۔ آپ کو قرآن یاد نہیں رہتا تھا۔ آپؑ پر جادو کر دیا گیا تھا تو آپؑ وہ کام کرتے تھے جو نہیں کرنا چاہئے تھا۔ "یہ اسکی شان میں لکھا جا رہا ہے جس کے قول کو اللہ نے اپنا قول اور جسکے فعل کو اپنا فعل قرار دیا۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ ابوہریرہ جو خیبر کے بعد مسلمان ہوئے تھے اور صرف ایک سال نو ماہ یعنی صرف (۲۱) مہینے حضور کی خدمت میں رہے تھے اس لئے کہ وہ علاء بن حضرمی کے ساتھ بحرین منتقل ہو گئے تھے اور جنکا شمار فقراء صفہ میں ہوتا تھا ان سے (۵۳۷۴) احادیث منسوب ہیں اور اگر حساب لگا جائے تو ابوہریرہ سے ۹۰ احادیث روزانہ کا اوسط ہوتا ہے۔ جسمیں سے بخاری نے صرف (مصلحتاً) ۴۴۶ حدیثوں کو منتخب کیا اور باقی کو غیر صحیح سمجھا وہ بھی کسی مصلحت کی وجہ سے ہوگا۔

ابوہریرہ نے ایک حدیث رسولؐ اکرم بیان کی، لوگوں نے جب اُن سے پوچھا کیا یہ حدیث تم نے رسولؐ اللہ سے سنی؟ تو ابوہریرہ نے کہا نہیں یہ میرے ذہن کی پیداوار ہے قال: لا، هذا من کیس ابو هیریرہ۔ جلد ۷، کتاب النفقات، وجوب النفقة علی الحل والعیال حدیث ۲۸۶، ص ۲۵۲۔

آیت وانذر عشیرتك الاقربین، مشہور یہ ہے کہ یہ آیت مکہ میں بعثت کے بعد اُتری جبکہ حضرت علیؑ دس یا گیارہ سال کے تھے اور ابولھب زندہ تھا۔ امام بخاری اپنی کتاب میں اس کے راوی ابن عباسؓ کو بتلاتے ہوئے کچھ اور لکھ گئے ملاحظہ ہو جلد ۶۔ کتاب التفسیر باب سورہ الشعراء حدیث ۲۹۳، صرف اس لئے کہ اس دعوت میں حضرت علی کا ذکر نہ آسکے۔ حالانکہ ابن عباسؓ ہجرت سے دو سال قبل پیدا ہوئے تھے اور جب یہ آیت نازل ہوئی تو انکا وجود بھی نہیں تھا۔ اس آیت کے ذیل میں دوسری حدیث ۲۹۴۔ ابوہریرہ سے یہ روایت ہے رسول اکرم نے قریش کو جمع کیا اور کہا "اے عباس، اے فاطمہؑ بنت محمدؐ میں اللہ کے سامنے کچھ کام نہ آنے کا"۔ آپ ہی انصاف کریں ابوہریرہ اسلام لائے خیبر کے بعد اور جب یہ آیت نازل ہوی جناب فاطمہؑ پیدا بھی نہیں ہوئی تھیں۔

عمر ابن خطاب سے (۵۰) روایتیں لی گئیں اور عثمان بن عفان سے (۴)، اور حضرت علیؑ سے جو پیدائش سے وفات رسول تک ساتھ رہے (شعب ابو طالب میں تنہائی میں جہاں حضرت علیؑ کے علاوہ کوئی راوی ساتھ نہ تھا) کل بیس (۲۰) احادیث۔ جعلی احادیث کی کثرت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ بخاری نے چھ لاکھ حدیثوں میں سے صرف دوہزار چھ سو اکسٹھ (۲۶۶۱) منتخب کیں مسلم نے آٹھ لاکھ میں سے چار ہزار (۴۰۰۰) منتخب کیں، ابوداؤد

نے پانچ لاکھ میں سے چار ہزار آٹھ سو (۴۸۰۰)، احمد ابن حنبل نے ساٹھ لاکھ پچاس ہزار میں تیس ہزار (۳۰۰۰۰)۔ مگر جب اس انتخاب کو بھی دیکھا جائے تو ایسی احادیث سامنے آتی ہیں کہ وہ کسی حالت میں بھی پیغمبرؐ اسلام کی طرف منسوب نہیں ہو سکتیں۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ مخالفین اور دشمنان محمدؐ و آل محمدؐ سے تو حدیثیں لی گئیں جیسے مروان، معاویہ، عمرو ابن عاص، عمر ابن سعد، شمر، حصین ابن نمیر، اشعث بن قیس وغیرہ وغیرہ لیکن جہاں سلسلہ روایت میں اہلبیت اطہار کا نام آیا قلم رک گئے۔

علامہ محمود ابوریہ (مصر) اپنی کتاب شیخ المضیرہ ترجمہ شائع کردہ ادارہ عظمت انسانیت کراچی صفحہ ۱۲۹ میں لکھتے ہیں کہ من گھڑت احادیث کی پاداش میں عمر ابن خطاب نے ابوہریرہ کی کوڑوں سے خبر لی تھی۔ ابوہریرہ کے بعد کثرت روایت میں عائشہ کا نمبر ہے۔ ان سے دو ہزار دو سو (۲۲۰۰) روایتیں مروی ہیں (کل صحاح ستہ میں) اور دیگر ازواج میں جناب خدیجہؑ جنہوں نے حضورؐ کے ساتھ سب سے زیادہ زندگی تقریباً ۲۵ سال گذاری تین احادیث ملتی ہیں۔ جناب سیدہؑ سے کل ۱۹۔ حدیثوں کی تعداد چھ لاکھ تک پہنچ گئی جن میں سے بخاری نے صرف سات ہزار تین سو ستانوے (۷۳۹۷) تحریر کیں اور ان میں سے اگر مکررات کو نکال دیا جائے تو یہ تعداد دو ہزار چھ سو دو (۲۶۰۲) رہ جاتی ہے۔

مزید حیرت کی بات یہ ہے کہ مروان بن حکم جس کے اعمال بیحد خراب اور اللہ اور رسولؐ للہ نے جسے ملعون کہا متعدد بار امام بخاری نے اُس سے حدیث لی اور یہ تاویل پیش کی کہ بعض لوگ برے ہوتے ہیں مگر حدیث کی روایت میں با احتیاط اور سچے ہوتے ہیں اور بعض لوگ بہت ہی نیک ہوتے ہیں مگر اپنی نیکی کے بنا پر اسناد پر غور نہیں کرتے۔ (ملاحظہ ہو تیسیر الباری ترجمہ و شرح صحیح البخاری جلد ۴، صفحہ ۲۷۶)

اگر کسی حدیث کے سلسلہ میں ایک شیعہ بھی آجائے تو اس کو یہ کہہ کر رد کر دیا گیا کہ وہ رافضی تھا۔

زیر نظر مقالہ میں میں نے دو کتابوں سے استفادہ کیا ہے میں نے کتاب صحیح بخاری ترجمہ علامہ وحید الزمان مکتبہ رحمانیہ لاہور اور بعض مقامات پر میں نے تیسیر الباری شرح صحیح البخاری علامہ وحید الزمان مطبوعہ اعتقاد پبلشنگ ہاوس نئی دہلی سے استفادہ کیا ہے۔ کئی احادیث کی میں نے بخوف طوالت صرف اشارتاً ذکر کیا ہے۔ تفصیل کے لئے اصل کتاب ملاحظہ فرمائیں۔

رہنما

جلد = ج، باب = ب، حدیث = ح، اور صفحہ = ص

۱ پیغمبرؐ سر اور پیر پر مسح کرتے تھے ۔ج ا باب ۱۴۵ حدیث ۲۰۲ ۔ ۲۰۰

۲ آنحضرتؐ پشت سے بھی ایسے ہی دیکھتے تھے جیسے آگے سے ۔ج ا، باب ۲۸۰، ح ۴۰۶۔۴۰۵

۳ عمارؓ کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا یہ اُن کو جنت کی طرف بلاتے ہوں گے اور یہ گروہ اُن کو دوزخ کی طرف بلائے گا ۔ا، ۳۰۳، ۴۳۲

۴ فتنہ کا دروازہ عمر ابن خطاب تھے۔ج ا، ب ۳۵۳، ح ۴۹۸

۵ بقول صحابی انس تمام سنت رسولؐ دمشق (شام) میں ضائع کردی گئیں۔جو چیزیں عہد رسولؐ میں تھیں اُن میں سے ایک بھی باقی نہیں رہیں حتی کے نماز بھی۔ج ا، ب ۳۵۶، ۳، ح ۵۰۰۔۵۰۱۔

۶ مدینہ میں آنحضرتؐ نماز ظہر و عصر ، اور وقت مغرب، مغرب اور عشاء ملا کر پڑھتے تھے۔ج ا، ب ۳۶۱، ۳۶۷ اور ح ۵۱۴ اور ۵۳۳

۷ ابو دردا "واللہ، احمدؐ کے دین کی کوئی بات میں نہیں دیکھتا"۔ج، ب ۴۲۱، ح ۶۱۹

۸ آنحضرتؐ دو آدمیوں کا سہارا لیکر مسجد میں آے ایک ابن عباس تھے دوسرا ایک اور شخص تھا مگر عائشہ نے بسبب دشمنی علیؑ انکا نام نہیں بتلایا۔ج ا، ب ۴۲۹ اور ۴۴۱، ح ۶۳۱ اور ۶۵۲۔

۹ آنحضرتؐ کا گیلی مٹی پر سجدہ کرنا۔ج، ب ۴۳۱، ح ۶۳۵۔

۱۰ آنحضرتؐ کا ہاتھ کھول کر نماز پڑھنا (ترجمہ میں غلطی ہے)۔ج، ب ۴۷۵، ح ۷۰۱۔

۱۱ حضرت علیؑ نے جب نماز پڑھائی تو لوگوں نے کہا آج آنحضرت والی نماز یاد دلائی۔ج، ب ۵۰۵ اور ۵۳۴، ح ۷۴۷ اور ۷۸۷۔

۱۲ آنحضرتؐ دعائے قنوت پڑھتے تھے اور قنوت میں لعنت کرتے تھے۔ج ا، ب ۵۱۶، ۶۳۶، ح ۷۶۰، ۹۴۸۔

۱۳ آنحضرتؐ کا نماز میں سلام پڑھنا۔ج، ب ۵۴۰، ح ۷۹۵

۱۴ آنحضرتؐ کے زمانہ میں جمعہ کی ایک اذان ہوتی تھی عثمان نے پہلے دو پھر بعد میں تین اذانیں قائم کیں۔ج ا،ب ۵۷۸ اور ۵۷۹، ح ۸۶۸ و ۸۶۹۔

۱۵ غلہ خریدنے کے لئے لوگ آنحضرت کو جمعہ میں نماز میں چھوڑ کر چلے گئے (ترجمہ میں خطبہ لکھا ہے عربی میں "نصلی "یعنی حالت نماز میں)۔ج ا،ب ۵۹۲،ح ۸۸۹۔

۱۶ دور بنی اُمیہ میں خطبہ عید نماز سے پہلے دیا جانے لگا۔ج ا،ب ۶۰۶،ح ۹۰۸۔

۱۷ آنحضرتؐ وقت دعا حضرت ابو طالبؑ کے اشعار پڑھتے تھے۔ج ا،ب ۶۳۶،ح ۹۵۴۔

۱۸ آنحضرتؐ کا رونے سے منع نہیں کرنا بلکہ خود روئے۔ج ا،ب ۷۸۷ و ۸۱۶،ح ۱۱۷۷ اور ۱۲۰۸۔

۱۹ آنحضرتؐ جنگ موتہ کا نقشہ دیکھ رہے تھے اور رو رہے تھے۔ج ا،ب ۷۸۸،ح ۱۱۷۳۔

۲۰ رونے کے سلسلہ میں عمر ابن خطاب کی غلط بیانی اور عائشہ کا تردید کرنا ۔ج ا،ب ۸۱۶،ح ۱۲۱۰۔

۲۱ عثمان بن عفان کی زوجہ کے وقت دفن آنحضرت کی یہ فرمانا کہ قبر میں وہ اُترے جو آج کی شب عورت کے پاس نہیں گیا عثمان نہیں اترے اسلئے کہ رات کو وہ صحبت کر چکے تھے اور رسولؐ رو رہے تھے۔ج ا،ب ۸۱۶،ح ۱۲۰۹ تیسیر الباری کتاب الجنائز، جلد دوم ص ۲۶۲ ،۲۹۹ مع نوٹ۔نوٹ، جلد ۵ ص ۲۷۳۔

۲۲ ابو بکر کا کہنا کہ ایک رسی بھی کوئی زکوۃ نہ دے تو جنگ کروں گا۔ج ا،ب ۸۸۳،ح ۱۳۱۸

۲۳ عائشہ زوجہ رسولؐ کے پاس صدقہ کی بکری کا لینا اور رسول کا منع نہ کرنا۔(نوٹ آنحضرت کی ازواج آل میں شامل نہیں) تیسیر الباری جلد دوم ص ۲۷۹،۴۱۷

۲۴ آل محمد پر صدقہ حرام ہے۔اور حسنینؑ آل رسول ہیں۔ج ا،ب ۹۴۰،ح ۱۳۹۸۔تیسیر الباری جلد ۶ ص ۴۱۷۔

۲۵ **تمتع حج** حضرت علی کا کہنا کہ میں آنحضرت کی سنت کو کسی کے قول کی بنا پر نہیں چھوڑ سکتا۔جبکہ عثمان سنت عمر کی بنا پر منع کر رہے

تھے۔ج ا ب ۹۹۵، ح ۱۴۶۹ ا تیسیر الباری جلد ۲ ص ۴۶۴۔

۲۶ حج تمتع آنحضرت کی سنت ہے قول ابن عباس (عبد اللہ ابن زبیر منع کرتے تھے) بربنائے حکم عمر ابن خطاب۔ج ا، ب ۹۹۵، ح ۱۴۷۳، تیسیر الباری جلد ۲ ص ۴۶۷، ۴۶۹۔

۲۷ ایک شخص (عمر ابن خطاب) نے اپنی رائے سے جو چاہا کر دیا۔ج ا، ب ۹۹۶، ح ۱۴۷۶، تیسیر الباری جلد ۲ ص ۴۶۹۔

۲۸ حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت عمر ابن خطاب کا کہنا اور جناب امیرؑ کا تردید کرنا۔اسپر عمر کا کہنا کہ اے ابو الحسن جہاں تم نہ ہو وہاں اللہ مجھکو نہ رکھے۔ج ا، ب ۱۰۱۱، ح ۱۵۰۳، تیسیر الباری جلد ۲ ص ۴۸۷۔

۲۹ طواف النساء۔ج ا، ب ۱۰۳۰، ح ۱۵۲۶، تیسیر الباری جلد ۲ ص ۵۱۶۔

۳۰ جو مکانات عبد المطلب کو ملے ان کے وارث حضرت عبد اللہ اور آنحضرتؐ کا بھی ان میں حصہ تھا۔تیسیر الباری جلد ۲ ص ۴۸۱۔

۳۱ بعد وفات رسولؐ عائشہ کا ایک مرد کو غسل کر کے بتلانا۔ج ا، ب ۱۷۶، ح ۲۴۷، تیسیر الباری جلد ا ص ۱۸۴۔

۳۲ عبد اللہ ابن عمر نماز مغرب وعشاء دونوں ملا کر پڑھا کرتے تھے۔ج ا، ب ۱۱۳۳، ح ۱۶۹۰، تیسیر الباری جلد ۳ ص ۱۹۔

۳۳ آنحضرتؐ نے جب رمضان کے روزے واجب ہوئے تو عاشور کا روزہ چھوڑ دیا جو جہالت کے زمانہ کا رواج تھا۔ج ا، ب ۱۲۵۲ و ۱۸۷۸

۳۴ وقت افطار جب مشرق کی روشنی مغرب کی طرف پیٹھ موڑے۔ج ا، ب ۱۲۲۶، ح ۱۸۳۲، تیسیر الباری جلد ۳ ص ۱۱۵۔

۳۵ تراویح باجماعت اچھی بدعت ہے (قول عمر ابن خطاب)۔دور رسولؐ میں یہ نماز تہجد کی فرادیٰ کی طرح تھی۔ج ا، ب ۱۲۵۳ و ۱۸۸۵، تیسیر الباری جلد ۳ ص ۱۴۸۔

۳۶ قول عمر ابن خطاب کہ وہ احکام رسولؐ سے بوجہ تجارت غافل تھے جبکہ کمسن لوگ بھی ان احکام سے واقف تھے۔ج ا، ب ۱۲۸۵، ح ۱۹۳۴، تیسیر الباری جلد ۳ ص ۱۸۵۔

۳۷ آنحضرتؐ تراویح کے لئے چوتھی رات کو آپؐ نہیں آئے اور فرمایا کہ کہیں تم اس کو فرض نہ سمجھو اور یہی حالت آپ کی وفات تک رہی۔
ج۱،ب ۱۲۵۳، ح۱۸۸۶، تیسیر الباری جلد ۳ ص ۱۴۹

۳۸ حوض کوثر سے اصحاب ہٹادئے جائیں گے اسکی وجہ یہ کہ وہ اسلام سے پلٹ گئے تھے مرتد۔(عربی میں اصحاب لکھا ہے ترجمہ میں لوگ لکھا)
ج۳،ب ۸۵۷، ح۱۴۹۶۔۱۴۹۹، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۳۹۷۔۳۹۰

۳۹ آنحضرتؐ کی بیبیوں نے وارثت کا دعویٰ کیا تو بیبیوں کو بھی سوائے عائشہ کے "لا نورث ولا نورث "اس حدیث کا علم نہ تھا۔
ج۳،ب ۹۱۶۔۱۶۳۶، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۵۰۱ ۔

۴۰ آنحضرتؐ نے کفار کے مُردوں سے مخاطب ہو کر کہا عمر کو تعجب ہوا کہا آپؐ نے مُردوں سے بات کی۔ آپؐ نے فرمایا یہ تم سے بہتر سنتے ہیں۔ج ۲،ب ۴۷۵، ح ۱۱۵۴، تیسیر الباری جلد ۵ ص ۲۴۹ اور ص ۲۵۰۔

۴۱ عثمان بن عفان جنگ اُحد میں بھاگ گئے تھے۔نہ وہ بدر میں شریک تھے نہ بیعت رضوان میں۔ج ۲،۴۸۶، ح ۱۲۳۳، تیسیر الباری جلد ۵ ص ۳۱۷ و ص ۳۱۸۔

۴۲ آنحضرتؐ نماز میں قنوت میں فلانے فلانے فلانے پر لعنت فرماتے تھے۔ج ۲،ب ۴۸۹، ح ۱۲۳۵، تیسیر الباری جلد ۵ ص ۳۲۰۔

۴۳ جنگ اُحد میں آنحضرتؐ کو چھوڑ کر سب بھاگ گئے تھے۔ج ۲،ب ۴۸۷، ح ۱۲۳۴، تیسیر الباری جلد ۵ ص ۳۱۸۔

۴۴ سیدہؑ کونین روز اُحد آنحضرتؐ کے زخم دھو رہی تھیں۔ج ۲،ب ۴۹۳ ح ۱۲۴۰، تیسیر الباری جلد ۵ ص ۳۲۶۔

۴۵ واقعہ افک اور عائشہ۔ ج ۲،ب ۵۰۳، ح ۱۳۰۰، تیسیر الباری جلد ۵ ص ۳۸۳۔۳۶۹۔

۴۶ جنگ حنین میں آنحضرتؐ کو چھوڑ کر سب بھاگ گئے ۔ج ۲،ب ۵۲۴، ح ۱۴۴۵

۴۷ اُن بھاگنے والوں میں عمر ابن خطاب تھے (معهم بعمر بن خطاب)ترجمہ میں جے ہوئے تھے لکھا ہے۔ج ۲،ب ۵۲۴، ح ۱۴۴۸ ، تیسیر الباری جلد ۵ ص ۴۸۱۔

۴۸ ارشاد رسولؐ کہ یا علیؑ میرے پاس تیرا درجہ ایسا ہے جیسے ہارون کا موسیٰ کے پاس ۔ج۲،ب۵۴۸،ح۱۵۳۷، تیسیر الباری جلد ۵ ص ۵۵۲۔

۴۹ آنحضرتؐ کا پیروں پر مسح کرنا ۔ج۲،ب۵۵۱،ح۱۵۴۲، تیسیر الباری جلد ۵ ص ۵۶۵۔

۵۰ ابو بکرہ نے کہا کہ جنگ جمل میں اسلئے عائشہ کے ساتھ نہیں شریک ہوا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا وہ قوم کہیں فلاح پا سکتی ہے جو اپنا کام نادان عورت کے سپرد کردے۔ج۲،ب۵۵۲،ح۱۵۴۷، تیسیر الباری جلد ۵ ص ۵۶۷۔

۵۱ حدیث قرطاس اور معاذ اللہ یہ کہنا کہ آنحضرتؐ بڑبڑا رہے ہیں۔ج۲،ب۵۵۳ ح۱۵۵۱، تیسیر الباری جلد ۵ ص ۵۷۱،۵۷۲۔

۵۲ ابو بکر کا شرمناک گالی دینا اور واقعہ حدیبیہ ۔ج۳،ب۴۲۔ح۴، تیسیر الباری جلد ۶ ص ۶۸۵۔

۵۳ ابن عباس متعہ کو جائز جانتے تھے۔بخاری نے بغیر کسی حوالے کے ایک روایت حرام کی جناب امیرؑ سے منسوب کردی۔ج۳،ب۶۱،ح ۱۰۶ ـ ۱۰۴، تیسیر الباری جلد ۷ ص ۴۵ ـ ۴۳، ص ۴۴۔

۵۴ آنحضرتؐ کا سر اور پیروں کا مسح کرنا۔ج۳،ب۲۶۰،ح۴۸۷، تیسیر الباری جلد ۷ ص ۵۴۲۔

۵۵ آنحضرتؐ کو امام حسنؑ سے زیادہ کوئی محبوب نہیں تھا۔ ج۳،ب۵۰۹،ح۸۲۸، تیسیر الباری جلد ۷ ص ۵۹۰۔

۵۶ ارشاد آنحضرتؐ امام حسنؑ و امام حسینؑ کے بارے میں۔ج۳،ب۵۷۰،ح۹۳۱، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۱۵۔

۵۷ آنحضرتؐ نماز میں سلام کیسے پھیرتے تھے۔ج۳،ب۶۸۳،ح۱۱۶۰، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۱۵۵۔

۵۸ جناب سیدہؑ تمام امت کے عورتوں کی سردار ۔ج۳،ب۷۲۳،ح۱۲۱۳، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۱۹۵۔

۵۹ درود بر آل محمدﷺ و آلہ۔ج۳،ب۷۶۵،ح۱۲۸۱ ، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۲۴۰۔

۶۰ آل محمدؐ مسلسل تین رات پیٹ بھر کر کبھی نہیں کھائے ایک دن دو وقت کا کھانا نہیں کھائے۔ج۳،ب۸۲۱،ح۱۳۷۴ ـ ۱۳۷۵،

تیسیر الباری جلد ۸ ص ۳۰۹

۶۱ آل محمدؐ کے لئے آنحضرتؐ کی دعا۔ ج ۳، ب ۸۲۱، ح ۱۳۸۲، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۳۱۱

۶۲ اصحاب رسولؐ کو فرشتے دوزخ کی طرف لے جائیں گے اس لئے کہ وہ مرتد ہو گئے تھے۔ ج ۳، ب ۸۴۹، ح ۱۴۴۶، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۳۵۷۔

۶۳ اصحاب رسولؐ حوض کوثر پر (ترجمہ میں امتی لکھا عربی میں اصحابی)۔ ج ۳، ب ۸۵۷، ح ۱۴۹۰، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۳۹۲۔۳۹۱۔

۶۴ آنحضرتؐ کی شفاعت سے لوگ دوزخ سے نکالے جائیں گے۔ تیسیر الباری جلد ۸ ص ۳۷۷۔

۶۵ اصحاب رسولؐ حوض کوثر پر۔ ج ۳، ب ۸۵۷، ح ۱۴۹۷، تیسیر الباری جلد ۸۔ ۳۹۴۔

۶۶ اصحاب رسولؐ حوض کوثر پر۔ ج ۳، ب ۸۵۷، ح ۱۴۹۸، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۳۹۵۔

۶۷ اصحاب رسولؐ اور دوزخ۔ ج ۳، ب ۸۵۷، ح ۱۴۹۹، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۳۹۶۔

۶۸ ابو بکر کی بیعت بغیر سوچے ہو گئی تھی قول عمر ابن خطاب ۔ ج ۳، ب ۹۷۴، ح ۱۷۳۲، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۵۶۷ و ۵۷۴۔

۶۹ آنحضرتؐ کا ارشاد صحابی مقدادؓ سے کہ تو مکہ میں ایمان کو چھپاتا تھا۔ (تقیہ)۔ ج ۳، ب ۹۹۰، ح ۱۷۶۲، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۵۹۸۔

۷۰ حوالہ آیات قرآنی برائے تقیہ سورہ المومن ۴۰ پ، وسورہ آل عمران ۸ پ۔ ج ۳، ب ۹۹۱، ح ۱۷۶۸، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۶۰۲۔

۷۱ فدک۔ ج ۳، ب ۹۱۶، ح ۱۶۳۲۔ ۱۶۳۴ ، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۵۰۲۔ ۴۹۷۔

۷۲ جنگ میں بعض مسلمان مشرکین کے ساتھ ہو جاتے تھے خلاف رسولؐ۔ ج ۳، ب ۱۱۱۱، ح ۱۹۶۷، تیسیر الباری جلد ۹ ص ۱۴۹۔

۷۳ آنحضرتؐ کا ارشاد کہ فتنہ نجد سے نکلے گا (محمد بن عبد الوہاب نجدی) ۔ ج ۳، ب ۱۱۱۵، ح ۱۹۷۴، تیسیر الباری جلد ۹ ص ۱۵۵۔

۷۴ عبداللہ ابن عمر نے جناب امیر کی بیعت نہیں کی، مگر یزید کی بیعت کرلی۔ تیسیر الباری جلد ۹ ص ۱۵۸۔ ۱۵۷۔

۷۵ عمار یاسرؓ جمل کے بارے میں تقریر کی کہ تم اللہ کی اطاعت کرتے ہو یا عائشہ کی۔ ج ۳، ب ۱۱۱۷، ح ۱۹۷۹، تیسیر الباری جلد ۹ ص ۱۶۴۔ ۱۶۳۔

۷۶ ابو بکر، عمر اور دیگر مشہور صحابہ ابو حذیفہ کے غلام سالم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ تیسیر الباری جلد ۹ ص ۲۲۷۔

۷۷ ارشاد آنحضرتؐ کہ تم یہود اور نصاریٰ کی پیروی کروگے۔ ج ۳، ب ۱۲۲۱، ح ۲۱۶۱۔ ۲۱۶۰، تیسیر الباری جلد ۹ ص ۳۴۳۔

۷۸ آنحضرتؐ کا عائشہ سے کہنا تم صواحب یوسف ہو (یعنی دل میں کچھ اور زبان پر کچھ یعنی منافق)۔ ج ۳، ب ۱۲۱۲، ح ۲۱۴۶، تیسیر الباری جلد ۹ ص ۳۲۷۔

۷۹ معاذ اللہ جہنم کے پکارنے پر اللہ اپنا پیر ڈالدے گا۔ ج ۳، ب ۱۲۶۰، ح ۲۲۸۱، تیسیر الباری جلد ۹ ص ۴۵۷۔

۸۰ دیدار خدا۔ ج ۳، ب ۱۲۵۹، ح ۲۲۶۸، تیسیر الباری جلد ۹ ص۔ ۴۳۵

۸۱ اگر ذبیحہ میں شک ہو تو بسم اللہ بولو اور کھالو۔ ج ۳، ب ۱۲۴۸، ح ۲۲۳۴، تیسیر الباری جلد ۹ ص ۴۰۶۔

۸۲ (معاذ اللہ) آنحضرتؐ کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے ۔ ج ۱، ب ۱۵۸، ح ۲۲۲۔

۸۳ آنحضرتؐ رات دن (۲۴ گھنٹوں) میں گیارہ عورتوں سے صحبت کرتے تھے آپؐ میں تیس مردوں کی طاقت تھی (بقول عائشہ)۔ ج ۱، ب ۱۸۵، ح ۲۶۳ و ۲۶۴ ۔

۸۴ آنحضرتؐ عائشہ کے پیروں کے درمیان نماز پڑھتے تھے۔ ج ۱، ب ۲۶۲، ح ۳۷۳۔

۸۵ بعد از وفات آنحضرتؐ کے وسیلہ سے شفاعت کے لئے دعا کرنا۔ ج ۱، ب ۳۹۸، ح ۵۸۵۔

۸۶ (معاذ اللہ) آنحضرتؐ نے یوم خندق نماز عصر قضا کردی۔ ج ۱، ب ۴۱۶، ح ۶۱۱

۸۷ آنحضرتؐ نے سو کر اٹھنے کے بعد بغیر وضو کے نماز پڑھی۔ ج۱،ب۴۴۸،ح۶۶۳۔

۸۸ نماز میں ہاتھ پر ہاتھ رکھنے والی روایت آنحضرتؐ تک نہیں پہنچائی۔ ج۱،ب۴۷۷،ح۷۰۳۔

۸۹ اسامہ بن قتادہ صحابی کا جھوٹی قسم کھانے پر عذاب میں مبتلا ہونا۔ ج۱،ب۴۸۵،ح۷۱۸۔

۹۰ ابوہریرہ کا کہنا کہ میری نماز بہت مشابہ ہے آنحضرتؐ کی نماز سے نسبتاً دیگر اصحاب کے۔ ج۱،ب۵۰۵،ح۷۴۸۔

۹۱ آنحضرتؐ کے دور میں اور دونوں خلفاء کے زمانے میں منیٰ میں دو رکعت نماز پڑھی جاتی تھی عثمان نے اپنی خلافت میں پوری نماز کر دی
ج۱،ب۶۹۶،ح۱۰۲۱اور۱۰۲۳۔

۹۲ وقت وفات آنحضرتؐ جب ابوبکر نے سورہ آلعمران کی یہ آیت پڑھی وما محمدؐ الارسول قد خلت من قبلہ الرسل
تو اسوقت لوگوں کو اس آیت کی خبر تک نہیں تھی۔ ج۱،ب۷۸۷،ح۱۱۶۸۔

۹۳ آنحضرتؐ نے فرمایا جو اپنے پیشاب کی احتیاط نہیں کرتا وہ عذاب میں ہے۔ ج۱،ب۸۷۲،ح۱۲۹۵۔

۹۴ آنحضرتؐ عائشہ کے مکان میں دفن ہوئے۔ ج۱،ب۸۸۰،ح۱۳۰۶۔

۹۵ عمر ابن خطاب کا اجازت لینا عائشہ سے انکے کمرے میں دفن ہونے کے لئے۔ ج۱،ب۸۸۰،ح۱۳۱۰۔

۹۶ حدیث رسولؐ کہ سب سے پہلے آپؐ سے کون ملیگا تو فرمایا جسکے ہاتھ لانبے ہوں اسکا مطلب سخاوت تھی لوگوں نے واقعی ہاتھ ناپنا شروع
کیا چنانچہ زوجہ رسولؐ میں سب پہلے زینب کی وفات ہوئی آخر میں عائشہ۔ ج۱،ب۸۹۴،ح۱۳۳۷۔

۹۷ امام حسنؑ سے فرمانا کہ آل محمدؐ زکوٰۃ کا مال نہیں کھاتے۔ ج۱،ب۹۴۰،ح۱۳۹۸۔

۹۸ مزدلفہ میں آنحضرتؐ نے نماز مغرب و عشا پڑھی حالانکہ نماز کا وقت عرفات میں ہو چکا تھا۔ ج۱،ب۱۰۵۵،ح۱۵۶۶۔

۹۹ قول عمر ابن خطاب کہ ہم اللہ کے حکم کو لیں تو وہ حج و عمرہ پورا کرنے کا حکم دیتا ہے اور اگر آنحضرتؐ کے قول کو لیں تو آپؐ نے اسوقت تک

احرام نہیں کھولا جب تک قربانی نہ ہو جائے۔ج۱،ب ۱۲۴، ح۱۱۷۹۔

۱۰۰ آنحضرتؐ نے فرمایا بدعتی پر اللہ اور فرشتوں کی لعنت۔ج۱،ب ۱۱۷۲، ح۱۷۴۹۔

۱۰۱ ابوہریرہ حدیث غلط سمجھتے تھے اور غلط فتوی دیتے تھے۔ج۱،ب ۱۲۰۶، ح۱۸۰۶۔

۱۰۲ زمانہ رسولؐ اور ابوبکر میں لوگ تراویح فرادیٰ پڑھتے تھے عمر ابن خطاب نے باجماعت پڑھنے کا حکم دیا اور کہا یہ اچھی بدعت ہے۔ ج۱،ب ۱۲۵۳، ح۱۸۸۵۔

۱۰۳ ابوہریرہ کا کہنا کہ مہاجرین بازار میں مصروف رہتے تھے اور انصار اپنے باغات میں۔میں ایک کنگال فقیر آدمی تھا جو کنگال سائبان کے فقیروں میں سے تھا لوگ بھول جاتے تھے میں یاد رکھتا تھا۔ج۱،ب ۱۲۷۷، ح۱۹۲۰۔

۱۰۴ عتبہ بن ابی وقاص صحابی، سعد ابن ابی وقاص کا بھائی اور وہ زانی تھا۔ج۱،ب ۱۲۷۹، ح۱۹۲۶۔

۱۰۵ عمر ابن خطاب کا کہنا کہ "میں بازاروں میں گم رہتا تھا اور آنحضرتؐ کے احکام سے غافل رہا"۔ج۱،ب ۱۲۸۵، ح۱۹۳۴۔

۱۰۶ آنحضرتؐ کا ارشاد امام حسنؑ کے بارے میں یا اللہ تو اُس سے محبت کر جو اس سے محبت کرے۔ج۱،ب ۱۳۲۴، ح۱۹۹۱۔

۱۰۷ حضرت ابراہیمؑ کا تقیہ کرنے کا حکم اپنی زوجہ سارہؑ کے بارے میں۔ج۱،ب ۱۳۷۶، ح۲۰۷۶۔

۱۰۹ عبداللہ ابن عمر کا عمل خلاف حکم آنحضرتؐ ہوتا تھا۔ج۱،ب ۱۴۶۳، ح۲۱۹۰۔

۱۱۰ عائشہ بوجہ حسد سوکن کے پاس سے تحفہ میں بھیجا ہوا برتن توڑ دیا۔ج۱،ب ۱۵۵۹، ح۲۳۱۷۔

۱۱۱ آنحضرتؐ کی بیبیوں کی دو گروہ میں تھیں ایک میں عائشہ، حفصہ، صفیہ اور سودہ، دوسری گروہ میں حضرت ام سلمہؓ اور باقی بیبیاں تھیں۔ ج۱،ب ۱۶۱۳، ح۲۴۰۷۔

۱۱۲ عائشہ نے بغیر تحقیق کے ایک شخص سے (جس کا نام نہیں لکھا) بے حجاب باتیں کر رہی تھیں ۔آنحضرتؐ کے ٹوکنے پر بولیں میرا رضاعی

بھائی ہے جس پر آپؐ نے فرمایا "ذرا سنبھل کر چلو رضاعت وہی معتبر ہے جو کم سنی میں ہو" ۔ج۱،ب ۱۶۴۹، ح ۲۴۶۸۔

۱۱۳ آنحضرتؐ کو ایک اندھے نے (معاذاللہ) قرآن کی آیتیں یاد دلائیں جو آپؐ بھول گئے تھے۔ ج۱،ب ۱۶۵۳، ح ۲۴۷۶۔

۱۱۴ آنحضرتؐ کا ارشاد "یا علیؑ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں"۔ ا، ۱۶۷۹، ۲۵۱۶۔

۱۱۵ آنحضرتؐ کا فرمانا امام حسنؑ کے بارے میں (لبنی) یہ میرا بیٹا ہے سید۔ ج۱،ب ۱۶۸۲، ح ۲۵۲۰۔

۱۱۶ جناب امیر نے کچھ لوگوں کو (نصیری) آگ سے جلانے کی سزا دی (راوی عکرمہ)۔ ج۲،ب ۱۹۲، ح ۲۶۹، تیسیر الباری جلد ۴ ص ۱۸۳ ۔

۱۱۷ لڑائی میں مصلحتاً جھوٹ بولنا جائز ہے۔ ج۲،ب ۲۰۱، ح ۲۷۹۔

۱۱۸ اگر کسی سے فساد یا برائی کا اندیشہ ہو تو اس سے مکر و فریب کیا جاسکتا ہے۔ ج۲،ب ۲۰۳۔

۱۱۹ اُحد میں آنحضرتؐ کے پاس صرف ۱۲ لوگ رہ گئے تھے اور آپؐ بھاگنے والوں کو آوازدے کر بلا رہے تھے مگر وہ سن نہیں رہے تھے۔ ج۲،ب ۲۰۷، ح ۲۸۵۔

۱۲۰ اہلبیتؑ کے پاس قرآن کے سوا اور بھی کچھ وحی کی باتیں ہیں (صحیفہ جناب امیر) جو علم قرآن تھا جو للہ کسی بندے کو عطا کرتا ہے۔ ج۲،ب ۲۱۴، ح ۲۹۳۔

۱۲۱ آنحضرتؐ فارسی اور دیگر زبانوں سے بھی واقف تھے چنانچہ آپ نے امام حسنؑ سے جب کہا "کخ کخ" وہ فارسی لفظ تھا۔ امام حسنؑ بھی یہ زبان سمجھتے تھے۔ ج۲،ب ۲۳۱، ح ۳۱۶۔

۱۲۲ فدک اور جناب سیدہؑ کا غضب ناک ہونا۔ ج۲،ب ۲۴۳، ح ۳۳۵۔

۱۲۳ آنحضرتؐ کا عائشہ کے گھر کی طرف اشارہ کر کے کہنا کہ یہیں سے شیطان اپنا سر نکالے گا اور دین کے فتنے نکلیں گے۔ ج۲،ب ۲۴۶ اور ۴۴۶ ، تیسیر الباری جلد ۴، ح ۲۵۲۔

۱۲۴ بنی مطلب اور بنی ہاشم ایک ہیں خمس کے مال میں سے بنی عبد شمس اور بنی نوفل کو کچھ نہیں ملتا تھا۔ ج۲،ب ۲۵۹، ح ۳۸۰۔

۱۲۵ عمر ابن خطاب پارسیوں سے جزیہ نہیں وصول کرتے تھے جب عبدالرحمٰن بن عوف نے بتلایا کہ آنحضرتؑ لیتے تھے تب وصول کرنا شروع کیا۔ ج۲،ب ۲۶۳، ح۳۹۶۔

۱۲۶ حدیث قرطاس ابن عباس یاد کر کے اتنا روئے کہ کنکریاں بھیگ گئیں ۔ ج۲،ب ۲۶۸، ح۴۰۵

۱۲۷ خیبر کی فتح کے بعد ایک یہودن نے بھنی ہوئی زہریلی بکری آنحضرتؑ کے پاس بھیجی تھی۔ جو آپ نے نہیں کھائی۔ ج۲،ب ۲۶۹، ح ۴۰۶ ۔

۱۲۸ صلح حدیبیہ کے وقت عمر ابن خطاب کا شک کرنا اور بگڑنا اور آنحضرتؑ کا کہنا "خطاب کے بیٹے میں اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں اور جو میں کر رہا ہوں وہ حکم خدا کے مطابق ہے"۔ ج۲،ب ۲۸۰، ح۴۱۷۔

۱۲۹ معراج میں حضرت موسیٰ کے کہنے سے نمازیں کم ہوئیں۔ حسن بصری نے اس حدیث سے انکار کیا۔ ج۲،ب ۲۹۰، ح۴۹۰۔

۱۳۰ (معاذ اللہ) رسول اللہ پر جادو کیا گیا اور آپؐ پر اسکا یہ اثر ہوا کہ آپؐ کو معلوم ہوتا تھا کہ آپؐ کوئی کام کر رہے ہیں حالانکہ وہ کام نہیں کیا۔ (بقول عائشہ)۔ ج۲،ب ۲۹۵، ح ۵۰۰۔

۱۳۱ جس راستہ سے عمر بن خطاب جاتے تھے شیطان وہ راستہ بدل دیتا تھا۔ ج۲،ب ۲۹۵، ح ۵۲۵۔

۱۳۲ درود بر محمدؐ و آل محمدؐ۔ ج ۲ب، ۳۱۳، ح۵۹۵۔

۱۳۳ جناب موسیٰ کے کپڑے ایک پتھر لیکر بھاگا اور لوگوں نے انھیں برہنہ دیکھا۔ ج۲،ب ۳۳۰، ح۶۲۸۔

۱۳۴ حضرت موسیٰ نے تھپڑ مار کر ملک الموت کی آنکھ پھوڑ دی۔ ج ۲،ب ۳۳۳، ح۶۳۱۔

۱۳۵ ابن عباس اور عمر ابن خطاب کی قرات میں فرق انما فَتَنَّاہُ کے بجائے انما فَتَنَاہُ پڑھتے تھے۔ ج۲،ب ۳۴۰، ح ۶۴۴۔

۱۳۶ بنی اُمیہ اور بنی ہاشم میں فرق یہ کہ بنی اُمیہ خمس کے مستحق نہیں تھے۔ج۲،ب۳۵۶،ح۷۱۷۔

۱۳۷ آنحضرتؐ کی آنکھ سوتی تھی دل نہیں سوتا تھا۔ج۲،ب۳۷۷،ح۸۱۷۔

۱۳۸ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ "میرے بعد کچھ لوگ پیدا ہوں گے تم اپنی نمازوں کو انکی نمازوں کے مقابل ناچیز سمجھو گے اور روزہ کو حقیر مگر وہ لوگ دین سے نکل گئے ہونگے" انکو جناب امیرؑ نے نہروان میں قتل کیا۔ج۲،ب۳۷۸،ح۸۱۵۔

۱۳۹ آنحضرتؐ نے فرمایا "میرے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو بات کریں گے تو سب سے افضل بات مگر وہ اسلام سے ایسے نکل گئے ہونگے جیسے تیر کمان سے"۔ ج۲،ب۳۷۸،ح۸۱۶۔

۱۴۰ ایک صحابی اپنے آپ کو جہنمی سمجھتا تھا اس لئے کہ اُس نے اپنی آواز کو آنحضرتؐ کی آواز سے بلند کیا تھا۔ج۲،ب۳۷۸،ح۸۱۸۔

۱۴۱ تعریف صحابی کہ وہ جس نے آنحضرتؐ کی صحبت اُٹھائی ہو یا آپؐ کو دیکھا ہو بشر طیکہ وہ مسلمان ہو وہ صحابی ہے۔ج۲،ب۳۸۲۔

۱۴۲ قاتل عمر ابن خطاب مسلمان تھا (بقول عمر ابن خطاب)۔ج۲،ب۳۹۰،ح۸۹۷۔

۱۴۳ عمر ابن خطاب نے جو نبیذ شراب پی تھی جب زخمی ہوئے ابو لولو کے خنجر سے تو پیٹ سے نکل گئی۔ج۲،ب۳۹۰،ح۸۹۷۔

۱۴۴ عبد الرحمٰن بن عوف نے جناب امیرؑ سے کہا "اگر تم کو خلیفہ بناؤں گا تو تم عدل اور انصاف سے کرو گے اور اگر عثمان کو بناؤں گا تو تم عثمان کی بات مانو گے"۔ج۲،ب۳۹۰،ح۸۹۷۔

۱۴۵ آنحضرتؐ نے فرمایا "جس نے فاطمہؑ کو غضبناک کیا اُس نے مجھ کو غضبناک کیا"۔ج۲،ب۳۹۴،ح۹۰۹۔

۱۴۶ آنحضرتؐ نے فرمایا "فاطمہؑ جنت کے عورتوں کی سردار ہیں"۔ج۲،ب۳۹۴۔

۱۴۷ جنگ جمل کے وقت عمار یاسرؓ کا لوگوں سے کہنا کہ تم لوگ اللہ کی اطاعت کرتے ہو یا عائشہ کی اطاعت۔ج۲،ب۴۱۴،ح۹۵۷۔

۱۴۸ عائشہ کا جناب خدیجہؑ کے بارے میں کہا کہ "وہ بڈھی جس کے منہ میں دانت نہیں سرخ مسوڑھے والی"۔ج۲،ب۴۳۴،ح۱۰۰۷۔

۱۴۹ عائشہ کا کہنا کہ وہ کسی اور عورت پر اتنا حسد نہیں کرتی تھیں جتنا جناب خدیجہؑ سے "ماغرت"۔ج۲،ب۴۳۴، ح۱۰۰۵

۱۵۰ ابو بکر کا ایک غلام تھا(نام نہیں لکھا) یہ اپنی کمائی لاکر ابو بکر کو دیتا اور ابو بکر اُسکی کمائی کھاتے تھے۔ج۲،ب۴۴۰، ح۱۰۲۳ ۔

۱۵۱ عبداللہ ابن عمر نے اپنے باپ عمر ابن خطاب سے بیعت رضوان میں سبقت کی۔ج۲،ب۵۰۴، ح۱۳۳۷۔

۱۵۲ جناب سیدہؑ نے ابو بکر سے مرتے دم تک بات نہیں کی ۔ج۲،ب۵۰۴، ح۱۳۸۳۔

۱۵۳ جنگ حنین میں بھاگنے کا واقعہ اور آپ کا رجز کہ میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں۔ج۲،ب۵۲۴، ح۱۴۳۳۔

۱۵۴ آنحضرتؐ نے یمن کی طرف پہلے خالد بن ولید کو روانہ کیا پھر خالد کو ہٹا کر جناب امیرؑ کو مقرر کیا۔ج۲،ب۵۳۱، ح۱۴۷۳ ۔

۱۵۵ باوجود رسولؐ کے منع کرنے کے آنحضرتؐ کے دہن اقدس میں عائشہ نے زبردستی دوا ڈالی اور جب افاقہ ہوا تو آپؐ نے حکم دیا سوائے عباس کے یہ دوا سب چکیں مگر کسی نے نہیں پیا ۔ج۲،ب۵۵۳، ح۱۵۷۰۔

۱۵۶ وفات آنحضرتؐ کا کہنا کہ مجھ کو زہر آلود بکری کا گوشت کھانے کی تکلیف معلوم ہوتی ہے جو خیبر میں ایک یہودن نے بھیجا تھا(سوال۔ کیا غیر مسلم کا ذبیحہ جائز تھا جو پیغمبرؐ نے کھایا؟اور مزید اس حدیث کو بھی دیکھیں اسی بخاری کی جلد۲،باب۲۶۹،حدیث۴۰۶ کہ آنحضرتؐ نے وہ گوشت نہیں کھایا تھا۔اب اوپر والی حدیث کا مطلب سمجھ میں آئے گا)۔ج۲،ب۵۵۳،

۱۵۷ آنحضرتؐ کے وقت وفات اصحاب کا جھگڑنا اور "لَیَھْجُرُ" کہنا۔ج۲،ب۵۵۳، ح۱۵۵۱۔

۱۵۸ لشکر اُسامہ میں ابو بکر اور عمر بھی شریک تھے ۔ج۲،ب۵۵۷، ح۱۵۸۰۔

۱۵۹ حالت نماز میں بھی اگر رسولؐ پکارے تو نماز چھوڑ کر آنا۔ج۲،ب۵۶۰، ح۱۵۸۵۔

۱۶۰ عمر ابن خطاب نے ازواج رسولؐ سے کہا کہ "اگر تم لوگ باز نہ آوگی تو رسولؐ تم کو طلاق دیدیں گے اور اللہ تم سے بہتر مسلمان بیبیاں عطا کریگا"۔ج۲،ب۵۷۰، ح۵۹۴۔

۱۶۱ عاشورہ کا روزہ ایام جہالت میں رکھا جاتا تھا جب رمضان کے روزے واجب ہو گئے تو عاشور کا روزہ چھوڑ دیا گیا۔ ج۲، ب ۵۸۵، ح ۱۶۱۳۔

۱۶۲ عبداللہ ابن عمر کے نزدیک جہاد رکنِ دین نہیں۔ ج۲، ب۵۹۱، ح ۱۶۲۴۔

۱۶۳ عبداللہ ابن عمر کے نزدیک "اللہ نے عثمان کا قصور کو معاف کر دیا لیکن یہ معافی تم لوگ قبول نہیں کرتے، اور رہا علیؑ وہ آنحضرتؐ کے چچازاد بھائی اور آپکے دلماد تھے"۔ ج۲، ب۵۹۱، ح ۱۶۲۴۔

۱۶۴ عمرۂ تمتع ایک شخص نے (عمر ابن خطاب) اپنی رائے سے جو چاہا وہ کہنے لگا۔ (قول حضرت علیؑ)۔ ج۲، ب ۵۹۴، ح ۱۶۲۷۔

۱۶۵ وطی فی الدبر عبداللہ ابن عمر جائز قرار دیتے تھے دیگر صحابہ نے انکار کیا۔ ج۲، ب۶۰۰، ح ۱۶۳۴۔

۱۶۶ عبداللہ ابن زبیر کا اصرار کے منسوخ آیت کو قرآن سے مٹادو۔ ج۲، ب ۶۰۲، ح ۱۶۳۷۔

۱۶۷ عمر ابن خطاب کو آیت کا مطلب معلوم نہیں تھا۔ ج۲، ب۶۰۸، ح ۱۶۴۵۔

۱۶۸ دیدار خدا۔ ج۲، ب ۶۴۴، ح ۱۶۸۹۔

۱۶۹ عمر ابن خطاب کو یہ معلوم تھا کہ آیت **الیوم اکملت** کب اور کہاں نازل ہوئی۔ ج۲، ب ۶۶۵، ح ۱۷۱۴۔

۱۷۰ متعہ کب سے حلال تھی (تفصیل)۔ ج۲، ب ۶۷۲، ح ۱۷۲۳۔

۱۷۱ مسلمان مشرکوں کے پاس جاکر مسلمانوں کے خلاف لڑتے تھے۔ ج۲، ب ۶۹۵، ح ۱۷۵۸۔

۱۷۲ قرآن آنحضرتؐ کی حیات میں جمع نہیں ہوا تھا۔ ج۲، ب ۷۱۷، ح ۱۷۸۵۔

۱۷۳ حضرت علیؑ نے فرمایا "روزِ قیامت میں سب سے پہلے دوزانو ہو کر اللہ کے سامنے میں اپنا مقدمہ پیش کروں گا"۔ ج۲، ب ۷۶۸، ح ۱۸۵۳

۱۷۴ درود بر محمدؐ و آل محمدؐ۔ ج۲، ب ۸۰۵، ح ۱۹۰۳۔

١٧٥ عمر ابن خطاب کا آنحضرتؐ سے جھگڑا کرنا۔ج ۲،ب ۸۳۵، ح ۱۹۴۹۔

١٧٦ ابو بکر اور عمر میں جھگڑا۔ج ۲،ب ۸۳۶، ح ۱۹۵۰

١٧٧ فضیلت حضرت سلمانؓ۔ج ۲،ب ۸٦۸، ح ۲۰۰۲۔

١٧٨ عائشہ اور حفصہ کے قلوب ٹیڑھے ہونے کا واقعہ۔ج ۲،ب ۸۷۹، ح ۲۰۱۵۔

١٧٩ جناب ام سلمہؓ کا عمر ابن خطاب کو ڈانٹنا اور کہنا "خطاب کے بیٹے"۔ج ۲،ب ۸۸۰، ح ۲۰۱۷۔

١٨٠ عمر ابن خطاب تلاوت میں الحی والقیوم کے بدلے **الحی القیام** پڑھتے تھے۔ج ۲،باب انا ارسلنا

١٨١ سورہ واللیل میں معاویہ والے والذکر الانثیٰ کے بجائے وما خلق والذکر الانثیٰ پڑھتے تھے۔ج ۲،ب ۹۰۰، ح ۲۰۴۹۔

١٨٢ عبداللہ ابن مسعود سورہ قل اعوذ برب الفلق اور الناس کو قرآن کا جزو نہیں سمجھتے تھے۔ج ۲،ب ۹۲۱، ح ۲۰۸۰۔

١٨٣ قرآن کے جمع کرنے کا قصہ۔ج ۲،ب ۹۲۴، ح ۲۰۸۹ ۔

١٨٤ ایک آیت کہیں نہیں ملی صرف ابو خزیمہ کے سوا۔ج ۲،ب ۹۲۵، ح ۲۰۹۰۔

١٨٥ متعہ کے حلال ہونے کے بارے میں۔ج ۳،ب ٦١، ح ۱۰۴

١٨٦ بعض فقہا حنفیہ متعہ کا جائز سمجھتے تھے۔ج ۳،ب ۱۰۴۰، ح ۱۸۵۰۔

١٨٧ عمر ابن خطاب کا اعتراف کے "وہ دادا کا، کلالہ کا، اور سود مسئلہ کاش آنحضرتؐ سے پوچھتے ہوتے"۔ج ۳،ب ۳۴۴، ح ۷۵۴۔

١٨٨ تقیہ کرنے کا ثبوت۔ج ۳،ب ۹۹۰، ح ۱۷٦۲۔

۱۹۰ عمر ابن خطاب نے کہا "اگر لوگوں کا خوف نہ ہوتا تو قرآن میں میں اپنی مرضی سے بڑھا دیتا"۔ ج۳،ب۱۱۴۹

۱۹۱ آنخضرتؑ (معاذ اللہ) نماز میں رکعتیں بھول جاتے تھے۔ ج۳،ب۵۹۷،ح۹۸۸۔

۱۹۲ ارشاد آنخضرتؑ "خطاب کے بیٹے (عمر ابن خطاب) کیا ابھی تک تجھ کو شک ہے" افی شك انت یابن خطاب۔ تیسیر الباری ج ۳،۶۲۴۸،ص ۴۷۵۔

۱۹۳ حفصہ کی گستاخیوں کی وجہ سے آنخضرتؑ سارا دن غصے میں رہتے تھے۔ تیسیر الباری ۳،۶۲۴۸،ص ۴۷۶۔

۱۹۴ عمر ابن خطاب آنخضرتؑ کے سامنے توریت پڑھنے لگے جس پر دیگر صحابہ نے ان کو ملامت کی اور کہا "کیا تم نہیں دیکھتے کہ آنخضرتؑ اس وجہ سے کتنے ناراض ہیں"۔ تیسیر الباری ۳،۶۲۴۸،ص ۴۷۶۔

۱۹۵ حدیبیہ میں حضرت علی کا انکار انکے قوت ایمانی کا جوش تھا آنخضرتؑ کا حکم بطور وجوب نہیں تھا اور دوسرے یہ معجزہ دکھانا تھا کہ آپ کو لکھنا آتا ہے۔ (مترجم)۔ تیسیر الباری ج۳،ح۸۶۲،ص۶۵۸۔

۱۹۶ عمر ابن خطاب حفصہ کے بیوہ ہونے کے بعد ہر ایک سے کہتے پھرتے تھے کہ "میں تمھارا نکاح حفصہ سے کردیتا ہوں" تیسیر الباری ج۷، ح۶۰، ص۵۶۔

۱۹۷ امام نسائی اور اسحاق بن رہویہ کا قول کہ معاویہ کے بارے میں کہ صحابیت کا ادب مانع ہے اس کے بارے میں آنخضرتؑ کی صرف ایک حدیث ہے کہ اللہ اُس کا پیٹ نہ بھرے اور نیز یہ دشمن خاندان رسالت تھا۔ تیسیر الباری ج۵، ح۷۱۰ص۹۲-۹۰، باب معاویہ۔

۱۹۸ وقرن فی بیوتکن آنخضرتؑ کی بیبیوں کے لئے آیا تھا اور جناب ام سلمہؓ فرماتی تھیں "میں اونٹ پر سوار ہو کر حرکت کرنے والی نہیں ہوں جب تک آنخضرتؑ سے نہ مل جاؤں یعنی مرے دم تک گھر میں رہوں گی"۔ تیسیر الباری ج۵، ح۱۱۶۲، ص۹۵، باب مناقب عائشہ

۱۹۹ کلمہ اشہد ان علیا ولی اللہ کے بجائے اشہد ان علیا امام الاولیاء کہنا چاہئے (بقول علامہ وحید الزمان مترجم)۔ تیسیر الباری ج۵، ح۳۰۹، ص۲۴۶ باب جنگ بدر۔

۲۰۰ آیت اکملت لکم کے بارے میں ایک یہودی نے عمر ابن خطاب سے کہا کہ یہ ایک ایسی آیت قرآن میں ہے اگر ہم یہودیوں کے ہاں

ہوتی تو ہم اُس دن کو روز عید ٹھیر اتے۔ تیسیر الباری ا، ۴۳، ص ۴۰ باب زیادۃ الایمان ۔

۲۰۱ ایک شخص نے آنحضرتؐ سے اپنے باپ کا نام جو اُسکو علم نہیں تھا پوچھا آپؐ نے اُسکے صحیح باپ کا نام بتلایا اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اور پوچھو تو عمر فوراً دوزانو ہو کر بیٹھ گئے اور تین بار کہا ہم اللہ کے رب و دین اسلام اور آپ کے پیغمبرؐ ہونے سے خوش ہیں۔ یہ سن کر آپ چپ رہے۔ تیسیر الباری، ا، ۹۳، ص ۸۱، باب من برك على ركبتيه

۲۰۲ نماز کی امامت کے لئے غلام، و ولد الزنا اور گنوار، اور نابالغ میں سے جو بھی اللہ کی کتاب کا زیادہ قاری ہو وہ کرے۔ تیسیر الباری، ج ا ،باب امامه العبد، ص ۴۶۰

۲۰۳ ابن قاسم نے امام مالک سے نماز میں ہاتھ چھوڑ دینا نقل کیا ہے۔ تیسیر الباری، ج ا، ۷۰۷، ص ۴۸۹، باب وضع اليمنى على اليسرى.

۲۰۴ امام مالک کے نزدیک بعد سورہ حمد کے بعد آمین نہیں کہنا چاہئے۔ تیسیر الباری، ج ا، ص ۵۱۳۔

۲۰۵ بعد قبول اسلام آنحضرتؐ نے خالد بن ولید پر تبرا کیا ۔ تیسیر الباری، ج ۵، ۶۲۸، ص ۴۹۵ ۔

۲۰۶ عائشہ کا عمل تھا وہ جب کسی مرد سے گوشہ پردہ نہ کرنا چاہتیں تو اپنی بھتیجیوں اور بھانجیوں سے کہتیں کے اُن کو پانچ بار دودھ پلادو حالانکہ وہ شخص بڑی عمر کا ہوتا تھا۔ پھر وہ شخص عائشہ کے پاس آتا جاتا رہتا آنحضرت کی دوسری بیبیاں خصوصاً ام سلمہؓ نے اس پر عمل کرنے سے انکار کیا کہ رضاعت کا تعلق بچپن سے ہے۔ تیسیر الباری، ج ۵، بدر، ۳۳۵، ص ۲۶۷۔

۲۰۷ ابو بکرہ نے کہا اللہ نے مجھے جنگ جمل کے دن رسول کی ایک حدیث نے بچالیا کہ "بھلا وہ قوم کہیں پنپ بھی سکتی ہے جو اپنا کام ایک عورت کے سپرد کر دے"۔ تیسیر الباری، ج ۵، کتاب النبی، ۷۰۸، ص ۵۶۷۔

۲۰۸ بخاری نے جناب امیر کو حضرت علی علیہ السلام لکھا۔ ج ۶، باب سورۃ والذاریات، کتاب التفسیر، ص ۳۷۲۔

۲۰۹ جس حدیث رسولؐ سے لوگ یزید ملعون کو جنتی کہتے ہیں اس میں قسطنطنیہ کا نام ہی نہیں ہے ہاں ایک حدیث ملتی ہے اور وہ بھی قیصر روم کے شہر میں جہاد کی ہے جو جزیرہ قبرص کی فتح کے بارے میں ہے اس میں ابو ایوب انصاریؓ شریک تھے ۲۸ھ میں واقع ہوا تھا۔ تیسیر الباری، ج ۴، ما قيل في قتال روم، کتاب الجہاد ۱۷۵، ص ۱۲۵۔

۲۱۰ حدیث قرطاس کے وقت عمر ابن خطاب نے ہجر لفظ کہا تھا۔ تیسیر الباری، ج۴، ھل یستشفع، کتاب الجھاد۲۸۸، ص۲۱۱

۲۱۱ عثمان نے فدک مروان کو جو انکا عزیز تھا دیدیا تھا۔ تیسیر الباری، ج۴، خمس، ۳۲۵، ص۲۴۳

۲۱۲ حدیث حوض رسولؐ اصحابی اصحابی کہیں گے اور فرشتے مرتد کہیں گے۔ تیسیر الباری، ج۴، الانبیاء، ۵۶۸، ص۴۲۷۔

۲۱۳ حرام رشتوں میں جہاں بیٹیاں اور بیٹے مراد ہیں وہاں پرنواسیاں اور پوتیاں اور نواسے اور پوتے بھی شامل ہیں۔ تیسیر الباری ج۷ باب، و ربائبکم، ص۲۷۔

۲۱۴ عمر ابن خطاب جب دعا مانگتے تھے تو رسولؐ کے چچا عباس کا وسیلہ دیتے تھے۔ تیسیر الباری، ج۱، ح۹۳۶، ص۹۵۵۔

۲۱۵ عبداللہ ابن عمر ابن خطاب نے لوگوں کو مخاطب ہو کر کہا کہ "ہم یزید سے اللہ اور رسول کے حکم کے موافق بیعت کر چکے اب اس (یزید) سے بغاوت نہیں کر سکتے، اگر کوئی بیعت کر کے توڑڈالے تو اُس میں اور مجھ میں کوئی تعلق نہیں رہا"۔ تیسیر الباری جلد۹ خرج فقال بخلافه پاره ۲۹، ۵۴، صفحہ ۱۷۱۔

۲۱۶ صحابہ میں عمر ابن خطاب اور عبداللہ ابن مسعود اس کے قائل تھے کہ غسل جنابت کے لئے اگر پانی دستیاب نہیں ہے تو تیمم بدل غسل کرنا درست نہیں اگر پانی نہ ملے تو نماز ہی نہ پڑھے۔ لیکن اور سب صحابہ اس کے خلاف تھے انہوں نے جب کے لئے تیمم جائز رکھا۔ تیسیر الباری، جلد۱، اذا خاف الجنب، ۳۴۱، صفحہ ۲۴۶۔

۲۱۷ امام بخاری کے نزدیک کتے کا جھوٹا پاک ہے، امام شوکانی نے کہا اکثر علماء کے نزدیک وہ نجس ہے، اسی طرح کتے کا لعاب اور عکرمہ اور امام مالک کے نزدیک پاک ہے۔ سور کا بھی یہی حکم ہے امام مالک کے نزدیک سور کا جھوٹا بھی پاک ہے مگر دوسرے علماء نجس جانتے ہیں۔ تیسیر الباری، جلد۱، الماء الذی یغسل، حاشیہ، صفحہ ۱۳۴۔

۲۱۸ ابو حنیفہ کے نزدیک نبیذ (شراب) سے وضو جائز ہے۔ تیسیر الباری جلد۱، باب وضو، صفحہ ۱۷۷۔

۲۱۹ عائشہ سفر میں پوری نماز پڑھتی تھیں جبکہ قصر کرنا واجب ہے۔ تیسیر الباری، جلد۲، باب یقصر، صفحہ ۱۳۸۔

۲۲۰ عبداللہ ابن عمر بن خطاب نے خواب دیکھا کہ دو فرشتے اُنہیں جہنم کی طرف لے گئے جس میں کچھ لوگ جانے پہچانے نظر آئے۔

تیسیر الباری، جلد۲،قیام لیل،۱۵۶۔

۲۲۱ عمر ابن خطاب بقول خود حالت نماز میں فوج کا حساب کرتے تھے، اور نماز مغرب میں قرأت ہی نہیں کی۔ تیسیر الباری جلد ۲ ، تفکر ،حاشیہ ص۲۱۹۔

۲۲۲ جب معاویہ نے اپنی خلافت کے لئے کسی اعتراض کرنے والے کو اعتراض کرنے لئے کہاتو عبداللہ ابن عمر اس ڈر سے کے کہیں فساد نہ ہو خاموش رہے۔ تیسیر الباری، جلد ۵، خندق ،۳۵۰۔

۲۲۳ بیعت رضوان جس شجر کے نیچے لی گئی تھی لوگ اس شجر کے نیچے نماز پڑھتے تھے۔ عمر ابن خطاب نے اس درخت کو کٹوادیا۔ تیسیر الباری ،جلد ۵، الحدیبیہ، صفحہ ۳۹۲۔

۲۲۴ مسلم بن عقبہ جس نے مدینہ میں بحکم یزید تاراجی کی تھی جب مرنے لگاتو مرتے وقت یہ دعا کی یااللہ میں نے شہادت توحید کے بعد کوئی نیکی اس سے بڑھ کر نہیں کی کہ مدینہ والوں کو قتل کیا۔ تیسیر الباری، جلد ۵، الحدیبیہ، صفحہ ۳۹۴۔

۲۲۵ براء بن عازب صحابی رسولؑ سے علاء بن مسیّب کے باپ نے پوچھا کہ آپ نے رسولؑ اللہ کی صحبت اُٹھائی اور درخت کے نیچے آپؑ سے بیعت کی تو انہوں (براء بن عازب) نے کہا "تم کیا جانو ہم لوگوں نے (اصحاب رسولؑ) آنحضرتؑ کے بعد کیا کیا نئے گن کئے"۔
تیسیر الباری، جلد ۵، الحدیبیہ، صفحہ ۳۹۴۔

۲۲۶ ابوہریرہ جو فتح خیبر کے بعد اسلام لائے حدیث بیان کر رہے ہیں خیبر کی۔ تیسیر الباری، ج۵، خیبر، ۵۱۵، صفحہ ۴۱۶۔

۲۲۷ حدیث رسولؑ کل علم اس مرد کو دونگا جس سے اللہ اور رسولؑ محبت کرتے ہیں اور وہ اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہو۔ تیسیر الباری ،ج۵، خیبر، ۵۲۰، صفحہ ۴۲۱۔

۲۲۸ ابن اسحاق نے ابورافع سے روایت کی کہ ایک یہودی نے حضرت علیؑ پر حملہ کر کے اُن کی ڈھال گرادی وہاں ایک دروازہ قلعہ کا تھا حضرت علیؑ نے اُسی کو اٹھالیا ڈھال کی طرح یہاں تک کہ قلعہ فتح ہو گیا ابورافع کہتے ہیں میں اور سات آدمی اور آٹھ آدمیوں نے (یعنی ۱۶) نے زور لگایاتو وہ دروازہ اُلٹ نہ سکا۔ تیسیر الباری، ج۵، خیبر، ۵۲۱، صفحہ ۴۲۲ حاشیہ۔

۲۲۹ متواتر احادیث ہیں جس میں گدھے کا گوشت روز خیبر حرام کیا گیا مگر کسی حدیث میں متعہ کے حرام ہونے کا تذکرہ نہیں ہے۔

تیسیر الباری، ج۵، خیبر، ۵۲۶، ۵۳۴، صفحہ ۴۲۴ تا ۴۲۶۔

۲۳۰ خیبر کے دن عثمان ابن عفان (جو بنی اُمیہ سے تھے اور اپنے آپ کو قریش سمجھتے تھے) رسولؐ اللہ کے پاس جا کر خمس مانگا اور کہا آپؐ نے مطلب بن عبد مناف کی اولاد کو دیا حالانکہ ہمارا اور انکا رشتہ جو آپؐ کے ساتھ ہے وہ ایک ہے۔ آپ نے انکار کیا اور کہا ہاشم اور مطلب ایک ہے عبد شمس کو اور نوفل کی اولاد کو کچھ نہیں۔ تیسیر الباری، ج۵، خیبر، ۵۳۸، صفحہ ۴۲۸۔

۲۳۱ جناب امیرؑ سے یہ منسوب ہے کہ آپ نے بعد وفات جناب سیدہؑ بیعت کی۔ مگر روایت میں کہیں نہیں لکھا کہ آپؑ نے واقعی بیعت کی تھی۔ تیسیر الباری، ج۵، خیبر ۵۴۶، صفحہ ۴۳۴ تا ۴۳۶۔

۲۳۲ جیش اسامہ میں ابو بکر، عمر، اور ابوعبیدہ وغیرہ شامل تھے۔ تیسیر الباری، ج۵، غزوہ زید ، ۲۵۵، صفحہ ۴۴۰ حاشیہ۔

۲۳۳ فرمایا رسولؐ اللہ نے جناب امیرؑ سے کہ انت منی و انا منك. تیسیر الباری، ج۵، عمرہ قضاء، ۵۵۳، صفحہ ۴۴۲۔

۲۳۴ عبداللہ ابن عمر کی بیان کردہ حدیث پر عائشہ نے تردید کی۔ تیسیر الباری، ج۵، ب ۵۵۵، ص ۴۴۳۔

۲۳۵ زنا سے پیدا ہوا طفل زانی کا نہیں ہوتا بلکہ اس شخص کا ہوتا ہے جس کی زوجہ سے یا کنیز سے پیدا ہوا ہو۔ تیسیر الباری، ج۵، مکہ، ۵۹۶، ص ۴۷۰

۲۳۶ رسولؐ اکرم کے سامنے ابو بکر اور عمر کے درمیان بلند آواز سے جھگڑا کرنا اور سورہ حجرات کی یہ آیت کہ اللہ اور رسول سامنے باتیں۔۔۔ تیسیر الباری، ج۵، باب غزوۃ عینیہ، ۶۵۳، ص ۵۱۷۔

۲۳۷ حدیث منزلت۔ حاشیہ میں کہ جناب امیرؑ میں بغیر نبوت کے سارے کمالات موجود تھے مگر مفضول کی خلافت افضل کے مقابل قبول ہے (امام نووی)۔ تیسیر الباری، ج۵، باب تبوک، ح ۷۰۰، ص ۵۵۲۔

۲۳۸ حاکم اور سعد نے جو روایت کی کہ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کی گود میں وفات پائی تو یہ روایت اس بنا پر صحیح نہیں ہے کہ اسکی سند میں ایک شیعہ ہے (حاشیہ)۔ تیسیر الباری، ج۵، مرض النبی، ۷۲۲، صفحہ ۵۷۵۔

۲۳۹ معاویہ کا یہ کہنا کہ لوگ جھوٹی حدیثیں بیان کر رہے ہیں۔ تیسیر الباری، ج۴، مناقب، ح ۷۰۴، ص ۵۴۰۔

۲۴۰ قریش قصی بن کلاب کی اولاد کا نام ہے اور فرمایا رسولؐ اللہ نے کہ سرداری قریش کا ہاں رہے گی۔ تیسیر الباری، ج۴، مناقب، ۵۰۷، ص۵۴۰۔

۲۴۱ قرآن کا جمع کرنا (حاشیہ)۔ تیسیر الباری، ج۴، ب نزلالقران، ح۵۰۹۷، ص۵۴۳۔

۲۴۲ فرمایا رسولؐ اللہ نے کہ "اللہ کو دیکھ کر روز قیامت میں سجدے میں گر پڑوں گا"۔ تیسیر الباری، ج۶، بقرہ، ۲، ۴۔

۲۴۳ سورۃ بقر میں تمام قاریان "فوم" یعنی گیہوں کہتے تھے اور ابن مسعود "ثوم" (لہسن)۔ تیسیر الباری، ۶، شیاطین، ۳، ۷۔

۲۴۴ قول عمر ابن خطاب کہ علیؑ سب سے عمدہ قاضی ہیں۔ تیسیر الباری ج۶، قولہ، ۸، ص۱۱۔

۲۴۵ صراط علی مستقیم۔ لفظ "شیع" کی تفسیر۔ (حاشیہ) تیسیر الباری، ج۶، حجر، ۲۲۲۔ ۲۲۳، ص۱۹۳۔

۲۴۶ سورہ حجر لفظ فزع اور فرغ کی قرات میں فرق اصحاب کے زبانی۔ تیسیر الباری، ۶ حجر، ۲۲۴، ص۱۹۵۔

۲۴۷ ابو حنیفہ نے نماز میں فارسی، اردو، یا کسی زبان میں قرآن کے ترجمہ کی قرات کو جائز رکھا۔ تیسیر الباری، ج۶، حجر، ۲۲۴ حاشیہ ۱۹۸۔

۲۴۸ اگر رسول اکرم پکاریں چاہے نماز میں ہی کیوں نہ ہو فوراً چلے آجاؤ۔ تیسیر الباری، ج۶، سبع مثانی، ۲۲۶، ص۱۹۷۔

۲۴۹ واقعہ افک میں جس کنیز کو برائے تصدیق اور گواہی کے لایا گیا اسکا نام بریرہ ہے۔ یہ واقعہ افک ۶ ہجری کا ہے۔ بریرہ کنیز کو عائشہ نے فتح مکہ کے بعد ۱۰یا ۹ ہجری میں خریدا۔ (اب یہ گواہی یا صفائی بریرہ کے طرف سے دی گئی کہاں تک سچ ہے۔ اس کے علاوہ سعد بن معاذ نے بھی عائشہ کے حق میں کہا حالانکہ سعد بن معاذ خندق کی لڑائی ۴ ہجری میں پہلے ہی شہید ہو چکے تھے)۔ تیسیر الباری، ۶، افک، ۲۷۳، ۲۵۸، ۲۷۰ مع حاشیہ۔

۲۵۰ منقول ہے کہ آنحضرتؐ کے آباء و اجداد نے کبھی بت پرستی نہیں کی بلکہ سب کے سب موحد گذرے اسکا مطلب یہ ہے کہ جب تک نور اُن کی پشت میں رہا اسوقت تک انہوں نے بُت پرستی نہیں کی جب نور ان سے جدا ہو گیا تو اسوقت شرک میں مبتلا ہو گئے۔ تیسیر الباری ۶، انک لا تھدی، ۲۹۵، صفحہ ۲۹۳ (حاشیہ ۹)۔

۲۵۱ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسولؐ اللہ نے قیامت کے دن اللہ زمین کو ایک مٹھی میں لیلے گا اور آسمانوں کو داہنے ہاتھ میں لپیٹ لے گا۔ تیسیر البار ی،۶،قبضته یوم القیامه،۳۳۶، صفحہ ۳۳۲۔

۲۵۲ الا المودة فی القربیٰ سعید بن جبیر نے کہا اس سے رسولؐ کی آل مراد ہے۔ ابن عباس سے ابن ابی حاتم نے اخذ کیا کہ اس سے جناب فاطمہؑ کی اولاد مراد ہے۔ ابن کثیر نے لکھا کہ اسکا راوی حسین اشقر ہے جو شیعہ حدیث بنانے والا ہے اور یہ آیت مکہ کی ہے جبکہ فاطمہؑ کی کوئی اولاد نہیں تھی (مروان سے تو حدیث لی جائے اور شیعہ ہونے کا شک بھی ہو تو رد کردی جائے)۔ تیسیر البار ی،۶،مودة،۳۴۳، ص ۳۴۳۔

۲۵۳ ہجڑے کی امامت نماز کے لئے جائز ہے۔ باغی اور بدعتی کے پیچھے بھی (امامت میں) نماز جائز۔ تیسیر البار ی،۱،امامة المفتون، صفحہ ۴۶۲۔

۲۵۴ سورہ نساء آیت ۳۳۔ پہلے عاقدت تھا ب عقدت ہے۔ تیسیر البار ی،ج۸،فرائض زویا لارحام، ص۵۱۵۔

۲۵۵ آنحضرتؐ اپنے دامادوں سے عہد لیتے تھے کہ آپ کی بیٹیوں کی حیات میں وہ کسی اور سے نکاح نہ کریں۔ تیسیر الباری،۵، مناقب،۷۶،۷۱

۲۵۶ زید بن عبداللہ ابن عمر ابن خطاب نے اپنے والد عبداللہ ابن عمر بن خطاب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا اسلام قبول کرنے کے بعد عمر ابن خطاب ڈرے ہوئے گھر میں بیٹھے رہتے تھے جب عاص بن وائل نے دیکھا کہ یہ خوف زدہ ہیں تو پوچھا کہ تیرا یہ حال کیوں ہے تو کہا لوگ کہتے ہیں کہ اگر میں مسلمان ہوا تو مجھ کو مار ڈالیں گے۔ جب لوگ عمر کے گھر آئے تو عاص نے لوگوں سے پوچھا کیوں آئے ہو تو لوگوں نے جواب دیا "خطاب کے بیٹے کی خبر لینے آئے ہیں"۔ اس پر عاص نے کہا تم عمر کو مت ستاؤ۔ یہ سنتے ہی لوگ چلے گئے۔ تیسیر البار ی،ج۵،باب اسلام عمر بن خطاب، ح۲۰۴، ص۱۶۰۔

۲۵۷ آیت رجم قرآن میں موجود تھی جواب نہیں ہے۔ تیسیر البار ی،ج۶،باب اثم الزناة ، ح۸۰۲، ص۵۵۵۔

۲۵۸ فدک کے سلسلے میں امام نووی کی شرح۔ تیسیر البار ی،ج۶،باب لانرث، ح۷۲۰، ص۵۰۲۔

۲۵۹ ماعز اسلمی (صحابی) نے چار بار زنا کرنے کا اعتراف کیا اور سنگسار ہوا۔ تیسیر البار ی ج۶،باب لایرجم، ح۸۰۵، ص۵۵۶۔

۲۶۰ سورہ حج آیت ۵۲۔ وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی، ابن عباسؓ "ولا نبی" کے بعد "ولا محدث" پڑھتے تھے۔

۲۶۹ عبداللہ ابن ابی کوجب عمر نے قتل کرنے کا اظہار کیا تو آنحضرتؐ نے فرمایا نہیں ایسامت کرو لوگ کہیں گے محمدؐ اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں۔ تیسیر الباری ج ۴، مایںھی من دعوۃ، ح ۷۲۰، ص ۵۵۰۔

۲۷۰ آنحضرت کا ارشاد کہ میں بہترین نسل میں رہا بعثت من خیر قرون بنی آدم قرنا فقرنا حتی کنت من القرآن الذی کنت منہ، تیسیر الباری جلد ۴، صفۃ النبی ح ۷۵۷، ص ۵۷۲۔

۲۷۱ ہجرت کا واقعہ ابو بکر کے زبانی۔ تیسیر الباری، ج ۴، ح ۸۱۲، ص ۶۱۰۔

۲۷۲ مدعم جو صحابی رسول اللہ تھا آنحضرتؐ کے اونٹ کی پالان اُتار رہا تھا اتنے میں ایک تیر آیا اور اُس کو لگا اور وہ مر گیا۔ لوگوں نے کہا اِس کو جنت مبارک۔ فرمایا رسولؐ اللہ نے "ہر گز نہیں جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس (مدعم) نے حنین میں کمبل چرائی تھی مال غنیمت سے وہ اس وقت آگ بن کر اُسکو جلا رہی ہے" یہ سُن کر ایک اور صحابی نے دو جوتے کے تسمے چرائے تھے لاکر رکھ دئے۔
تیسیر الباری، ج ۵، کتاب المغازی، ۵۴۱، ۴۳۱۔

۲۷۳ کرکرہ جو رسولؐ اللہ کی خدمت کرتا تھا اور صحابی کی تعریف میں بھی شامل تھا وہ مر گیا۔ فرمایا رسولؐ اللہ نے "وہ جہنم میں گیا اُس نے کمبل چرائی تھی مال غنیمت سے وہ اس وقت آگ بن کر اُسکو جلا رہی ہے"۔ تیسیر الباری، ج ۴، کتاب الجہاد، ح ۳۰۸، ص ۲۲۸۔

۲۷۴ حدثنا مسدد یحیٰ عن عمران ابی بکر حدثنا ابو رجاء عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالی عنہ قال نزلت آیۃ المتعۃ فی الکتاب اللہ ففعلنا ھا مع رسول اللہ صلی اللہ وسلم ینزل قرآن یحرمہ ولم ئنہ عنھا حتیٰ مات رجل برایہ ماشاء قال محمد یقال انہ عمر۔ ترجمہ ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحیٰی نے انہوں نے عمران ابو بکر سے انہوں نے ابو رجاء سے انہوں نے عمران بن حصین سے اُنہوں نے کہا متعہ کی آیت اللہ کی کتاب میں اُتری اور ہم نے آنحضرتؐ کے زمانے میں کیا اس کے بعد کوئی آیت قران کی ایسی نہیں اُتری جس سے منع کیا گیا ہو اور نہ ہی آنحضرتؐ نے منع کیا یہاں تک آپؐ کی وفات ہو گئی۔ اب ایک شخص نے اپنی رائے سے جو چاہا کرنے لگا۔ محمد نے کہا وہ عمر تھے۔ تیسیر الباری ۵ کتاب التفسیر، صحیح بخاری مطبع دار الفکر بیروت جلد ۶ ص ۳۳۔ (واضح رہے کہ یہ حدیث عمداً حج کے باب میں میں رکھی گئی ہے اور تیسیر البخاری اور دیگر اردو ترجموں میں آخر میں عمر ابن خطاب کا نام نکالدیا گیا ہے)۔

۲۷۵ عن ابوھریرۃ أن رسول اللہ ﷺ قال : اذا نودی للصلاۃ أدبر الشیطان لہ ضراط حتی لا یسمع التاذین۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب فضل التاذین: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان پاد تا ہوا (Releasing Gas) پیٹھ موڑ کر چل دیتا ہے پاد تا اس لئے کہ پاد کی آواز اذان کی آواز پر حاوی ہو جائے تا کہ تو ان کی آواز شیطان کو سُنائی نہ دے (معاذ اللہ)۔ تیسیر البخاری شرح صحیح بخاری جلد اول کتاب الاذان ص

تیسیر الباری، ج۵، باب مناقب عمر، ح۳۸، ص۳۴۔

۲۶۱ سورۃ کہف آیت۷۹، وکان ور آئهم ملك یاخذ کل سفینة غصبا ابن عباس یوں پڑھتے تھے، وکان امامهم ملك یاخذہ کل سفینة صالحة۔ تیسیر الباری، ج۶، کتاب التفسیر، باب سورۃ کہف، ح۲۴۹، ص۲۲۲ تا ۲۲۳۔

۲۶۲ سورۃ کہف آیت۸۰، واما الغلم فکان ابوٰہ مؤمنین ابن عباس کی قرات واما الغلم کے بعد فکان کافرا تھا۔ تیسیر الباری ۶، کتاب التفسیر، باب سورۃ کہف، ح۲۴۹، ص۲۲۲ تا ۲۲۳۔

۲۶۳ ابوہریرہ نے ایک حدیث رسولؐ اکرم بیان کی، لوگوں نے جب اُن سے پوچھا کیا یہ حدیث تم نے رسولؐ اللہ سے سنی تو؟ ابوہریرہ نے کہا نہیں یہ میرے ذہن کی پیداوار ہے قال : لا، هذا من کیس ابو هریرة۔ تیسیر الباری ۷، کتاب النفقات وجوب النفقة علیٰ الحل والعیال، ۲۵۲ حدیث۲۶۸۔

۲۶۴ آنحضرتؐ نے دیکھا عائشہ جناب سیدہ سے جھگڑ رہی ہے تو عائشہ سے کہا " حمیرا ! تو میری بیٹی فاطمہؑ کا پیچھا نہیں چھوڑتی!"۔ تیسیر الباری، ج۷، کتاب النکاح، حسن معاشرہ، ص۱۰۷ (فوٹ نوٹ)۔

۲۶۵ فلیح بن سلیمان سے روایت ہے کہ فرمایا رسولؐ اللہ نے "کسی کی مال اور صحبت کا احسان مجھ پر اتنا نہیں جتنا ابوبکر کا ہے، کسی کا دروازہ کھلا مت رکھو مسجد میں سوائے ابوبکر کے دروازہ کے۔ (اس کے راوی کے بارے ہے کہ یہ قابل بھروسہ نہیں تھا تذکرۃ الحفاظ جلد اول ص ۱۸۵) تیسیر الباری جلد اول الخوخة والممر فی المسجد، ۳۵۵، ص۳۲۵ تا ۳۲۶۔ ملاحظہ ہو امام نووی کا تبصرہ جس میں راوی کے بارے میں لکھا گیا۔

۲۶۶ ایسی ہی حدیث کے راوی عکرمہ ہے جو ابن عباس کا غلام تھا اور خارجی تھا امام مالک اور امام مسلم دونوں نے ان سے قطع تعلق رکھا تذکرۃ الحفاظ جلد اول ص۹۵۔ ابن خلکان حصہ سوم ص۲۱۳ طبقات ابن سعد۔ ایضاً۔ تیسیر الباری، ایضاً، ۳۲۶۳۵۶، ۳۲۷۔

۲۶۷ روز خندق عمر ابن خطاب رسولؐ اللہ کے سامنے کفار کو گالیاں دیں۔ تیسیر الباری، ج۵، باب خندق، ح۳۳۸، ص۳۵۲۔

۲۶۸ عن علی رضی الله عنه قال: ما کتبنا عن النبی صلی الله علیه وسلم إلا القرآن وما فی هذہ الصحیفة فرمایا حضرت علیؑ نے ہم نے آنحضرتؐ کے زبانی قرآن لکھا اور اس کے علاوہ جو اس صحیفہ میں موجود ہے۔ تیسیر الباری، ج۴ باب اثم من عاهد ثم غدر، ح۴۰۴، ص۳۱۴۔

۴۰۸۔ اس حدیث کو تمام کتابوں میں تذکرہ کیا گیا۔

صحیح مسلم

حدیث کی بہت سی کتابیں ہیں جن میں سے علمائے اسلام نے چھ کتابوں کو مستند و معتبر قرار دے کر " صحیح " کا لقب دیا ہے یعنی صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ترمذی، صحیح ابوداؤد، اور صحیح نسائی، اور صحیح ابن ماجہ۔ اور ان میں سب سے زیادہ مستند صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو قرار دیا ہے۔ صحیح بخاری او صحیح مسلم میں کون زیادہ معتبر ہے اور کس کا پایہ بلند ہے ؟۔ اس میں علماء کے درمیان اختلاف رائے ہے۔ بعض صحیح بخاری کو بلند پایہ مانتے ہیں اور بعض صحیح مسلم کو، امام مسلم نے چار لاکھ حدیثیں جمع و فراہم کیں اور ان میں سے ایک لاکھ مکرر تھیں جن کو ترک کر دینے کے بعد تین لاکھ حدیثوں کو یکجا کیا اور پھر ان تین لاکھ حدیثوں کی کافی عرصہ تک جان پڑتال کی اور ان میں جو احادیث ہر اعتبار سے مستند و معتمد ثابت ہوئیں ان کا انتخاب کر کے صحیح مسلم شریف کو ترتیب دیا یعنی تین لاکھ میں سے بارہ ہزار سے کچھ زیادہ حدیثیں انتخاب کیں۔

حافظ ابو علی نیشاپوری کہتے ہیں کہ " صحیح مسلم تمام کتب حدیث پر ترجیح رکھتی ہے۔ ان کا قول ہے کہ **ماتحت ادیم السمآء اصح من کتاب مسلم**۔ (آسمان کے نیچے صحیح مسلم سے زیادہ صحیح کتاب کوئی نہیں۔

ابوزرعہ رازی اور ابو حاتم، امام مسلم کے تبحر علم حدیث کے سبب امام مسلم کو امام علم حدیث شمار کرتے اور جماعت اہلحدیث کا سرگروہ مانتے ہیں۔ ان کی تاریخ وفات ۲۴ ر رجب ۲۶۱ھ ہے۔

میں نے جن احادیث کا انتخاب کیا وہ مندرجہ ذیل کتاب سے کیا ہے جو میرے پاس موجود ہے۔

صحیح مسلم معہ شرح نووی مترجم ترجمہ علامہ وحید الزمان ناشر خالد احسان پبلشرز لاہور نعمانی کتب خانہ اردو بازار لاہور

۱ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ "نہیں محبت رکھے گا علیؑ سے مگر مومن اور نہیں دشمنی رکھے گا علیؑ سے مگر منافق" تسمیہ العبد الابق کافرا۔ جلد اول، ص ۲۷۱۔

۲ عائشہ نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور عبداللہ بن یزید کو پانی منگا کر پردہ کے پیچھے غسل جنابت کا طریقہ بتلایا (تاویل یہ کہ محرم کا اوپر کا بدن دیکھنا درست ہے)۔ (جب پانی ڈالا گیا تو بدن بھیگا یا نہیں اگر بھیگا تو اندر کا بدن نظر آئے گا یا نہیں؟) صفة غسل الجنابة ۔جلد اول ص ۴۳۲۔

۳ عائشہ نے ابوموسیٰ کو غسل جنابت کب واجب ہوتا ہے اسکی تفصیل بتلائی۔ بیان الجماع کان فی اول الاسلام لا یوجب الغسل ۔جلد اول، ص ۴۴۸۔

۴ امام مالک نے بیان کیا کہ "نمازی کو اختیار ہے کہ ہاتھ باندھے اور چاہے نہ باندھے نماز میں"۔ وضع یدہ الیمنیٰ علی الیسریٰ جلد دوم، ص ۲۸۔

۵ معاذاللہ پیغمبرؐ نماز میں بھول جاتے تھے۔ رسول کو دین کی باتوں میں بھول چوک ہوتی تھی۔ السھو فی الصلواۃ۔ جلد دوم، ص ۱۳۴۔

۶ منیٰ میں زمانہ رسولؐ سے خلافت دوم تک دو رکعت نماز پڑھی جاتی تھی عثمان نے شروع میں ایسا ہی کیا بعد میں چار رکعت نماز ہو گئی۔
عبداللہ ابن عمر جب امام کے پیچھے نماز پڑھتے تو چار اور اگر اکیلے پڑھتے تو دو رکعت والی یعنی قصر کتاب الصلواۃ المسافر و قصرھا۔
جلد دوم، ص ۲۱۷۔

۷ آنحضرتؐ دو نمازوں کو جمع کرتے تھے (ابن عباس)۔ جواز ان الجمیع بین الصلواتین ۔ ص ۲۲۶

۸ (معاذاللہ) جب ایک تہائی رات گذر جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اترتا ہے آسمان سے۔ الصلواۃ اللیل و عدد رکعات۔ ص ۲۵۴۔

۹ اختلاف قرأت قرآن۔ ما یتعلق بال قرآءت۔ ص ۲۹۴

۱۰ عبداللہ بن مسعود کے مصحف میں سورہ معوذتین نہیں تھے۔ ایضاً، ص ۲۹۵۔

۱۱ موسیقی کے جائز یا ناجائز میں اختلاف امام مالک جائز کہتے ہیں ابو حنیفہ اہل عراق حرام شافعی، مالکی اس کو مکروہ جانتے ہیں۔ صلواۃ

العیدین ۔جلد دوم، ص۲۳۹

۱۲ عبد اللہ ابن عمر نے سنا کچھ اور اسکو یاد نہ رہا احکام رسولؐ بھول گئے (بقول عائشہ) الجائز ۔ص۳۷۵

۱۳ آنحضرتؐ نے غضب ناک ہو کر عائشہ کے سینہ پر گھونسہ مارا۔ الجنائز ۔ص۴۰۱۔

۱۴ فرمایا رسولؐ اللہ نے "جب رات آئی دن گیا اور سورج ڈوبا روزہ دار نے افطار کیا" بیان وقت انقضاء الصوم۔ جلد سوم، ص۱۰۹۔

۱۵ متعہ کے بارے عمر ابن خطاب کا کہنا "اللہ نے اپنے رسول کے واسطے جو چاہتا تھا حلال کر دیتا تھا قرآن کا حکم ہو تو ہوا کرے میرے پاس کوئی شخص اگر آئے گا تو میں اسکو پتھر ماروں گا (یعنی سنگسار کروں گا)" (غلط ترجمہ کیا گیا۔ عربی عبارت پڑھیں) وجہ الاحرام۔ جلد سوم ۔ص۲۴۳۔

۱۶ جواز متعہ جناب امیرؑ کا عثمان سے کہنا "ہم نے متعہ کیا زمانہ رسولؐ میں" جواز التمتع ۔۔ص۲۷۳۔

۱۷ جناب امیر کا عثمان سے کہنا "کیا ارادہ ہے تمہارا اس کا کہ جو خود رسولؐ نے کیا اور تم اس سے منع کرتے ہو؟" عثمان نے کہا "تم ہمیں چھوڑ دو ہمارے حال پر" علیؑ نے فرمایا "میں نہیں چھوڑ سکتا"۔ ایضاً۔ ص۲۷۳

۱۸ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا "دو متعہ ہیں ہمارے لئے۔ عورتوں سے نکاح اور متعہ حج"۔ ایضاً ۔ص۲۷۳

۱۹ سعد ابن ابی وقاص سے پوچھا متعہ کو انہوں نے کہا "ہم نے متعہ کیا ہے اور معاویہ اس دن کافر تھا مکہ کے گھروں میں" (ملاحظہ ہو نووی کی شرح ص۲۷۵) ایضاً۔ ص۲۷۴۔

۲۰ ابن عباس نے کہا کہ "یہ ابن زبیر کی ماں موجود ہے کہ جو روایت کرتی ہے کہ رسولؐ نے اجازت دی ہے سو تم انکے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو متعہ کے بارے میں"۔ تو پھر ہم انکے پاس گئے وہ ایک فربہ نابینا عورت تھیں سو انہوں نے کہا "بے شک اجازت دی ہے متعہ کی رسولؐ نے"۔ یہ اسماء بنت ابی بکر تھیں۔ ایضاً۔ ص۲۹۰

۲۱ عبد اللہ ابن مسعود کی قراءت میں فما استمتعتم منھن کے بعد الیٰ اجلٍ مسمّی ہے جو اب قرآن میں نہیں ہے النکاح

المتعۃ۔ جلد چہارم۔ ص ۱۳۔

۲۲ حضرت جابرؓ اور سلمہؓ نے کہا کہ "رسولؐ نے ہم کو اجازت دی متعہ کی"۔ النکاح المتعۃ۔ ص ۱۶

۲۳ جابرؓ نے فرمایا کہ ہم متعہ کرتے تھے رسول اللہ کے زمانہ میں اور ابو بکر کے زمانہ میں عورتوں سے کئی دن کے لئے ایک مٹھی کھجور اور آٹا دے کر یہاں تک عمر نے منع کیا النکاح المتعۃ۔ ص ۱۶۔۲۰

۲۴ عائشہ کا اور حفصہ کا خرچ کا مانگنا اور ان دونوں کے باپ کا ان دونوں کا گلا گھونٹنا۔ طلاق الثلاث۔ ص ۹۷

۲۵ آنحضرتؐ کا عمر سے کہنا "اے خطاب کے بیٹے! کیا تجھ کو ابھی تک شک ہے"۔ ایضاً۔ ص ۱۰۹

۲۶ حدیث قرطاس اور لفظ "لَیَهْجُرُ" (اور اُسکی وضاحت قابل مطالعہ ہے) ترک الوصیۃ لمن لیس۔ ص ۲۵۹

۲۷ ابو حنیفہ نے کافر کو حرم میں جانے کی اجازت دی ہے۔ ایضاً۔ ص ۲۶۳

۲۸ ولید کی شراب نوشی کا قصہ رسولؐ کے اور ابو بکر کے زمانہ میں چالیس کوڑے لگتے تھے مگر عمر ابن خطاب نے اپنے دور میں بڑھا کر ۸۰ کوڑے کر دئے۔ حد الخمر۔ ص ۳۳۷

۲۹ بقول عمر ابن خطاب کہ علیؑ اور عباس، ابو بکر کو جھوٹا، گنہگار دغاباز چور سمجھتے تھے حکم الفیء۔ جلد پنجم۔ ص ۲۲

۳۰ ام ایمن کنیز تھیں حضرت عبداللہ کی اور حبش کی تھیں جب حضرت آمنہ نے آنحضرت کو جنا پھر ام ایمن آپ کو کھلاتی تھیں جب آپؐ بڑے ہوئے تو آپؐ نے ام ایمن کو آزاد کر دیا پھر ان کا نکاح زید بن حارثہ سے پڑھا دیا اور وہ رسول کی وفات کے پانچ مہینے بعد مر گئیں۔
ردالمهاجرين الى الانصار ۔ ص ۴۲

۳۱ آنحضرتؐ وقت لڑائی فخر اکہتے تھے "میں بیٹا ہوں عبد المطلب کا"۔ غزوۃ حنین۔ ص ۵۲

۳۲ ارشاد رسولؐ "اے خطاب کے بیٹے میں اللہ کا رسول ہوں" صلح الحدیبیہ۔ ص ۶۵

۳۳ جناب امیر اور خیبر کی جنگ اور آپ کا رجز غزوۃ ذی قرد و غیرہ۔ ص ۹۷،۹۸

۳۴ بارہ خلیفہ ہوں گے۔ الناس تبع لقریش والخلافۃ۔ ص ۱۱۱

۳۵ ارشاد رسولؐ "ٹھلیا کی نبیذ حرام ہے"۔النھی الانبتاذ فی المزفت۔ ص ۲۴۳

۳۶ آنحضرت کو زہر ملا بکری کا گوشت یہودن کالانا اور آپؐ کا اس میں سے کھانا۔ السمہ۔ ص ۳۷۳

۳۷ باوجود رسولؐ کے منع کرنے کے عائشہ کا رسول کو دوا پلانا اور پھر رسول کا یہ کہنا کہ یہ دوا تم سب پیو مگر کسی نے نہیں پیا۔لکل داء دواء۔ ص ۳۸۴

۳۸ حوض کوثر سے وہ اصحاب جو بعد رسولؐ مرتد ہو گئے تھے فرشتے دوزخ کی طرف لے جائیں گے۔اثبات حوض بینا۔جلد ششم۔ ص ۲۶۔۲۱۔

۳۹ معاویہ نے سعد ابن ابی وقاص سے کہا کہ "تم ابوترابؑ کو کیوں برا نہیں کہتے؟" سعد ابن ابی وقاص کہا کہ "مباہلہ میں رسولؐ اللہ علیؑ، فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ کو لے گئے تھے اور کہا تھا اللہ یہ میرے اہل ہیں"۔من فضائل علی بن ابی طالب۔ ص ۹۹

۴۰ جناب خدیجہؑ کی فضیلتیں۔من فضائل خدیجۃؑ۔ ص ۱۱۵ تا ۱۱۷۔

۴۱ جناب سیدہؑ کی فضیلتیں۔من فضائل فاطمۃ۔ ص ۱۲۷ تا ۱۳۱۔

۴۲ اسماء بنت عمیس اور عمر ابن خطاب میں جب افضلیت کے باب میں بحث ہوئی تو فرمایا رسولؐ اللہ نے کہ "عمر ابن خطاب اسماء بنت عمیس سے زیادہ حق نہیں رکھتے"۔فضائل جعفر بن ابی طالب۔ ص ۱۷۴

۴۳ زید ابن ارقمؓ سے روایت کہ رسولؐ اللہ نے حدیث ثقلین مقام خم پر ارشاد فرمائی کتاب اللہ و اہل بیتی ۔دلیل میں کہا "ازواج، ہلبیت میں شامل نہیں ہیں کہ عورت کو اگر طلاق دیدو تو وہ اپنی قوم میں اپنے باپ پاس چلی جاتی ہے"۔ امام نووی نے بھی لکھا کہ بیبیاں ہلبیت میں داخل نہیں ہیں۔باب فضائل علی ابن ابی طالب۔جلد ششم ۱۰۲۔۱۰۳

۴۴ حدیث کساء کے راوی عائشہ ہیں۔ من فضائل الحسن و الحسین۔ ص ۱۱۳

۴۵ حسان بن ثابت کے فضائل جنہوں نے واقعہ افک میں عائشہ پر تہمت لگائی تھی من فضائل حسان بن ثابت۔ ص ۱۵۹

۴۶ واقعہ افک کی راوی عائشہ اور اس میں ذکر سعد ابن معاذ کا جن کی شہادت جنگ خندق میں اس واقعہ سے پہلے ہو چکی تھی (اس سے جھوٹ کا پتہ چلتا ہے) فی حدیث افک۔ ص ۳۴۲ تا ۳۵۱۔

۴۷ رسولؐ کا حضرت علیؑ کو یہ حکم دینا کہ فلاں شخص کو قتل کرو (اس لئے کہ عائشہ نے جناب ماریہ کو جب حضرت ابراہیم فرزند رسول پیدا ہوئے تھے تہمت لگائی تھی کہ اس شخص سے تعلقات ہیں اور بچہ اُسی کا ہے) پروہ پانی میں نہار ہاتھا باہر نکالا تو پتہ چلا کہ اس کا عضو تناسل کٹا ہوا ہے تو حضرت علیؑ نے اسکو قتل نہیں کیا۔ (یہی اصلی واقعہ افک ہے)۔ براۃ حرم النبی۔ ص ۳۵۳

۴۸ واقعہ عقبہ آنحضرتؐ کے قتل کی سازش اور حذیفہ یمانی کو اُن بارہ منافقین کے نام بتلا دینا۔ صفات المنفقین واحکامھم۔ ص ۳۵۸ تا ۳۵۹

۴۹ سب جانوروں کی کھالیں پاک ہو جاتی ہیں دباغت سے یہاں تک کے سور اور کتے کی بھی۔ داؤد ظاہری اور ابو یوسف (شاگرد اور جانشین ابو حنیفہ) طعام طہارت جلود المیتۃ بالدباء۔ جلد اول۔ ص ۴۵۲

۵۰ آپؐ نے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کر کے کہ "جب تم دیکھو کہ روشنی ادھر آئی (مغرب کی طرف) تو صائم افطار کر چکا" بیان وقت انقضاء الصوم۔ جلد سوم۔ ص ۱۱۰

۵۱ ابو داؤد کی روایت کہ آنحضرتؐ روزہ میں عائشہ کی زبان چوستے تھے (معاذ اللہ) ان القبلۃ لیست محرمۃ علیٰ۔ ص ۱۱۵

۵۲ قرآن میں آیت رجم (الشیخ و الشیخۃ اذا زینا فارجموھما) تھی جو اب نہیں ہے۔ عمر ابن خطاب نے کہا کہ "ہم نے اس آیت کو پڑھا، اور یاد رکھا اور سمجھا اور رسولؐ اکرم نے رجم کیا" کتاب الحدود باب حد الزنا۔ جلد ۴ ص ۳۲۰۔

۵۳ ماعز بن مالک اسلمی صحابی رسولؐ دور رسولؐ اکرم میں چار بار اقرار زنا کیا۔ ایضاً۔ ص ۳۲۱

۵۴ ایک صحابی نے رسولؐ اکرم سے کہا عدل کرو آپؐ نے فرمایا میں عدل نہیں کروں گا تو کون کرے گا۔ عمر نے قتل کرنے کی اجازت چاہی تو

آپؐ نے فرمایا "لوگ کہیں گے کہ میں اصحاب کو قتل کرتا ہوں۔ یہ لوگ ایسے ہیں قرآن انکے گلے سے نہیں اتریگا" کتاب الزکواۃ۔ جلد سوم۔ ص ۸۱

۵۵ ابو الاسود نے کہا ابو موسیٰ اشعری نے بصرہ کے قاریوں کے جو تین سو تھے کہا کہ "قرآن پڑھتے رہو اور بہت مدت ہو جانے سے سست نہ ہو جاؤ کہ تمہارے دل سخت ہو جائیں جیسے کہ تم سے قبل لوگوں کے دل سخت ہو گئے ہیں۔ ہم ایک سورۃ پڑھا کرتے تھے جو طول میں اور سختی میں سورہ برأت کے برابر تھا پھر میں اس سورہ کو بھول گیا مگر اس سورہ کے ایک آیت یاد رہی وہ یہ کہ "اگر آدمی کے دو میدان ہوتے ہیں مال کے تب وہ تیسرے کو ڈھونڈتا رہتا ہے اور آدمی کا پیٹ نہیں بھرتا" اور ایک سورہ پڑھتے تھے جو طول میں مسبحات کے (جیسے جمعہ وغیرہ) برابر میں جانتے تھے میں وہ بھی بھول گیا مگر اس میں کی ایک آیت یاد ہے "اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو وہ بات جو کرتے نہیں اور جو بات کہتے ہو اور کرتے نہیں وہ بات تمہارے گردن میں لکھی جاتی ہے اور قیامت کے دن تم سے سول ہوگا"۔ الزکواۃ باب کراھۃ الحرص علی الدنیا جلد سوم، صفحہ ۶۶۔

۵۶ عائشہ نے کہا کہ قرآن میں دودھ دس بار پینے سے حرمت کرنا ہے منسوخ ہو گیا اور پانچ بار دودھ پینا حرمت کا سبب ہے اور وفات ہوئی رسولؐ اللہ کی اور قرآن میں پڑھا جاتا تھا جو اب قرآن میں نہیں۔ صحیح مسلم کتاب الرضاع دودھ پلانے کے مسائل جلد چہارم ۔ص ۶۸

۵۷ جب رسولؐ اللہ نے جب کلمہ لاالہ الا اللہ کی عظمت بتلائی تو ابو ہریرہ نے عمر ابن خطاب کو بتلایا جس کو سُن کر عمر نے ابو ہریرہ کو گھونسا مارا کہ وہ زمین پر گر پڑے اُس کے بعد جب تصدیق کے لئے رسولؐ اللہ کے پاس آئے اور رسولؐ اللہ نے تصدیق کی تو عمر ابن خطاب نے کہا "آپؐ ایسا نہ کہئے یہ خلاف مصلحت ہے کیونکہ لوگ اس پر تکیہ کر کے بیٹھیں گے۔ اُن کو عمل کرنے دیجئے"۔ ایضا جلد اول۔ ص ۱۲۰

۵۸ رسولؐ اللہ سے محبت، اپنی بی بی، اولاد، ماں باپ اور سب لوگوں سے زیادہ رکھنا واجب ہے اور جس کو ایسی محبت نہیں وہ مومن نہیں۔ کتاب الایمان باب خصائل اسلام ۔ص ۱۳۵

۵۹ جو شخص ڈرتا ہو اپنی عزت یا جان سے تو وہ اپنے ایمان کو چھپا سکتا ہے (تقیہ اسی کا نام ہے) کتاب الایماب باب جواز الاستسرار بالایمان للخائف ۔ جلد اول۔ ص ۲۴۷

۶۰ ایک طویل روایت جو قیامت کے سلسلے میں ہے جس کو ابو ہریرہ لوگوں میں بیان کر رہے تھے جب حدیث کے اس حصے پر آئے کہ حق تعالیٰ فرمائے گا "ہم نے یہ سب تجھے دیا اور اُن کے ساتھ اُتنا ہی اور دیں گے" تو ابو سعید خدری ایک اور صحابی نے کہا "اے ابو ہریرہ! دس حصے زیادہ دیں گا کہا تھا" تو ابو ہریرہ نے کہا "مجھے اتنا یاد کہ رسولؐ اللہ نے یوں کہا تھا" اس پر ابو سعید نے کہا "میں گواہی دیتا ہوں کہ رسولؐ اللہ

نے دس حصے زیادہ دینے کہا تھا" اس پر ابو ہریرہ نے ابو سعید کو بد دعا کے طور پر کہا "یہ وہ شخص ہے جو سب سے آخر میں جنت میں جائے گا"۔(اختلاف صحابہ) کتاب الایمان باب قول اللہ عز وجل ولقد راہ نزلۃ۔ جلد اول۔ ص ۳۰۷

۶۱ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت وانذر عشیرتك الاقربین ۔نازل ہوئی تو رسولؐ للہ نے قریش کے لوگو کو بلا بھیجا وہ سب اکھٹا کیا اور کہا "اے کعب بن لوئی کے بیٹو! اے مرہ بن کعب کے بیٹو! اے عبد شمس کے بیٹو! اے ہاشم کے بیٹو! اے عبد المطلب کے بیٹو! اے فاطمہؑ تم لوگ اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ" (اول یہ کہ آیت قبل ہجرت، مکی ہے جبکہ ابو ہریرہ کا نام و نشان بھی نہیں تھا۔دوسرے یہ کہ رسولؐ للہ نے جب اپنی اولاد کا ذکر کیا تو صرف فاطمہؑ کا نام لیا۔اور بیٹیاں کیا ہو گئیں؟)۔ کتاب الایمان باب بیان ان من مات علی الکفر فھو فی النار ۔جلد اول۔ ص ۳۴۶

۶۲ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت وانذر عشیرتك الاقربین نازل ہوئی تو رسولؐ للہ نے قریش کے لوگو کو بلا بھیجا وہ سب کو اکھٹا کیا اور کہا "اے کعب بن لوئی کے بیٹو! اے مرہ بن کعب کے بیٹو! اے عبد شمس کے بیٹو! اے ہاشم کے بیٹو! اے عبد المطلب کے بیٹو! اے فاطمہؑ بنتِ محمدؐ کی تو میرے مال میں سے جو چاہے مانگ لے"۔ایضاً۔ ص ۳۴۷

۶۳ ایک حدیث کے سلسلے میں ابو ہریرہ اور عبداللہ ابن عمر میں تکرار ہوئی تو عبداللہ ابن عمر نے کہا "ابو ہریرہ بہت روایتیں کہتے ہیں "قد اکثر علینا ابو ھریرہ" یعنی اُن کو روایت میں شک تھا۔ کتاب الجنائز۔ جلد دوم ص ۳۸۵

۶۴ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ "میں کھیل رہا تھا اتنے میں رسولؐ للہ تشریف لائے میں ایک دروازہ کے پیچھے چھپ گیا آپؐ نے شفقت سے مجھے تھپکا اور فرمایا جاؤ معاویہ کو بلا لاؤ۔ میں گیا اور لوٹ کر آیا اور کہا وہ کھانا کھاتے ہیں آپؐ نے پھر فرمایا جاؤ معاویہ کو بلا لاؤ۔ میں پھر لوٹ کر آیا اور کہا وہ کھانا کھاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا "للہ اُس کا پیٹ نہ بھرے "لا شبع اللہ بطنہ" قرآن میں صاف موجود ہے کہ اے مومنو اگر اللہ اور رسول تم کو پکارے تم فوراً چلے آؤ۔ یا ایھا الذین امنو استجیبو اللہ وللرسول اذا دعا کم لما یحییکم۔ (امام نسائی جب دمشق گئے تھے اور ان سے معاویہ کی کوئی فضیلت بیان کرنے کہا گیا تھا تو اُنہوں نے برسرِ منبر کہا "معاویہ کی فضیلت میں کوئی حدیث نہیں سوائے اس حدیث کے" چنانچہ اُن کے اس بیان پر انہیں مار آگیا تھا) کتاب البر الصلہ والاداب باب من لعنہ النبی ولیس ھوا اھلا لھا جلد ششم۔ ص ۲۲۹ تا ۲۳۰۔

۶۵ دو اشخاص نے رسولؐ للہ کے سامنے جھگڑا کیا گالی گلوچ کی اور آپ کے سامنے اُن لوگوں کی آنکھیں اور گلے کی رگیں پھول گئیں۔ رسولؐ اکرم نے کہا "اگر یہ کلمہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہے تو غصہ جاتا رہے"۔ وہ شخص یہ سُن کر کہا "کیا آپ سمجھتے ہیں میں دیوانہ ہوں؟"۔ کتاب البر الصلہ والاداب باب فضل منیملك نفسہ عند الغضب۔ جلد ششم۔ ص ۲۳۴

٦٦ سعید بن میسّب جو تابعین میں سے ہیں، حضرت ابو طالبؑ کے وقت وفات کا واقعہ اپنے باپ میسّب سے روایت کرتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا "چچا کلمہ پڑھ لو تا کہ آپ کی شفاعت کر سکوں"۔ ابو جہل اور دیگر لوگوں کے کہنے پر حضرت ابو طالب نے کلمہ نہیں پڑھا۔
(سعید بن میسّب کی پیدائش عمر ابن خطاب کے مرنے کے دو سال بعد ۲۳ ھ میں اور یہ ابو ہریرہ کے داماد تھے
(طبقات ابن سعد جلد ۵ ص ۱۵۳، تذکرۃ الحفاظ جلد ۱ ص ۶۲۔ کبھی بنی اُمیہ کو برا نہیں کہا اور مروان نے اپنی سفارش سے اُنہیں سزا سے بچایا۔ اور میسّب جس سے سعد نے روایت کی ہے فتح مکہ کے بعد اسلام لائے۔ ہاں اُن کے باپ حزن کو رسولؐ اللہ نے نام بدلنے کہا تھا تو اُنہوں نے انکار کیا۔ اس لحاظ سے میسّب کے لئے ناممکن ہے کہ اُنہوں نے حضرت ابو طالب کو دیکھا بھی ہو گا)۔ کتاب الایمان باب الدلیل علی صحۃ اسلام۔
(اس سلسلہ میں جن آیات قرآنی کا نازل ہونا بتلایا ہے وہ یہ ہے پہلی آیت جو نازل ہوئی وہ سورہ برات جو تنزیل کے حساب سے ۱۱۳ واں اور مدنی سورہ ہے آیت ۱۱۳ پھر جب آنحضرتؐ مایوس ہو گئے تو سورہ قصص جو تنزیل کے حساب ۴۸ واں سورہ ہے اور مکی ہے آیت ۵۶ نازل ہوئی۔ اس سے ساری حقیقت واضح ہے)۔ جلد اول ص ۱۰۸۔

٦٧ ایسی ہی روایت ابو ہریرہ سے ہے جو بعد فتح خیبر ۷ ھ میں اسلام لے آئے ۔ ایضاً۔ ص ۱۱۰

٦٨ ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ دو احادیث جو رسولؐ اللہ سے منسوب ہیں کہ " بیماری نہیں لگتی" اور ابو سلمہ یہ بھی کہتے تھے کہ فرمایا رسولؐ اللہ نے "نہ لایا جائے بیمار اونٹ کے پاس تندرست اونٹ"۔ ابو سلمہ نے کہا ابو ہریرہ ان دونوں حدیثوں کو رسولؐ اللہ سے روایت کرتے تھے پھر بعد میں اس حدیث بیان کرنا چھوڑ دیا کہ "بیماری نہیں لگتی" اور یہ بیان کرتے تھے کہ "نہ لایا جائے بیمار اونٹ تندرست اونٹ کے پاس" تو حارث بن ابی جو ابو ہریرہ کے چچا زاد بھائی تھے ابو ہریرہ سے پوچھا کہ "کیا بات ہے تم دوسری حدیث جو اس حدیث کے ساتھ بیان کرتے تھے اب کیوں نہیں بیان کرتے ہو؟"۔ ابو ہریرہ نے انکار کیا کہ وہ پہلی والی حدیث کو نہیں جانتے۔ اس بات پر دونوں میں جھگڑا ہوا اور ابو ہریرہ غصے میں آگئے اور حبش کی زبان میں کچھ کہا (یعنی گالی دی) پھر حارث سے پوچھا "کیا تم سمجھے میں نے کیا کہا؟" (یعنی جو گالی حبش کی زبان میں دی) حارث نے کہا نہیں۔ ابو ہریرہ نے کہا "میں انکار کرتا ہوں کہ میں نے پہلی والی حدیث نہیں کہی"۔ حارث نے کہا "میں اپنی عمر کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم اس حدیث کو بیان کرتے تھے"۔ ابو ہریرہ حدیث بھول گئے تھے۔
کتاب اسلام۔ باب لا عدویٰ والا طیرۃ۔ جلد پنجم۔ ص ۳۹۴۔

٦٩ رسولؐ اللہ نے تبوک سے واپس ہوتے وقت نماز ظہر اور عصر ملا کر پڑھی اور مغرب و عشا ملا کر پڑھی اور حکم دیا کہ جب تک میں چشمہ کے پاس نہ پہنچوں کوئی اُس چشمہ کے پانی کو ہاتھ نہ لگائے۔ جب آپؐ تشریف لائے اور اُن دو لوگوں (نامعلوم یہ دو کون تھے) سے پوچھا تم نے پانی کو ہاتھ لگایا دونوں نے اقرار کیا تو رسول اکرم اُن دونوں پر "سب کیا" فسبھما"۔ کتاب الفضائل باب فی معجزات النبی ﷺ۔ جلد ششم۔ ص ۱۲

۷۰ ابو ھریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا (معاذ اللہ) رسول اللہ ﷺ نے کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم گناہ نہ

کرو تو اللہ تم کو فنا کر دے گا اور ایسے لوگوں کو پیدا کرے گا جو گناہ کریں پھر اس سے مغفرت مانگیں اور اللہ اُن کو بخشے۔ لو لم تذنبوا الذھب اللّٰہ بکم ولجآء بقوم یذنبون فیستغفرون فیغفر لھم۔ اور لو لا انکم تذنبون لخلق اللّٰہ خلقاً یذنبون یغفر لھم۔ صحیح مسلم شرح نووی کتاب التوبہ باب فضیلۃ الاستغفار جلد ششم ص ۳۱۷۔

۱۷ عبداللہ ابن عمر فسبہ سبا سئیا ما سمعتہ سبہ مثلہ عبداللہ ابن عمر نے ایسی بڑی گالی دی جسے اب تک کسی نے سُنی نہیں تھا۔ شرح مسلم نووی جلد ۲ ص ۵۴ باب امر النساء الصلیات۔ صحیح ابن حبان جلد ۳ ص ۳۰ اور جلد ۴ ص ۱۹۷؛ فتح الباری ابن حجر جلد ۲ ص ۲۸۹۔

باسمہ سبحانہ

ابو حنیفہ

ابو حنیفہ نعمان بن ثابت بن زوطی غلام تھے تیم اللہ ابن ثعلبہ جو حمزہ تیلی کے قبیلے سے تھا یہ قبیلہ خز فروخت کرتا۔ ابو حنیفہ کے دادا زوطی کابل کا باشندہ تھے جو غلامی میں آگئے تھے مگر ان کے والد ثابت مسلمان پیدا ہوئے۔ بقول ابو حنیفہ کے یہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے تھے اور ان کے باپ ثابت کو حضرت علیؑ نے برکت کی دعا دی تھی اور اسی وجہ سے اللہ نے دعا قبول کرلی۔ ان کے دادا نے حضرت علیؑ کو نوروز کے دن فالودہ کا تحفہ پیش کیا جس پر حضرت علیؑ نے فرمایا کہ ہمارا ہر دن نوروز ہوتا ہے۔ ابو حنیفہ کے اصحاب کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ اصحاب رسول کی ایک جماعت سے ملے تھے اور اُن سے روایات لی ہیں مگر یہ بات اہل نقل کے نزدیک ثابت نہیں۔ خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ "تاریخ بغداد" میں ابو حنیفہ کے بارے بہت کچھ لکھا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ ابو حنیفہ نے خواب دیکھا کہ آپ رسولؐ اللہ کی قبر مطہر کو اکھیڑ رہے ہیں۔ (اس خواب کی تعبیر ناظرین کے ذمہ ہے)۔
تاریخ ابن خلکان المعروف وفیات الاعیان وابناء الزمان جلد ۵ ص ۵۹ ۲ طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔

ابو حنیفہ کو فخر ہو تو ہو مگر یہ ہمارے لئے ہرگز باعث فخر نہیں کہ ابو حنیفہ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام کے شاگرد تھے۔ چنانچہ تاریخ کی کتابوں میں اُن کا یہ فخریہ جملہ ملتا ہے لولا السنتان لهلك النعمان یعنی اگر یہ دو سال نہ ملتے تو (جو امام محمد باقر اور امام جعفر علیہما السلام کی خدمت میں بسر ہوئے) نعمان (ابو حنیفہ) ہلاک ہو گیا ہوتا۔
(عبد الحلیم جندی کتاب امام جعفر صادق ص ۸۳، نظرات فی الکتاب الخالد، مولف حامد مفتی طبع قاہرہ، تفسیر جامع الجوامع مولف الطبرسی ج اول ص ۱۹۳، عبد اللہ ابن سبا مولف السید عسکری ج اول ص ۱۹، المراجعات سید شرف الدین ص ۱۵)۔

علامہ شبلی نعمانی اپنی کتاب سیرت نعمان میں تحریر فرماتے ہیں" ابن تیمیہ کا یہ قول کہ ابو حنیفہ، امام جعفر صادقؑ کے ہم عصر تھے شاگرد نہیں تھے یہ دعویٰ غلط اور بے بنیاد ہے۔ حقیقتاً امام ابو حنیفہ، امام جعفر صادق کے شاگرد تھے"۔

امام شافعی نے بیان کیا ہے امام مالک سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے ابو حنیفہ کو دیکھا ہے؟ تو امام مالک نے کہا ہاں میں نے اس شخص کو دیکھا ہے اگر وہ تجھ سے اس ستون کے متعلق بحث کرے تو اپنی حجت سے اسے سونے کا ثابت کردے۔ ابو حنیفہ قیاس کے امام تھے۔ ابو حنیفہ کی وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی اور بغداد میں دفن ہوئے۔ تاریخ ابن خلکان المعروف وفیات الاعیان وابناء الزمان جلد ۵ ص ۵۹ ۲ طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔

علامہ شبلی نعمانی اپنی کتاب الفاروق ص ۳۴۸ میں قیاس کے زیر عنوان تحریر فرماتے ہیں کہ "ائمہ اربعہ یعنی امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل سب قیاس کے قائل ہوئے ہیں اور ان کے مسائل کا ایک بڑا ماخذ قیاس ہے، لیکن قیاس کی بنیاد جس نے ڈالی وہ حضرت عمر فاروق ہیں۔ ابن حزم و داؤد ظاہری وغیرہ سے قیاس کے قائل نہ تھے حالانکہ اجتہاد کا درجہ رکھتے تھے اور مسائل شرعیہ میں اجتہاد کرتے تھے۔ حضرت ابو بکر کے زمانے تک مسائل کے جواب میں قرآن مجید، حدیث اور اجماع سے کام لیا جاتا تھا۔ قیاس کا وجود نہ تھا"۔ علامہ موصوف نے اس کے لئے مسند دارمی، ص ۳۲ کا حوالہ دیا ہے۔

"محبوب سبحانی غوث اعظم دستگیر پیران پیر "عبد القادر جیلانی اپنی کتاب غنیۃ الطالبین کے ص ۱۸۱ میں لکھتے ہیں "فرمایا رسول اکرم نے سب سے بُرے اور بڑی بلا کے وہ فرقے ہوں گے جو دین کے کاموں میں اپنے قیاس اور عقل سے کام لیں گے۔ حرام کو حلال، حلال کو حرام بنائیں گے"۔

امام جعفر صادق نے ابو حنیفہ کی سخت مذمت کی اور کہا کہ تم قیاس سے کام کرتے حالانکہ جس نے سب سے پہلے قیاس کیا وہ شیطان تھا جب اس نے کہا میں آگ سے بنا ہوں اور آدم مٹی سے اور آگ مٹی سے افضل ہے۔ تاریخ ابن خلکان المعروف وفیات الاعیان وابناء الزمان جلد ۱ ص ۳۲ ۷ طبع نفیس

اکیڈمی کراچی

امام الحرمین ابو المعالی عبد الملک الجوینی نے اپنی کتاب مغیث الخلق فی اختیار الاحق میں بیان کیا ہے کہ سلطان محمود بن سبکتگین ابو حنیفہ کے مذہب پر تھا اور علم حدیث کا بڑا شوقین تھا۔اس نے فریقین کے فقہا کو جمع کیا اور ان سے کہا کے تم اپنے مذہب کی حقانیت کے بارے میں بحث کرو۔ چنانچہ یہ طے پایا گیا کہ اس کے سامنے دو رکعت نماز پڑھیں شافعی مذہب کے مطابق اور ابو حنیفہ کے مذہب کے مطابق۔ تاکہ سلطان کو اس بارے میں غور و فکر کر سکے کہ کون حق پر ہیں۔ اس پر القفال مروزی نے مکمل طہارت اور طہارت کے معتبر شرائط، ستر، استقبال قبلہ کے ساتھ نماز پڑھی اور کہا کہ یہ وہ نماز ہے کہ اس سے کم کو امام شافعی نماز قرار نہیں دیتے۔ پھر انہوں نے اس طریق پر نماز پڑھی جس کو ابو حنیفہ کی فقہ میں جائز سمجھی جاتی ہے۔ اس نے کتے کا رنگا ہوا (دباغت) چمڑا پہنا اور اس لباس کے چوتھے حصے کو نجاست سے آلودہ کیا اور نبیذ (شراب) سے وضو کیا اور وہ بھی الٹا پلٹا بغیر نیت کے نماز میں فارسی میں تکبیر الحرام کہی پھر بغیر رکوع کے اور بغیر فصل کے مرغ کی طرح دو ٹھونگیں سجدہ کے ماری پھر تشہد پڑھا اور اس کے آخر میں سلام پڑھنے سے قبل پاد ماری (گوز) اور کہا اے سلطان یہ ہے ابو حنیفہ کی نماز۔ سلطان نے کہا اگر یہ نماز اگر تم ثابت نہ کر سکو کہ یہ ابو حنیفہ کی ہے تو میں تمہاری گردن ابھی مارتا ہوں کیونکہ اس قسم کی نماز کسی دین میں جائز نہیں قرار پا سکتی۔ القفال نے کتب خانے ابو حنیفہ کی کتاب نکال کر دی۔ سلطان نے ایک نصرانی کاتب کو دونوں مذاہب کی کتابیں پڑھنے کا حکم دیا تو ابو حنیفہ کی نماز ایسے ہی پائی گئی جیسے القفال نے بیان کی تھی۔ چنانچہ سلطان نے ابو حنیفہ کے مذہب کو چھوڑ کر امام شافعی کے مذہب کو اختیار کیا۔ تاریخ ابن خلکان المعروف وفیات الاعیان وابناء الزمان جلد ۵ ص ۲۱۰ طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔

کنز الدقائق کی تالیف امام عبد اللہ بن احمد محمود نسفی نے کی اور اس کا فارسی ترجمہ فل اللہ برادر شاہ عبد الحق محدث دہلوی نے کی اور اسکا اردو ترجمہ احسن المسائل کے عنوان سے اور تحفۃ العجم کے نام سے کیا گیا۔ چنانچہ احسن المسائل مترجم محمد احسن صدیقی نانوتوی نے صفحہ ۴۴ باب "نماز پڑھنے کی کیفیت میں" میں لکھا ہے کہ "نماز کے شروع میں اللہ اکبر تکبیر الحرام کی جگہ فارسی میں "اللہ بزرگ است" کہا جائے تو نماز درست اور یہی حال نماز میں قرات قرآن میں بھی ہے عربی کے بدلے فارسی میں سورہ حمد اور دیگر سورہ پڑھا جا سکتا ہے۔ اور دوسر اسورہ میں تین آیتیں بھی پڑھ لے تو کافی ہے۔

صفحہ ۵۲ میں تحریر ہے کہ گنوار، فاسق معلن (جو بدکاری میں مشہور ہو) اور بد عتی (جو مذہب اہل سنت کے خلاف رکھتا ہو) اور اندھا، حرام زادہ کے پیچھے نماز جائز ہے مگر مکروہ ہے۔

اس کتاب کے صفحہ ۵۴ میں ہے کہ اگر نمازی کا وضو ٹوٹ جائے تو دوبارہ وضو کرے اور جس جگہ سے نماز چھوڑی تھی وہاں شروع کرے۔ اگر قیام میں چھوڑا تھا تو قیام سے اگر رکوع میں چھوڑا تھا اسی رکوع سے شروع کریں علی ہذا القیاس نئے سرے نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

برادران اسلام میں زیادہ تعداد ابو حنیفہ کے ماننے والوں کی ہے اور ان میں اکثر کو پتہ بھی نہیں مسلمانوں کی بڑی بڑی شخصیتوں نے ابو حنیفہ کے بارے میں کیا کیا لکھا ہے۔

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن سعد البصری متوفی ۲۳۰ھ اپنی کتاب طبقات ابن سعد میں ایک مقام پر تابعین کے پانچویں طبقہ میں جلد ششم ص ۳۹۰ پر اور مکرر جلد ہفتم ص ۳۲۱ میں بغداد کے محدثین کے طبقہ میں ابو حنیفہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث میں ضعیف تھے۔

عبد القادر جیلانی جن کو عقیدت مند محبوب سبحانی اور غوث اعظم، دستگیر اور نا معلوم کیا کیا مانتے ہیں اپنی کتاب غنیۃ الطالبین طبع مکتبہ ابراہیمیہ لاہور کے صفحہ ۱۸۲ پر تہتر فرقوں کا بیان کے عنوان سے لکھتے ہیں کہ "اصل میں یہ تہتر (۷۳) گروہ دس گروہ ہیں۔ (۱) اہل سنت، (۲) خارجی

(۳)شیعہ (۴)معتزلہ، (۵)مرجیہ (۶) مشبہہ، (۷) جہمیہ، (۸)ضراریہ، (۹)بخاریہ، (۱۰) کلابیہ۔ پس اہل سنت ایک ہی گروہ ہے اور خارجی فرقے میں ۱۵فرقے ہیں اور معتزلہ میں ۶فرقے ہیں اور بارہ فرقے مرجیہ میں ہیں اور ۳۲فرقے شیعہ کے ہیں جہمیہ، بخاری، ضراریہ، کلابیہ ہر ایک اُن میں ایک ایک گروہ ہے اور تین گروہ اہل مشبہہ کے ہیں۔ پس یہ سب ملاکر تہتر فرقے ہوئے جیسا کے رسول اکرم نے انکی خبر دی تھی اور فرمایا تھا کہ صرف ایک گروہ ہی نجات پانے والا ہے وہ ہے اہل سنت والجماعت کا"۔ اس کتاب کے صفحہ ۱۹۳ میں عبد القادر جیلانی "محبوب سبحانی، پیران پیر" لکھتے ہیں کے مرجیہ فرقہ میں بارہ فرقے ہیں " جہمیہ، صالحیہ، شمریہ، یونسیہ، یونانیہ، بخاریہ، ، غیلانیہ، شبیبیہ، حنفیہ، معاذیہ، مریسیہ، کرامیہ۔ اسکے بعد صفحہ ۱۹۴حنفیہ کی تفصیل میں لکھتے ہیں کہ یہ حنفیہ امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کے پیروکار ہیں۔ چنانچہ بربنائے عبد القادر جیلانی (۱)حنفیہ فرقہ اہل سنت میں سے نہیں ہے، (۲)اور چونکہ صرف اہل سنت ہی جنتی ہیں اور نجات پانے والے ہیں لہذا حنفیہ فرقہ جنتی نہیں ہیں۔ غنیۃ الطالبین طبع مکتبہ برہیمیہ لاہور ص ۱۸۲۔ ۱۹۳

ابو حنیفہ نے ۵۰ حدیثیں روایت کیں اور ان میں بھی نصف سے زیادہ غلط تھیں۔ اور دار قطنی وغیرہ نے ابوحنیفہ کو حدیث کے ضعیف راویوں میں لکھا اس لئے وہ محدث نہیں ہو سکتے البتہ وہ قیاس کے امام تھے۔ لغات الحدیث علامہ وحید الزمان جلد اول ص ۸۰۔

ڈاکٹر محمود مصری نے ایک مقالہ لکھا "شیعہ اور سنی" جو مصر میں "مختار الاسلامی" شمارہ ۹۰، طبع ۸جمادی الاول ۱۴۰۶ھ صفحہ ۱۳ میں تحریر کرتے ہیں۔

Imam Malik said that Abu Hanifa was the worst of people and that it would have been easier for him to raise his sword against Muslim.

الخطیب بغدادی متوفی ۴۶۳ھ تاریخ بغداد و مدینۃ الاسلام طبع ۱۴۱۷ھ دار العلمیہ بیروت، جلد ۱۳ صفحہ ۳۹۴ میں کہ "امام مالک نے کہا کہ ابوحنیفہ کا فتنہ زیادہ نقصان دہ ہے بہ نسبت شیطان کے فتنہ سے"۔

اسی کتاب کے صفحہ ۳۹۶ پر ہے کہ "امام مالک نے کہا کہ اسلام کو ابوحنیفہ سے زیادہ کسی نے نقصان نہیں پہنچایا"۔

اسی کتاب کے صفحہ ۳۹۸ ہے کہ "امام شافعی نے کہا کہ امام ابوحنیفہ سے زیادہ کسی نے بھی دین میں فساد نہیں کیا۔"

اسی کتاب کے صفحہ ۴۱۱ میں امام شافعی کا قول کہ "ابوحنیفہ کے فتوے مسلسل ایسے بدلتے ہیں جیسے گرگٹ کا رنگ"۔

اسی کتاب کے صفحہ ۴۵۳، ۴۵۴ پر ہے کہ ابن مبارک کہتے ہیں جو شخص ابوحنیفہ کی کتاب "الحیل" پڑھ لے تو حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر سکتا ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ کتاب الحیل کو شیطان کے سوا کسی اور نے بنائی ہو۔ وہ مجلس جس میں نبیؐ پر درود نہ بھیجا گیا ہو وہ ابوحنیفہ کی مجلس ہے۔

اسی کتاب کے صفحہ ۴۱۰ پر ہے کہ "امام شافعی کہتے تھے کہ میں نے ابوحنیفہ کے پیروکاروں کی ایک کتاب دیکھی جس میں ۱۳۰ ورق تھے اس میں سے ۸۰ ورق قرآن اور سنت کے خلاف تھے"۔

اسی کتاب جلد ۱۳ ص ۴۰۷ پر ابوحنیفہ کا فتویٰ درج ہے کہ "کوئی شخص اپنے باپ کو قتل کرے اور اپنی ماں سے نکاح کرے اور اپنے باپ کی کھوپڑی میں شراب پیے تو بھی مومن باقی رہتا ہے"۔

شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ص ۱۵۲ پر تحریر ہے کہ امام ابوحنیفہ ۱۰۰ مرتبہ اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا۔ اسی کتاب کے ص ۷۰ پر ہے کہ یزید چھٹا خلیفہ رسولؐ تھا۔

کتاب غایۃ الاوطار ترجمہ اردو درمختار مطبع نولکشور لکھنو جلد اول ص ۲۵۹ کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ میں ہے اگر مسجد میں دو امام نماز کے لئے جمع

ہو جائیں تو زیادہ حق کس کا ہو گا اس کا تصفیہ اس طرح ہو گا (۱) جس کے پاس مال زیادہ ہو (۲) جس کی شان و شوکت زیادہ ہو، (۳) جس کی بیوی زیادہ خوبصورت ہو (۴) جس کا سر بڑا ہو اور عضو تناسل چھوٹا ہو۔

اس کتاب اور جلد دوم ص ۱۷ کتاب النکاح باب النکاح الکافرین میں تحریر ہے "جو نکاح بسبب حرمت محل کے حرام ہے (جیسے باپ بھائی، ماں، بہن وغیرہ) تو جائز ہے مشائخ عراق نے کہا کہ ایسا نکاح جائز نہیں بلکہ فاسد ہو گا مگر پہلا قول جواز نکاح محارم کے ساتھ صحیح ہے پس اس مرد پر عورت کا نفقہ واجب ہو گا اور جو کوئی اس (مرد اور عورت) کو زانی کہے گا اس پر حد قذف جاری کی جائے گی۔

غایۃ الاوطار ترجمہ اردو در مختار مطبع نولکشور لکھنو جلد دوم ص ۳۱۶، میں ہے "اجرت پر لی ہوئی عورت سے زنا کرنے پر کوئی شرعی حد نہیں"۔

تحفۃ العجم ترجمہ اردو کنز الدقائق کتاب الحدود ص ۱۷۵ میں ہے "اگر اپنی محرم عورت سے نکاح کیا اور صحبت کی یا اجنبی عورت سے معین مقام کے سوا اور جگہ سے کام نکالا یا کسی کے ساتھ لواطت کی یا کسی جانور کے ساتھ حرکت کی یا دار الحرب میں یا باغیوں کے ملک میں زنا کیا تو حد نہیں"۔

اسی صفحہ پر ہے "اگر اجرت دے کر زنا کیا تو حد نہیں"۔

اسی کتاب کے صفحہ ۱۷۶ پر تحریر ہے کہ "اگر دو گواہوں نے گواہی دی کہ زید نے ہندہ سے زبردستی زنا کیا اور دو گواہوں نے گواہی دی کہ ہندہ راضی تھی تو حد نہیں"۔

امام فخر الدین رازی اپنی تفسیر کبیر جلد سوم ص ۳۶۹ پر تحریر فرماتے ہیں کہ "امام ابو حنیفہ کے نزدیک ماں سے نکاح کرنے پر کوئی حد نہیں"۔

فتاوی قاضی خان طبع ۱۹۳۶ء جلد ۴ ص ۸۲۰ کتاب الحدود میں ہے "شوہر دار عورت سے زنا کرنے پر کوئی حد نہیں"۔

اس کتاب اور صفحہ ۸۲۱ پر ہے "ماں، بہن، بیٹی، خالہ سے بعد از نکاح زنا کرنے پر کوئی شرعی حد نہیں ہے"۔

علامہ جلال الدین سیوطی اپنی کتاب "تاریخ الخلفاء"۔ طبع نفیس اکیڈمی کراچی طبع پنجم مئی ۱۹۸۳ء صفحہ ۲۸۷ پر لکھتے ہیں کہ "سلفی نے ابن مبارک کے حوالے سے لکھا ہے کہ ہارون رشید کا خلیفہ بننے کے بعد ایک لونڈی پر دل آ گیا اور اس سے اپنی خواہش پوری کرنی چاہی تو لونڈی نے کہا کہ یہ آپ کے لئے جائز نہیں کیونکہ میں آپ کے باپ کے ساتھ رہ چکی ہوں۔ چنانچہ اس نے امام ابو یوسف سے مسئلہ پوچھا، امام ابو یوسف نے کہا کیا ضروری ہے کہ یہ سچ بول رہی ہے۔ ابن مبارک کا بیان ہے کہ "کن کن امور پر تعجب کروں کیا اس بادشاہ پر جس کے قبضہ میں مسلمانوں کی حکومت ہے جو اپنے باپ کی عزت کا بھی خیال نہیں کرتا۔ یا اس لونڈی پر جس نے ایسے بڑے بادشاہ سے صحبت کرنے سے انکار کیا یا روئے زمین کے اسوقت کے فقیہ و قاضی پر جس نے فتویٰ دیا کہ اپنے والد کی مدخولہ سے مل سکتے ہو اور اپنی خواہش پوری کر سکتے ہو اور یہ بوجھ (گناہ) کا اپنی گردن پر لاد لیا"۔

اسحٰق بن راہویہ کا بیان ہے ہارون نے امام ابو یوسف سے جب یہ مسئلہ پوچھا اور خوش ہو کر ایک لاکھ درہم دینے کا حکم دیا اس پر امام صاحب نے کہا صبح ہونے سے پہلے ہی ادائیگی کا انتظام فرما دیجئے۔

قاضی ابو یوسف خلیفہ امام ابو حنیفہ سال کے آخر میں اپنا مال اپنی بیوی کو دے دیا کرتے تھے اور بیوی کا مال اپنے نام تا کہ زکوٰۃ ساقط ہو جائے۔

احیاء العلوم امام غزالی جلد اول ص ۵۹۔

اس مضمون میں ہم نے خطیب بغدادی کی کتاب تاریخ بغداد کا حوالہ دیا۔ یہ مناسب ہے کہ خطیب بغدادی کا تعارف بھی کرا دیا جائے:

حافظ ابو بکر احمد بن علی الخطیب بغدادی صاحب تاریخ بغداد کی ولادت ۳۹۲ھ م ۱۰۰۲ء اور وفات ۴۶۳ھ م ۱۰۷۱ء۔ علامہ ذہبی تذکرۃ الحفاظ جلد سوم ص ۵۸۷ نے ان کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ بہت بڑے عالم نامور حافظ حدیث تھے۔ ابو الحسن ہمدانی کہتے ہیں خطیب کی وفات کے ساتھ یہ علم بھی مر گیا۔ بہت سی کتب تواریخ میں ان کی تاریخ کے حوالے ملتے ہیں اور ان پر اعتماد و اعتبار کیا گیا ہے مثلاً تاریخ الخمیس، مواہب

بسمه سبحانه

راویان حدیث پر ایک نظر

میر مراد علی خان
بیت القائم، نیو جرسی امریکہ۔

اسلامی کتب کے مطالعہ سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ علم رجال کی ضرورت صرف فقہی مسائل اور روایات کے ذیل میں ہی نہیں بلکہ کوئی کسی موضوع کے بارے میں بھی حقائق کا اندازہ کرنا چاہتا ہو، ماضی کے حالات معلوم کرنا چاہتا ہو تو اسکے لئے علم رجال کے علاوہ اور کوئی ذریعہ نہیں۔ چنانچہ قدیم تاریخی کتابوں میں روایت کو اسناد سے پیش کیا گیا۔ اور مورخ راویوں کی نشان دہی کر دیتا تھا تا کہ حقائق کا اندازہ کرتے۔ لوگ صرف مورخ کی تحریر ہی کو حرف آخر نہ سمجھے بلکہ راویوں کے حالات کے ذریعہ خود بھی حقائق کا اندازہ کرلیں۔ تاریخ طبری، طبقات ابن سعد یہ وہ کتابیں ہیں جن میں راویوں کی نشان دہی بھی کر دی گئی ہے۔ اور یہ تاریخ لکھنے والوں کی دیانتداری ہے یا قدرت کا انتظام ہے کہ جعلسازی کا پردہ فاش کر دیا جاتا رہا ہے۔

علمائے اہلسنت نے علم رجال میں دو قسم کی کتابیں تالیف کی ہیں۔ قسم اول کا تعلق صحابہ کرام کے حالات سے ہے۔ جن میں نمایاں ترین یہ تین کتابیں ہیں:

۱۔ الاستیعاب فی اسماء الاصحاب۔ یہ حافظ ابو عمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبد البر (متوفی ۴۶۳ھ) کی تالیف ہے اور اس میں صحابہ کرام کے حالات پر تبصرہ کیا گیا ہے۔

۲۔ الاصابہ فی تمیز الصحابہ۔ یہ بھی حافظ ابو عمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبد البر (متوفی ۴۶۳ھ) کی تالیف ہے۔

۳۔ اسد الغابہ۔ یہ علامہ ابو الحسن علی بن محمد بن عبد الکریم الجزری المعروف "ابن اثیر" (متوفی ۶۳۰ھ) کی تالیف ہے جس میں ۷۵۰۰ افراد کے حالات زندگی درج ہے۔

دوسری قسم ان کتابوں کی ہے جن میں میں راویوں کے حالات پر تبصرہ کیا گیا ہے اور ان کی حقیقت کو بے نقاب کیا گیا۔ اس سلسلہ میں حسب ذیل نام نمایاں ہیں:

۱۔ الجرح والتعدیل۔ یہ حافظ عبد الرحمٰن بن ابی حاتم الرازی (متوفی ۳۲۷ھ) کی تالیف ہے جس میں تقریباً ۲۰ ہزار افراد کے حالات درج کئے گئے ہیں اور یہ ۹ جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔

۲۔ میزان الاعتدال فی نقد الرجال۔ یہ عبداللہ محمد بن احمد الذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) کی تالیف ہے جن کے بارے میں سیوطی کا بیان ہے کہ علم رجال کے تمام علماء چار افراد کے سہارے جی رہے ہیں۔ المزی، الذہبی، العراقی، ابن حجر۔

۳۔ تہذیب التہذیب۔ یہ حافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) کی تالیف ہے اور اس کی اصل یہ ہے کہ حافظ ابو محمد عبد الغنی بن عبد الواحد بن سرور المقدسی الحنبلی (متوفی ۶۰۰ھ) نے ایک کتاب تالیف کی تھی جس کا نام تھا "الکمال فی اسماء الرجال"۔ حافظ جمال الدین یوسف بن الزکی المزی (متوفی ۷۴۲ھ) نے اس کا خلاصہ تیار کیا جس کا نام رکھا "تہذیب الکمال فی اسماء الرجال"۔ اس کے بعد ابن حجر عسقلانی نے اس خلاصہ کا بھی خلاصہ تیار کیا جس کا نام تہذیب التہذیب" رکھا گیا۔ جو حیدر آباد دکن میں ۱۳۲۵ھ میں بارہ جلدوں میں شائع کی گئیں۔

۴۔ لسان المیزان۔ یہ حافظ ابن حجر عسقلانی کی تالیف ہے جس میں ذہبی کی میزان الاعتدال کا خلاصہ تیار کیا گیا۔

بحوالہ کتاب " علم رجال " تالیف علامہ السید ذیشان حیدر جوادی طاب ثراہ

بسمہ سبحانہ

میر مراو علی خان بیت القائم نیو جرسی امریکہ۔

راویان حدیث قسط اول

اور

ابو ہریرہ

عام طور سے صحاح ستہ اور بالخصوص صحیح بخاری کے متعلق یہ دعوی کیا جاتا ہے اُن کی روایتیں صحیح السند ہیں اور انکے روای معتبر ہیں اور اسی لئے اُن کتابوں کو (صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابوداؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ) صحاح کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔حالانکہ واقعہ یہ ہے ان کتابوں کے اکثر راوی وہ حضرات ہیں جو کسی طرح بھی قابل اعتبار نہیں ہو سکتے۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ ابو ہریرہ جو خیبر کے بعد مسلمان ہوئے تھے اور صرف ایک سال نوماہ یعنی صرف (۲۱) مہینے حضور کی خدمت میں رہے تھے اس لئے کہ وہ علاء بن حضرمی کے ساتھ بحرین منتقل ہو گئے تھے۔البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ہشتم ص ۹۳۸ نفیس اکیڈمی کراچی۔ انکا شمار فقراء صفہ میں ہوتا تھا ان سے (۵۳۷۴) احادیث منسوب ہیں اور اگر حساب لگا جائے تو ابو ہریرہ سے ۹۰ احادیث روزانہ کا اوسط ہوتا ہے۔جس میں سے بخاری نے صرف (مصلح) ۴۴۶ حدیثوں کو منتخب کیا اور باقی کو غیر صحیح سمجھا وہ بھی کسی اور مصلحت کی وجہ سے ہو گا۔

ابو ہریرہ کا نام اسلام لانے سے قبل عبد شمس تھا۔خود انکا کہنا ہے کہ وہ جنگل میں بکریاں چراتے تھے اور ایکدن ایک بلی اُٹھالائے تو اُن کے باپ نے کہا "تو ابو ہر" ہے جب سے یہ ابو ہریرہ کے نام سے مشہور ہوئے۔

ابو ہریرہ سے رسول اکرم نے پوچھا کہ تم کس قبیلہ سے ہو تو ابو ہریرہ نے جواب دیا بنی دوس سے تو آپ نے فرمایا "میں نے دوس میں کوئی ایک بھی نیک نہیں دیکھا" قال النبی صلعم ممن انت قلت من دوس قال ماکنت اری فی دوس احدا فیہ خیرا۔جامع ترمذی جلد دوم صفحہ ۷۱۸۔

"ابو ہریرہ بعد فتح خیبر اسلام لائے۔ ابو ہریرہ حیات رسول اکرم میں اصحاب صفہ میں (غریب اور نادار لوگوں میں) سے تھے اس دور میں فقر اور فاقہ کی مصیبت میں مبتلا رہتے تھے۔لیکن نبی اکرم کی وفات کے بعد خلافت راشدہ کے دور میں اُن کی معاشی حالت کافی سدھر گئی تھی اور آپ بہت مالدار ہو گئے۔دور معاویہ میں مدینہ کے گورنر بھی رہے"۔علامہ ذہبی تذکرۃ الحفاظ جلد اول صفحہ ۳۸۔

ناقدین احادیث ابو ہریرہ کو غیر معتبر قرار دیتے تھے چنانچہ میزان الاعتدال میں علامہ ذہبی صفحہ ۳۷ا میں تحریر کرتے ہیں کہ عثمان مقسم بری ابو ہریرہ کو کاذب جانتے تھے اور اعلام الاخیار کفوی میں اور میزان شعرانی (اردو) المعروف بہ مواہب رحمانی تالیف علامہ شیخ عبد الوہاب الشعرانی ترجمہ مولانا محمد حیات طبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی جلد اول ص ۱۷۵ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ابو مطیع بلخی نے امام اعظم ابو حنیفہ سے پوچھا "اگر کسی امر میں آپ کی رائے ایک ہو اور ابو بکر کی کچھ اور ہو تو کیا آپ کی رائے کو چھوڑ کر ابو بکر کی رائے اختیار کریں گے؟" تو ابو حنیفہ نے کہا "ضرور" "علی ہذا القیاس عمر، عثمان اور حضرت علی کے بالمقابل میں اپنی رائے ترک کر دوں گا"۔پھر امام اعظم ابو حنیفہ نے فرمایا" سوائے انس بن مالک، اور ابو ہریرہ، اور سمرہ بن جندب کے تمام صحابہ کے بالمقابل میں اپنی رائے کو ترک کر دوں گا"۔

الکتاب مسطور مصنف محمد حسین نیلوی طبع شعبہ نشرواشاعت مدرسہ ضیاءالعلوم سرگودھا۔ صفحہ ۳۵ پر تحریر ہے کہ "صرف ایک صحابی غیر معروف الفقہ والعدالہ یعنی حضرت ابوہریرہ"۔

ابوہریرہ نے ایک حدیث رسولؐ اکرم بیان کی، لوگوں نے جب اُن سے پوچھا کیا یہ حدیث تم نے رسولؐ اللہ سے سُنی ؟ تو ابوہریرہ نے کہا نہیں یہ میرے ذہن کی پیداوار ہے قال : لا، ھذا من کیس ابو ھریرہ۔ کتاب النفقات ، وجوب النفقۃ علیٰ الحل والعیال صحیح بخاری جلد ۷ حدیث ۲۸۶، ص ۲۵۲۔

آیت وانذر عشیرتک الاقربین، مشہور یہ ہے کہ یہ آیت مکہ میں بعثت کے فوراًبعد اتری جبکہ حضرت علیؑ دس یا گیارہ سال کے تھے اور ابولھب زندہ تھا۔ ابوہریرہ سے یہ روایت ہے رسولؐ اکرم نے قریش کو جمع کیا اور کہا "اے عباس، اے فاطمہؑ بنت محمدؐ میں اللہ کے سامنے کچھ کام نہ آنے کا"۔ آپ ہی انصاف کریں ابوہریرہ اسلام لائے خیبر کے بعد اور جب یہ آیت نازل ہوئی جناب فاطمہؑ پیدا بھی نہیں ہوئی تھیں۔

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی تو رسولؐ اللہ نے قریش کے لوگوں کو بلا بھیجا سب کو اکٹھا کیا اور کہا "اے کعب بن لوئی کے بیٹو اے مرہ بن کعب کے بیٹو اے عبد شمس کے بیٹو اے ہاشم کے بیٹو اے عبد المطلب کے بیٹو اے فاطمہؑ اپنے تئیں جہنم سے بچو" (یہ آیت قبل ہجرت وقت بعثت، کی ہے جبکہ ابوہریرہ کا نام و نشان بھی نہیں تھا۔ دوسرے یہ کہ رسول اللہ نے جب اپنی اولاد کا ذکر کیا تو صرف فاطمہؑ کا نام لیا۔ اور بیٹیاں کیا ہو گئیں ؟)۔ کتاب الایمان باب بیان ان من مات علی الکفر فھو فی النار صحیح مسلم جلد اول ص ۳۴۶۔

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی تو رسولؐ اللہ نے قریش کے لوگوں کو بلا بھیجا سب کو اکٹھا کیا اور کہا "اے کعب بن لوئی کے بیٹو اے مرہ بن کعب کے بیٹو اے عبد شمس کے بیٹو اے ہاشم کے بیٹو اے عبد المطلب کے بیٹو اے فاطمہؑ بنتِ محمدؐ تو میرے مال میں سے جو چاہے مانگ لے" کتاب الایمان باب بیان ان من مات علی الکفر فھو فی النار صحیح مسلم جلد اول ص ۳۴۷۔

مصریوں اور عثمان بن عفان کے حامیوں میں جنگ ہو رہی تھی بجائے صلح اور امن کی بات کرتے ابوہریرہ کہنے لگے "میں تمہارے لئے نمونہ ہوں اور یہ وہ دن ہے کہ جب جنگ کرنا بہت ہی عمدہ ہے"۔ طبری حصہ سوم ص ۴۰۷۔

سعید بن مسیب (یہ ابوہریرہ کے داماد تھے) سے روایت ہے ابوہریرہ کہا کرتے تھے "لوگ کہتے ہیں ابوہریرہ بہت حدیثیں بیان کرتا ہے۔ یعنی بطور طعن کے مجھ کو کہتے ہیں کہ شائد اپنے پاس سے بنا بنا کر حدیثیں بیان کرتا ہوں۔ (فیض الباری شرح بخاری جلد اول ص ۲۲۳ طبع لاہور)۔ اس حدیث سے ظاہر ہو گیا کہ لوگوں کا عام طور سے ابوہریرہ کے بارے میں کس قسم کا خیال پایا جاتا تھا کہ چونکہ روایات کے نقل کرنے میں احتیاط سے کام نہیں لیتے تھے۔

ایک حدیث کے سلسلے میں ابوہریرہ اور عبداللہ ابن عمر میں تکرار ہوئی تو عبداللہ ابن عمر نے کہا "ابوہریرہ بہت روایتیں بیان کرتے ہیں کُذ اکثر علینا ابو ھریرہ "یعنی اُن کو روایت میں شک تھا۔ صحیح مسلم، کتاب الجنائز جلد دوم ص ۳۵۸۔

ایک طویل روایت جو قیامت کے سلسلے میں ہے جس کو ابوہریرہ لوگوں میں بیان کر رہے تھے جب حدیث کے اس حصے پر آئے کہ حق تعالیٰ فرمائے گا" ہم نے یہ سب تجھے دیا اور اُن کے ساتھ اتنا ہی اور دیں گے "تو ابوسعید خدری ایک اور صحابی نے کہا "اے ابوہریرہ اور دس حصے زیادہ دیں گے کہا تھا" تو ابوہریرہ نے کہا "مجھے اتنا یاد کہ رسولؐ اللہ نے یوں کہا تھا" اس پر ابوسعید نے کہا" میں گواہی دیتا ہوں کہ رسولؐ اللہ نے دس حصے زیادہ دینے کے لئے کہا

تھا" اس پر ابوہریرہ نے ابوسعید کو بددعا کے طور پر کہا "یہ وہ شخص ہے جو سب سے آخر میں جنت میں جائے گا" صحیح مسلم کتاب الایمان باب قول اللہ عزوجل ولقد راہ نزلۃ جلد اول ۳۰۷۔

ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے "بیماری نہیں لگتی" اور ابوسلمہ یہ بھی کہتے تھے کہ فرمایا رسول اللہ نے "نہ لایا جائے بیمار اونٹ کے پاس تندرست اونٹ"۔ ابوسلمہ نے کہا ابوہریرہ ان دونوں حدیثوں کو رسول اللہ سے روایت کرتے تھے پھر بعد میں اس حدیث کو کہ "بیماری نہیں لگتی" اسے چھوڑ دیا بیان کرنا اور یہ بیان کرتے تھے کہ نہ لایا جائے بیمار اونٹ تندرست اونٹ کے پاس تو حارث بن ابی جو ابوہریرہ کے چچا زاد بھائی تھے ابوہریرہ سے پوچھا کہ "کیا بات ہے تم دوسری حدیث جو اس حدیث کے ساتھ بیان کرتے تھے اب کیوں نہیں بیان کرتے ہو؟"۔ ابوہریرہ نے انکار کیا کہ وہ پہلی والی حدیث کو نہیں جانتے۔ اس بات پر دونوں میں جھگڑا ہوا اور ابوہریرہ غصے میں آگئے اور حبش کی زبان میں کچھ کہا (یعنی گالی دی) پھر حارث سے پوچھا "کیا تم سمجھے میں نے کیا کہا؟" (یعنی جو گالی حبش کی زبان میں دی) حارث نے کہا نہیں۔ ابوہریرہ نے کہا "میں انکار کرتا ہوں کے میں نے پہلی والی حدیث نہیں کہی"۔ حارث نے کہا "میں اپنی عمر قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم اس حدیث کو بیان کرتے تھے"۔ ابوہریرہ حدیث بھول گئے تھے۔ صحیح مسلم کتاب اسلام۔ باب لا عدوی ولا طیرۃ جلد پنجم ص ۳۹۴۔

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ وہ بحرین سے عمر ابن خطاب کے پاس آئے اور چار لاکھ درہم لائے تھے عمر ابن خطاب نے کہا "اے اللہ اور اسلام کے ! دشمن یا اے اللہ اور اسکی کتاب کے دشمن ! تم نے اللہ کے مال میں چوری کی تو ابوہریرہ نے کہا نہیں بلکہ میں نے تجارت کی اور مال بڑھایا پھر پوچھا کتنا لائے کہا بیس ہزار (یاد رکھئے کہ خود انھوں نے اقرار کیا تھا چار لاکھ لایا تھا مگر پرسش پر بیس ہزار بتلا رہے ہیں) عمر نے حکم دیا کہ اپنے سرمائے اور تنخواہ کو دیکھو اور اسے لے لو اور زائد ہو اسے بیت المال میں داخل کر دو۔ (پھر بھی تین لاکھ نو ہزار جیب میں اُتار لیا اس لئے دس ہزار درہم ان کی تنخواہ تھی) طبقات ابن سعد حصہ چہارم ص ۳۳۶۔

الفاروق میں علامہ شبلی نعمانی اور تذکرۃ الحفاظ میں امام ذہبی لکھتے ہیں کہ ابوسلمہ کہتے ہیں کہ میں ابوہریرہ سے پوچھا کہ آپ عمر ابن خطاب کے دور میں اسطرح حدیثیں روایت کرتے تھے؟"۔ تو ابوہریرہ نے جواب دیا "اگر ایسا کرتا تو عمر مجھکو دُرے سے مارتے"۔

بلکہ علامہ محمود ابوریہ (مصر) اپنی کتاب شیخ المضیرہ ترجمہ شائع کردہ ادارہ عظمت انسانیت کراچی صفحہ ۱۲۹ میں لکھتے ہیں کہ من گھڑت احادیث کی پاداش میں عمر ابن خطاب نے ابوہریرہ کی کوڑوں سے خبر لی تھی۔ ابوجعفر محمد بن عبداللہ اسکافی کہتے ہیں کہ ہمارے شیوخ کے نزدیک ابوہریرہ مقدوح (قابل رد ہیں) ہیں اُن کی روایت مقبول نہیں۔ عمر ابن خطاب نے ان کو تازیانہ یہ کہہ کر مارا کہ "تو حدیثیں بہت بیان کرتا ہے۔ اور تو اس قابل ہے کہ تجھ کو رسول اللہ پر جھوٹ اور افترا کرنے والوں میں سمجھا جائے" شرح ابن الحدید جزء ۳ جلد ۱ ص ۴۳۔

مختلف ذرائع سے یہ روایت ہے کہ عمر ابن خطاب نے ابوہریرہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ "تو رسول اللہ کی حدیثیں بیان کرنا چھوڑ دے ورنہ تجھ کو مٹی میں ملا دوں گا"۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ہشتم ص ۹۲۵ نفیس اکیڈمی کراچی۔

عائشہ نے ابوہریرہ سے کہا "تم رسول اللہ سے وہ حدیثیں بیان کرتے ہو جنہیں میں نے آپؐ سے نہیں سنا"۔ تو ابوہریرہ نے جواب دیا "اے اماں جان! میں نے اس حالت میں حاصل کیا ہے کہ آپ کو (عائشہ) سرمہ دانی اور آئینہ نے اُن احادیث کو سننے سے باز رکھا مجھے ان چیزوں میں سے کسی نے مشغول نہیں کیا۔ طبقات ابن سعد جلد دوم صفحہ ۴۰۳۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ہشتم ص ۹۲۸ نفیس اکیڈمی کراچی "میں سرمہ دانی اور خضاب" لکھا ہے۔

مسند ابوداؤد میں روایت ہے کہ "ہم لوگ بزم عائشہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ابوہریرہ کو بھی اُن کے سامنے بیٹھے ہوئے دیکھا۔ عائشہ نے پوچھا

"ابوہریرہ! تم رسول اللہ کی حدیث اس طرح بیان کرتے ہو کہ ایک عورت پر عذاب نازل ہوا بلی کی وجہ سے؟"۔ تو ابوہریرہ نے کہا "ہاں میں نے رسول اللہ سے یہی سنا"۔ عائشہ نے کہا "مومن کی عزت اللہ کے نظر میں اس سے کہیں زیادہ ہے کہ بلی کی وجہ سے اُس پر عذاب نازل کرے۔ وہ عورت کافرہ تھی (کفر کی وجہ سے اُس پر عذاب نازل ہوا)۔ اے ابوہریرہ! جب تم رسول اللہ کی کوئی حدیث بیان کرو تو پہلے یہ غور کرلیا کرو کہ کیا کہہ رہے ہو"۔

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ عائشہ کو کتنا اعتماد ابوہریرہ کی حدیث بیانی پر تھا۔ عائشہ نے ایک ہی ساعت میں بکثرت احادیث بیان کرنے پر ابوہریرہ کو کئی بار ملامت کی ہے۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ہشتم ص ۹۲۸ نفیس اکیڈمی کراچی۔

سنن ابوداؤد مطبع دہلی ص ۱۰۸ میں ہے کہ عبداللہ ابن عمر کہتے ہیں "ابوہریرہ روایت کے بیان کرنے میں بڑی دلیری کرتے ہیں اور ہم دلیری نہیں کرتے"۔

عروہ ابن زبیر نے اپنے باپ کے سامنے ابوہریرہ کو پیش کیا اور ابوہریرہ احادیث بیان کرنا شروع کیا ابن زبیر کہتے ہیں کہ "میرے باپ نے کہا کبھی سچ اور کبھی جھوٹ۔ جب ابوہریرہ چلے گئے تو میں نے میرے باپ سے پوچھا یہ سچ اور جھوٹ کیوں کہہ رہے تھے تو زبیر نے کہا کہ کچھ احادیث سچ تھیں اور کچھ جھوٹ تھیں"۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ہشتم ص ۹۳۰ نفیس اکیڈمی کراچی۔

عبداللہ ابن عمر نے ابوہریرہ سے کہا "ابا ہر، جو کچھ رسول اللہ سے بیان کر رہے ہو اس پر غور کرلو" البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ہشتم ص ۹۲۷ نفیس اکیڈمی کراچی۔

حیوۃ الحیوان دمیری جلد اول ص ۵۰۱ میں ہے کہ ابن حبیب کہتے ہیں "میں بزم ہارون رشید میں بیٹھا تھا کہ اس مسئلہ کا ذکر ہوا کہ بکری کے تھن میں جب دودھ جمع ہو جائے تو اُس کی بیع جائز ہے یا نہیں؟۔ جب بحث کو طول ہوا یہاں تک کہ ان کی آوازیں بلند ہوئیں تو بعض نے استدلال کے طور پر کہا کہ یہ حدیث ابوہریرہ سے ہے۔ چنانچہ اس حدیث کو صرف اس لئے رد کردیا کہ یہ روایت ابوہریرہ سے ہے۔ ہارون رشید ان لوگوں کی تائید کی جو ابوہریرہ کو غیر معتبر سمجھتے تھے۔

عقد فرید جلد ۳ مطبوعہ مصر ص ۲۶ قال له مروان لقد ضيع الله حديث رسول الله اذلم يروه غيرك۔ ابوہریرہ سے مروان نے کہا "اللہ نے ضائع کردیا حدیث رسول کو اس لئے کہ سوائے تیرے کسی اور شخص نے اس کی روایت نہیں کی"۔

اسی شرح ابن ابی الحدید جلد اول مطبوعہ ایران ص ۳۲ میں ہے فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے "آگاہ ہو جاؤ تمام موجودہ اشخاص میں سب سے زیادہ افترا کرنیوالا رسول اللہ پر وہ ابوہریرہ دوسی ہے"۔ اسی صفحہ پر قاضی ابویوسف ناقل ہیں کہ "میرے استاد ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ اصحاب رسول سب عادل ہیں سوائے چند نفوس کے وہ غیر عادل ہیں اُن میں ابوہریرہ اور انس بن مالک ہیں"۔

یزید بن ہارون نے بیان کیا ہے کہ میں نے شعبہ کو بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ ابوہریرہ تدلیس کرتے تھے۔ کبھی حدیث کو رسول اللہ سے نسبت دیتے تھے اور کبھی اسی حدیث کو کہتے تھے کہ میں نے کعب سے سنی اور اس میں ایک دوسرے کا امتیاز نہیں رہتا تھا۔ چنانچہ ابوہریرہ نے ایک حدیث بیان کی "وہ جس نے حالت جنابت میں صبح کی اُس کا روزہ نہیں" اور جب تحقیق کی گئی تو ابوہریرہ نے کہا "مجھے کسی خبر دینے والے خبر دی ہے اور میں نے یہ رسول اللہ سے نہیں سنا۔ اسے ابن عساکر نے بھی بیان کیا ہے۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ہشتم ص ۹۳۱ نفیس اکیڈمی کراچی۔

"تدلیس": لغت میں ایسی روایت جس میں اصلیت کو چھپا کر غلط باور کرانا۔ انگریزی میں اسکا ترجمہ Fraud بتلایا گیا ہے۔

شرح ابن ابی الحدید جلد اول مطبوعہ ایران ص ۲۲ میں تحریر ہے کہ اعمش نے روایت کی ہے (جو اکابر تابعین اہلسنت ہیں) ابوہریرہ معاویہ کے ساتھ

عرق میں پہونچے اسوقت بہت سے لوگوں نے اُن کا استقبال کیا اور وہ منہ جماعت تھا (واضح رہے اسی سے سنت والجماعت کی ابتدا ہوئی۔ مراد) انھوں نے (ابوہریرہ) جب لوگوں کا مجمع دیکھا تو دوزانو کے بھل بیٹھ گئے اور کئی مرتبہ پیشانی پر ہاتھ مارا اور کہا "اے اہل عرق! تم لوگوں کا یہ خیال ہے کہ میں اللہ اور رسولؐ پر افترا کرتا ہوں اور اپنے کو جہنم میں جلاؤں گا۔ واللہ میں اللہ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے رسولؐ اللہ سے سنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا ہے ہر نبی کا ایک حرم ہوتا ہے اور میرا حرم مدینہ ہے جس کی حد عیر سے ثور تک ہے جو شخص اس شہر مدینہ میں کسی بدعت کو ایجاد کرے گا اس پر اللہ اور ملائکہ اور تمام دنیا کی لعنت ہو اور میں اللہ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ علیؑ نے بدعت کی"۔ معاویہ کو جب یہ خبر پہنچی تو اس نے ابوہریرہ کو اس حدیث کے بیان کرنے کے صلہ میں انعام دیا اور بہت عزت کی اور مدینہ کا گورنر بنایا۔

شرح ابن ابی الحدید جلد اول مطبوعہ ایران ص ۳۶۱۔ ابو جعفر اسکافی نے کہا ہے کہ معاویہ نے ایک کمیٹی بنائی صحابہ اور تابعین کہ جو جھوٹی احادیث بنایا کریں جس کی وجہ سے حضرت علیؑ کی طرف سے لوگ نفرت کرنے لگیں اور اُن کے لئے انعام مقرر کیا تاکہ لوگ رغبت کریں جھوٹی احادیث کے بنانے میں اس کمیٹی والوں نے معاویہ کو خوش کرنے کے لئے جھوٹی احادیث بنانا شروع کیا۔ اس کمیٹی کے سربراہ ابوہریرہ، عمرو عاص، مغیرہ بن شعبہ اور تابعین میں سے عروہ بن زبیر تھے۔

شریک نے مغیرہ سے بحوالہ ابراہیم بیان کیا ہے کہ ہمارے اصحاب ابوہریرہ کے احادیث کو چھوڑ دیتے تھے۔ اور اعمش نے بحوالہ ابراہیم بیان کیا ہے کہ وہ ابوہریرہ کی ہر حدیث کو نہیں لیتے تھے اور سفیان ثوری نے منصور سے بحوالہ ابراہیم بیان کیا ہے کہ وہ ابوہریرہ میں غور کرتے تھے اور ہر حدیث کو نہیں لیتے تھے سوائے اس حدیث کے جس میں جنت و دوزخ کا حال بیان ہوتا جس سے عمل صالح کی ترغیب ہو۔ اسے ابن عساکر نے بھی بیان کیا ہے۔

البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ہشتم ص ۹۳۲ نفیس اکیڈمی کراچی۔

جاریہ بن قدامہ صحابی رسولؐ، حضرت علیؑ کے دور خلافت میں جب مدینہ پہونچے تو ابوہریرہ نے مدینہ سے فرار اختیار کیا۔ چنانچہ جاریہ بن قدامہ نے کہا

" واللہ اگر میں بلی والے (یعنی ابوہریرہ) کو پاتا تو میں ضرور قتل کرتا۔ طبری جلد سوم ص ۲۳۰۔

ابوہریرہ ایک سفر میں تھے اور ان کے ساتھ کچھ لوگ اور بھی تھے جب یہ لوگ ایک مقام پر اترے تو انہوں نے کھانے کا توشہ دان رکھ کر ابوہریرہ کو کھانے کی دعوت دی تو ابوہریرہ نے کہا میں روزہ سے ہوں چنانچہ وہ لوگ کھانا کھانے لگے جب وہ فارغ ہونے والے ہی تھے کہ اچانک ابوہریرہ کھانا شروع کر دیا۔ ابوہریرہ نے جواب دیا میری ہلاکت میرے پیٹ کی وجہ سے ہے اگر میں سیر کروں تو وہ مجھے برانگیختہ کر دیتا ہے اور اُسے بھوکا رکھوں تو وہ مجھے کمزور کر دیتا ہے۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ہشتم ص ۹۳۶ نفیس اکیڈمی کراچی۔

تذکرۃ الخواص الامۃ مطبوعہ ایران ص ۴۰۔ اصبغ ابن نباتہ صحابی امیر المومنین علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں میں نے ابوہریرہ سے پوچھا کہ "تم صحابی رسولؐ کہے جاتے ہو میں اللہ کی قسم دے کر تم سے پوچھتا ہوں کہ کیا تم نے غدیر خم کے موقع پر رسولؐ اللہ کی زبانی سے حضرت علی کے حق میں نہیں سنا کہ جس کا میں مولا ہوں اُس کا علیؑ مولا ہیں"۔ ابوہریرہ نے کہا "بیشک واللہ میں نے سنا جو رسولؐ اللہ نے فرمایا"۔ اصبغ کہتے ہیں کہ میں نے کہا "اے ابوہریرہ اب تم نے اُس شخص کو دوست رکھا جو پیغمبرؐ کا دشمن ہے اور جو پیغمبرؐ کا دوست ہے اُس سے تم نے دشمنی رکھی"۔ ابوہریرہ نے ایک آہ سرد کے ساتھ کہا "انا للہ وانا الیہ راجعون"۔ اس کو سن کر معاویہ نے کہا "اے اصبغ اپنی تقریر کو ختم کر"۔

امام احمد نے یحییٰ بن سعید بن مسیب (یہ ابوہریرہ کے نواسے تھے) سے بیان کیا ہے کہ جب معاویہ ابوہریرہ کو کچھ عطا کرتے تو ابوہریرہ کا منہ بند رہتا تھا اور جب معاویہ اپنا ہاتھ روک لیتے تو ابوہریرہ بولنے لگتے تھے۔ اسے ابن عساکر نے بھی بیان کیا ہے۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ہشتم ص ۹۴۰ نفیس

اکیڈمی کراچی۔

اُصابۃ ابن حجر جلد اول ص ۵۷ میں؛ مولوی عبدالحی مقدمہ ہدایہ میں اور تبصرہ مقدمہ ہدایہ مطبوعہ نولکشور ص ۲۰۷ میں ہے۔ روایت کی گئی ہے انھیں ابوہریرہ سے کہ نماز میں حضرت علیؓ کی اقتدا کرتے تھے اور کھانا معاویہ کے دستر خوان پر کھاتے تھے اور لڑائی میں علیحدہ رہتے تھے کسی نے سبب دریافت کیا تو کہنے لگے نماز علیؓ کے اقتدا سے پڑھنا بہتر ہے اور معاویہ کا دستر خوان بہت چکنا ہوتا ہے اور لڑائی سے جان بچانا یہ سلامتی کا طریقہ ہے۔

(وروی عنه كان يصلي خلف علي رضي الله عنه ويأكل من سماط معاويه يعتزل القتال فسئل عن ذالك فقال الصلوة خلف علي افضل وسماط معاوية ادسم و ترك القتال اسلم هكذا عنه)

سئل عن **قبلة الصائم فقال اقبلها واقحفها**۔ ابوہریرہ سے کسی نے پوچھا روزہ دار کو بوسہ لینا کیسا ہے؟ انہوں نے کہا میں تو اپنی بیوی کا بوسہ لیتا ہوں اور اُس کا تھوک چوستا ہوں ۔ غریب الحدیث، ابن سلام ج ۴ ص ۱۸۶؛ النھایہ فی غریب الحدیث ابن الاثیر ج ۴ ص ۱۷۔

ابن کثیر میں ہے کہ بعض لوگوں نے ابوہریرہ کو سدرہ (جوا) کھیلتے ہوئے دیکھا۔ اسی طرح کی عبارت لغات الحدیث طبع میر محمد کتب خانہ کراچی جلد دوم علامہ وحید الزمان (علامہ وحید الزمان یہ وہ ہستی ہے جو محتاج تعارف نہیں انہوں نے تمام صحاح ستہ کا ترجمہ کیا) "سین" صفحہ ۱۷ لکھتے ہیں" رایت ابا ہریرہ یلعب السدر ابو ہریرہ کو سدرہ کا کھیل کھلتے ہوئے دیکھا"۔ یہ فارسی لفظ سہ درہ سے عربی میں سدرہ بن گیا یعنی تین خانوں کا کھیل جس مین ہار جیت ہوتی ہے"۔ اسی کے ذیل میں علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں "یہ ایک شیطانی کھیل ہے۔ یحیی بن ابی کثیر کا قول ہے کہ اس قسم کا کھیل جن میں ہار جیت ہو درست نہیں ہیں۔ بالاتفاق ناجائز اور حرام ہے"۔

ابوہریرہ کے بدن پر ہمیشہ ریشم ملے ہوئے کپڑے کی چادر دیکھی ہے طبقات ابن سعد حصہ چہارم ۳۶۴۔

عبید بن باب سے مروی ہے کہ میں برتن سے ابوہریرہ پر پانی ڈال رہا تھا اور وہ وضو کر رہے تھے۔ طبقات ابن سعد حصہ چہارم ۳۶۷۔

جبکہ عبادات میں کسی کو شامل کرنا سخت منع ہے۔

مشہور یہ ہے کہ ابوہریرہ ۵۹ھ میں فوت ہوئے اور نماز جنازہ ولید بن عتبہ بن ابو سفیان نے پڑھائی۔

بسمہ سبحانہ وبذکرولیہ

مانع زکوٰۃ یا بیعت حضرت ابوبکر سے انکار

میر مراد علی خان

بحث کا اصل سبب یہ ہے کہ جب زکوٰۃ کا شمار دین اسلام کے فروع میں ہوتا ہے تو ترک زکوٰۃ کفر اور شرک کی دلیل کیونکر ہو سکتی ہے۔ بعض مفسرین نے آیت کے ظاہری معنی پر کاربند رہتے ہوئے کہا ہے کہ ترک زکوٰۃ اگرچہ اس کے وجوب کے انکار پر بھی مبنی نہ ہو تو پھر وہ کفر کی علامت ہے۔ بعض کہتے ہیں ترک زکوٰۃ کفر ہے جب اس کا انکار کیا جائے چونکہ زکوٰۃ کا شمار ضروریات دین میں سے ہوتا ہے اور اس کا منکر کافر ہوتا ہے۔

وویل للمشرکین الذین لا یؤتون الزکوٰۃ و ھم بالاٰخرۃ ھم کٰفرون۔ سورۃ حٰمٓ سجدہ۔ آیت ٦۔ اور مشرکین کے لئے وائے ہو جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت کے منکر ہیں۔ درحقیقت ان کفار و مشرکین کا تعارف دو چیزوں سے کرایا جا رہا ہے ایک ترک زکوٰۃ اور دوسرا انکار آخرت۔

بعض کہتے ہیں کہ یہاں زکوٰۃ طہارت اور پاکیزگی کے معنی میں ہے اور یہاں ترک زکوٰۃ سے مراد شرک کی آلودگی کو ترک کرنا ہے جیسا کہ سور کہف کی آیت ٨١ میں بھی آیا ہے۔

خیراً منہ زکوٰۃ۔ ایسا بیٹا جو اس سے زیادہ پاکیزہ ہو۔ لیکن یہ بات اس لئے مشکل بن جاتی ہے یہاں پر لا یؤتون (دیتے نہیں) کا لفظ ہے جو اس معنی سے مطابقت نہیں رکھتا۔

قرآن کریم میں ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہو رہا ہے۔ یحیی خذ الکتٰب بقوۃ واٰتینٰہ الحکم صبیا حنانا من لدنا و زکوٰۃ و کان تقیا۔ **سورۃ مریم آیت ١٣**

اے یحیٰ تھام لو کتاب مضبوطی سے اور ہم نے بچپن ہی سے نبوت اور دانائی دے دی اور ہم نے شفقت اور پاکیزگی عطا کی اور پرہیزگار تھا۔ اللہ فرما رہا ہے لدنا و زکوٰۃ ہم نے زکوٰۃ دی۔ اسی سورہ میں آگے چل کر ارشاد ہو رہا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے گہوارے سے فرمایا کہ قال انی عبد اللہ اٰتنی الکتٰب و جعلنی نبیا و جعلنی مبٰرکا این ماکنت واوصٰنی بالصلوۃ والزکواۃ ما دمت حیا۔ آیت ٣١۔

میں بیشک اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے نبی بنایا ہے اور جہاں کہیں میں ہوں مجھے بابرکت بنایا ہے اور مجھے حکم دیا گیا کہ جب تک میں زندہ رہوں نماز کا اور زکوٰۃ کا۔

اگر زکوٰۃ سے مراد یہاں زکوٰۃ مال ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو اس وقت زندہ ہیں کہاں اور کس کو زکوٰۃ دے رہے ہیں؟۔

ایک مشکل اور درپیش ہے کہ زکوٰۃ ہجرت کے دوسرے سال مدینہ میں شرعی حیثیت حاصل ہوئی اور حم سجد مکی سورہ ہے۔ حتیٰ کہ بعض مفسرین کے نزدیک یہ سورہ مکہ میں نازل ہونے والی سب سے پہلی سورت ہے۔

کتب تواریخ میں ہے کہ بعد وفات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ وآلہ وسلم مدینہ کے باہر کئی قبائل نے یہ کہہ کر زکوٰۃ دینے سے انکار کیا: **اما الصلاۃ فنصلی، و اما الزکاۃ فلا یغصب اموالنا۔**

یعنی ہم نماز پڑھتے ہیں لیکن زکوٰۃ کے بارے میں ہم اجازت نہیں دیتے کہ کوئی غصب کرلے۔

نتیجہ کے طور پر مدینہ سرکار (سرکار مدینہ نہیں) نے اُن پر مرتد ہونے کا فتویٰ جاری کر دیا۔ یہ فیصلہ کیا کہ اس جماعت کے ساتھ جنگ کریں۔

مورخین لکھتے ہیں **وارتدت العرب بعد استخلافہ بعشرہ ایام۔** ابوبکر کے خلیفہ ہونے پر دس دن میں پورا عرب مرتد ہو گیا۔ انہیں مرتد اسی لئے کہا

گیا ہے کہ تمام عرب نے حضرت ابوبکر کو خلیفہ نہیں مانا اور زکوٰۃ نہ دینے والوں نے یہ اجتہاد کیا کہ چونکہ ابوبکر خلیفۃ المسلمین نہیں ہیں لہذا زکوٰۃ کے حصول کے وہ حقدار نہیں ہیں۔

لما اشتهرت وفاة النبى صلى الله عليه وسلم بالنواحى ارتدت طوايف كثيرة من العرب عن الإسلام ومنعوا الزكاة فنهض أبو بكر الصديق لقتالهم فأشار عليه عمر وغيره أن يفتر عن قتالهم فقال والله لو منعونى عقالا أو عتاقا كانوا يؤدونها إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم لقاتلتهم على منعها فقال عمر كيف تقاتل الناس وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أمرت أن أقاتل الناس حتى يقولوا لا إله إلا الله وأن محمدارسول الله فمن قالها عصم منى ماله ودمه إلا بحقها وحسابه على الله فقال أبو بكر والله لأقاتلن من فرق بين الصلاة والزكاة فإن الزكاة حق المال وقد قال إلا بحقها قال عمر فوالله ما هو إلا أن رأيت الله شرح صدر أبى بكر للقتال۔

مسند امام احمد بن حنبل ج ۲ ص ۴۲۳؛ تاریخ الخلفاء علامه سیوطی

یعنی جب حضرت رسول اللہ ﷺ وآلہ وسلم کی وفات کے خبر تمام اطراف میں مشہور ہوگئی تو عرب کے بہت سے گروہ اسلام سے مرتد ہوگئے اور زکوٰۃ روک لی اس پر حضرت ابوبکر اُن سے لڑنے کے لئے کھڑے ہوگئے مگر حضرت عمر اور دیگر صحابہ نے اُن کو مشورہ دیا کہ ان سے لڑنے سے باز آجائیں۔ابوبکر نے جواب دیا کہ واللہ اس زکوٰۃ کو جو یہ لوگ رسول اللہ کے پاس روانہ کرتے تھے اگر اُس سے ایک بندھن یا ایک جانور بھی مجھے کم دیں گے تو میں اُن سے لڑوں گا۔ اس پر حضرت عمر نے کہا تم کس اوصول کی بنا پر اُن سے لڑسکتے ہو حالانکہ رسول اللہؐ نے فرمایا تھا کہ جب تک لڑنا جائز ہے جب تک لوگ لا اله الله محمد رسول الله کہہ نہ دیں۔اُس کے بعد یہ کلمہ گو کا مال اور خون ہم سے محفوظ ہے۔سوائے اس کے حق کے اور اس کا حساب اللہ پر موقوف ہے۔حضرت عمر نے کہا میں نے یہ دیکھا حضرت ابوبکر کا سینہ اس وقت لڑنے کے لئے کشادہ ہوگیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے اُن کو لوگوں کو مرتد سمجھا گیا۔ورنہ وہ ہر طرح سے مسلمان تھے اور نماز پڑھتے تھے۔جو مسلمان ہوتا ہے وہی نماز پڑھتا ہے۔

ابوبکر نے بعد وفات رسول اللہ ﷺ زکوٰۃ نہ دینے والوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تو عمر نے اُنہیں روکا اور کہا بجائے قتل کے لوگوں کی تالیف قلب کیجئے،اس پر ابوبکر بگڑے اور عمر سے کہا کہ: اجبار فی الجاهلية وخوار فی الاسلام۔ تو جبار تھا دور جہالت میں اور جب سے اسلام لایا ہے تو بزدل ہوگیا۔

(الدرالمنثور ج ۳ ص ۲۴۱؛ **کنز العمال ج ۱۲ ص ۴۹۴ سلسله ۳۵۶۱۵**؛ ازالۃ الخفاء ج اول ص ۲۳۹)۔

مروی ہے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول اکرم ﷺ نے کہ میں مامور ہوا ہوں اس پر کہ لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں یعنی صرف اللہ کو معبود مانیں اور اُس کی نماز بھی ضروری ہے جو اس کلمہ کا حق ہے۔عمر نے ابوبکر سے کہا کہ آپ اُن سے قتال کریں گے جو زکوٰۃ نہیں دے رہے ہیں جب کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد اس کے بارے میں نہیں ہے۔ابوبکر نے جواب دیا نماز اور زکواۃ میں کوئی فرق نہیں ہے۔شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں کہ ابوبکر نے بروئے قیاس جلی زکواۃ کو اس پر قیاس کیا۔حضرت عمر نے کہا میں نے حضرت ابوبکر کے سینہ کو قتال کے لئے کشادہ دیکھا (صحیح بخاری جلد ۸ ص ۱۴۱؛ مسند احمد ج ۱ ص ۳۶۔ازالۃ الخفاء ج سوم ص ۱۰۴)

فقال والذی لا اله الا هو لو جرت الکلاب بارجل ازواج النبی ﷺ ماردت جیشا۔ابوبکر نے اُن اصحاب سے جو لشکر کو بلانے کے حق میں تھے کہا: خدا کی قسم جسکے سوا کوئی معبود نہیں اگر ازواج النبی ﷺ کی ٹانگوں کو کتے کھینچنے لگیں تو میں اس لشکر کو واپس نہ بلاؤں گا۔(ابن عساکر ج ۲ ص ۶۰؛ کنز العمال ج ۵ ص ۶۰۲ سلسلہ ۱۴۰۶۶؛ البدایۃ والنھایۃ ابن کثیر ج ۶ ص ۳۲۶)۔

کرهت الصحابة قتال مانعی الزکاة و قالوا اهل قبله فتقله ابوبکر سیفه و خرج وحده۔ تمام صحابہ کو یہ نا گوار ہوا کہ زکواۃ نہ دینے والوں سے لڑا جائے اور اِن سب نے کہا کہ یہ لوگ تو اہل قبلہ (یعنی مسلمان) ہیں پھر ان سے لڑنا کیونکر جائز ہوگا اس پر حضرت ابوبکر اکیلے تلوار لے کر نکل پڑے۔ تاریخ خمیس دیار بکری ج ۲ ص ۲۰۱

وقال بعضهم نؤمن باللہ و نشهد ان محمد ا رسول اللہ و نصلی ولکن لا نعطیکم اموالنا فابیٰ ابو بکر الا قتالهم وجادل ابوبکر اصحابه فی جهادهم و کان من اشدهم علیه عمر بن الخطاب، وابو عبیده بن الجراح و سالم مولی ابی حذیفة و قالوا له احبس جیش اسامة بن زید فیکون عمارة امانا بامدینة وادفق بالعرب حتی ینفرج هذا الا فان هذا الامر شدید غوره و مهلکة من غیر وجه۔ اور بعض (مخالفین حضرت ابوبکر) نے کہا ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کی بھی گواہی دیتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ وآلہ، اللہ کے رسول ہیں اور ہم نماز بھی پڑھتے ہیں لیکن ہم اپنا مال تم کو نہیں دیں گے۔ حضرت ابوبکر نے کہا جب تک تم زکواۃ نہ دو گے ہم نہیں مانیں گے اور تم سے ضرور لڑیں گے۔ اس بارے میں حضرت ابوبکر اصحاب سے بھی لڑنے لگے، ان میں سب سے زیادہ اس لڑائی کے مخالف حضرت عمر، ابوعبیدہ اور سالم ابوحذیفہ کا غلام (یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے ابوبکر کو خلیفہ بنایا تھا یعنی Kingmaker) یہ لوگ کہتے تھے کہ اسامہ بن زید کے لشکر کو روکے رکھو جس سے مدینہ میں امن رہے گا (کیا بعد رسولؐ مدینہ میں انتشار ہوگیا تھا؟۔ اگر یہ صحیح ہے تو اجماع والی روایت کیا ہوگئی؟) عربوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرو۔ ایسی صورت مت اختیار کرو جس میں تباہی ہے۔ تاریخ خمیس جلد ۲ ص ۲۰۱

جو لوگ زکواۃ دینے سے انکار کیا وہ لوگ کہتے تھے کہ ہم سب اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ وآلہ اللہ کے رسول ہیں، لیکن ہم تم کو اپنا مال نہیں دیں گے اور ان لوگوں نے کئی وفود بھی مدینہ کو روانہ کئے اور جب یہ وفد مدینہ آئے تو یہ لوگ مدینہ کے معززین کے یہاں مہمان ٹھیرے۔ اور ان لوگوں کی طرف سے جہاں یہ لوگ ٹھیرے تھے ابوبکر پر دباؤ ڈالا۔ مگر ابوبکر کسی کی بھی نہیں سُنی اور جنگ کے لئے آمادہ ہوگئے۔ چنانچہ یہ لوگ جب واپس جانے لگے تو اس سلسلے میں چند اشعار کہے جو تاریخ میں مندرج ہیں۔ طبری عربی جلد ۲ ۴۷۷؛ تاریخ مدینہ ابن عساکر ج ۲۵ ص ۱۶۰؛ تاریخ مدینہ ابن شبۃ ج ۲ ص ۵۴۸؛ تاریخ البدایۃ والنھایۃ ابن کثیر (عربی) ج ۶ ص ۳۴۴۔

اطعنا رسول اللہ ماکان بیننا فیالعباد اللہ ما لا بی بکر
یورثنا بکر إذا مات بعده وتلک لعمر اللہ قاصمة الظهر

جب تک رسول اللہ دنیا میں رہے ہم لوگ اُن کی اطاعت کی۔ مگر اے اللہ کے بندو! یہ ابوبکر کون ہوتے ہیں؟ کیا یہ میراث جب وہ مرجائیں تو اپنی اولاد کو دے جائیں گے، یہ تو بڑی کمر توڑ دینے والی مصیبت ہے۔

یہ واضح ہوگیا کہ جن لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا وہ مسلمان تھے، اللہ کی وحدانیت اور رسولؐ کی نبوت کا اقرار کرتے تھے، نماز پڑھتے تھے، صرف حضرت ابوبکر کو اس لئے زکوٰۃ دینے سے انکار کرتے تھے وہ اُنہیں مسلمانوں کا خلیفہ نہیں مانتے تھے۔ صاف کہہ رہے ہیں "یہ ابوبکر کون ہیں؟"۔

عرب کے وفود مدینہ آنے لگے اور نماز کا اقرار کرتے اور ادائیگی زکوٰۃ سے انکار کرتے اور اللہ تعالٰی کے اس قول کو پیش کرتے کے خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا وصل علیھم۔ ان صلوٰتک سکن لھم۔ واللّٰہ سمیع علیم ۔ سورہ توبہ آیت ۱۰۳۔اے رسول جب تم اُن سے مال کا صدقہ (زکوٰۃ) لو اور اس کے بدلے میں تم اُن کو پاک صاف کردو (گناہوں سے) اور اُنکے واسطے دعائے خیر کرو، کیونکہ تمہاری دعا اِن لوگوں کے حق میں اطمینان (کا باعث ہے)۔اور اللہ تو (سب کچھ) سنتا (اور) جانتا ہے۔

وکانو یزعمون فی قولہ تعالی خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم و تزکیھم بھا وصل علیھم ان صلاتک سکن لھم خطاب خاص مواجھۃ النبی ﷺ، دون غیرہ وانہ مقید بشرائط لا توجد فیمن سواہ وذلک انہ لیس لاحد من التطھیر والتزکیۃ والصلاۃ علی المتصدق ما للنبیﷺ۔شرح مسلم نووی جلد اول ص ۲۰۳ طبع دارالکتاب العربی بیروت ۱۴۰۷ھ۔

ان منکرین زکوٰۃ یہ تاویل پیش کرتے کہ یہ حکم خاص رسول اللہ ﷺ کے لئے ہے، اس لئے کہ اس میں زکوٰۃ کے بدل میں تزکیہ نفس ہے جو صرف رسولؐ کے لئے خاص ہے۔اس لئے کہ تزکیہ نفس اور تطہیر یعنی گناہوں سے پاک کرنا یہ کسی غیر سے ناممکن ہے۔شرح مسلم نووی طبع نعمانی کتب خانہ لاہور جلد اول ص ۱۰۳ حاشیہ؛ البدایۃ والنھایۃ جلد ۶ ص ۱۱۵۳ (اردو نفیس اکیڈمی) ۔

مانع زکوٰۃ کو اس کا علم تھا کہ جب حضرت ابوبکر خلیفہ بنائے گئے تو اُنہوں نے یہ خطبہ دیا تھا:۔

انا بشرولست بخیرمن احد منکم فراعونی فاذا رأیتمونی استقمت فاتبعونی وان رأیتمونی زغت فقومونی واعلموا ان لی شیطانا یعترینی فاذا رأیتمونی غضبت فاجتبونی لا اوثر فی اشعارکم وابشارکم ۔ابوبکر نے خلافت کے بعد جو خطبہ دیا اس میں انہوں نے ’’کہا کہ آگاہ ہو کہ میں ایک بشر ہوں اور تم میں سے کسی سے بھی بہتر نہیں ہوں لہٰذا میری رعایت کرو جب مجھے دیکھو راہ راست پر ہوں تو میری پیروی کرو، اور اگر دیکھو کہ میں ٹیڑھا ہو گیا ہوں تو سیدھا کرو۔ آگاہ ہو کہ میرے لئے ایک شیطان ہے جو مجھے گھیرے ہوئے ہے۔جب بھی مجھے غضب میں دیکھو تو مجھ سے بچو، میں تمہارے بالوں اور کھالوں پر کوئی اثر نہیں رکھتا‘‘۔الامامۃ والاسیاسۃ ج ص ۱۴، مجمع الزوائد الھیثمی ج ۵ ص ۱۸۳؛ کنز العمال ج ۵ ص ۶۳۱ حرف الخا، خلافت ابوبکر؛ سبل الھدیٰ فی سیرۃ خیر العباد محمد بن یوسف الصالحی الشامہ متوفی ۹۴۲ھ طبع بیروت ج ۱۱ ص ۲۵۹؛ السقیفۃ ام الفتن ڈاکٹر الخلیلی ص ۱۰۰؛ المعجم الاوسط طبرانی ج ۸ ص ۲۶۷؛ تاریخ طبری اردو ج اول ص ۵۳۸۔ طبقات ابن سعد اردو حصہ سوم ص ۵۳؛ تاریخ ابن عساکر جلد ۳۰ ص ۳۰۳؛ البدایہ والنھایۃ ابن کثیر عربی جلد ۶ ص ۳۳۴ اردو جلد ۶ ص ۱۱۳۹ (اس میں تحریر ہے کہ ’’بلاشبہ میرا ایک شیطان ہے یحضرونی جو میرے پاس آتا ہے‘‘) . قابل غور لفظ ان لی شیطانا یعترینی ہے۔یعنی شیطان مجھ پر قابض ہے۔الصواعق المحرقہ جس

کا اردو ترجمہ برق سوزاں ہے ص ۶۵ یوں تحریر ہے۔:حضرت ابوبکر نے فرنایا کہ: مجھے بادل نخواستہ یہ کام سپرد کر دیا گیا ہے قسم بخدا میں چاہتا تھا کہ کوئی دوسرا آدمی اسے سنبھال لیتا۔لیکن اگر تم مجھے رسول اللہ ﷺ (وآلہ) جیسے کام میں مکلّف کرو تو یہ مجھ سے نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ حضور ﷺ (وآلہ) کو اللہ تعالی وحی سے سرفراز فرماتا تھا۔ نیز اُس نے آپ کو معصوم قرار دیا تھا۔ میں تو محض ایک بشر ہوں اور کسی سے بہتر نہیں ہوں۔ پس میرا خیال رکھو، جب مجھے سیدھا راستہ چلتے دیکھو تو میری پیروی کرو اور جب مجھے ٹیڑھا چلتے دیکھو تو مجھے سیدھا کر دو۔ اور یہ ذہن نشین رکھو کہ میرا ایک شیطان ہے جو مجھ پر غالب آ جاتا ہے۔ پس جب مجھے غضبناک دیکھو تو مجھ سے اجتناب اختیار کرو۔ میں کسی کو بُرائی بھلائی میں کسی پر ترجیح نہ دوں گا۔

جس پر شیطان مسلط ہوتا ہے اُس کے لئے قرآن کریم کیا کہتا ہے ملاحظہ ہو:۔

قال فبعزتک لا غوینھم اجمعین الا عبادک منھم المخلصین۔قال فالحق و الحق اقول سورہ ص آیت ۸۲ تا ۸۳ ۔ جب شیطان نے کہا مجھے تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو ضرور گمراہ کروں گا۔ سوائے تیرے مخلص بندوں کے۔ اللہ نے ارشاد فرمایا یہ حق ہے اور میں حق ہی کہتا ہوں۔ لا ملئن جھنم منک و ممن تبعک منھم اجمعین۔ اللہ تعالی نے فرمایا میں اُن سب کو جہنم میں میں بھر دوں گا جو تیرے پیچھے چلے۔

اما حذیفة من النبی ﷺ واما اخبرہ ابوبکر ان النبی ﷺ قال الشرک فیکم اخفی من دبیب النمل فقلت یا رسول اللّٰہ و ھل الشرک الا ما عبد من دون اللّٰہ قال ثکلتک امک یا ابن ابی قحافة الشرک فیکم اخفی من دبیب النمل مروی ہے حذیفہ سے کہ وہ روایت کرتے ہیں ابوبکر سے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے شرک تم میں زیادہ پوشیدہ ہے چیونٹی کی رفتار سے۔ ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ شرک تو یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کریں، فرمایا تیری ماں تجھے روئے اے ابوقحافہ کے بیٹے! تجھ میں (فیکم) شرک چیونٹی کی رفتار سے موجود ہے۔ (اس روایت کا ذکر کئی کتابوں میں موجود ہے مثلاً مجمع الزوائد الھیثمی ج ۱۰ ص ۲۲۴؛ مسند ابی یعلی احمد بن یعلی متوفی ۳۰۷ھ ج ۱ ص ۶۱؛ کنز العمال ج ۳ ص ۸۱۶ سلسلہ ۸۸۴۷ ازالۃ الخفاء جلد سوم ص ۸۹

سورہ برأت کی آیات کو رسول اللہ ﷺ وآلہ نے حضرت ابوبکر کو دیا کہ وہ مکہ جا کر مشرکین مکہ کے سامنے پڑھیں ابوبکر راستے ہی میں تھے کہ وحی آئی۔ اللہ نے حکم دیا اے نبیؐ! آپؐ یا وہ جب آپؐ کے اہل سے ہو اسے یہ کام انجام دے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ وآلہ نے حضرت ابوبکر کے پاس سے وہ آیات واپس لے لیا اور ارشاد فرمایا لایؤدی عنی إلارجل من اھل بیتی کہ اس کا اعلان وہی کر سکتا ہے جو میرے اہل بیت سے ہو(سیرۃ ابن ہشام ج ۴ ص ۹۷۳؛ سیرۃ النبی ابن کثیر ج ۴ ص ۶۹؛ در منثور سیوطی ج ۳ ص ۲۰۹ سیرۃ الحلبیہ ج ۵ ص ۱۴۴ (اردو)

جو چند آیات کی تلاوت کا اہل نہ ہو وہ بھلا پورے قرآن کے نفاذ کا اہل کیسے ہو سکتا ہے۔ یاد رہے یہاں تلاوت سے مراد صرف پڑھنا نہیں ہے بلکہ حکم کا نفاذ بھی مطلوب ہے۔ چنانچہ یہ دیکھا گیا ہے کوئی سرکاری حکم کا اعلان ہوتا ہے تو اس کا نفاذ اُس وقت قابل قبول ہوتا ہے جب کہ حاکم وقت اعلان کرے یا اس کا مقرر کردیا Spokeperson نمایندہ۔

عن میمون بن مھران أعرابیا أتی أبا بکر فقال قتلت صیدا وأنا محرم فما تری علی من الجزاء فقال أبوبکر لابی بن کعب و ھو جالس عندہ ماتریٰ فیھا، فقال الاعرابی أتیتک وأنت خلیفة رسول اللّٰہ ﷺ أسئلک فإا انت تسأل غیرک۔ کنزالعمال ج۵ ص ۲۴۴ سلسہ ۱۲۷۶۷؛ تفسیر ابن کثیر (عربی) جلد ۲ ص ۱۰۲؛ تفسیر الدر المنثور ج ۲ ص ۳۲۹۔

ایک عرابی ابوبکر کے پاس آیا اور پوچھا کہ میں نے حالت احرام میں شکار کیا ہے۔ اس کا بدل کیا ہے؟ حضرت ابوبکر نے ابی بن کعب سے جو اس وقت اُن کے

پاس بیٹھے تھے اس مسئلہ کا حل پوچھا۔ تو اعرابی ناراض ہوا اور تعجب سے کہنے لگا کہ میں تیرے پاس آیا اور تو رسولؐ اللہ کا خلیفہ بنا بیٹھا ہے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور دوسروں سے پوچھتا ہے۔

ملاحظہ فرمایا کہ خود حضرت ابوبکر اپنے بارے میں کیا کہتے ہیں، ارشاد رسولؐ ان کے بارے کیا ہے، اور جو مسلمان تھے اُن کے ہاں ان کی عزت کیا تھی۔

یہ مانع زکوٰۃ کہتے تھے کہ کیا ہم اُس کو زکوٰۃ دیں جو خود اپنے کو قابل قبول نہیں سمجھتا ہو؟۔

آنحضرت ﷺ و آلہ کی کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کے مانع زکوٰۃ کی سزا قتل ہے۔ چنانچہ حدیث ہے:

حدثنا يحيى بن صالح حدثنا فليح عن هلال بن علي عن عطاء بن يسار عن أبي هريرة رضى لله تعالى عنه قال قال رسول لله صلى الله عليه وسلم من آمن بالله وبرسوله وأقام الصلاة وصام رمضان كان حقا على لله أن يدخله الجنة صحيح بخارى كتاب الجهاد والسير۔ یعنی فرمایا رسول اللہ نے جو اللہ اور رسول پر ایمان لانے کے بعد نماز پڑھے اور روزے رکھے تو اللہ کے لئے واجب ہے کہ وہ اُس کو جنت دے۔

صحیح مسلم کتاب الایمان باب: کافر کے لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد اُس کو قتل کرنا حرام ہے۔ شرح مسلم نووی جلد اول ص ۱۸۹

رسول اللہ ﷺ و آلہ کسی زکواۃ کے نہ دینے والوں سے کبھی بھی نہیں لڑے اور نہ کسی قسم کی حد یا سزا دی۔ چنانچہ بخاری کتاب الزکواۃ میں یہ روایت ملتی ہے کہ:

حدثنا أبو اليمان أخبرنا شعيب حدثنا أبو الزناد عن الأعرج عن أبي هريرة رضىلله تعالى عنه قال أمر رسول لله صلى لله عليه وسلم بالصدقة فقيل منع ابن جميل وخالد بن الوليد وعباس بن عبد المطلب فقال النبي صلى الله عليه وسلم ما ينقم ابن جميل إلا أنه كان فقيرا فأغناهالله ورسوله وأما خالد فإنكم تظلمون خالدا قد احتبس أدراعه وأعتده في سبيل للهوأما العباس بن عبد المطلب فعم رسوللله صلى الله عليه وسلم فهي عليه صدقة ومثلها معها تابعه ابن أبي الزناد عن أبيه وقال ابن إسحاق عن أبي الزناد هي عليه ومثلها معها وقال ابن جريج حدثت عن الأعرج بمثله ۔ رسول اللہ نے زکواۃ وصول کرنے کا حکم دیا تو آپؐ سے وصول کرنے والے نے کہا کہ ابن جمیل، خالد بن ولید اور حضرت عباس بن عبدالمطلب زکواۃ نہیں دیتے ہیں۔ (واضح رہے کہ یہ فتح کے بعد کا واقعہ ہے یعنی ۹ ہجری کے بعد)۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ابن جمیل کیوں نہیں دیتا حالانکہ وہ فقیر تھا اب اللہ نے اس کو مالدار کر دیا اور خالد بن ولید پر تم لوگ ظلم کرتے ہو اس لئے کہ اس نے زرہوں اور ہتھیاروں کو راہ خدا میں جہاد کرنے کی غرض سے لے رکھا ہے۔ رہے عباس تو وہ رسول اللہ کے چچا ہیں تو یہ اور اس جیسی اور زکواۃ بھی اُن کا حق ہے۔ اس روایت سے یہ ثابت ہو گیا آنحضرت کے زمانے میں بھی کچھ لوگ زکواۃ نہیں دیتے تھے یا انکار کرتے تھے۔ مگر کسی ایک روایت سے بھی یہ ثابت نہیں کہ آپؐ نے اُن کو کسی قسم کی سزا دی ہو۔ یاد رہے کہ تمام صحابہ کا اس بات پر اجماع تھا زکواۃ نہ دینے والے مسلمان اور اہل قبلہ ہیں اُن سے جہاد جائز نہیں۔ مگر سب ایک طرف اور حضرت ابوبکر تنہا ایک طرف اور اکیلے تلوار لے کر لڑنے نکل پڑے۔

حدثنا محمد بن بشار حدثنا غندر حدثنا شعبة عن واصل عن المعرور قال سمعت أبا ذر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال أتاني جبريل فبشرني أنه من مات لا يشرك بالله شيئا دخل الجنة قلت وإن سرق وإن زنى قال وإن سرق وإن زنى

فرمایا رسول اللہ ﷺ و آلہ نے مجھے جبرئیل نے بشارت دی کے اگر کوئی مرجائے اور شرک نہ کرے وہ بہشت میں جائے گا۔ حضرت ابوذرؓ نے سوال کیا اگرچہ وہ زانی اور چور ہو تو بھی؟۔ آپؐ ارشاد فرمایا: ہاں اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے۔ صحیح بخاری کتاب التوحید۔

اسامہ بن زید جب ایک جنگ سے واپس آئے تو وہ حالات جنگ رسولؐ اللہ کو بتانا شروع کئے اور جب اُسامہ نے کہا کہ "ایک شخص مقابل کا بھاگ رہا تھا تو میں نے اُسے جالیا اور نیزہ اُس کی طرف جھکا دیا اُس نے لا الہ الا اللہ کہا مگر میں اُسے نیزہ مار کر قتل کر دیا" رسولؐ اللہ غضبناک ہو گئے اور فرمایا تم پر افسوس ہے تم

لاالہ الاللہ کے ساتھ جرائت ہوئی''۔اور بار بار فرماتے رہے۔میں نے کہا یارسول اللہ وہ جان کے خوف سے کلمہ پڑھا تھا۔تو آپؐ نے فرمایا: کیا تو اس کا دل چیر کر دیکھا تھا۔شرح صحیح مسلم نووی کتاب الایمان جلد اول ص ۱۹۱۔ طبقات ابن سعد جلد ۴ ص ۲۲۳ حالات اسامہ بن زید

تفسیر جلالین میں سیوطی ومنھم ن عٰھد اللہ لئین من فضلہ۔۔۔۔الخ سورہ توبہ آیت ۷۵ تا ۷۶ کی تفسیر میں ہے کہ وہ ثعلبہ بن حاطب انصاری ہے جس نے نبیؐ اکرم سے دعا کی رخواست کی تھی اور وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ مالدار ہو جائے گا تو زکوٰۃ دے گا۔چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اُس کے لئے دعا کی اور وہ جب مالدار ہو گیا تو اُس نے زکوٰۃ تو ایک طرف نماز جماعت اور جمعہ کو بھی ترک کر دیا۔آنحضرت ﷺ نے اُس کے لئے کوئی حد جاری نہیں کی۔

جب آنحضرت ﷺ کو اس کی کثرت مال کا اور زکوٰۃ کے نہ دینے کا علم ہوا تو آپؐ نے صرف اتنا فرمایا:ویح ثعلبۃ :افسوس ہے ثعلبہ پر۔تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۰۷ (عربی)؛زاد المسیر ابن جوزی ج ۳ ص ص ۳۰۸؛اُسد الغابۃ حالات ثعلبۃ ابن حاطب الانصاری۔

حدثنا محمود حدثنا عبد الرزاق أخبرنا معمر عن الزهري عن سالم عن بن عمر بعث النبي صلى الله عليه وسلم خالدا ح وحدثني أبو عبد الله نعيم بن حماد أخبرنا عبد الله أخبرنا معمر عن الزهري عن سالم عن أبيه قال بعث النبي صلى الله عليه وسلم خالد بن الوليد إلى بني جزيمة فلم يحسنوا أن يقولوا أسلمنا فقالوا صبأنا صبأنا فجعل خالد يقتل ويأسر ودفع إلى كل رجل منا أسيره فأمر كل رجل منا أن يقتل أسيره فقلت والله لا أقتل أسيري ولا يقتل رجل من أصحابي أسيره فذكرنا بذلک للنبي صلى الله عليه وسلم فقال اللهم إني أبرأ إليک مما صنع خالد بن الوليد مرتين ۔ صحیح بخاری کتاب المغاذی

آنحضرت ﷺ وآلہ نے بعد فتح مکہ خالد بن ولید کو تین سو پچاس (۳۵۰) لوگوں کے ہمراہ بنی جزیمہ کی طرف اسلام کی دعوت دینے کے لئے روانہ کیا اور تاکید کی کہ خبردار ہتھیار نہ اُٹھانا۔اور جب اُن کو اسلام کی دعوت دی تو وہ لوگ اچھی طرح کلمہ تشہد نہیں پڑھے صرف اتنا کہا ہم نے اپنا دین بدل ڈالا۔چنانچہ خالد اُن کو قتل کرنا شروع کیا حکم دیا ہر ایک مسلمان کو ایک قیدی کو قتل کرے۔عبداللہ ابن عمر کہتے ہیں کہ میں نے قتل سے انکار کیا۔جب ہم رسولؐ اللہ کے پاس پہنچے اور یہ قصہ بیان کیا تو آنحضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا فرمایا:اے اللہ میں خالد کے اس فعل سے براءت کرتا ہوں یہ کلمہ آپؐ نے دو مرتبہ ارشاد فرمایا۔

رسولؐ اکرم مشرکین کی تالیف قلب کی خاطر مال سے اور دیگر مراعات سے مدد کرتے تھے تاکہ اُن کے دل میں اسلام کی محبت پیدا ہو اور وہ اسلام قبول کریں۔

بعد رسولؐ جب ابوسفیان جو صدقات کے وصولی پر مقرر تھے مدینہ صدقات لیکر آئے تو اُنہیں معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر خلیفہ بنا دئے گئے پہلے تو بہت بگڑے جب حضرت ابوبکر نے تالیف قلب کی خاطر صدقات کی رقم اُن کو لوٹا دی تو خاموش ہو گئے۔سنن کبری البھیقی جلد ۷ ص ۲۰

وقال أحمد بن شبيب بن سعيد الحبطي حدثنا أبي عن يونس عن بن شهاب عن سعيد بن المسيب عن أبي هريرة أنه كان يحدث أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يرد علي يوم القيامة رهط من أصحابي فيجلون عن الحوض فأقول يا رب أصحابي فيقول إنک لا علم لک بما أحدثوا بعدک إنهم ارتدوا على أدبارهم القهقري ۔

حدثنا أحمد بن صالح حدثنا بن وهب قال أخبرني يونس عن بن شهاب عن بن المسيب أنه كان يحدث عن أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم أن النبي صلى الله عليه وسلم قال يرد على الحوض رجال من أصحابي فيحلؤون عنه فأقول يا رب أصحابي فيقول إنک لا علم لک بما أحدثوا بعدک إنهم ارتدوا على أدبارهم القهقري وقال شعيب عن الزهري كان أبو هريرة يحدث عن النبي صلى الله عليه وسلم فيجلون وقال عقيل فيحلؤون وقال الزبيدي عن الزهري عن محمد بن علي عن عبيد الله بن أبي رافع عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم۔ **صحیح بخاری کتاب الحوض**

صحیح بخاری میں کئی مقامات پر اس حدیث حوض کا ذکر کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ وآلہ نے کے میرے پاس حوض کوثر پر میرے اصحاب آئیں گے مگر کچھ لوگوں کو وہاں سے دھکے دے کر نکال دیا جائے گا اس پر میں عرض کروں گا اے رب میرے! یہ میرے اصحاب ہیں تو اللہ فرمائے گا تم کو علم نہیں یہ لوگ بعد تمہارے مرتد ہو گئے تھے؟۔ (یعنی پچھلے پاؤں اپنے سابق دین پر پلٹ گئے تھے) یہ ذہن نشین رہے یہ اصحاب کے بارے میں ہیں نہ کہ مانع زکوٰۃ کے بارے میں۔

صرف ایک خاص نکتہ اس بارے میں کہ ہر ایک نے یہ لکھا کہ حضرت ابوبکر نے مانع زکوٰۃ سے قتال کیا۔ مگر کسی نے بھی اس بات کی وضاحت نہیں کی یہ لوگ کس وجہ سے زکوٰۃ دینا نہیں چاہتے تھے۔ ایک اور صرف ایک وجہ یہ لوگ حضرت ابوبکر کی خلافت پر راضی نہیں تھے۔ یاد رہے مدینہ کی بستی صرف چند گھروں پر منحصر تھی۔ اگر اجماع ہوا بھی تو وہ صرف مدینہ تک ہی ہوا ہوگا جس میں بنی ہاشم شامل نہیں ہیں اور انصار کی ایک کثیر جماعت یہ کہہ کر پلٹ گئی تھی کہ ہم سوائے حضرت علیؑ کے کسی کی بھی بات سننا نہیں پسند کرتے۔ (تاریخ یعقوبی (اردو) جلد ۲ ص ۲۰۳ نفیس اکیڈمی) **قال مع حسن قول علی** (عربی ج ۲ ص ۱۰۷)۔

احتجاج کی آواز بازگشت صرف مدینہ ہی تک محدود نہیں تھی بلکہ بیرون مدینہ یمامہ، مناسہ، عمان، یمن، بحرین اور حضرموت پھیل گئی تھی۔ تفصیل کے لئے تاریخ ابن خلدون، جلد دوم اور طبری جلد دوم ملاحظہ کریں۔

اتمام حجت کے بعد جب مانع زکوٰۃ چلے گئے تو حضرت ابوبکر نے ایک فوج تشکیل کی اور تمام مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے ایک فرمان جاری کیا کہ: من أبي بكر خليفة رسول الله إلى من بلغه كتابي هذا من عامة و خاصة أقام على إسلامه أو رجع عنه۔ طبری ج ۲ ص ۴۸۰۔

یہ خط ہے ابوبکر خلیفہ رسول کی طرف سے ہر عام وخاص کی طرف۔ خواہ اسلام پر پر قائم ہو یا اُس سے پھر گیا ہو۔ وإني بعثت إليكم فلانا في جيش۔ میں فلاں کو ایک فوج کے ساتھ تمھاری طرف طرف بھیج رہا ہوں۔ چنانچہ خالد بن ولید کو پہلے ۱۵ ہزار کی فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ ومن أبي أمرت أن يقاتله على ذلک ثم لا يبقي على أحد منهم قدر عليه وأن يحرقهم بالنار ويقتلهم كل قتله وأن يسبي النساء والذراري ولا يقبل من أحد۔ اور اس فوج کو یہ حکم دے دیا ہے کہ تم میں سے جو میرا حکم نہ مانے اُس سے لڑیں اور جو قابو میں آجائیں اُس پر ذرہ برابر بھی رحم نہ کرے اور اُن سب کو آگ میں جلا دے سب کو اچھی طرح قتل کردے اور اُن عورتوں اور بچوں کو لونڈی اور غلام بنالے۔

أن أبا بكر من عهده إلى جيوشه أن إذا غشيتم دارا من دور الناس فسمعتم فيها أذانا للصلاة فأمسكوا عن أهلها حتى تسألوهم ما الذي نقموا وإن لم تسمعوا أذانا فشنوا الغارة فاقتلوا وحرقوا ۔ حضرت ابوبکر نے اپنی فوج سے یہ عہد لیا تھا کہ جب کسی گھر پر پہونچو اور اگر اذان کی آواز سُنو تو رک جاؤ اور اُن سے دریافت کروں کے وہ کیوں ان سے بیزار ہیں اور ان کو ناپسند کرتے ہیں۔ اگر اذان نہ سُنو تو اُن کو لوٹ لو، غارت کردو، قتل کرو، اور جلا ڈالو۔ طبری جلد ۲ ص ۵۰۲۔

فان اظهره الله عليهم ان شاء الله وامكنه منهم فليتقلهم بالسلاح وليحرقهم بالنار ولا يستبق منهم احدا قدر على ان يستبيقيه وليقسم اموالهم۔ تاریخ خمیس دیار بکری ج ۲ ص ۲۰۵۔ اگر اس فوج کو اللہ فتح دے اور اُن کو قابو میں کرلو تو اُن کو ہتھیاروں سے قتل کردو اور سب کو آگ میں جلادو اور کسی کو باقی نہ چھوڑو۔ اور اُن کا سب مال تقسیم کرو۔

حرقوا ومثلوا وعدوا على الإسلام في حال ردتهم فأتوه بهم فمثل بهم وحرقهم ورضخهم بالحجارة ورمى بهم من الجبال ونكسهم في الآبار وأرسل إلى أبي بكر يعلمه ما فعل۔

حضرت ابوبکر کی فوج والے اُن کے مخالفین کو پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لے آئے تو اُس نے اِن قیدیوں کے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کرایا، پھر اُن کو آگ

میں جلا دیا اور بعض کے بدنوں کو پتھروں سے کچل دیا اور بعض کو پہاڑوں پر لیجا کر وہاں سے نیچے پھینک دیا اور بعض کی ٹانگوں میں رسیاں باندھ کر اُن کو کنؤوں میں اُلٹا لٹکا دیا۔تاریخ کامل ابن اثیر جزری جلد ۲ ص ۳۴۳۔

وفی کتاب الزهری ثم لحقوا اصحاب طلیحة فقتلوا واسروأ سروا اوصاح خلاد لا یطبخن رجل وقدراو لا یسخنن ماء الا أثفیته رأس رجل وأمر خالد بالحاظائر أن تبنی ثم أوقد فیها النار ثم أمر بالاسری فأ لقیت فیها وألقی یوئیذ حامیة بن سبیع بن الخشخاش الاسدی وهو الذی کان رسول اللّٰه ﷺ استعمله علی صدقات قومه ـتاریخ الخمیس الدیار بکری جلد دوم ص ۲۰۷ طبع دار صدر بیروت۔

کتاب زہری میں ہے کہ پھر حضرت ابوبکر کی فوج والے طلیحہ والوں کے پاس پہنچ کر اُن کو قتل کیا اور بعض کو گرفتار کیا اور اُن کے سردار خالد بن ولید نے پکار کر اپنی فوج سے کہا جو کوئی کچھ پکانا چاہتا ہے یا پانی گرم کرنا چاہتا ہے اُس کو چاہئے کہ وہ چولھا بنانے کے لئے پتھروں کا استعمال نہ کریں بلکہ اِن مقتولین کے سروں کو چولھا بنائے اور اُس میں آگ روشن کریں اور پکائے یا پانی گرم کریں۔اور خالد نے حکم دیا کہ بڑے گڈھے کھودے جائیں اور اُس پر احاطہ بنائیں پھر اُن میں آگ روشن کی جائے۔جب یہ سب ہو چکا تو حکم دیا کے جتنے لوگ قید ہو گئے ہیں انہیں اس آگ میں جھونک دیا جائے۔اور پھر وہ سب کے سب جلا دئے گئے۔اور اُن میں حامیہ بن سبیع بھی تھے(اُسد الغابہ میں ہے کہ یہ اکابر صحابہ میں سے تھے) جن کو رسولؐ اللہ نے وصولی زکواۃ کے لئے مقرر کیا تھا۔

وأخذت ام طلیحة أحد نساء بنی اد فعرص فأبت ووثبت فاقتحمت النار۔ بنی ادا کی ایک عورت اُم طلحہ پکڑی گئی اس سے زکوٰۃ طلب کی گئی، اُس نے انکار کیا اور آگ میں چھلانگ لگا دی۔

أن خالد اجمع الاساری فی الحظائر ثم أصر مها فاحترقوا وهم أحیا۔ پھر ایک دوسری مہم میں خالد بن ولید نے قیدیوں کو گھروندوں میں بھرا پھر اُن لوگوں سمیت اُن گھرندوں کو آگ لگا دی،حالانکہ وہ زندہ تھے۔۔تاریخ الخمیس الدیار بکری جلد دوم ص ۲۰۷ طبع دار صدر بیروت۔

جب حضرت ابوبکر قابض ہو گئے اور اقتدار ہاتھ میں آیا تو آپ نے اپنے خاص گروہ کے ذریعہ مدینہ کو مرکز ایذا(Torture Center) بنا ڈالا اور اُن لوگوں پر ظلم وتشدد کرنے لگے جنھوں نے بیعت سے انکار کیا۔اس فہرست میں بنی ہاشم کے علاوہ حضرت سلمانؓ فارسی،حضرت ابوذرؓ غفاری،وغیرہ کے علاوہ مالک بن نویرہ بھی تھے۔

مالک بن نویرہ کا شرمناک واقعہ ہر تاریخ اور سیرت کی کتاب میں ہے مالک بن نویرہ نے حضرت ابوبکر کی خلافت کو ٹھکرایا اور سختی سے کہا کہ آپ کے لئے یہی بہتر ہے کہ آپ خانہ نشین ہو جائیں۔اور اللہ سے اپنے کئے ہوئے گناہوں کی معافی مانگیں۔جس کے نتیجہ میں جب خالد اپنی فوج کو لیکر مالک بن نویرہ کے پاس گیا تو وہ اور اُن کے قبیلہ کے لوگوں نے اذان دی اور نماز پڑھی یہ سب خالد کی فوج نے سُنا اور دیکھا۔جب مالک ملنے کے لئے باہر آئے تو ساتھ میں مالک کی زوجہ تھی جو نہایت حسین تھیں۔بس جیسے ہی خالد کی نگاہ مالک کی زوجہ پر پڑی خالد کی نیت بدل گئی اور اُسی وقت مالک کو قتل کیا اور اُسی رات مالک کی زوجہ سے ہم بستر ہوا۔اور صرف یہی نہیں بلکہ مالک اور دیگر مقتولین کے سروں کو چولھا بنا کر کھانا پکایا۔مزید شرم کی بات کہ ہے کہ محدثین نے جن کے ہاں اسلام سے زیادہ شخصیت پرستی اہم ہے ،خالد کے اس شرمناک فعل کو خطائے اجتہادی لکھ کر اپنی بے حیائی اور بے غیرتی کا ثبوت دیا۔

ان خالدا أمر بالاخدود تحفر فقیل ماذا ترید بهذه الا خدود قال أحرقهم بالنار فکلم فی ذلک فقال هذا عهد أبی بکر الصدیق الی اقروٓه فی کل مجمع انا أن طفرک الله بهم فأحرقهم بالنار۔ جب خالد نے حکم دیا بڑے بڑے گڈھے کھودے جائیں تو لوگوں نے اُن سے پوچھا یہ کس کے لئے کھودا جارہا ہے۔تو خالد نے جواب دیا کہ ان سب قیدیوں کو باندھ کر کے جلانے والا ہوں جب لوگ اس بارے میں خالد سے بحث کرنے لگے تو خالد نے کہا میں جو کچھ کر رہا ہوں میرے پاس یہ تحریری حکم ہے حضرت ابوبکر کی طرف سے کہ جس میں حکم دیا گیا ہے کہ جب تم کو اللہ کامیاب کرے تو اُن

کو آگ میں جلا ڈالنا۔تاریخ الخمیس الدیار بکری جلد دوم ص ۲۰۸ طبع دار صدر بیروت۔

ثم بعث به إلى أبي بكر فلما قدم أمر أبو بكر أن توقد له نار في مصلى المدينة ثم رمي به فيها مقموطًا ۔فجاء ة سلمی کو قید کر کے حضرت ابوبکر کے پاس مدینہ بھیج دیا گیا۔تو حضرت ابوبکر نے حکم دیا آگ روشن کی جائے۔چنانچہ مصلی مدینہ میں آگ روشن کی گئی پھر فجاءۃ اسلمی کو مشکیں باندھی گئیں اور اُس کو زندہ آگ میں پھینک دیا گیا۔

قال أبو بكر رضي الله عنه أجل إني لا آسى على شيء من الدنيا إلا على ثلاث فعلتهن وددت أني تركتهن وثلاث تركتهن وددت أني فعلتهن وثلاث وددت أني سألت عنهن رسول الله فأما الثلاث اللاتي وددت أني تركتهن فوددت أني لم أكشف بيت فاطمة عن شيء وإن كانوا قد غلقوه على الحرب ووددت أني لم أكن حرقت الفجائة السلمي وأني كنت قتلته ۔ابوبکر نے لوگوں سے خطاب کر کے کہا'' میں نے تین خطائیں کیں۔ایک تو خطا یہ میں نے فاطمہؑ بنت رسول اللہ کا دروازہ توڑا ،دوسری یہ کہ میں نے فجاءۃ کو قتل کر دیا ہوتا جلایا نہ ہوتا۔ابن عساکر ج ۰ ۳ ص ۴۱۸؛طبری (عربی) جلد ۲ ص ۶۱۹؛ کنز العمال ج ۵ ص ۶۳۵ ؛عقد فرید ج ۲ ص ۲۰،مروج الذہب مسعودی ج ۲ ص ۱۵۲؛تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۲۱۷ نفیس اکیڈمی۔

حکم پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ وآلہ ہے کہ لا تعذبوا بعذاب الله ولقتلتهم۔ كما من بدل دينه فاقتلوه ۔صحیح بخاری كتاب الجهاد السير باب لا يعذب بعذاب الله اللہ کے عذاب (آگ سے) کسی کو عذاب نہ دینا تیسیر الباری (اردو) شرح صحیح بخاری جلد ۴ ص ۱۸۴۔

حضرت ابوبکر کا یہ جلا ڈالنے والا عمل حکم پیغمبرؐ اسلام کے خلاف تھا۔

مورخین و محدثین نے یہ لکھنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی کہ بعد وفات رسولؐ اکرم جب حضرت ابوبکر خلیفہ بن گئے تو تمام عرب میں ایک انتشار اور بغاوت پھیل گئی اور حضرت ابوبکر نے اس بغاوت کو بڑی حکمت عملی سے ختم کر دیا۔جن لوگوں نے حضرت ابوبکر کی مخالفت کی انہوں نے حضرت ابوبکر کو نہ تو اسلامی سربراہ مانا اور نہ ہی والی سلطنت تسلیم کیا۔

جس طرح رسولؐ اکرم کی حیات میں حضرت ابوبکر نے نہ تو کسی دشمن اسلام سے قتال کیا اور نہ بعد رسولؐ اپنی دور خلافت میں کبھی کسی لڑائی میں کسی کو قتل کیا بلکہ ہمیشہ اپنی جان بچا کر بھاگتے رہے۔

بعد وفاة النبي حرب العنسي وقد كانت حرب العنسي باليمن ثم حرب خارجة بن حصن ومنظور بن زبان بن سبار في غطفان والمسلمون غارون فانحاز أبو بكر إلى أجمة فاستتر بها۔ طبری (عربی جلد۲ ص ۲۳۱)

چنانچہ حضرت رسول اکرم ﷺ وآلہ کی وفات کے بعد پہلی لڑائی ملک یمن میں اسود عنسی سے ہوئی۔پھر جنگ خارجہ بن حصن اور منظور بن زبان بن سیار غطفان میں واقع ہوئی۔مسلمانوں کو اس جنگ میں پسپائی ہوئی اور حضرت ابوبکر جنگل میں بھاگ کر ایک جھاڑ کے پیچھے چھپ گئے۔طبری جلد دوم ص ۶۱ باب ۳ اردو نفیس اکیڈمی کراچی۔

وتحيز المسلمون ولاذأ بوبكر بشجرة وكره أن يعرف اور مسلمانوں نے فرار کیا اور حضرت ابوبکر نے ایک درخت کی پناہ پکڑی اور یہ نہیں چاہا کہ کوئی اُن کو پہچان سکے۔تاریخ خمیس دیار بکری جلد دوم ص ۲۰۴۔

جب حضرت ابوبکر''بغاوتوں''(در اصل بغاوت اُن کی خلافت کے خلاف تھی) فارغ ہو چکے تو فوراً اُن کو فتوحات اور ملک گیری کی خواہش ہوئی۔وہ نہیں چاہتے تھے کہ ایک مسلح جنگجو فوج واپس لوٹ آئے اور بیکار رہے اور یہ فوجی وہ تھے جو مال غنیمت کے عادی ہو گئے تھے اور مستقبل میں کوئی مزید مال غنیمت کی توقع نہ ہونے پر اُن کو (حضرت ابوبکر کو) بغاوت کا خدشہ بھی تھا۔لہذا آپ نے عراق کی طرف فوجیں روانہ کیا جس کا سردار خالد بن ولید تھا جس کی سفا کی

اور درندگی کا مظاہرہ ہو چکا تھا۔شاہ ولی اللہ محدث ازالۃ الخفاء جلد ۳ ص ۱۴۸ تا ۱۴۹ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی

فدعاهم خالد إلى الإسلام أو الجزية أو المحاربة فاختاروا الجزية فصالحهم على تسعين ألف درهم فكانت أول جزية أخذت من الفرس في الإسلام هي والقريات التي صالح عليها . تاریخ کامل ابن الاثیر الجزری (عربی) ج ۲ ص ۳۹۳۔

جب خالد ایک مقام پر پہنچا تو اُس نے مقام ہذیل کے باشندوں کو دعوت دی کہ یا تو اسلام قبول کر و یا جزیہ دو۔ تو اُن لوگوں نے جزیہ دینا منظور کر لیا۔ تاریخ کامل ابن الاثیر الجزری (اردو) جلد ۸ ص ۱۶۱ مطبع یوسفی حیدر آباد دکن

خرج خالد من العين قاصدًا إليهم . فلما كان تلك الساعة من ليلة الموعد اتفقوا جميعًا بالمصيخ فأغاروا على الهذيل ومن معه وهم نائمون من ثلاثة أوجٍ فقتلوهم .تاريخ كامل ابن الاثير الجزرى (عربى) ج ۲ ص ۳۹۷ طبع دار صدر بيروت

خالد اپنے وعدہ کے مطابق اسی دن اور وقت پر پہنچا اور وہ رات کا وقت تھا اور سب نے مل کر ہذیل پر رات کی تاریکی میں حملہ کیا جب کے وہ لوگ اس اطمنان سے سو رہے تھے کہ اُنہوں چونکہ جزیہ دیدیا تھا اور کسی حملہ کا خدشہ نہیں تھا۔ خالد کی فوج تین طرف سے حملہ آور ہوئی اور بے دریغ اُن سوتے ہوئے لوگوں کو قتل کرنا شروع کیا۔ اِن میں وہ بھی قتل ہوئے جنھیں حضرت ابوبکر نے نوشتہ لکھ کر دیا تھا کہ وہ مسلمان ہیں۔ جب خلیفہ کو اس کی اطلاع ملی تو اُنہوں نے اس کی دیت دی۔

فلما انتهى المنهزمون إليه تحصنوا به فنازلهم خالد فطلبوا منه الأمان فأبى فنزلوا على حكمه فأخذهم أسرى وقتل عقة ثم قتلهم أجمعين وسبى كل من في الحصن وغنم ما فيه ووجد في بيعتهم أربعين غلامًا يتعلمون الإنجيل فأخذهم فقسمهم في أهل البلاء منهم ۔ تاریخ کامل ابن الاثیر الجزری (عربی) ج ۲ ص ۳۹۵

یعنی یہ شکستہ یافتہ لوگ قلعہ میں پناہ لی۔ اور جب خالد نے اُن کو قلعہ سے نکلنے کے لئے کہا تو انہوں نے خالد سے امان مانگی اور جب امان ملی۔ تو وہ قلعہ سے باہر آئے، خالد نے اُن سب کی مشکیں بندھوائی اور پھر سب کو قتل کر دیا۔ اور جو قلعہ میں عورتیں اور بچے تھے اُنہیں لونڈی اور غلام بنا کر فوج میں تقسیم کر دیا اور تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ تاریخ کامل ابن الاثیر الجزری (اردو) ج ۸ س ۱۵۷ ۔

عليهم باب مغلق فكسره عنهم۔ وہ لڑ کے دروازہ بند کر کے چھپ گئے تھے مگر فوج نے دروازہ توڑ کر اُنہیں پکڑ لیا۔ اور بعض قیدیوں کو سامنے کھڑا کر کے تیروں کا نشانہ بنایا اور بعض کی مشکیں باندھ کر قتل کر دیا۔ طبری ج ۲ ص ۵۷۷۔

ومنهم من قمطه و رضخه بالحجارة۔ طبری (عربی) ج ۲ ص ۴۹۱۔ اُن پر بڑے بڑے پتھر برسائے جن سے اُن کے بدن چور چور ہو گئے۔ طبری اردو حصہ دوم ص ۸۲۔

فقتل يوم الفراض فى المعركة و فى الطلب مائة الف ۔طبری ج ۲ ص ۵۸۳؛ البداية والنهاية ج ۶ ص ۳۸۸۔ مورخین نے صراحت سے لکھا ہے کہ صرف ایک جنگ فراض میں حضرت ابوبکر کی افواج نے لڑ کر اور بھاگے ہوئے لوگوں کو پکڑ کر جس کثرت سے قتل کیا اُن کی تعداد ایک لاکھ تھی۔ طبری اردو حصہ دوم ص ۲۰۴۔ البدایۃ والنہایۃ ج ۶ ص ۱۲۲۶

وقتلوهم كل قتلة وأنتب السبل لقتلهم ۔طبری ج ۲ ص ۵۳۴؛ البداية والنهاية ج ۶ ص ۳۸۸ ایک دوسری جنگ میں حضرت ابوبکر کی فوج نے ہر طرح لوگوں کو قتل کیا یہاں تک کہ مقتولین کی لاشوں سے تمام راستے بدبودار ہو گئے تھے۔ طبری اردو حصہ دوم ص ۱۳۸۔ البدایۃ والنہایۃ ج ۶ ص ۱۲۲۰۔

فجرى دما عبيطا فسمى نهر الدم لذلك الشأن إلى اليوم ۔ طبری عربی ج ۲ ص ۵۶۲۔ اس کثرت سے خون بہایا گیا کہ اسکا نام ہی خون کا دریا رکھ دیا گیا اور آج تک یہی نام موجود ہے۔

صرف ایک سوال پیدا ہوتا کہ یہ قتل وغارت اور فتوحات کیا کسی مذہب کے شایان شان ہیں؟۔کیا انبیاء اور مرسلین ملک گیری کے لئے آئے تھے یا تزکیہ نفس اور خدا پرست بنانے کے لئے۔

افسوس اس بات کا ہے کہ مسلم تاریخ دان بڑے فخر سے حضرت ابوبکر کی فتوحات کا ذکر کرتے ہیں اور جب کوئی ان کی تاریخ پرغور کرتا ہے تو حضرت ابوبکر پر نہیں بلکہ اسلام اور بانئ اسلام حضرت رسولؐ اکرم پر الزام مسلط کرتا ہے کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا۔

چونکہ اکثر حوالے تاریخ طبری وتاریخ کامل سے ہیں یہ مناسب رہے گا کہ ان کتابوں کے مصنفین کا بھی تعارف ہوجائے:۔

علامہ ابو جعفر محمد ابن جریر طبری: ۸۳۹ء مطابق ۲۲۴ھ میں صوبہ طبرستان کے مقام آمل میں پیدا ہوئے اور بغداد میں ۹۲۲ء مطابق ۳۱۰ھ میں وفات پائی انکی کتاب تاریخ'' تاریخ الامم والملوک ہے جو تاریخ طبری کے نام سے مشہور ومعروف ہے۔تاریخ طبری کو اسلامی تاریخ کے سلسلہ میں اُمہات الکتب کا درجہ حاصل ہے۔

تاریخ ابن خلکان المعروف به وفيات الاعيان وابناء الزمان تاليف احمد بن محمد بن ابراهيم بن خلكان البرمكي الاربلي الشافعي نے لکھا ہے کہ ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید بن خالد،الطبری فنون کثیرہ میں امام تھے جن میں تفسیر،حدیث،فقہ اور تاریخ وغیرہ شامل ہیں اور متعدد فنون میں آپ کی خوبصورت تالیفات ہیں جو آپ کی وسعت علم اور غزارت فضل پر دلالت کرتی ہیں۔آپ مجتہد ائمہ میں سے تھے۔آپ اپنی روایت میں ثقہ تھے اور آپ کی تاریخ اصح اور بہت معتبر ہے۔تاریخ ابن خلکان حصہ چہارم صفحہ ۵۶۷ مطبع نفیس اکیڈمی کراچی۔

مولانا شبلی نعمانی اپنی کتاب سیرۃ النبی جلد اول ص ۱۹ میں لکھتے ہیں'' تاریخی سلسلہ میں سب سے جامع اور مفصل کتاب امام طبری کی تاریخ کبیر ہے،طبری اس درجہ کے شخص ہیں کہ تمام محدثین اُن کے فضل وکمال ثقہ اور وسعت علم کے معترف ہیں۔محدث ابن خزیمہ کا قول ہے کہ دنیا میں کسی کو ان سے بڑھ کر میں عالم نہیں جانتا۔تمام مستند اور مفصل تاریخیں مثلاً تاریخ کامل بن الاثیر،ابن خلدون،ابوالفداء وغیرہ انہی کی کتاب سے ماخوذ اور اسی کتاب کے مختصرات ہیں''۔علامہ ذہبی لکھتے ہیں'' محمد بن جریر ایک لا ثانی امام صاحب علم ہیں۔یہ ائمہ اسلام میں سے بڑے جید عالم ہیں جن کے قول کی اطاعت واجب ہے اور جن کی رائے پر عمل کیا جاسکتا ہے۔انکی تاریخ بے مثال ہے۔ابوبکر ابن بابویہ کہتا ہے کہ اماموں کے امام ابن خزیمہ کو کہتے سنا ہے وہ کہتے تھے میں صفحۂ زمین پر محمد ابن جریر طبری سے زیادہ علم والا ثقہ آدمی نہیں جانتا۔امام محمد بن سہل کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن جریر طبری کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ :جو یہ کہے کہ ابوبکر اور عمر جائز امام ہدایت نہیں ہیں تو اُنہیں فوراً قتل کرڈالو''۔تذکرة الحفاظ ذهبی المجلد الثانی ۲۵۱ تا ۲۵۳ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن۔اسی طرح یاقوت حموی علامہ طبری کی عظمت وجلالت بیان کرنے کے بعد ان کی کتاب کے بارے میں لکھتا ہے'' تاریخ طبری نہایت فضیلت وقدر والی ہے اور اس میں دین ودنیا کے علوم کثرت کے ساتھ جمع کئے گئے ہیں۔جب علامہ طبری اپنے وطن طبرستان واپس آئے تو وہاں رفض پھیل گیا تھا اور لوگوں میں اصحاب رسول کی سب وشتم جاری ہوگئی تھی، اسکے روکنے کے لئے انہوں نے حضرت ابوبکر اور عمر کے فضائل لکھے اور طبرستان چھوڑ دیا''۔علامہ سیوطی ان کو (طبری) مجدد دین کہتے ہیں۔ علامہ یافعی نے بھی مرآۃ الجنان میں تاریخ طبری کو اصح التواریخ واثبتها لکھا ہے ملاحظہ ہو مرآة الجنان الجزء الثانی ص ۲۶۱۔

ابن الاثیر: ابوالحسن بن ابی الکرم محمد بن محمد بن عبد الريم بن عبد الواحد الشيبانى المعروف بابن الاثير متوفى ۶۳۰ھ م ۱۲۳۲ء صاحب تاریخ کامل و اسد الغابه فى معرفة الصحابه: وفیات الاعیان میں ابن خلکان ان کی نسبت لکھتے ہیں: عزیزالدین ابوالحسن مؤلف تاریخ کامل حدیث کے حفظ وجمع کا امام تھا۔اور معتقدین ومتاخرین کے تواریخ سے واقف تھا۔اس نے علم تاریخ میں ایک کتاب لکھی جس کا نام الکامل ہے۔و هو من خیار التاریخ۔یہ بہترین تاریخ ہے۔علامہ شبلی نعمانی نے بھی'' الفاروق'' ص ۹ پر اس تاریخ کو من خیار التواریخ لکھا اور مزید یہ لکھا کہ درحقیقت اس کی مقبولیت عام نے قدیم تصنفین ناپید کردیں۔علامہ یافعی مرآة الجنان الجزء الرابع ص ۷۰ میں لکھتے ہیں کہ یہ تاریخ میں نہایت عمدہ کتاب لکھی۔

ابن کثیر: ابن کثیر امام حافظ المفسر عماد الدين ابوالفداء اسمٰعيل بن عمر بن كثير القرسى الدمشقى الموفى ۷۷۴ھ م ۱۳۷۲ء کی کتاب **البداية والنهاية** ہے۔صاحب کشف الظنون لکھتے ہیں کہ یہ تاریخ نہایت مبسوط تاریخ ہے۔مؤلف نے اس کی تحریر کو قرآن وسنت رسول پر مبنی کیا ہے اور صحیح اور غیر صحیح میں اچھی طرح تمیز کی ہے۔

بسمہ سبحانہ

بدعات

میر مراد علی خان

جناب مختار احمد مدنی نے ایک مضمون بعنوان ''رجب کے کنڈے'' لکھا۔ اس مضمون میں ابتداء سے آخر تک رجب کے کنڈوں کو روافض اور نام نہاد مسلمانوں کی سازش کا نتیجہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہم یہ دعوی سے کہتے ہیں کہ رجب کے کنڈے یا اس سلسلے میں جو کہانی پڑھی جاتی کسی معمولی سے معمولی شیعہ کتاب میں اُس کا تذکرہ نہیں ہے۔ اور نہ ہی کوئی شیعہ عالم تحریر سے یا تقریر کے ذریعہ ان کنڈوں کے بارے کچھ لکھا یا کہا ہو۔ یہ رسم صرف برصغیر ہند و پاکستان میں راجع ہے۔ اور برصغیر میں بھی شیعوں سے زیادہ اہل سنت حضرات اس کو کرتے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلے میں جو کہانی پڑھی جاتی وہ اہل سنت کے ہی مطبوعات طبع کرتے ہیں۔

ابوحنیفہ کو فخر ہوتو ہو مگر یہ ہمارے لئے ہرگز باعث فخر نہیں کہ ابوحنیفہ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام کے شاگرد تھے۔۔ چنانچہ تاریخ کی کتابوں میں اُن کا یہ فخریہ جملہ ملتا ہے **لولا السنتان لهلك النعمان** یعنی اگر یہ دو سال نہ ملتے تو (جو امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام کی خدمت میں بسر ہوئے) نعمان (ابوحنیفہ) ہلاک ہو گیا ہوتا۔ (عبد الحلیم جندی کتاب امام جعفر صادق ص ۸۳، نظرات فی الکتاب الخالدة، مولف حامد مفتی طبع قاہرہ، تفسیر جامع الجوامع مولف الطبرسی ج اول ص ۳۹۱۔ علامہ شبلی نعمانی اپنی کتاب سیرت نعمان میں تحریر فرماتے ہیں ''ابن تیمیہ کا یہ قول کہ ابو حنیفہ، امام جعفر صادقؑ کے ہم عصر تھے شاگرد نہیں تھے یہ دعوی غلط اور بے بنیاد ہے۔ حقیقتاً امام ابوحنیفہ، امام جعفر صادقؑ کے شاگرد تھے''۔

یہ الزام کہ ''۲۲/رجب سن ۶۰ھ ایک نامور خلیفہ و امیر المؤمنین نبی کریم کے برادر نسبتی اور کاتب وحی جناب امیر معاویہ کی وفات کا دن ہے۔ چونکہ روافض ان سے بغض و حسد رکھتے ہیں اس لئے محبت آل بیت کا لیبل لگا کر اُن کی وفات پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں''

اس مضمون نگار سے سوال ہے کہ کیا اُنہوں اس ''خوشی کے اظہار'' کو کہیں اپنی آنکھوں سے دیکھا یا پڑھا ہے۔ کیا کوئی شیعہ اس سلسلے میں کوئی محفل منعقد کرتا ہے یا کوئی پرچہ شایع ہوتا ہوا دیکھا ہے؟ اگر وہ ایسا کرتے تو وہ حق بجانب ہیں اس لئے شیعہ حضرت ام المومنین عائشہؓ کے اس عمل کو قابل تقلید سمجھتے ہیں کہ بعد شہادت حضرت محمد ابن ابی بکر الصدیق حضرت عائشہ کا یہ عمل تھا۔

عائشة جزعت عليه جزعا شديدا وقنتت عليه في دبر الصلاة تدعو على معاوية وعمرو۔ طبری ج۳ ص۳۸۵؛ البداية والنهاية ج۷ ص ۳۴۹۔

حضرت عائشہ کو غم ہوا اور اتنا شدید کہ ہر نماز میں معاویہ اور عمرو عاص کے لئے بدعا کرتی تھیں۔

مضمون نویس کو چاہئے تھا کہ وہ اپنے ہی مذہب کے کتابوں کو بغیر تعصب کے غیر جانب داری پڑھتے اور سمجھنے کی کوشش کرتے۔ چنانچہ اُسد الغابہ سے یہ دو روایتیں منقول ہیں:

حالات الأسود بن أبي البختري۔ اسد الغابة۔ ابن اثیر

روی سفيان بن عينة عن عمرو بن دينار قال: لما يبعث معاوية بسر بن أبي أرطاة ليقتل شيعة علي۔ سفیان بن عینہ روایت کرتے ہیں کہ عمرو بن دینار سے کہ معاویہ نے بسر بن ابی ارطاۃ کو شیعان علیؑ کے قتل لے مدینہ روانہ کیا تھا۔

قتله بسر بن أبي أرطاة لما سيّره معاوة إلى الحجاز واليمن يقتل شيعة علي۔ حالات عبد الله بن عبد المدنی

حجاز اور یمن کی جانب معاویہ نے شیعان علی کو قتل کرنے کے لئے روانہ کیا تھا۔

معاویہ کاتب وحی نہیں تھے۔إما كتابة معاويه الوحي والتنزيل فلم يصح ۔جامع الاصول۔

معاویہ کبھی بھی وحی بالکل نہیں لکھی، البتہ آپؐ کے مراسلات یہی لکھتے تھے۔اكمال في اسماء الرجال۔صاحب مشکواۃ شیخ ولی الدین ابی محمد بن عبداللہ الخطیب ص ۴۰۵ سلسلہ ۸۲۲۔یہ یاد رہے کہ معاویہ فتح مکہ ۹ ہجری میں مسلمان ہوئے اور ان کا شمار ''طلقاء'' یعنی آزاد کردہ میں تھا اور تالیف قلب کے لئے رسول اللہؐ وآلہ نے ان کے ذمہ یہ کام لگایا تھا۔دوسری روایت كان معاوية كاتبا فيما بين النبى و بين العرب۔ سیر أعلام النبلاء ج ۴ ص ۲۸۵۔

خال المؤمنين۔اب رہا برادر نسبتی ہونے کا شرف۔ام المومنین حضرت صفیہ جو یہودی تھیں اور مسلمان ہوئیں۔مگر آپ کے بھائی اور باپ یہودی ہی رہے۔ کیا یہ برادر نسبتی بھی باعث شرف ہے؟

اس کے علاوہ معاویہ کے بارے میں مزید کہنا نہیں ہے اس لئے کہ مضمون طویل ہو جائے گا۔ورنہ اس سلسلے میں کئی کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔

مختار احمد مدنی نے شیعوں کو روافض کے لفظ سے نواز کر لکھتے ہیں کہ ''یہود اور روافض اور نام نہاد مسلمانوں کی سازش سے اُمت مسلمہ بدعات و خرافات میں کھو گئی ہے کہ اسلام جس کی رات بھی دن کی مانند تابندہ درخشندہ ہے اس کی صحیح و سچی تعلیمات بدعتوں کی گھٹا ٹوپ تاریکیوں میں چھپ رہ گئی ہیں بدعتوں کا ایسا سیاہ غلاف چڑھا دیا گیا ہے جس میں اسلام کا صحیح چہرہ نظر نہیں آتا ہے''۔

یہ تقریباً صحیح ہے مگر الزام جو شیعوں پر لگایا ہے وہ قطعاً باطل ہے۔ شیعہ ہی ہمیشہ یہود سے ڈٹ کر لڑے ہیں اور فتح پائے ہیں۔حال ہی کی مثال موجود ہے۔ چند ہزار نے ایک بڑی طاقتور قوم کے گھٹنے ٹکا دئے۔اس دنیا کی سب سے طاقتور حکومت اگر کسی ملک سے خائف ہے تو وہ صرف شیعوں کا ہی ملک ہے۔ البتہ اگر یہودیوں سے میل جول رکھے ہیں اور اُن کی غلامی پر فخر کرتے ہیں وہ سعودی، اردن، مصر، کویت، ترکی ہیں۔اور یہ سب حضرت عمرؓ کی سنت پر ہیں۔

چنانچہ علامہ شبلی نعمانی اپنی شہرہ آفاق کتاب ''الفاروق'' صفحہ ۳۷ طبع متکبہ رحمانیہ لاہور میں لکھتے ہیں:

یہ امر بھی صحیح روایتوں سے ثابت ہے کہ یہودیوں کے ہاں جس دن درس توریت کا درس ہوا کرتا تھا، حضرت عمرؓ اکثر شریک ہوتے تھے اور اُن کا بیان ہے کہ میں یہودیوں کے دن اُن کے ہاں جایا کرتا تھا۔چنانچہ یہودی کہا کرتے تھے کہ تمہارے ہم مذہبوں میں ہم تم کو سب سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔(کنز العمال بروایت بیھقی وغیرہ جلد اول صفحہ ۲۳۳)

حضرت عمر ایک دفعہ توریت کا نسخہ رسول اللہ ﷺ وآلہ کے پاس لے گئے اور اس کو پڑھنا شروع کیا۔آنحضرتؐ کا چہرہ متغیر ہوا۔مسند دارمی ج ۱ مطبوعہ کانپور ص ۶۲)

علامہ شبلی نعمانی اپنی شہرہ آفاق کتاب ''الفاروق'' صفحہ ۳۴۸ طبع متکبہ رحمانیہ لاہور لکھتے ہیں: ''لیکن قیاس کی بنیاد جس نے ڈالی وہ حضرت عمرؓ فاروق ہیں۔ اجتہاد قیاس پر منحصر نہیں، ابن حزم، داؤد ظاہری وغیرہ سرے سے قیاس کے قائل نہ تھے حالانکہ اجتہاد کا درجہ رکھتے تھے''۔

اور قیاس پر جو احادیث مذکور ہیں وہ بھی قابل توجہ ہے۔

اول من قاس ابليس۔یعنی سب پہلے جس نے قیاس کیا وہ ابلیس تھا۔سنن الدارمی ج ۱ ص ۶۵؛ المصنف ابن ابی شیبۃ ج ۸ ص ۳۴۴ سلسلہ ۴۷؛ مسند ابی حنیفہ ابونعیم ص ۶۶؛ کنز العمال ج ۱ ص ۲۰۹ سلسلہ ۱۰۴۹؛تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۱۲؛تفسیر الدر المنثور سیوطی سورۃ الاعراف ج ۳ ص ۲۷۔

''حضرت ابوبکرؓ کے زمانے تک مسائل کے جواب میں قرآن مجید، حدیث اور اجماع سے کام لیا جاتا تھا۔قیاس کا وجود نہ تھا۔(مسند دارمی صفحہ ۳۲)''۔

علامہ شبلی ص ۳۴۹ میں لکھتے ہیں: اصولیین کے نزدیک قیاس کے لئے مقدم دو شرطیں ہیں۔

جومسئلہ قیاس سے ثابت کیا جائے وہ منصوص نہ ہو یعنی اس کے بارے میں کوئی خاص حکم موجود نہ ہو۔

مقیس اور مقیس علت مشترک۔

اب رہا بدعت کے بارے میں:

عبداللہ ابن عمر کا قول جس کو امام مالک نے کہا **انہ بلغه ان المؤذن جاء عمر ابن الخطاب یوذنه الصلوٰۃ الصبح فوجده نائما فقال الصلوٰۃ خیر من النوم یا امیر المؤمنین فامره عمر ان یجعلها فی نداء الصبح**۔ ترجمہ: امام مالک سے روایت ہے کہ حضرت عمر کے پاس موذن نماز صبح کی خبر کرنے آیا تو حضرت عمر کو سوتا پایا موذن نے کہا الصلوٰۃ خیر من النوم یعنی نماز بہتر عمل ہے سونے سے۔ حضرت عمر نے موذن کو حکم دیا کہ اس کلمے کو صبح کی اذان میں کہا کرو۔ اس حدیث کو دار قطنی نے عبداللہ ابن عمر سے مسنداً روایت کیا ہے کہ حضرت عمر نے موذن سے کہا جب تم پہنچو حی علی الفلاح تو فجر کی اذان میں تو کہو بعد اس کے الصلوٰۃ خیر من النوم۔ موطا امام مالک کتاب الصلواۃ ص ۶۱ طبع مکتبہ رحمانیہ لاہور۔ ترجمہ علامہ وحید الزمان۔ اسی کو کئی معتبر محدثین نے نقل کیا ہے مثلاً نیل الاوطار الشوکانی ج ۲ صفحہ ۱۸؛ السنن الکبریٰ البیھقی ج ۱ صفحہ ۴۲۴؛ المصنف ابن ابی شیبۃ الکوفی جلد اول ص ۲۴۴؛ تاریخ بغداد الخطیب البغدادی ج ۹ ص ۴۰۹؛ کنز العمال ج ۸ صفحہ ۳۴۲۔

الذی أخر مقام إبراهیم إلیموضعه الیوم و کان ملصقا بالبیت حضرت عمر ہی وہ ہیں جنہوں نے خانہ کعبہ میں مقام ابراہیم کو اُس کی جگہ ہٹایا۔ اس کے قبل زمانہ رسول ﷺ و زمانہ ابوبکر تک یہ بیت الحرام سے ملا ہوا تھا۔ **تاریخ الخلفاء**

کان الیٰ سنتین من عهد عمر طلاق الثلٰث واحدة فقال ان الناس قد استعجلوا فامضاه علیهم ثلثا ۔ آنحضرتؐ اور حضرت ابوبکر اور خلافت حضرت عمر میں بھی دو برس تک یہی حکم رہا کہ اگر کوئی شخص تین طلاق ایک ہی نشست میں ایک بار دیدے تو صرف ایک طلاق پڑتی تھی (شمار کی جاتی تھی) پھر حضرت عمر نے کہا لوگوں نے طلاق دینے میں جلدی شروع (کثرت شروع) کی ہے تو انھوں نے تین طلاق پڑ جانے کا (شمار کرنیکا) حکم جاری کیا۔ **صحیح مسلم کتاب الطلاق باب الطلاق الثلاثه ج۳ ص۱۸۳؛ مسند احمدابن حنبل ج ۱ ص ۳۱۴؛ المغنی ج۸ ص ۲۴۳؛ الشرح الکبیر ج۸ ص ۲۶۰؛ سنن نسائی کتاب طلاق ج ۶ ص ۱۴۵؛ مستدرک الصحیحین ج ۲ ص ۱۹۶؛ فتح الباری ابن حجر ج ۹ ص۲۹۷؛ شرح مسلم النووی ج ۱۰ ص ۷۰؛الدیباج علی مسلم جلال الدین سیوطی ج ۴ ص۸۸؛ عون المعبود عظیم العبادی ج ۶ ص ۱۹۰؛المصنف ج۶ص ۳۹۲ عبد الرزاق الصنعانی؛ المعجم الکبیر طبرانی ج ۱۱ ص ۱۹؛ تفسیر قرطبی ج۳ ص ۱۳۰؛تفسیر در المنثور ج ۱ ص ۲۷۹؛ المحلی ابن حزم ج ۱۰ ص۱۶۸؛ نیل الوطار الشوکانی ص ۱۱ تا ۱۴؛ سبل السلام ابن حجر عسقلانی ج ۳ ص ۱۷۱؛المجموع نووی ج ۱۷ ص ۸۵و ۱۲۲؛ حاشیه رد المختار ابن عابدین ج ۳ ص ۲۵۶؛المغنی ابن القدامه ج ۸ ص ۲۴۳ ؛لغات الحدیث علامه وحید الزمان حرف "ط"۔ص ۳۸**

علامه حافظ جلال الدین السیوطی کتاب تاریخ الخلفاء طبع نفیس اکیڈمی کراچی ص ۱۴۰ بعنوان "اولیت اور ایجادات حضرت عمرؓ"

هو اول من سن قيام شهر رمضان۔ حضرت عمر پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے ماہ رمضان مبارک میں تراویح کی ایجاد کی۔

اس کا بدعت ہونا خود حضرت عمر نے فرمایا ہے یہ نعمت البدعة ہے۔ جناب شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفاء جلد سوم ص ۳۴۹

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: آنحضرت ﷺ وآلہ رمضان میں اور غیر رمضان میں کبھی گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ صحیح بخاری کتاب التہجد باب قیام النبی باللیل فی رمضان وغیرہ۔ تیسیر الباری جلد دوم ص ۱۷۱ میں اس روایت کی تشریح علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔ اب جو لوگ رمضان کے مہینے میں ۲۰ رکعت تراویح کی پڑھتے ہیں یہ سنت نبوی نہیں ہے البتہ بیس رکعت تراویح کی خللفائے راشدین سے منقول ہیں تو یہ سنت خلفاء ہوگی۔

هو اول من ضرب في الخمر ثمانين۔ حضرت عمر پہلے بزرگ ہیں شراب پینے کی جو سزا پہلے تھی ۴۰ درّے اس کو ۸۰ کر دیا الفاروق۔ ۲۱۴

وهو اول من حرم المتعة۔ آپ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے متعہ کو حرام کیا۔

وأول من نهى عن بيع أمهات الأولاد۔ اولا د والی کنیزوں کی خرید وفروخت کو منع کیا۔

هو أول من سمى أمير المؤمنين۔ آپ ہی سب سے پہلے اپنے آپ کو امیر المؤمنین کھلوانے کا حکم دیا۔

وأول من جمع الناس فى صلاة الجنايز على أربع تكبيرات۔ نماز جنازہ میں صرف چار تکبیر کہنے کا حکم جاری کیا۔

وأول من أعال الفرايض۔ پہلے شخص ہیں جنہوں نے میراث میں عول کی صورت (تقسیم حصہ والوں کو تقسیم برابر نہ ہو سکے)۔

روایت کیا عمر سے کہ مجھے نبی ﷺ نے دیکھا میں کھڑا ہو کر پیشاب کر رہا ہوں تو فرمایا: يا عمر لا تبل قائما۔ اے عمر! کھڑے ہو کر پیشاب نہ کر۔ (مستدرک حاکم ج ص ۱۸۵؛ ابن ماجہ ج ا ص ۱۱۲ باب البول؛ ترمذی ج ا ص ۱۰؛ کنز العمال ج ۹ ص ۵۰۹ سلسلہ ۲۷۱۸۹)۔ ازالۃ الخفاء ج سوم ص ۳۱۶

ابوبکر، یسار بن نمیر سے روایت کرتے ہیں: كان عمر اذا بال مسح ذكره بحائط او حجر ولم يمسه مآء(المصنف ابن ابی شيبة ج ۱ ص ۷۲، كنزالعمال ج ۹ ص ۵۱۸ سلسله ۲۷۲۳۶) قلت اجمع على ذلك علماء اهل السنة و ليس فيهما حديث مرفوع وانما هو مذهب عمر قياسا على الا ستنجاء من الحائط اطبق على على تقليد العلماء۔ عمر جب پیشاب کرتے تو اپنے ذکر کو دیوار یا پتھر سے صاف کرتے اور پانی کو چھوتے تک نہیں تھے۔ میں (شاہ ولی اللہ محدث) کہتا ہوں کہ اس پر (یعنی ڈھیلے سے استنجاء پر) علماء اہل سنت نے اجماع کیا ہے اور اس بارے میں کوئی حدیث مرفوع نہیں ہے اور وہ صرف عمر کا مذہب ہے۔ دیوار سے استنجا کرنے پر قیاس کرتے ہوئے اُس کی تقلید پر علماء نے ڈھیلے سے مطابقت کی ہے۔ ازالۃ الخفاء ج سوم ص ۳۱۶

حضرت عمر ابن خطاب تیمّم بدل غسل نہیں کرتے اور جب تک پانی نہیں ملتا تھا نماز قضا کر دیتے تھے (تشریح مترجم": حضرت عمر کو جب کے واسطے تیمّم کا جائز ہونا معلوم نہیں تھا اور وہ جنب کے لئے غسل کو ضروری جانتے تھے)۔ سنن ابی داؤد ص ۱۶۴

عبداللہ ابن عمر سے کسی نے عمرہ تمتع کے بارے میں پوچھا تو اُنہوں نے کہا جائز ہے پھر سائل نے کہا کہ تمہارے باپ عمر ابن خطاب تو منع کرتے تھے تو عبداللہ ابن عمر نے کہا: بھلا دیکھ تو صحیح گر میرا باپ منع کرے اور رسولؐ اللہ وہی کام کریں تو میرے باپ کی تابعداری کی جائے گی یا رسولؐ اللہ کی؟ تو جواب دیا سائل نے کہ رسولؐ اللہ کی۔ جامع ترمذی جلد اول صفحہ ۳۰۳

بسمہ سبحانہ وبذکرہ ولیہ

تین طلاق ایک نشست میں

میر مراد علی خان

اللہ سبحانہ وتعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ:**الطلاق مرتان فامسک بمعروف او تسریح باحسان ولا یحل لکم ان تا خذوا مما اٰتیتمو ھن شیئا الآ ان یخافآ الا یقیما حدود اللہ ط فان خفتم الا یقیما حدود اللہ لا فلا جناح علیھما فیما افتدت بہ ط تلک حدود اللہ فلا تعتدوھا ج ومن یتعد حدود اللہ فاولٰئک ھم الظالمون۔ سورۃ البقرۃ آیت ۲۲۹۔**

طلاق دومرتبہ ہے اور مناسب طریقے سے اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھے یا نیکی کے ساتھ اُسے چھوڑ دے اور تمہارے لئے حلال نہیں کہ اُنہیں جو چیز دی ہے وہ اُن سے واپس لو۔مگر یہ کہ دونوں اس سے ڈریں کہ حدود الٰہی کی پاسداری نہیں کرسکیں گے اگر اُنہیں خوف ہے کہ وہ حدود الٰہی کا لحاظ نہ کرسکیں گے تو پھر اُن کے لئے کوئی حرج نہیں کہ عورت فدیہ اور عوض دے دے (اور طلاق لے لے) یہ حدود اور خدائی سرحدیں ہیں۔اُن سے تجاوز نہ کرو اور جو شخص اُن سے تجاوز کرے وہ ظالم ہے۔(سور بقرہ آیت ۲۲۹)

زیر بحث آیت میں ارشاد ہے کہ دومرتبہ طلاق اور دومرتبہ رجوع صحیح ہے لیکن اگر تیسری مرتبہ طلاق انجام پذیر ہوئی تو پھر رجوع کا حق نہیں ہے۔اور آخری طلاق یہی تیسری طلاق ہے۔البتہ'' الطلاق مرتان '' سے مراد ہے وہ طلاق جس میں رجوع ممکن ہے اور جس کے بارے میں'' امساک بمعروف '' صادق آتا ہے جو دو سے زیادہ نہیں اور تیسری طلاق میں رجوع نہیں ہے جیسا کے آیت کریمہ گواہی دیتی ہے۔

'' امساک '' کے معنی ہیں روکے رکھنا اور'' تسریح '' کے معنی ہے رخصت کردینا۔جب کشمکش، پھر طلاق پھر صلح پھر رجوع دومرتبہ گزرے تو پھر مرد کو چاہئے معاملے کو ایک طرف کردے۔

شیعہ مکتب میں یہ مسئلہ متفق علیہ ہے لیکن اہل سنت کے درمیان اس سلسلے میں اختلافِ ہے۔

چنانچہ مفتی عزیز الرحمٰن روزنامہ'' انقلاب''،ممبئی ہندوستان نے ایک سوال کے جواب میں یہ دلیل پیش کی:'' آیتِ کریمہ میں اصل لفظ مرّتان ہے قرآنِ کریم میں ایک دوسرے موقع پر بھی یہ لفظ استعمال ہوا جہاں یکے بعد دیگرے کا بھی کوئی تصور نہیں چہ جائیکہ الگ الگ مجلسوں اور مہینوں کا۔چنانچہ سورۂ احزاب میں ارشادِ ربانی ہے نؤ تھا اجر ھا مرتین مشہور اہل حدیث عالم مولانا محمد جونا گڑھی اس کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:'' اور تم میں

سے کوئی اللہ اوراس کے رسول (ﷺ) کی فرماں برداری کریگی اور نیک کام کریگی ہم اُسے اجر بھی دُہرا دیں گے''۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ اجر الگ الگ مہینوں میں دیا جائیگا نیز علامہ ابن جریر نے مرتان کی تفسیر سے یہ واضح کردیا ہے کہ مجلس یا طہر کے الگ الگ ہونے کا اس لفظ کے ساتھ کوئی تصور نہیں۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے وضو کیا مرۃً مرۃً مرّتین مرّتین اور ثلاثا ثلاثا ظاہر ہے اعضاً وضو کا دھونا دو دو مرتبہ ہو یا تین تین مرتبہ ایک ہی مجلس میں تھا ایسا حضور ﷺ نے وضو کرتے ہوئے اعضائے وضو کو دو یا تین الگ الگ مجلسوں یا مہینوں میں دھویا تھا۔ قرآن کریم نے یہ بتایا ہے کہ تین کے بعد عورت ہمیشہ کیلئے حرام ہے یہ آیت یعنی آیت ۲۳۰ عربی کے حرف عطف فاء سے شروع ہوئی ہے قواعد عربی میں فاء صرف ترتیب کو بتلاتا ہے تاخیر کا اس میں کوئی مفہوم نہیں تاخیر کے مواقع میں ثُمَّ استعمال ہوتا ہے لہٰذا اگر یہ تیسری طلاق تیسرے مہینے یا طہر میں دی جانے والی طلاق ہوتی توفاء کے بجائے ثُم کا استعمال کیا جاتا حرف فاء کا لایا جانا بتلا رہا ہے۔ختم بیان مفتی عزیز الرحمٰن ''انقلاب''۔
حسب بالا دلیل کا جواب صرف قرآن مجید ہی سے ممکن ہے اور وہ ہے سورہ بنی اسرآءیل (اسراء) کی آیت (۴) اور (۵)۔ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے

وقضینآ الیٰ بنی اسرآءیل فی الکتٰب لتفسدن فی الارض مرتین ولتعلن علوا کبیرا ④۔ فاذا جآء وعدا ولٰھما بعثنا علیکم عبادا لنآ اُولی باس شدید فجاسوا خلٰل الدیار ط وکان وعدا مفعولا ⑤۔

تمام مفسرین نے یہ لکھا کہ اللہ سبحانہ وتعالی ارشاد فرماتا ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں بتلا دیا تھا کہ زمین میں دومرتبہ (**مرتین**) فساد برپا کروگے اور بڑی سرکشی کروگے۔ جب ان میں سے پہلی سرکشی کا موقع آیا تو ہم تمہارے اوپر نہایت زور آور لوگ بھیجیں گے گھروں کی تلاشی لیں گے اور یہ وعدہ قطعی ہے۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ دونوں واقع کے درمیان برسوں کا فاصلہ ہے یعنی ایک بعد ایک بلافصل نہیں ہوئے۔ اور آیت ۵ بھی باوجود تاخیر کے لفظ ''فا'' سے ہی شروع ہو رہی ''ثم'' سے نہیں۔ لہذا جو دلیل مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب نے قرآن سے دی وہ اس آیت قرآنی سے رد ہوجائے گی۔
یہاں دو نکات قابل توجہ ہیں:۔

۱۔ جس طرح رجوع کرنے اور عورت کو روکے رکھنے میں ''معروف'' کی شرط ہے، یعنی رجوع اور روکے رکھنا صلح وصفائی اور خلوص ومحبت کی بنیاد پر ہو اُسی طرح جدائی بھی ''احسان'' کے ساتھ مقید ہے۔ یعنی علیحدگی اور جدائی ہر طرح کے ناپسندیدہ امر سے پاک ہو۔ مثلاً انتقام، غیض، غضب، اور کینہ سے مبرّا ہو۔

۲۔ **الطلاق مرتان**۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دو یا تین طلاقیں ایک ہی نشست میں انجام نہیں پاسکتیں اور چاہئے کہ متعدد مواقع پر واقع ہوں۔ خصوصاً جب تعداد طلاق کا مقصد یہ ہے کہ رجوع کا زیادہ موقع مل سکے اور شائد پہلی کشمکش کے بعد صلح وصفائی برقرار ہوجائے، اور اگر پہلی مرتبہ صلح وصفائی نہ ہوسکے تو شائد دوسری مرتبہ صلح اور محبت پیدا ہوجائے۔ لیکن ایک ہی موقع پر متعدد طلاق، طلاق، طلاق سے یہ راستہ صلح وصفائی کا بند ہوجائے گا۔ اور میاں بیوی ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے سے جدا ہوجاتے ہیں اور اس طرح تین طلاق عملی طور بے اثر ہوکر رہ جاتے ہیں۔

اس کو احادیث کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں:۔

کان الیٰ سنتین من عھد عمر طلاق الثلٰث واحدۃ فقال ان الناس قد استعجلوا فامضاہ علیھم ثلثا۔ آنحضرتؐ اور

حضرت ابوبکر اور خلافت حضرت عمر میں بھی دو برس تک یہی حکم رہا کہ اگر کوئی شخص تین طلاق ایک ہی نشست میں ایک بار دیدے تو صرف ایک طلاق پڑتی تھی (شمار کی جاتی تھی) پھر حضرت عمر نے کہا لوگوں نے طلاق دینے میں جلدی شروع (کثرت شروع) کی ہے تو انھوں نے تین طلاق پڑ جانے کا (شمار کرنیکا) حکم جاری کیا۔ صحیح مسلم کتاب الطلاق باب الطلاق الثلاثه ج۳ ص۱۸۳ ؛ مسند احمدابن حنبل ج ۱ ص ۳۱۴؛ المغنی ج۸ ص ۲۴۳؛ الشرح الکبیر ج۸ ص ۲۶۰؛ سنن نسائی کتاب طلاق ج ۶ ص ۱۴۵ ؛ مستدرک الصحیحین ج ۲ ص ۱۹۶ ؛ فتح الباری ابن حجر ج ۹ ص۲۹۷ ؛ شرح مسلم النووی ج ۱۰ ص ۷۰؛الدیباج علی مسلم جلال الدین سیوطی ج ۴ ص۸۸؛ عون المعبود عظیم العبادی ج ۶ ص ۱۹۰ ؛المصنف ج۶ص ۳۹۲ عبد الرزاق الصنعانی؛ المعجم الکبیر طبرانی ج ۱۱ ص ۱۹ ؛ تفسیر قرطبی ج۳ ص ۱۳۰ ؛تفسیر در المنثور ج ۱ ص ۲۷۹؛ المحلی ابن حزم ج ۱۰ ص۱۶۸ ؛ نیل الوطار الشوکانی ص ۱۱ تا ۱۴؛ سبل السلام ابن حجر عسقلانی ج ۳ ص ۱۷۱ ؛المجموع نووی ج ۱۷ ص ۸۵و ۱۲۲؛ حاشیه رد المختار ابن عابدین ج ۳ ص ۲۵۶ ؛المغنی ابن القدامه ج ۸ ص ۲۴۳ ؛لغات الحدیث علامه وحید الزمان حرف "ط"۔ص ۳۸

الطلاق الثلاث: قال ابن عباس: كان الطلاق في عهد رسول الله ﷺ وأبى بكر و سنتين من خلافة عمر طلاق الثلاث، واحدة، فقال عمر : إن الناس قد استعجلوا في أمر كانت لهم فيه أناة فلو أمضيناه عليهم فأمضاه عليهم،وروى عكرمة عن ابن عباس قال: طلق ركانة امرأته ثلاثا في مجلس واحد، فحزن عليها حزنا شديدا فسأله النبي ﷺ كيف طلقتها ؟ فقال طلقتها ثلاثا: فقال في مجلس واحد؟ فقال :نعم۔ قال فإنما تلك واحدة فإن شئت فراجعها۔ محاضرات الادباء الامام الاديب الاراغب الاصفهانی متوفی۵۰۲ھ طبع شركة دار الارقم بيروت جلد اول ص ۲۴۶۔

اسی روایت کودوسرے طریقے سے یوں بیان کی گئی ہے:۔

حدثنا عبد الله حدثنى أبى سعد بن ابراهيم ثنا أبى عن محمد ابن اسحاق حدثنى داود بن الحصين عن عكرمة مولى ابن عباس عن ابن عباس **قال طلق ركانة بن عبد يزيد أخو بنى مطلب امأته ثلاثا في مجلس واحد فحزن عليها حزنا شديدا قال فسأله رسول الله ﷺ كيف طلقتها قال طلقتها ثلاثا قال فقال في مجلس واحد قال نعم قال فانما تلك واحدة فارجعها ان شئت قال فرجعها فكان ابن عباس يرى انما الطلاق عند كل طهر۔** مسند امام احمد ج ۱ ص۲۶۵ ؛السنن الكبرى البيهقى ج۷ ص ۳۳۹؛ فتح البارى ج۹ ص۲۹۷؛ مسند ابى يعلى

الموصلی ج۴ ص ۳۷۹ سلسہ ۲۵۰۰؛ کنزالعمال ج۹ ص ۴۰۵ ۷ سلسلہ ۲۸۰۶۰؛ عون المعبود محمد شمس الحق العظیم آبادی ج ۲ ص ۱۹۰؛ المصنف عبدالرزاق ج۷ ص ۱۲؛ الکفایة فی علم الروایة خطیب بغدادی ص ۱۸۱۔

شاہ ولی اللہ محدث دھلوی ازالة الخفاء عن خلافة الخفاء طبع قدیمی کتاب خانہ کراچی جلد سوم ص ۴۱۶ تا ۴۱۹ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

کے شافعیؒ طاؤس سے روایت کرتے ہیں کہ ابو الصھباء نے ابن عباسؓ سے سوال کیا کہ تین طلاقیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک طلاق قرار دی جاتی تھی اور عہد حضرت ابوبکر میں بھی اور حضرت عمر کے ابتدائے امارت کے تین سال تک اسی پر عمل ہوتا رہا؟ ابن عباسؓ نے کہا: ہاں۔ مسلم طاؤس سے وہ ابن عباسؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر کے زمانے میں اور حضرت عمر کی خلافت کے دوسال تک تین طلاق کو ایک قرار دیا جاتا تھا۔ پھر حضرت عمر ابن خطاب نے کہا کہ لوگوں نے عجلت کرنا شروع کر دیا اس امر میں جس میں اُن کو مہلت دی گئی تھی تو کیوں نہ ہم اُن پر اُس کو جاری کر دیں (یعنی تین طلاق کو تین ہی قرار دیں)۔

کتاب ''المسند''، ص ۱۹۲ دارالکتب العلمیة بیروت الامام شافعیؒ متوفی ۲۰۴ھ ؛ صحیح مسلم ج ۴ ص ۱۸۴؛ سنن ابو داؤدؒ باب تفریع ابواب الطلاق سلسلہ ۲۱۹۹ ج اول ص ۴۹۰؛ سنن النسائی کتاب الطلاق ج۶ ص ۱۴۵؛ السنن الکبری ج ۷ ص ۳۳۶۔

اسی کتاب ازالۃ الخفاء جلد چہارم ص ۲۳۶ میں عمران بن سوادة اللیثی سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے اقرار کیا کہ انہوں نے جو تبدیلیاں کئیں اُن میں تین طلاق بھی شامل ہے۔

علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری جلد اول صفحہ ۴۹۳ میں اسی سورہ بقرہ کی آیت ۲۲۹ کے تحت لکھتے ہیں: اللہ تعالی کے مرتان فرمانے اور ثنتان نہ فرمانے میں اس امر کی دلیل ہے کہ ایک ہی دفعہ دو طلاقیں مکروہ ہے کیونکہ مرتان کا لفظ عبارۃً تو تفریق کی دلالت کرتا ہے اور اشارۃً عدد پر اور الطلاق میں حرف'' لام ''، جنس کے لئے ہے اور جنس کے علاوہ کوئی اور کچھ نہیں ہے پس قیاس تو یہ چاہتا ہے کہ اکھٹی دو طلاقیں معتبر نہ ہوں اور جب دو طلاقیں معتبر نہ ہوئیں تو تین طلاقیں اکھٹی دیدینی تو بدرجہ اولیٰ معتبر نہ ہوگی کیونکی تین میں دو کے علاوہ اور زیادتی ہے۔

بعض کا قول یہ ہے کہ طلاق سے مراد تطلیق ہے اور معنٰی (آیت کے) یہ ہیں کہ شرعی طلاق دینا یہ ہے کہ اطہار میں متفرق طور پر یکے بعد دیگرے طلاق دے نہ کہ اکھٹی اور اِس وقت مرتین سے تثنیہ مراد نہ ہوگا بلکہ تکریر مقصود ہوگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے ثم ارجع البصر کرتین۔ یعنی کرۃً بعد کرۃٍ۔ اس تاویل سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دو طلاقیں یا تین طلاقیں ایک لفظ سے ہوں یا مختلف الفاظ سے ایک طہر میں اکھٹی دیدینی حرام۔ بدعت، باعث گناہ ہیں۔ تفسیر مظہری۔

یہ واضح ہے کہ تین طلاق کا مفہوم تین مرتبہ طلاق دینا ہے۔ ایک ساتھ تین لفظِ طلاق کا استعمال نہیں ہے اور اُس کی واضح ترین دلیل یہ ہے کہ اگر زوجیت طلاق چاہتی ہے تو ایک طلاق کے بعد رجوع نہ ہو یا عدت کے بعد دوبارہ عقد نہ کیا جائے تو دوسری طلاق کا موضوع ہی نہیں پیدا ہوتا ہے۔ ایک ساتھ تین طلاق اگر تین ہیں تو دوسری زوجیت کب واپس آئی ہے، اور اگر سب ملا کر ایک ہیں تو تین طلاق کے احکام نافذ کرنا غلط ہے۔ یہ حضرت عمر کی ایجاد ہے۔

بسمہ سبحانہ وبذکر ولیہ

حضرت عثمان کے قتل کے اسباب

میر مراد علی خان

ابوسفیان جو زندگی تمام اسلام کے خلاف جنگ کرتا رہا اور بعد فتح مکہ ۹ ہجری میں جان بچانے کی خاطر اسلام لے آیا۔ جب حضرت عباسؓ عم رسولؐ اکرم ابوسفیان کو لے کر آنحضرت ﷺ وآلہ کی خدمت میں لے آئے تو ابوسفیان کلمہ پڑھنے کے بہانے بنانے لگا۔ جس پر حضرت عباسؓ نے ابوسفیان سے کہا فوراً کلمہ شہادت پڑھ قبل اس کے کہ تیرا سر کٹ جائے۔ ويلك اشهد شهادة الحق قبل أن تضرب عنقک۔ الاستيعاب فی معرفة الاصحاب ج ۴ ص ۲۴۰ طبع دار الكتب العلمية بيروت

اور بعد رسول اکرم ﷺ وآلہ ثقیفہ کی کاروائی کے بعد ابوبکر خلیفہ بن گئے یہ حضرت علیؑ کے پاس آیا اور کہا: **أغلبكم على هذا الأمر أقل بيت في قريش أما والله لأ ملأ نه خيلا و رجالا إن شئت:** ایک ذلیل طبقے کے شخص کو بنا دیا گیا واللہ آپ حکم دیں تو مدینے کی گلیوں کو آدمیوں اور فوج سے بھردوں گا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا دور ہو او دشمن اسلام! تجھ کو اسلام سے کب محبت رہی۔ الاستيعاب فی معرفة الاصحاب ج ۴ ص ۲۴۰ طبع دار الكتب العلمية بيروت کہ یہ ابوسفیان خلافت عثمان میں آیا اور عثمان سے کہنے لگا: **بعد تيم و عدي فأدرها كالكرة واجعل أتاها بني أمية هو الملك ولا أدري ما جنة ولا نار:** حکومت تمہارے پاس بنی تیم (یعنی ابوبکر) بنی عدی (یعنی عمر ابن خطاب) کے بعد آئی ہے پس اس کو گیند کی طرح لڑھکاؤ اور بنی اُمیہ کو اس کی بنیادیں قرار دو، یہ تو فقط بادشاہی ہی ہے، میں نہیں جانتا کہ جنت کیا ہے اور دوزخ کیا ہے۔

الاستيعاب فی معرفة الاصحاب ج ۴ ص ۲۴۰ طبع دار الكتب العلمية بيروت۔

اس نصیحت کے بعد جو کارنامے حضرت عثمان نے کیا وہ اس حسب ذیل ہیں۔

وكان من جملة ما انتقم به على عثمان، أنه أعطى ابن عمه مروان بن الحكم مائة ألف و خمسين أوقية، وأعطى الحارث عشر ما يباع في السوق: أى سوق المدينة، وأنه جاء إليه أبو موسى بكيلة ذهب و فضة فقسمهما بين نسائه و بناته، وأنه أنفق أكثر بيت المال فى عمارة ضيا عه ودوره، و أنه حمى لنفسه دون إبل الصدقة، وأنه حبس عبدالله ابن مسعود وهجره، و حبس عطاء و أبى بن كعب ،و نفى أباذر إلى الربذة ، وأشخص عبادة بن الصامت من الشام لما شكاه معاوية، و ضرب عمار ياسر و كعب بن عبدة، ضربه عشرين سوطا و نفاه إلى بعض الجبال، وقال لعبد الرحمن بن عوف : إنک منافق، وإنه أقطع أكثر أراضى بيت المال، وأن لا يشترى أحد قبل و كيله وأن لا تسير سفينة فى البحر إلا فى تجارة، و أنه أحرق الصحف التى فيها القرآن ، وأنه أتم الصلاة بمنى ولم يقصر ها لما حج بالناس، وأنه ترک قتل عبيدالله وقد قتل الهرمزان، عثمان پر جو الزامات لگائے گئے اُس میں یہ ہے کہ عثمان نے اپنے چچازاد بھائی (داماد) مروان کو دیڑھ لاکھ اوقیہ مال دے دیا تھا، اس طرح مدینہ میں جو بازاروں میں مال بکتا تھا اس کا دس فیصد ی الحارث (بن حکم بن عاص) کو دیدیا، اسی طرح ایک دفعہ ابوموسیٰ ایک کچھال بھر سونا لائے تھے جسے عثمان نے اپنی بیٹیوں اور بیویوں میں تقسیم کر دیا، اس طرح بیت المال کا بہت حصہ اپنے مکانات کی تعمیر اور اُن کی زیبائش میں خرچ کر دیا تھا۔ اسی طرح انہوں نے اپنے لئے صدقہ حلال کر لیا تھا۔ عبداللہ ابن مسعودؓ کو قید میں ڈالدیا تھا، اسی طرح عطاء اور اُبی بن کعب کو قید کر دیا تھا، ابوذرؓ کو جلاوطن کر کے ربذہ کے مقام بھیجدیا تھا، عمار یاسر کو بیس بیس کوڑے لگائے اور كعب بن عبدة

کوجلاوطن کردیا تھا،عبدالرحمٰن بن عوف کو کہا کہ تم منافق ہو،اس طرح بیت المال کی اکثر زمینیں قطعات کر کے فروخت کردی گئیں اور حکم دیا کہ ان فروخت شدہ زمینوں کو اُن کے نمائندوں اور وکیل سے پہلے کسی اور کو فروخت نہ کیا جائے،سمندر میں کوئی سفینہ تجارت اُن کے مال کے سوا کسی اور کا مال نہیں جاسکتا،اسی طرح قرآن کے اوراق کو جلا ڈالا،جب حج کو گئے تو انہوں نے منیٰ میں نماز میں قصر نہیں کیا بلکہ پوری نماز پڑھی، عبیداللہ ابن عمر سے قصاص قتل ہرمزان نہیں لیا۔سیرۃ حلبیہ جلد سوم ص ۲۰۶، الصواعق المحرقہ جلد ۲ ص ۳۳۴(عربی)،اردو ص ۳۹۱ تا ۳۹۵

عثمان کی مخالفت کے اسباب۔عثمان کی مخالفت کا سبب یہ بھی ہے کہ خلافت سنبھالنے کے بعد انہوں نے تمام بڑے بڑے صحابہ کو اُن کے عہدوں سے معزول اور سبکدوش کردیا تھا۔سیرۃ حلبیہ جلد سوم ص ۲۰۰

وكان بين عثمان وعائشة منافرة وذلك أنه نقصها مما كان يعطيها عمر ابن الخطاب، وصيرها أسوة غيرها من نساء رسول الله، فإن عثمان يوما ليخطب إذ دلت عائشة قميص رسول الله، ونادت :يا معشر المسلمين ! هذا جلباب رسول الله لم يبل، وقد أبلى عثمان سنته ! فقال عثمان :رب اصرف عني كيدهن إن كيدهن عظيم

اور حضرت عثمان اور حضرت عائشہ کے درمیان نفرت تھی اس لئے کہ عثمان نے عائشہ کو جو عطیے حضرت عمر نے مقرر کئے تھے کم کر کے دیگر ازواج النبیؐ کے برابر کردئے تھے۔چنانچہ ایک روز جب عثمان خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک آئیں اور رسول اللہ ﷺ کی قمیص لٹکائی اور اعلان کیا اے گروہ مسلمین یہ رسول ﷺ کا کرتا ہے اور ابھی بوسیدہ نہیں ہوا اور عثمان نے رسول اللہ ﷺ کی سنت کو بوسیدہ کردیا۔جس پر عثمان نے کہا یہ مکار ہیں اللہ مجھ کو ان کی مکاری سے بچائے۔تاریخ یعقوبی جلد ۲ ص ۲۸۴ نفیس اکیڈمی کراچی

حکم بن ابی العاص جس کو رسول اللہ کا دھتکارا ہوا کہا جاتا تھا اور جو عثمان کے سگے چچا تھے عثمان نے اس کو واپس بلالیا تھا۔ سیرۃ حلبیہ جلد سوم ص ۲۰۱

آنحضرت ﷺ کی یہ حدیث کہ اے عثمان ! تم اس حالت میں قتل ہوگے کہ تم سورہ بقرہ کی تلاوت کررہے ہوگے اور تمہارے خون کا ایک قطرہ آیت **فسيكفيكهم الله** پر گرے گا۔**يا عثمان تقتل وأنت تقرأ سورة البقر۔ قال الذهبی إنه حيث موضوع**۔ذہبی نے کہا کہ یہ موضوع ہے۔سیرۃ حلبیہ جلد سوم ص ۲۰۵؛الدر المنثور سیوطی جلد ۱ ص ۳۳۹؛الصواعق المحرقہ ابن حجر (عربی) جلد ۱ ص ۳۲۵؛الخصائص الکبری سیوطی ج ۲ ص ۲۰۸

عائشہ سے مروی ہے کہ جس وقت عثمان قتل ہوئے تو انہوں نے کہا کہ تم لوگ اُنہیں میل کچیل سے پاک صاف کپڑے کی طرح کردیا(یعنی پہلے گندے تھے اور اب پاک صاف ہوگئے تھے) ان کو مینڈھے کی طرح ذبح کردیا۔مسروق نے کہا کہ یہ آپ ہی کا عمل ہے آپ نے لوگوں کو لکھ کر اُن پر خروج کرنے کا حکم دیا۔عائشہ نے قسم کھائی کہ میں نے ایک لفظ نہیں لکھا۔اعمش نے کہا کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ عائشہ کے حکم سے لکھا گیا تھا کہ عثمان پر خروج کیا جائے۔طبقات ابن سعد (اردو) جلد دوم ص ۱۷۷۔انساب الاشراف جلد ۶ ص ۲۲۷۔

جب عثمان کے قتل کی اطلاع عائشہ کو ملی تو انہوں نے روتے ہوئے کہا عثمان پر اللہ رحم کرے وہ قتل ہوگئے۔حضرت عمارؓ بن یاسرؓ نے کہا تم ہی لوگوں کو اُن کے (عثمان) کے خلاف ورغلاتی تھیں اور آج رو رہی ہو۔**فقال لها عمار ياسر : أنت بالأمس تحرضين عليه ثم۔ أنت اليوم تبكينه ۔**

الامامة والسياسة دینوری جلد اول ص ۷۴ اور ص ۶۶؛ انساب الاشراف البلاذری ج ۵ ص ۷۰، ۷۵، ۹۱؛طبقات ابن سعد طبع لیدن ج ۵ ص ۲۵؛ طبری ج ۵: ۱۴۰ ص ، ۱۶۶، ۱۷۲، ۱۷۶۔اور ایک روایت ہے کہ یہ عمارؓ نے نہیں بلکہ حضرت ام المومنین ام سلمہ نے فرمایا تھا شرح نہج البلاغۃ جلد ۱ ص ۲۱۷۔

جب عثمان محصور ہو گئے تو عائشہ نے حج کو ارادہ کیا مروان، زید بن ثابت اور دیگر لوگ عائشہ کے پاس آئے اور کہا آپ (عائشہ) حج کا ارادہ ملتوی کر دیتیں تو بہتر ہوتا اس لئے کہ آپ دیکھ رہی ہیں امیر المومنین (عثمان) محصور ہیں اور آپ کی موجودگی میں ان سے محاصرہ دور ہو جائے گا۔ اس پر عائشہ نے کہا میں اپنی سواری میں بیٹھ چکی ہوں میں اب رکنے والی نہیں۔ انہوں نے پھر درخواست کی عائشہ نے وہی جواب دیا اس پر مروان نے کہا: وحرق قيس على البلاد:: حتىٰ اذا ما استعرت اجذنا یعنی قیس نے شہروں کو آگ لگا دی یہاں تک کہ جب آگ بھڑک جائیگی تو اسے بجھا دے گا۔ (یعنی خود ہی آگ لگایا اور خود ہی بجھائے گا)۔ اس پر عائشہ نے کہا اس اشعار کو مجھ پر صادق کرنے والے اگر تمہارے اور تمہارے ان ساتھی (عثمان) کے جن کے معاملے نے تمہیں مشقت میں ڈالا ہے دونوں کے پاؤں میں اگر چکی بندھی ہو اور تم دونوں کو میں سمندر میں ڈوبتا ہوا دیکھوں تب بھی مجھے مکہ جانا پسند ہے۔ طبقات ابن سعد (ج ۵ ص ۱۵۴ اردو)؛ عربی ج ۵ ص ۳۷؛ تاریخ مدینہ عمر بن شبہ النمیری متوفی ۲۶۲ھ ص ۱۱۷۲؛

قال عثمان اللهم اكفني طلحة بن عبيد الله فإنه حمل علي هؤلاء وألبهم والله إني لأرجو أن يكون منها صفراوأن يسفك دمه إنه انتهك مني ما لا يحل له۔ حضرت عثمان نے کہا کہ اے اللہ تو مجھے طلحہ بن عبید اللہ سے نجات دے کیونکہ اسی نے باغیوں کو میرے خلاف بھڑکایا ہے اور انہیں جمع کیا ہے واللہ وہ میرا خون بہائے بغیر نہ جائے گا۔ طبری حصہ سوم ص ۴۵۹ نفیس اکڈمی

نائلة ابنة الفرافصة امرأته فقالت أتكلم أو أسكت فقال تكلمي فقالت قد سمعت قول علي لک وإنه ليس يعاودک وقد أطعت مروان يقودک حيث شاء قال فما أصنع قالت تتقي الله وحده لا شريک له وتتبع سنة صاحبيک من قبلک فإنک متى أطعت مروان قتلک ومروان ليس له عند الناس قدر ولا هيبة ولا محبة وإنما ترکک الناس لمکان مروان فأرسل إلى علي فاستصلحه فإن له قرابة منک وهو لا يعصى قال فأرسل عثمان إلى علي فأبى أن يأتيه وقال قد أعلمته أني لست بعائد

عثمان کی زوجہ نائلہ آئیں اور عثمان سے پوچھا کیا میں خاموش رہوں یا کچھ کہوں۔ عثمان نے کہا بولو۔ نائلہ نے کہا میں نے حضرت علیؑ کی گفتگو سُنی اور آپ کے جواب دینے کے بعد وہ یہاں نہیں آئیں گے آپ مروان کے مشورے کو مان رہے ہیں جہاں وہ لے جانا چاہتا ہے۔ عثمان نے کہا میں کیا کروں؟ تو نائلہ نے کہا: آپ اللہ سے ڈریں جو یکتا ہے اور اُس کا کوئی شریک نہیں اور اپنے صاحبوں (ابوبکر اور عمر) کے نقش قدم پر چلیں۔ اگر آپ مروان کے مشورہ پر چلیں گیں تو وہ آپ کو مروا دے گا۔ آپ حضرت علیؑ کو بلوائیں اور ان کے مشورے پر عمل کریں۔ طبری اردو حصہ سوم ص ۴۳۷ نفیس اکڈمی

وكانت عند عمرو أخت عثمان لأمه أم كلثوم بنت عقبة بن أبي معيط ففارقها ۔ عمرو عاص نے ام کلثوم جو عثمان کی بہن تھی طلاق دے دیا اس لئے کہ عثمان نے اُنہیں معزول کر دیا تھا۔ طبری اردو حصہ سوم ص ۴۳۰ نفیس اکیڈمی

فلما نفر عثمان أشخص معاوية وعبدالله بن سعد إلى المدينة ورجع ابن عامر وسعيد معه ولما استقل عثمان رجز الحادي قد علمت ضوامر المطي وضامرات عوج القسي أن الأمير بعده علي وفي الزبير خلف رضي وطلحة الحامي لها ولي فقال كعب وهو يسير خلف عثمان الأمير والله بعده صاحب البغلة وأشار إلى معاوية كتب إلي السري عن شعيب عن سيف عن بدر بن الخليل بن عثمان بن قطبة الأسدي عن رجل من بني أسد قال ما زال معاوية يطمع فيها بعد مقدمه على عثمان حين جمعهم فاجتمعوا إليه بالموسم ثم ارتحل فحدا به الراجز إن الأمير بعده علي وفي الزبير خلف رضي قال كعب كذبت صاحب الشهباء بعده يعني معاوية فأخبر معاوية فسأله عن الذي بلغه قال نعم أنت الأمير بعده ولكنها والله لا تصل إليک حتى تكذب بحديثي هذا فوقعت في نفس معاوية وشاركهم في ،

ایک ثناخواں یہ اشعار پڑھ رہا تھا: تمام لاغر سواریاں اور لوگ جانتے ہیں کے عثمان کے بعد حضرت علیؑ خلیفہ ہوں گے۔ حالانکہ زبیر اور طلحہ بھی حقدار ہیں،

کعب جو عثمان کے پیچھے چل رہے تھے تو یہ سُنا اور کہا واللہ عثمان کے بعد یہ خچر والا خلیفہ ہوگا اشارہ کیا معاویہ کی طرف۔ عثمان کے جانے کے بعد معاویہ خلافت کی تمنا کرنے لگے۔۔ طبری اردو حصہ سوم ص ۴۱۲ نفیس اکیڈمی

اقتلوا نعثلاً فقد کفر۔ یہ عائشہ کہتی تھیں عثمان بن عفان کے بارے میں کہ اس یہودی کو قتل کردو یہ کافر ہو گیا ہے۔

طبری واقعات ۳۶ ہجری ج ۳ ص ۴۷۷؛ الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبیہ دینوری ج ۱ ص ۵۱، ۷۲؛ ابن عساکر ترجمہ الامام الحسن ص ۱۹۷؛ النھایۃ فی غریب الحدیث ج ۵ ص ۸۰؛ لسان العرب ۱۴ الامام العلامۃ ابن منظور متوفی ۶۳۰ھ ص ۶۷۰؛ تاج العروس ج ۸ ص ۱۴۱؛ اُسد الغابة فی معرفة الصحابة ابن الاثیر جلد ۳ حالات صخر بن قیس طبع الشغب؛ المحصول فی علم اصول الفقه فخر الدین رازی جلد ۴ ص ۳۴۳ طبع موسستہ الرسالتہ بیروت،؛ الفتنة وقعة الجمل ص ۱۱۵ سیف بن عمر الضبی متوفی ۲۰۰ھ طبع دار النفائس بیروت؛ انسان العیون فی سیرة الامین المامون تالیف علی بن برهان الدین الحلبی الشافعی متوفی ۹۷۵ھ جلد الثالث طبع مصطفی البابی الحبلی بمصر ص ۳۵۶؛ اعلام النساء فی عالمی العرب والاسلام ص ۳۲ الجز الثالث تالیف عمر رضا کحاله طبع الهاشمیة دمشق ؛ الکامل فی التاریخ ابن الاثیر الجزری متوفی ۶۳۰ھ ص ۱۰۰ جلد ثالث طبع دارلکتب العلمیہ بیروت لبنان؛ روضتہ الاحباب جلد سوم ص ۱۶؛ التمهید والبیان فی مقتل الشهید عثمان تالیف محمد بن یحییٰ بن ابی بکر الاشعری متوفی ۷۴۶ھ طبع دار الثقافتہ بیروت لبنان ص ۲۲۸۔

ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینوری صاحب کتاب امامتہ والسیاستہ ولادت ۲۱۳ھ اور وفات ۲۷۶ھ کتاب امامتہ والسیاست مطبع الفتوح ادبیہ مصر دو اجزاء میں شائع ہوئی اور اس کے دیباچہ میں ابن قتیبہ کی نسبت لکھا ہے کہ' فاضل تھا ثقہ تھا اسکی ساری تصانیف نہایت عمدہ ہیں عرصہ تک دینور میں قاضی رہا اور اس ہی نسبت سے اس کو دینوری کہتے ہیں علامہ شبلی نعمانی اپنی کتاب الفاروق حصہ اول دیباچہ ص ۶ پر لکھتے ہیں' یہ نہایت نامور اور مستند مصنف ہے محدثین بھی اسکے اعتماد اور اعتبار کے قائل ہیں۔ ابنِ خلکان اپنی دفیات اعیان میں لکھتے ہیں' ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینوری یا مرزی نحوی بغوی انکی بہت سی تصانیف ہیں جن میں ایک معارف ہے فاضل عالم تھے ثقہ قابل اعتبار تھے بغداد میں سکونت اختیار کی اور وہاں حدیث کی روایت اسحٰق بن راہویہ ابو اسحٰق بن ابراہیم بن سفیان بن سلیمان بن ابی بکر بن عبدالرحمٰن بن زیادی وابی حاتم السجاتنی سے کی اور ان سے ان کے لڑکے احمد اور ابنِ درستوری الفارسی نے کی ان کی تمام تصانیف نہایت مفید ہیں مولانا مودودی خلافت وملوکیت صفحہ ۳۰۹ پر لکھتے ہیں' ابن قتیبہ کے متعلق یہ خیال غلط ہے کہ وہ شیعہ تھا وہ ابو حاتم اسجائی اور اسحاق ابن راہلویہ جیسے کٹر کا شاگرد اور دینور کا قاضی تھا! ابنِ کثیر اسکے متعلق لکھتے ہیں کہ' ثقہ اور صاحب فضل وشرف آدمی تھا! حافظ ابن حجر کہتے ہیں ' یہ نہایت سچا آدمی تھا! مسلمہ بن قاسم کہتے ہیں ' نہایت سچا آدمی اور اہلسنت سے تھا! ابنِ حزم کہتے ہیں ' اپنے دین وعلم میں بھروسہ کے قابل تھا! اصطفی کہتے ہیں' ابن قتیبہ ثقہ اور اہلسنت سے تھا!

ابن ابی الحدید اصلی نام عبد الحمید بن هبته الله بن محمد بن محمد بن ابی الحدید عزالدین المدائنی ولادت ۵۸۶ھ اور وفات ۶۵۵ھ ان کا تعلق معتزلی فرقہ سے تھا۔ فرقہ معتزلہ کا بانی واصل بن عطا رتھا (متوفی ۱۳۱ھ) جن کا یہ عقیدہ تھا (معاذ اللہ) ''اگر علیؑ اور طلحہ اور زبیر میرے سامنے ترکاری کی ایک ٹوکری پر بھی گواہی دے تو میں قبول نہ کروں، کیونکہ اُن کے فاسق ہونے کا احتمال ہے'' ۔ خلافت وملوکیت علامہ مودودی صفحہ ۲۱۹۔ محمد بن شاکر بن احمد متوفی ۷۶۴ھ اپنی کتاب فوات الوفیات جز اول ص ۲۴۸ میں لکھتے ہیں یہ بہت بڑے فاضل تھے۔ علامہ کمال الدین عبدالرزاق بن احمد بن محمد بن ابی المعالی الشیبانی اپنی کتاب مجمع الادب فی ملجم الالقاب میں لکھتے ہیں : کہ ابن ابی الحدید حکیم اصولی تھا اور بہت بڑا عالم اور فاضل تھا۔

ابن ابی الحدید اپنے اعتقاد کے بارے میں لکھتے ہیں:

اتفق شیوخنا کافة رحمهم اللہ المتقدمون منهم والمتاخرون البصریون والبغدادیون علی ان بیعة ابی بکر الصدیق بیعة صحیحة شریعة وانها لم تکن عن نص وانما کانت باالا ختیار الذی ثبت باالا جماع۔ شرح نہج البلاغۃ ابن ابی الحدید جلد اول ص ۷۔

ہمارے تمام شیوخ اللہ اُن پر رحم فرمائے، چاہے وہ متقدمین میں سے ہوں یا متاخرین میں سے چاہے وہ بصری ہوں یا چاہے وہ بغدادی ہوں سب اس بات پر متفق ہیں کہ ابوبکر صدیق کی بیعت صحیح اور شرعی تھی اور وہ بے شک کسی نص کے بنیاد پر نہیں تھی بلکہ اسے اختیا کیا گیا اجماع کی بنا پر ہے۔

اسی کتاب اور صفحہ پر مزید تحریر فرماتے ہیں کہ:

ان ابابکر افضل من علی علیه السلام و هوٰلاء یجعلون ترتیب الاربعة فی الفضل کترتیبهم فی الخلافة۔

ابوبکر علیؑ سے افضل تھے اور یہ تمام ہمارے شیوخ ان چاروں خلفاء کی ترتیب کے حساب سے اُن کی فضیلت کے قائل ہیں۔

مزید آگے صفحہ ۹ پر تحریر فرماتے ہیں۔ان الامامة اختیار من الامة و ذٰلک ان اللہ عزوجل لم ینص علی رجل بعینه ولا رسوله ولا اجتمع المسلمون عنده علیٰ رجل بعینهٖ وان اختیار ذٰلک مفوض الی الامة سواء کان قریشا او غیر من اهل ملة الاسلام وسائر فرق الشیعة والروافضة والراوندیه الیٰ ان الامامة فی قریش۔

امامت امت کے اختیاری ہے اور وہ اس لئے کہ اللہ عزوجل کی جانب سے کسی شخص معین کے لئے کوئی نص نہیں ہے اور نہ ہی اس کو رسول کی طرف سے کوئی معین ہوا اور نہ ہی مسلمانوں نے پیغمبر کی حیات میں کسی خاص شخص کے لئے اجماع کیا البتہ یہ اختیار اُمت کو دے دیا گیا۔ چاہے وہ قریشی ہو یا کوئی غیر۔ پس ملت اسلام سے ہونا چاہئے۔فرق یہ ہے کہ شیعہ رافضی اور راوندیہ کا یہ نصب العین ہے کہ امامت قریش میں رہے گا۔

بسمہ سبحانہ

راویان حدیث پر ایک نظر قسط دوم

عبداللہ ابن عمر

عبداللہ ابن عمر ابن خطاب بعثت کے چھ برس کے بعد پیدا ہوئے اور ہجرت کے وقت اُن کی عمر دس سال سے کم تھی۔ اس لئے کہ غزوۂ خندق کے وقت اُن کی عمر ۱۴ یا ۱۵ سال تھی اس لئے فوج میں شامل کر لیا گیا (طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۲۸۴)۔ اس طرح سے وقت وفات حضرت ابوطالب یہ ۶ برس کے ہو سکتے ہیں۔ جو شخص بڑے سن میں واقعات کی حقیقت سے واقف نہیں تھا تو کمسنی میں اس نے وقت وفات حضرت ابوطالب جو واقعہ ہوا تھا کہ رسول اکرم نے کلمہ پڑھنے کے لئے کہا تھا اور حضرت ابوطالب نے انکار کیا تو اس کو کیا سمجھا اور بتلایا۔

مالک ابن انس سے روایت ہے کہ اُن سے ابو جعفر نے پوچھا کہ تم لوگ ابن عمر سے کیوں روایت کرتے ہو تو مالک ابن انس نے کہا اس لئے کہ انہوں نے اپنے پیش روؤں کو دیکھا اور ان سے علم حاصل کیا تو ابو جعفر نے کہا "پھر انہیں کا قول اختیار کرو اگر چہ وہ حضرت علیؑ اور عباسؓ کے مخالف ہو"۔ اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ عبداللہ ابن عمر کا قول اور فعل حضرت علیؑ کے خلاف رہتا تھا۔ (طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۲۸۹ نفیس اکیڈمی کراچی) میمون کہتا ہے کہ لوگ اُن کو بخیل کہتے تھے۔ واللہ وہ اس چیز میں بخیل نہیں تھے جس میں عبداللہ ابن عمر کو نفع نہ ہو۔ (طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۲۸۴) سیف المازنی سے روایت ہے کہ ابن عمر کہا کرتے تھے کہ "میں فتنے میں قتال نہیں کروں گا اور جو بھی غالب ہو گا اس کے پیچھے نماز پڑھوں گا" (طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۲۹۰) نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ ابن عمر مکہ میں بعد قتل عبداللہ ابن زبیر اور تاراجی مکہ، حجاج جیسے ملعون کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ جب بھی عبداللہ ابن عمر سفر کو جاتے تو ہمسفر سے یہ عہد لیتے تھے کہ دوران سفر تو ان کے بارے میں جھگڑا نہ کرو گے اور نہ ہماری اجازت کے بغیر روزہ رکھو گے"۔ (طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۲۹۰) اذان کے بارے میں جھگڑا کس بات پر ہو سکتا ہے؟ یا تو ذکر اذان میں یا وقت اذان میں۔ عبداللہ ابن عمر کی غذا مرغیاں اور چوزے اور حلوہ ہوتا تھا۔ ہمیشہ زور لو کو خوش ذائقہ کرنا پسند کرتے تھے۔ نافع (یہ انکا غلام تھا) سے روایت ہے کہ عبداللہ ابن عمر کو جو کوئی مال بھیجتا تھا اُسے وہ قبول کرتے تھے۔ میمون بن مہران سے مروی ہے کہ ابن عمر نے عبد الملک بن مروان کو اس کے خلیفہ بن جانے کے بعد خط لکھا کہ "مجھے معلوم ہوا ہے کہ مسلمان آپ کی بیعت پر متفق ہو گئے ہیں۔ میں بھی اسی میں داخل ہوں جس میں مسلمان داخل ہیں"۔ اور لکھا کہ اما بعد! میں نے اللہ کے بندے امیر المومنین عبدالملک سے اللہ کی سنت اور اس کے رسول کی سنت پر اُن امور میں سمع و اطاعت کی اور بیعت کی جو میں کر سکوں گا اور میرے لڑکوں نے بھی اس کا اقرار کیا۔ (چنانچہ طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۳۱۸) واضح رہے عبدالملک بن مروان وہ شخص ہے کہ جب اسکو خلیفہ بننے کی جب اطلاع ملی تو یہ قرآن پڑھ رہا تھا۔ اطلاع ملتے ہی اُس نے قرآن یہ کہہ کر بند کر دیا کہ "اب تیرا اور میرا ساتھ قیامت تک الگ ہے"۔ احمد بن عبداللہ عجلی کا بیان ہے کہ عبدالملک گندہ ذہن کا مالک تھا ایک دن ام درداء صحابیہ رسول اکرم نے عبدالملک سے پوچھا "تم جیسا انسان اب شراب نوشی کرتا ہے؟" تو عبدالملک نے اثبات میں جواب دیا اور کہا" واللہ میں خون خواری بھی کرتا ہوں" (تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی ص ۲۹۴) عبداللہ ابن عمر ایسے شخص کے بارے کیا کہتے ہیں ملاحظہ ہو۔

عبداللہ ابن عمر کہتے ہیں "لوگ بیٹے پیدا کرتے ہیں لیکن مروان نے باپ پیدا کیا"۔ عبادہ بن نسی کا بیان ہے کہ کسی نے عبداللہ ابن عمر سے پوچھا "آپ کے بعد ہم مسائل دینی کس سے پوچھیں؟" تو ابن عمر نے جواب دیا "مروان کا بیٹا عبدالملک عالم ہے اُس سے پوچھنا"۔ ابن عمر کو بچھو کاٹنے کی وجہ سے جھاڑا گیا (واضح رہے بچھو کو جھاڑنے کا طریقہ جوتے سے ہوتا ہے) اور عبداللہ ابن عمر کو جب لقوہ ہو گیا تو ان کو داغا گیا۔ (طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۲۹۷: موطا امام مالک باب المرض ص ۶۵۵)۔ عبداللہ ابن عمر کو اُن کے والد نے خیبر کی طرف بھیجا تھا۔ یہودیوں نے ان پر جادو کر دیا تھا

تو اُن کی انگلیاں ٹیڑھی ہو گئیں النھایۃ فی غریب الحدیث ابن اثیر ج ۴ ص ۲۰۹، غریب الحدیث ج ۲ ص ۸۷۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ہاتھ ٹیڑھے ہو گئے تھے)۔ ابو عبد الملک غلام ام مسکین بنت عاصم سے روایت ہے کہ ایک دن عبد اللہ ابن عمر بر آمد ہوئے سب کو سلام کیا ایک آراستہ لڑکی ان کو دیکھ رہی تھی تو کہنے لگے "بڈھے کی طرف کیا دیکھتی ہو جس کو لقوہ نے مارا ہے اور جس سے دونوں اچھی چیزیں جا چکی"۔ (طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۲۹۹)۔

نافع سے روایت ہے کہ بسا اوقات عبد اللہ ابن عمر پر پانچ سو درہم کی قیمتی چادر دیکھی۔ (طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۳۱۰)

ابن حصین، سے مروی ہے کہ جب معاویہ نے کہا کہ اس خلافت کا ہم سے زیادہ کون مستحق ہے؟ عبد اللہ ابن عمر نے کہا کہ میں نے یہ کہنے کا ارادہ کیا کہ وہ شخص تم سے زیادہ مستحق ہے جس نے تم کو اور تمہارے باپ پر ضرب لگائی (حضرت علی) پھر مجھے اندیشہ ہوا کہ اس کے کہنے سے فساد ہو گا خاموش رہا۔ ایسی ہی روایت زہری سے ہے جس میں یہ ہے کہ ابن عمر نے کہا میں نے ارادہ کیا کہ کہوں وہ شخص (حضرت علیؑ) مستحق ہے جس نے تم کو اور تمہارے باپ کو بربنائے اسلام مارا تھا اور اتنا مارا تھا کہ تم دونوں اسلام میں داخل ہو گئے۔ (طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۳۱۷)۔

نافع سے روایت ہے کہ معاویہ نے عبد اللہ ابن عمر کو بیعت یزید کے لئے ایک لاکھ درہم بھیجا تو انہوں نے قبول کرتے وقت کہا "میرا خیال ہے کہ معاویہ سمجھتے ہیں ابن عمر کا دین اس قدر ارزاں ہے"۔ (طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۳۱۷، البدایہ والنہایہ تاریخ ابن کثیر جلد ۹ ص ۳۲ نفیس اکیڈمی کراچی)۔ جب یزید کی بیعت کی تو عبد اللہ ابن عمر نے کہا اگر یہ خیر پر رہا تو ٹھیک ہے ورنہ صبر کریں گے۔ (طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۳۱۷)۔ (تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی ص ۱۹۹)۔

نافع سے روایت ہے کہ جب اہل مدینہ نے بعد قتل امام حسینؑ یزید کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے تو عبد اللہ ابن عمر نے لوگوں کو جمع کیا اور کہا کہ ہم اللہ اور رسول کے حکم کے موافق یزید کی بیعت کر چکے اب اس سے بغاوت نہیں کر سکتے اگر کوئی بیعت کر کے توڑ ڈالے گا تو اُس میں اور میرے درمیان یہ تلوار ہے۔ (طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۳۱۷) اور صحیح بخاری باب خرج فقال بخلافہ حدیث ۵۲ جلد ۹ ص ۱۷۱۔

اس کے برخلاف جب لوگ حضرت علیؑ کی بیعت کر چکے تو یہ یعنی عبد اللہ ابن عمر، سعد ابن ابی وقاص (عمر ابن سعد قاتل امام حسینؑ کا باپ)، حسان بن ثابت، ابو سعید خدری، زید بن ثابت، عبد اللہ ابن سلام، اسامہ بن زید، مغیرہ بن شعبہ اور نعمان بن بشیر نے حضرت علی کی بیعت نہیں کی اور علحدہ رہے۔ تیسیر بخاری جلد ۹ ص ۱۵۸ تا ۱۵۹، تاریخ ابن خلدون ج اول ص ۵۷۴، نفیس اکیڈمی کراچی، الملل والنحل شہرستانی انگریزی ترجمہ

Muslim Sects and Division .... Translated by A.K. Kazi & J.G, Flynn page 118

ایک وقت جب حجاج خطبہ دیا اور کہا کہ "عبد اللہ ابن زبیر نے کتاب اللہ میں تحریف کر دی اور اسے بدل دیا عبد اللہ ابن عمر احتجاجاً کھڑے ہو گئے تو حجاج نے کہا "خاموش رہ تو بڈھا ہو گیا ہے اور بے ہودہ باتیں کرتا ہے اور تیری عقل جاتی رہی ہے قریب ہے کہ تو گرفتار کیا جائے اور تیری گردن ماری جائے اور تیری لاش کو اس طرح گھسیٹا جائے کہ دونوں خصیے پھولے ہوئے ہوں اور اہل بقیع کے لڑکے گھماتے ہوں" (طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۳۱۹)۔

عبد اللہ ابن عمر کی وفات ۷۴ھ میں چوراسی ۸۴ سن کے تھے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہجرت کے وقت ۹ یا دس سال کے تھے اور حضرت ابو طالب کی وفات کے وقت ۶ یا ۷ سال کے تھے۔

ذیل میں وہ احادیث یا روایتیں ہیں جو عبد اللہ ابن عمر سے منسوب ہیں:۔

۱۔ عبد اللہ ابن عمر بغیر کسی عذر کے نماز مغرب و عشاء دونوں ملا کر پڑھا کرتے تھے۔ صحیح بخاری باب ۱۱۳۳ حدیث ۱۱۹۰۔

۲۔ عبداللہ ابن عمر کے نزدیک جہاد رکن دین نہیں تھا چنانچہ نافع سے روایت ہے کہ ایک شخص عبداللہ ابن عمر کے پاس آیا (حکیم) اور کہا ابو عبدالرحمن تم کو کیا ہو گیا ایک سال حج کرتے ہو دوسرے سال عمرہ اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا تم نے بالکل چھوڑ دیا اور تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جہاد کی کیسی فضیلتیں بیان کیں اور رغبت دلایا۔ عبداللہ ابن عمر نے کہا "میرے بھتیجے اسلام کی بنا پانچ چیزوں پر ہے۔ اللہ اور رسول پر ایمان، پانچ وقتوں کی نماز، رمضان کے روزے، زکوٰۃ، خانہ کعبہ کا حج کرنا۔ بخاری کتاب التفسیر باب ۵۹۱، حدیث ۱۶۴۳۔

۳۔ عبدالصمد بن عبدالوارث سے روایت ہے کہ مجھ سے میرے باپ نے کہا مجھ سے ایوب نے اور انہوں نے نافع سے سنا کہ عبداللہ ابن عمر نے کہا کہ آیت نسائکم حرث لکم فاتوا حرثکم (سورۃ بقرہ) سے مراد ہے کہ مرد عورت کے ساتھ دبر میں جمع کر سکتا ہے۔ بخاری کتاب التفسیر باب ۶۰۰ حدیث ۱۶۴۴۔ تمام علماء کے نزدیک یہ حرام ہے۔ چنانچہ در مختار جلد ص ۲۷۴ کتاب الحدود باب الوطی میں ہے کہ لواطت کو حلال جاننے والا اکثر علماء کے نزدیک کافر ہے۔

۳۔ عبداللہ ابن عمر ایک دن عائشہ کے حجرہ کے پاس بیٹھے تھے عروہ نے اُن سے پوچھا آنحضرتؐ نے کتنے عمرے کئے تو عبداللہ ابن عمر نے کہا چار عمرے کئے اور ایک عمرہ رجب میں کیا تھا۔ عروہ نے للکار کر عائشہ سے پوچھا اے اُم المومنین یہ ابو عبدالرحمن (عبداللہ ابن عمر) کیا کہہ رہے ہیں عائشہ نے کہا آنحضرتؐ نے جو عمرہ کئے میں اُن میں شریک تھی مگر رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا۔ صحیح بخاری باب عمرہ ۵۵۵، حدیث ۴۴۳۔

۴۔ عبداللہ ابن عمر نے خواب دیکھا کے دو فرشتے ان کو پکڑ کر جہنم کی طرف لے گئے تو انہیں جہنم میں کچھ لوگ جانے پہچانے نظر آئے۔ صحیح بخاری باب قیام لیل ج ۲ ص ۱۵۶۔

۵۔ جب معاویہ خلیفہ بن گیا تو عبداللہ ابن عمر اپنی بہن حفصہ کے پاس آئے اور اُن سے کہا کہ تم دیکھتی ہو لوگوں نے کیا کیا اور مجھے تو کچھ بھی حکومت نہیں ملی۔ حفصہ نے کہا تم جاؤ اور لوگوں سے ملو (تاکہ لوگ تمہاری طرف راغب ہو سکیں) آخر عبداللہ ابن عمر گئے اور دیکھا کہ معاویہ خطبہ دے رہا ہے اور مطالبہ کیا کہ اگر خلافت کے سلسلے میں کسی کو کچھ کہنا تو اپنا سر اُٹھائے۔ ہم اُس سے اور اُس کے باپ (عبداللہ ابن عمر اور عمر ابن خطاب) سے زیادہ حق دار خلافت ہیں۔ حبیب بن ابی سلمہ نے پوچھا تم نے جواب کیوں نہ دیا؟ تو عبداللہ ابن عمر نے کہا "میں جواب دینے اُٹھ رہا تھا اور کہنے والا تھا کہ تم سے زیادہ حق دار خلافت وہ ہے جو تم سے اور تمہارے باپ سے دین کے لئے لڑتا رہا (اس سے مراد حضرت علیؑ ہیں جو ابو سفیان اور معاویہ سے اسوقت لڑتے رہے جب یہ دونوں کافر تھے)۔ پھر میں ڈرا کہ کہیں جھگڑا نہ ہو جائے میں خاموش رہا"۔ یہ سُن کر حبیب بن ابی مسلمہ نے کہا اچھا کیا تم آفت میں نہیں پڑے" تیسیر بخاری جلد ۵ باب خندق ص ۳۵۰۔

۶۔ عائشہ کے سامنے عبداللہ ابن عمر کے اس قول کا ذکر کیا گیا کہ مر جانے والے پر رونے سے مردہ پر عذاب ہوتا ہے۔ عائشہ نے کہا ابو عبدالرحمن (عبداللہ ابن عمر) پر رحم کرے انہوں نے سنا کچھ اور یاد کچھ نہ رہا۔ حقیقت اس کی یہ ہے کہ ایک یہودی کا جنازہ رسول اکرمؐ کے آگے آیا اور لوگ اس پر روتے تھے تو آپؐ نے فرمایا کہ تم روتے ہو اور اُس پر عذاب ہو رہا ہے۔ چنانچہ عبداللہ ابن عمر نے اس کے قبل بھی ایسی غلطی کی۔ سنا کچھ یا سمجھنے میں غلطی کی یا بھول گئے۔ جیسا کہ رسولؐ اللہ نے بدر کے کنویں پر جس میں بدر کے مقتول تھے کھڑے ہو کر جو فرمایا اور عبداللہ ابن عمر نے یوں روایت کی کہ فرمایا رسولؐ اللہ نے وہ لوگ (مقتول کافرین) سنتے ہیں جو میں کہتا ہوں۔ حالانکہ عبداللہ ابن عمر بھول گئے رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ یہ مقتولین کفار اب جان گئے جو میں کہتا تھا"۔ پھر عائشہ نے آیت قرآن پڑھ کر سنایا۔ صحیح مسلم کتاب الجنائز جلد ۲ ص ۵۷۳۔ نعمانی کتب خانہ لاہور۔

۷۔ ابوہریرہ نے کہا رسولؐ اللہ نے فرمایا جو جنازہ کے ساتھ جائے اس کو ایک قیراط ثواب ہے۔ اس پر عبداللہ ابن عمر نے کہا ابوہریرہ کثرت سے روایتیں کرتے ہیں (یعنی ان کی روایتیں مشکوک ہیں) جب ابوہریرہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے عبداللہ ابن عمر کو لیکر عائشہ کے پاس تصدیق کے لئے

لے گئے۔ عائشہ نے ابوہریرہ والی حدیث کی تصدیق کی تو عبداللہ ابن عمر کہا ہم نے کئی قیر اط ضائع کر دیئے۔ صحیح مسلم کتاب الجنائز جلد ۲ ص ۸۷ ۳۔
۸۔ کسی شخص نے عبداللہ ابن عمر سے پوچھا حج تمتع جائز ہے یعنی حج کے ساتھ عمرہ ادا کرنا تو عبداللہ ابن عمر نے کہا حلال ہے تو اُس شخص نے کہا مگر تمہارے باپ تو منع کیا کرتے تھے۔ ابن عمر نے کہا اگر ہمارے باپ منع کریں اور رسول اللہ اجازت دیں تو کس کا حکم مانو گے، تو اُس شخص نے کہا رسول اللہ کا۔ اس پر عبداللہ ابن عمر نے کہا "بس رسول اللہ نے ایسا ہی کہا ہے" (ترمذی جلد اول ص ۳۰۳)۔
۹۔ حضرت عمر اپنے بیٹے عبداللہ ابن عمر کی قابلیت سے بخوبی واقف تھے۔ چنانچہ چند خوشامدی لوگوں نے وقت وفات حضرت عمر کو خلافت کے لئے عبداللہ ابن عمر کا نام پیش کیا جس کو سن کر حضرت عمر نے کہا "خدا تجھے قتل کرے تجھ پر خدا کی لعنت ہو تو نے یہ کلمہ رضائے خدا کے لئے نہیں کہا بلکہ رضائے عمر کے لئے کہا ہے۔ کیونکہ ہم اُسے کیسے خلیفہ بنائیں جو اتنا بھی نہیں جانتا کہ اپنی زوجہ کو کیونکر طلاق دی جائے"۔ (تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی ص ۱۴۹۔ نفیس اکیڈیمی کراچی، صواعق محرقہ، ابن حجر)۔
۱۰۔ خود عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر اپنے مرنے کے وقت شوریٰ بنایا تو اہل شوریٰ سے کہا عن عبد اللہ ابن عمر قال قال عمر لاهل شوریٰ لله درهمه لو ولوها الاصلع کیف یحملهم علی الحق ولو کان السیف علیٰ عنقه ۔ فقلت اتعلم ذالك منه ولو تولیه ۔ قال ان لم استخلف واتر کهم فقد تر کهم من هو خیر منّی یعنی کس قدر بہتر ہوتا اگر یہ لوگ اصلع کو خلیفہ بناتے کہ کسی طرح وہاں کو حق پر لے چلے گا اگرچہ تلوار بھی اُس کی گردن پر رکھ دی جائے۔ عبداللہ ابن عمر نے کہا پھر آپ اتنا جانتے ہوئے بھی کیوں اُن کو خلیفہ نہیں کرتے تو عمر ابن خطاب نے کہا اگر ہم نے انھیں خلیفہ نہیں بنایا اور نظر انداز کر دیا تو اُسنے بھی ان کو خلیفہ نہیں بنایا جو ہم سے بہتر تھا (یہ شائد حضرت ابوبکر کی طرف اشارہ تھا) حضرت علی کو لوگ اصلع اصلع کہا کرتے تھے کہ آپ کے سر پر پیشانی کے اوپر بال نہیں تھے۔ (طبقات ابن سعد جلد سوم ص ۱۲۵، مستدرك الصحیحین امام حاکم، ج ۳ ص ۹۵، کنز العمال ج ۵ ص ۳۳ ۷۔
علامہ سبط ابن الجوزی اپنی کتاب تذکرہ خواص الامہ میں لکھتے ہیں قال الزهری والعجب ان عبدالله ابن عمر و سعد ابن ابی وقاص لم یبایعا علیا و بایعا یزید بن معاویه۔ امام زہری نے تعجب ہے کہ عبداللہ ابن عمر اور سعد ابن ابی وقاص نے علی کی تو بیعت نہ کی مگر یزید کی بیعت کی۔
۱۱۔ حضرت علی کی بیعت کے وقت جب عبداللہ ابن عمر لائے گئے تو عبداللہ ابن عمر نے کہا جب سب بیعت کریں گے تو ہم بھی بیعت کریں گے تو حضرت علی نے کہا کہ اس بات کیا ضمانت دیتے ہو تو عبداللہ ابن عمر نے کہا میں کوئی ضمانت دینے سے قاصر ہوں اس پر حضرت مالک اشتر نے کہا اگر حکم دیں تو ابھی اسکی گردن اڑا دوں۔ تو حضرت علی نے کہا "اس کو چھوڑ دو یہ بچپن سے بد خلق رہا ہے" تاریخ طبری جلد سوم ص ۵۵ نفیس اکیڈیمی کراچی)

۱۲۔ دور خلافت عبد الملک بن مروان میں جب حجاج ابن یوسف حجاز آیا تو اُس رات کو عبداللہ ابن عمر حجاج کے پاس آئے حجاج اُسوقت لکھ رہا تھا اور بڑی حقارت سے پوچھا کیوں آئے ہو تو جواب دیا آپ کے ہاتھ پر امیر المومنین عبد الملک کی بیعت کرنے تو پوچھا اتنی رات کو عبداللہ ابن عمر کہا ہاں اس لئے کہ میں نے رسول اکرم سے سنا من مات ولا امام له مات میته جاهلیة اگر کوئی بغیر امام کے مرجائے تو اس کی موت جاہل کی موت ہو گی۔ حجاج نے کہا میں مصروف ہوں اور اپنا پیر آگے بڑھا دیا۔ عبداللہ ابن عمر نے حجاج بن یوسف کے پیر پہ بیعت کی۔ جب یہ جانے لگے تو حجاج نے کہا ذرا اس احمق کو دیکھنا اس نے علی ابن ابی طالب کی بیعت نہ کی اور اتنی رات کو میرے ہاں بیعت کے لئے آیا ہے۔ الایضاح، الفضل بن شاذان متوفی ۲۶۰ ھ ص ۵۷ (فضل بن شاذان ایسے نامور ہستی تھی کہ ذہبی نے اپنی کتاب تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۵۷ ۵ حالات شیخ الاسلام امام ابن ابی حاتم رازی

میں فخر الکھا کہ یہ فضل بن زان کے شاگرد تھے اور اسی جلد میں ص ۲۰۹ حالات امام قاضی عسال اصبہانی میں لکھا کہ یہ شاگرد تھے فضل بن شاذان کے شاگرد نافع سے ابن سہل کی احادیث پڑھیں، شرح نہج البلاغۃ جلد ۱۳ ص ۲۲۲۔ متوفی ۶۵۶ھ طبع دار احیاء الکتب العربیۃ، قاموس الرجال للتستری جلد ۶ ص ۵۴۱، و تنقیح المقال للمامقانی جلد ۲، ص ۲۰۱۔

۱۳۔ عن زھری عن حمزۃ بن عبد اللہ بن عمر عن ابیہ فی قصۃ الذہ سالہ عن قول اللہ تعالی وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا الآیۃ ان ابن عمر قال ما وجدت فی نفسی فی شئی من امر ھذا الامۃ ما وجدت فی نفسی انی لم اقاتل ھذہ الفئۃ الباغیۃ کما امر اللہ زاد یعقوب بن سفیان فی تاریخہ من وجہ آخر عن زہری قال حمزۃ فقلنا لہ ومن تری الفئۃ الباغیۃ قال بن الزبیر یعنی علی ھؤلاء القوم یعنی بنی امیۃ فاخرجھم من دیارھم و نکث عھدھم۔ عبد اللہ ابن عمر نے عبد اللہ ابن زبیر کے سانحہ کے بعد یہ حسرت ناک جملہ کہا "ہم کو اسی کی حسرت رہ گئی کہ ہم نے باغیوں سے قتال نہیں کیا جس کا حکم خدا نے دیا تھا۔ تو حمزہ نے کہا تم کس کو باغی قرار دیتے ہو؟ تو کہا یہی ابن زبیر جس نے بغاوت کی اس قوم بنی اُمیہ پر کہ اُن کو اُن کے گھروں سے نکالا اور عہد کو توڑا۔ (فتح الباری ج ۱۳ ص ۶۲ ابن حجر عسقلانی باب اذا قال عند قوم شیاءثم خرج فقال بخلافہ طبع الثانی طبع دار المعرفۃ للباعۃ النشر بیروت لبنان)۔ کتنی محبت اور وفاداری تھی عبد اللہ ابن عمر کو بنی اُمیہ سے اس کا اندازہ صرف ایک اس حدیث سے ہو گیا۔

۱۴۔ ابن عساکر نے عبد اللہ ابن عمر ابن خطاب کی زبانی لکھا ہے کہ "ابو بکر کا نام الصدیق تم نے ٹھیک رکھا، عمر کو بھی الفاروق بھی ٹھیک کہا کیونکہ وہ فولادی سنگ کے مانند تھے، عثمان بن عفان دو نور والے کو زبردستی شہید کیا گیا اور اللہ نے اپنی رحمت سے اُنہیں دوگنا حصہ دیا، معاویہ ارض پاک کے بادشاہ ہوئے، اور ان کا بیٹا یزید بھی بادشاہ ہوا، اس کے بعد سفاح، سلام منصور، جابر، مہدی، امین، امیر غضب ہے کہ سب کے سب کعب بن لوی کے خاندان کے افراد "صالح اور بے مثال بادشاہ ہوئے"۔ تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی ص ۲۱۱) یہ تھے اُن کے ۱۲ خلیفہ۔

۱۵۔ عبد اللہ ابن عمر ابن خطاب کی روایت ہے کہ اگر کوئی باوضو سو جائے اور پھر جاگے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹتا دوبارہ وضو کی ضرورت نہیں۔ (سنن ابو داؤد جلد اول ص ۱۱۵ تا ۱۱۶)۔

۱۶۔ عبد اللہ ابن عمر حالت نماز میں جوئیں مار دیا کرتے تھے بعض اوقات جوؤں کے خون کے نشانات اُن کی انگلیوں پر ہوتے تھے۔ (احیاء العلوم الدین الغزالی جلد اول ص ۳۴۳۔ دار الاشاعت کراچی)۔

۱۷۔ عبد اللہ ابن عمر چھ ماہ تک آذربائیجان میں مقیم رہے اور وہاں چھ ماہ تک نماز قصر کر کے پڑھتے رہے۔ غنیۃ الطالبین مصنف "غوث اعظم "عبد القادر جیلانی ص ۶۴۰ مکتبہ ابراہیمیہ لاہور)

اسی کتاب کے صفحہ ۴۳۵ میں عبد اللہ ابن عمر کے والد عمر ابن خطاب کا ایک واقعہ قابل ذکر ہے کہ ابو سعید خدری صحابی رسول اکرم کہتے ہیں "میں عمر ابن خطاب کی خلافت کے ابتدائی زمانے میں میں آپ کے ساتھ تھا کہ عمر ابن خطاب مسجد میں آئے اور حجر اسود کے پاس آکر کھڑے ہو گئے اور پھر حجر اسود سے مخاطب کر کے کہا کہ ہر صورت میں تو پتھر ہے نہ کچھ فائدہ پہنچا سکتا ہے اور نہ ضرر اگر میں رسول ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھتا تو میں تجھے ہرگز نہ چومتا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا "ایسا نہ کہو یہ پتھر نقصان بھی دے سکتا ہے اور نفع بھی مگر نفع اور نقصان اللہ کے حکم سے ہے۔ اگر تم نے قرآن پڑھا ہوتا اور جو کچھ اس میں لکھا ہے اُس کو سمجھا ہوتا تو ہمارے سامنے ایسا نہ کہتے۔ عمر ابن خطاب نے کہا اے ابو الحسنؑ آپ ہی فرمائے کہ قرآن میں اس کی کیا تعریف ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالی نے حضرت آدم کی صلب سے اولاد پیدا کی تو اُنہیں اپنی جانوں پر گواہ کیا اور سوال کیا کہ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں اس کے جواب میں سب نے اقرار کیا کہ تو ہمارا پیدا کرنے والا اور

پروردگار ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس اقرار کو لکھ لیا اور اس کے بعد اس پتھر کو بلایا اور اس صحیفے کو اس کی پیٹ میں بطور امانت کے رکھ دیا پس یہ وہی پتھر اس جگہ اللہ کا امین ہے تاکہ قیامت کے دن یہ گواہی دے کہ وعدہ وفا ہو یا نہیں "اس کے بعد عمر ابن خطاب نے کہا "اے ابوالحسنؑ! آپ کے سینے کو اللہ نے علم اور اسرار کا خزینہ بنا دیا ہے"۔

۱۸۔ عبداللہ ابن عمر نے امام حسینؑ سے جب وہ سفر عراق کے لئے جا رہے تھے کہا "آپ جگر گوشہ رسولؐ ہیں آپ کے سوا کوئی والی نہیں ہے۔ اللہ نے آپ پر شر کے دروازے بند رکھے ہیں صرف خیر کے دروازے کھلے ہیں"۔ اس وقت دس ہزار صحابہ موجود تھے جس میں صرف چالیس صحابہ کرام نے امام حسینؑ کا ساتھ دیا (احیاء العلوم الدین الغزالی جلد ۲ ص ۲۷۳ دار الاشاعت کراچی)۔

۱۹۔ سئل عن جنب اغترف بکوز من جب فاصابت یدہ الماء فقال غابرہ نجس: عبداللہ ابن عمر سے پوچھا گیا کہ ایک شخص جنب تھا اس نے کوزہ لیکر گھڑے سے پانی نکالا اس کا ہاتھ گھڑے کے پانی سے لگ گیا۔ عبداللہ ابن عمر نے کہا گھڑے کا پانی نجس ہو گیا۔ (مگر علماء کے نزدیک اگر جنب کے ہاتھ پر کوئی ظاہری نجاست نہ ہو تو پانی نجس نہ ہو گا)۔ النھایۃ فی غریب الحدیث ج ۳ ص ۳۳۸: لسان العرب ج ۵ ص ۳: میزان الاعتدال ج ۴ ص ۳۴۱، سلسلہ نمبر ۹۳۸۵۔

حرف آخر یہ کہ مسلمانوں کی تصنیفات اور اُن کے بیانات کا آج اگر جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ احمقانہ تقدس کا یہ سلسلہ آج تک جاری ہے اور کسی خودساز خلیفہ وامام کی عظمت یا کسی ولی ومرشد کی معجزہ نمائی، کسی مسئلہ شرعی کے رواج کے لئے آج تک انہیں جعلی احادیث کا سہارا لیا جا رہا اور انہیں تقدس کے اثرات اور اسلام کی مدد کا درجہ دیا جا رہا ہے۔ جن کتب کے حوالے دیے گئے ہیں اسوقت بھی دستیاب ہیں۔ مگر شرط کھلے ذہن سے پڑھنے اور سمجھنے کی ہے حق خود بخود ظاہر ہو جائے گا۔

بعد وفات رسالت مآبؐ مدینہ سرکار ہو یا بنی اُمیہ ہو یا بنی عباس اُن کا بغض وعناد جو بنی ہاشم سے تھا اُسکا عذر قابل فہم ہے کہ چونکہ وہ اقتدار اور حکومت کے خواہاں اور حریص سلطنت تھے اس لئے بنی ہاشم کا وجود ان کی آنکھوں میں ہمیشہ کھٹکتا رہا مگر آج کل کے ہواخواہان کے متعلق کیا کہا جائے گا جو آج بھی اس روشن زمانے میں انتہائی بے شرمی سے ان کا دم بھرتے ہیں حالانکہ انھیں معلوم ہے کہ ان سے دنیا ہی ملنے کی امید ہے نہ آخرت ہی سے کچھ حصہ پائیں گے۔ علامہ ذیشان حیدرؒ جوادی طاب ثراہ فرماتے ہیں:

قابل حیف ہے یہ حادثہ علم وہنر
کیسے انسان کو مٹا دیتا ہے یہ ضعف نظر
آنکھ اندھی ہو تو پتھر نظر آتے ہیں خدا
عقل اندھی ہو تو پھر نور خدا بھی ہے بشر

بسمہ سبحانہ

حوالے

صحاح ستہ سے

سنن ابوداوٗد، جامع ترمذی،

سنن ابن ماجہ، سنن نسائی،

موطاامام مالک، اور مشکواۃ شریف

ترتیب اور پیش کش

میر مراد علی خان

بسمہ سبحانہ

تعارف

مراتب صحاح میں سب سے پہلے مقام بخاری، دوسرا مرتبہ مسلم اور تیسرے مقام پر ابو داؤد اور پھر ترمذی، سنن نسائی، پھر ابن ماجہ ہیں۔ بخاری اور مسلم کے علاوہ سنن کو بھی صحاح ہی کہا جاتا ہے کیونکہ ان میں احادیث صحیحہ درج ہیں اور اگر چند ضعیف درج ہو گئیں ہیں تو اُن کی وضاحتیں بھی ساتھ ساتھ لکھ دی گئیں ہیں۔ کتب احادیث میں بلحاظ مضامین چند اقسام ہیں۔

۱۔ جامع جو آٹھ مضامین پر مشتمل ہیں، سیر، آداب، تفسیر، عقائد، فتن، احکام، اور مناقب۔ بخاری اور ترمذی کو مذکورہ مضامین پر مشتمل ہونے کی بنا پر جامع کہا جاتا ہے اور صحیح مسلم میں چونکہ تفسیر کم ہے اس لئے اِس کو جامع نہیں کہا جاتا۔

۲۔ السنن۔ جن میں احکام کا بیان ہو۔ سنن کا اطلاق ابوداؤد، نسائی، اور ابن ماجہ پر کیا جاتا ہے۔

صرف تعارف کے لئے اس سلسلہ "حوالے" میں ذیل میں مصنفین کا مختصر حال درج ہے؛

امام مالک: امام مالک بن انس ولادت ۹۳ھ یا ۹۰ھ وفات ۱۷۹ھ

محمد ابن اسماعیل بخاری:۔ پیدائش ۱۳ شوال ۱۹۴ھ میں اور شوال کی پہلی میں شب میں ۲۵۶ھ کو وفات ہوئی۔

مسلم ابن حجاج:۔ تولد ۲۰۴ھ اور وفات ۲۶۱ھ

سلیمان بن الاشعث :۔ یہ ابوداؤد پیدائش ۲۰۲ھ اور وفات ۲۷۵ھ

محمد ابن عیسیٰ ترمذی۔ ترمذ میں ۱۳ رجب ۲۷۷ھ میں وفات پائی۔

احمد بن شعیب نسائی :۔ بمقام مکہ ۳۰۳ھ میں وفات پائی۔

ابن ماجہ:۔ یہ ابوعبداللہ محمد ہیں ۲۰۹ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۷۳ھ میں وفات پائی۔

ولی الدین محمد بن عبداللہ مصنف مشکواۃ شریف جو مستند احادیث صحاح ستہ میں ہیں اُن کو جمع کیا وفات ۷۴۳ھ

١ نبیذ سے وضو کرنا اکثر علماء کے نزدیک درست نہیں مگر ابو حنیفہ کے نزدیک درست ہے۔ جلد اول ص ٧٠

٢ نماز میں افضل کی اقتدا کمتر کے پیچھے درست ہے۔ ص ٩٤

٣ ایک انصاری نے حالت نماز میں تین تیر کھانے کے باوجود نماز کو توڑا نہیں بلکہ پڑھتے رہے۔ صفحہ ١١٤

٤ سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ راوی عبداللہ ابن عمر (اسی صفحہ پر تشریح ملاحظہ ہو)۔ ١١٥ تا ١١٦

٥ جو شخص سو جائے وہ وضو کرے راوی حضرت علی ابن ابی طالب (کتنا فرق ہے اصحاب میں اور اہلبیت میں)۔ ١١٧

٦ عمر ابن خطاب تیمم بدل غسل نہیں کرتے اور جب تک پانی نہیں ملتا تھا نماز قضا کر دیتے تھے (تشریح "عمر کو جب کے واسطے تیمم کا جائز ہونا معلوم نہیں تھا اور وہ جب کے لئے غسل کو ضروری جانتے تھے)۔ ١٦٤

٧ آنحضرتؐ نے نماز کبھی اول وقت اور کبھی آخر وقت پڑھکر بتلایا کہ دونوں درست ہیں ۔ ١٩٣

٨ عائشہ نے اپنے خادم ابو یونس کو کلام اللہ لکھنے کا حکم دیا اور جب وہ اس آیت پر پہنچا حافظوا علی الصلوٰت والصلوٰۃ الوسطیٰ تو عائشہ نے کہا کہ یوں لکھو" حافظوا علی الصلوٰت والصلوٰۃ الوسطیٰ والصلواۃ العصر اس لئے کہ میں نے رسولؐ اللہ سے ایسا ہی سنا" (سورۃ البقرہ آیت ٢٣٧ یہ ایسا اب نہیں ہے)۔ ١٩٩

٩ (معاذ اللہ) رسولؐ اللہ نے سورج نکلنے تک نماز فجر نہیں پڑھی تھی سو گئے تھے۔ ٢٠٨

١٠ اذان کے ایجاد کا واقعہ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کی ایجاد عمر ابن خطاب نے نہیں کیا صرف اتنا کہا تھا کہ "ہاں میں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا تھا"۔ ٢٣٠

١١ فرمایا رسولؐ اللہ نے کہ نماز عورت کی مسجد سے بہتر ہے گھر میں اور وہ بھی کوٹھری میں۔ ٢٦١

١٢ عمر ابن خطاب سالم جو ابو حذیفہ کا غلام تھا اس کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ ٢٦٨

۱۳	فرمایا رسولؐ اللہ نے ایک عورت سے جب کہ وہ چاہتی تھی کہ جنگ میں آنحضرتؐ کے ساتھ چلے تاکہ زخمیوں کی دیکھ بھال کر سکے تو آپؐ نے فرمایا "تو اپنی گھر میں بیٹھی رہ اللہ تجھ کو شہادت کا درجہ عطا کرے گا"۔۲۶۹
۱۴	رفع الیدین۔۳۱۲
۱۴	آنحضرتؐ پر جب بھی کوئی آیت اُترتی تو آپ کاتب کو بلوا کر اس سے فرماتے کہ اس آیت کو فلانی سورت میں رکھ۔۳۳۶
۱۵	آنحضرتؐ جب سجدہ میں جاتے تو پہلے ہاتوں کو زمین پر ٹیک کر پھر گھٹنوں کو ٹیکتے تھے۔۳۵۵
۱۶	آنحضرتؐ کے ماتھے پر اور ناک پر نماز پڑھانے سے مٹی کا نشان تھا ۔۳۸۱،۳۷۶
۱۷	جب ابو بکر نماز پڑھا رہے تھے آنحضرتؐ صفوف کو چیرتے ہوئے آئے اور آپؐ نے نماز پڑھائی۔۳۹۳
۱۸	بعد تشہد آنحضرتؐ پر درود پڑھنا۔۴۰۶
۱۹	نماز میں سلام پھیرنے کے لئے انگلی سے بائیں اور دائیں طرف پھیریں ایک ہی سلام کافی ہے سامنے کرے۔اول ص ۴۱۳
۲۰	(معاذ اللہ) آنحضرتؐ نماز میں بھول گئے تھے۔۴۱۸
۲۱	عورت اور غلام پر جمعہ فرض نہیں ہے۔۴۳۹
۲۲	آنحضرتؐ نے دوران خطبہ منبر سے اُتر کر امام حسنؓ اور امام حسینؓ کو گود میں اُٹھایا اور منبر پر چڑھ گئے ۔۴۴۵
۲۳	دونوں نمازوں کو ملا کر پڑھنا۔۴۹۰
۲۴	تراویح عمر ابن خطاب نے باجماعت کر کے کہا کہ یہ بدعت اچھی ہے۔۵۵۷
۲۵	رمضان کی ۲۱ تاریخ شب قدر ہے، ۲۳ تاریخ کو بھی۔۵۶۲

۲۶ حالت نماز میں بھی ہو اور اگر کسی کو آنحضرتؐ پکارے فوراً چلا آوے۔۵۹۰

۲۷ فاطمة بضعة منی یرینی ما ارابها ویوذینی ما اذا ها فاطمہؑ میرا میرا ٹکڑا ہے جس نے اُس کو ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی (آنحضرتؐ نہیں چاہتے تھے کہ انکی بیٹی پر کوئی سوکن آئے) جلد دوم ص ۱۳۵

۲۸ عائشہ حکم کرتی تھیں اپنے بھتیجیوں اور بھانجیوں کو دودھ پلاؤ اُس شخص کو جس کو عائشہ سامنے ہونا چاہتی تھیں اگرچہ وہ بڑا ہوتا تھا اور حضرت ام سلمہؓ اور باقی آنحضرتؐ کی بیبیاں اس کا انکار کرتی تھیں کہ رضاعت بچپن میں ہو۔ تمام آئمہ کے پاس رضاعت کا اعتبار دو برس کے بعد نہیں۔ ۱۳۰

۲۹ عائشہ سے روایت ہے کہ پہلے کلام اللہ میں اترا تھا کہ دس بار دودھ پلانے کی حرمت پھر منسوخ ہو گیا اور پانچ بار دودھ پلانے کا حکم ٹھیرا پھر آنحضرتؐ وفات پاگئے اور پڑھا جاتا تھا قرآن میں (یہ اب قرآن میں کہیں موجود نہیں ہے)۔۱۳۰

۳۰ وطی فی الدبر کے راوی صرف عبداللہ ابن عمر ہیں دوسرے سب اس کے مخالف ہیں۔۱۶۷

۳۱ تین طلاق ایک بار دے تو صرف ایک ہی طلاق ہو گی مگر عمر ابن خطاب نے اس کو تین جدا جدا طلاق بنایا۔۱۸۴ تا ۱۸۷

۳۲ (معاذ اللہ) حضرت ابراہیم تین بار ظالم بادشاہ کے خوف سے جھوٹ بولے (تقیہ؟)۔۱۸۹

۳۳ عاشورہ کا روزہ نویں تاریخ کو ہے ۔۲۷۸

۳۴ عثمان کے دور خلافت میں فدک کو مروان نے اپنی جاگیر بنالیا تھا ۔۵۰۶

۳۵ آنحضرتؐ نے بنی عبد شمس اور بنی نوفل کو خمس میں سے نہیں دیا، صرف بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کو دیا پھر ابو بکر خلیفہ ہوئے اور انہوں نے رسولؐ اللہ کے قرابت داروں کو خمس نہیں دیا۔۵۱۰

۳۶ جب عمر ابن خطاب خلیفہ بن گئے تو اُن کے پاس کہیں سے مال آیا (شائد یہ مال غیر اسلامی فتوحات کا ہو گا) تو انہوں حضرت علیؑ کو بلایا اور خمس دینا چاہا تو حضرت علیؑ نے لینے سے انکار کیا۔۵۱۲

۳۷ عبداللہ ابن عمر نے منع کیا مردے پر رونے سے جب عائشہ کو معلوم ہو تو کہا کہ عبداللہ ابن عمر بھول گئے اور غلطی کی۔۵۸۹

۳۸ جب شراب کی حرمت اُتری تو عمر ابن خطاب نے کہا کہ اے اللہ صاف صاف حکم بیان کردے جب یہ وہ آیت اُتری جو سورہ بقرہ یسئلونك عن الخمر والمیسر قل فیها اثم کبیر میں ہے کہ تجھ سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں تو کہہ دو کہ دونوں بڑے گناہ ہیں عمر کو بلویا گیا اور یہ سنائی گئی تو عمر نے کہا اور صاف وضاحت چاہئے تو پھر سورہ نساء کی آیت اتری اے ایمان والو جب تم نشہ میں ہو تو نماز کے نزدیک مت جاؤ پھر عمر بلائے گئے اور انکو یہ آیت سُنائی گئی، عمر نے پھر کہا اور صاف وضاحت چاہئے انما الخمر و المیسر والانصاب والازلام تب عمر نے کہا ہم باز آئے شراب اور جوئے سے۔ جلد سوم ۱۲۴ تا ۱۲۵

۳۹ آنحضرتؐ کے دور میں اور ابو بکر کے دور میں ام ولد (وہ کنیز جس کی اولاد ہو جاتی ہے اپنے مالک سے) فروخت کردیتے تھے عمر ابن خطاب نے اس کو روک دیا۔۲۲۸

۴۰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورۃ فاتحہ کا جز ہے۔۲۴۳

۴۱ آنحضرتؐ بلیٰ قد جاؤتكِ ٰایتی فکذبتُ بها واستکبرتِ و کنتِ من الکافرین سورۃ زمر ۵۹ پڑھتے تھے واحد مونث حاضر کی ضمیر اب جمہور اقرأ کے نزدیک صیغہ واحد مذکر حاضر سے ہے۔۲۴۱

۴۲ آنحضرتؐ سورہ والذاریات میں انی انا الرزاق ذوالقوۃ المتین پڑھتے تھے اب مشہور قرأت انااللّٰہ هوا الرزاق ذوالقوۃ المتین ہے (تحریف کا اور نمونہ)۔۲۴۱

۴۳ مقدام بن عد معاویہ کے پاس آئے تو معاویہ نے کہا مقدام تم کو کیا معلوم ہے کہ حسنؑ بن علیؑ فوت ہو گئے مقدام نے یہ سن کر انا للّٰہ وانا الیہ راجعون پڑھا اس پر ایک شخص نے کہا کیا یہ بھی کوئی مصیبت ہے؟ مقدام نے کہا میں کیونکر اس کو مصیبت نہ سمجھوں حالانکہ رسولؐ للہ نے فرمایا یہ میرا بیٹا ہے اور حسینؑ، علیؑ کے بیٹے اس پر معاویہ نے کہا ایک انگارہ تھا جس کو اللہ نے بجھا دیا اس پر مقدام نے کہا اے معاویہ کیا تم نے رسولؐ للہ سے نہیں سنا کہ سونا پہننے سے آپ نے منع کیا معاویہ نے کہا ہاں پھر مقدام نے کہا درندوں کی کھال پہننے سے معاویہ نے کہا ہاں مقدام نے کہا پھر تیرے پاس یہ سب کیا ہے۔ معاویہ نے مقدام کو بہت مال دیا منہ بند کرنے مگر مقدام نے اُس مال کو لوگوں میں بانٹ دیا۔۲۹۱

۴۴ فرمایا رسولؐ للہ نے امام مہدیؑ میرے اہلبیت میں سے ہوں گے اور نسل سے جناب فاطمہؑ کی اولاد سے ہونگے۔۳۴۹

۴۵	آنحضرتؐ کے زمانے میں ایک عورت نماز کو نکلی اور اس کو ایک مرد نے اُس عورت کے ساتھ زنا کیا (صحابی: اس لئے کہ جس مسلمان نے بھی رسولؐ اللہ کو زندگی میں دیکھا وہ صحابی ہو گیا) رسولؐ اللہ نے اُسے رجم نہیں کیا اور کہا کہ اُس نے ایسی توبہ کی ہے اگر تمام مدینہ والوں میں تقسیم کر دو تو توبہ قبول ہو جائے گی۔۳۹۱
۴۶	ماعز اسلمی مشہور صحابی (واضح رہے کہ اُنکے نام کے ساتھ رضی اللہ لگا ہوا) پر چار زنا کرنے جرم میں سنگسار کیا گیا۔۴۰۶
۴۷	عمر ابن خطاب کا کہنا کے آیت رجم کتاب اللہ میں تھی اب موجود نہیں ہے۔۴۰۷
۴۸	براء صحابی رسولؐ سے روایت ہے کہ میں اپنے چچا سے ملا اُن کے ساتھ ایک جھنڈا تھا میں نے پوچھا کہاں کا قصد ہے انہوں نے کہا مجھ کو رسولؐ اللہ نے بھیجا ہے ایک مرد کی طرف جس نے اپنے باپ کی زوجہ سے زنا کیا اور حکم دیا ہے کہ اُس کی گردن ماروں اور اس کا مال لینے کا۔۴۲۶
۴۹	ابو حنیفہ کے نزدیک لواطت میں حد نہیں۔۴۲۸
۵۰	شراب کی حد آنحضرتؐ کے دور میں چالیس درے تھے اور یہ ہی ابو بکر کے دور میں رہا عمر ابن خطاب نے اسی کوڑے کر دیے۔۴۳۷
۵۱	فرمایا آنحضرتؐ نے کہ میری اُمت میں ۷۳ فرقے ہوں گے صرف ایک جنت میں جاوے گا میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جن میں گمراہیاں ایسی سما جائیں گی جیسے کتا کاٹنے سے انسان کے رگ اور جوڑ میں بیماری سما جاتی ہے۔۴۸۶
۵۲	آنحضرتؐ نے فرمایا بہترین عمل اللہ کے واسطے آپس میں دوستی رکھنا اور اللہ ہی کے واسطے دشمنی رکھنا ۔۴۸۸
۵۳	اہل بدعت کو سلام کا جواب نہ دینا ۔۴۸۸
۵۴	آنحضرتؐ کی زوجہ زینب نے صفیہ زوجہ آنحضرتؐ کو بغرض طعن کہا کہ وہ یہودیہ ہیں تو آنحضرتؐ نے زینب سے تین ماہ ذی الحجہ، محرم اور صفر بات کرنا چھوڑ دی۔ ۴۸۹
۵۵	فرمایا آنحضرتؐ نے کہ امام حسنؑ یہ میرا بیٹا اور سید ہے۔۵۱۹

۵۶ جب عمر ابن خطاب نماز پڑھانے کھڑے ہوئے تو آنحضرتؐ نے کہا "اللہ کو اور مسلمانوں کو منظور نہیں کہ عمر نماز پڑھائیں"۔۵۱۸

۵۷ ایک دن عائشہ نے اپنی سوکن صفیہ کی عیب جوئی کی تو آنحضرتؐ نے فرمایا تو نے ایسا کلمہ کہا کہ اگر وہ دریا میں گھول دیا جائے تو دریا پر گندگی غالب آجائے یعنی عظیم گناہ۔۶۰۵

۵۸ آنحضرتؐ نے اپنی بعض بیبیوں کو چھوڑ دیا تھا۔۶۲۰

۵۹ ایک دن ابو بکر عائشہ سے ملنے گئے تو دیکھا عائشہ بلند آواز سے آنحضرتؐ سے بات کر رہی ہے تو انہوں نے عائشہ کو طمانچہ مارا ۔۶۵۰

۶۰ حضرت علیؑ کے شاگرد اور عبداللہ ابن مسعود کے شاگرد جب بھی حدیث بیان کرتے تھے اسانید کو صحیح طریق پر ذکر کرتے تھے اور لوگوں کو ایسا نہیں دیکھا۔۶۹۵

۶۱ عائشہ سے روایت ہے کہ میں نے کسی کو چال چلن میں اور بات چیت میں رسولؐ اللہ سے مشابہ حضرت فاطمہ زہرا سے زیادہ نہیں دیکھا جب وہ آنحضرتؐ کے پاس آتیں تو آپؐ کھڑے ہو جاتے اور اُن کا ہاتھ پکڑ کر شفقت سے اُن کو پیار کرتے اور اپنی جگہ بٹھاتے۔ اسی طرح جب رسولؐ اللہ حضرت فاطمہؑ کے گھر جاتے تو کھڑی ہو جاتیں اور محبت سے آپ کو پیار کرتیں اور اپنی جگہ بٹھلاتیں۔۷۳۰

۶۲ آنحضرتؐ پیار کر رہے تھے امام حسینؑ کو۔ ۷۳۱

۶۳ جب واقعہ افک ہوا اور عائشہ کی صفائی ہوئی تو عائشہ کے ماں باپ نے کہا اُٹھ اور رسولؐ اللہ کے سر کو چوم تو عائشہ نے رسولؐ اللہ سے کہا میں تو صرف اللہ کا شکر ادا کروں گی اسلئے اُس وقت تم کو بھی شبہ ہو گیا تھا اور تم نے میری طرفداری میں کچھ نہ کیا۔۷۳۱

۶۴ مسدد اور عباد بن موسیٰ، ھیثم، یعلی بن عطا، اور ان کے والد عطا۔ اوس ابن ثقفی سے روایت ہے کہ ایک قوم کے کنوئیں پر آئے آپؐ نے وضو کیا اور مسح کیا دونوں پاؤں پر۔ (اردو ترجمہ میں باب کے عنوان کو عمداً ترک کیا ہے عربی کتاب جلد اول ص ۴۲ میں اس حدیث کا باب ہے "باب فی المسح علی القدمین"۔ جلد اول باب ۶۳، حدیث ۱۶۰، ص ۹۹

۶۵ قبل زوال جمعہ کے دن جمعہ پڑھنا درست ہے ایک حدیث ۱۰۷۱ ہے کہ آنحضرت بعد زوال پڑھتے تھے اور دوسری حدیث میں ہے کہ جب جمعہ پڑھکر واپس لوٹ کر آتے تھے تو دیوار کا سایہ نہیں ہوتا تھا (یعنی قبل زوال اذان بھی ہوئی، دو خطبے بھی ہو گئے تھے اور نماز جمعہ بھی) جلد اول باب ۳۷۵ حدیث ۱۰۷۱، ۱۰۷۲

۱	آنحضرتؐ شروع کرتے نماز کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے۔ جلد اول ص ۱۲۹
۲	عاشورہ کا روزہ ۹ر محرم کو رکھتے تھے مروی ہے ابن عباس سے کہ ۱۰ محرم کا روزہ نہ رکھو مخالفت کرو یہود سے۔ ۲۸۲
۳	عائشہ جو روزے ماہ رمضان میں قضا ہو جاتے تھے شعبان میں دوسرے سال رکھتی تھیں۔ ۲۹۰
۴	شب قدر اکیسویں رمضان المبارک کی رات اور تیئسویں، پچیسویں اور ستائیسوں کو ہے امام شافعی کے نزدیک قوی ترین اکیسویں رات ہے۔ ص ۲۹۳
۵	عبداللہ ابن عمر سے کسی نے عمرہ تمتع کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا جائز ہے پھر سائل نے کہا کہ تمہارے باپ عمر ابن خطاب تو منع کرتے تھے تو عبداللہ ابن عمر نے کہا بھلا دیکھو تو سہی اگر میرا باپ منع کرے اور رسولؐ اللہ وہی کام کریں تو میرے باپ کی تابعداری کی جائے گی یا رسولؐ اللہ کی؟ تو جواب دیا سائل نے کہ رسولؐ اللہ کی ۔ ۳۰۳
۶	ایک مرد کا زنا کرنا ایک عورت سے رسولؐ اللہ کے دور میں اور الزام کسی اور پر آیا جب اصلی زانی نے اقرار کیا تو آپؐ نے اس کو اقبال جرم کے عوض معاف کر دیا۔ ص ۵۳۱
۷	فرمایا رسولؐ اللہ نے سب سے زیادہ خوف کی چیز جس سے میں ڈرتا ہوں اپنی امت پر وہ ہے قوم لوط کا عمل ۵۳۲
۸	حدیث لانرث ولا نورث ابوہریرہ نے روایت کی ہے ابوبکر سے اس حدیث کے سوائے ابوبکر کوئی راوی نہیں ہے۔ ص ۵۸۲
۹	آنحضرت مکہ میں فتح کے دن سیاہ عمامہ زیب فرمائے تھے۔ ص ۶۱۷
۱۰	بنی اُمیہ کی خلافت نہیں تھی بلکہ وہ بادشاہ تھے بدترین بادشاہوں میں سے۔ ص ۸۱۴
۱۱	خلافت کے مستحق صرف قریش ہیں ارشاد رسولؐ اکرم۔ ص ۸۱۵
۱۲	آنحضرتؐ نے فرمایا امام مہدیؑ میرے اہلبیت سے ہونگے اُن کا اسم مبارک میرا نام مبارک ہوگا ۔ ص ۸۱۶

۱۳ جنگ جمل کی تفصیل۔ ص۸۳۹

۱۴ حدیث کساء راوی حضرت ام سلمہؓ ۔ جلد دوم ص ۴۷۳

۱۵ چھ ماہ تک رسول اکرم کی یہ عادت تھی کہ جب آپؐ صبح کی نماز کے لئے نکلتے اور دروازۂ سیدہ فاطمہ سے گذرتے وقت فرماتے تو آیت تطہیر کی تلاوت کرتے۔ ص ۴۷۳

۱۶ درود بر محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ۔ ص ۴۸۰

۱۷ رسول اکرم نے سورہ محمد کی جب یہ آیت پڑھی وان تتولو یعنی اگر تم پھر جاؤ گے اے عرب ایمان اور جہاد سے تو اللہ تمہارے بدلے دوسری قوم کو لائے گا۔ جب پوچھا وہ کون سی قوم ہو گی آپؐ نے اشارہ کیا سلمانؓ کی جانب۔۔ ص ۵۰۲

۱۸ ابو بکر اور عمر دونوں نے تکرار کی اور اپنی آواز بلند رسول اکرم کے حضور میں تو آیت نازل ہوی کہ اپنی آواز کو رسولؐ کی آواز پر بلند نہ کرو ورنہ تمام اعمال تمہارے ختم ہو جائیں گے۔ (آواز بلند کرنے پر اتنی بڑی سزا اور اگر آواز مخالفت میں بلند ہو تو اسکا حشر کیا ہو گا جیسا کہ عمر ابن خطاب نے بلند کی تھی جب رسولؐ اللہ نے کاغذ قلم مانگا تھا)۔ ص ۵۰۵

۱۹ معراج میں آنخضرتؐ کا دیدار رب (معاذ اللہ) اسکے راوی عبد اللہ ابن عباس جبکہ وہ پیدا بھی نہیں ہوے تھے۔ ص ۵۱۰

۲۰ معراج میں آنخضرتؐ کا دیدار رب (معاذ اللہ) کیا اسکا راوی عکرمہ جو خارجی تھا اور غلام تھا ابن عباس کا۔ ص ۵۱۱

۲۱ آیت نجویٰ اور جناب امیرؑ ۔ ص ۵۲۰

۲۲ جمعہ کے دن جب رسولؐ اللہ خطبہ دے رہے تھے لوگ آنخضرت کو چھوڑ کر دوڑ پڑے بازار کی طرف اُن لوگوں میں ابو بکر اور عمر شامل تھے صرف بارہ لوگ رہ گئے تھے۔ ص ۵۲۶

۲۳ سورہ تحریم اور دو ازواج رسولؐ اکرم عائشہ اور حفصہ کا جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی کہ دونوں کے دل پلٹ گئے ہیں۔ ۵۳۱

۲۴ تسبیح فاطمہ علیہا السلام۔ ص ۵۷۲

۲۵ فضلیت درود۔ ص۶۱۷

۲۶ فضائل رسولؐ اکرم ﷺ و آلہ ۔ ص۶۳۶

۲۷ ابتدائے نبوت کا واقعہ جس میں راہب کے ساتھ ابو بکر تھے وہ حدیث باطل ہے۔ ص۶۴۱

۲۸ جب چند لوگوں نے حضرت علیؑ کی شکایت رسولؐ اللہ سے کی تو غضب سے اپنے منہ کو پھیر لیا اور تین مرتبہ فرمایا علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں اور وہ دوست ہے ہر مومن کا بعد میرے (ان علیا منی وانا منہ وھو ولی کل مومن من بعدی) اگر ولی سے مراد دوست ہے تو کیا علیؑ حیات رسول میں دوست نہیں تھے؟۔ ص۶۷۸

۲۹ من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ ص۶۷۹

۳۰ فرمایا رسولؐ اللہ نے رحم اللہ علیا، اللھم ادر الحق معہ حیث دار اللہ رحم کرے علیؑ پر یا اللہ حق اُسکے ساتھ رہے وہ جہاں کہیں ہو۔ ص۶۷۹

۳۱ فرمایا رسولؐ اللہ نے اے گروہ قریش تم اپنی نفسانیت سے باز آ ورنہ للہ ایسکو تم پر بھیجے گا جو تمہاری گردن پر تلوار رکھے گا اور اللہ نے اس کے ایمان کو آزما چکا ہے جب لوگوں نے پوچھا یا رسولؐ اللہ وہ کون ہے آپؐ نے فرمایا وہ جوتی ٹانکنے والا اور اس وقت رسولؐ للہ نے اپنی جوتی حضرت علیؑ کو ٹانکنے دی تھی۔ پھر فرمایا رسولؐ اللہ نے کہ جو مجھ پر جھوٹ باندھے اپنی جگہ دوزخ میں ڈھونڈلے۔۔ ص۶۸۰

۳۲ ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ ہم انصار منافقوں کو بغض علیؑ سے پہچانتے تھے۔ ص۶۸۰

۳۳ فرمایا حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا رسولؐ للہ نے دوست نہیں رکھتا علیؑ کو کوئی منافق اور دشمن نہیں رکھتا ان کو کوئی مومن۔ ص۶۸۱

۳۴ فرمایا رسولؐ اللہ نے اللہ نے مجھے حکم دیا ہے چار اشخاص کی محبت کا اور خبر دی کہ وہ (اللہ) بھی اُنہیں دوست رکھتا ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسولؐ للہ اُن کے نام آپؐ نے فرمایا علیؑ اُن میں سے ہیں اور تین دیگر ابو ذرؓ، مقدادؓ اور سلمانؓ۔ جلد دوم ص ۶۸۱

۳۵ فرمایا رسولؐ اللہ نے علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں اور کوئی صلح اور عہد نقض کوئی ادا نہیں کر سکتا سوائے میں یا علیؑ کے۔ ص۶۸۱

۳۶ جب بھائی چارہ کرادیا سب کو رسولؐ اللہ نے تو حضرت علی نے کہا یا رسولؐ اللہ مجھ کو کسی کا بھائی نہیں بنایا فرمایا رسولؐ اللہ نے تم میرے بھائی ہو اس دنیا اور آخرت میں۔ ص ۶۸۱

۳۷ فرمایا رسولؐ اللہ نے کہ اے اللہ! بھیج میرے پاس اُس کو جو ساری خلقت میں سب زیادہ تیرا محبوب ہو تاکہ وہ میرے ساتھ اس پرندہ کا گوشت کھائے پھر علیؑ حاضر ہوئے اور علیؑ نے رسولؐ اللہ کے ساتھ کھایا۔ ص ۶۸۱

۳۸ فرمایا رسولؐ اللہ نے میں گھر ہوں حکمت کا اور علیؑ اُس کا دروازہ ہے۔ ص ۶۸۲

۳۹ جب معاویہ نے سعد ابن ابی وقاص سے پوچھا تم علیؑ پر سب وشتم کیوں نہیں کرتے؟ تو سعد ابن ابی وقاص کہا "یہ ناممکن ہے جب تک میں یہ تین باتیں یاد رکھوں اور تین باتیں یہ ہیں ایک حدیث منزلت، دوسری خیبر میں فرمایا میں علم اُسکو دوں گا جس کو اللہ اور رسول دوست رکھتے ہوں اور اللہ اور رسول کو دوست رکھتا ہو چنانچہ آپ نے علم حضرت علیؑ کو دیا اور تیسری جب آیت ندع ابناء نا و ابناء کم و نساء نا و نسائکم وانفسنا وانفسکم تو رسولؐ اللہ نے حضرت علی، فاطمہؑ اور حسن وحسین علیہما السلام کو ساتھ لیا اور فرمایا اے اللہ یہ ہی میرے اہلبیت ہیں۔ (مترجم کا نوٹ قابل دید ہے)۔ ص ۶۸۲ تا ۶۸۳

۴۰ جب خالد ابن ولید نے جناب امیر کے خلاف رسولؐ اللہ سے شکایت کی تو آپؐ نے فرمایا کیا چاہتا تو اُس شخص کے حق میں جو اللہ اور رسول کو دوست رکھتا ہو اور اللہ اور رسولؐ اُس کو دوست رکھتے ہیں۔ ص ۶۸۴

۴۱ طائف کے دن رسول اکرم نے حضرت علی کو بلایا اور اُن سے بہت دیر تک سرگوشی کی تو لوگوں نے پوچھا یا رسولؐ اللہ آج بہت دیر تک آپؐ اپنے ابن عم سے سرگوشی کررہے تھے۔ فرمایا رسولؐ اللہ نے کہ میں نے اُن سے سرگوشی نہیں کی اللہ نے خود اُن سے سرگوشی کی۔ ص ۶۸۴

۴۲ فرمایا رسولؐ اللہ نے حضرت علیؑ سے کے جائز نہیں میرے اور تمہارے سوا کسی کو مسجد میں حالت جنب میں رہیں۔ ص ۶۸۴

۴۳ مبعوث ہوئے رسولؐ اللہ دوشنبہ کے دن اور نماز پڑھی حضرت علیؑ نے سہ شنبہ کے دن۔ ص ۶۸۵

۴۴ حدیث منزلت۔ ص ۶۸۵

۴۵ فرمایا رسولؐ اللہ نے تمام دروازوں کو بند کرو جو مسجد نبوی میں تھے سوائے علیؑ کے دروازہ کے۔ ص ۶۸۵

۴۶ رسولؐ اللہ نے ہاتھ پکڑا امام حسن اور امام حسین کا اور فرمایا کہ جو کوئی دوست رکھے مجھ کو اور اِن دونوں کو اور ان کے باپ اور ماں کو ہو گا میرے ساتھ میری جگہ قیامت میں۔ جلد دوم ص ۶۸۵

۴۷ رسولؐ اللہ نے فرمایا یا علیؑ دوست نہ رکھے گا تجھ کو مگر جو مومن ہو گا اور بغض نہ رکھے گا تجھ سے مگر جو منافق۔ ص ۶۸۶

۴۸ رسولؐ اللہ نے جب ایک لشکر روانہ کیا اُس میں حضرت علیؑ بھی تھے اور دعا کی یا اللہ! نہ مار مجھ کو جب تک نہ دکھائے مجھ کو علیؑ کو۔ (مترجم کا نوٹ قابل ملاحظہ ہے)۔ ص ۶۸۶

۴۹ رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ دونوں سردار ہیں جنت کے جوانوں کے۔ ص ۶۹۷

۵۰ رسولؐ اللہ نے فرمایا امام حسنؑ اور امام حسینؑ میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں یا اللہ! میں اِن کو دوست رکھتا ہوں سو تو بھی اُن کو دوست رکھ اور جو اِن کو دوست رکھے اُس کو بھی دوست رکھ۔ ص ۶۹۷

۵۱ جب کسی نے عبداللہ ابن عمر سے مچھر کے خون کے بارے میں سوال کیا تو ابن عمر نے کہا دیکھو تو اِس کو یہ مچھر کے خون کے بارے میں سوال کرتے ہیں اور قتل کر ڈالا انہوں نے فرزند رسولؐ کو اور سنا میں نے فرماتے تھے رسولؐ اللہ کہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ میرے پھول ہیں دنیا میں (ریحانتای من الدنیا)۔ ص ۶۹۸

۵۲ جناب ام سلمہؓ رو رہی تھیں جب سبب پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا رسولؐ اکرم کو اور اُن کے سر اور ریش اقدس پر خاک تھی میں نے سبب پوچھا تو آپؐ نے فرمایا میں موجود تھا جب امام حسینؑ قتل ہوئے۔ ص ۶۹۸

۵۳ کسی نے پوچھا آنحضرتؐ سے کہ آپ اپنے اہلبیت میں سب سے زیادہ پیارا کون ہے؟ تو رسولؐ اللہ نے فرمایا حسنؑ اور حسینؑ، اور فرماتے تھے جناب فاطمہؑ سے کہ بلاؤ میرے بیٹوں اور اُن کو سونگھتے تھے اور اپنے کلیجے سے لگاتے تھے۔ ص ۶۹۸

۵۴ ایک وقت جب کے رسولؐ اللہ خطبہ دے رہے تھے کہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ آئے اور دونوں گر گئے تو رسولؐ اکرم نے خطبہ منقطع کیا اور آپؐ منبر سے اُترے اور دونوں کو اُٹھا لیا اور اپنے آگے بٹھا لیا اور فرمایا کہ "جب یہ گر گئے تو مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے حدیث کو منقطع کیا"۔ ص ۶۹۹

۵۵ رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں اور اللہ دوست رکھتا ہو اُس کو جو دوست رکھے حسینؑ کو ۔ حسینؑ ایک

نواسہ ہے نواسوں میں (حسین سبط من الا سباط)۔ص۶۹۹

۵۶ رسولؐ اللہ سے لوگوں میں امام حسینؑ سے زیادہ کوئی مشابہ نہیں تھا۔ص۶۹۹

۵۷ ایسی ہی روایت امام حسن کے بارے میں بھی ہے۔ص۶۹۹

۵۸ انس بن مالک دربار ابن زیاد میں تھے جب ابن زیاد نے بے ادبی کی سر اقدس امام حسینؑ سے اور کہتا تھا کہ ایسا حسن نہیں دیکھا میں نے کسی کا اور امام حسینؑ سب سے زیادہ مشابہ تھے رسولؐ اللہ سے۔ص۷۰۰

۵۹ جب عبید اللہ ابن زیاد کا سر مسجد کے دروازہ پر لٹکایا گیا تو ایک سانپ لوگوں میں سے ہو کر آیا اور ابن زیاد ملعون کے نتھنوں میں گیا پھر تھوڑی دیر رہا پھر چلا گیا پھر آیا اس طرح تین بار ہوا اور یہ نمونہ تھا اللہ کے عذاب کا اس نابکار کے واسطے۔ص۷۰۰

۶۰ حذیفہؓ سے روایت ہے کہ ایک رات میں نے آنحضرتؐ کے ساتھ نماز پڑھی اور جب آپؐ لوٹے تو میں آپؐ کے ساتھ ہو گیا آپؐ نے فرمایا کہ آج کی رات ایک فرشتہ آیا جو کبھی زمین پر نہیں آیا تھا اور آج کی رات اس فرشتے نے اپنے رب سے اجازت مانگی کہ مجھ پر سلام کرے اور بشارت دے کہ فاطمہؑ سردار جنت ہیں عورتوں کی اور حسنؑ اور حسینؑ سردار ہیں جنت کے جوانوں کی۔ص۷۰۱

۶۱ ایک دن رسولؐ اللہ نے جب دیکھا امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو تو رسولؐ اللہ نے فرمایا اے اللہ! میں ان کو دوست رکھتا ہوں تو بھی ان کو دوست رکھ۔ص۷۰۱

۶۲ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایکدن آنحضرتؐ امام حسنؑ کو کاندھے پر لئے ہوئے تھے تو ایک شخص نے کہا کیا خوب سواری ہے تو رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ اور سوار بھی خوب ہے (ونعم الراکب)۔ص۷۰۱

۶۳ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حج میں عرفہ کے دن رسولؐ اکرم اپنی اونٹنی پر تھے اور خطبہ پڑھا اور فرمایا یا ایھا الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلو اکتاب اللہ و عترتی واھلبیتی۔ص۷۰۲

۶۴ آیت تطہیر کے بارے میں روایت جناب ام سلمہؓ سے ہے۔مترجم نے لکھا کہ عکرمہ کا قول ہے اہلبیت سے مراد ازواج رسولؐ ہیں۔(واضح رہے عکرمہ غلام تھا ابن عباس کا اور خارجی تھا اور اکثر رواتیں اس نے جھوٹ کہیں ہیں تفصیل کے لئے طبقات ابن سعد جلد ۵ ص۲۸۰، تذکرۃ الحفاظ علامہ ذہبی ج اول ص۹۴ اور ابن خلکان ج سوم ص۲۱۳) زید ابن ارقم نے کہا اہلبیت سے مراد وہ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے

اور وہ آل علیؑ آل عقیلؑ اور آل جعفرؑ ہیں (من البغوی) ۔ ص ۷۰۳

۶۵ زید ابن ارقم سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا میں تمہارے درمیان ایسی دو چیزیں چھوڑ جاتا ہوں ایک اُن میں سے دوسرے سے بڑی ہے اور وہ جو بڑی ہے اللہ کی کتاب ہے کہ گویا ایک رسی ہے آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی ہے اور دوسری میری عترت یعنی اہلبیت میرے کہ یہ دونوں جدا نہیں ہونگے یہاں تک وارد ہوں گے میرے ساتھ حوض کوثر پر سو دیکھو میرے بعد تم ان کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو۔ ص ۷۰۳

۶۶ رسولؐ اللہ نے فرمایا بشارت ہو اے عمار کہ تجھ کو قتل کریں گے باغی لوگ۔ ص ۷۰۶

۶۷ عمر ابن خطاب حضرت خذیفہ سے پوچھتے تھے کہ میرا نام اُن منافقوں میں تو نہیں۔ ص ۷۱۱

۶۸ ابو ہریرہ سے رسولؐ اکرم نے پوچھا کہ تم کس قبیلہ سے ہو تو ابو ہریرہ نے جواب دیا بنی دوس سے تو آپؐ نے فرمایا میں نہیں جانتا تھا کہ دوس میں کوئی نیک مرد ہے۔ ص ۷۱۸

۶۹ رسولؐ اللہ نے فرمایا فاطمہؑ میرا ٹکڑا ہے جس نے اُس کو اذیت دی اُس نے مجھ کو اذیت دی۔ ص ۷۲۷

۷۰ روایت ہے عائشہ سے کہ میں نہیں دیکھا کسی کو مشابہ رسولؐ اکرم کے چال چلن میں خصلت میں، عادت میں، اور اُٹھنے بیٹھنے میں جناب فاطمہؑ سے۔ حضورؐ اکرم کی یہ عادت تھی جب جناب فاطمہؑ بزم رسالت میں آتیں تو آپ کھڑے ہو جاتے اور آگے بڑھتے اور بوسہ دیتے اور اپنی جگہ حضرت فاطمہؑ کو بٹھاتے۔ جلد دوم ص ۷۲۸

۷۱ کسی نے عائشہ سے پوچھا کون پیارا تھا رسولؐ اللہ کو تو عائشہ نے کہا فاطمہؑ اور پوچھا مردوں میں تو عائشہ نے کہا اُن کا شوہر علیؑ، پھر عائشہ نے کہا میں جانتی ہو کہ وہ بڑے روزہ رہنے والے اور تہجد گذار تھے۔ ص ۷۲۹

۷۲ رسولؐ اکرم کے نے فرمایا کہ جہان کی تمام عورتوں میں افضل حضرت مریمؑ، خدیجہؑ، حضرت فاطمہؑ بنت محمد ﷺ و آلہ اور آسیہؑ بی بی فرعون کی۔ ص ۷۳۳

۱ فرمایا رسولؐ اللہ نے یا علیؑ تم سے علاوہ مومن کے کوئی محبت نہ کرے گا اور منافق کے سوا کوئی عداوت نہیں کرے گا۔ جلد اول ص ٦٥

۲ حدیث منزلت ۔ ص ٦٦

۳ براء بن عازب صحابی رسولؐ اکرم سے روایت ہے کہ ہم رسولؐ اللہ کے ساتھ حجتہ الوداع میں موجود تھے آپؐ راہ میں ایک جگہ اُترے لوگوں کو جمع کرنے کا حکم دیا حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا "کیا میں مومنین کا اُن کی جانوں سے زیادہ مالک نہیں ہوں ؟"۔ صحابہ نے کہا" کیوں نہیں یا رسولؐ اللہ " پھر آپ نے پوچھا کیا میں مومنین کا اُن کی جانوں سے زیادہ مالک نہیں ہوں ؟"۔ صحابہ نے کہا "کیوں نہیں یا رسولؐ اللہ " تب آپ نے فرمایا جس کا میں ولی ہوں اُس کا یہ علیؑ بھی ولی ہے ۔ اے اللہ! جو اس سے الفت رکھے تو اُس سے الفت رکھ اور جو اس سے بغض رکھے تو اُس سے بغض رکھ۔ حدیث ۱۲۱ باب ۱۴ ص ٦٦

۴ ابو لیلیٰ کہتے ہیں کہ میں حضرت علیؑ کے ساتھ شریک سفر تھا حضرت علی موسم گرما کے کپڑے موسم سرما میں اور موسم سرما کے کپڑے موسم گرما میں پہنتے، ہم نے اُن سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا خیبر میں مجھے آشوب چشم کی شکایت تھی رسولؐ اللہ نے میری آنکھوں لعاب دہن مبارک لگایا اور فرمایا اے اللہ! اس سے گرمی اور سردی کو دور کردے تو اُس روز سے میں گرمی اور سردی محسوس نہیں کرتا پھر فرمایا رسولؐ اللہ نے میں ایسے مرد کو بھیجوں گا جو اللہ اور رسول سے محبت رکھتا ہو اور اللہ اور رسول اُس سے محبت رکھتے ہیں وہ فرار ہونے والا نہیں پس رسولؐ اللہ نے حضرت علیؑ کے پاس آدمی کو بھیجا اور اُنہیں علم عطا کیا۔ ص ٦٦

۵ فرمایا رسولؐ اللہ نے حسنؑ اور حسینؑ جوانان جنت کے سردار ہیں اور اُن کا باپ اُن سے افضل ہے۔ ص ٦٧

٦ فرمایا حضرت علیؑ نے میں اللہ کا بندہ اور اُس کے رسول کا بھائی ہوں اور میں ہی صدیق اکبر ہوں اور اس کا دعویٰ میرے بعد کوئی کذاب ہی کرے گا میں نے لوگوں سے سات سال قبل پہلے نماز پڑھی ہے۔ ص ٦٧

۷ معاویہ کے سامنے جب کہ وہ حج پر آیا تھا وہاں حضرت علیؑ کا ذکر کچھ بے ادبی سے کیا جارہا تھا سعد ابن ابی وقاص غضبناک ہوگئے اور فرمایا تم اُس شخص کے بارے میں گفتگو کررہے ہو جس کے بارے میں رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا "میں جس کا ولی ہوں علیؑ بھی اُس کے ولی ہیں" اور فرمایا "یا علیؑ تم میری جگہ ایسے ہو جیسے ہارونؑ موسیٰؑ کی جگہ پر تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں" اور فرمایا "میں آج اُس شخص کو علم عطا کروں گا جو اللہ اور رسول کو محبوب رکھتا ہو۔ ص ٦٧

۸ فرمایا رسولؐ اللہ نے نے امام حسنؑ کے بارے میں کہ اے اللہ میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ جو اس سے محبت رکھے اور اپنا دست اقدس امام حسنؑ کے سینہ پر رکھا ۔ ص ٦٧ باب ۲۲، حدیث ۱۴۲۔

۹ یعلی بن مرہ سے روایت ہے کہ وہ رسولؐ اللہ کے ساتھ کھانے کی دعوت میں گئے گلی میں امام حسینؑ کھیل رہے تھے نبی اکرمؐ لوگوں سے آگے بڑھ گئے اور اپنا ہاتھ پھیلایا امام حسینؑ ادھر بھاگنے لگے حتیٰ کے آپؐ نے اُنہیں پکڑ لیا پھر آپؐ نے اپنا ایک ہاتھ امام حسینؑ کی تھوڑی پر اور دوسرا ہاتھ سر پر رکھا اور پھر چوم کر فرمایا "حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔ جس نے حسینؑ سے محبت کی اُس نے اللہ سے محبت کی"۔ امام حسینؑ نواسوں میں سے ایک نواسے ہیں۔ ص ۴۷

۱۰ زید ابن ارقمؓ صحابی رسولؐ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسولؐ اللہ نے علیؑ فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ کے لئے میں اُس سے صلح رکھوں گا جو تم سے صلح رکھے گا اور اُس سے لڑوں گا جو تم سے لڑے گا"۔ ص ۴۷

۱۱ عائشہ کہتی ہیں کہ رجم اور رضاعت کی آیات قرآن میں نازل ہوئی تھیں وہ ایک کاغذ میں میرے بستر کے نیچے رکھی تھیں جب حضورؐ کی وفات ہوئی ہم اس میں مصروف ہوئے تو گھر میں ایک بکری گھس گئی اور اُس نے وہ کاغذ کھالیا"۔ حدیث ۲۰۱۴ باب ۶۲۴ ص ۵۴۳۔

۱۲ عائشہ کا کہنا ہے کہ جب نبی اکرم اُن کے پاس آئے تو دیکھا ایک شخص عائشہ کے پاس بیٹھا ہے آپؐ نے دریافت کیا یہ کون ہے تو عائشہ نے کہا یہ میرا بھائی ہے تو آپؐ نے فرمایا غور کر لیا کرو کہ تمہارے پاس کون آرہا ہے کیونکہ رضاعت اُس وقت ہوتی ہے جب دودھ ہی غذا ہو۔
الارضاع بعد فصال باب ۶۲۵ ص ۵۴۳

۱۳ ازواج رسولؐ اکرم عائشہ کی مخالفت کرتی تھیں اور عائشہ کی اس بات سے انکار کرتی تھیں کہ رضاعت پانچ بار دودھ چھانے سے ثابت ہو جاتی ہے باب ۶۲۵ الارضاع بعد فصال ص ۵۴۳۔

۱۴ عمر ابن خطاب کا کہنا ہے کہ مجھے اگر یہ ڈر ہے کہیں لوگ زمانہ زیادہ گذر جانے کے بعد اللہ کی کتاب میں آیت رجم نہ دیکھے تو گمراہ نہ ہو جائیں اور فرض خدا ترک کر دیں میں نے رجم کی یہ آیت قرآن میں پڑھی ہے الشیخ والشیخۃ اذا زینا فارجموھما جو اب قرآن میں نہیں ہے باب رجم ۱۴۰ حدیث ۳۲۶ جلد دوم ص ۱۰۶

۱۵ عمرو بن حریث نے کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ رسولؐ اکرم کا سیاہ عمامہ تھا اور آپؐ دونوں کنارے اپنے کندھوں پر ڈالے ہوئے تھے باب ۲۵۴ لباس ص ۱۸۰

۱۶ ابو بکر بن ابی شیبہ، روح بن القاسم، عبداللہ بن محمد بن عقیل ربیع فرماتی ہیں میرے پاس ابن عباس آئے اور انہوں نے مجھے اس حدیث کے بارے میں پوچھا کیا رسولؐ اللہ نے وضو فرمایا اور اپنے پیروں کو دھویا؟ ابن عباس نے فرمایا لوگ تو پیروں کے دھونے کے علاوہ انکار کرتے ہیں اور میں بھی قرآن میں مسح کے علاوہ کچھ نہیں پاتا۔ جلد اول ص ۱۵۶ باب ۱۰۱، حدیث ۴۹۴۔

سنن نسائی

۱ مروان بن حکم (نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ لگا ہوا) سے روایت ہے کہ میں عثمان بن عفان کے ساتھ بیٹھا تھا انہوں نے سنا حضرت علیؑ لبیک کہتے ہوئے عمرے اور حج کا قران کیا تو عثمان نے کہا "کیا ہم نے منع نہیں کیا اس سے؟"۔ تو حضرت علی نے کہا "بے شک تم منع کرتے ہو لیکن میں نے رسول اللہ سے سنا اور کیا رسول للہ نے ایک ساتھ عمرہ اور حج ۔ میں رسول اللہ کی پیروی تمہاری وجہ سے اور کسی اور کے کہنے سے چھوڑنے والا نہیں" جلد دوم باب القران حدیث ۲۷۲۶ تا ۲۷۳۲ ص ۲۲۲ تا ۲۲۳۔

۲ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے سنا عمر ابن خطاب سے وہ کہتے تھے قسم خدا کی میں منع کرتا ہوں تمتع سے حالانکہ تمتع کتاب اللہ میں موجود ہے اور رسول اللہ نے کیا ہے۔ حدیث ۲۷۴۰ ص ۲۲۷

۳ عائشہ سے روایت ہے کہ نازل ہوئی تھی اللہ کے طرف سے یہ آیت عشر رضعات معلومات یعنی اُس کے دس گھونٹ معلوم ہو پھر منسوخ ہو گئی پھر نازل ہوئی یہ آیت خمس رضعات معلومات یعنی پانچ گھونٹ پلانے سے دودھ کے اور یہ آیت پڑھی جاتی تھی رسول للہ کے دور میں اور اب قرآن میں موجود نہیں ہے۔ باب ۱۶۶۲ القدر یحرم من الرضاعة حدیث ۳۳۱۲ ص ۴۲۲

۴ صرف عائشہ ہی رضاعت یعنی بڑی عمر والے کو دودھ پلانے سے حرمت ہو جاتی تھیں قائل تھیں تمام دیگر ازواج رسولؐ منع کرتی تھیں عائشہ کو اس عمل سے۔ باب ۱۶۶۴ حدیث ۳۳۲۴ ص ۴۲۵

۵ عائشہ اور حفصہ کا جلن دوسری ازواج سے اور رشک کرنا اس بات پر کہ رسول اکرم انکے باری کے دن کسی اور زوجہ کے پاس گئے تھے۔ جلد دوم ص ۴۵۹ تا ۴۶۳

۶ محمود بن لبید سے روایت ہے کہ خبر دی گئی حضور اکرم کو کسی شخص نے نے تین طلاق دی اپنی عورت کو ایک ہی وقت میں یہ سُن کر رسولؐ للہ کھڑے ہو گئے اور غصہ سے فرمانے لگے کیا اللہ کی کتاب سے کھیل ہو رہا ہے حلانکہ میں ابھی موجود ہوں۔ یہ سُن کر ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسولؐ اللہ کیا میں اس کو قتل کر دوں؟ باب الثلاثه المجموته وما فيه من التغليظ ۱۷۰۵ حدیث ۳۴۳۳ ص ۴۶۸ ۔

۷ ابن عباس سے کسی نے پوچھا کیا تم لوگ نہیں جانتے حضور اکرم کے زمانے میں اور ابو بکر کے دور میں اور عمر ابن خطاب کے شروع دور خلافت میں رد کی جاتی تھیں تین طلاق ایک نشست میں ابن عباسؓ نے کہا ہاں رد کی جاتی تھیں۔ باب طلاق ۱۷۰۷ حدیث ۳۴۳۸ جلد دوم ص ۴۷۱

۸ حضرت علیؑ نے کہا مجھ سے اور فرمایا رسولؐ اللہ نے جو کوئی مومن ہو گا وہ تیری محبت رکھے گا اور جو کوئی تجھ سے دشمنی رکھے گا وہ منافق ہو گا جلد سوم ص ۴۱۹ نفاق حدیث ۵۰۲۷

۹ حضرت عمر سے روایت ہے جب شراب کی حرمت اُتری تو انہوں نے دعا کی یا اللہ شراب کے باب میں حکم کو صاف بیان کر دے تو آیت اُتری جو سورہ بقر میں ہے ۸۷ یسئلونک الخمر والمیسر ۔پہر عمر بلائے گئے اور ان کو یہ سنائی گئی انہوں نے کہا یا اللہ ہم کو صاف صاف بیان کر شراب کے بارے میں پھر آیت اتری جو تنزیل کے حساب سے ۹۷ سورہ ہے نازل ہوئی پھر عمر بلائے گئے اور ان کو یہ آیت سنائی گئی انہوں نے پھر کہا یا اللہ ہم کو شراب کے بارے میں صاف صاف بیان کر آخر میں تنزیل کے حساب سے ۱۱۲ سورہ مائدہ نازل ہوئی پھر عمر بلائے گئے اور ان کو سنایا گیا جب عمر نے کہا ہم نے چھوڑا ہم نے چھوڑا۔ مسند احمد ج ۱ ص ۵۳؛ ترمذی ج ۴ ص ۳۲۰؛ تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۲۶۴؛ فتح الباری ابن حجر ج ۸ س ۲۱۰۔ ج سوم کتاب الاشربہ باب تحریم الخمر ص ۵۷۲ تا ۵۷۳

۱۰ سعید بن مسیّب سے روایت ہے کہ ثقیف کے لوگوں نے حضرت عمر کے سامنے شراب رکھا انہوں نے منگویا جب منہ سے لگایا تو مزا تیز تھا پہر پانی ملا کر اس کی تیزی کو توڑا اور کہا ایسا ہی کیا کرو۔ ص ۶۱۶

۱۱ سائب من یزید سے روایت ہے کہ حضرت عمر کے پاس لوگ آئے اور کہا کہ ہم نے فلاں شخص کے منہ یعنی عبید للہ بن عمر جو خود ان کے صاجزادے تھے شراب کی بو پائی۔ ص ۶۱۶

۱	حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ منع کیا رسول اللہ نے ریشمی کپڑا اور سونے کی انگوٹھی اور حالت رکوع میں قرآن پڑھنے سے۔ ص ٦٧
۲	انس ابن مالک نے کہا کہ نماز کو کھڑا ہوا میں پیچھے ابو بکر کے اور عمر کے اور عثمان کے جب نماز شروع کی تو کوئی اُن میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ پڑھتا تھا۔ ص ٦٧
۳	مدعم جو رسولؐ اللہ کہ خدمت کرتا تھا اور صحابی بھی تھا آنحضرتؐ کے اونٹ کی پالان اُتار رہا تھا اتنے میں ایک تیر آیا اور اُس کو لگا اور وہ مر گیا۔ لوگوں نے کہا اِس کو جنت مبارک۔ فرمایا رسولؐ اللہ نے "ہرگز نہیں جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس نے (مدعم) حنین میں مال غنیمت سے کمبل چُرائی تھی وہ اس وقت آگ بن کر اُسکو جلا رہی ہے"۔ یہ سُن کر ایک اور صحابی نے جوتے کے دو تسمے جو اُس نے چرائے تھے لا کر رکھ دیے۔ جس پر رسولؐ اللہ نے فرمایا یہ دو تسمے تیرے واسطے آگ کے تھے۔ کتاب الجہاد ص ۳۴۰۔
۳	آئمہ اربعہ اور جمہور علماء کے نزدیک متعہ ناجائز ہے اوائل اسلام میں متعہ درست تھا پھر خیبر میں حرام ہوا عمرۃ قضا میں جائز ہوا پھر فتح مکہ کے روز حرام ہوا پھر جنگ اوطاس میں جائز ہوا پھر حرام ہوا (کب نہیں لکھا) پھر تبوک میں جائز ہوا پھر حجتہ الوداع میں حرام (کوئی حدیث کا حوالہ نہیں) اس طرح بار بار کی حرمت اور حلت سے لوگوں کو شبہ رہا بعض لوگ متعہ کو جائز سمجھ کے کرتے تھے اور بعض نہیں کرتے تھے یہاں تک آنحضرت کی وفات ہوئی ابو بکر کے زمانے میں بھی ایسا رہا عمر ابن خطاب کے اوائل خلافت میں یہی حال رہا بعد اس کے عمر ابن خطاب نے برسر منبر بیان کیا جب سے لوگوں نے چھوڑ دیا مگر بعض صحابہ اس کے جواز کے قائل رہے جیسے جابر ابن عبد اللہ اور عبد اللہ ابن مسعود، ابو سعید اور معاویہ، اسماء بنت ابو بکر (عبد اللہ ابن زبیر کی ماں) عبد اللہ ابن عباس، عمرو بن حویرث اور سلمہ بن الاکوع اور جماعت تابعین میں سے بھی جواز کے قائل ہوئی ہے (ملخص زرقانی) باب المتعہ ۱۸، ص ۳۸۵
۴	عائشہ جس مرد کو چاہتیں کے اپنے پاس آیا جایا کرے تو اپنی بہن ام کلثوم کو کہتیں اور اپنی بھتیجیوں کو اور بھانجیوں کو کہ اس شخص کو اپنا دودھ پلاؤ لیکن رسولؐ اللہ کی دوسری بیبیاں اس کا انکار کرتیں تھیں اور دیگر صحابہ بھی انکار کرتے ہیں۔ باب رضاعا ۳ حدیث ۷ ا ص ۴۳۳۔
۵	عمر ابن خطاب کا کہنا کہ آیت رجم قرآن میں موجود تھی۔ ص ۵۹۴
٦	امام مالک نے ابن شہاب سے پوچھا اس آیت کی تفسیر اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعو الیٰ ذکر اللّٰہ تو ابن شہاب نے کہا عمر ابن خطاب اس آیت کو یوں پڑھتے تھے اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فامضوا الیٰ ذکر اللّٰہ، باب ماجاء فی سعی۔ ص ۸۸
۷	عبد اللہ ابن عمر کو لقوہ ہو گیا تھا چہرہ کو داغ لیا۔ ص ٦۵۵

۸ عائشہ بیمار تھیں اور ایک یہودی عورت اُن پر پڑھکر پھونک رہی تھی ۔ ص۶۵۵

۱ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ عمر ابن خطاب توریت کا نسخہ لیکر رسولؐ اللہ کے پاس آئے اور کہا اے للہ کے رسولؐ یہ توریت کا نسخہ ہے۔ آپؐ خاموش رہے عمر ابن خطاب اُس کو پڑھنا شروع کیا اور چہرہ اقدس رسولؐ غصہ سے متغیر ہو رہا تھا۔ ابو بکر نے عمر سے مخاطب ہو کر کہا گم کریں تجھ کو گم کرنے والیاں کیا تو نہیں دیکھتا تو رسولؐ للہ کے چہرہ کو۔ تب عمر نے گھبرا کہا میں اللہ اور اور اُسکے رسولؐ سے پناہ مانگتا ہوں اور راضی ہوئے ہم اللہ سے اور دین اسلام سے اور محمد ﷺ اُس کے نبی ہونے سے۔ فرمایا رسولؐ اکرم نے اُس ذات کی قسم کے جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر موسیٰ ظاہر ہوں اور تم مجھ کو چھوڑ کر اُن کی پیروی کرو تو سیدھا گمراہ ہو جاؤ گے۔ اگر موسیٰ زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پاتے تو یقیناً میری پیروی کرتے (عمر توریت پڑھ کر تصدیق رسالت کرنا چاہتے تھے۔ اوصاف رسولؐ اکرم جو توریت میں نازل ہوئیں تھیں اور للہ نے فرمایا کہ اے نبی تمہارا ذکر توریت میں نام احمد سے موجود ہے)(دارمی) جلد اول باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ تیسری فصل ۱۸۳/۵۲ ص ۶۲

۲ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسولؐ اکرم نے جہاد واجب ہے تم پر ہر سردار کی اطاعت میں چاہے وہ نیک ہو یا بد اگرچہ کرے گناہ کبیرہ اور نماز واجب ہے تم پر پیچھے ہر مسلمان کے نیک ہو یا بد اگرچہ کرے گناہ کبیرہ (روایت کیا اس کو ابوداؤد نے) باب الامامۃ دوسری فصل جلد اول ۱۰۵۷/۹ ص ۲۳۸۔

۳ حدیث منزلت (متفق علیہ) باب مناقب علیؑ ابن ابی طالب فصل اول جلد سوم ۵۸۲۶/۱ ص ۲۴۴

۴ فرمایا رسولؐ اللہ نے یا علیؑ تم سے علاوہ مومن کے کوئی محبت نہ کرے گا اور منافق کے سوا کوئی عداوت نہیں کرے گا۔ ۲/۷ ۵۸۲

5 حدیث رائت (علم خیبر میں) ۵۸۲۸/۳

۶ حدیث منی ۵۸۲۹/۴

۷ حدیث من کنت مولا ۵۸۳۰/۵

8 حدیث علی منی وانا من علی ولا یودی عنی الا انا او علی ۵۸۳۱/۶

۹ حدیث اُخوت ۵۸۳۲/۷

۱۰ حدیث طیر ۵۸۳۳/۸

۱۱ حدیث باب حکمت ۱۰/۵۸۳۵

۱۲ مدعم صحابی کو جب تیر لگا اور مر گیا تو لوگ اُسکو جنت کی بشارت دینے لگے رسول اللہ نے فرمایا اس نے خیبر کے دن مال غنیمت سے چادر چرائی تھی جو آگ بن کر شعلہ مار رہی ہے (متفق علیہ) جلد دوم ص ۲۵۹ ، ۱۳/ ۳۸۱۹

۱۳ کرکرہ صحابی رسول اکرم جب مر گیا تو رسول اللہ نے فرمایا وہ دوزخ میں ہے مال غنیمت سے کملی چرائی تھی دوم ص ۲۵۹۔

۱۴ فدک کو مروان نے اپنی جاگیر بنالیا تھا۔ جلد دوم ص ۲۷۸

۱۵ حدیث نجو یکہ فرمایا رسول اکرم نے کہ "میں نے سرگوشی نہیں علیؑ سے مگر خود اللہ نے کی"۔ جلد سوم ۱۱/ ۵۸۳۶

۱۶ حدیث فرمایا رسول اکرم نے سوائے میرے اور علیؑ کے کوئی حالت جنابت میں مسجد میں داخل نہیں ہونا۔ ۱۲/ ۵۸۳۷

۱۷ فرمایا رسول اکرم نے یا اللہ نہ مارنا مجھ کو یہاں تک تو علیؑ کو مجھ کو دکھادے ۱۳/ ۵۸۳۸

۱۸ جناب ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اکرم نے علی کو منافق اپنا دوست نہیں رکھتا اور علیؑ کو مومن اپنا دشمن نہیں رکھتا (احمد، ترمذی) ۱۴/ ۵۸۳۹

۱۹ فرمایا رسول اکرم نے جس نے علی کو برا کہا اُس نے مجھ کو برا کہا۔ ۱۵/ ۵۸۴۰

۲۰ حدیث مثل عیسیٰ ۔ ۱۶/ ۵۸۴۱

۲۱ حدیث غدیر خم اور عمر ابن خطاب کا کہنا کہ تمہارے لئے خوشی کا باعث ہے اے ابو طالب کے بیٹے تم نے صبح کی اور شام کی ہر مومن اور مومنہ کے مولا ہونے سے (احمد)۔ ۱۷/ ۵۸۴۲ فصل تیسری ص ۲۴۷۔

۲۲ ابو بکر اور عمر دونوں نے پیغام بھیجا حضرت فاطمہؑ سے شادی کے لئے رسول اکرم نے یہ کہہ کر ٹالدیا کہ وہ ابھی چھوٹی ہیں پھر حضرت علیؑ نے پیغام دیا رسول اللہ نے حضرت فاطمہؑ کا نکاح حضرت علیؑ سے کردیا (نسائی)۔ ۱۸/ ۵۸۴۳ ص ۲۴۸۔

۲۳ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا تمام دروازے بند کرو سوائے علیؑ کے دروازہ کے (ترمذی)۔۱۹/۴۴/۵۸۴۴

۲۴ آیت ندع ابنائنا وابنائکم نازل ہوئی تو رسولؐ اللہ نے بلایا علیؑ فاطمہؑ حسن اور حسینؑ کو اور فرمایا رسول اکرمؐ نے کہ یا اللہ یہ میرے ہلبیت ہیں (مسلم) (واضح رہے ان احادیث کو باب مناقب اہلبیت میں لکھا ہے اور باب مناقب ازواج النبی الگ ہے) باب مناقب ہلبیت النبی فصل اول ص ۲۵۴ جلد سوم ۱/۳/۵۸۷۳

۲۵ حدیث کساراوی عائشہ (مسلم) ۲/۴/۵۸۷۴

۲۶ حدیث ثقلین (مسلم) ۶/۸/۵۸۷۸

۲۷ ام الفضل کا خواب اور رسولؐ اللہ کی پیشنگوئی وقت ولادت امام حسینؑ اور رسول اللہ کا گریہ کرنا اور فرمانا رسول اللہ کا کہ جبرئیلؑ نے خبر دی کہ میری اُمت میرے اس بیٹے کو قتل کردے گی اور انہوں نے مقتل حسینؑ کی مٹی لا کر دی فصل تیسری حدیث ۴۶/۵۹۱۸ ص ۲۶۴۔

۲۸ ابن عباسؓ کا خواب جس میں اُنھوں نے آنحضرتؐ کو دیکھا کہ آپؐ کے بال پراگندہ ہیں اور پاؤں خاک آلودہ اور ہاتھ میں ایک شیشی ہے خون سے بھری ہوئی جب ابن عباس نے پوچھا یہ آپ کیا حال ہے تو فرمایا یہ خون حسینؑ ہے اور اُس کے ساتھیوں کا خون جس کو میں نے آج جمع کیا (روایت بیہقی اور احمد) ۴۷/۵۹۱۹ ص ۲۶۵۔

۲۹ فرمایا آنحضرتؐ نے اپنے زمانے کی سب عورتوں میں افضل مریم اور اس اُمت کی افضل خدیجہ بنت خویلد (متفق علیہ) باب مناقب ازواج النبی فصل اول ۱/۵۹۲۲ ص ۲۶۶۔

۳۰ ابوہریرہ سے روایت ہے فرمایا آنحضرتؐ نے کہ جبرئیلؑ آئے اور کہا اے اللہ کے رسولؐ یہ خدیجہؓ ایک برتن لے کر آرہی ہیں جس میں کھانا اور سالن ہے جب یہ آپؐ پاس آئیں اُس کے رب کی اور میری طرف سے آپؐ سلام کہیں اور جنت میں ایک ایسے گھر کی خوشخبری دیں جو موتی سے بنا ہے اُس میں نہ شور ہے اور نہ رنج (متفق علیہ) ۱/۵۹۲۲ ص ۲۶۶

۳۱ جب آنحضرتؐ نے شام اور یمن کے لئے دعا فرمائی تو لوگوں نے خواہش کی اہل نجد کے لئے تو آپؐ نے فرمایا اس جگہ سے زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں شیطان کا سینگ ظاہر ہوگا (بخاری) (عبدالوہاب بانیِ وہابی مذہب نجدی تھا)۔ باب ذکر الیمن والشام ۶/۶۰۰۹ ص ۲۸۹۔

۳۲ معاویہ نے کبھی وحی نہیں لکھی جلد سوم ص۴۰۵

بسمہ سبحانہ

احیاء العلوم الدین

امام ابو حامد محمد الغزالی

ترجمہ مولانا ندیم الواجدی فاضل دیوبند

دارالاشاعت اردو کراچی ۱

پیش کش میر مراد علی خان

بسمہ سبحانہ

تعارف

زین الدین ابو حامد محمد بن محمد بن احمد الطوسی الغزالی متوفی ۵۰۵ھ م ۱۱۱۱ء کے اوصاف جو کتب ہائے اہلسنت میں درج ہیں تحریر سے باہر ہیں۔ علامہ یافعی نے ان کے حالات مرآۃ الجنان، الجزء الثالث، ص ۱۷۷، لغایت ۱۹۳ میں تحریر کئے ہیں جن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سواد اعظم میں ان کی عظمت، شان وجلالت کس قدر رفیع ہے۔ ان کا لقب حجتہ الاسلام عام ہے، امام یافعی لکھتے ہیں کہ "امام غزالی وہ علوم کے سمندر ہیں جن کے اوپر رسولؐ اللہ نے حضرت عیسیٰ وموسیٰ سے فخر ومباہات کیا تھا۔ اگر آنحضرتؐ کے بعد کوئی نبی آتا ہوتا تو امام غزالی ہوتے۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے کتاب التنبیہ بمن یبعثہ اللہ علی راس کل مأتہ میں کہا ہے۔ محمد بن عبد الباقی الرزقانی نے شرح مواہب لدینہ الجز الاول ص ۳۶ میں ان کی بڑی توصیف و تعریف کی ہے۔ نیز ملاحظہ ہو شہاب الدین دولت آبادی کی کتاب ھدایت السعداء۔

غزالی کی ایک اور تصنیف سر العالمین میں کچھ ایسے امور حقیقت ان کے قلم سے نکل گئے ہیں کہ حضرات اہلسنت وجماعت اس سے بہت کتراتے ہیں۔ یہ کتاب مصر میں چھپی گئی ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ مومنین ایسی کتابوں کا ذخیرہ کر کے آنے والی نسلوں کے لئے محفوظ کرلیں اس لئے ایک بڑا مشن اس وقت کام کر رہا ہے جو ان کتابوں میں تحریف بھی کر رہا یا ان کتابوں کو تلف کر دیا جا رہا ہے۔ اور کچھ کتابیں اگر دستیاب بھی ہو جائیں تو یہ ایک علمی خزانہ محفوظ ہو سکے گا۔

میں نے اس کے حوالے "کتاب احیاء العلوم" مطبوعہ دار الاشاعت کراچی، طباعت شکیل پرنٹنگ پریس سے لئے ہیں۔

میر مراد علی خان

۱ حضرت حذیفہؓ کو علم المنافقین خاص طور پر عطا ہوا تھا۔ عمر بن خطاب، عثمان اور دوسرے اکابر صحابہ ان سے منافقین کے متعلق دریافت کرتے تھے سوال کرنے پر وہ منافقین کا ذکر نام بنام کرنے کے بجائے ان کی تعداد بتلا دیا کرتے تھے۔ عمر ابن خطاب اپنے متعلق ان سے دریافت کرتے کہ کیا مجھ میں بھی نفاق پاتے ہو۔ جلد ۱ ص ۱۵۲، جلد ۳ ص ۱۱۰

۲ عبداللہ ابن عمر نماز میں جوئیں مار دیا کرتے تھے، بعض اوقات ان کے خون کا نشان اُن کی انگلیوں پر ہوتا تھا ج ۱ ص ۳۴۳

۳ وقت مغرب کا وقت اسوقت شروع ہوتا ہے جب آفتاب نظروں سے اوجھل ہو جائے۔ اتنی دیر انتظار کرنا چاہئے کہ اُفق پر سیاہی پھیل جائے۔ ج ۱ ص ۳۴۵۔

۴ زیارت رسولؐ اللہ مدینہ طیبہ: آپؐ پر اور آپ کے اہلبیت پاک پر جن پر آیت تطہیر نازل ہوئی اور اور آپؐ کے پاک اصحاب اور آپؐ کے پاک ازواج جو امت کی مائیں ہیں سلام اور درود۔ (اہلبیت سے ازواج کو الگ رکھا ہے اور وہ جن پر آیت تطہیر نازل ہوئی)۔ ج ۱ ص ۴۸۳۔

۵ اُن لوگوں کے عمل کو باطل کرنے حکم نازل ہوا (وعید) جو آپ کی تعظیم نہیں کرتے اور آپ کی آواز پر اپنی آواز بلند کرتے ہیں۔ ج ۱ ص ۴۹۹

۶ ارشاد رسولؐ اکرم "میرے سامنے کچھ لائے جائیں گے جو یہ کہیں گے کہ اے محمدؐ! اے محمدؐ! میں کہوں گا یا اللہ! یہ لوگ میرے اصحاب ہیں، خداوقدوس فرمائے گا "تم نہیں جانتے تمہارے بعد انہوں نے دین میں کیا کیا نئی باتیں ایجاد کی ہیں"، یہ سن کر میں لوگوں سے کہوں گا دور ہو، الگ رہو"۔ ج ۱ ص ۵۰۰۔

۷ عمر ابن خطاب بکثرت نکاح کرتے تھے۔ ج ۲ ص ۴۵۔

۸ عورت بچے پیدا کرنے والی سیاہ فام بہتر اس عورت سے جو جو خوبصورت ہو مگر بانجھ۔ خوبصورت عورت اگر بانجھ ہو تو چھوڑ دو، سیاہ فام بچے پیدا کرنے والی عورت سے شادی کرو۔ ارشاد رسولؐ اکرم (عائشہ کے بارے میں کیا خیال ہے) ج ۲ ص ۵۱

۹ آنخضرتؐ کا ارشاد امام حسنؑ کے بارے میں کہ تو صورت اور سیرت میں میرے مشابہ ہے حسنؑ مجھ سے ہے۔ ان ارشادات سے لوگوں یہ نتیجہ نکالا ہے کہ امام حسنؑ کا بکثرت نکاح کرنا بھی آنخضرتؐ کی سیرت کے مشابہ ہے۔ ج ۲ ص ۵۷

۱۰ ایک مرتبہ آنخضرتؐ اور عائشہ کے درمیان تنازعہ تو عائشہ نے ابو بکر کو حکم بنانے کے لئے بلایا جب ابو بکر آئے تو عائشہ نے کہا " آپ پہلے بولئے مگر سچ بولئے "۔ اس پر ابو بکر نے عائشہ کے منہ پر اتنی زور سے طمانچہ مارا کہ منہ سے خون بہنے لگا۔ بعض ازواج آپ کو جواب

دے دیا کرتی تھیں اور بعض ایک دن ایک رات کے لئے بولنا چھوڑ دیتی تھیں۔ آپ کی ایک زوجہ نے آپ کے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھ کر پیچھے کی طرف دھکا دیا۔ ج ۲ ص ۷۸ ۔ ۷۹

۱۱ بعض اوقات عادل کے مقابلہ میں فاسق کی بات زیادہ قابل اعتماد ثابت ہوتی ہے۔ یہ ضرورت نہیں کہ فاسق جھوٹ بولا کرے اور جو عادل ہو سچ بولا کرے۔ ابو حنیفہ کے متعلق منقول ہے کہ انھوں نے فاسق کی گواہی قبول کی۔ ج ۲ ص ۲۰۲

۱۲ عمر ابن خطاب بعض کو سالانہ بارہ ہزار درہم دیا کرتے تھے عائشہ بھی ان میں شامل ہے اور بعض کو دس اور بعض چھ ہزار سالانہ دیتے تھے۔ بیت المال مسلمانوں کا حق ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں کہ بادشاہ کسی کو کم اور کسی کو زیادہ مال دیدے۔ ج ۲ ص ۲۲۵۔

۱۳ ارشاد حضرت علیؑ "جب تم کسی دوزخی کو دیکھنا چاہو تو ایسے شخص کو دیکھ لو جس کے ارد گرد لوگوں کا ہجوم دست بستہ کھڑا ہو۔ ج ۲ ص ۲۳۵

۱۴ آنحضرتؐ نے حضرت علی کو بھائی بنایا تو انہیں علم میں شریک کیا چنانچہ روایت ہے انا دار الحکمۃ علی بابھا ۔ آپؐ نے حضرت علیؑ کو اپنی قربانی کے اونٹوں شریک کیا، اور اپنی محبوب ترین صاحبزادیؑ سے نکاح کیا، حضرت علیؑ سے آپ کا معاملہ اسی لئے تھا کہ آپؐ نے اُنہیں اپنا بھائی بنایا تھا۔ ج ۲ ص ۳۰۶

۱۵ عمر ابن خطاب، عبدالرحمٰن بن عوف ساتھ تھے ایک گھر میں شراب کا دور تھا عمر نے کہا "یہ ربیع ابن امیہ بن خلف کا مکان ہے یہ سب لوگ شراب پی رہے ہیں تمہاری کیا رائے ہے کیا ہم ان کو گرفتار کرلیں"۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا "نہیں ہم نے اسوقت وہ کام کیا ہے جس سے قرآن میں ممانعت وارد ہے میرا اشارہ ولا تجسسوا کی طرف ہے"۔ اصحاب رسولؐ اور شراب؟۔ ج ۲ ص ۳۲۱

۱۶ ایسا ہی ایک واقعہ اور ہے عمر ابن خطاب رات کو مدینہ کی گلیوں میں گشت کر رہے تھے کی ایک مکان سے گانے کی آواز آئی آپ نے دیوار پر چڑھ کر دیکھا ایک شخص شراب پی رہا ہے اواس کے پہلو میں ایک مغنیہ گیت گا رہی ہے۔ عمر ابن خطاب نے للکارا تو اس شخص نے کہا آپ کوئی حد لگانے میں جلدی نہ کریں میں نے ایک معصیت کی ہے اور آپ سے بیک وقت تین معصیتیں سرزد ہوئی ہے۔ قرآن کہتا ہے " ولا تجسسوا" (۴۹ حجرات۔ ۱۲) حالانکہ آپ نے تجسس کیا۔ قرآن میں ہے کہ گھروں کی پشت سے نہ آؤ (پ ۲۔ ۱۸۹) اور آپ اس کے برخلاف دیوار پھاند کر آئے۔ قرآن میں ہے گھر میں داخل تو اس کے گھر والے سے اجازت لے لو (پ ۱۸۔ ۲۷) اور آپ نے اسکی خلاف ورزی کی ہے کہ آپ بغیر میری اجازت کے میرے گھر میں بغیر سلام کئے کہ چلے آئے۔ ج ۲ ص ۳۲۲

۱۷ اسماء بنت ابی بکر کی ماں مشرکہ تھیں۔ ج ۲ ص ۳۴۷

۱۸ اقرع بن حابس نے سرکار دوعالم کو دیکھا آپ اپنے نواسے حضرت حسن کو پیار کر رہے ہیں، ایک مرتبہ امام حسینؑ منبر سے آنحضرت کے ساتھ بیٹھے تھے گر گئے اور آپ اپنے خطبہ کو روک کر نیچے اترے اور انہیں اپنی گود میں بٹھالیا، عبداللہ بن شداد سے منقول ہے کی ایکدن آنحضرتؐ نماز پڑھا رہے تھے کہ امام حسنؑ آئے اور آپ کی گردن مبارک سوار ہوگئے آپ اسوقت سجدے میں تھے، اس بنا پر سجدہ کافی طویل ہو گیا۔ ج۲ص۳۵۱

۱۹ عائشہ کہتی ہیں کہ ایک دن رسول اکرم نے انہیں اسامہ کا منہ دھونے کا حکم دیا مجھے اس عمل سے گھن آرہی تھی آپؐ نے یہ منظر دیکھ کر میرا ہاتھ جھٹک دیا اور خود اس کا منہ دھونے لگے۔ ج۲ص۳۵۱

۲۰ عائشہ کا کہنا ہے کہ رسول اللہؐ نے ان سے ذی الحجہ، محرم، صفر کے کچھ دنوں تک ترک کر دیا۔ اسی طرح عمر ابن خطاب سے روایت ہے کہ آپؐ نے ایک ماہ تک ازواج سے قطع تعلق کر لیا تھا۔ ج۲ ص۳۵۹۔

۲۱ سعد ابن ابی وقاص، عمار بن یاسرؓ سے ترک تعلق کئے رہے یہاں تک وفات پاگئے۔ عثمان بن عفان نے عبد الرحمٰن بن عوف سے اور عائشہ نے حفصہ سے قطع تعلق کر رکھا تھا اور آخر تک اسی پر قائم رہے۔ ج۲ص۳۵۹

۲۲ عبداللہ ابن عمر نے امام حسینؑ سے عراق کے سفر پر کہا "آپ جگر گوشہ رسولؐ ہیں آپ کے سوا کوئی والی نہیں ہے، اللہ نے آپ پر شر کے دروازے بند رکھے ہیں صرف خیر کے دروازے کھولے گئے ہیں۔"۔ جس وقت فتنے رونما ہوئے دس ہزار صحابہ موجود تھے، مگر چالیس سے زیادہ صحابہ نے جرأت نہیں کی۔ ج۲ص۳۷۴

۲۳ حاکم سعد ابن وقاص کی روایت ہے کہ آنحضرتؐ، حضرت عباس کو مسجد سے باہر کر دیا اور حضرت علیؑ کو رہنے دیا عباسؓ نے چچا ہونے کا واسطہ دیا تو آپؐ نے فرمایا کہ "اللہ نے آپ کو نکالدیا ہے اور علیؑ کو ٹھہرالیا ہے"۔ ج۲ص۵۷۷

۲۴ آنحضرتؐ کے پاس پرندہ کا گوشت تھا آپ نے دعا فرمائی کہ "اے اللہ! اپنے کسی محبوب ترین بندے کو میرے پاس بھیج دے"، چنانچہ حضرت علیؑ آئے اور انھوں نے آپ کے ساتھ پرندے کا گوشت کھایا۔ ج۲ ص۵۸۶۔

۲۵ ایکدن عمر ابن خطاب نے آنحضرتؐ سے کہا "یارسولؐ اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس امر مکلف نہیں بنایا جس کی آپ کو قدرت نہیں" آنحضرت کو یہ بات ناگواری ہوئی۔ (عمر ابن خطاب احکام الٰہی سے اپنی واقفیت اور رسولؐ اللہ کی قدرت جس کا علم انہیں نہیں تھا پنی رائے شامل کر رہے تھے)۔ ج۲ص۵۹۶

۲۶ قتل حسینؑ میں یزید کا شمولیت ثابت نہیں ہے اس لئے کسی مسلمان پر بلا تحقیق کبیرہ گناہ کی نسبت دینا جائز نہیں اس لئے اس پر لعنت نہیں کرنا چاہئے ۔ج ۳ص ۱۹۹

۲۷ کن مواقع پر جھوٹ بولنا جائز ہے :اگر کسی اچھے مقصد کو پہنچنا ہو تو، مسلمان کے خون کی حفاظت، دو لوگوں میں صلح کرنا ہو تو، میاں بیوی کی باہمی گفتگو کے دوران ۔ج ۳ص ۲۱۶۔۲۱۷

۲۸ عائشہ کا ولیمہ ایک دودھ کا پیالہ ۔ج ۳ص ۲۲۱

۲۹ ابو بکر اور عمر کا ایک دوسرے شخص کی غیبت کرنا اور آنحضرتؐ کا کہنا کے تم نے اپنے دوست کا گوشت کھایا۔ج ۳ص ۲۲۸۔

۳۰ عمر ابن خطاب نے ایک شخص کو بلا وجہ درہ مارا اور کہا کے مجھ سے بدلا لو اس نے عرض کیا میں اللہ پر چھوڑ تا ہوں اور بدلا نہیں لیا۔ ج ۳ص ۴۵۶

۳۱ بیعت رضوان اور اسکے خلاف سب حنین میں رسولؐ اللہ کو چھوڑ کر بھاگ جانا ۔ج ۳ص ۴۷۹

۳۲ مردے پر رونا صبر کے خلاف نہیں ۔ج ۴ص ۱۲۶

۳۳ ایک شخص پر کئی بار کسی جرم میں حد لگائی گئی اور جب لوگ اُس کو ملامت کئے تو رسولؐ اکرم نے فرمایا اسے برا مت کہو اس لئے کہ یہ اللہ اور رسولؐ سے محبت کرتا ہے ۔ج ۴ص ۴۹۷

۳۴ ارشاد رب العالمین (معاذ اللہ) "میں نے خیر اور شر دونوں کو پیدا کیا؛ خوشخبری اس کے لئے جس کو میں نے خیر کے لئے پیدا کیا اور جس کے ہاتھ سے خیر جاری کیا، اور ہلاکت ہو اس کے لئے جس کو میں نے شر کے لئے پیدا کیا، جس کے ہاتھوں شر جاری کیا اور شدید ترین ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جس نے کیا اور کیوں کے سوالات اُٹھائے ۔ج ۴ص ۵۱۹

۳۵ ارشاد جناب امیرؑ "معرفت میرا سرمایہ، عقل میرے دین کا اصل ہے، محبت میری اساس ہے، شوق میری سواری ہے، ذکر خدا میرا انیس ہے، اعتماد میرا خزانہ ہے، غم میرا رفیق ہے، علم میرا ہتھیار ہے، صبر میری چادر ہے، رضا میری غنیمت ہے، عجز میرا فخر ہے، زہد میرا پیشہ ہے، یقین میری قوت ہے صدق میرا سفارشی، طاعت میری محبت، جہاد میرا اخلق ہے، نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے"۔ ج ۴ص ۵۴۲۔

۳۶ جب عمر ابن خطاب نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے اور رسولؐ اللہ نے ان کی آواز سنی تو فرمایا "عمر کا نماز پڑھانا نہ اللہ کو پسند ہے اور نہ مسلمانوں کو" آپؐ نے یہ جملہ تین بار ارشاد فرمایا۔ (جس کی آواز اللہ کو پسند نہ ہو اور وہ خلیفہ بنا دیا گیا)۔ ج ۴ ص ۶۹۶

۳۷ لوگوں کو جب معلوم ہوا کہ ابو بکر اپنے بعد عمر ابن خطاب کو اپنا جانشین بنا رہے ہیں تو کہا "آپ نے ایک سخت دل اور درشت مزاج آدمی کو خلیفہ مقرر کیا ہے، آپ اس سلسلہ میں اپنے رب کو کیا جواب دیں گے؟"۔ ج ۴ ص ۷۰۲

۳۸ قاضی ابو یوسف جانشین امام ابو حنیفہ سال کے آخر میں اپنا مال اپنی بیوی کو دے دیا کرتے تھے اور بیوی کا مال اپنے نام تاکہ زکوۃ ساقط ہو جائے۔ جلد اول ص ۵۹۔

۳۹ عبد اللہ ابن عمر نے کسی شخص کو حجاج کے بارے میں کنایۃً برا کہتے سنا۔ تو انہوں نے اس شخص کو منع کیا۔ ج اول ص ۲۲۸

۴۰ عمر ابن خطاب وہ تھے جنہوں نے دین میں بحث و مباحثہ کی راہ کو مسدود کر دیا تھا چنانچہ جب ضبیع نے ان سے ایسی دو قرآنی آیتوں کے بارے میں سوال کیا جو بظاہر ایک دوسرے کے مخالف تھیں تو انہوں نے اُس کو کوڑے لگوائے اور لوگوں کو اُس سے ملنے سے منع کر دیا۔ ج اول ص ۶۶

۴۱ حضرت علیؑ کا قول کہ اگر میں چاہوں تو سورہ فاتحہ کی تفسیر سے ستر اونٹ بھر دوں (واضح رہے کہ عربوں میں ۷۰ کا مطلب کثیر تعداد جس کا کوئی شمار نہیں ہوتا کہا جاتا ہے)۔ ج اول ص ۵۳۰

۴۲ فرمایا رسولؐ اکرم نے میری وفات کے بعد اُمت اختلاف کا شکار ہو جائے گی اور بہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ ج اول ص ۵۳۰۔

۴۳ صحابہ کرام اور مفسرین نے بعض آیات کے معنی میں اختلاف کیا ہے اور یہ اختلاف اتنا زیادہ ہے کہ مطابقت کی کوئی صورت ہی نظر نہیں آتی۔ ج اول ص ۵۳۱

۴۴ حضرت علیؑ نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ان میں بہت سے علوم ہیں بشرطیکہ ان کا کوئی سمجھنے والا ہو۔ ج اول ص ۱۱۹

۴۵ عمر ابن عبد العزیز نے ایک شخص کو اس لئے اُس کے عہدے سے معزول کیا کہ وہ حجاج کے دور میں چند عرصہ کے لئے عامل رہا تھا اور یہ کہا کہ اُس کی صحبت ایک دن کے لئے یا چند لمحوں کے لئے بھی ہو تو باطن میں شر کے لئے کافی ہے۔ ج دوم ص ۲۲۹

۴۶ وقت نماز مغرب جب ہوتا ہے جب مشرق کی افق پر تاریکی ایک نیزہ کے بقدر اونچی ہو جاتی ہے۔ ج دوم ص ۴۴۴۔

۴۷ ابو بکر نے ایک عرب کو قرآن سُن کر روتے دیکھا تو کہا کہ ہم بھی اسی طرح پہلے روتے تھے جس طرح تم رو رہے ہو لیکن اب ہمارے دل سخت ہو گئے ہیں۔ ج دوم ص ۴۷۱۔

۴۸ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ "تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں"۔ ج دوم ص ۴۷۸۔

۴۹ ہجرت کی رات حضرت علیؑ سرکار دوعالمؐ کے بستر پر لیٹے، اللہ نے حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل سے فرمایا کہ میں نے تم دونوں میں اُخوت قائم کر دی ہے، اور تم دونوں میں سے ایک کی عمر زیادہ کی ہے، اب یہ بات تمھیں بتلانی ہے کہ تم میں سے کس کی عمر زیادہ کر دی جائے؟۔ دونوں نے یہی چاہا کہ میری عمر زیادہ ہو۔ یعنی ایک دوسرے کے لئے ایثار کسی نے پسند نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: تم دونوں علیؑ کے برابر بھی نہ ہوئے کہ میں نے اُن کے اور اپنے نبی محمد ﷺ کے درمیان اخوت قائم کر دی تھی، وہ آج رات اپنی جان محمد ﷺ کے خاطر فدا کرنے کے لئے بستر پر لیٹے ہیں، اور ان کی زندگی اپنی زندگی پر مقدم سمجھتے ہیں۔ اب تم زمین پر جاؤ اور دشمنوں سے علیؑ کی حفاظت کرو۔ حضرت جبرئیل آپؑ کے سرہانے کھڑے ہو گئے اور حضرت میکائیل آپؑ کے پائینتی کھڑے ہو گئے۔ حضرت جبرئیل فرماتے واہ واہ ابوطالب کے بیٹے واہ واہ آج تجھ سا کوئی نہیں، اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں میں تجھ پر فخر کرتا ہے اور اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی: ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات الله والله رؤف بالعباد سورہ بقرہ آیت ۲۰۷۔ اور لوگوں میں ایک ایسا ہے کہ اللہ کی رضا کے لئے اپنی جان فروخت کر دیتا ہے۔ جلد سوم صفحہ ۴۰۱

۵۰ رسول اکرمؐ حضرت فاطمہؑ کے دروازے پر آئے اور پہنچ کر دستک دی اور سلام کیا اور اندر آنے کی اجازت چاہی۔ رسول اکرمؐ نے حضرت فاطمہؑ کے شانے پر اپنا ہاتھ رکھ کر فرمایا تجھے خوشخبری ہو کہ تو جنت کی عورتوں کی سردار ہے، انہوں نے عرض کیا فرعون کی بیوی آسیہ اور عمران کی بیٹی مریم کا درجہ کہاں ہے۔ آپؐ نے فرمایا آسیہ اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہوں گی، مریم اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہوں گی۔ تم تمام جنت کے۔ میں نے تیرا نکاح ایسے شخص سے کیا ہے جو دنیا میں بھی سردار ہے اور آخرت میں بھی سردار۔ جلد چہارم ص ۳۰۱۔

۵۱ عمر ابن خطاب وہ تھے جنھوں نے دین میں بحث اور مباحثے کی راہ مسدود کر دی تھی۔ چنانچہ جب صبیغ نے آپ سے ایسی دو قرآنی آیتوں کے بارے میں سوال کیا جو ایک دوسرے کے مخالف تھیں تو آپ نے اس کو کوڑوں سے مارا اور اُس سے ملنا جلنا ترک کر دیا اور لوگوں کو بھی ملنے سے منع کر دیا۔ ج ا ص ۶۶۔ عمر سد باب الکلام والجدل و ضرب صبیغا بالدرة اور رد علیه سئوالا فی تعارض آیتین من کتاب الله و هجره وامرا الناس بهجره.

بسمہ سبحانہ

راویان حدیث پر ایک نظر قسط پنجم

انس بن مالک

کثرت سے احادیث بیان کرنے والوں میں ابوہریرہ کے بعد انس بن مالک بن نظر بن ضمضم کا شمار ہوتا ہے۔ ان کی ماں کا نام ام حرام ابی طلحہ کی زوجہ تھیں ان کو رسول اللہ کی خدمت میں پیش کیا اور انہوں نے ۹ سال خدمت رسول اکرم کی۔ یعنی ہجرت کے بعد یہ خدمت رسول میں آئے۔ انہوں نے ابوبکر، عمر عثمان اور ابن مسعود سے روایات بیان کی ہیں (طبقات ابن سعد جلد ہفتم ص ۳۸، البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ۹ ص ۱۹۲ طبع نفیس اکیڈیمی کراچی)۔ واضح رہے کہ اس فہرست میں اہلبیتؑ سے کوئی نہیں ہے۔

احمد بن صالح عجلی نے کہا کہ جذام اور برص کی بیماری میں مبتلا صحابہ میں صرف دو تھے ایک معیقب جن کو جذام کا مرض ہو گیا تھا، اور دوسرے انس کو جن کو برص کی بیماری تھی، ابوجعفر کا کہنا ہے کہ میں نے انس کو بڑے بڑے لقمے کھاتے دیکھا اور ان کو برص کی بیماری تھی۔ اس بیماری کے سلسلے میں جو معتبر روایت ملتی ہے وہ ابن قتیبہ دینوری نے کتاب المعارف میں لکھا ہے۔ "انس بن مالک کے چہرے پر برص نمایاں تھا جس کی وجہ یہ بتلائی جاتی ہے کہ جب حضرت علی نے فرمایا جس نے رسول اللہ سے یہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو سنا ہو وہ گواہی دے، بارہ صحابی نے گواہی دی مگر انس بن مالک اور براء بن عازب نہ اٹھے اور نہ گواہی دی۔ حضرت علیؑ نے انس اور براء بن عازب سے پوچھا کہ تم نے کیوں گواہی نہیں دی حالانکہ تم دونوں نے بھی اسی طرح سنا تھا جس طرح سب نے سنا۔ انس بن مالک نے کہا میں بھول گیا مجھے یاد نہیں ہے۔ اس پر حضرت علی نے کہا اگر جھوٹا ہے تو اللہ تجھ پر ایسا سفید نشان لگائے جس کو تو کبھی چھپا نہ سکے (اسی سے یہ محاورہ نکلا ہو سفید جھوٹ۔ مراد) چنانچہ یہ برص میں مبتلا ہوا جس کو اس نے عمامہ سے چھپانے کی کوشش کرتا تھا" کتاب المعارف ص ۲۵۱۔ یہ بات قابل ملاحظہ ہے کہ اس حدیث میں بھی لوگوں نے تحریف کی چنانچہ جو کتاب المعارف طبع مصر مطبعت الاسلامیہ مصر ۱۳۵۳ھ میں یہ لکھ کر اس حدیث کو مشکوک کیا کہ " قال ابو محمد کہ اس میں کوئی اصلیت نہیں ہے"

البرص

(أنس بن مالك) كان بوجهه برص وذكر قوم أن عليا رضي الله عنه سأله عن قول رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم وال من والاه وعاد من عاداه فقال كبرت سني ونسيت فقال علي إن كنت كاذبا فضربك الله ببيضاء لا تواريها العمامة

<u>قال أبو محمد ليس لهذا أصل</u>

اور اسی کتاب کا دوسرا نسخہ طبع ۷۱۰ھ Manuscript : Birtish Library Cat Ref. OR : 1491 Dated Last day ofShaban 710 AH (1310 CE)

... عبيدة السلماني كان اصم اعور. البرص. انس بن مالك كان بوجهه برص
وذكر قوم ان عليا سأله عن قول رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم وال من والاه
وعاد من عاداه فقال كبرت سني ونسيت فقال له علي ان كنت كاذبا
فضربك الله ببيضاء لا تواريها العمامة ... وكان يقول ...

"قال ابو محمد کہ اس میں کوئی اصلیت نہیں" نہیں ہے۔

چنانچہ اسی کی حمایت میں ابن ابی الحدید معتزلی اپنی کتاب شرح نہج البلاغہ جلد ۱۹ ص ۲۱۷ طبع احیاء الکتب العربیہ ۱۳۷۸ھ میں پورا واقعہ تحریر کیا۔

(الشرح) المشهور ان عليا عليه السلام ناشد الناس الله في الرحبة بالكوفة فقال أنشدكم الله رجلا سمع رسول الله صلى الله عليه وآله يقول لي وهو منصرف من حجة الوداع من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه فقام رجال فشهدوا بذلك فقال عليه السلام لأنس بن مالك لقد حضرتها فما بالك فقال يا أمير المؤمنين كبرت سني وصار ما أنساه أكثر مما أذكره فقال له إن كنت كاذبا فضربك الله بها بيضاء لا تواريها العمامة فما مات حتى أصابه البرص فأما ما ذكره الرضي من أنه بعث أنسا إلى طلحة والزبير فغير معروف ولو كان قد بعثه ليذكرهما بكلام يختص بهما من رسول الله صلى الله عليه وآله لما أمكنه أن يرجع فيقول لهما إني أنسيته لأنه ما خرج من عنده إلا وقد أقر بمعرفته وذكره فكيف يرجع بعد ساعة أو يوم فيقول إني أنسيته فينكر بعد الإقرار به هذا ما لا يقع وقد ذكر ابن قتيبة حديث البرص والدعوة التي دعا بها أمير المؤمنين عليه السلام على أنس بن مالك في كتاب المعارف في باب البرص من أعيان الرجال وابن قتيبة غير متهم في حق علي عليه السلام على المشهور من انحرافه عنه.

محمد ابن قتیبہ ی

تعریف کے لئے عصر حاضر کے دو مشہور کے حوالے کافی ہے۔ ابن قتیبہ کے بارے میں علامہ شبلی نعمانی اپنی کتاب الفاروق میں ص ۳۰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ "یہ نہایت نامور اور مستند مصنف تھا محدثین بھی اس کے اعتماد اور اعتبار کے قائل ہیں" اور علامہ مودودی اپنی کتاب "خلافت وملوکیت" میں ص ۳۰۹ پر تحریر فرماتے ہیں "ابن کثیر اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ ثقہ اور صاحب فضل وشرف تھا" ابن حجر کہتے ہیں وہ نہایت سچا آدمی تھا" ابن حزم کہتے ہیں "اپنے دین اور علم میں بھروسے کے قابل تھا"۔

انس ابن مالک کی تعریف کے لئے امام اعظم ابوحنیفہ کا فرمانا ہی کافی ہے الاعلام الاخیار کفوی میں اور میزان شعرانی (اردو) المعروف بہ مواہب رحمانی تالیف علامہ شیخ عبدالوہاب الشعرانی ترجمہ مولانا محمد حیات طبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی جلد اول ص ۱۷۵ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ابو مطیع بلخی نے امام اعظم ابوحنیفہ سے پوچھا "اگر کسی امر میں آپ کی رائے ایک ہو اور ابوبکر کی کچھ اور ہو تو کیا آپ کی رائے کو چھوڑ کر ابوبکر کی رائے اختیار کریں گے؟" تو ابوحنیفہ نے کہا "ضرور" "علیٰ ہذا القیاس عمر، عثمان اور حضرت علیؑ کے بالمقابل میں اپنی رائے ترک کردوں گا"۔ پھر امام اعظم ابوحنیفہ نے فرمایا" سوائے انس بن مالک، اور ابوہریرہ اور سمرہ بن جندب کے تمام صحابہ کے بالمقابل میں اپنی رائے کو ترک کردوں گا"۔

چند روایتیں جو انس ابن مالک کے بارے میں ہیں وہ قابل دید ہیں۔

۱۔ کتاب الاوایل ابوہلال عسکری میں ہے کہ: انس بن مالک کو حجاج نے سابور کا حاکم مقرر کیا تھا جو زمین فارس میں ہے دو سال وہ وہاں رہے مگر نماز ہمیشہ قصر کرتے تھے اور روزہ ماہ رمضان کا نہیں رکھتے تھے اور کہا کرتے تھے "دیکھئے کب ہم یہاں سے معزول ہوتے ہیں"۔

۲۔ وکیع نے ابو خالوت عبد السلام سے بتایا کہ میں نے انس کے سر پر ریشمی پگڑی دیکھی۔

۳۔ عفان بن مسلم نے خبر دی کہ ہم نے انس کے ہاتھ انگوٹھی دیکھی جس میں بھیڑیے یا لومڑی کی تصویر کندہ تھی۔

۴۔ بکار بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ صحابہ میں انس بن مالک مال و زر کے بارے سب سے زیادہ حریص تھے۔

۵۔ حماد بن سلمہ سے کہ انس بن مالک نے ایک حدیث رسول اللہؐ کی بیان کی تو ایک شخص نے پوچھا "کیا آپ نے یہ حدیث رسول اللہ سے سُنی؟"۔ اس پر انس انتہائی غصہ سے کہنے لگے "اللہ کی قسم! ہم نے ہر حدیث رسول اللہ سے نہیں سُنی۔ لیکن ہم آپس میں کسی مسلمان کو جھوٹا نہیں سمجھتے"۔ اس کا مطلب تھا میں نے حدیث نہیں سُنی مگر مجھے جھوٹا مت سمجھو۔

۶۔ محمد ابن عبد اللہ انصاری سے ہے کہ "میں نے انس ابن مالک کو دیکھا جسم پر ریشمی منقش چادر تھی سر پر ریشمی پگڑی تھی اور ریشمی ہی جبہ تھا۔ جب لوگوں نے ان کی یہ حالت دیکھی تو پوچھا یہ کیا؟ تم تو ہم کو ریشم سے منع کرتے ہو اور خود پہنتے ہو اور یہ بھی کہتے ہو کہ فرمایا رسول اللہؐ نے جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں محروم (اس سلسلے میں متعدد روایتیں بخاری اور مسلم میں موجود ہیں)۔ تو انس نے کہا ہمارے امراء ہمیں یہ لباس دیتے ہیں اور ہم چاہتے کہ وہ یہ لباس ہمارے جسم پر دیکھیں۔

مذکورہ روایتیں کتاب طبقات ابن سعد جلد ہفتم ۳۸ تا ۴۶ طبع نفیس اکیڈیمی کراچی۔ جس کے مصنف کے بارے میں ہے کہ ابو عبد اللہ محمد بن سعد البصری المتوفی ۲۳۰ھ کی شہرہ آفاق کتاب طبقات الکبیر یا الطبقات الکبریٰ کے نام سے موسوم ہے۔ اس کتاب کا مصنف دور ہارون الرشید اور مامون الرشید کا عالم ہے۔ یہ کتاب ۲۰۷ھ اور ۲۲۷ھ کے درمیان بیس سال کے عرصہ میں لکھی گئیں۔ مصنف کے دور حیات ہی میں اہل ذوق نے اس کی نقلیں حاصل کر لی تھیں۔ علامہ شبلی نعمانی اس کے متعلق لکھتے ہیں: "نہایت ثقہ اور معتمد مورخ ہے"۔ الفاروق ص ۷۔ سیرۃ النبی جلد اول ص ۱۸۔ ابن خلکان وفیات الاعیان میں لکھتے ہیں یہ ثقہ اور صدوق تھا۔ حصہ چہارم ص ۹۶۔ ابن سعد، بخاری اور مسلم سے قبل کے ہیں۔

۷۔ الزہری کہتے ہیں کہ میں انس بن مالک کے پاس حاضر ہوا تو وہ رو رہے تھے میں نے کہا کیوں رو رہے ہو جواب دیا میں رسول اللہ کے زمانے کی اب کوئی بات بجز نماز کے نہیں دیکھتا تھا مگر اب تم لوگ اس میں بھی جو چاہا تبدیل کر لی۔

۸۔ ابن عوف محمد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جب انس ابن مالک کوئی حدیث رسولؐ بیان کرتے تو بعد کو یہ کہتے تھے یا جیسا رسول اللہؐ نے کہا ہو۔ اس کا مطلب یہ حدیث من و عن نہیں بیان کرتے تھے۔

۹۔ علی بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن حجاج کے ساتھ محل میں تھا اتنے میں انس بن مالک آ گئے حجاج نے کہا "یہی وہ خبیث فتنہ پرور ہے جو کبھی علی کے ساتھ ہوتا ہے اور کبھی ابن زبیر کے ساتھ مل جاتا ہے اور کبھی ابن الاشعث کا ہمنوا بن جاتا ہے۔ قسم خدا کی میں اس کو اکھاڑ پھینکوں گا جس طرح "گوند" اکھاڑا جاتا ہے "کلّے" کی طرح اس کو سیدھا کروں گا۔ علی بن یزید نے بیان کیا یہ سن کر انس نے کہا کیا میں یا امیر؟ حجاج نے کہا ہاں میری مراد تجھ ہی سے ہے۔ اللہ تیری سماعت کھو دے۔ چنانچہ انس وہاں سے چلے گئے۔ حسب بالا روایتیں ۷ تا ۹، البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ۹ ص ۱۹۴ طبع نفیس اکیڈیمی کراچی سے نقل کی گئی ہیں۔

بسمہ سبحانہ

بنی ہاشم

عن انس بن مالک ان رسول اللّٰہ ﷺ نحن بنو عبد المطلب سادة اهل الجنة انا، و حمزة، و علی ، و جعفر، والحسن ، والحسین ، والمهدی۔ انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ہم اولادِ عبدالمطلب اہل جنت کے سردار ہیں، اور اُن سرداران جنت میں، حمزہ، علی، جعفر، حسن، حسین ہیں اور مہدی۔ (روایت کی ہے ابن ماجہ اور دیلمی) مستدرک حاکم ج ۳ ص ۲۱۱؛ العمدة ابن البطریق ص ۲۷۰

عن ابن عباس قال قال رسول اللّٰہ ﷺ یا بنی عبدالمطلب انی سالت اللّٰہ ان یثبت قائمکم ان یهدی ضآلکم ، وان یعلم جاهلکم وان یجعلکم رحمآء یمنآءابن عباسؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اے عبدالمطلب کی اولاد میں نے اللہ پاک سے اس بات کا سوال کا ہے کہ وہ تمہارے قیام کرنے والوں کو ثابت رکھے، تمہارے گمراہوں کو ہدایت فرمائے، تمہارے جاہلوں کو علم، اور تم کو رحم دل اور صاحب شرافت ونجابت بنائیں۔ کنز العمال ج ۱۲ ص ۴۲ سلسلہ ۳۳۹۱۰، مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۴۹، مجمع الزوائد ج ص ۱۷۱۔
ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کو یہ خبر ملی کہ لوگ آنحضرت ﷺ کے اہل کی نسبت کچھ کہتے ہیں۔ پس حضور ﷺ منبر پر تشریف لے گئے اور لوگوں سے سوال کیا کہ میں کون ہوں تو لوگوں نے جواب دیا آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا انا محمد بن عبد اللّٰہ ابن عبد المطلب ان اللّٰہ خلق الخلق فجعلنی فی خیر خلوه ثم جعلهم فرقتین، فجعلنی فی خیر فرقته، و خلق القبائل فجعلنی خیر قبیلته و جعلهم بیوتا فجعلنی فی خیر بیوتا میں عبداللہ کا بیٹا محمد ﷺ ہوں اور عبداللہ عبدالمطلب کے فرزند ہیں اور آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ پاک نے مخلوقات کو پیدا کیا اور مجھ کو اپنی بہترین خلقت میں]پیدا کیا اور پھر اللہ نے بنی نوع انسان کے لئے گروہ بنائے اور مجھکو بہترین گروہ سے بنایا پھر ہر فرقہ سے قبائل بنائے اور مجھ کو اُن تمام قبائل میں سے بہترین قبیلہ بہترین قبیلہ بنایا۔ پھر اُن کے خاندان بنائے اور مجھ کو اُن میں سے بہترین خاندان میں پیدا کیا۔ مسند امام احمد ج ۱ ص ۲۱۰؛ تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۲۹، درمنثور ج ۳ ص ۲۹۵؛ البدایة والنهایة ج ۲ ص ۳۱۵۔

قال رسول اللّٰہ ﷺ ان اللّٰہ اصطفی بنی کنانه من بنی اسماعیل واصطفی من قریش بنی هاشم فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بتحقیق منتخب کیا اللہ نے بنی کنانہ کو بنی اسمٰعیل سے اور منتخب کیا بنی کنانہ سے قریش کو پھر برگزیدہ کیا قریش میں سے بنی ہاشم کو۔ مسلم کتاب الفضائل ج ۷ ص ۵۸؛ ترمذی ج ۵ ص ۲۴۳؛ مسند احمد جلد ۱ ص ۱۰۷؛ المجموع ج ۱۶ ص ۱۸۲

عن عائشة قال رسول اللّٰہ ﷺ قال جبریل قلبت الارض مشارقها و مغاربها فلم أجد بیت بنی اب افضل من بنی هاشم حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جبرئیل نے فرمایا کہ میں نے مشرق سے مغرب تک زمین کو اُلٹ پلٹ کر خوب دیکھا ہے لیکن بنی ہاشم سے زیادہ افضل کسی خاندان کو نہیں پایا۔ الجموع محی الدین النووی ج ۱۶ ص ۱۸۸؛ السیرة النبوة ابن کثیر ج ۱ ص ۱۹۴؛ جامع الصغیر سیوطی ج ۲ ص ۲۴۷؛ کنز العمال ج ۱۱ ص ۴۰۹ سلسلہ ۳۱۹۱۳۔ تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۷۹

یا معشر بنی هاشم لوأنی اخذت بحلقة باب الجنة ما بدأت إلا بکم فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہا اے بنی ہاشم! جب میں جنت کے دروازہ کی کنڈلی پکڑوں تو میں ہرگز تم سے قبل کسی کو اس میں داخل نہ ہونے دوں گا۔ تاریخ بغداد خطیب جلد ۹ ص ۴۴۵ سلسلہ ۵۰۵۸؛

کنزالعمال ج ۱۲ ص ۴۱ سلسلہ ۳۳۹۰۵؛ سھل الھدیٰ والرشاد ج۱۱ ص ۴ ، ذخائر العقبیٰ ص ۱۴؛ ینابیع المودۃ ج۲ ص ۱۰۸۔

عن زید بن اسلم عن ابیہ قال عمر ابن خطاب عن نبی ﷺ قال عیادہ بنی ہاشم فریضۃ وزیارتھم سنۃ۔ زید ابن اسلم نے اپنے باپ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ عیادت بنی ہاشم کی فرض ہے اور اُن کی زیارت سنت ہے۔ الکامل ابن عدی جلد ص ۱۵۵۔

عن طلحہ بن مصرف قال کان یقال بغض بنی ھاشم نفاق طلحہ بن مصرف سے روایت ہے عہد صحابہ میں یہ کہا جاتا تھا کہ بنی ہاشم سے عداوت نفاق کی علامت ہے سھل الھدیٰ والرشاد الصالح الشامی ج۱۱ ص ۵؛ ینابیع المودۃ ج ۲ ص ۱۱۵

ابن عباس سے روایت ہے کہ جب حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب کے ایک صاحبزادے مرگئے تو آنحضرت ﷺ نے دیکھا کہ وہ رو رہی ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ آپ کیوں روتی ہو حالانکہ جس کسی کا بیٹا اسلام میں مرجائے تو اُس کو جنت میں گھر ملے گا۔ اس سے حضرت صفیہ کو تسکین ہوئی۔ جب آپ باہر نکلیں تو راستے میں عمر ابن خطاب ملے اور کہنے لگے کہ: آنحضرت ﷺ کی قرابت سے آپ کو کوئی نفع نہیں ملے گا۔ یہ سُن کر حضرت صفیہ پھر رونے لگیں۔ جب آنحضرت ﷺ نے ان کا رونا سُنا تو آپؐ نے فرمایا: میں نے وہی کہا جو مجھے حق کہنے کا تھا کہ جو اسلام میں مرجائے گا اُس کا جنت میں گھر ہے۔ حضرت صفیہ نے کہا میں بیٹے کے مرنے پر نہیں بلکہ عمر ابن خطاب کے یہ کہنے پر کہ آنحضرت ﷺ کی قرابت سے کسی کو فائدہ نہیں پہنچے گا۔ یہ سُن کر آنحضرت ﷺ غضبناک ہوئے اور بلال سے فرمایا اے بلال لوگوں کو نماز کے لئے پکارو۔ جب بلال نے لوگوں کو نماز کے لئے پکارا۔ آنحضرت ﷺ منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ کیا حال ہے (زعم یعنی گھمنڈ ہے) اُن لوگوں کا جو یہ خیال کرتے ہیں میری قرابت قیامت کے دن نفع نہیں دیگی لا تنفع ان کل سبب و نسب ینقطع یوم القیامۃ إلاسببی و نسبی بتحقیق ہر ایک نسب قیامت کے دن میرے نسب اور سبب کے سوا منقطع ہوجائے گا۔ مجمع الزوائد الھثمی ج۸ ص ۲۱۶۔

بنی اُمیہ

عن ابی ذر عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم انہ قال اذا بلغت بنو امیۃ اربعین رجلا انتخذا عباد اللہ خولا و مال اللہ دخلا و کتاب اللہ وغلا۔ فرمایا آنحضرت ﷺ نے کہ جب بنی اُمیہ کی تعداد چالیس مرد تک پہنچ جائی گی تو وہ بندگان خدا کو اپنے بندے بنالیں گے، مال خدا کو اپنی آمدنی اور کتاب خدا کو فریب کا ذریعہ بنالیں گے۔ مستدرک حاکم ج ۴ ص ۴۷۹؛ کنزالعمال ج۱۱ ص ۱۶۵؛ ابن عساکر ج۵۷ ص ۲۵۳؛ نذرالشامین طبرانی ج۲ ص ۳۳۸۔

قال رسول اللہ صلی اللہ و الہ وسلم ویل لبنی امیتہ ، ویل لبنی امیتہ؛ ویل لبنی امیتہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: بدبختی ہے بنی اُمیہ کے لئے ، بدبختی ہے بنی اُمیہ کے لئے ، بدبختی ہے بنی اُمیہ کے لئے ۔ اسدلغابۃ ج ۲ ص ۴۶ اور ص ۳۴۳؛ اصابۃ ج ۲ ص ۱۰۴؛ کنزالعمال ج۱۱ ص ۱۶۵ سلسلہ ۳۱۰۵۹۔

ابن مردویہ نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ سورہ محمد کی ایک آیت ہمارے بارے میں ہے اور ایک آیت ان الذین کفروا و صدوا عن سبیل اللہ ثم ماتوا وھم کفار فلن یغفر اللہ لھم۔ بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کے رستے سے روکا پھر کافر (کفر ہی کی حالت) میں مرگئے تو اللہ ہرگز نہ بخشے گا یہ بنی امیہ کے بارے میں ہے۔ شواہد التنزیل الحسکانی ج ۲ ص ۲۴۰؛ درمنثور ج۶ ص ۴۶۔

آنحضرت ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ بنی اُمیہ آپؐ کے منبر پر بندروں کی طرح اچھل کود رہے ہیں پس یہ بات آپؐ کو شاق گذری تب اللہ تعالی نے سورہ انا انزلنا نازل فرمایا۔ راوی بیان کرتا ہے ہم نے سلطنت بنی اُمیہ کا حساب لگایا تو انکی سلطنت کی مدت پورے ایک ہزار مہینے نکلتی ہے۔ مستدرک حاکم

ج ۳ ص ۱۷۱ اور ۱۷۵؛ ابن عساکر ج ۵۷ ص ۳۴۰؛ معجم کبیر طبرانی ج ۳ ص ۹۰ سلسلہ ۲۷۵۴؛ تفسیر قرطبی ج ۱۱ ص ۱۴۶۔

قال رسول اللّٰہ ﷺ وشر قبائل العرب بنو امیة بنو حنیفة و ثقیف فرمایا رسول اللہ ﷺ نے عرب کے بدترین قبائل بنو امیہ، بنو حنیفہ اور ثقیف ہیں۔ مجمع الزوائد الھیثمی ج ۱۰ ص ۷۱؛ مسند ابو یعلی ج ۱۲ ص ۱۹۸؛ کنز العمال ج ۱۴ ص ۱۹۹ سلسلہ ۳۸۳۷۴۔

اخرج نعیم بن حماد فی الفتن عن بجالة قال قلت لعمران بن حصین حدثنی من البغض الناس الٰی رسول اللّٰہ ﷺ قال تکتم علٰی حتی اموت قلت نعم قال بنو امیة وثقیف و بنو حنیفة نعیم بن حماد نے کتاب الفتن میں بجالۃ سے روایت کی ہے کہ میں نے عمران بن حصین سے پوچھا مجھے بتلا دیجئے کہ آنحضرت ﷺ کے نزدیک تمام لوگوں میں سب سے زیادہ مبغوض یا دشمن رسول کون تھا۔ عمران بن حصین نے کہا جب تک میں مرجاؤں تم وعدہ کرو اُس وقت تک تم اس بات کو چھپاؤ گے۔ میں نے جب ہاں کہا تو تب عمران بن حصین نے کہا بنی امیہ، ثقیف اور بنی حنیفہ۔ کتاب الفتن ص ۷۴ نعیم بن حماد متوفی ۲۲۹ھ دار الفکر بیروت؛ المعجم الکبیر طبرانی ج ۱۸ ص ۱۶۹؛ کنز العمال ج ۱۱ ص ۲۷۴ سلسلہ ۳۱۵۰۰۔

وعن عمران بن حصین قال مات النبی ﷺ و ھو یکرہ ثلٰثة احیاء، ثقیفا، بن حنیفة، و بنی اُمیة رواہ الترمذی۔ ترمذی نے عمران بن حصین سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ وقت وفات تک اپنی ناخوشی کا اظہار فرماتے رہے تھے ثقیف، بنی حنیفہ اور بنی اُمیہ سے۔ جامع ترمذی (عربی جلد ۵ ص ۳۸۶) (اردو) ج ۲ ص ۷۴۹ باب فی ثقیف؛ معجم الاوسط طبرانی ج ۲ ص ۲۳۶۔

قال سمعت عبداللّٰہ ابن مسعود قال إن لکل شئی آفة تفسدہ و آفة ھذہ الادین بنو أمیة عبداللہ ابن مسعود نے فرمایا کہ ہر دین کے لئے ایک آفت ہے اور اس دین کے لئے بنی امیہ آفت ہیں۔ کتاب الفتن ص ۷۲؛ کنز العمال ج ۱۴ ص ۸۷ سلسلہ ۳۸۰۱۳

الا ان خوف الفتن عندی فتنته بنی امیة انھا فتنته عمیاء مظلمة: تمام فتنوں میں میرے نزدیک سب سے زیادہ خوفناک بنی امیہ کا فتنہ ہے اور فتنہ تاریک ہے گھٹا ٹوپ ہے۔ کتاب الفتن ص ۱۱۱، کنز العمال ج ۱۱ ص ۳۶۵ سلسلہ ۳۱۷۵۹؛ شرح نہج البلاغہ ج ۷ ص ۴۴۔

قال رسول اللّٰہ ﷺ أن أھل بیتی سیلقون من بعدی من امتی قتلا وتشریدا وان اشد قومنا بغضا بنو امیة و بنو المغیرة وبنو مخزومہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میرے اہل بیت میرے بعد میری اُمت کے ہاتھوں قتل کئے جائیں گے۔ اور در بدر پھرائے جائیں گے۔ ہماری قوم میں ہمارے سب سے دشمن ترین بنی اُمیہ، بنی مغیرہ اور بنی مخزوم ہیں۔ (بنی مغیرہ اور بنی مغزوم یہ دونوں قومیں وہ ہیں جو بنی اُمیہ کی مدد کی اور قوت دی) کتاب الفتن ص ۷۳؛ مستدرک حاکم ج ۴ ص ۴۸۷؛ کنز العمال ج ۱۱ ص ۱۶۹ سلسلہ ۳۱۰۷۴۔

و اخرج الحاکم وصححه علی شرط الشیخین عن ابی برزة ان ابغض الاحیاء اوالناس الی رسول اللّٰہ بنو امیـــة ورحاکم نے ابو برزہ سے روایت کی ہے اور شیخین (یعنی بخاری اور مسلم) نے اصول حدیث کے مطابق تصیح بھی کی ہے کہ۔ فرمایا کہ تمام لوگوں میں رسول اللہ ﷺ کے سب سے بڑے دشمن بنی امیہ ہیں۔ مستدرک حاکم ج ۴ ص ۴۸۱؛ مسند ابی یعلی ج ۱۳ ص ۴۱۷؛ مجمع الزوائد الھیثمی ج ۱۰ ص ۷۱۔

عن المسور بن مخزمة قال عمر ابن الخطاب لعبد الرحمن بن عوف الم یکن فیما نقرء قاتلوا فی اللّٰہ آخر مرة کما قاتلتم اول مرة قال متی ذاک قال اذا کانت بنو امیة الامراء و بنو مخزوم الوزراء المسور بن مخرمۃ سے روایت ہے کہ عمر ابن خطاب نے عبدالرحمٰن ابن عوف سے پوچھا کیا ہم قرآن میں یہ آیت قاتلوا فی اللّٰہ آخر مرة کما قاتلتم اول مرة نہیں پڑھتے ہیں (یعنی راہ خدا میں دوبارہ لڑو جیسا کہ تم پہلی بار لڑ چکے ہو) عبدالرحمٰن ابن عوف نے جواب دیا کہ یہ جب ہوگا جب بنی اُمیہ امیر مملکت

ہوجائیں گے اور بنی مخزوم اُن کے وزیر (ایک دوسرے کے مددگار) ہوجائیں گے۔ تاریخ بغداد خطیب ج ۱۴ ص ۴۰۸؛ ابن عساکر ج ۷ ص ۲۶۵؛ معرفۃ الثقات ج ۲ ص ۴۱۵؛ کنز العمال ج ۱۱ ص ۱۷۲ سلسلہ ۳۴۱۹۲۔

عن النبی ﷺ قال لا یزال امر امتی قائما بالقسط حتی یکون اول من یثلمه رجل من بنی امیة یقال له یزید۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میری اُمت کے معاملات عدل وایمان پر قائم رہیں گے یہاں تک کہ ایک شخص اُس عدل کو مٹا دیگا اور وہ بنو اُمیہ سے ہوگا اور وہ یزید ہے۔ مجمع الزوائد الھیثمی ج ۵ ص ۲۴۱؛ کنز العمال ج ۱۱ ص ۱۶۸ سلسلہ ۳۱۰۷۰؛ مسند ابی یعلی ج ۲ ص ۱۷۶۔

عن رسول اللّٰہ ﷺ انه قال اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیة یقال له یزید فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ سب سے پہلا آدمی جو میری سنت کو اُلٹ پلٹ کر دیگا وہ بنی امیہ کا ایک شخص ہوگا یعنی یزید۔ فیض القدیر شرح جامع صغیر المناوی ج ۳ ص ۱۲۲؛ الکامل ابن عدی ج ۳ ص ۱۶۴؛ سیر اعلام النبلاء ج ۱ ص ۳۳۰؛ ابن عساکر ج ۶۵ ص ۲۵۰۔

قال ابن عبد البر فی الاستیعاب طائفته تری انه کهفا للمنافقین منذ اسلم و کان فی الجاهلیته ینسب إلی الزندیقة:

ابوسفیان کے بارے میں ابن عبدالبر متوفی ۴۶۳ ھ نے الاستیعاب فی معرفة الاصحاب ج ۴ ص ۱۶۷۸ طبع دار الجبل بیروت میں ہے وہ اسلام لانے کے بعد بھی منافقوں کی جائے پناہ بنا رہا اور زمانۂ جاہلیت میں تو یہ زندیق تھا ہی۔

اس استیعاب میں عبدالبر لکھتے ہیں کہ ابن زبیر سے روایت ہے کہ میں ابوسفیان کو جنگ یرموک میں دیکھا کہ جب رومیوں کا غلبہ ہوتا تھا تب یہ ابوسفیان کہتا تھا: واہ بنی اصفر تمہارا کیا کہنا اور جب مسلمان اُنہیں پیچھے ہٹا دیتے تھے تو کہتا فرمانروایان روم تو اصل میں عیسائی ہی ہیں۔ افسوس اب ان کی یاد باقی نہیں رہ جائیگی۔ جب ابن زبیر نے مسلمانوں کی فتح کے بعد اس بات کا تذکرہ اپنے باپ زبیر سے کیا تو زبیر نے کہا اللہ اُسے ہلاک کرے وہ بجز نفاق کے ہر چیز سے انکار کرتا ہے۔ استیعاب فی معرفة الاصحاب ج ۴ ص ۱۶۷۹ طبع دار الجیل بیروت۔ اسد الغابہ ج ۵ ص ۲۱۶ حالات ابوسفیان۔

اور جب بعد رسول اکرم ﷺ وآلہ ثقیفہ کی کاروائی کے بعد ابوبکر خلیفہ بن گئے تو یہ ابوسفیان حضرت علیؑ کے پاس آیا اور کہا: **أغلبكم على هذا الأ مر أقل بيت في قريش أما والله لأ ملأ نه خيلا و رجالا إن شئت:** ایک ذلیل طبقے کی شخص کو بنا دیا گیا واللہ آپ حکم دیں تو مدینے کی گلیوں کو آدمیوں اور فوج سے بھر دوں گا۔ حضرت علیؑ فرمایا دور ہوا ودشمن اسلام! تجھ کو سلام سے کب محبت رہی۔ ستیعاب فی معرفة الاصحاب ج ۴ ص ۱۶۷۹ طبع دار الجیل بیروت۔

استیعاب فی معرفة الاصحاب ج ۴ ص ۱۶۷۹ طبع دار الجیل بیروت میں ہے کہ یہ ابوسفیان خلافت عثمان میں آیا اور عثمان سے کہنے لگا **بعد تيم و عدي فأدرها كالكرة واجعل أتاها بني أمية هو الملك ولا أدري ما جنة ولا نار:** حکومت تمہارے پاس بنی تیم (یعنی ابوبکر) بنی عدی (یعنی عمر ابن خطاب) کے بعد آئی ہے پس اس کو گیند کی طرح لڑھکاؤ اور بنی اُمیہ اس کی میخیں قرار دو۔ یہ تو فقط بادشاہی ہی ہے، میں نہیں جانتا کہ جنت کیا ہے اور دوزخ کیا ہے۔

استیعاب فی معرفة الاصحاب ج ۴ ص ۱۶۷۹ طبع دار الجیل بیروت۔ عبدالبر لکھتے ہیں اسی طرح کی اور باتیں ہیں جن کا ذکر محدثین نے کیا ہے میں اُنہیں چھوڑے دیتا ہوں۔ بعض خبریں تو ابوسفیان کے متعلق ایسی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے اس کا اسلام ہی سالم نہیں تھا۔

ہندہ معاویہ کی ماں کے بارے میں ہے کہ میدان احد میں جب جنگ ختم ہوگئی تو ہندہ اور اس کے ساتھ جو عورتیں تھیں انہوں اصحاب رسولؐ کے شہدا کے

جسموں ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ان کے کانوں اور ناکوں کو الگ الگ کیا اور انھیں گوندھ کر ہار بنائے اور اُن ہاروں کو اپنے گلوں میں ڈالا اور پہنا، اور وبقرت هـنـده بطن سيدنا حمزة واخرجت كبده فلا كتها فلم تستطع ان تسبغها فلفظتها ہندہ نے حضرت حمزہؓ کے پیٹ کو چاک کیا اوران کا جگر نکالا اوردانتوں سے چبانا شروع کیا لیکن اس کو نگلنے پر قادر نہ ہوسکی۔مسند امام احمد ج ۱ ص ۴۶۳؛ فتح الباری ج ۷ ص ۲۷۲؛ طبقات ابن سعد حالات حضرت حمزہؓ ج ۳ ص ۱۲، مجمع الزوائد ج ۶ ص ۱۱۰۔

اورحسان بن ثابت صحابی اور شاعر رسولؐ نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اور صحابہ کے سامنے اُسکی ہجو میں اور اسکے شوہر ابوسفیان کی ہجو اشعار کہے۔ اس کے چند اشعار یہ ہیں۔

أشرت لكاع و كان عادتها::لؤما إذا أشرت مع الكفر

لعن الا له و زوجها معها::هند الهنود عظيمة البظر

أخرجت مرقصة إلى أحد::فى القوم مقتبة على بكر

ونسيت فاحشة أتيت بها::يا هند ويحک سبة الدهر

فرجعت صاغره بلا ترة::منا ظفت بها ولا نصر

زعم الولا ئد أنها ولدت::ولدا صغيرا كان من عهر

اُس زنا کارہ نے نعرہ کیا اور کمینہ پن کی اس کی عادت ہی تھی جبکہ باوجود کفر کے نعروں کے اللہ نے اس پر اور اس کے شوہر پر لعنت کی ہے،اس بدذات ہندہ پر جس کی شرمگاہ دراز تھی تو حملہ کرتی تھی اور جھپٹتی تھی۔اے ہندہ! پھٹکار ہو تجھ پر کیا تو اپنی اس حرکت بھول گئی جو تجھ سے صادر ہوا جو ہمیشہ کے لئے تیرے لئے سب شتم کا باعث ہے۔بچہ جنانے والی عورتوں کا گمان ہے کہ ہندہ ایک بچہ جنی جو زنا سے پیدا ہوا۔(عربی) تاریخ طبری جلد ۲ ص ۲۰۵ حلات غزوہ احد (اردو ترجمہ سے یہ نکالدیا گیا ہے) سیرہ ابن ہشام (اردو) ج ۲ ص ۷۷ میں صرف پہلا شعر لکھا اور لکتا ہے کہ:ابن ہشام نے کہا کہ یہ ان اشعار میں سے ہے جنھیں میں نے یہاں اس لئے بیان نہیں کیا کی ان میں بڑی سخت باتیں کی گئی ہیں،اس قسم کے اشعار حسان نے اور بہت کئے ہیں جن کا قافیہ دال اور ذال ہے۔

وكان معاوية يعزي إلي أربعة، إلي مسافر بن أبي عمرو، وإلي عمارة بن الوليد، ، و إلي العباس بن عبدالمطلب، إلي الصباح۔

معاویہ !چار شخصوں کی طرف منسوب تھا۔مسافر ابن ابی عمر؛ عمارہ ابن الولید ابن مغیرہ، عباس ابن عبدالمطلب ، اورصباح۔ربیع الابرار زمخشری متوفی ۵۳۸ھ جلد ۴ ص ۲۵۲ طبع موسسۃ الاعلمی بیروت۔

بسمہ سبحانہ

راویان حدیث پر ایک نظر قسط چہارم

ایمان حضرت ابو طالبؑ

(۱) اسحٰق بن ابراہیم نے عبدالرزاق سے، معمر، زہری، سعید بن المسیب نے اپنے باپ مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا جب ابوطالبؑ کا وقت وفات آیا تو رسول اللہ ﷺ و آلہٖ ان کے پاس تشریف لائے اور وہاں ابوجہل اور عبداللہ ابن ابی امیہ کو بیٹھے دیکھا۔ رسول اکرم نے فرمایا اے چچا اتم کہو کلمہ لا الہ الا اللہ میں اللہ کے پاس اس کا گواہ رہوں گا تمہارے لئے۔ ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بولے اے ابوطالب، عبدالمطلب کا دین چھوڑتے ہو؟ اور رسول اللہ برابر یہی بات ان سے کہتے رہے اور وہ ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ روکتے رہے۔ یہاں تک ابوطالبؑ نے کہا کہ " میں عبدالمطلب کے دین پر ہوں "۔ اور انکار کیا لا الہ الا اللہ کہنے سے تو رسول اللہ نے کہا قسم خدا کی میں تمہارے لئے دعا کروں گا (بخشش کی) جب تک منع کرنے کا حکم نہ آئے۔ اُس وقت یہ آیت اتری ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی من بعد ما تبین لھم انھم اصحاب الجحیم سورہ برات آیت ۱۱۳۔ ترجمہ خلاصہ نبی کو مشرکین کے لئے استغفار کرنے کا حق نہیں ہے خواہ وہ کتنے ہی عزیز قریب کیوں نہ ہو اس لئے کہ وہ جہنمی ہیں۔ پھر جب رسول اللہ مغموم ہوئے تو ابوطالب کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء وھو اعلم بالمھتدین۔ سورہ قصص آیت ۵۶۔ ترجمہ نبی اپنے پاس سے کسی کو ہدایت نہیں کر سکتا ہے۔ یہ تو صرف اللہ کا کام ہے وہی بہتر جانتا ہے۔ صحیح مسلم جلد اول باب الدلیل علیٰ صحۃ اسلام من حضرہ الموت۔ ص ۱۰۸ طبع نعمانی کتب خانہ لاہور۔

(۲) اسی روایت کو شعیب، زہری اور پھر سعید بن المسیب سے بیان کیا گیا ہے۔

(۳) اسی روایت کو حرملہ بن یحییٰ، عبداللہ ابن وہب، یونس، ابن شہاب، سعید اور پھر مسیب سے نقل کیا گیا ہے۔

قبل اس کے کہ ہم راویوں پر روشنی ڈالیں اور ان کی حقیقت کو بے نقاب کریں یہ بتلانے سے مجبور ہیں کہ جس نے بھی یہ حدیث گھڑی اس کے ذہن ناقص میں سوروں کے ترتیب تنزیل کا علم ہی نہیں تھا۔ اس لئے کہ اس روایت میں جو سب سے پہلے آیت نازل ہوئی وہ سورہ برات کی ہے پھر سورۂ قصص کی آیت۔ سورہ برات متفق علیہ ہے کہ یہ مدنی سورہ ہے چنانچہ اس سورہ کے ذیل میں وہ مشہور ترین واقعہ ہے کہ جس میں آنحضرتؐ نے ابوبکر کو یہ سورہ دیکر روانہ کیا تھا جا کر مکہ میں پڑھنا اور وہ راستے ہی میں تھے کہ جبرئیل امین نازل ہوئے اور کہا کہ یہ کام یا آپ کریں یا وہ جو آپؐ سے ہو۔ یہ واقعہ تمام معتبر تاریخ کی کتابوں میں نقل ہے۔ چنانچہ رسول اکرم نے حضرت علیؑ کو روانہ کیا اور ابوبکر روتے ہوئے واپس آئے۔ کوئی یہ سوال کر سکتا ہے کہ پھر اس سورہ میں غار کا واقعہ ہے جو مکہ مدینہ کے راستے کا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یاد دلا رہا ان مسلمانوں کو جو نصرت نبیؐ سے پیچھے ہٹ رہے تھے کہ ہم نے اپنے نبی کی اس وقت مدد کی تھی جب وہ ایک غار میں تھے۔ تنزیل کے حساب سے سورۂ برات کا نمبر ۱۱۳ ہے اور سورۂ قصص کا نمبر ۴۸ ہے جو مکی ہے۔

پہلی حدیث میں جو نام لئے گئے ہیں انکی ترتیب کے لحاظ سے تجزیہ حسب ذیل ہے۔

اسحٰق بن ابراہیم: دار قطنی نے ضعیف قرار دیا ہے ابن عدی اور قودی نے واضع حدیث اور کاذب قرار دیا ہے حاکم نے غیر قوی اور ضعیف کہا۔ امام نسائی نے غیر ثقہ، امام ابوداؤد نے لاشئی محض، محمد بن عوف طائی نے کاذب قرار دیا ہے یہ وہ ہے جس کی احادیث منکر اور نا قابل عمل ہیں۔ میزان الاعتدال جلد ۱ ص ۱۸۱۔

عبدالرزاق۔یہ عبدالرزاق بن عمر الثقفی ہے جو ضعیف، غیر معتبر، منکر الحدیث اور بقول دار قطنی اور مسہری کے جب زہری کی روایات کی کتاب گم ہو گئی تو اس نے اپنے پاس سے دوسری روایتیں بنانا شروع کر دیا۔ میزان الاعتدال جلد ۲ سلسلہ نمبر ۵۰۴۱،۵۰۸۰۔

معمر ابن راشد: اس کے بارے میں ہے کہ یہ کذاب، مجہول اور منکر روایات تھا۔ ذہبی کا قول ہے کہ اس کے اوہام مشہور ہیں اور ابو حاتم کا قول ہے کہ بصرہ کے اس کے تمام روایات مشکوک ہیں، ثابت نے اسے ضعیف قرار دیا ہے میزان الاعتدال جلد ۴ ص ۱۵۴۔

شعیب: دوسری روایت میں جو لوگ آتے ہیں اس میں قابل ذکر شعیب ہیں۔ اس نام کے تقریباً ۳۰ افراد اس میزان الاعتدال میں موجود ہیں اور کمال کی بات یہ ہے ہر ایک نام کے آگے یہ لکھا ہوا ہے کہ کذاب، ضعیف، راوی منکرات اور مجہول۔ ان ناموں کی فہرست میں ایک نام قابل دید ہے اور وہ یہ ہے شعیب بن طلحہ بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی بکر بن ابی قحافہ جن کے بارے میں دار قطنی نے لکھا ان کے روایات قابل متروک ہیں میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۲۷۵، ۲۷۶۔

تیسری حدیث کے راویان:

حرملہ بن یحییٰ التجیبی: یہ انوکھی حدیثوں کا راوی تھا، ابو حاتم نے اسے قابل استدلال نہیں سمجھا، عبد اللہ بن محمد فرہاذان نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ میزان الاعتدال جلد ۱ ص ۴۷۳۔

یونس: اس نام کے کئی لوگ فہرست میں ہیں اور کمال یہ ہے کہ سب کے سب کاذب، بدبخت اور منکر الحدیث ہیں۔ میزان الاعتدال جلد ۴ ص ۴۷۸۔

ان تینوں روایات میں سلسلہ آکر ختم ہوتا ہے سعید بن المسیب اور ان کے باپ مسیّب پر۔

مسیّب بن حزن اپنے باپ حزن کے ساتھ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے۔ جب حزن مسلمان ہوئے تو رسول اکرم نے ان سے اپنا نام بدلنے کہا تو انہوں نے انکار کیا۔ اور اسوقت مسیّب بہت کم سن تھے۔ سعید بن المسیب یہ حضرت عمر کے مرنے کے ۲ سال بعد پیدا ہوئے تھے یعنی ۲۴ یا ۲۵ ہجری میں اس طرح سے یہ ناممکن ہے کہ انہوں نے یا ان کے باپ نے حضرت ابو طالب کو دیکھا بھی ہوگا۔ مزید یہ کہ جب ان کو کسی وجہ سے سزا دی جاری تھی تو مروان ابن حکم نے اپنی سفارش سے ان کو چھڑالیا تھا اور انھوں نے زندگی بھر کبھی بنی اُمیہ کی برائی میں کچھ نہیں کہا۔ (طبقات ابن سعد جلد ۵ ص ۱۵۳، تذکرۃ الحفاظ جلد ۱ ص ۶۴)۔

اسی سعید بن مسیّب سے روایت ہے کہ ایک روز عمر ابن خطاب اپنے دور خلافت میں اصحاب کے پاس گئے اور فرمایا آج میں نے ایک کام کیا ہے، مجھے اُس کے بارے میں تم لوگ فتویٰ دو، اصحاب نے کہا اے امیر المومنین وہ کیا ہے، فرمایا میرے پاس سے ایک جاریہ (لونڈی) گذری تھی، مجھے وہ اچھی معلوم ہوئی میں نے اُس سے جماع کیا حالانکہ میں روزہ دار تھا، سارے اصحاب نے اس کو سُن کر تعجب کیا۔ (طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۳۸۳)

اب ناظرین خود انصاف کریں کہ خلیفہ وقت، جانشین رسولؐ اور وہ بھی ایسا کہ جس نے رسول اکرم کو وقت وفات گمراہی سے بچنے کا نوشتہ لکھنے سے روک دیا تھا کہ ہم کو آپؐ کی تحریر کی ضرورت نہیں ہم کو قرآن کافی ہے۔ اور خود مسائل دینی میں اجتہاد بھی کرتا تھا وہ کیسے حالت روزہ میں کسی غیر کی کنیز سے زنا کیا ہو اور اس کا حل بھی پوچھ رہا ہو۔

تذکرۃ الحفاظ اور میزان الاعتدال کے مصنف محمد بن احمد بن عثمان شیخ الامام العلامۃ الحافظ شمس الدین ابو عبد اللہ ذہبی ولادت ۶۷۳ھ وفات ۷۴۸ھ۔ ان کے ہم عصر محمد بن شاکر بن احمد متوفی ۷۶۴ھ اپنی کتاب فوات الوفیات جلد ثانی ص ۱۸۳۔ میں لکھتے ہیں یہ حافظ بے بدل اور عالم بے

نظیر۔ انہوں نے علم حدیث اور اس کے رجال میں بدرجہ کمال حاصل کیا۔ احادیث کے اسباب و احوال پر غور کرتے تھے۔ راویوں کے احوال سے واقف تھے۔ تواریخ کے مبہم مقامات کی تشریح اور توضیح کی۔ دیگر علماء اور محققین نے بھی ان کی بہت عمدہ الفاظ کے ساتھ توثیق اور تصدیق کی ہے اور ان کے علم و ثقہ کی تعریف کی ہے۔ جیسے طبقات الشافعیہ، تاج الدین سبکی۔ درر کامنہ ابن حجر عسقلانی، طبقات الحفاظ جلال الدین سیوطی، بستان المحدثین۔ شاہ عبدالعزیز تحفہ اثناعشری۔ وغیرہ وغیرہ۔

سعید بن المسیب کے تعارف میں ایک بات قابل تحریر ہے کہ یہ ابوہریرہ مشہور حدیث ساز ہستی کے واحد داماد تھے۔ حضرت علی اور خاندان حضرت علی سے ان کی دشمنی اور معاویہ کی و بنی اُمیہ کی دوستی اور سرپرستی اظہر من الشمس ہے جس کا تذکرہ اس سلسلے کی پہلی قسط میں ہو چکا۔

سعید ابن میسب سے ایک روایت نظر آتی ہے جس سے ان کے اعتقاد اور معاویہ پروری کا اظہار ہوتا ہے۔

ابن وہب نے مالک سے، بحوالہ زہری بیان کیا ہے کہ میں نے سعید بن المسیب سے رسول اللہ کے اصحاب کے متعلق پوچھا تو سعید بن المسیب نے کہا زہری سنو جو شخص حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی کا محب ہونے کی حالت میں مرے گا اور عشرہ مبشرہ کے جنتی ہونے کی شہادت دے گا اور حضرت معاویہ کو رحمہ اللہ کہے گا اللہ اس پر حساب میں روز قیامت سختی نہیں کرے گا۔ تاریخ ابن کثیر البدایہ والنہایہ جلد ہشتم ص ۹۹۰ طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔

سعید بن المسیب کہتے ہیں "معاویہ کے تمام کام فی اللہ تھے اس لئے مجھے اُمید ہے کہ اللہ اس پر عذاب نہیں کرے گا" اعیان الشیعہ جلد ۳۵ ص ۸۰۔

اس سلسلے میں ایک واقعہ جس کو ابن ابی الحدید معتزلی نے اپنی کتاب شرح نہج البلاغہ جلد ۴ ص ۱۰۲ میں تحریر کیا ہے نقل کرتے ہیں:

عبدالرحمٰن بن الاسود نے ابوداؤد ہمدانی سے نقل کیا ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ میں سعید ابن میسب کے پاس بیٹھا تھا کہ عمر ابن علی ابن ابی طالب آگئے، سعید نے اُن سے کہا کہ "آپ اپنے بھائیوں کی طرح مسجد میں کیوں نہیں آتے اُن لوگوں کی آمد و رفت زیادہ ہے" حضرت عمر ابن علی نے فرمایا "کیا یہ بھی ضروری ہے کہ "میں جب مسجد کو آؤں تو تم کو اس کا گواہ بناؤں؟"۔ سعید نے کہا "ناراض نہ ہوں اس لئے کہ میں نے آپ کے والد سے سنا کہ میرے لئے (حضرت علی) اور اولاد عبدالمطلب کے لئے ایک ایسا مرتبہ ہے جو پوری کائنات میں سب سے افضل ہے"۔

حضرت عمر ابن علی نے فرمایا "میرے باپ نے یہ بھی کہا تھا "اگر کوئی کلمہ حق کسی منافق کے دل تک پہنچ گیا ہے تو وہ مرنے سے پہلے ہی اُس کو ظاہر کر دے گا"۔ سعید بن المسیب نے یہ سُن کر کہا کہ "آپ نے مجھ کو منافق بنادیا"۔ حضرت عمر ابن علی نے فرمایا "جو کچھ مجھ کو کہنا تھا وہ کہہ دیا"۔ یہ کہہ کر آپ وہاں سے چلے گئے۔

یہ ابن ابی الحدید جن کا اصلی نام عبدالحمید بن ہبۃ اللہ بن محمد بن محمد بن ابی الحدید عزالدین المدائنی ولادت ۵۸۶ھ اور وفات ۶۵۵ھ ان کا تعلق معتزلی فرقہ سے تھا۔ فرقہ معتزلہ کا بانی واصل بن عطار تھا (متوفی ۱۳۱ھ) جن کا یہ عقیدہ تھا (معاذ اللہ) "اگر علیؑ اور طلحہ اور زبیر میرے سامنے ترکاری کی ایک گٹھی پر بھی گواہی دے تو میں قبول نہ کروں، کیونکہ اُن کے فاسق ہونے کا احتمال ہے" خلافت و ملوکیت علامہ مودودی صفحہ ۲۱۹ ،الفرق بین الفرق ص ۱۰۰، الشہرستانی جلد ا ص ۳۴۔ ان کے بارے میں محمد بن شاکر بن احمد متوفی ۷۶۴ھ اپنی کتاب فوت الوفیات جز اول ص ۲۴۸ میں لکھتے ہیں یہ بہت بڑے فاضل تھے۔ علامہ کمال الدین عبدالرزاق بن احمد بن محمد بن ابی المعالی الشیبانی اپنی کتاب مجمع الادب فی ملجم الالقاب میں لکھتے ہیں کہ ابن ابی الحدید حکیم اصولی تھا اور بہت بڑا عالم اور فاضل تھا۔

مذکورہ حدیث میں چونکہ حضرت عبدالمطلب کا حوالہ دیا گیا ہے لہٰذا مختصراً حضرت ابوطالب اور حضرت عبدالمطلب کا ذکر بے جا نہ ہوگا۔

حضرت ابو طالب اور ان کے والد حضرت عبد المطلب کو کسی نے غیر اسلامی کام کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ چنانچہ امام المورخین ابو الحسن مسعودی اپنی کتاب مروج الذہب میں لکھتے ہیں کہ "عربوں میں جو لوگ توحید خداوندی کا اقرار کرنے والے، عہد میں ثابت قدم تھے ان میں ممتاز ترین شخصیت عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف کی تھی"۔ مسعودی جلد دوم صفحہ ۸۶۔

"ابن الندیم نے لکھا ہے کہ میں نے مامون رشید کے کتب خانہ میں ایک دستاویز دیکھی تھی جو عبد المطلب بن ہاشم، آنحضرت ﷺ کے جد امجد کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی۔ اس کے الفاظ یہ تھے:۔ "یہ عبد المطلب بن ہاشم (جو مکہ کا باشندہ ہے) کا قرضہ فلاں شخص پر ہے جو صنعا کا رہنے والا ہے۔ یہ چاندی کے ہزار درہم ہیں۔ جب طلب کیا جائے گا وہ ادا کرے گا۔ اللہ اور دو فرشتے اس کے گواہ ہیں"۔ اس دستاویز سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عبد المطلب نے کسی حمیری شخص کو ہزار درہم قرض دیئے تھے۔ خاتمہ میں اللہ اور دو فرشتوں کی گواہی لکھی ہے، جس سے ظاہر ہوتا کہ اس زمانہ میں فرشتوں (اور شائد کراماً کاتبین کا) اعتقاد موجود تھا"۔ سیرت النبیؐ جلد اول صفحہ ۲۷ علامہ شبلی نعمانی۔

آنحضرتؐ نے حنین کی جنگ میں جو کفار کے خلاف ہو رہی تھی جو رجز پڑھا (وہ اشعار جو جنگ میں فخراً پڑھے جاتے ہیں) "میں بیٹا ہوں عبد المطلب کا"۔ صحیح مسلم باب حنین جلد ۵ صفحہ ۵۲۔ تاریخ طبری جلد اول صفحہ ۳۱۴۔ کیا کوئی کافر کے مقابل میں فخراً اپنے کافر آباواجداد کا نام لے سکتا ہے؟۔

فرمایا رسول اللہؐ نے "میں زمانہ جاہلیت کی کسی برائی سے ملوث نہیں ہوا حتیٰ کہ میں ہمیشہ اسلامی نکاح سے ہی پیدا ہوا۔ میں نکاح سے پیدا ہوا۔ آدم سے لیکر اب تک میرے ماں باپ کبھی جاہلیت کے زنا سفاحت کے قریب تک نہیں گئے۔ میں ہمیشہ اصلاب طیبہ سے ارحام مطہرہ، مصفا مہذبہ میں منتقل ہوا"۔ مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۱۶۔ شاہ عبد الحق محدث دہلوی۔

عقد رسول اللہ پر جو خطبہ نکاح حضرت ابو طالب نے پڑھا اسکا ابتدائی کلمہ یہ ہے "الحمد للہ الذی اذہب عنا الکرب ورفع عنا الھموم" مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۳۵۔

تاریخ ابن الخلدون جلد اول صفحہ ۳۶ میں اسی خطبہ نکاح کے سلسلے میں یہ لکھا کہ جناب ابو طالب نے یہ فرمایا "الحمد للہ الذی جعلنا من ذریۃ ابراہیم و زرع اسمعیل"۔

جب ایک سال خشک سالی اور لوگوں کے جانوں پر آبنی تو دعائے استسقا کے لئے خواب میں دعا کرنے والے کے صفات بیان کئے گئے نہایت شریف خاندان کا ہو بلند و بالا ہو بھاری بھر کم ہو سفید رنگ والا ہو تو یہ صفت سوائے حضرت عبد المطلب کے کسی میں نہ پائی اور آپ ایک پہاڑ ابو قبیس پر چڑھ گئے ساتھ میں رسول اکرمؐ بھی تھے اور اس وقت آپؐ بہت کم سن تھے اور حضرت عبد المطلب نے یہ دعا کی: اللھم ھولاء عبیدك و بنو عبیدك واماؤك و بنات وامائك و قد نزل بنا ماتری وتتابعت علینا ۔۔۔الخ " لوگ ابھی پلٹے بھی نہ تھے کہ اتنی بارش ہوئی کہ ندیاں نالے بہنے لگے۔

اس پر رقیقہ بنت ابو صیفی بن ہاشم بن عبد مناف نے حمد باری کی وہ یہ:

بشیبۃ الحمد اسقی اللہ بلدتنا :: وقد فقدنا الحیاء واجلوذ المطر۔

منا من اللہ بالمیمون طائرہ :: وخیر من بُشرت یوماً بہ مضر۔

طبقات ابن سعد جلد اول ص ۱۲۸۔

جب حضرت عبد المطلب ابرہہ سے ملنے گئے تو آپ کا جو تعارف کرایا وہ ان الفاظ سے کیا گیا "اے بادشاہ تیرے حضور میں ایسا شخص آیا ہے جو تمام

عرب کا سردار، فضل و عظمت و شرف میں سب پر فائق ہے۔ طبقات ابن سعد جلد اول ص ۱۳۱۔
جب ابرہہ نے حملہ کرنا چاہا کعبہ پر حضرت عبدالمطلب نے اللہ کی بارگاہ میں ان الفاظ سے دعا کی "

لاھم ان المرء یمنع رحلہ فامنع حلالک ، لا یغلبن صلیبھم و محالھم غدوا محالک ان کنت تارکھم و قبلتنا فامر مابدالک۔ یا اللہ انسان اپنے سامان کی حفاظت کرتا ہے تو اپنے متاع و سامان کعبہ کی حفاظت کر اور اُن کے صلیبوں اور اُن کے فریب و مکر تیری قدرت پر غالب نہیں آسکتے: جب اللہ نے اپنا عذاب نازل کیا تو حضرت عبدالمطلب نیچے اُتر آئے اور جو دو دشمن کی فوج سے بچ گئے تھے آئے اور حضرت عبدالمطلب کے سر کو بوسہ دیا کہا ان کنت اعلم تو بہت جاننے والا ہے طبقات ابن سعد جلد اول ص ۱۳۲۔

تمام عرب میں سوائے اولاد حضرت عبدالمطلب کے کسی ایک کی ایک باپ کی اولاد نہیں تھی۔ طبقات ابن سعد جلد اول ص ۱۳۴
جب آنحضرت کی ولادت باسعادت کی اطلاع حضرت عبدالمطلب کو ملی تو آپ نے ارشاد فرمایا
ساری تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے پاکدامن لڑکا عنایت عطا کیا یہ وہ ہے جو جو گہوارہ ہی میں سب پر سردار ہوگا میں اس کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں "۔ طبقات ابن سعد جلد اول ص ۱۴۷

حضرت ابو طالب جب کئی سال شعب ابو طالب میں محصور رہے تو آپ اپنے خاندان کے ساتھ ایکدن کعبہ میں گئے اور دعا کی "اے اللہ ! ہماری مدد کر اس شخص سے جو ہم پر ظلم کرے یا ہم سے قطع رحم کرے "طبقات ابن سعد جلد اول ص ۲۰۸۔

طبقات ابن سعد کے مصنف ابو عبد اللہ محمد بن سعد البصری المتوفی ۲۳۰ ھ کی شہرہ آفاق کتاب طبقات الکبیر یا الطبقات الکبریٰ کے نام سے موسوم ہے۔ اس کتاب کا مصنف دور ہارون الرشید اور مامون الرشید کا عالم ہے۔ یہ کتاب ۲۰۷ ھ اور ۲۲۷ ھ کے درمیان بیس سال کے عرصہ میں لکھی گئی۔ مصنف کے دور حیات ہی میں اہل ذوق نے اس کی نقلیں حاصل کر لی تھیں۔ علامہ شبلی نعمانی اس کے متعلق لکھتے ہیں : "نہایت ثقہ اور معتمد مورخ ہے "۔ الفاروق ص ۷۔ سیرۃ النبی جلد اول ص ۱۸۔ ابن خلکان وفیات الاعیان میں لکھتے ہیں یہ ثقہ اور صدوق تھا۔ حصہ چہارم ص ۲۹۶۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُواْ لَسْتَ مُرْسَلاً قُلْ كَفَىٰ بِا للَّهِ شَهِيداً بَيْنِى وَبَيْنَكُمْ
وَمَنْ عِندَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ ۔ سورة الرعدآیة43

فضائل آلِ محمدصلی اللہ علیہ و آلہ وسلمہ

فی ام التفاسیر اہل سنة

تحقیق و ترتیب

میر مراد علی خان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

عن ابنِ عباسؓ قال ما انزل اللّٰہ یا ایھا الذین اٰمنو ۔ الا وعلیؑ امیرھا وشریفھا ولقدعاتب اللہ اصحاب محمد ﷺ فی غیر مکان و ما ذکر علیًا الا بخیر :ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جس آیت قرآن میں اللہ نے لوگوں کویا ایھا الذین اٰمنو کے خطاب سے مخاطب فرمایا ہے علیؑ اس کے امیر اور شریف ہیں اللہ نے اصحاب رسول ﷺ پر بعض مقامات پر عتاب کیا ہے مگر علیؑ کا ذکر خیر کے ساتھ ہی کیا ہے۔(مسند احمد ج ۲ ص ۶۵۴ احمدبن حنبل ابو عبد اللہ الشیبانی متوفی ۲۴۱ھ؛المعجم الکبیرالطبرانی ج ۱۱ ص ۲۶۴ ؛ تفسیرابن ابی حاتم ج ۱ ص ۱۹۶ سلسلہ ۱۰۳۵ ؛کنزالعمال ج ۱۳ ص ۴۷ سلسلہ ۳۶۳۵۳ ؛ و علامہ ابن حجر الصواعق المحرقہ اردوترجمہ برقِ سوزاں ص ۴۳۲)

عن حذیفہؓ ما نزلت یا ایھا الذین اٰمنو الا کان علیؑ لبھا ولبابھا (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں کی کسی آیت میں یاایھا الذین اٰمنو نازل نہیں ہوا مگرعلیؑ اس کے لب لباب تھے۔(علامہ ابن حجر الصواعق المحر قہ اردو ترجمہ برقِ سوزاں ص ۴۳۲)،شواہد التنزیل الحسکانی ج ا ص ۶۳

عن ابن عباسؓ ما نزل فی احد من کتاب اللہ وتعالیٰ ما نزل فی علیؑ۔ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کی کتاب میں جس قدر آیات علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہیں اس قدر کسی کی شان میں نازل نہیں ہوئیں۔ یہ کہ ۳۰۰ آیتیں نازل ہوئی ہیں(**ابن عساکر ، ابن مردویہ ، و علامہ ابن حجر الصواعق المحرقہ** اردوترجمہ برقِ سوزاں ص ۴۳۲)۔

زیرنظر مقالے میں جن تفاسیر کا حوالے دئے گئے ہیں وہ ام التفاسیر کے نام سے مشہور ہیں وہ حسب ذیل ہیں:۔

تفسیر جامع البیان۔محمد ابن جریر الطبری متوفی ۳۱۰ھ

تفسیر ابن حاتم۔عبدالرحمٰن بن محمد بن ادریس الرازی متوفی ۳۲۷ھ

تفسیر الثعلبی۔ابواسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم الثعلبی النیشاپوری متوفی ۴۲۷ھ

شواہد التنزیل۔الحاکم الحسکانی متوفی ۵۰۰ھ

تفسیر المعالم التنزیل۔امام البغوئی متوفی ۵۱۰ھ

تفسیر الکشاف۔ابوالقاسم محمود بن عمر الخوارزمی متوفی ۵۳۸ھ

تفسیر کبیر۔فخرالدین محمد بن عمر التیمیی الرازی الشافعی متوفی ۶۰۴ھ

تفسیر القرطبی۔ابوعبداللہ بن محمد بن احمد الانصاری القرطبی متوفی ۶۷۱ھ

تفسیر ابن کثیر۔اسمٰعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی ابوالفداء متوفی ۷۷۴ھ

تفسیر الدرالمنثور۔جلال الدین السیوطی متوفی ۹۱۱ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورة البقرة

آية37

: فتلقى آدم من ربه كلمات فتاب عليه إنه هو التواب الرحيم

وأخرج أحمد في الزهد عن قتادة قال : اليوم الذي تاب الله فيه على آدم يوم عاشوراء .

وأخرج ابن النجار عن ابن عباس قال " سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الكلمات التي تلقاها آدم من ربه فتاب عليه قال : سأل بحق محمد، وعلي، وفاطمة، والحسن، والحسين، ألا تبت علي فتاب عليه " الدر المنثور .

وہ کلمات جن کی برکت سے اللہ نے حضرت آدمؑ کی دعا قبول کی" بحق محمدؐ وعلیؑ، وفاطمہؑ، وحسنؑ، وحسینؑ۔

سورة البقرة

:آية 58

وإذ قلنا ادخلوا هذه القرية فكلوا منها حيث شئتم رغدا وادخلوا الباب سجدا وقولوا حطة نغفر لكم خطيكم وسنزيد المحسنين

وأخرج ابن أبي شيبة عن علي بن أبي طالب قال : إنما مثلنا في هذه الأمة كسفينة نوح وكتاب حطة في بني إسرائيل .

ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اس اُمت میں ہماری مثال سفینۂ نوح اور بنی اسرائیل کے باب حطہ جیسی ہے۔

الدر المنثور

سورة البقرة156 :

ولنبلونكم بشيء من الخوف والجوع ونقص من الأموال والأنفس والثمرات وبشر الصابرين * الذين إذا أصابتهم مصيبة قالوا إنا لله وإنا إليه راجعون * أولئك عليهم صلوات من ربهم ورحمة وأولئك هم المهتدون

جب حضرت حمزہ علیہ السلام کی شہادت کی خبر سُنی تو حضرت علیؑ نے إنا لله وإنا إليه راجعون فرمایا۔اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی یہ کلمہ سب سے پہلے اسلام میں حضرت علیؑ ہی کے زبان سے نکلا۔ الثعلبی۔

سورة البقرة:

آية:207

ومن الناس من يشري نفسه ابتغاء مرضات الله والله رؤف بالعباد

نزلت في علي بن أبي طالب بات على فراش رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة خروجه إلى الغار، ويروى أنه لما نام على فراشه قام جبريل عليه السلام عند رأسه، وميكائيل عند رجليه، وجبريل ينادي :بخ بخ من مثلك يا ابن أبي طالب يباهي الله بك الملائكة ونزلت الآية۔تفسیر کبیر رازی ، ثعلبی ،احیاء العلوم امام الغزالی، تاریخ خمیس۔

یہ آیت حضرت علی کے بارے میں نازل ہوئی جب کہ رسول اللہ ﷺ ہجرت کی رات غار کے طرف تشریف لے گئے اور حضرت علیؑ کو اپنے بستر پر سلا دیا۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اُس شب کو اللہ تعالی نے جبرئیل ومیکائیل کی طرف وحی کی کہ میں نے تم دونوں میں بھائی چارہ قرار دیا، اور ایک کی مدت حیات

دوسرے سے زیادہ کی ہے تم میں کون ایسا ہے جو اپنے بھائی کو اپنے حصہ کی مدت حیات دیدے۔ دونوں فرشتوں نے انکار کیا۔ تب اللہ نے فرمایا میں نے علیؑ ولی اور محمدؐ نبی میں بھائی چارہ قرار دیا ہے اور دیکھو علیؑ نے اپنی جان نبیؐ پر کیونکر نثار کی ہے۔ پس تم دونوں ابھی زمین پر جاؤ۔ چنانچہ یہ دونوں جبرئیل اور میکائیل زمین پر آئے جبرئیل حضرت علیؑ کے سرھانے اور میکائیل پائنتیں کھڑے ہوئے۔ تب جبرئیل نے آواز دی مبارک ہو! مبارک ہو! اے ابن ابی طالبؑ تمھارا مثل کون ہے کہ اللہ تعالی اپنے فرشتوں پر تمھارے سبب فخر ومباہات کرتا ہے۔

سورة البقرة

آية ۲۷۴:

الذين ينفقون أموالهم بالليل والنهار سرا وعلانية فلهم أجرهم عند ربهم ولا خوف عليهم ولا هم يحزنون

وأخرج عبد الرزاق وعبد بن حميد وابن جرير وابن المنذر وابن أبي حاتم والطبراني وابن عساكر من طريق عبد الوهاب بن مجاهد عن أبيه عن ابن عباس في قوله قال: نزلت في علي بن أبي طالب، كانت له أربعة دراهم فأنفق بالليل درهما، وبالنهار درهما، وسرا درهما، وعلانية درهما . تفسير الكشافِ، جلالين،قرطبی ، الدر المنثور

ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ کے پاس کل چار درہم تھے کہ آپ نے ایک درہم رات کو خیرات کیا اور ایک دن کو اور ایک چھپا کر اور ایک دکھا کر اُسی وقت یہ آیت آپ کی شان میں نازل ہوئی۔

سورة أل عمران

آية ـ 34

ذرية بعضها من بعض والله سميع عليم

أخرج ابن جرير وابن المنذر وابن أبي حاتم من طريق علي عن ابن عباس في قوله وآل إبراهيم وآل عمران

قال: هم المؤمنون من آل إبراهيم، وآل عمران، وآل ياسين، وآل محمد صلى الله عليه وسلم .

ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں بعد آل عمران کے آل محمدؐ تھا۔ الدر المنثور

آية ـ 61

فَمَنْ حَآجَّکَ فِيهِ مِن بَعْدِ مَا جَآءَکَ مِنَ لْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْاْ نَدْ عُ أَبْنَائَنَا وَأَبْنَآئَكُمْ وَنِسَآئَنَا وَنِسَآئَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ للَّهِ عَلَى لْكَاذِبِينَ.

روى أنه عليه السلام لما أورد الدلائل على نصارى نجران، ثم إنهم أصروا على جهلهم، فقال عليه السلام " :إن الله أمرني إن لم تقبلوا الحجة أن أباهلكم " فقالوا :يا أبا القاسم، بل نرجع فننظر في أمرنا ثم نأتيك فلما رجعوا قالوا للعاقب :وكان ذا رأيهم، يا عبد المسيح ما ترى، فقال :والله لقد عرفتم يا معشر النصارى أن محمداً نبي مرسل، ولقد جائكم بالكلام الحق في أمر صاحبكم، والله ما باهل قوم نبياً قط فعاش كبيرهم ولا نبت صغيرهم ولئن فعلتم لكان الاستئصال فإن أبيتم إلا الإصرار على

دينكم والإقامة على ما أنتم عليه، فوادعوا الرجل وانصرفوا إلى بلادكم وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج وعليه مرط من شعر أسود، وكان قد احتضن الحسين وأخذ بيد الحسن، وفاطمة تمشي خلفه، وعلى رضى الله عنه خلفها، وهو يقول، إذا دعوت فأمنوا، فقال أسقف نجران :يا معشر النصارى، إني لأرى وجوهاً لو سألوا الله أن يزيل جبلاً من مكانه لأزاله بها، فلا تباهلوا فتهلكوا ولا يبقى على وجه الأرض نصراني إلى يوم القيامة، ثم قالوا :يا أبا القاسم، رأينا أن لا نباهلک وأن نقرک على دين كز :.الآية . قال جابر : أنفسنا وأنفسكم رسول الله صلى الله عليه وسلم وعلى، وأبنائنا الحسن والحسين، ونسائنا فاطمة " . .

تفسير كبير، تفسير كشاف، الدر المنثور، الثعلبى۔

جب نصاری نجران سے مباہلہ کے لئے آنحضرت ﷺ وآلہ تشریف لےآئے تو آپ ؐحضرت امام حسینؑ کو گود میں اور امام حسنؑ کا ہاتھ پکڑے ہوئے اور پیچھے حضرت فاطمہؑ اور اُن کے پیچھے حضرت علیؑ تھے۔ نجران کے اسقف (صدر پادری) نے جب یہ دیکھا کہا: اے نصاریٰ کی جماعت میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹ جانے کے لئے کہیں تو یقیناً وہ ہٹ جائیگا۔ ان سے مباہلہ ہرگز نہ کرنا ورنہ ایک نصرانی بھی قیامت تک نہ رہے گا۔

جابرؓ کہتے ہیں کہ انفسناؑ سے مراد خود رسول اللہؐ اور حضرت علی تھے، اور بیٹوں میں حضرت امام حسن اور امام حسین اور عورتوں میں حضرت فاطمہ سلام اللہ علیھا اجمعین۔

آية103

وَ اعْتَصِمُواْ بِحَبْلِ للَّهِ جَمِيعاً وَلاَ تَفَرَّقُواْ

وأخرج أحمد عن زيد بن ثابت قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : " إني تارک فيكم خليفتين : كتاب الله عز وجل حبل ممدود ما بين السماء والأرض، وعترتى أهل بيتى، وإنهما لن يتفرقا حتى يردا على الحوض " .

وأخرج الطبرانى عن زيد بن أرقم قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : " إني لكم فرط وإنكم واردون على الحوض، فانظروا كيف تخلفونى فى الثقلين قيل : وما الثقلان يا رسول الله ؟ قال : الأكبر كتاب الله عز وجل . سبب طرفه بيد الله وطرفه بأيديكم، فتمسكوا به لن تزالوا ولا تضلوا، والأصغر عترتى وإنهما لن يتفرقا حتى يردا على الحوض، وسألت لهما ذاک ربى فلا تقدموهما لتهلكوا، ولا تعلموهما فإنهما أعلم منكم "

امام محمد باقرؑ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ ہم اہلبیت اللہ کی رسی ہیں اور اللہ نے جس کی مضبوطی سے تھامنے کا حکم دیا۔ الثعلبى، الدر المنثور۔

.

آية ١١٠

كنتم خير أمة أخرجت للناس

وأخرج ابن أبى حاتم عن أبى جعفر قال : أهل بيت النبى صلى الله عليه وسلم .

ابن ابی حاتم نے حضرت ابی جعفرؑ سے روایت کی ہے خیر اُمت سے مراد اہلبیت رسولؐ ہیں ۔تفسیر الدر المنثور

سورة المائدة

آية ۔۳

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الإِسْلاَمَ

وأخرج ابن مردويه وابن عساكر عن أبي سعيد الخدري قال " لما نصب رسول الله صلى الله عليه وسلم عليا يوم غدير خم فنادى له بالولاية، هبط جبريل عليه السلام بهذه الآية: اليوم أكملت لكم دينكم .

وأخرج ابن مردويه والخطيب وابن عساكر عن أبي هريرة قال : لما كان يوم غدير خم وهو يوم ثماني عشر من ذي الحجة، قال النبي صلى الله عليه وسلم : " من كنت مولاه فعلي مولاه . فأنزل الله : اليوم أكملت لكم دينكم .

ابن مردویہ،خطیب بغدادی،اورابن عساکر نے روایت کی ہے ابو ہریرہ سے روز غدیر خم جو ۱۸ ذی الحجہ ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں جس کا مولا اُسکے علی مولا،اللہ نے یہ آیت نازل کی کہ آج دین مکمل ہوا۔

وأخرج ابن جرير عن السدي في قوله : اليوم أكملت لكم دينكم قال : هذا نزل يوم عرفة، فلم ينزل بعدها حرام ولاحلال، ورجع رسول الله صلى الله عليه وسلم فمات، فقالت أسماء بنت عميس : حججت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم تلك الحجة، فبينما نحن نسير إذ تجلى له جبريل على الراحلة، فلم تطق الراحلة من ثقل ماعليها من القرآن فبركت، فأتيته فسجيت عليه بردا كان علي " الدر المنثور

و كانت هذه الآية نعي النبي ﷺ و عاش بعدها إحدى و ثمانين يوماً، توفي يوم الثاني عشر من شهر ربيع الآ، و كانت هجرته في الثاني عشر۔بغوی معالم التنزيل میں لکھتے ہیں کہ یہ آیت آنحضرت ﷺ کی وفات کی اطلاع تھی چنانچہ اس کے نزول کے بعد حضور ﷺ صرف ۸۱ دن زندہ رہے اوروہ ہجرت کی ۱۲ ربیع الاول تھی۔ فخر الدين رازی تفسير كبير؛ابن كثير اورتفسیر مظہری قاضی ثناءاللہ پانی پتی بھی ایسا ہی لکھتے ہیں۔ اس ۱۲ ربیع الاول سے ۸۱ دن ۱۸ ذی الحجہ تاریخ نکلتی ہے۔

آية ۵۵

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُواْ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلاَةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ

روى عن عبدالله بن سلام قال :لما نزلت هذه الآية قلت يا رسول أنا رأيت علياً تصدق بخاتمه على محتاج وهو راكع، فنحن نتولاه .وروى عن أبي ذر رضى الله عنه أنه قال :صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم يوماً صلاة الظهر، فسأل سائل في المسجد فلم يعطه أحد، فرفع السائل يده إلي السماء وقال :اللّهم أشهد أني سألت في مسجد الرسول صلى الله عليه وسلم فما أعطاني أحد شيئاً، وعلى عليه السلام كان راكعاً، فأومأ إليه بخنصره اليمنى وكان فيها خاتم، فأقبل السائل حتى أخذ الخاتم بمرأى النبي صلى الله عليه وسلم،

وأخرج الخطيب في المتفق عن ابن عباس قال : تصدق علي بخاتمه وهو راكع، فقال النبي صلى الله عليه وسلم للسائل " من اعطاك هذا الخاتم ؟ قال : ذاك الراكع، فأنزل الله " إنما وليكم الله ورسوله " .

وأخرج عبد الرزاق وعبد بن حميد وابن جرير وأبو الشيخ وابن مردويه عن ابن عباس في قوله : إنما وليكم الله ورسوله . . . : الآية . قال : نزلت في علي بن أبي طالب .

وأخرج الطبرانی فی الأوسط وابن مردويه عن عمار بن ياسر قال : " وقف بعلی سائل وهو راکع فی صلاة تطوع، فنزع خاتمه فاعطاه السائل، فأتی رسول الله صلی الله عليه وسلم فاعلمه ذلک، فنزلت علی النبی صلی الله عليه وسلم هذه الآية : إنما وليكم الله ورسوله والذين آمنوا الذين يقيمون الصلاة ويؤتون الزكاة وهم راكعون : فقرأ رسول الله صلی الله عليه وسلم علی أصحابه، ثم قال : من كنت مولاه فعلی مولاه، اللهم وال من والاه وعاد من عاداه " .

وأخرج أبو الشيخ وابن مردويه عن علی بن أبی طالب قال " نزلت هذه الآية علی رسول الله صلی الله عليه وسلم فی بيته : إنما وليكم الله ورسوله والذين : إلی آخر الآية . فخرج رسول الله صلی الله عليه وسلم فدخل المسجد، جاء واالناس يصلون بين راكع وساجد وقائم يصلی، فإذا سائل فقال : يا سائل، هل أعطاک أحد شيئا ؟ قال : لا، إلا ذاک الراکع - لعلی بن أبی طالب - أعطانی خاتمه " .

وأخرج ابن أبی حاتم وأبو الشيخ وابن عساكر عن سلمة بن كهيل قال : تصدق علی بخاتمه وهو راكع، فنزلت إنما وليكم الله الآية .

وأخرج ابن جرير عن مجاهد فی قوله إنما وليكم الله ورسوله . . الآية نزلت فی علی بن أبی طالب، تصدق وهو راكع .

وأخرج ابن جرير عن السدی وعتبة بن حكيم مثله .

وأخرج ابن مردويه من طريق الكلبی عن أبی صالح عن ابن عباس قال : أتی عبد الله بن سلام ورهط معه من أهل الكتاب نبی الله صلی الله عليه وسلم عند الظهر، فقالوا يا رسول الله، ان بيوتنا قاصية لا نجد من يجالسنا ويخالطنا دون هذا المسجد، وإن قومنا لما رأونا قد صدقنا الله ورسوله وتركنا دينهم أظهروا العداوة وأقسموا ان لا يخالطونا ولا يؤاكلونا، فشق ذلک علينا، فبيناهم يشكون ذلک إلی رسول الله صلی الله عليه وسلم، إذ نزلت هذه الآية علی رسول الله صلی الله عليه وسلم : إنما وليكم الله ورسوله والذين آمنوا الذين يقيمون الصلاة ويؤتون الزكاة وهم راكعون : ونودی بالصلاة صلاة الظهر، وخرج رسول الله صلی الله عليه وسلم فقال : أعطاک أحد شيئا ؟ قال : نعم . قال : من ؟ قال : ذاک الرجل القائم . قال : علی أی حال أعطاكه ؟ قال : وهو راكع . قال : وذلک علی بن أبی طالب، فكبر رسول الله صلی الله عليه وسلم عند ذلک وهو يقول : ومن يتول الله ورسوله والذين آمنوا فإن حزب الله هم الغالبون. (المائدة الآية56) .

یہ آیت باتفاق مفسرین شیعہ اوراہل سنت موافق ومخالف حضرت علی کی شان میں نازل ہوئی جب کہ حضرت علیؑ نے حالت رکوع میں زکواۃ کے طور پر اپنی انگوٹھی سائل کودی۔ الدر المنثور، تفسير كبير۔ ،المعالم تنزيل وغيره۔

آية ٦٧

يَـأَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَآ أُنزِلَ إِلَيْکَ مِن رَّبِّکَ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَ اللَّهُ يَعْصِمُکَ مِنَ ا لنَّاسِ إِنَّ اللَّهَ لاَ يَهْدِی ا لْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۔

نزلت الآية فی فضل علی بن أبی طالب عليه السلام، ولما نزلت هذه الآية أخذ بيده وقال " :من كنت مولاه فعلی مولاه اللّهم وال من والاه وعاد من عاداه " فلقيه عمر رضی الله عنه فقال :هنيئاً لک يا ابن طالب أصبحت مولای ومولی كل مؤمن ومؤمنة، وهو قول ابن عباس والبراء بن عازب ومحمد بن علی.

وأخرج عبد بن حميد وابن جرير وابن أبی حاتم وأبو الشيخ عن مجاهد قال : لما نزلت : بلغ ما أنزل اليک من ربک : قال : يا رب، إنما أنا واحد کيف أصنع ليجتمع علی الناس ؟ ، فنزلت وإن لم تفعل فما بلغت رسالته . ؟

وأخرج ابن أبی حاتم وابن مردويه وابن عساکر عن أبی سعيد الخدری قال : نزلت هذه الآية : يا أيها الرسول بلغ ما أنزل اليک من ربک : علی رسول الله صلی الله عليه وسلم يوم غدير خم، فی علی بن أبی طالب .

وأخرج ابن مردويه عن ابن مسعود قال : کنا نقرأ علی عهد رسول الله صلی الله عليه وسلم : يا أيها الرسول بلغ ما أنزل اليک من ربک : ان عليا مولی المؤمنين : وإن لم تفعل فما بلغت رسالته والله يعصمک من الناس .

وأخرج ابن أبی حاتم عن عنترة . انه قال لعلی هل عندکم شیء لم يبده رسول الله صلی الله عليه وسلم للناس ؟ فقال : ألم تعلم ان الله قال : يا أيها الرسول بلغ ما أنزل اليک من ربک: والله ماورثنا رسول الله صلی الله عليه وسلم سوداء فی بيضاء

ابن ابی حاتم نے ابوسعیدؓ خدری سے روایت کی ہے کہ یہ آیت غدیر خم میں حضرت علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی اسی وجہ سے ابن مردویہ نے عبداللہؓ ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ ہم زمانہ رسول اللہ ﷺ میں اس آیت کو یوں پڑھتے تھے۔ يا أيها الرسول بلغ ما أنزل اليک من ربک : ان عليا مولی المؤمنين : وإن لم تفعل فما بلغت رسالته والله يعصمک من الناس۔ الدر المنثور ، تفسير کبير رازی۔

سورة الاعراف

آية ٧٩

فتولٰی عنهم و قال يقوم لقد ابلغتکم رسالة ربی و نصحت لکم و لکن لا تحبون النٰصحين۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں ہے کہ جس شقی نے ناقہ صالحؑ کو قتل کیا تھا اُس کو بہکانے والی ایک عورت تھی جس کا نام قطامہ تھا۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا ایک شقی پچھلوں میں سے ہے جس نے ناقہ صالح کے پیر کاٹ ڈالے اور دوسرا یا علیؑ تمہارا قاتل ہے۔ تفسير الثعلبی۔

سورة التوبة

آية19

: أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَ الْيَوْمِ الآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لاَ يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللَّهِ وَ اللَّهُ لاَ يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ۔

وروی أن المشرکين قالوا لليهود :نحن سقاة الحجيج وعمار المسجد الحرام، أفنحن أفضل أم محمد وأصحابه؟ فقالت لهم اليهود :أنتم أفضل .وقيل :إن علياً رضی الله عنه قال للعباس.تفسير الکشاف.تفسير کبير رازی

وأخرج ابن مردويه عن ابن عباس رضی الله عنهما : أجعلتم سقاية الحاج وعمارة المسجد الحرام ...: الآية .قال :نزلت فی علی بن أبی طالب والعباس رضی الله عنه.

وأخرج أبو نعيم فی فضائل الصحابة وابن عساکر عن أنس رضی الله عنه قال :قعد العباس وشيبة صاحب البيت يفتخران، فقال له العباس رضی الله عنه :أنا أشرف منک، أنا عم رسول الله صلی الله عليه وسلم، ووصی أبيه، وساقی الحجيج .فقال شيبة :أنا

أشرف منک، أنا أمين الله على بيته وخازنه، أفلا ائتمنک كما ائتمنني؟ فاطلع عليهما عليّ رضي الله عنه فأخبراه بما قالا .فقال علي رضي الله عنه :أنا أشرف منكما، أنا أوّل من آمن وهاجر :فانطلقوا ثلاثتهم إلى النبي صلى الله عليه وسلم فأخبروه .فما أجابهم بشيء، فانصرفوا فنزل عليه الوحي بعد أيام، فأرسل إليهم فقرأ عليهم : أجعلتم سقاية الحاج : إلى آخر العشر.

ایک دن حضرت عباس عم رسولؐ اورطلحہ بن شیبہ باہم فخر کررہے تھے۔طلحہ نے کہا کہ میں افضل ہوں اس لئے کہ خانہ کعبہ کی کنجی میرے پاس ہے،گویا میں اس کا مالک ہوں،حضرت عباس نے کہا میں تم سے افضل ہوں اس لئے کہ میں حاجیوں کو پانی پلاتا ہوں۔اتنے میں حضرت علیؑ کا گذر ہوا اور آپ نے فرمایا میں تم دونوں سے افضل ہوں کیونکہ میں سب سے پہلے رسول اللہؐ پر ایمان لایا،اور ہجرت کی،اور جہاد کیا۔چنانچہ یہ تینوں رسول اللہ کی خدمت میں پہنچے۔اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔یعنی اللہ نے بتلادیا کہ حضرت علیؑ سب سے افضل ہیں۔ تفسیر کشاف، الثعلبی الدر المنثور

آیۃ119

يَـا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ اتَّقُواْ للَّهَ وَكُونُواْ مَعَ الصَّادِقِينَ .

وأخرج ابن مردويه عن ابن عباس في قوله : اتقوا الله وكونوا مع الصادقين : قال :مع علي بن أبي طالب.

ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ مع الصادقين سے مراد مع علی ابن ابی طالب ہے۔

وأخرج ابن عساكر عن أبي جعفر في قوله وكونوا مع الصادقين قال :مع علي بن أبي طالب .الدر المنثور

اور ابن عساکر نے حضرت امام باقر سے روایت کی ہے کہ مع الصادقين سے مراد مع علی ابن ابی طالب ہے۔ الدر المنثور۔

سورة هود

آیۃ17

أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِن قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَىٰ إِمَاماً وَرَحْمَةً أُوْلَـٰئِکَ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَمَن يَكْفُرْ بِهِ مِنَ الأَحْزَابِ فَا لـنَّارُ مَوْعِدُهُ فَلاَ تَکُ فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ إِنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّکَ وَلَـٰكِنَّ أَكْثَرَ ا لنَّاسِ لاَ يُؤْمِنُونَ.

أن المراد هو علي بن أبي طالب رضي الله عنه.تفسير كبير.

أخرج ابن أبي حاتم وابن مردويه وأبو نعيم في المعرفة عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه قال :ما من رجل من قريش إلا نزل فيه طائفة من القرآن .فقال له رجل :ما نزل فيک؟ قال :أما تقرأ سورة هود : أفمن كان على بينة من ربه ويتلوه شاهد منه : رسول الله صلى الله عليه وسلم على بينة من ربه وأنا شاهد منه.

وأخرج ابن مردويه وابن عساكر عن علي رضي الله عنه في الآية قال :رسول الله صلى الله عليه وسلم على بينة من ربه، وأنا شاهد منه.

وأخرج ابن مردويه من وجه آخر عن علي رضي الله عنه قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :أفمن كان على بينة من ربه أنا، ويتلوه شاهد منه قال :علي" الدرالمنثور.تفسير كبير رازى

ابن ابی حاتم اور ابونعیم ابن عساکر اور ابن مردویہ نے کئی ایک طریقے سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ نے ایک مرتبہ منبر سے یہ فرمایا کہ قریش میں سے کوئی

ایسانہیں جس کے بارے میں کچھ نہ کچھ قرآن میں نازل نہ ہوا ہو۔ یہ سُن کر ایک شخص کھڑا ہوا اور پوچھا کہ آپ کے بارے میں کیا نازل ہوا۔ آپ نے اس آیت کی تلاوت کی اور فرمایا کہ علی بینة سے مراد حضرت رسول اللہ ہیں اور ویتلوہ شاھد منه سے مراد میں ہوں۔

الدرالمنثور۔تفسیر کبیر رازی۔

سورة الرعد

آیة 7

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُواْ لَوْلا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ إِنَّمَآ أَنتَ مُنذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ

روى ذلک عن ابن عباس رضى الله عنهما وسعيد بن جبير، ومجاهد، والضحاک .والثالث :المنذر النبى .والهادى على .قال ابن عباس رضى الله عنهما :وضع رسول الله صلى الله عليه وسلم يده على صدره فقال " :أنا المنذر " ثم أومأ إلى منكب على رضى الله عنه وقال " :أنت الهادى يا على بک يهتدى المهتدون من بعدى." تفسير كبير .الدر المنثور،جامع البيان طبرى

ابن مردویہ،ابن جریر طبری اور ابونعیم ،دیلمی اور ابن عساکر اور ابن نجار نے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے سینہ پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ میں ڈرانے والا ہوں اور حضرت علی کے شانے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اے علیؑ! تم ہی ہدایت کرنیوالے ہو،"

.تفسير كبير .الدر المنثور،جامع البيان طبرى

آية ۲۹

الَّذِينَ آمَنُواْ وَعَمِلُواْ الصَّالِحَاتِ طُوبَىٰ لَهُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ

وأخرج ابن مردويه عن على - رضى الله عنه - أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، لما نزلت هذه الآية ألا بذكر الله تطمئن القلوب قال " :ذاک من أحب الله ورسوله، وأحب أهل بيتى صادقاً غير كاذب، وأحب المؤمنين شاهداً وغائباً، ألا بذكر الله يتحابون."

وأخرج ابن أبى حاتم عن ابن سيرين - رضى الله عنه - قال :شجرة فى الجنة أصلها فى حجرة على، وليس فى الجنة حجرة إلا وفيها غصن من أغصانها.

وأخرج ابن أبى حاتم عن فرقد السنجى - رضى الله عنه - قال :أوحى الله إلى عيسى ابن مريم عليه السلام فى الإنجيل " يا عيسى، جد فى أمرى ولا تهزل، واسمع قولى وأطع أمرى .يا ابن البكر البتول، إنى خلقتک من غير فحل، وجعلتک وأمک آية للعالمين، فإياى فاعبدْ وعلىّ فتوكل، وخذ الكتاب بقوة .قال عيسى عليه السلام :أى رب، أى كتاب آخذ بقوّة؟ ...قال :خذ كتاب الإنجيل بقوّة، ففسره لأهل السريانية، وأخبرهم أنى أنا الله لا إله إلا أنا الحى القيوم البديع الدائم، الذى لا زوال له، فآمنوا بالله ورسوله النبى الأمى الذى يكون فى آخر الزمان، فصدقوه واتبعوه صاحب الجمل والمدرعة والهراوة والتاج، الانجل العين، المقرون الحاجبين، صاحب الكساء الذى إنما نسله من المباركة - يعني خديجة - يا عيسى، لها بيت من لؤلؤ من قصب موصل بالذهب، لا يسمع فيه أذى ولا نصب، لها ابنة - يعنى فاطمة، ولها ابنان فيستشهدان يعنى الحسن والحسين - طوبى لمن سمع كلامه وأدرک زمانه وشهد أيامه .قال عيسى عليه السلام :يا رب، وما طوبى؟ قال :شجرة فى الجنة، أنا غرستها بيدى وأسكنتها

ملائكتي، أصلها من رضوان، وماؤها من تسنيم."الدر المنثور

ابن ابی حاتم نے ابن سرین سے روایت کی ہے کہ طوبیٰ بہشت میں ایک درخت ہے جس کی جڑ علیؑ ابن ابی طالب کے گھر میں ہے اور جنت میں کوئی گھر ایسا نہیں جس میں اُس درخت کی شاخ نہ ہو اور پھر ابن ابی حاتم نے ایک دوسری حدیث سے فرقد سنجی سے روایت کی ہے کہ اللہ نے انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کی اے عیسیٰ! میرے کام میں سعی کر و اور لغو نہ سمجھو اور میری بات سُنو اور میرا کہا مانو اے بتول باکرہ کے بیٹے! میں نے تم بغیر باپ کے پیدا کیا اور تم کو اور تمھاری ماں کو سارے جہاں کے لئے اپنی قدرت کی نشانی بنائی۔ تو تم میری عبادت کرو اور مجھ ہی پر بھروسہ رکھو اور کتاب کو مضبوطی سے پکڑے رہو۔ حضرت عیسیٰ نے عرض کیا خدایا! میں کون سی کتاب کو مضبوطی سے پکڑوں؟۔ حکم ہوا کہ انجیل کو مضبوطی سے لئے رہو اور سریانیہ والوں کے سامنے اِس کو بیان کرو اور اُن کو خبر دو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں حی، قیوم، بدیع، اور دائم ہوں کبھی فنا نہ ہوں گا، اللہ اور اُس کے رسول نبی اُمی پر جو آخر زمانہ میں ہوگا ایمان لے آؤ اور اُس کی تصدیق کرو اور اُس نبی کی متابعت کرو جو اُونٹ پر سوار، بدن پر بال کے کپڑے (کملی) ہاتھ میں عصا اور سر پر تاج رکھے ہوگا، اس کی آنکھیں بڑی بڑی ہوں گی اور دونوں بھویں ملی ہوں گی۔ صاحب کساء ہوگا اُس کی نسل اُس مبارک عورت سے جاری ہوگی جس کا نام خدیجہؑ ہوگا، اس عورت کے واسطے اللہ نے ایک موتی کا محل بنوایا ہے جس میں سونے کا کام کیا ہوا ہے اس میں نہ کوئی تکلیف ہوگی اور نہ رنج، اس کی ایک بیٹی ہوگی جس کا نام فاطمہؑ ہوگا اور اس کے دو بیٹے ہوں گے حسن وحسین جو زہید ہوں گے۔ جو شخص اس نبی کے زمانے میں موجود رہا اُس کی باتیں سُنے، اس کے لئے ایک طوبیٰ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا طوبیٰ کیا ہے؟ حکم ہوا کہ یہ بہشت کا ایک درخت ہے جس کو میں نے اپنی قدرت سے بویا ہے اور میرے فرشتوں نے اسے قائم رکھا ہے، اس کی جڑیں رضواں ہیں اور اس کا پانی تسنیم ہے۔ تفسير الدر المنثور

آية43

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُواْ لَسْتَ مُرْسَلاً قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيداً بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِندَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ .

أخبرني أبو محمد عبد الله بن محمد الفاسيحدثنا القاضي الحسين بن محمد بن عثمان النصيبي أخبرنا أبو بكر محمد بن الحسين السميعي بحلب حدثني الحسين بن إبراهيم بن الحسين الجصاص أخبرنا الحسين بن الحكم حدثنا سعيد بن عثمان عن أبي مريم وحدثني بن عبد الله ابن عطاء قال كنت جالسا مع أبي جعفر في المسجد فرأيت ابن عبد الله بن سلام جالسا في ناحية فقلت لأبي جعفر زعموا أن الذي عنده علم الكتاب عبد الله بن سلام .فقال إنما ذلک علي بن أبي طالب وفيه عن السبيعي حدثنا عبد الله بن محمد بن منصور بن الجنيد الرازي عن محمد بن الحسين بن الكتاب أحمد بن مفضل حدثنا مندل بن علي عن إسماعيل بن سلمان عن أبي عمر زاذان عن ابن الحنفية ومن عنده علم الكتاب قال هو علي بن أبي طالب.

الثعلبی اپنی تفسیر میں اس آیت کریمہ کے تحت لکھتے ہیں کہ ابی جعفر نے عبداللہ ابن سلام سے کہا کہ لوگ اس آیت کریمہ کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ یہ آیت عبداللہ ابن سلام کے بارے میں نازل ہوئی۔ تو عبداللہ ابن سلام کہا: یہ آیت علی ابن ابی طالب کی شان میں نازل ہوئی۔ اور دیگر مفسرین نے بھی اس بات کی تصدیق کی کہ یہ آیت علیؑ ابن ابی طالب کے بابت میں ہے

وأخرج سعيد بن منصور وابن جرير وابن المنذر وابن أبي حاتم والنحاس في ناسخه، عن سعيد بن جبير - رضى الله عنه - أنه سئل عن قوله ومن عنده علم الكتاب أهو عبد الله بن سلام - رضى الله عنه ؟ قال :وكيف، وهذه السورة مكية؟

سعید بن جبیرؓ کہ یہ آیت عبداللہ بن سلام کے لئے نازل ہوئی تو انہوں نے اس بات کی ردی کی اور کہا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے یہ سورہ مکی ہے اور عبداللہ سلام

مدینہ میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔

وأخرج ابن المنذر عن الشعبی قال :ما نزل فی عبد اللہ بن سلامؓ شیء من القرآن.۔تفسیر الدر المنثور، الثعلبی، تفسیر فتح القدیر۔ وغیرہ۔

ابن المنذر نے الشعبی سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں عبداللہ ابن سلام کی شان میں کوئی آیت ہی نازل نہیں ہوئی۔

سورۃ الا سراء

آیۃ26

وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَ الْمِسْكِينَ وَ بْنَ ا لسَّبِيلِ وَلاَ تُبَذِّرْ تَبْذِيراً ۔

وأخرج البزار وأبو يعلى وابن أبي حاتم وابن مردويه، عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال :لما نزلت هذه الآية وآت ذى القربى حقه ۔ دعا رسول الله صلى الله عليه وسلم فاطمة فأعطاها فدک ۔۔ الثعلبی ؛الدر المنثور ,تفسیر ابن کثیر؛ تفسیر جلالین؛تفسیر فتح القدیر الشوکانی؛ الکامل عبد اللہ بن عدی ج 5ص 190

بزاروابویعلی اورابن ابی حاتم اورابن مردویہ نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہؑ کو بلایا اورفدک عطافرمایا۔اسی روایت کوابن مردویہ نے ابن عباس سے بھی بیان کی۔ثعلبی نے اس آیت کے تحت مزید یہ لکھا کہ شام کے بازار میں جب ایک غیرواقف شخص نے امام زین العابدینؑ سے گستاخانہ کلام کیا تو حضرت علیؑ ابن حسینؑ اس آیت کریمہ کوحوالہ دے کر اپنا تعارف کروایا۔

آیۃ71

يَوْمَ نَدْعُواْ كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُوْلَـٰئِكَ يَقْرَؤُونَ كِتَابَهُمْ وَلاَ يُظْلَمُونَ فَتِيلاً

وأخرج ابن مردويه عن علي رضي الله عنه قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :: يوم ندعوا كل أناس بإمامهم قال :يدعى كل قوم بإمام زمانهم وكتاب ربهم وسنة نبيهم ."الدر المنثور،تفسیر فتح القدیر الشوکانی

ابن مردویہ نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا یوم ندعو كل أناس بإمامهم قال :يدعى كل قوم بإمام زمانهم وكتاب ربهم وسنة نبيهم." ہرقوم اپنے زمانے کے امام اوراپنے رب کی کتاب اوراپنے نبی کی سنّت کے ساتھ بلایا جائے گا۔اس سے یہ ثابت ہوا کہ امام سے مراد کتاب نہیں ہے۔ یہ کہ کتاب اورامام دوعلحدہ علحدہ ہیں۔

سورۃ مریم

آیۃ96

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُواْ وَعَمِلُواْ ا لصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَـٰنُ وُدّاً *

وأخرج ابن مردويه والديلمي، عن البراء قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعليّ " :قل :اللهم اجعل لي عندک عهداً، واجعل لي عندک وداً، واجعل لي في صدور المؤمنين مودة " فأنزل الله : إن الذين آمنوا وعملوا الصالحات سيجعل لهم

الرحمن وداً ، قال :فنزلت فی عليّ.

وأخرج الطبراني وابن مردويه، عن ابن عباس قال :نزلت في علي بن أبي طالب : إن الذين آمنوا وعملوا الصالحات سيجعل لهم الرحمن وداً. قال :محبة في قلوب المؤمنين .الدر المنثور

ابن مردویہ اور دیلمی نے براء بن عازب سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے حضرت علیؑ سے فرمایا اے علیؑ کہو اللہ اپنی بارگاہ میں میرے لئے عہد و پیمان اور محبت قرار دے اور مومنین کے دل میں میری محبت قائم کر اُسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ ابن عباسؓ نے کہا یہ آیت کریمہ حضرت علی کے لئے نازل ہوئی۔

الدر المنثور، تفسير فتح القدير الشوكاني-ایسا ھی تفسير الثعالبي اور تفسير كشاف

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي يا عليُّ قل اللهم اجعلْ لِي عندَكَ عهدَاً، واجعلْ لِي في صدورِ المؤمنينَ مودّة " فأنزل الله هذه الآية .وعن ابن عباس رضي الله عنهما :يعني يحبهم الله ويحببهم إلى خلقه .وعن رسول الله صلى الله عليه وسلم :

تفسير الكشاف

سورة طه

آية 25 ۔ 30

: قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي * وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي : * وَ احْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي : * : يَفْقَهُواْ قَوْلِي : * : وَ اجْعَل لِّي وَزِيراً مِّنْ أَهْلِي : * : هَارُونَ أَخِي *

وأخرج السلفي في الطيوريات بسند واه، عن أبي حعفر محمد بن علي قال " :لما نزلت : واجعل لي وزيراً من أهلي، هارون أخي اشدد به أزري كان رسول الله .صلى الله عليه وسلم - على جبل، ثم دعا ربه وقال " اللهم اشدد أزري بأخي علي " فأجابه إلى ذلك ..الدر المنثور

ابن مردویہ، خطیب بغدادی، اور ابن عساکر نے حضرت اسماء بنت عمیس سے روایت کی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک پہاڑ کے مقابل میں کھڑے ہوکر یہ فرمایا اے اللہ ! میں تجھ سے وہی سوال کرتا ہوں جو میرے بھائی موسیٰ علیہ السلام نے کیا تھا کہ میرے سینہ کو کشادہ کر دے اور میرے کام کو آسان کر دے اور میری زبان کھول دے تاکہ لوگ میری بات اچھی طرح سمجھ لیں اور میرے اہلبیت میں سے میرے بھائی علیؑ کو میرا وزیر بنا اور اس کے ذریعہ سے میری پشت کو مضبوط بنا دے۔ اسی کو السلفی نے أبي جعفر محمد بن علیؑ سے روایت کیا۔ ..الدر المنثور

آية132

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلاَةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لاَ نَسْأَلُكَ رِزْقاً نَّحْنُ نَرْزُقُكَ وَ الْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ

وأخرج ابن مردويه وابن عساكر وابن النجار، عن أبي سعيد الخدري قال " :لما نزلت : وأمر أهلك بالصلاة : " كان النبي صلى الله عليه وسلم يجيء إلى باب عليّ صلاة الغداة ثمانية أشهر يقول :الصلاة رحم كم الله : إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيراً :] الأحزاب. 33 :ا ..الدر المنثور

ابن مردویہ ابن عسا کراور ابن نجار نے ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ آٹھ مہینے حضرت علیؑ کے دروازے پر جاتے اور یہ فرماتے: الصلاة رحم کم اللہ :إنما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس أھل البیت ویطھر کم تطھیراً۔
سورۃ الأحزاب:۳۳۔

سورۃ الانبیاء

آیۃ101

إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنَىٰ أُوْلَـٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ *

یروی أنّ علیاً رضی اللہ عنه قرأ هذه الآیة ثم قال :أنا منهم..،تفسیر الکشاف۔ الدر المنثور

ابن ابی حاتم اور ابن عدی اور ابن مردویہ نے نعمان بن بشیر سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ انا منهم، میں اُن ہی میں ہوں۔

سورۃ النور

آیۃ36

فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَن تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَ الْآصَالِ ۔

وأخرج ابن مردویه عن أنس بن مالک وبریدة قال :قرأ رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم هذه الآیة : فی بیوت أذن اللہ أن ترفع : فقام إلیه رجل فقال :أی بیوت هذه یا رسول اللہ؟ قال :بیوت الأنبیاء .فقام إلیه أبو بکر فقال :یا رسول اللہ هذا البیت منها؟ البیت علی وفاطمة قال :نعم .من أفاضلها ۔ تفسیر الدر المنثور،الثعلبی۔

انس بن مالک اور بریدہ سے ابن مردویہ نے یہ روایت لی ہے کہ جب یہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی تو ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! اس سے کون سے گھر مراد ہیں۔تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء کے گھر۔ یہ سُن کر حضرت ابوبکر اُٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ کے گھر کی طرف اشارہ کر کے پوچھا یا رسول اللہ! کیا یہ گھر بھی انھیں گھروں میں شامل ہیں؟۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں بلکہ اُن میں بھی سب سے افضل ہے۔

سورۃ الفرقان

آیۃ54

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَراً فَجَعَلَهُ نَسَباً وَصِهْراً وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيراً

آخرها أخبرنی أبو عبد اللہ القساینی قال أخبرنا أبو الحسن النصیبی القاضی قال أخبرنا أبو بکر السبیعی الحلبی قال حدثنا علی بن العباس المقانعی قال حدثنا جعفر بن محمد بن الحسین قال حدثنا محمد بن عمرو قال حدثنا حسین الأشقر قال حدثنا أبو قتیبة التیمی قال سمعت ابن سیرین یقول فی قول اللہ سبحانه وتعالی وهو الذی خلق من الماء بشرا فجعله نسبا وصهرا قال نزلت فی النبی صلی اللہ علیه وسلم وعلی بن أبی طالب زوج فاطمة علیا وهو ابن عمه وزوج ابنته فکان نسبا وصهرا .الثعلبی

یہ حضرت رسول اللہ ﷺ اور حضرت علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی جو رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی اور اُن کی بیٹی حضرت فاطمہؑ کے شوہر تھے۔ اس لئے جناب رسول اللہ ﷺ نسب اور صہر ہوئے۔ تفسیر الثعلبی

سورة الشعراء

آية214

وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الأَقْرَبِينَ

وأنذر عشيرتک الأقربين"، روى محمد بن إسحاق، عن عبد الغفار بن القاسم، عن المنهال بن عمرو، عن عبد الله بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبد المطلب، عن عبد الله بن عباس، عن على بن أبي طالب .قال :لما نزلت هذه الآية على رسول الله صلى الله عليه وسلم" :وأنذر عشيرتک الأقربين"، دعانى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال :يا على إن الله يأمرنى أن أنذر عشيرتى عليها جائنى جبريل، فقال لي :يا محمد إلا تفعل ما تؤمر يعذبک ربک، فاصنع لنا صاعاً من طعام واجعل عليه رجل شاة، واملأ لنا عساً من لبن، ثم اجمع لي بنى عبد المطلب حتى أبلغهم ما أمرت به .قال على رضى الله عنه :ففعلت ما أمرنى به رسول الله صلى الله عليه وسلم، ثم دعوتهم له، وهم يومئذ أربعون رجلاً، يزيدون رجلاً أو ينقصونه، فيهم أعمامه :أبو طالب، وحمزة، والعباس، وأبو لهب، فلما اجتمعوا إليه دعانى بالطعام الذى صنعته فجئت به، فلما وضعته تناول رسول الله صلى الله عليه وسلم جذبة من اللحم، فشقها بأسنانه ثم ألقاها فى نواحى الصحفة، ثم قال :خذوا باسم الله، فأكل القوم حتى مالهم بشيء حاجة، وايم الله إن كان الرجل الواحد منهم ليأكل مثل ما قدمت لجميعهم :ثم قال :اسق القوم فجئتهم بذلک العس، فشربوا حتى رووا جميعاً، وايم الله إن كان الرجل الواحد منهم ليشرب مثله .فلما أراد رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يكلمهم بدره أبو لهب فقال :سحركم صاحبكم، فتفرق القوم ولم يكلمهم رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال الغد :يا على إن هذا الرجل قد سبقنى إلى ما سمعت من القوم فتفرق القوم قبل أن أكلمهم، فعد لنا من الطعام بمثل ما صنعت ثم اجمعهم، ففعلت ثم جمعتهم فدعانى بالطعام فقربته، ففعل كما فعل بالأمس، فأكلوا وشربوا ثم تكلم رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: يا بنى عبد المطلب إنى قد جئتكم بخيرى الدنيا والآخرة .وقد أمرنى الله تعالى أن أدعوكم إليه، فأيكم يوازرنى على أمرى هذا؟ ويكون أخي ووصيتى وخليفتى فيكم، فأحجم القوم عنها جميعاً، فقلت- وأنا أحدثهم سناً -أنا يا نبى الله أكون وزيرک عليه .قال :فأخذ برقبتى ثم قال: إن هذا أخي ووصيي وخليفتى فيكم، فاسمعوا له وأطيعوا، فقام القوم يضحكون، ويقولون لأبى طالب :قد أمرک أن تسمع لعلى وتطيع۔.المعالم التنزيل البغوى: تفسير الدر المنثور,

صحيح البخارى كتاب التفسير (ورهطک منهم المخلصين)

صاحب تفسیر معالم التنزیل علامہ بغوی نے اس آیت کی شان نزول میں یہ روایت ابن عباس سے کہ فرمایا ابن عباسؓ نے: مجھ سے حضرت علیؑ نے بیان کیا کہ جب آیت نازل ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اللہ کا ایسا حکم ہے مگر میں جانتا تھا کہ ان لوگوں کو اس حکم کے سنانے سے سوائے رنج کوئی فائدہ نہیں اس لئے میں ساکت رہا مگر یہ حکم دوبارہ سختی کے ساتھ آیا۔ لہذا اس حکم کے بجالانے کے لئے تم (حضرت علیؑ) روٹی اور گوشت، دودھ کا انتظام کرو۔ جب شام ہوئی تو آپ ﷺ نے قریش سے عباس، ابوطالب، حمزہ اور ابولھب ایسے چالیس آدمیوں کو بلا بھیجا اور یہ کھانا اُن

کے سامنے رکھا گیا۔آپ ﷺ نے اس کھانے کو اپنا دست کرم لگایا اس کے بعد سب کھانے لگے۔ پھر جب کھا کر سیر ہو گئے۔حالانکہ مقدار میں یہ کھانا بظاہر صرف ایک آدمی کی غذا سے زیادہ نہ تھا۔جب سب کھا چکے تو آنحضرت ﷺ نے چاہا کہ کچھ کہیں مگر ابولہب نے بات کاٹ کر حضرت علیؑ سے کہا تمھارے صاحب نے جادو کیا ہے۔ چنانچہ سب لوگ چلے گئے۔دوسرے دن مجھے (حضرت علیؑ کو) کھانے کا انتظام کرنے کے لئے فرمایا۔چنانچہ حسب سابقہ لوگ آئے اور کھانا کھا چکنے کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اے فرزند عبد مناف میں تمھارے پاس دنیا اور آخرت کی نیکی لیکر آیا ہوں اور یہ ایسی خبر ہے کہ اس قبل کوئی ایسی خبر نہیں لے آیا۔ مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ تمھیں اس کی طرف دعوت دوں تو تم میں سے کون ہے جو میرا وزیر بنے اور میرے کام میں میری مدد کرے تاکہ وہ میرا بھائی، میرا وصی اور میرا خلیفہ تمھارے درمیان میں ہو، جب کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔تو حضرت علیؑ فرماتے ہیں: میں اُٹھا اور عرض کی یا رسول اللہ۔اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا اور بجز حضرت علیؑ کے کوئی نہ اُٹھا اور نہ کسی نے جواب دیا۔تب حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم ہی میرے وزیر اور میرے وصی میرے بھائی اور میرا خلیفہ ہو۔ یہ روایت الدر المنثور نے باختلاف الفاظ مفسرین کے علاوہ مسند احمد بن حنبل ؛ کنز العمال ؛ ابن عساکر؛ تاریخ طبری میں مذکور ہے۔صحیح بخاری کتاب التفسیر میں ہے کہ ابن عباسؓ آیت وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ کے بعد ورهطك منهم المخلصين پڑھتے تھے۔

سورة السجدة

آية18

أَفَمَن كَانَ مُؤْمِناً كَمَن كَانَ فَاسِقاً لَّا يَسْتَوُونَ

الآية نزلت في علي بن أبي طالب والوليد بن عقبة بن أبي معيط أخي عثمان لأمه وذلك أنه كان بينهما تنازع وكلام في شيء فقال الوليد لعلي أسكت فإنك صبي وأنا والله أبسط منك لسانا وأحد منك سنانا وأشجع جنانا وأملأ منك حشوا في الكتيبة فقال له علي اسكت فإنك فاسق فأنزل الله عز وجل أفمن كان مؤمنا كمن كان فاسقا لا يستوون ولم يقل يستويان لأنه لم يرد بالمؤمن مؤمنا واحدا وبالفاسق فاسقا واحدا وإنما أراد جميع الفساق وجميع المؤمنين .الثعلبي ,كشاف ,الدر المنثور

یہ آیت نازل ہوئی اس وقت جب حضرت علیؑ میں اور ولید بن عقبہ جو حضرت عثمان کا ماں کے طرف سے بھائی تھا اس بات پر تکرار ہوئی کے کون افضل ہے۔ولید بن عقبہ نے کہا یا علیؑ تم ابھی بچے ہو میں تم سے زیادہ شجاع، اور بہتر نیزہ باز وغیرہ وغیرہ ہوں۔تو حضرت علیؑ نے اُس کہا: چپ رہ کہ تو فاسق ہے۔ اُس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ جس کا ذکر مفسرین میں سے الثعلبی , کشاف, الدر المنثور نے کیا ہے۔

سورة الاحزاب

آية25

وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُواْ بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُواْ خَيْراً وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللَّهُ قَوِيّاً عَزِيزاً

وأخرج ابن أبي حاتم وابن مردويه وابن عساكر عن ابن مسعود رضي الله عنه أنه كان يقرأ هذا الحرف : وكفى الله المؤمنين القتال[بعلي بن أبي طالب].

الدر المنثور؛ تفسير قرطبي؛.مجمع البيان الطبرسي,؛ النكت والعيون تفسير الماوردي,؛ تفسير القرآن ابن عبد سلام.

ابن ابی حاتم وابن مردویہ وابن عسا کرنے عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ اس آیت کو ہم بزمانہ رسول اللہ ﷺ یوں پڑھتے تھے وكفى الله المؤمنين القتال بعلى بن أبى طالب۔

آیة33

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلاَ تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ ا لْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ الصَّلاَةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ ا للَّهَ وَرَسُولَهُ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ ا لرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً.

أخرج عبد بن حميد وابن المنذر عن محمد بن سيرين قال :نبئت أنه قيل لسودة زوج النبى صلى الله عليه وسلم رضى الله عنها: ما لک لا تَحُجِّين، ولا تعتمرين كما يفعل أخواتک؟ !فقالت :قد حججت، واعتمرت، وأمرنى الله أن أقر فى بيتى، فوالله لا أخرج من بيتى حتى أموت قال :فوالله ما خرجت من باب حجرتها حتى أخرجت بجنازتها.

وأخرج ابن أبى شيبة وابن سعد وعبد الله بن أحمد فى زوائد الزهد وابن المنذر عن مسروق رضى الله عنه قال :كانت عائشة رضى الله عنها إذا قرأت : وقرن فى بيوتكن : بكت حتى تبل خمارها.

حضرت عائشہ جب اس آیت کو بعد جنگ جمل جب بھی پڑھتی تھیں تو اتنا روتی تھیں کہ آنسوؤں سے چادر تر ہوجاتی تھی۔

الدر المنثور، تفسير قرطبى، تفسير فتح القدير، طبقات ابن سعد۔ وغيره

وأخرج أحمد عن أبى هريرة رضى الله عنه " أن النبى صلى الله عليه وسلم قال لنسائه عام حجة الودا ع هذه، ثم ظهور الحصر قال :فكان كلهن يحجن إلا زينب بنت جحش، وسودة بنت زمعة، وكانتا تقولان :والله لا تحركنا دابة بعد أن سمعنا ذلک من رسول الله صلى الله عليه وسلم ."

وأخرج ابن أبى حاتم عن أم نائلة رضى الله عنها قالت :جاء أبو برزة فلم يجد أم ولده فى البيت، وقالوا ذهبت إلى المسجد، فلما جائت صاح بها فقال :ان الله نهى النساء أن يخرجن، وأمرهن يقرن فى بيوتهن، ولا يتبعن جنازة، ولا يأتين مسجداً، ولا يشهدن جمعة.

اللہ نے منع کیا تھا ازواج رسولؐ کو باہر نکلنے کے لئے اور تاکید کی تھی گھر میں رہیں اس سے باہر نہ آئیں۔ نہ تشیع جنازہ کے لئے، نہ ہی وہ مسجد میں آئیں اور نہ ہی نماز جمعہ میں شریک ہوں۔

أخبرنا أبو سعيد أحمد بن محمد الحميدى، أخبرنا عبد الله الحافظ، أخبرنا أبو العباس محمد بن يعقوب حدثنا الحسن بن مكرم، أخبرنا عثمان بن عمر، أخبرنا عبد الرحمن بن عبد الله بن دينار، عن شريک بن أبى نمر، عن عطاء بن يسار، عن أم سلمة قالت :فى بيتى أنزلت :: إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ ا لرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ : ، قالت " :فأرسل رسولُ الله صلى الله عليه وسلم إلى فاطمة وعلى والحسن والحسين، فقال» :هؤلاء أهل بيتى«، قالت :فقلت يا رسول الله أمَا أنا من أهل البيت؟ قال» :بلى إن شاء الله ." «قال زيد بن أرقم :أهل بيته مَنْ حُرِمَ الصدقةُ عليه بعده، آل على وآل عقيل وآل جعفر وآل عباس.

تفسير معالم التنزيل البغوى ؛تفسير الثعلبى ؛ تفسير الكبير.

مکمل دلائل کہ اہلبیت سے مراد حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام ہیں۔

آیة53

وَمَا كَانَ لَكُمْ أَن تؤْذُواْ رَسُولَ اللَّهِ وَلاَ أَن تَنكِحُواْ أَزْوَاجَهُ مِن بَعْدِهِ أَبَداً إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِندَ اللَّهِ عَظِيماً

وأخرج ابن مردويه عن ابن عباس رضي الله عنهما قال :قال رجل :لئن مات محمد صلى الله عليه وسلم لأتزوجن عائشة .فأنزل الله : وما كان لكم أن تؤذوا رسول الله.....

وأخرج ابن جرير وابن أبي حاتم عن عبد الرحمن بن زيد بن أسلم قال :بلغ النبي صلى الله عليه وسلم أن رجلاً يقول :إن توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم تزوجت فلانة من بعده، فكان ذلک يؤذی النبی صلى الله عليه وسلم، فنزل القرآن : وما كان لكم أن تؤذوا رسول الله. ...

وأخرج ابن أبي حاتم عن السدي رضي الله عنه قال :بلغنا أن طلحة بن عبيد الله قال :أيحجبنا محمد عن بنات عمنا، ويتزوج نسائنا من بعدنا، لئن حدث به حدث لنتزوجن نسائه من بعده .فنزلت هذه الآية.

مختلف رواۃ سے یہ مذکور ہے کہ جب آیت حجاب نازل ہوئی تو طلحہ نے یہ کہا تھا کہ: یہ تو اندھیر ہے کہ ہم اپنی چچازادیوں سے بھی پردہ کریں۔ اگر رسول اللہ ﷺ وفات پائیں گے تو میں عائشہ سے نکاح کروں گا۔ اس بات کا جب رسول اللہ ﷺ کو علم ہوا اور آپ کو اس بات سے اذیت ہوئی۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی کہ تمھارے لئے جائز نہیں کہ تم اللہ کے رسول کو اذیت دو اور نہ یہ جائز ہے کہ تم اُن کے بعد کبھی بھی اُن کی بی بیوں سے نکاح کرو۔ بے شک یہ اللہ کے نزدیک بڑا عظیم گناہ ہے۔

وأخرج عبد الرزاق وعبد بن حميد وابن المنذر عن قتادة رضي الله عنه قال :قال طلحة بن عبيد الله :لو قبض النبي صلى الله عليه وسلم تزوجت عائشة رضي الله عنها .فنزلت : وما كان لكم أن تؤذوا رسول الله...

وأخرج ابن سعد عن أبي بكر بن محمد بن عمرو بن حزم في قوله وما كان لكم أن تؤذوا رسول الله ..قال :نزلت في طلحة بن عبيد الله لأنه قال :إذا توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم تزوجت عائشة رضي الله عنها.

الدر المنثور؛تفسير الكبير رازی؛المعالم التنزيل البغوی۔

آیة56

إِنَّ اللَّهَ وَمَلاۤئِكَـتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى ا لنَّبِيِّ يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ صَلُّواْ عَلَيْهِ وَسَلِّمُواْ تَسْلِيماً

"اللَّهم صلّ على آل أبي أوفى " ولكن للعلماء تفصيلاً في ذلک :وهو أنها إن كانت على سبيل التبع كقولک :صلى الله على النبيّ وآله، فلا كلام فيها .وأما إذا أفرد غيره من أهل البيت بالصلاة كما يفرد هو، فمكروه، لأن ذلک صار شعاراً لذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولأنه يؤدي إلى الاتهام بالرفض.تفسير كشاف الزمخشری

علامہ زمخشری اپنی تفسیر کشاف میں لکھتے ہیں کہ علماء اس وجہ سے پسند نہیں کرتے کہ شیعوں نے اپنے ائمہ پر صلوٰۃ بھیجنا کا شعار قرار دے لیا ہے تو ایسا نہ ہو کہ ہم بھی رفض سے متہم ہو جائیں۔

آیۃ57

: إِنَّ ا لَّذِينَ يُؤْذُونَ ا للَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ ا للَّهُ فِى الدُّنْيَا وَ لآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَاباً مُّهِيناً : * : وَ الَّذِينَ يُؤْذُونَ ا لْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُواْ فَقَدِ ا حْتَمَلُواْ بُهْتَاناً وَإِثْماً مُّبِيناً

وقيل :نزلت في ناس من المنافقين يؤذون علياً رضى الله عنه ويسمعونه .تفسير الكشاف زمخشرى؛.الثعلبى.

یہ اس لئے نازل ہوئی کہ منافقین رسول اللہ ﷺ کو حضرت علیؑ کے بابت اذیت دیتے تھے۔

وأخرج الحاكم عن ابن أبي مليكة قال :جاء رجل من أهل الشام، فسب علياً رضى الله عنه عند ابن عباس رضى الله عنهما، فحصبه ابن عباس رضى الله عنهما وقال :يا عدوّ الله آذيت رسول الله إن الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والآخرة. لو كان رسول الله صلى الله عليه وسلم حياً لآذتيه.الدر المنثور

حاکم نے ابن ابی ملیکہ سے نقل کیا کہ ایک شخص شام کا رہنے والا حضرت علیؑ پر لعنت کر رہا تھا جب حضرت ابن عباسؓ کو اس کا علم ہوا تو آپ اُس کے پاس آئے اور کہا اے دشمن خدا اور رسول تو نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی اور جس نے اللہ اور اُس کے رسولؐ کو اذیت اس پر اللہ کی لعنت اس دنیا اور آخرت میں اور ابن عباسؓ نے اس آیت کی تلاوت کی۔

سورة الصافات

آیۃ130

: سَلاَمٌ عَلَىٰ إِلْ يَاسِينَ : * : إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِى ا لْمُحْسِنِينَ : * : إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ

(آل ياسين آل محمد صلى الله عليه وسلم .تفسير رازى

وأخرج ابن أبي حاتم والطبراني وابن مردويه عن ابن عباس رضى الله عنهما في قوله : سلام على إل ياسين : قال :نحن آل محمد : إل ياسين : .الدر المنثور

فمن قرأ آل ياسين بالمد فإنه أراد آل محمد .الثعلبى

تمام مذکور مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ آل یاسین سے مراد آل محمد ﷺ و آلہ ہیں۔

سورة الزمر

آیۃ33

وَا لَّذِى جَآءَ بِا لصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُوْلَـٰئِكَ هُمُ ا لْمُتَّقُونَ *

وأخرج ابن مردويه عن أبى هريرة " : والذى جاء بالصدق : قال :رسول الله صلى الله عليه وسلم : وصدق به : قال :على بن أبى طالب رضى الله عنه." الدر المنثور

ابن مردویہ نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا کہ جس نے تصدیق کے ہے سے علیؑ ابن ابی طالب مراد ہیں۔

سورة الشورى

آية23

قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْراً إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ وَمَن يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْناً إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ شَكُورٌ .

نقل صاحب »الكشاف :«عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال " :من مات على حب آل محمد مات شهيداً ألا ومن مات على حب آل محمد مات مغفوراً له، ألا ومن مات على حب آل محمد مات تائباً، ألا ومن مات على حب آل محمد مات مؤمناً مستكمل الإيمان، ألا ومن مات على حب آل محمد بشره ملك الموت بالجنّة ثم منكر ونكير، ألا ومن مات على حب آل محمد يزف إلى الجنّة كما تزف العروس إلى بيت زوجها، ألا ومن مات على حب آل محمد فتح له في قبره بابان إلى الجنّة، ألا ومن مات على حب آل محمد جعل الله قبره مزار ملائكة الرحمة، ألا ومن مات على حب آل محمد مات على السنة والجماعة، ألا ومن مات على بغض آل محمد جاء يوم القيامة مكتوباً بين عينيه آيس من رحمة الله، ألا ومن مات على بغض آل محمد مات كافراً، ألا ومن مات على بغض آل محمد لم يشم رائحة الجنة"

هذا هو الذي رواه صاحب »الكشاف«، وأنا أقول :آل محمد صلى الله عليه وسلم هم الذين يؤول أمرهم إليه فكل من كان أمرهم إليه أشد وأكمل كانوا هم الآل، ولا شك أن فاطمة وعلياً والحسن والحسين كان التعلق بينهم وبين رسول الله صلى الله عليه وسلم أشد التعلقات وهذا كالمعلوم بالنقل المتواتر فوجب أن يكونوا هم الآل، وأيضاً اختلف الناس في الآل فقيل هم الأقارب وقيل هم أمته، فإن حملناه على القرابة فهم الآل، وإن حملناه على الأمة الذين قبلوا دعوته فهم أيضاً آل فثبت أن على جميع التقديرات هم الآل، وأما غيرهم فهل يدخلون تحت لفظ الآل؟ فمختلف فيه .وروى صاحب »الكشاف «أنه لما نزلت هذه الآية قيل يا رسول الله من قرابتك هؤلاء الذين وجبت علينا مودتهم؟ فقال علي وفاطمة وابناهما، فثبت أن هؤلاء الأربعة أقارب النبي صلى الله عليه وسلم وإذا ثبت هذا وجب أن يكونوا مخصوصين بمزيد التعظيم ويدل عليه وجوه :الأول :قوله تعالى: : إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ : ووجه الاستدلال به ما سبق الثاني :لا شك أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يحب فاطمة عليها السلام قال صلى الله عليه وسلم " :فاطمة بضعة مني يؤذيني ما يؤذيها " وثبت بالنقل المتواتر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه كان يحب علياً والحسن والحسين وإذا ثبت ذلك وجب على كل الأمة مثله لقوله: وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ .

فرمایارسول اللہ ﷺ وآلہ نے: جوشخص آل محمدؐ کی محبت پر مرجائے وہ شہید مرتا ہے جوشخص آل محمدؐ کی محبت پر مرے وہ مغفور ہے اور جوآل محمدؐ کی محبت میں مرے وہ ایسا جیسے وہ توبہ کر کے مرا۔اور جوآل محمد کی محبت میں مرے وہ کامل الایمان مرااور جوآل محمد کی محبت میں مرے اُس کو ملک الموت اور منکرونکیر بہشت کی خوش خبری دیتے ہیں،اور جوآل محمد کی محبت پر مراوہ بہشت میں اس طرح بھیجا جائے گا جیسے دلہن اپنے شوہر کے گھر۔اور جوآل محمد کی محبت پر اُس کی قبر کوخدا رحمت کے فرشتوں کی زیارت گاہ بنادیتا ہےاور جوآل محمد کی محبت میں مرے وہ سنت والجماعت کی موت مرا۔اور جوآل محمد کی دشمنی پر مرا قیامت کے دن اُس کی پیشانی پر لکھا ہوگا کہ یہ اللہ کی رحمت سے دور ہے،اور یادرکھو جوکہ آل محمد کی دشمنی پر مراوہ کافر ہے۔اور جوآل محمد کی دشمنی پر مراوہ بوئے جنت نہیں سونگھ سکتا۔پھرلوگوں نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ وآلہ جن کی محبت اللہ نے واجب کی ہے وہ کون ہیں؟۔فرمایا: علیؑ فاطمہؑ اور اُن کے فرزند حسن اور حسین (علیہما السلام)۔پھر فرمایا جو میرے اہلبیت پرظلم کرے اور مجھ کو میرے اہل بیت کے بارے میں اذیت دے اُس پر بہشت حرام ہے۔تفسیر کشاف،تفسیر کبیر رازی،الدر المنثور۔اور دلیل میں صاحب تفسیر کشاف زمخشری نے ذیل کی آیات پیش کی۔

الأعراف158 :۔ ولقوله تعالى:فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ

النور 63 :ولقوله:قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ :

آل عمران 31 :ولقوله سبحانه: لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ :
الأحزاب :: 21 :أن الدعاء للآل منصب عظيم ولذلک جعل هذا الدعاء خاتمة التشهد فی الصلاة وهو قوله اللّهم صلِّ علی محمد وعلی آل محمد وارحم محمداً وآل محمد، وهذا التعظيم لم يوجد فی حق غير الآل، فکل ذلک يدل علی أن حب آل محمد واجب،

وقال الشافعی رضی الله عنه:تاريخ مدينة دمشق ج ۵۱ ص ۳۱۷۔

يا راكباً قف بالمحصب من منى
واهتف بقاعد خيفها والناهض
سحراً إذا فاض الحجيج إلي من
فيضاً كملتطم الفرات الفائض
لو كان رفضاً حب آل محمد
فليشهد الثقلان أني رافضي

سورة الزخرف

آية41

فَإِمَّا نَذْهَبَنَّ بِکَ فَإِنَّا مِنْهُم مُّنتَقِمُونَ *

وأخرج ابن مردويه من طريق محمد بن مروان، عن الكلبي، عن أبي صالح، عن جابر بن عبد الله " :عن النبي صلى الله عليه وسلم فی قوله : فإما نذهبن بک فإنا منهم منتقمون : نزلت فی علی بن أبی طالب، أنه ينتقم من الناكثين والقاسطين بعدی."

الدر المنثور

ابن مردویہ نے سلسلے رواۃ مذکور کے حضرت جابرؓ ابن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ یہ آیت علی ابن ابی طالب کی شان میں نازل ہوئی کیونکہ وہ میرے بعد ناکثین (جمل میں بیعت کرکے بیعت توڑ دی)،اورقاسطین (صفین) سے لڑیں گے۔الدر المنثور

آية45

وَاسْئَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِکَ مِن رُّسُلِنَآ أَجَعَلْنَا مِن دُونِ ا لرَّحْمَنِ آلِهَةً يُعْبَدُونَ

أخبرنا الحسين بن محمد الدينوری حدثنا أبو الفتح محمد بن الحسين بن محمد بن الحسين الأزدی الموصلی حدثنا عبد الله بن محمد بن غزوان البغدادی حدثنا علی بن جابر حدثنا محمد بن خالد بن عبد الله ومحمد بن إسماعيل قالا حدثنا محمد بن فضل عن محمد ابن سوقة عن إبراهيم عن علقمة عن عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أتانی ملک فقال يامحمد واسأل من أرسلنا من قبلک من رسلنا علی ما بعثوا قال قلت علی ما بعثوا قال علی ولايتک وولاية علی بن أبی طالب

.الثعلبی

فرمایا رسول اللہ ﷺ وآلہ نے کہ شب معراج میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور اُس نے پوچھا کہ آپ سے قبل جو انبیاء آے تھے اُن سے یہ پوچھئے کہ وہ لوگ

کس عہد و پیماں پر بھیجے گئے تھے۔ آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اُن پیغمبروں سے پوچھا اُن لوگوں نے جواب دیا کہ آپ کی رسالت اور علی ابن ابی طالب کی ولایت کے عہد پر بھیجے گئے تھے۔ تفسیر الثعلبی۔

سورة محمد

آية29

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ أَن لَّن يُخْرِجَ اللَّهُ أَضْغَانَهُمْ

وأخرج ابن مردويه وابن عساكر عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه في قوله :ولتعرفنهم في لحن القول : قال :ببغضهم علي بن أبي طالب.

وأخرج ابن مردويه عن ابن مسعود رضي الله عنه قال :ما كنا نعرف المنافقين على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم إلا ببغضهم علي بن أبي طالب.الدر المنثور

ابن مردویہ اور ابن عساکر نے ابوسعید خدریؓ سے اس آیت کے بارے میں روایت کی ہے کہ فرمایا: تم علیؑ کے بغض سے اُن لوگوں کو پہچان لو گے۔ پھر عبداللہؓ ابن مسعود سے روایت ہے کہ ہم منافقین کو صرف علیؑ کی دشمنی سے پہچانتے تھے۔ الدر المنثور

سورة النجم

آية1

: وَ النَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ : * : مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ : * : وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ : * : إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ :

وأخرج ابن مردويه عن أبي الحمراء وحبة العرني قالا " :أمر رسول الله صلى الله عليه وسلم أن تسد الأبواب التي في المسجد، فشق عليهم، قال حبة :إني لأنظر إلى حمزة بن عبد المطلب وهو تحت قطيفة حمراء وعيناه تذرفان، وهو يقول :أخرجت عمك وأبا بكر وعمر والعباس، وأسكنت ابن عمك؟ فقال رجل يومئذ :ما يألوا يرفع ابن عمه، قال :فعلم رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قد شق عليهم، فدعا الصلاة جامعة، فلما اجتمعوا صعد المنبر فلم يسمع لرسول الله صلى الله عليه وسلم خطبة قط كان أبلغ منها تمجيداً وتوحيداً، فلما فرغ قال:يا أيها الناس ما أنا سددتها ولا أنا فتحتها ولا أنا أخرجتكم وأسكنته، ثم قرأ : والنجم إذا هوى ما ضلّ صاحبكم وما غوى وما ينطق عن الهوى إن هو إلا وحي يوحى :.الدر المنثور

ابن مردویہ نے أبي الحمراء اور حبة العرني سے روایت کی ہے کہ حکم دیا رسول اللہ ﷺ وآلہ نے کہ سوائے حضرت علیؑ جتنے دروازے مسجد نبی میں تھے سب بند کر دئے جائیں۔ یہ حکم سب پر گراں گذرا۔ حبہ کہتے ہیں کہ: میں یہ دیکھ رہا تھا حضرت حمزہؓ سرخ چادر اوڑھے ہوئے لیٹے تھے اور اُن کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور کہہ رہے تھے : تم نے اپنے چچا کو اور ابوبکر وعمر اور عباس کو تو نکال دیا مگر اپنے چچازاد بھائی علیؑ کو جگہ دی۔ اس پر ایک شخص بولا کہ رسولؐ نے اپنے چچازاد بھائی کا درجہ بلند کرنا چاہا۔ یہ خبر جب آنحضرت ﷺ وآلہ کو پہنچی تو آپ نے سب لوگوں کو جمع کیا اور منبر پر تشریف لے گئے اور ایسا فصیح و بلیغ خطبہ دیا جیسا کبھی کسی نے نہیں سُنا۔ جب خطبہ ختم ہوا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا ایہا الناس! میں نے اپنے مرضی سے دروازے نہیں بند کئے اور نہ تم لوگوں کو اپنی مرضی سے نکالا اس کے بعد آپؐ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی۔ الدر المنثور

سورة الرحمن

آية.19

: مَرَجَ ا لْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ : * : بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ : * : فَبِأَيِّ آلا ءِ رَبِّكُمَا تكَذِّبَانِ : * : يَخْرُجُ مِنْهُمَا الُّلؤْلؤُ وَالمَرْجَانُ : * : فَبِأَيِّ آلاَءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ :

وأخرج ابن مردويه عن ابن عباس في قوله : مرج البحرين يلتقيان : قال عليّ وفاطمة : بينهما برزخ لا يبغيان : قال :النبي صلى الله عليه وسلم " : يخرج منهما اللؤلؤ والمرجان : قال :الحسن والحسين ."

ابن مردویہ نے ابن عباسؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ وآلہ نے دونوں دریا علیؑ وفاطمہؑ ہیں اور جد(برزخ) رسول اللہؐ ہیں اور موتی اور مرجان حسنؑ اور حسینؑ۔

وأخرج ابن مردويه عن أنس بن مالک في قوله : مرج البحرين يلتقيان : قال :عليّ وفاطمة : يخرج منهما اللؤلؤ والمرجان : قال :الحسن والحسين.الدر المنثور

اس روایت کوانس ابن مالک سے ہے کہ دریا سے مراد حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ ہیں اور موتی اور مرجان سے مراد امام حسنؑ اور امام حسینؑ علیہما السلام ہیں۔

سورة الواقعة

آية ـ10

: وَ السَّابِقُونَ ا لسَّابِقُونَ

وأخرج ابن أبي حاتم وابن مردويه عن ابن عباس رضي الله عنهما في قوله :: والسابقون السابقون : قال :يوشع بن نون سبق إلى موسى ومؤمن آل يس سبق إلى عيسى وعلي بن أبي طالب رضي الله عنه سبق إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم.

وأخرج ابن مردويه عن ابن عباس في قوله :: والسابقون السابقون : قال :نزلت في حزقيل مؤمن آل فرعون، وحبيب النجار الذي ذكر في يس، وعلي بن أبي طالب، وكل رجل منهم سابق أمته، وعليّ أفضلهم سبقاً .الدر المنثور.

ابن مردویہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ سابقین سے تین ہیں حضرت یوشع بن نون، ومومن آل یاسین، اور حضرت علیؑ ابن ابی طالب۔ دوسری روایت سے حزقیل مومن آل فرعون، حبیب النجار اور حضرت علیؑ ابن ابی طالب اور اُن سب میں افضل حضرت علیؑ ہیں۔ .الدر المنثور

المجادلة

آية ـ12

يأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُواْ بَيْنَ يَدَىْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً ذَلِکَ خَيْرٌ لَّکُمْ وَأَطْهَرُ فَإِن لَّمْ تَجِدُواْ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

قال مجاهد :نهوا عن المناجاة حتى يتصدقوا, فلم يناجه إلا علي رضي الله عنه ,تصدق بدينار وناجاه، ثم نزلت الرخصة فكان علي رضي الله عنه يقول :آية في كتاب الله لم يعمل بها أحد قبلي ولا يعمل بها أحد بعدي وهي آية المناجاة.

وروى عن علي رضي الله عنه قال :لما نزلت هذه الآية دعاني رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال :أما ترى ديناراً؟ قلت :لا

يطيقونه، قال :فكم قلت :حبة أو شعيرة، قال :إنك لزهيد ,فنزلت ::أأشفقتم أن تُقَدِّمُواْ بَيْنَ يَدَىْ نَجْوَىٰكُمْ صَدَقَٰتٍ : ، قال على رضى الله تعالى عنه :فبى قد خفف الله عن هذه الأمة .معالم التنزيل

وأخرج سعيد بن منصور وابن راهويه وابن أبى شيبة وعبد بن حميد وابن المنذر وابن أبى حاتم وابن مردويه والحاكم وصححه عن علىّ قال :إن فى كتاب الله لآية ما عمل بها أحد قبلى، ولا يعمل بها أحد بعدى آية النجوى : يا أيها الذين آمنوا إذا ناجيتم الرسول فقدموا بين يدى نجواكم صدقة : كان عندى دينار فبعته بعشرة دراهم، فكنت كلما ناجيت النبى صلى الله عليه وسلم قدمت بين يدى درهماً، ثم نسخت فلم يعمل بها أحد فنزلت : أأشفقتم أن تقدموا بين يدى نجواكم صدقات : الآية.

وأخرج عبد بن حميد وابن المنذر وابن أبى حاتم عن مجاهد قال :نهوا عن مناجاة النبى صلى الله عليه وسلم حتى يقدموا صدقة فلم يناجه إلا علىّ بن أبى طالب، فإنه قد قدم ديناراً فتصدق به، ثم ناجى النبى صلى الله عليه وسلم فسأله عن عشر خصال، ثم نزلت الرخصة.

وأخرج سعيد بن منصور عن مجاهد قال :كان من ناجى النبى صلى الله عليه وسلم تصدق بدينار، وكان أول من صنع ذلك على بن أبى طالب، ثم نزلت الرخصة : فإذ لم تفعلوا وتاب الله عليكم. الدر المنثور

المسألة الرابعة :روى عن على بن أبى طالب عليه السلام أنه قال :لما نزلت الآية دعانى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ": ما تقول فى دينار؟ " قلت :لا يطيقونه، قال " :كم؟ " قلت :حبة أو شعيرة، قال " :إنك لزهيد " والمعنى إنك قليل المال فقدرت على حسب حالك.۔تفسير الكبير رازى , كشاف

حضرت علیؑ فخراً فرماتے تھے کہ قرآن میں ایک ایسی آیت ہے جس پر مجھ سے قبل کسی نے عمل کیا اور نہ کوئی میرے بعد عمل کرے گا۔ وہ یہ آیت نجویٰ ہے۔

تفسير الكبير رازى؛تفسير كشاف؛ الثعلبى و؛ الدر المنثور

سورة التحريم

آية4

إِن تَتُوبَآ إِلَى للَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا وَإِن تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلاَهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلاَئِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ *

حدثنا أبو على المقرى حدثنا أبو القاسم بن الفضل حدثنا محمد بن يحيى بن أبى عمر حدثنا محمد بن جعفر بن محمد بن على بن حسين بن على بن أبى طالب حدثنى رجل ثقة يرفعه إلى على بن أبى طالب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فى قوله تعالى وصالح المؤمنين هو على بن أبى طالب .الثعلبى

وأخرج ابن أبى حاتم بسند ضعيف عن علىّ قال " :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فى قوله :: وصالح المؤمنين : قال " :هو علىّ بن أبى طالب . " "

وأخرج ابن مردويه عن أسماء بنت عميس " :سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول :وصالح المؤمنين قال " :علىّ بن أبى طالب . " "

وأخرج ابن مردويه وابن عساكر عن ابن عباس فى قوله :: وصالح المؤمنين : قال :هو علىّ بن أبى طالب۔ الدر المنثور

مفسرین نے لکھا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ وآلہ نے کہ صالح مومنین سے علیؑ ابی طالب مراد ہیں۔ الثعلبی، در المنثور،

سورة المعارج

آية ۔1

سَأَلَ سَآئِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ *

وغير عقبه بن أبي معيط وهذا قول ابن عباس ومجاهد وسئل سفيان بن عيينة عن قول الله سبحانه سأل سائل فيمن نزلت فقال لقد سألتني عن مسألة ما سألني أحد قبلك حدثني أبي عن جعفر بن محمد عن آبائه فقال لما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم بغدير خم نادى بالناس فاجتمعوا فأخذ بيد علي فقال من كنت مولاه فعلي مولاه فشاع ذلك وطار في البلاد فبلغ ذلك الحارث بن النعمان الفهري فأتى رسول الله صلى الله عليه وسلم على ناقة له حتى أتى الأبطح فنزل عن ناقته وأناخها وعقلها ثم أتى النبي صلى الله عليه وسلم وهو في ملأ من أصحابه فقال يا محمد أمرتنا عن الله أن نشهد أن لا إله إلا الله وأنك رسول الله فقبلناه منك وأمرتنا أن نصلي خمسا فقبلناه منك وأمرتنا بالزكاة فقبلنا وأمرتنا بالحج فقبلنا وأمرتنا أن نصوم شهرا فقبلنا ثم لم ترض بهذا حتى رفعت بضبعي ابن عمك ففضلته علينا وقلت من كنت مولاه فعلي مولاه فهذا شيء منك أم من الله تعالى فقال والذي لا إله إلا هو هذا من الله فولي الحارث بن النعمان يريد راحلته وهو يقول اللهم إن كان ما يقوله حقا فأمطر علينا حجارة من السماء أو ائتنا بعذاب أليم فما وصل إليها حتى رماه الله بحجر فسقط على هامته وخرج من دبره فقتله وأنزل الله سبحانه سأل سائل بعذاب واقع للكافرين ليس له دافع ومن قرأ بغير همز فله وجهان أحدهما أنه لغة في السؤال تقول العرب سأل سائل وسأل سال مثل نال ينال وخاف يخاف والثاني أن يكون من السيل .الثعلبى

قاله ابن عباس ومجاهد .وقيل :إن السائل هنا هو الحارث بن النعمان والفِهْرِيّ .وذلك أنه لما بلغه قول النبيّ صلى الله عليه وسلم في عليّ رضي الله عنه " :مَنْ كنتُ مَوْلاَه فعليٌّ مولاه "ركب ناقته فجاء حتى أناخ راحلته بالأبطح ثم قال :يا محمد، أمرتنا عن الله أن نشهد أن لا إلٰه إلا الله وأنك رسول الله فقبلناه منك، وأن نصلّي خمساً فقبلناه منك، ونزكي أموالنا فقبلناه منك، وأن نصوم شهر رمضان في كل عام فقبلناه منك، وأن نَحُجّ فقبلناه منك، ثم لم ترض بهذا حتى فَضَّلْتَ ابن عمك علينا أفهذا شيء منك أم من الله؟ فقال النبيّ صلى الله عليه وسلم " :والله الذي لا إلٰه إلا هو ما هو إلا من الله " فولّى الحارث وهو يقول: اللهم إن كان ما يقول محمد حقاً فأمطر علينا حجارة من السماء أو ائتنا بعذاب أليم .فوالله ما وصل إلى ناقته حتى رماه الله بحجر فوقع على دماغه فخرج من دبره فقتله؛ تفسير الجامع الاحكام القرن . قرطبی

جب بحکم اللہ تعالی حضرت رسول اللہ ﷺ وآلہ نے غدیر خم میں حضرت علیؑ کو اپنا خلیفہ نامزد کیا تو یہ خبر سُن کر حارث بن نعمان فہری مدینہ آیا اور اپنے اونٹ کو باندھا اور رسول اللہ کی خدمت میں آیا جب کہ آپؐ اصحاب کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اور اُس نے آنخضرتؐ کو مخاطب کر کے کہا: اے محمدؐ! تم نے اللہ کی توحید کے لئے کہا ہم نے مان لیا، نماز پڑھنے کہا ہم نے نماز پڑھی، روزہ رکھنے کہا ہم نے روزہ رکھا، حج کرنے کہا ہم نے حج کیا اس پر بھی تم کو تسکین نہیں ہوئی اب تم ہم پر اپنے چچازاد بھائی کو حاکم مقرر کرنا چاہتے ہو۔ کیا یہ تم اپنی خواہش سے کر رہے ہو یا یہ حکم بھی اللہ کی جانب سے ہے؟۔ آنخضرت ﷺ وآلہ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم کے سوائے اُس کے کوئی معبود نہیں یہ اللہ کی جانب سے ہے۔ یہ سُن کر حارث اُٹھا اور واپس پلٹ کر جاتے جاتے یہ کہا: اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے اے اللہ! تو آسمان سے کوئی عذاب نازل کر۔ حارث ابھی اپنی سواری تک بھی نہیں پہنچا تھا کہ آسمان سے ایک پتھر نازل ہوا

اوراُس کے سر پر گراجو اُس کے جسم سے ہوکر گرا۔مفسرین۔الثعلبی ، قرطبی، تفسیر ارشاد العقل سلیم ابو السعود۔

سورة الانسان (الدهر)

آیة8

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِيناً وَيَتِيماً وَأَسِيراً

لم يذكر أحد من أكابر المعتزلة، كأبى بكر الأصم وأبى على الجبائى وأبى القاسم الكعبى، وأبى مسلم الأصفهانى، والقاضى عبد الجبار بن أحمد فى تفسيرهم أن هذه الآيات نزلت فى حق على بن أبى طالب عليه السلام، والواحدى من أصحابنا ذكر فى كتاب »البسيط «أنها نزلت فى حق على عليه السلام، وصاحب »الكشاف «من المعتزلة ذكر هذه القصة، فروى عن ابن عباس رضى الله عنهما» :أن الحسن والحسين عليهما السلام مرضا فعادهما رسول الله صلى الله عليه وسلم فى أناس معه، فقالوا :يا أبا الحسن لو نذرت على ولدك، فنذر على وفاطمة وفضة جارية لهما، إن شفاهما الله تعالى أن يصوموا ثلاثة أيام فشفيا وما معهم شيء فاستقرض على من شمعون الخيبرى اليهودى ثلاثة أصوع من شعير فطحنت فاطمة صاعاً واختبزت خمسة أقراص على عددهم ووضعوها بين أيديهم ليفطروا، فوقف عليهم سائل فقال :السلام عليكم أهل بيت محمد، مسكين من مساكين المسلمين أطعمونى أطعمكم الله من موائد الجنة فآثروه وباتوا ولم يذوقوا إلا الماء وأصبحوا صائمين، فلما أمسوا ووضعوا الطعام بين أيديهم وقف عليهم يتيم فآثروه وجائهم أسير فى الثالثة، ففعلوا مثل ذلک فلما أصبحوا أخذ على عليه السلام بيد الحسن والحسين ودخلوا على الرسول عليه الصلاة والسلام، فلما أبصرهم وهم يرتعشون كالفراخ من شدة الجوع قال " :ما أشد ما يسوئنى ما أرى بكم " وقام فانطلق معهم فرأى فاطمة فى محرابها قد التصق بطنها بظهرها وغارت عيناها فسائه ذلک، فنزل جبريل عليه السلام وقال :خذها يا محمد هنّاک الله فى أهل بيتک فأقرأها السورة

هذه الآية مختصة بعلى بن أبى طالب عليه السلام، قالوا :المراد من قوله :: وَيُطْعِمُونَ لطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِيناً وَيَتِيماً وَأَسِيراً :

وہ ما رويناه أنه عليه السلام أطعم المسكين واليتيم والأسير.تفسیر کبیر رازی

وما يؤدّى إليه من الجوع والعرى بستانا فيه مأكل هنيّ، »وحريراً.«تفسیر الکشاف

وروى مجاهد وعطاء عن ابن عباس :أنها نزلت فى على بن أبى طالب رضى الله عنه، .المعالم التنزیل

القول تكون السورة مدنية وقد اختلف العلماء فى نزول هذه السورة فقال مجاهد وقتادة هى كلها مدنية .الثعلبی

وأخرج ابن مردويه عن ابن عباس فى قوله :: ويطعمون الطعام على حبه : الآية، قال :نزلت هذه الآية فى على بن أبى طالب وفاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم.الدر المنثور

اجلہ مفسرین نے اس آیت کہ شانِ نزول میں یہ لکھا کہ ایک دفعہ امام حسنؑ اورامام حسینؑ بیمار ہوگئے تو آنحضرت ﷺ وآلہ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ بہتر ہوتا تم صحت کے لئے کوئی نذر مان لو۔ چنانچہ حضرت علیؑ حضرت فاطمہؑ اورحضرت فضہؓ نے تین روزوں کی منت مانگ لی۔ اورجب حسنینؑ صحت یاب ہوگئے توحسب نذر حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ اورحضرت فضہؓ نے روزہ رکھا۔ جناب امیرؑ گیہوں لے آئے پانچ روٹیاں بنائی گئیں اورجب افطار کا وقت آیا تو ایک سائل نے سوال کیا کہ: میں ایک مسکین ہوں اللہ کے نام پر کچھ دو۔ تمام کی تمام روٹیاں اُس مسکین کو دیدی گئیں۔ اورسب کے سب نے پانی سے افطار

کیا۔دوسرے دن بھی حضرت علیؑ گیہوں لے آئے پانچ روٹیاں بنائی گئی۔وقت افطار ایک سائل آیا اور کہا کہ: اے آل محمدؐ میں یتیم ہوں۔سب کے سب نے اپنے اپنے حصے کی روٹیاں دیدیں اور اہلبیت رسولؐ نے پھر پانی سے افطار کیا۔ایسا ہی تیسرے دن ہوا اور حضرت علیؑ گیہوں لے آئے اور روٹیاں بنائی گئیں وقت افطار سائل آیا کہا کہ ایک اسیر قیدی ہوں۔چنانچہ اس وقت بھی آل نبی ﷺ وآلہ پانی سے افطار کیا۔چوتھے دن جب حضرت علیؑ حسنینؑ کو لے کر خدمت رسالت مآب ﷺ وآلہ آئے تو دیکھا صاحبزادے شدت بھوک سے کانپ رہے تھے۔رسول اللہ ﷺ وآلہ سے یہ حالت دیکھی نہ گئی۔اور آپؐ نے دیکھا سیدہ کونینؑ محراب عبادت میں ہیں۔انحضرت ﷺ وآلہ کو یہ دیکھ کر دکھ ہوا۔اُس وقت جبرئیل یہ مکمل سورہ لے کر نازل ہوئے۔

تفسیر کبیر رازی؛ المعالم التنزیل البغوی ؛الدر المنثور؛ تفسیر الکشاف.

سورة المطففين

آية ـ 31

: إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُواْ كَانُواْ مِنَ الَّذِينَ آمَنُواْ يَضْحَكُونَ : * : وَإِذَا مَرُّواْ بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ : * : وَإِذَا انقَلَبُواْ إِلَىٰ أَهْلِهِمُ انقَلَبُواْ فَكِهِينَ : *: وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُواْ إِنَّ هَـٰؤُلاَءِ لَضَالُّونَ * وَمَآ أُرْسِلُواْ عَلَيْهِمْ حَافِظِينَ

هم مشركوا مكة :أبو جهل والوليد بن المغيرة والعاص بن وائل وأشياعهم :كانوا يضحكون من عمار وصهيب وخباب وبلال وغيرهم من فقراء المؤمنين ويستهزؤن بهم .وقيل :جاء علي ابن أبي طالب رضى الله عنه في نفر من المسلمين فسخر منهم المنافقون وضحكوا وتغامزوا، ثم رجعوا إلى أصحابهم فقالوا :رأينا اليوم الأصلع فضحكوا منه، فنزلت قبل أن يصل عليّ إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم .كشاف, تفسير كبير رازى.

علامہ زمخشری نے تفسیر کشاف میں لکھا ہے کہ ایک بار حضرت علیؑ کسی جگہ سے جب گذر رہے تھے تو منافقین میں سے کسی نے حضرت علیؑ پر تمسخر کیا۔چنانچہ اُسی وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

سورة البينة

آية ـ 7

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُواْ وَعَمِلُواْ لصَّالِحَاتِ أُوْلَـٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ *

فكان أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم إذا أقبل عليّ قالوا :جاء خير البرية.

وأخرج ابن عدى وابن عساكر عن أبي سعيد مرفوعاً :عليّ خير البرية.

وأخرج ابن عدى عن ابن عباس قال " :لما نزلت : إن الذين آمنوا وعملوا الصالحات أولئك هم خير البرية : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي " :هو أنت وشيعتك يوم القيامة راضين مرضيين ." "

وأخرج ابن مردويه عن عليّ قال :قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم " :ألم تسمع قول الله :: إن الذين آمنوا وعملوا الصالحات أولئك هم خير البرية : أنت وشيعتك وموعدي وموعدكم الحوض إذا جئت الأمم للحساب تدعون غرّاً محجلين

.الدر المنثور

ابن عسا کرنے جابرؓ ابن عبداللہ سے اور بن عدی نے ابن عباسؓ سے اور ابن مردویہ حضرت علی سے یہ روایت کی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو فرمایا رسول اللہ ﷺ وآلہ نے اے علیؑ! تم اور تمہارے شیعہ قیامت کے دن فائز ہوں گے۔

سورة العصر

آية ۔ ا

: وَالْعَصْرِ : * : إِنَّ الإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ : * : إِلاَّ الَّذِينَ آمَنُواْ وَعَمِلُواْ الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْاْ بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْاْ بِالصَّبْرِ :

وأخرج الفريابى وعبد بن حميد وابن جرير وابن المنذر وابن الأنبارى فى المصاحف والحاكم عن على بن أبى طالب أنه كان يقرأ " والعصر ونوائب الدهر إن الإنسان لفى خسر وانه لفيه إلى آخر الدهر".

وأخرج عبد بن حميد عن إسماعيل بن عبد الملك قال :سمعت سعيد بن جبير يقرأ قرائة ابن مسعود " :والعصر إن الإنسان لفى خسر وإنه لفيه إلى آخر الدهر إلا الذين آمنوا وعملوا الصالحات ".

وأخرج عبد بن حميد عن إبراهيم قال :قرأنا " :والعصر إن الإنسان لفى خسر وإنه لفيه إلى آخر الدهر إلا الذين آمنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر ." ذكر أنها فى قرائة عبد الله بن مسعود.

وأخرج عبد بن حميد عن حوشب قال :أرسل بشر بن مروان إلى عبد الله بن عتبة بن مسعود فقال :كيف كان ابن مسعود يقرأ : والعصر : فقال " :والعصر إن الإنسان لفى خسر وهو فيه إلى آخر الدهر " فقال له بشر :هو يكفر به .فقال عبد الله لكنى أومن به.

وأخرج ابن مردويه عن ابن عباس فى قوله :: والعصر إن الإنسان لفى خسر : يعنى أبا جهل بن هشام : إلا الذين آمنوا وعملوا الصالحات : ذكر علياً وسلمانؓ....الدر المنثور

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ اس سورہ میں انسان جو گھاٹے میں ہے وہ ابوجہل ہے اور الذین آمنو سے مراد حضرت علیؑ اور حضرت سلمانؓ ہیں۔

الدر المنثور

بسمہ سبحانہ وبذکرولیہ

حقیقت ہجرت

میر مراد علی خان

بنی اُمیہ اور معاویہ کے دسترخوان کے نمک خواروں نے فضائل اہلبیت اور خصوصا حضرت علی علیہ السلام کی فضیلتوں کا سرقہ کر کے یا تو اُن فضیلتوں میں اپنے چاہنے والوں کو شامل کیا۔ یا اسی طرح کی کوئی ایک حدیث گھڑ لی۔ چند مثالیں:

حدیث سد باب: کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ سارے در مسجد کے بند کر دو سوائے میرے اور علیؑ کے در کے۔ حدیث یہ گھڑی گئی کہ میرے اور ابوبکر کے۔ حالانکہ یہ ثابت ہے تاریخ اور سیر کی تمام کتابوں سے کہ حضرت ابوبکر کا گھر کبھی بھی مسجد نبیؐ کے قریب نہیں رہا یہ ہجرت سے لیکر اپنی خلافت تک سنخ جو مدینہ سے فاصلے پر ہے وہاں رہتے تھے۔

رسولؐ کا ارشاد ہے میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے۔

پہلے تو اس حدیث سے انکار کرنے کی کوشش کی گئی۔ مگر بس نہ چلا تو ایک اور حدیث گھڑ دی کہ فلان اس شہر علم کی چھت اور فلاں دیوار اور فلاں پرنالا۔ کون سمجھائے کہ صرف دروازہ ہی ایسا ذریعہ ہے جس سے علم شہر سے باہر جا سکتا ہے۔

ایسے ہی یہ حدیث کہ حسنؑ اور حسینؑ جوانان جنت کے سردار ہیں۔

اس کے مقابل میں حدیث گھڑی گئی کہ سیدا کھول اهل الجنۃ ابوبکر اور عمر پیران جنت کے سردار ہیں ۔ جب آنحضرت ﷺ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا تھا حسنؑ اور حسینؑ کا سن شریف کتنا تھا یعنی موجودہ صورت حال کا ذکر نہیں ہے۔ اس حدیث کا ذکر ابن جوزی نے اپنی کتاب الموضوعات ج ا ص ۳۹۸ میں کیا ہے؛ اس کا راوی عبدالرحمٰن بن مالک جس کے بارے ذہبی میزان الاعتدال ج ۲ ص ۵۸۵ میں لکھتے ہیں کہ یہ یضع الحدیث ،متروک، کاذب وغیرہ اور دوسرا راوی یونس بن أبي إسحاق ہے جس کا ذکر طبقات المدلسین سلسلہ ۶۶ ص ۳۷ کی فہرست میں ہے۔ اس کے علاوہ اس حدیث کی رد ہوتی ہے اس حدیث سے جب کہ ایک ضعیفہ نے رسولؐ اکرم سے درخواست کی کہ یا رسول اللہ آپ میرے لئے جنت کے لئے دعا کیجئے تو آپؐ نے فرمایا کہ بڑھیا جنت میں نہیں جائے گی تو وہ رونے لگی تو آپؐ نے سورہ واقعہ کی آیت: ﴿إنا انشانٰھن ابکارا عربا اترابا﴾ کا حوالہ دیا۔ روي أن النبي ﷺ كان أفكه الناس ـ قالت له عجوز من الأنصار : يا رسول الله أدع لي بالجنة فقال ﷺ إن الجنة لا يدخلها عجوز ـ فبكت المرأة و ضحك النبي ﷺ وقال: أما سمعت قول الله تعالى: ﴿إنا انشانٰهن ابكارا عربا اترابا﴾۔

دوسری بات یہ ہے کہ جنت آرام کی جگہ ہے اور بڑھاپا تکلیف کا نام ہے اور جنت میں کسی قسم کی تکلیف کا تصور بھی نہیں ہو سکتا ارشاد باری ہے کہ: لا يمسهم فيها نصب وماهم منها بمخرجين۔ اس میں اُنہیں کوئی تکلیف نہیں چھو سکتی ہے اور نہ وہاں سے کبھی نکالے جائیں گے۔ سورہ حجر آیت ۴۸۔

ایسے ہی ہجرت کا واقعہ ہے جس کی تفصیل یوں ہے۔

اس ہجرت کے واقعہ میں چند نکات اہم ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

ہجرت کے واقعے میں جو نام آئے ہیں اُن میں اسماء بنت ابی بکر، عائشہ بنت ابی بکر، عبداللہ ابن ابی بکر، اور عبد الله بن أريقط،عامر بن فهيرة ۔

بوقت ہجرت مکہ میں سوائے حضرت علی ابن ابی طالب اور ابوبکر ابن ابی قحافہ کے کوئی مسلمان موجود نہیں تھا۔ کئی کتابوں میں مذکور ہے اختصار کے لئے صرف :البداية والنهاية ابن کثیر ج سوم ص ۲۱۷ اردو۔ سیرۃ ابن ہشام ۵۲۸

اسماء بنت ابی بکر اور حضرت عائشہ: ان دونوں کی عمر بوقت ہجرت؟۔

حدثنا إبراهيم بن موسى حدثنا هشام بن يوسف أن بن جريج أخبرهم قال أخبرني يوسف بن ماهک قال إني عند عائشة أم المؤمنين قالت لقد أنزل على محمد صلى الله عليه وسلم بمكة وإني لجارية ألعب ۔ بل الساعة موعدهم والساعة أدهى وأمرصحيح بخاری کتاب التفسير باب سورة قمر: حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب یہ سورہ نازل ہوا تو میں بچی تھی (جاریہ ۷ یا ۹ برس کی لڑکی کو کہتے ہیں)۔ یہ سورہ مبارکہ ہجرت سے ۸ سال قبل نازل ہوا تھا اس لحاظ سے ہجرت کے وقت حضرت عائشہ ۱۶ یا ۱۷ سال کی تھیں۔ لفظ جاریہ کی وضاحت اس روایت سے ہو جائے گی۔

حضرت عمر اپنی دور خلافت میں اپنے اصحاب سے پوچھا کہ تم اس بارے میں کیا فتوی دوگے کہ ایک جاریہ جارہی تھی اُس نے مجھے لبھالیا میں اُس پر چڑھ بیٹھا حالانکہ میں روزہ دار ہوں پس صحابہ کو یہ واقعہ سنکر تعجب ہوا۔ طبقات ابن سعد جلد ص ۳۸۳ اردو نفیس اکیڈمی؛ کنز العمال جلد ۸ ص ۶۰۰ حدیث ۲۴۳۲۹؛ انساب الاشراف بلاذری جلد دوم ص ۴۰۳ ۔مرت بی جارية مأعجبتنی فوقعت عليها وأنا صائم

یہ معلوم کرنے کے لئے ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ معلوم کریں حضرت عائشہ اپنی بہن اسما ٔبنت ابی بکر سے کتنے سال چھوٹی تھیں؟ ۔**و هی أكبر من عائشة بعشر سنين ۔ وماتت بمكة أن قتل ابنها بأقل من شهر۔ ولها من العمر مائة سنة ۔ وذلک سنة ثلاث و سبعين۔ سبل السلام ابن حجر عسقلانی ج ۱ ص ۲۹** ۔ابن حجر لکھتے ہیں کہ اسماء بنت ابی بکر حضرت عائشہ سے دس سال بڑی تھیں اور ان کی وفات مکہ میں اُن کے بیٹے (عبداللہ ابن زبیر) کے قتل بعد اسی مہینہ اور سن ۷۳ ھ میں ہوئی اور اُن کا سن اس وقت سو (۱۰۰) سال کا تھا۔ اس کی مزید تائید ملے گی ان تمام معتبر کتب تواریخ مثلاً۔ ابن عساکر طبع دار الفکر بیروت ج ۶۹ ص ۸ اور ص ۱۰؛ سیر اعلام النبلاء الذهبی طبع مؤسسة الرسالة ۔ بیروت ج ۲ ص ۲۸۹ اور جلد ۳ ص ۳۸۰؛ **السنن الكبرى البيهقي طبع دار الفكر بيروت** ج ۶ ص ۲۰۴؛ **البداية والنهاية ابن كثير** طبع داراحیاء التراث العربی بیروت (عربی) ج ۸ ص ۳۸۱ اور تاریخ ابن کثیر (اردو) طبع نفیس اکیڈمی پاکستان ج ۸ ص ۱۳۶۸ اور ۱۳۶۹۔ ان سب نے لکھا کہ وقت ہجرت اسماء بنت ابی بکر ۲۷ سال کی تھیں اور حضرت عائشہ سے دس سال بڑی تھیں۔ چنانچہ اگر اس میں سے دس سال نکال لیں تو حضرت عائشہ ہجرت کے وقت ۱۷ سال کی تھیں۔

وقال الامام احمد في مسند عائشة أم المؤمنين حدثنا محمد بن بشر حدثنا محمد بن عمرو أبو سلمة ويحيى قالا لما هلكت خديجة جائت خولة بنت حكيم امرأة عثمان بن مظعون فقالت يا رسول الله ألا تزوج قال من قالت إن شئت بكرا وإن شئت ثيبا قال فمن البكر قالت أحب خلق الله اليک عائشة ابنة أبي بكر قال ومن الثيب قالت سودة بنت زمعة قد آمنت بک واتبعتک قال فاذهبي فاذكريهما ۔

حضرت عائشہ کے عمر کے سلسلے میں اس روایت سے مزید معلوم ہوگا کہ جب حضرت خدیجہؑ کی وفات ہوئی تو عثمان بن مظعون کی زوجہ خولہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئیں آپؐ سے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ کیا آپؐ اب شادی نہیں کریں گے؟ آپؐ نے فرمایا: کوئی اس وقت شادی کے قابل عورت ہے؟ تو خولہ نے پوچھا: آپؐ کو کوئی بیوہ یا مطلقہ دوشیزہ چاہیئے؟ ۔خولہ نے کہا کہ: ابوبکر کی بیٹی عائشہ بکر ہے اور اس وقت دستیاب ہے۔ (عربی میں لفظ بکر ہے جس کے معنی جوان عورت ۔Maid۔ حضرت ابوبکر کا اصل نام عبداللہ ابن عثمان (ابوقحافہ) تھا حضرت عائشہ کی جوانی کو دیکھکر لوگ آپ کو ابوبکر کے نام سے پکارتے تھے ورنہ اولاد حضرت ابوبکر میں کوئی ''بکر'' نہیں ہے۔ البدایہ والنہایۃ ابن کثیر اردو جلد سوم ص ۱۸۸ نفیس اکیڈمی کراچی ۔کئی دیگر کتابوں میں منقول ہے۔

وقت ہجرت اسماء بنت ابی بکر کا متعہ زبیر بن العوام سے ہو چکا تھا:

انحضرت ﷺ وآلہ وسلم نے ربیع الاول کے مہینے میں ہجرت فرمائی۔ اور اسی سال حبشہ سے واپس مدینہ آنے والوں میں زبیر اور اُن کی متعہ کردہ زوجہ اسماء

بنت ابوبکرشامل تھے۔(کئی ''معتبر'' کتابوں میں ہے کہ سب سے پہلے جس نے متعہ کی آگ روشن کی وہ زبیراوراسماء بنت ابوبکر ہیں۔سورہ النساتفسیرمظہری اردوجلدسوم ص ۱۳ میں یہ لکھا ہے کہا:اسماء بنت ابی بکرؓ نے فرمایا ہم نے رسول اللہ کے زمانے میں متعہ کیا تھا۔

مزید روایات:وأول مِجْمر سطَع في المُتعة مجمر آل الزبير .فسل أمک عن بردي عوسجة۔ یہ ابن عباسؓ نے عبداللہ ابن زبیر سے کہا کہ متعہ کی آگ سب سے پہلے آل زبیر نے سلگائی۔جاؤتم اپنی ماں سے عوسجة کی چادروں کے بارے میں پوچھو۔انساب الاشراف جلد ۴ ص ۵۶،العقد الفرید ج ۴ ص ۸۵، جمهرة خطب العرب احمدزکی صفوت ج ۲ ص ۱۲۷۔

بخاری سے روایت ہے کہ عبداللہ ابن زبیر سن ہجری کے پہلے سال ماہ شوال میں پیدا ہوئے۔جب وہ مدینہ پہنچیں تو حاملہ تہیں۔ملاحظہ ہو:-میلاد عبد الله بن الزبير في شوال سنة الهجرة ۔

وروى الواقدي أن خروجهم اليها في رجب سنة خمس من البعثة وأن أول من هاجر منهم أحد عشر رجلا وأربع نسوة وأنهم انتهوا إلى البحر ما بين ماش وراكب فاستأجروا سفينة بنصف دينار الى الحبشة وهم عثمان بن عفان وامرأته رقية بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبو حذيفة بن عتبة وامرأته سهلة بنت سهيل و**الزبير بن العوام** ومصعب بن عمير وعبد الرحمن بن عوف وأبو سلمة بن عبد الاسد وامرأته أم سلمة بنت أبي

واقدی کی روایت ہے کہ جو سب سے پہلے مکہ سے حبشہ کی طرف بعثت نبوی کے پانچویں سال رجب کے مہینہ اُن میں گیارہ مرد چار عورتیں تھے۔اُن میں زبیر بن عوام بھی شامل ہیں۔البدایۃ والنھایۃ ابن کثیر ج سوم ص ۱۲۷؛ سیرۃ ابن ہشام ج ص ۳۵۵

كان مهاجرات الحبشة أسماء بنت أبى بكر الصديق وهى التي ۔الثقات لابن حبان : ج ۳ ص ۲۳.

حبشہ کی جانب ہجرت کرنے والی عورتوں میں اسماء بنت ابوبکر بھی تہیں۔الثقات ابن حبان ج ۳ ص ۲۳.

مختصر یہ کہ وقت ہجرت اسماء بنت ابوبکر مکہ میں نہیں تھیں۔بلکہ وہ زبیر کے ساتھ تھیں،پہلی سال ہجری میں وہ مدینہ آ گئی تھیں اور حاملہ تھیں اسی حساب سے عبداللہ ابن زبیر ہجرت کے آٹھویں مہنے میں پیدا ہوئے۔

لہٰذا ان روایتوں سے یہ ثابت ہوا کہ وقت ہجرت اسماء بنت ابی بکر مکہ میں ہرگز موجود نہیں تھیں۔ اور حضرت عائشہ اس وقت ۱۷ سال کی تھیں۔

اب جو ہجرت کا واقعہ بیان کیا گیا ہے وہ اس طرح ہے:

ا پہلی روایت۔ قال البيهقي حدثنا الحافظ أبو عبد الله إملاء أخبرنا أبو العباس اسماعيل بن عبد الله بن محمد بن ميكال أخبرنا عبدان الاهوازي حدثنا زيد بن الجريش حدثنا يعقوب بن محمد الزهري حدثنا حصين بن حذيفة بن صيفي بن صهيب حدثني أبي وعمومتي عن سعيد بن المسيب عن صهيب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أرأيت دار هجرتكم سبخة بين ظهراني حرتين فإما أن تكون هجر أو تكون يثرب قال وخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى المدينة وخرج معه أبو بكر وكنت قد هممت معه بالخروج فصدني فتيان من قريش فجعلت ليلتي تلك أقوم لا أقعد فقالوا قد شغله الله عنكم ببطنه ولم أكن شاكيا فناموا فخرجت ولحقني منهم ناس بعد ما سرت يريدوا ليردوني فقلت لهم إن أعطيتكم أواقي من ذهب وتخلوا سبيلي وتوفون لي ففعلوا فتبعتهم إلى مكة فقلت احفروا تحت أسكفة الباب فإن بها أواقي واذهبوا إلى فلانة فخذوا الحلتين وخرجت حتى قدمت على رسول الله صلى الله عليه وسلم بقباء قبل أن يتحول منها فلما رآني قال يا أبى يحيى ربح البيع فقلت يا رسول الله ما سبقني إليک أحد وما أخبرک إلا جبرائيل عليه السلام

ابن هشام کہتے ہیں کہ ابوبکر ہجرت کے لئے مکہ سے نکلے مگر قریش کے شرارت پسندوں نے ان کا راستہ روکا۔ ابوبکر کا کہنا ہے کہ انہوں نے یہ عہد کرلیا کہ رات بھر بیٹھوں گا نہیں بلکہ ساری رات کھڑا رہوں گا۔۔ چنانچہ جب سب لوگ سو گئے میں چپکے سے نکل پڑا۔ لیکن پھر بھی مکہ سے نکلتے ہی کچھ شرارت پسندوں چپکے سے اُنہیں جا پکڑا۔ اس کے بعد خود ابوبکر نے ان لوگوں سے کہا کہ اگر میں تم لوگوں کو کچھ مال دیدوں تو تم میرا راستہ تو نہیں روکو گے؟۔ چنانچہ وہ لوگ اس پر راضی ہوئے۔ اور لوگ واپس مکہ لے کر آئے۔ میں نے (ابوبکر) ان سے کہا کہ میرے گھر کی چوکھٹ کے نیچے کھود کر دیکھو تو تمہیں سونا مل جائے گا۔ وہ لوگ جب کھودنے لگے میں چپکے سے نکل گیا۔ اور اُن لوگوں کو کھدائی میں میرے دو لباسوں سے زیادہ کچھ نہیں ملا۔ اتنی دیر میں میں مکے سے نکل کر جب مدینہ کے راستہ پر رسول اللہ ﷺ وآلہ سے قبا کے مقام پر آ کر ملا۔ مجھے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ وآلہ نے فرمایا: اے ابا یحییٰ! تم اُن سے سودا کر آئے؟ میں عرض کیا یا رسولؐ اللہ میرے مکے کے چھوڑنے کے بعد مجھ سے پہلے تو آپ کے پاس کوئی نہیں پہنچا۔ اس لئے یہ بات آپ کو یقیناً جبریلؑ نے بتلائی ہوگی۔

السیرۃ النبی ابن کثیر ج ۲ ص ۲۲۳؛ مختصر تاریخ ابن عساکر باب صهيب بن سنان بن مالک ج ۴ ص ۱۷۱؛ البدایۃ والنھایۃ ج ۳ ص ۲۱۲ (عربی) اردو ج سوم ص ۲۱۵ نفیس اکیڈمی کراچی۔

۲ دوسری روایت۔ قال بن شهاب قال عروة قالت عائشة فبينما نحن يوما جلوس في بيت أبي بكر في نحر الظهيرة قال قائل لأبي بكر هذا رسول الله صلى الله عليه وسلم متقنعا في ساعة لم يكن يأتينا فيها فقال أبو بكر فداء له أبي وأمي والله ما جاء به في هذه الساعة إلا أمر قالت فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم فاستأذن فأذن له فدخل فقال النبي صلى الله عليه وسلم لأبي بكر أخرج من عندک فقال أبو بكر إنما هم أهلک أنت يا رسول الله قال فإني قد أذن لي في الخروج فقال أبو بكر الصحابة بأبي أنت يا رسول الله قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نعم قال أبو بكر فخذ بأبي أنت يا رسول الله إحدى راحلتي هاتين قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بالثمن قالت عائشة فجهزناهما أحث الجهاز وصنعنا لهما سفرة في جراب فقطعت أسماء بنت أبي بكر قطعة من نطاقها فربطت به على فم الجراب فبذلک سميت ذات النطاقين ـ قالت ثم لحق رسول الله صلى الله عليه وسلم أبو بكر بغار في جبل ثور فكمنا فيه ثلاث ليال (بخاری كتاب المناقب باب هجرة النبي ﷺ ج ۳ ص ۱۷۵ عربي- اردو تيسير الباري ج ۵ ص ۱۹۶ تا ۲۰۱ ۔ ابن شہاب (زہری) نے کہا کہ عروہ بن زبیر نے اُن سے کہا کہ عائشہ نے فرمایا کہ ایک دن ایسا ہوا ہم ٹھیک دوپہر کو ابوبکر کے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک کہنے والے نے کہا دیکھو یہ رسول اللہ آ رہے ہیں۔ آپؐ سر کو چھپائے ایسے وقت آئے جو آپ کے تشریف لانے کا وقت نہیں تھا۔ ابوبکر کہا میرے ماں باپ فدا ہوں واللہ کوئی بڑا کام یا حادثہ ہوگا جو آپ اس وقت تشریف لائے۔ آنحضرت ﷺ وآلہ نے گھر میں آنے کی اجازت مانگی۔ ابوبکر نے اجازت دی آپؐ اندر تشریف لائے۔ اور ابوبکر سے فرمایا ذرا باہر جائیں۔ ابوبکر نے عرض کیا یہاں کون ہے سوائے آپؐ کے گھر والے کے (یعنی حضرت عائشہ اور اُن کی والدہ ام رومان) کے۔ اب ہم نے جلدی جلدی کھانے کے لئے توشہ تیار کیا اور اسماء بنت ابوبکر نے اپنی کمر بندھ سے توشے کو باندھا۔ (لفظ بالفظ)

اس روایت قابل ذکر یہ ہے کہ:

۱۔ ہجرت کا وقت دوپہر بتلایا گیا ہے۔ تمام اس بات سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ وآلہ رات کے اندھیرے میں جب کے مشرکین مکہ رات کی وجہ سے گھر میں داخل نہ ہوئے اور گھر کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ فأتي جبرائيل رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال له لا تبت هذه الليلة على فراشک الذي كنت تبيت عليه قال فلما كانت عتمة من الليل اجتمعوا على بابه يرصدونه حتى ينام فيثبون عليه فلما رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم مكانهم قال لعلي بن أبي طالب نم على فراشي وتسج ببردي هذا الحضرمي الاخضر فنم فيه فانه لن يخلص اليک شيء تكرهه منهم ۔ جبریلؑ نے رسول اللہ ﷺ وآلہ وسلم سے فرمایا: آج رات آپ اپنے

بستر پر نہ سوئیں بلکہ بستر وہی چادر اڑھا کر کسی کو سلا دیں جو آپ روز اُڑھتے ہیں۔ چنانچہ آپ اپنی چادر حضرمی سبز چادر حضرت علیؑ کو اڑھا کر سلا دیا۔

ب۔ رسول اللہ ﷺ وآلہ ٹھیک دوپھر کے وقت حضرت ابوبکر کے گھر آئے اور جب آپؐ نے ابوبکر سے تخلیہ میں گفتگو کرنے کی خواہش کی تو ابوبکر نے جواب دیا یہاں کون ہے سوائے آپؐ کے گھر والے کے (یعنی حضرت عائشہ اور ام رومان) یہ یاد رہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کے بعد حضرت عائشہ سے عقد کیا تھا اور وقت ہجرت یہ جبیر بن مطعم کے عقد میں تھیں، ثبوت: عن عبد الله بن نمير عن الا جلح عن عبد الله بن ابى مليكة قال خطب رسول الله ﷺ عائشه بنت ابى بكر فقال انى كنت اعطيتها مطعما لا بنه قذعنى حتى اسلها منهم فاستسلها منهم **فطلقها فتزوجها** رسول الله ﷺ طبقات ابن سعد عربی ج ۸ ص ۵۹ مطبع دار صدر بیروت۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر سے عائشہ کے بارے میں بات کی تو ابوبکر نے کہا اس کو تو میں ابن جبیر ابن مطعم کے حوالے کر چکا پھر جبیر نے طلاق دی تب رسولؐ اللہ کے ساتھ بیاہی گئیں)۔ طبقات ابن سعد اردو طبع نفیس اکیڈمی کراچی حصہ ہشتم ص ۸۳۔

ج۔ ''اسماء بنت ابوبکر نے توشہ تیار کیا،'' جب کہ وہ اس وقت اُن کا وجود مکہ میں ثابت نہیں ہے۔ حالانکہ متعدد ''معتبر اور باوثوق'' کتابوں میں ہے کہ حضرت علیؑ تینوں راتوں میں آنحضرت ﷺ وآلہ جب غار میں تھے کھانا خود پہنچاتے تھے۔ الليلة الثلاثة اتاهم عليا رضى الله عنها۔ سیوطی الدرالمنثور ج ۳ ص ۲۴۰؛ سیرۃ الحلبیہ (عربی) ج ۲ ص ۲۱۳۔ مزید کہ ہجرت کے وقت آنحضرت ﷺ وآلہ حضرت ام المؤمنین سودہ سے عقد کر چکے تھے، اور اس وقت آپ کے گھر میں جوان بیٹی حضرت فاطمہؑ موجود تھیں، اور آپ کو جو وراثتاً ایک کنیز ام ایمن ملی تھی وہ بھی گھر میں موجود تھیں۔ اس کے علاوہ حضرت علیؑ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد ان سب کی موجودگی کے باوجود رسول اللہ ﷺ کو توشہ اسماء بنت ابی بکر نے اپنی کمر بند سے باندھ کر دیا۔ اس کو عقل قبول کرنے سے انکار کرتی ہے۔ نبیؐ اکرم تین سال تک شعب ابی طالب میں مع بنی ہاشم کے محصور رہے۔ ایک ہی حدیث کسی کتاب سے پیش کریں کہ کبھی بھی ابوبکر یا ''اکابر صحابہ'' میں سے کسی نے کسی وقت کی بھی ایک روٹی آنحضرت ﷺ وآلہ کے لئے پہنچائی ہو۔ علامہ شبلی نعمانی اپنی کتاب سیرۃ النبی جلد اول ص ۱۵۶ میں شعب ابی طالب کا ذکر یوں لکھتے ہیں کہ: تین سال تک بنی ہاشم نے اس حصار میں بسر کیا۔ یہ زمانہ ایسا سخت گذرا کہ طلح کے پتے کھا کھا کر بنی ہاشم رہتے تھے۔ ہشام عامری ایک دفعہ زبیر جو عبدالمطلبؑ کے نواسے تھے گیا اور کہا: کیوں زبیر! تم کو یہ پسند ہے کہ تم کھاؤ پیو ہر قسم کا لطف اُٹھاؤ اور تمھارے ماموں (رسول اللہ ﷺ وآلہ وسلم) کو ایک دانہ نصیب نہیں۔ یہ ذہن نشین رہے کہ زبیر شعب ابی طالب میں نہیں تھے اور ابوبکر کے داماد تھے۔ ابن سعد نے روایت کی ہے کہ بچے جب بھوک سے روتے تھے تو باہر آواز آتی تھی۔ قریش سُن سُن کر خوش ہوتے تھے مگر کسی کو اُس وقت رحم نہیں آیا۔

عن ابن عباسؓ قال: كان أبوبكر مع الرسول في الغار فعطش۔ فقال رسول ﷺ وآله اذهب إلى صدر الغار فاشرب۔ فانطلق أبوبكر إلى صدر الغار فشرب ماء اهلى من العسل وأبيض من اللبن أذكى رائحة من المسك ۔ ثم عاد۔ فقال رسول الله ﷺ إن الله أمر الملك الموكل بانهار الجنة إن خرق نهرا من جنة الفردوس إصدر الغار تشرب۔ الدر المنثور ج ۳ ص ۲۴۲؛ تاريخ ابن عساكر ج ۳۰ ص ۱۵۰ ۔ ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ ابوبکر جب کہ وہ غار میں رسول اللہ ﷺ وآلہ کے ساتھ تھے پیاس کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جاؤ صدر غار پر پانی ہے پی لو۔ جب ابوبکر صدر غار پر گئے اور وہ پانی پیا تو اُنہیں وہ پانی شہد سے زادہ شیریں اور دودھ سے زیادہ سفید اور اُس کی خوشبو مانند مشک تھی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اللہ نے ملک نہر کو حکم دیا کہ جنت کی ایک نہر کو کہ وہ صدر غار تک پہنچائے۔ ملاحظہ فرمایا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے نبی ﷺ وآلہ سے کبھی غافل نہیں رہا ہمیشہ اُس کی حفاظت اور اسکی غذا کا ذمہ دار رہا۔

٣۔قال ابن اسحاق فحدثني من لا أتهم عن عروة بن الزبير عن عائشة أم المؤمنين أنها قالت كان لا يخطئ رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يأتي بيت أبي بكر أحد طرفي النهار إما بكرة وإما عشية حتى إذا كان اليوم الذي أذن الله فيه رسوله صلى الله عليه وسلم في الهجرة والخروج من مكة من بين ظهري قومه أتانا رسول الله صلى الله عليه وسلم بالهاجرة في ساعة كان لا يأتي فيها قالت فلما رآه أبو بكر قال ما جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم في هذه الساعة إلا لأمر حدث قالت فلما دخل تأخر له أبو بكر عن سريره فجلس رسول الله صلى الله عليه وسلم وليس عند رسول الله صلى الله عليه وسلم أحد إلا أنا وأختي أسماء بنت أبي بكر فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اخرج عني من عندك قال يا رسول الله إنما هما ابنتاي وما ذاک فداك أبي وأمي قال إن الله قد أذن لي في الخروج والهجرة قالت فقال أبو بكر الصحبة يا رسول الله قال الصحبة قالت فوالله ما شعرت قط قبل ذلک اليوم أن أحدا يبكي من الفرح حتى رأيت أبا بكر يومئذ يبكي ثم قال يا نبي الله إن هاتين راحلتين كنت أعددتهما لهذا فاستأجرا عبد الله بن أرقد قال ابن هشام ويقال عبد الله بن أريقط رجلا من بني الدئل بن بكر وكانت أمه من بني سهم بن عمرو وكان مشركا يدلهما على الطريق ودفعا اليه راحلتيهما فكانتا عنده يرعاهما لميعادهما قال ابن اسحاق ولم يعلم فيما بلغني بخروج رسول الله صلى الله عليه وسلم أحد حين خرج إلا علي بن أبي طالب وابو بكر الصديق وآل أبي بكر أما علي فان رسول الله صلى الله عليه وسلم أمره أن يتخلف حتى يؤدي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم الودائع التي كانت عنده للناس وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم وليس بمكة أحد عنده شيء يخشى عليه إلا وضعه عنده لما يعلم من صدقه وأمانته قال ابن اسحاق فلما أجمع رسول الله صلى الله عليه وسلم الخروج أتى أبا بكر بن أبي قحافة فخرجا من خوخة لأبي بكر في ظهر بيته وقد روى أبو نعيم من طريق ابراهيم بن سعد عن محمد بن اسحاق قال بلغني أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لما خرج من مكة مهاجرا الى الله يريد المدينة قال الحمد لله الذي خلقني ولم أک شيئا اللهم أعني على هول الدنيا وبوائق الدهر ومصائب الليالي والأيام اللهم اصحبني في سفري واخلفني في أهلي وبارک لي فيما رزقتني ولک فذللني وعلى صالح خلقي فقومني واليک رب فحببني وإلى الناس فلا تكلني رب المستضعفين وأنت ربي أعوذ بوجهک الكريم الذي أشرقت له السموات والأرض وكشفت به الظلمات وصلح عليه أمر الأولين والآخرين أن تحل على غضبک وتنزل بي

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اُن سے متعدد لوگوں نے عروہ بن زبیر سے اور انہوں نے حضرت عائشہ سے یہ سنا کہ ہجرت سے پہلے رسولؐ اُن کے ہاں یعنی ابوبکر کے ہاں یا تو صبح کے وقت منہ اندھیرے یا پھر رات کے وقت آتے تھے اور روز ہجرت بھی جب آپؐ تشریف لائے تو صبح صادق سے قبل اندھیرا تھا۔ حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ ایک روز اس وقت آپ کی تشریف آوری جب معلوم ہوا کہ اس وقت ہجرت کرنی ہے تو ابوبکر نے کہا اس وقت؟ فی ھذا الساعة۔ آپؐ نے فرمایا ہاں اس وقت۔ میں (یعنی حضرت عائشہ) اور میری بہن اسماء جو اس وقت آپ کے حکم سے وہاں سے ہٹ گئیں۔ ابوبکر نے پوچھا : میری ان دو بیٹیوں کا کیا ہوگا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہجرت کا حکم صرف آپ کو دیا ہے۔ یہ سن کر میرے باپ اتنا خوش ہوئے میں ان کو اتنا خوش کبھی نہیں دیکھا۔ مختصر اً یہ کہ عبداللہ بن اریقط جو ایک کافر تھا اس کو اجرت پر لے لیا راستہ دکھانے کے لئے اور اس کو وہ دو اونٹ جو خرید لئے گئے تھے دیکر کہا کہ مکہ سے باہر جا کر اُن کا انتظار کرے۔ اور ادھر ابوبکر نے اپنے بیٹے عبداللہ سے (یہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) کہا کہ تم کفار قریش کے پاس جا کر واور وہاں سے اُن کے بارے میں جو کفار باتیں کریں وہ چپکے سے سُن کر آ کر سُنایا کرو۔ البدایہ والنھایۃ (اردو) جلد سوم ص ۲۲۳ باب ۷۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی با نفس نفیس حضرت ابوبکر کے۔۔۔۔ نفیس اکیڈمی کراچی طبع ۱۹۸۷ء۔ اور بھی کئی ''معتبر تاریخ اور سیرة کی کتابوں'' میں مذکور ہے۔

۱۔ اس روایت میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ صبح صادق سے قبل اندھیرے میں ابوبکر کے گھر آئے۔ اس قبل فرمایا تھا ٹھیک

دو پہر۔

ب ۔ اس واقعہ میں بھی اسماء بنت ابوبکر کے مکہ میں رہنا بتلایا ہے۔ ہم اس سے قبل یہ ثابت کر چکے ہیں کہ وہ زبیر کے ساتھ حبشہ میں تھیں۔

ج۔ راستہ دکھانے کے لئے اُجرت پر عبداللہ ابن اُریقط کو اجرت پر لیا۔ کیا رسول اللہ ﷺ کو مکہ سے مدینہ جانے کا راستہ نہیں معلوم تھا؟۔ آپؐ اپنے دادا اور چچا کے ساتھ تجارت کے لئے کئی مرتبہ سفر کر چکے تھے۔ خود ابوبکر کئی بار کپڑے کی تجارت کے سلسلے میں مدینہ اور دیگر مقامات کا سفر کر چکے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ وآلہ جو ساری کائنات کے خود رہبر ہوا وروں کی رہبری کے محتاج اور وہ بھی ایک کافر کا۔ شرم ہے مسلمانوں پر۔ واضح رہے کہ جب آنحضرت ﷺ وآلہ مدینہ میں وارد ہوئے تو اہل مدینہ آپ کو اپنے ہاں قیام کرنے کی گذارش کرنے لگے اے اللہ کے رسول آپ ہمارے ہاں تشریف فرما ہوں ہمارا قبیلہ تعداد میں اور سامان اور عزت میں یہاں بلند ہے۔ تو آپؐ نے اپنی اونٹنی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: خلوا سبیلھا فانھا مامورۃ۔ اس اونٹنی کا راستہ چھوڑ دو کیونکہ یہ اللہ کے طرف سے مامور ہے۔ یہاں تک کہ ایک مقام پر وہ اونٹنی روکی یہ حضرت ابوبؓ کا گھر تھا سیرۃ ابن ہشام ج اول ص ۵۴۴ (اردو) اور کئی کتابوں میں یہ مذکور ہے۔ ہر حرکت میں نبی اکرم ﷺ وآلہ وحی کے پابند تھے اور اُس کو راستہ دکھلانے کے لئے ایک کافر کو اجرت پر لیا۔ ایسی عقلوں پر خاک اور پتھر۔ سیرۃ ہشام جلد اول ص ۵۴۰ باب منازل سفر میں ہے کہ عبداللہ ابن اُریقط جو راستہ بتانے کے لئے ساتھ تھا۔ آپؐ کو مکّہ کے جنوبی حصے سے لیکر چلا۔ تو وہ سمندر کے کنارے کنارے تھا۔ جغرافیہ کا نقشہ دیکھئے ۔ مکہ کدھر اور سمندر کہاں ہے۔

د۔ عبداللہ ابن ابی بکر کافر کو اور ایسا سخت کافر تھا کہ مرتے دم تک اسلام نہیں لایا اور رسول اللہ ﷺ کے مقابل احد اور دیگر غزوات میں آتا رہا اور برسر پیکار رہا اس کو مشرکین کے بارے میں سراغ رساں بنایا اور مدد لی۔ اللہ جو اپنے نبیؐ کو پل پل کی خبر سے وقف کرار ہا تھا اس کے خلاف ی حدیث گھڑی گئی۔ اگر یہ صحیح ہے تو یہ عبداللہ ابن ابی بکر ہر روز مشرکین کی باتیں پہنچانے جاتا تھا وہ مکڑی کا جالا جو اور کبوتر کا گھونسلہ کیا ہوا جسے بحکم الٰہی نبیؐ کی حفاظت کے لئے بنا تھا۔

یہ صرف اور صرف ابوبکر کے خاندان کو بلند کرنے کے لئے گھڑا گیا تھا۔ قران میں نبیؐ کو کئی مرتبہ تاکید کی گئی کہ:

ولا تتخذوا منھم ولیا ولا نصیرا سورۃ النساء آیت ۸۹ ا اے رسول ان کفاروں میں سے کسی کو نہ دوست بناؤ اور نہ ہی مددگار بناؤ۔

ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار و مالکم من دون اللہ من اولیآء ثم لا تنصرون سورۃ ھود آیت ۱۱۳

اور اے نبیؐ تم ان کی طرف نہ جھکو جنہوں نے ظلم کیا ہے (اگر ایسا ہو تو معاذ اللہ) تمھیں آگ چھوئے گی (آگ جلا ڈالے گی) اور تمھارے لئے تو اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں پھر مدد نہ دیئے جاؤ گے یعنی مدد نہ ملے گی۔

آنحضرت ﷺ وآلہ کے لئے ناممکن ہے کہ وہ کسی مشرک سے یا کافر سے مدد لیتے۔

۴۔ چوتھی روایت ہجرت کی ۔فجاء ابو بکر فقال یا نبی اللہ فقال علی ان النبیؐ قد ذھب نحو بیر میمون فاتبعہ فدخل معہ الغار: جب حضرت علی نبی ﷺ وآلہ کے بستر پر اُن کی چادر اوڑھے ہوئے آرام کر رہے تھے اور وہ رات تھی اور کفار قریش گھر کو گھیرے ہوئے تھے۔ ابوبکر آئے اور نبی ﷺ وآلہ سمجھ کر پکارا۔ حضرت علی بولے کہ وہ تو چاہ میمون کی طرف چلے گئے تو ابوبکر نبیؐ کو غار میں جا ملے۔ مسند احمد بن حنبل ج ا ص ۲۲۳؛ مستدرک ج ۳ ص ۱۳۳ فتح الباری ج ۷ ص ۸ معجم الکبیر طبرانی ج ۱۲ ص ۷۷۔ اما لیلۃ فلما خرج رسول اللہ ﷺ ھاربا من اھل مکۃ خرج لیلا فتبعہ ابو بکر ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۱۰۴

یہ سب سے زیادہ مضحکہ خیز روایت ہے۔ اس لئے کہ۔ یہ مسلم ثبوت ہے کہ ہجرت رات کو ہوئی اور رات کی تاریکی اور عرب کے وصول کے

مطابق مشرکین مکہ آنحضرت ﷺ کے مکان میں داخل نہیں ہوئے بلکہ رات بھی محاصر کئے رہے اور حضرت علیؑ کو بستر پر اس لئے سلا دیا تھا کہ کفار یہ تصور کریں کہ رسول اللہ ﷺ آرام فرما رہے ہیں۔ ایسے وقت میں ابوبکر مشرکین کے محاصرہ سے بچ کر کیسے بغیر اجازت کے گھر میں داخل ہوگئے۔ اور جب کہ اُس گھر میں حضرتؐ کی زوجہ سودہؓ تھیں، حضرت فاطمہؑ موجود تھیں۔ اور بستر سے حضرت علیؑ کا جواب دینا کہ وہ (رسول اللہؐ) یہاں نہیں ہے اور بتلا دیا کہ وہ کہاں ہیں اور یہ سب گفتگو مشرکین مکہ جو محاصرہ کئے ہوئے تھے اُنھوں نے سُنی۔

ویسے ابن جریر (طبری) نے بخاری کے بعض راویوں کے حوالے سے اس سلسلہ میں یہ بتلایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ وآلہ، حضرت ابوبکر سے پہلے غار ثور میں جا پہنچے تھے اور حضرت علیؑ کو حکم دے گئے کہ وہ لوگوں کی امانتیں اُن کے مالکوں کو واپس کریں اور صدقے کی چیزیں مستحقین میں تقسیم کر کے وہاں آپ سے آ کر ملیں۔ چنانچہ حضرت علیؑ آپؐ کے حکم کی تعمیل کر کے غار ثور ہی میں آپ کی خدمت حاضر ہو گئے تھے۔

عندما أخذ المشركون معهم دليلهم كرزبن علقمة الخزاعي لتتبع مسير رسول الله (صلى الله عليه وآله) والقبض عليه، رأى كرز آثار قدمي النبي فقال :)هذه قدم محمد .الإصابة : ج ۵ ص ۴۳۶ سلسله ۷۴۱۲، من له رواية في مسند أحمد لمحمد بن علي بن حمزة : ص ۳۶۰، فتوح البلدان للبلاذري : ج ۱ ص. ۶۴ (اردو ص ۸۵)

مشرکین مکہ جب رسولؐ اللہ ﷺ وآلہ کو نہیں پایا تو وہ آپؐ کی تلاش میں نکلے۔ اور عرب قدم شناسی کے ماہر تھے قدموں کے نشانات سے کسی بھی انسان یا حیوان کے پورے خاندان سے واقف ہو جاتے تھے۔ چنانچہ جب تلاش میں نکلے تو قدموں کے نشانات دیکھ کر کہنا شروع کیا یہ قدم محمدؐ ہے، یہ قدم محمدؐ ہیں۔ مگر اُنہیں کہیں بھی ابوبکر کے قدموں کے نشانات نہیں ملے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کے ابوبکر کبھی بھی غار میں جانے سے قبل رسول اللہ کے ساتھ نہیں تھے۔ اب ہجرت کی پہلی روایت ملاحظہ فرمائیں جس میں یہ منقول ہے کہ ابوبکر ہجرت کی رات گھر سے نکلے شرارت پسندوں نے راستہ روکا اور انہیں رات بھر حراست میں رکھا پھر ابوبکر نے دولت کا حوالہ دیا اور وہ وہاں سے چھوٹے اور رسول اللہ ﷺ وآلہ سے قبا میں آ کر ملے۔ اب ناضرین انصاف سے فیصلہ کریں کہ کیا روایت، ۲، ۳، ۴ کی کوئی حقیقت ہے یا گھڑی ہوئی ہیں؟۔

لقد أجمعت الروايات على أن النبي (صلى الله عليه وآله) قد توجه من بيته إلى الغار وحيداً فريداً، وهذا أصل وجوهر الحادثة۔

مسند أحمد : ج ۱ ص ۳۳۱ ، المستدرک : ج ۳ ص ۱۳۳، فتح الباري : ج ۷ ص ۸ ، سنن النسائي : ج ۵ ص ۱۱۳ ، شواهد التنزيل : ج ۱ ص. ۱۳۵ مورخین جن کی کتابوں کو حوالہ مذکور ہیں لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ وآلہ غار میں واحد اور اکیلے تھے۔

حضرت عائشہ کا یہ اقرار ہے کہ :**ما أنزل الله شيئا من القرآن إ لا أن الله أنزل عذري۔ بخاری ج ۶ ص ۴۲۔ تیسیر الباری کتاب التفسیر سورۃ الأحقاف۔ ج۶ ص ۳۵۳**۔ عائشہ نے کہا ہمارے بارے میں (یعنی ابوبکر اور اُن کے خاندان بارے میں) اللہ نے کوئی آیت نازل نہیں کی سوائے میری پاکیزگی کے علاوہ (اشارہ قصہ افک کی جانب ہے۔ یہ دعویٰ بھی غلط ہے اس کے لئے میرا مقالہ "حقیقت افک" ملاحظہ ہو)۔ اب اس قول کے بعد یہ دعویٰ کہ سورہ توبہ کی آیت ۴۰ میں حضرت ابوبکر کا ذکر ہے وہ باطل ہے۔

اب آپ کی خدمت میں ایک روایت پیش کرتے ہیں جو بالکل عجیب ہے۔ غار میں رسول اللہ کے ساتھ دعوی دار اور کون تھے ملاحظہ ہو۔

ابوالاسود نہدی کے بیٹے صحابی رسولؐ کہتے ہیں کہ وہ غار میں نبیؐ اکرم ﷺ وآلہ کے ساتھ تھے۔ آپؐ کے پیر کی انگلی سے خون نکلنے لگا تو آپؐ نے یہ شعر فرمایا قال كنا مع النبى فى الغار فنكبت اصبعه فقال: هل انت الا أصبع دميت: و فى سبيل الله ما لقيت:

فتح البارى ج۳ ص ۶ ج۱۰ ص ۷۴۴؛ اُسد الغابة ج ۱ ص ۱۱۶؛ سنن الترمذى تفسير والضحى ج۵ ص ۱۱۲ حسن صحيح؛ السنن الكبرى البيهقى ج۷ ص ۴۴، كنزالعمال ج ۷ ص ۲۱۵ سلسله ۱۸۶۷۹؛ معجم الكبير طبرانى ج۲ ص ۱۷۱۔ الاصابه

حالات الاسود۔

یہ مان بھی لیا جائے کہ حضرت ابوبکر غار میں رسول اللہ ﷺ وآلہ کے ساتھ تھے اور اس کا تذکرہ قرآن کریم میں ہے وہ حقیقت ہے تب اس کا تجزیہ بھی ضروری ہے۔

لا تحزن ان اللہ معنا :۔رسولؐ اپنے ساتھی (ابوبکر) سے مخاطب ہوکر فرما رہے تھے کہ رنجیدہ نہ ہو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔جب کفار غار تک پہنچ گئے تو ابوبکر آہ وزاری کرنے لگے، وجہ دریافت کی گئی تو بولے کہ یارسولؐ اللہ کہیں کفار آپ کو قتل نہ کردیں اس لئے میں رورہا ہوں۔ہم ناضرین سے سوال کرتے ہیں کہ اگر آپ کو قتل کرنے کے لئے کوئی آئے اور آپ کا تعاقب کرتے ہوئے اُس مقام پر پہنچے جہاں آپ سب سے نظر بچا کر پوشیدہ ہیں تو کیا آپ دشمن کو اپنی آہ وزاری سنا کر دشمن کو چوکنا کریں گے یا اسکے برعکس سانس تک روک کر بیٹھیں گے کہ دشمن میری سانس لینے کی آواز تک نہ سنے؟۔یہ عمل فطری تھا یا غیر فطری؟۔سورہ کھف آیت ۱۸ کتے کے ہاتھ پھیلا کر بیٹھنے کی تعریف۔حالانکہ کتے کی فطرت ہے کوئی بھی در پر آئے تو بھونکے۔مگر اُس اصحاب کھف کے کتے نے بھونکا نہیں۔اس لئے کہ اُس وقت مالک کی حفاظت خاموش رہنے میں تھی۔ اللہ کو اس کی یہ ادا پسند آئی۔اُس کی اِس اطاعت ہی کی وجہ سے اس کو جنت ملی۔

کیا ابوبکر کا رونا خلاف مرضی الٰہی تھا یا موافق مرضی اللہ تھا؟۔اگر موافق مرضی اللہ تھا تو پیغمبرؐ نے روکا کیوں اور خلاف مرضی خدا تھا اس میں فضیلت تو نہیں تنقیص نظر آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا کلام اور اُس کی بلاغت ایک مسلمہ ہے یہاں پر **لا تحزن** ہے **لا تخف** نہیں اور حزن اُس امر پر افسوس کرنے کو کہتے ہیں جو ہاتھ سے نکل جائے ماضی کے لئے اور خوف آنے والے واقعات کے متعلق ہوتا ہے۔

ہوسکتا ہے کہ یا تو ابوبکر اپنے بیوی بچوں کی جدائی کا رنج ہوگا یا مال جو مکہ میں چھوڑ آئے اُسکا یا ہوسکتا ہے کہ کفار مکہ کی ناکامی کا۔ابوبکر کا رونا رسولؐ اللہ کی جان کے لئے ہوتا تو رسولؐ اکرم فرماتے **لا تخف** یعنی خوف مت کر، **لا تحزن** نہیں فرماتے۔اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ **فمن تبع هدای فلا خوف علیهم ولا هم یحزنون** سورہ بقرہ آیت ۳۸، جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں نہ اُن پر خوف ہوگا اور نہ حزن ہوگا۔یہ ثابت ہے کہ ابوبکر رونا اللہ کی ہدایت کے بموجب نہیں تھا۔

اب رہا لفظ معنا اس سے بھی کوئی فضیلت ثابت نہیں ہوتی اس لئے کہ اللہ فرماتا ہے کہ جب تین جمع ہوجاؤ تو وہاں پر چوتھا خدا ہوتا ہے اور پانچ ہوں تو چھٹا خدا ہے ۔چنانچہ سورہ مجادلہ آیت ۷ میں جب منافقین سازش کررہے تھے تو اُنکی اطلاع کے لئے ارشاد فرماتا ہے الا هو معهم۔ این ما کانوا ہم تمھارے ساتھ لگے رہتے ہیں۔اب سورہ حدید میں آیت ۴ میں ارشاد فرماتا ہے **وهو معکم۔ این ما کنتم۔ واللہ بما تعملون بصیر** یعنی وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں بھی رہو۔ وہ اپنے بندوں کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہے۔پروردگار عالم ہر مخلوق کی سرپرستی کرتا ہے اسکے کرم میں کوئی امتیاز نہیں۔ہر مخلوق کے ساتھ اُسکی معیت ثابت ہے۔

فانزل اللہ سکینة علیه یعنی پھر اللہ نے اُس پر سکینتہ یعنی سکون نازل کیا۔ہر وہ فرد جو عربی قواعد سے تھوڑا بھی واقف ہے یہ جانتا ہے کہ اگر اس میں ابوبکر شامل ہوتے تو علیه کے بجائے علیهما ہوتا یہ ضمیر واحد ہے یہ ضمیر کس کی طرف اشارہ کرتی ہے۔اگر اس لفظ سکینہ میں ابوبکر شامل ہوتے تو کسی جنگ میں بھاگتے نظر نہیں آتے مثلاً اُحد میں، خیبر میں، حنین میں اور خود کے دور خلافت میں پہلی لڑائی ملک یمن میں اسود عنسی سے ہوئی۔پھر جنگ خارجہ بن حصن اور منظور بن زبان بن سیار غطفان میں واقع ہوئی۔مسلمانوں کو اس جنگ میں پسپائی ہوئی اور حضرت ابوبکر جنگل میں بھاگ کر ایک جھاڑی کے پیچھے چھپ گئے۔طبری جلد دوم ص ۶۱ باب ۳ اردو نفیس اکیڈمی کراچی۔**وتحیز المسلمون ولاذ أبوبکر بشجرة وکره أن یعرف** اور مسلمانوں نے فرار

کیااورحضرت ابوبکر نے ایک درخت کی پناہ پکڑی اور یہ نہیں چاہا کہ کوئی اُن کو پہچان سکے۔تاریخ خمیس دیار بکری جلد دوم ص ۲۰۴۔

سکینة سے مراد ابوبکر نہیں تھے اس لئے کہ ان کے لئے رسولؐ اللہ ﷺ وآلہٖ فرمایا: **قال ثكلتك امك يا ابن ابی قحافة الشرک فيكم اخفى من دبيب النمل**۔ تیری ماں تجھ پر روئے اے ابوقحافہ کے بیٹے! تم میں (فیکم) شرک چیونٹی کی رفتار سے موجود ہے۔(اس روایت کا ذکر کئی معتبر کتابوں میں موجود ہے مثلاً مجمع الزوائد الهيثمی ج۱۰ ص ۲۲۴؛ مسند ابی یعلی احمد بن یعلی متوفی ۳۰۷ھ ج۱ ص۶۱؛ کنز العمال ج۳ ص۸۱۶ سلسلہ ۸۸۴۷)۔ازالۃ الخفاء ج سوم ص۸۹

جس پر سکینہ نازل ہو وہ یہ کبھی نہیں کہتا: انا بشرولست بخيرمن احد منكم فراعونی فاذا رأيتمونی استقمت فاتبعونی وان رأيتمونی زغت فقومونی واعلموا ان لی شيطانا يعترينی فاذا رأيتمونی غضبت فاجتبونی لا اوثر فی اشعاركم وابشاركم۔ابوبکر نے خلافت کے بعد جو خطبہ دیا اس میں انہوں نے ''کہا کہ آگاہ ہو کہ میں ایک بشر ہوں اور تم میں سے کسی سے بھی بہتر نہیں ہوں لہٰذا میری رعایت کرو جب مجھے دیکھو راہ راست پر ہوں تو میری پیروی کرو، اور اگر دیکھو کہ میں ٹیڑھا ہو گیا ہوں تو سیدھا کرو۔ آگاہ ہو کہ میرے لئے ایک شیطان ہے جو مجھے گھیرے ہوئے ہے۔جب بھی مجھے غضب میں دیکھو تو مجھ سے بچو، میں تمہارے بالوں اور کھالوں پر کوئی اثر نہیں رکھتا۔''۔الامامة والاسياسة ج ص ۱۴،مجمع الزوائد الهيثمی ج ۵ ص ۱۸۳؛ کنز العمال ج ۵ ص ۶۳۱ حرف الخا،خلافت ابوبکر؛ سبل الهدیٰ فی سيرة خيرالعباد محمد بن یوسف الصالحی الشامہ متوفی ۹۴۲ھ طبع بیروت ج ۱۱ ص ۲۵۹؛ السقيفة ام الفتن ڈاکٹر الخليلی ص۱۰۰؛المعجم الاوسط طبرانی ج۸ ص ۲۶۷؛ تاریخ طبری اردو ج اول ص ۵۳۸۔طبقات ابن سعد اردو حصہ سوم ص ۵۳؛ تاریخ ابن عساکر جلد ۳۰ ص ۳۰۳؛ البدایہ والنہایہ ابن کثیر عربی جلد ۶ ص ۳۳۴ اردو جلد ۶ ص ۱۱۳۹ قابل غور لفظ **ان لی شيطانا يعترينی** ہے۔یعنی شیطان مجھ پر قابض ہے۔

اس سکینہ کا مصداق اور وہ کوئی نہیں سوائے امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

سورة البقرة آیت ۲۰۷ :۔ومن الناس من يشری نفسه ابتغاء مرضات الله والله رؤف بالعباد۔نزلت فی علی بن أبی طالب بات على فراش رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة خروجه إلى الغار، ويروى أنه لما نام على فراشه قام جبريل عليه السلام عند رأسه، وميكائيل عند رجليه، وجبريل ينادی :بخ بخ من مثلك يا ابن أبی طالب يباهی الله بک الملائكة **ونزلت الآية**.**تفسير كبير رازی ،تفسير ثعلبی ،احياء العلوم امام الغزالی، تاريخ خميس۔سيرة الحلبيه، روضة الاحباب** یہ آیت حضرت علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی جب کہ رسول اللہ ﷺ ہجرت کی رات غار کے طرف تشریف لے گئے اور حضرت علیؑ کو اپنے بستر پر سلا دیا۔فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اُس شب کو اللہ تعالیٰ نے جبرئیل ومیکائیل کی طرف وحی کی کہ میں نے تم دونوں میں بھائی چارہ قرار دیا،اور ایک کی مدت حیات دوسرے سے زیادہ کی ہے تم میں کون ایسا ہے جو اپنے بھائی کو اپنے حصہ کی مدت حیات دیدے۔دونوں فرشتوں نے انکار کیا۔تب اللہ نے فرمایا میں نے علیؑ ولی اور محمدؐ نبی میں بھائی چارہ قرار دیا ہے اور دیکھو علیؑ نے اپنی جان نبیؐ پر کیونکر نثار کی ہے۔پس تم دونوں ابھی زمین پر جاؤ۔چنانچہ یہ دونوں جبرئیل اور میکائیل زمین پر آئے جبرئیل حضرت علیؑ کے سرہانے اور میکائیل پائنتیں کھڑے ہوئے۔تب جبرئیل نے آواز دی مبارک ہو! مبارک ہو! اے ابن ابی طالبؑ تمھارا مثل کون ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں پر تمھارے سبب فخر ومباہات کرتا ہے۔**فخر الدين رازی فی تفسير الكبير؛ تفسير ثعلبی ج۲ ص۱۲۶؛ تاريخ يعقوبی ج۲ ص ۳۹؛ تاريخ خميس ؛ سيرة الحلبية اردو ج۳ ص۷۸؛ احيا ء العلوم امام غزالی اردو ج۳ ص ۱۰۴؛ تذكرة الخواص الامة سبط ابن جوزی ص۳۵، معارج النبوة معين كاشانی ج۳ ص۳؛ اُسد الغابة ج۴ ص۲۵؛ شواهد التنزيل ج ۱ ص۱۲۳۔**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُنَادُوۡنَکَ مِنۡ وَّرَآءِ الۡحُجُرٰتِ اَکۡثَرُہُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡنَ۔سورۃ الحجرات۔ آیت ۴

حجرے

میر مراد علی خان

علامہ شبلی نعمانی کتاب سیرت النبی جلد اول ص ۱۷۶ میں طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۲۳۶،(عربی ج ۸ ص ۱۶۷) اور کتاب وفا الوفاء کے حوالے سے مسجد نبوی اور متصل ازواج النبی کے مکانات کی تفصیل یوں بیان کرتے ہیں کہ مسجد نبوی جب تعمیر ہو چکی تو مسجد سے متصل آپؐ نے ازواج رسول کے لئے مکانات بنوائے اُس وقت تک آپؐ کی ازواج میں حضرت سودہ اور حضرت عائشہ ہی تھیں اس لئے دو ہی حجرے بنے جب اور ازواج آتی گئیں تو اور مکانات بنتے گئے۔ یہ مکانات چھ، چھ ہاتھ، سات سات ہاتھ چوڑے اور دس دس ہاتھ لانبے تھے، چھت اتنی اونچی تھی کہ آدمی کھڑا ہو کر چھت کو چھو لیتا۔(ایک ہاتھ اوسطاً (۲۰) انچ کا ہوتا ہے لغت المنجد لفظ ''ذراع'' ص ۳۵۱)۔سات ہاتھ کا مطلب (۱۴۰) انچ یعنی تقریباً (۱۲) فٹ۔ یعنی زیادہ سے زیادہ یہ مکان جو در اصل حجرے تھے جو ۱۲ فٹ عرض میں ۱۷ فٹ طول تھے۔

طبقات ابن سعد (اردو) نفیس اکیڈمی کراچی ج ۸ ص ۲۶۳ میں مزید یہ لکھا ہے کہ ان گھروں میں صرف چار گھر کچی اینٹوں کے تھے اور پانچ گھر کھجور کے پتوں سے بنے ہوئے تھے جن پر مٹی لپی ہوئی تھی ان کے دروازوں پر بالوں والی ٹاٹ کے پردے تھے۔ راوی لکھتا ہے کہ وہ پردے کو ماپ کر دیکھا تو وہ تین ہاتھ لمبا اور ایک ہاتھ چوڑا۔ یعنی ۵ فیٹ لانبا اور تقریباً ۲ فٹ چوڑا۔ یہ تھا نقشہ امّہات المؤمنین کی حجروں کا۔ براہ کرم اس نقشہ کو ذہن نشین رکھیں۔

اس سلسلے میں علامہ شیخ ابوالفتح نے اپنی کتاب ''مناظرہ حسنیہ'' میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی ایک کنیز حُسنیہ کے مناظرہ کا ذکر کیا ہے۔ جس میں بصرہ کے سب سے بڑے عالم ابراہیم بن خالد، قاضی ابو یوسف، امام شافعی اور دیگر بہت سے علمائے وقت نے حصہ لیا۔ تحریر کرتے ہیں کہ ''حُسنیہ نے یہ سوال کیا کہ جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے رسولؐ اللہ نے مسجد نبیؐ میں بجز اپنے اور علیؑ اور اولاد علیؑ کے باقی اور سب کے دروازے بشمول حضرت ابوبکر اور حضرت عمر بند کرادئے تھے اور اس طرح مسجد سے اُن کو علحدہ کر دیا تھا، اور اللہ تعالیٰ نے حضرت رسالت مآبؐ کے گھر میں آپؐ کی اجازت کے بغیر داخل ہونے سے منع بھی فرمایا دیا تھا پھر بعد رسولؐ کس کی اجازت سے یہ دونوں (یعنی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر) مسجد نبوی میں دفن ہوئے؟۔ کنیز کے جواب میں امام شافعی نے کہا کہ '' اہلسنت کا کہنا ہے کہ حضرت عائشہ اور حفصہ نے اپنے اپنے مہر کے عوض اپنے اپنے باپ کو جوارِ رسولؐ میں دفن کیا''۔ کنیز نے سورۃ احزاب کی یہ آیت کریمہ پڑھی '' یٰآیھا النبی انآ احللنا لک ازواجک التی آتیت اُجورھن سورۃ احزاب ۵۰ اے نبیؐ ہم نے آپ کیلئے آپ کی بیبیوں کو جن کا مہر دیدیا ہے حلال کر دیا۔ حضرت رسالت مآب ﷺ اس بات پر مامور تھے کہ اپنی کسی زوجہ سے مقاربت کرنے سے قبل اُن کا مہر ادا کر دیں چنانچہ اس طرح اِن دونوں (حضرت عائشہ اور حفصہ) کا مہر کب کا ادا ہو چکا تھا۔ اب مہر میں رسولؐ کی زمین ملنے کا کیا سوال رہا''۔ اس پر ابو یوسف نے کہا کہ ''میرے خیال ہے کہ حضرت عائشہ اور حفصہ نے رسول کی میراث پائی تھی کیونکہ اموال شوہر میں زوجہ کا حق ہوتا ہے''۔

کنیز نے جواب دیا: '' سبحان اللہ یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ خود حضرت عائشہ کے باپ نے جناب فاطمہؑ کے طلب ترکہ فدک کے وقت یہ کہا تھا کہ ''نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث وما ترکناہ صدقہ '' یعنی ہم گروہ انبیاء نہ میراث پاتے ہیں اور نہ میراث چھوڑتے ہیں اور جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے۔ اب کس اعتبار سے حضرت عائشہ اور حفصہ نے میراث کے حصہ میں اپنے اپنے باپ کو دفن کیا۔ اگر مان بھی لیا جائے کہ انھوں نے میراث پائی تھی تو یہ بھی غور کرو کہ بوقت وفات رسولؐ ۹ بیویاں موجود تھیں اور ایک بیٹی جناب فاطمہؑ زہراء، اور ایک چچا جناب عباس۔ حضرت رسول اللہ کے چند کمرے

تھےاورانکا احاطہ ۶ ہاتھ طول (لمبے) دس ہاتھ عرض (چوڑے) تھے۔اگرترکہ تقسیم ہوتو تمھارے عقیدہ کے بموجب نصف وچہارم بیٹی کا حق یعنی جناب فاطمہؑ زہرا کا حصہ ہوااور (۱/۸)، چچا کا اور باقی کے کل (۱/۸) میں ۹ ازواج میں اگر تقسیم ہوتو شائد ایک ایک کو ایک ایک بالشت بھی نہ آئے گی'۔ختم مناظرہ

تمام اُمت مسلمہ سے سوال ہے وہ یہ کہ۔

آنحضرت ﷺ وآلہ کہاں دفن ہوئے؟۔کیا وہ حضرت عائشہ کے اُس گھر (حجرہ) میں جس کا رقبہ ۱۲ فیٹ عرض اور ۲۰ فیٹ طول تھا اس میں دفن ہوئے۔

۱۔ اگر یہ صحیح ہے تو پھر بعد دفن رسولؐ حضرت عائشہ کہاں رہتی تھیں۔ذہن نشین رہے کہ بعد وفات قبر رسولؐ کی زیارت کے لئے لوگوں کا آنا ثابت ہے

۲۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں واللہ ماعلمنا بدفن رسول اللہ حتی سمعنا صوت المساحي من جوف الليل ليلة الأربعا۔

کہ واللہ ہم کو دفن رسولؐ کی خبر ہی نہیں ہوئی مگر اُس وقت جب ہم کدالوں کی آواز نصف رات کو سُنی اور شب،شب چہارشنبہ تھی۔سنن بھیقی ج ۳ ص ۴۰۹؛ مسند احمد بن حنبل ج ۶ ص ۶۲ اور ۲۷۴؛ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۳۰۶؛ تاریخ طبری ج ۲ ص ۲۳۹۔

اگر آنحضرت ﷺ حضرت عائشہ کے حجرے میں دفن ہورہے تھے تو یہ نہ کہتیں کہ ہمیں خبر ہی نہ ہوئی۔

۳۔ آنحضرت ﷺ وآلہ کی وفات کے ڈھائی برس بعد حضرت ابوبکر کی وفات ہوئی اور یہ آنحضرت ﷺ کے پہلو میں اُسی حجرے میں دفن ہوئے۔ کیا حجرہ عائشہ میں اتنی گنجائش تھی یہ مردہ جن کی طویل قامتی مشہور تھی وہیں دفن ہوئے ہوں؟۔

۴۔ ۲۰ھ میں حضرت عمر فوت ہوئے انہوں نے مرنے سے قبل عبداللہ ابن عمر کے ذریعہ حضرت عائشہ سے درخواست کی کہ وہ حضرت ابوبکر کے پہلو میں دفن ہونا چاہتے ہیں۔چنانچہ وہ بھی یہیں دفن ہوئے۔

۵۔ ۵۰ ہجری میں جب امام حسن علیہ السلام کا جنازہ نانا کے پہلو میں دفن کرنے کے لئے لایا گیا تو أرادو ذلك فتنه قالت : البيت بيتي ولا آذن أن يدفن فيه أحدا اوقريبا منه جدا رويناه في تعليقه _ترجمة الإمام الحسن ابن عساكر ص ۲۱ ؛ اليعقوبي في تاريخه : ج 2 ، ص؛ أنساب الأشرف ج 3ص۲۹۸ مقاتل الطالبيين - ص۸۲؛ أبو الفداء في تاريخه ۲۱۴

حضرت عائشہ مسلح لوگوں کے ساتھ ''آئیں''اور کہا کہ میں انہیں یہاں دفن کرنے کی اجازت نہیں دوں گی یہ گھر میرا گھر ہے۔اس سے ایک بات کا مزید علم ہوا کہ اُس حجرے میں ایک اور قبر کی ابھی گنجائش تھی۔دوسرا سوال یہ ہے کہ یہ جب یہ گھر حضرت عائشہ کا تھا تو یہ تھی کہاں؟اور آئیں کہاں سے؟۔

۵۔ واقعہ قرطاس جب کے رسول اللہ ﷺ وآلہ کے پاس مرض الموت میں اصحاب رسول اللہ ﷺ جمع ہوئے۔کیا اُسی چھوٹے سے حجرے میں جس کا رقبہ اتنا تھا جہاں چند لوگوں سے زائد کی گنجائش نہیں تھی اتنے لوگ جمع ہوئے اور اتنا شور مچا گیا کہ آنحضرت ﷺ نے اُن سب کو یہ کہہ کر قوموا یعنی اُٹھ جاؤ نکال دیا۔طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۲۴۲۔

آنحضرت ﷺ وآلہ کہاں دفن ہوئے؟۔کیا وہ حضرت عائشہ کے گھر میں جس کا رقبہ ۱۲ فیٹ عرض اور ۲۰ فیٹ طول تھا اس میں دفن ہوئے۔ اگر یہ صحیح ہے تو پھر بعد دفن رسولؐ حضرت عائشہ کہاں رہتی تھیں۔یہ ذہن نشین رہے کی بعد وفات اصحاب رسولؐ کا زیارت قبر رسولؐ کو آنا ثابت ہے۔

جواب

عن زید بن ثابت انه قال احتجر رسول الله ﷺ فی المسجد حجرة فکان رسول الله ﷺ یخرج من اللیل فیصلی فیھا قال فصلوا معه بصلاتہ یعنی رجالا و کانوا یاتونه کل لیلة حتی اذا کان لیلة من اللیالی لم یخرج الیھم رسول الله ﷺ۔ زید بن ثابت سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وآلہ نے مسجد میں حجرہ بنایا آپ رات کو باہر آکر اس میں نماز پڑھا کرتے تھے لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھنا شروع کیا اور ہر رات کو آپ کے پاس لوگ آنے لگے ایک رات آپ باہر نہ نکلے۔

أحتجر رسول الله صلی الله علیه و سلم حجیرة مخصفة أو حصیرا فخرج رسول الله صلی الله علیه و سلم یصلي صحیح بخاری جلد ۵ ص ۱۴۸ ۔ رسول اللہ ﷺ وآلہ نے مسجد میں اپنے لئے ایک کھجور کے پتوں کا حجرہ بنایا وراس میں نماز پڑھنے لگے۔

صلی فی حجرتہ والناس یاتمون به من وراء الحجرة۔ حضرت عائشہ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ وآلہ نے ''اپنے حجرے'' میں نماز پڑھی اور لوگوں نے اُس حجرے کے پیچھے اقتداء کی۔ سنن ابی داوٗد (اردو) ج اول ص ۴۶۱، باب الرجل یاتم بالامام و بینھما جدار۔

عمدۃ القاری کتاب الاذان ج ۵ ص ۲۶۳ میں یوں ہے کہ صلی فی حجرته ۔ الحجرة الموضع المنفرد من دار۔ اپنے کمرے میں نماز پڑھنے سے یہ مطلب اخذ ہوا کہ وہ کمرہ گھر سے جدا تھا۔

ہوسکتا ہے کسی قسم کا شک یا شبہ صحیح بخاری کی اس روایت سے پیدا ہو کہ فرمایا حضرت عائشہ نے أستاذن حزواجه ان یمرض فی بیتي ، فاذن له نے کہ جب رسولؐ اکرم بیمار ہوئے تو آپؐ نے اپنی دوسری بی بیوں سے اجازت لی کہ بیماری میں وہ میرے گھر میں ہی (یعنی حضرت عائشہ کے گھر میں) رہیں۔ اور تمام بی بیوں نے اجازت دیدی صحیح بخاری کتاب المغاذی۔

اس گھڑی ہوئی حدیث کی رد میں خود حضرت عائشہ کے ہی زبانی یہ حدیث ہے۔ ان رسول الله ﷺ لما کان فی مرضہ جعل یدور فی نسآئہ ۔ اپنے مرض موت میں ''بھی'' آنحضرت ﷺ باری باری ہر زوجہ کے پاس رہتے تھے۔ صحیح بخاری کتاب المناقب۔

بخاری شریف میں یہ کوئی انوکھی بات نہیں چنانچہ ایسے کئی متضاد حدیثیں موجود ہیں جو ایک دوسرے سے اس لئے ٹکراتے ہیں کو گھڑی گئی ہیں مثال کے طور ایک حدیث جو ذوق اور شوق سے پیش کی جاتی ہے وہ یہ کہ فرمایا: یاأم سلمة لا تؤذیني في عائشة فانه والله ما نزل علی الوحی وانا فی لحاف إمراة منکن غیره۔ صحیح بخاری کتاب المناقب عائشه۔ (معاذ اللہ) رسول اللہ ﷺ نے اے ام سلمہؓ! تم لوگ مجھے عائشہ کے بارے میں نہ ستاؤ واللہ تم میں سے کسی بی بی کی چادر میں مجھ پر وحی نہیں اُتری سوائے عائشہ کے۔ اس گھڑی ہوئی حدیث کی تائید میں کسی وحی یا کوئی آیت کے نازل ہونے کا واقعہ کہیں نظر سے نہیں گذرا۔ ہاں البتہ اس کے برخلاف ایک واقعہ مفسرین نے لکھا کہ آیت تطہیر کے نازل ہونے کے وقت حضرت عائشہ چادر میں آنا چاہا تو رسولؐ اللہ ﷺ وآلہ نے چادر کو کھینچ لیا اور کہا ''تنحي''۔ آپ نے فرمایا ''دور ہٹ جاؤ'' تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۴۹۴؛ تفسیر الثعالبی؛ کنز العمال ج ۱۳ ص ۶۴۴؛ شواہد التنزیل الحسکانی ج ص ۶۲)۔

''کسی بی بی کی چادر میں مجھ پر وحی نہیں اُتری سوائے عائشہ کے'' یہ حدیث بھی دیوار پر مارنے کے قابل ہے اس لئے اسی بخاری شریف میں یہ روایت موجود ہے۔

فانزل الله توبتنا علی نبیه ﷺ حین بقی الثلث الاخر من اللیل ورسول الله ﷺ عند ام سلمةؓ ۔ :اللہ نے معافی کا حکم آنحضرت ﷺ پر اتارا، اس وقت ایک تہائی رات باقی رہی تھی اور آپؐ ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کے ساتھ بستر میں تھے۔ بخاری شریف کتاب التفسیر سورہ توبہ (فتح الباری ج ۸

ص۹۱)۔سیرہ الحلبیۃ ج ۴ص ۴۵۰۔اس کو چھپانے کے لئے سیرۃ حلبیہ کے مصنف نے یہ صفائی پیش کی کہ حضرت ام سلمہؓ کے مکان میں وحی نازل ہونے پر اس حدیث پر شک ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد کہ سوائے عائشہ کے کسی عورت کے بستر پر ہوتے ہوئے مجھ پر وحی نازل نہیں ہوئی۔اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ارشاد رسولؐ کا اِس واقعہ کے قبل کا ہوگا۔ **ما نزل علی الوحی فی فراش امرأۃ غیرھا۔بخاری (جلد ۴ ص ۲۲۱) وأجاب بعضهم بأنه يجوز أن يكون ما تقدم فی حق عائشة كان قبل هذه القصة۔** سیرہ الحلبیۃ ج ۴ص ۴۵۱۔

اور یہ جو روایت کہ تم لوگ مجھے عائشہ کے بارے میں نہ ستاؤ۔ حسب ذیل کی حدیثوں سے پتہ چل جائے گا کے یہ کتنی صحیح ہے۔

رسول اللہ ﷺ جنھوں نے کسی کافر اور مشرک پر ہاتھ نہیں اُٹھایا مگر کم ازکم دو مرتبہ حضرت عائشہ پر ضرب لگائی۔اور آپ ﷺ وآلہ کے سامنے کئی بار حضرت ابوبکر نے حضرت عائشہ کو مارا بلکہ اتنا مارا کے منہ سے خون نکل رہا تھا۔کسی ایک حدیث میں یہ پتہ نہیں چلتا کہ رسول اللہ نے منع کیا ہو یا کسی قسم کی ناپسندیدگی اظہار کیا ہو۔کنزالعمال ج۱ ص ۲۸۵، 2915 سلسلہ ۳۷۷۸۶

وقالت عائشة رضي عنها : قالت أمرني رسو ل الله صلى الله عليه وسلم : " أغسل وجه أسامة " ۔ يوما وهو صبى فجعلت أغسله وأنا أنفة **فضرب يدي** ثم أخذه فغسل وجهه ۔ابن عساکر ج۸ ص ۶۸ ؛الاحیا العلوم ج ۲ ص ۱۳ ؛مسند ابی یعلی ج۷ ص ۴۳۵ ؛کنزالعمال ج۱۳ ص ۲۷۱ سلسلہ ۳۶۷۹۸ ؛۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ وآلہ نے مجھے حکم دیا کہ اُسامہ کا منہ دھلاؤ۔اور وہ ان دنوں بچہ تھے جب میں منہ دھلوار ہی تھی اور مجھے اس عمل سے گھن آرہی تھی آپؐ نے یہ منظر دیکھ کر میرے ہاتھ پر مارا (فضرب يدي) اور خود منہ دھلانے لگے۔

فلهدني في صدري لهدة أو جعتني عائشہ فرماتی ہیں کہ آنحضرتؐ نے غضب ناک ہوکر میرے سینہ پر گھونسہ مارا کہ مجھے شدّت کا درد ہوا اور فرمایا کہ تو نے یہ خیال کیا کہ میں اللہ کا رسول ہوتے ہوئے تیری حق تلفی کروں گا؟۔صحیح مسلم جلد۱ کتاب الجنائز۔ص۴۰۱؛سنن النسائی ج۵ ص ۲۸۸

آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ حضرت صفیہ کا اونٹ عائشہ کے اونٹ سے بدل دیں۔عائشہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: آپ کا دعویٰ ہے کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں؟**إنک تزعم أنک رسول الله؟**، آپ نے فرمایا **أفي شک أني رسول الله؟** : کیا تمھیں اس بارے میں شک ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ عائشہ نے کہا **فما لک لا تعدل** : پھر آپ انصاف کیوں نہیں کرتے؟۔عائشہ کہتی ہیں یہ سن کر **فكان أبو بكر فيه حدة، فلطمني على وجهي**: میرے باپ کو غصہ آگیا اور انہوں نے ایک دم میرے چہرے پر طمانچہ مارا۔سیرۃ الحلبیہ ج ۳ص ۲۷۷

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: کسی دن رسول اللہ ﷺ سے جھگڑا کر رہی تھیں اثنا گفتگو میں میں نے رسول اللہ کی بے ادبی کی میرے باپ نے سُن کر مجھے مارنے کے لئے جوتی اُٹھائی۔میری ماں نے روک دیا اور رسول اللہ ﷺ ہنس رہے تھے۔ الدر المنثور ج٦ ص ۱۴۰ ؛ سيرة الحلبية ج ۲ ص ۵۸۳۔

بس یہ ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ اسی حجرے میں دوران علالت قیام فرمایا تھا اور اسی کمرے میں آپ کی وفات ہوئی اور اسی حجرے میں آپؐ دفن ہوئے جو آپؐ کے لئے مخصوص تھا۔بعد وفات رسولؐ اکرم مدینہ سرکار نے (سرکار مدینہ نہیں) جہاں کئی مراعات حضرت عائشہ کو عطا کئے تھے وہاں یہ حجرے اور اسکے قرب وجوار کی زمین بھی عطا کردی تھی۔جب وظیفے مقرر کئے جانے لگے تو ازواج رسولؐ کو فی کس دس ہزار دیا جاتا تھا اور حضرت عائشہ کو ۱۲ ہزار دیا جاتا تھا کنزالعمال ج ۱۲ ص ۶۹۴ سلسلہ ۳۷۷۷۵ میں اس روایت کے ساتھ یہ تحریر ہے کہ **فی اعتلال القلوب** یعنی بیمار دلوں کے لئے۔طبقات ابن سعد جلد ۸ ص ۶۷؛ سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۱۸۷۔ واضح رہے جہاں حضرت عائشہ کو ۱۲ ہزار دینار وظیفہ تھا وہاں اصحاب بدر ہونے کی وجہ سے حضرت علی علیہ السلام کو ۵ ہزار دینار مقرر تھے۔تاریخ یعقوبی جلد ۲ ص ۲۴۴ (اردو) عربی ج ۲ ص ۱۵۳؛ کنزالعمال ج ۴ ص ۵۶۰ سلسلہ ۱۱۶۴۸۔

ایک بات قابل غور ہے وہ یہ کہ صرف بدر کے اصحاب ہی کو وظیفہ دینے کا معیار مقرر کیوں بنایا گیا۔غور کرنے سے یہ عقدہ کھلے گا کہ اسی ایک جنگ میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو کسی نے بھاگتے ہوئے نہ تو دیکھا اور نہ بھاگنے کی نوبت آئی۔اگر وظیفہ دینے کا معیار اصحاب اُحد، خندق، خیبر، اور حنین ہوتی تو مسئلہ دوسرا پیدا ہوتا اور خود وظیفہ دینے والوں کا حصہ مارکھاتا۔

عن عائشة رضى اللّٰہ تعالى عنها قالت لقد توفي النبي صلى اللّٰہ عليه وسلم وما في رفي من شيء يأكله ذو كبد إلا شطر شعير في رف لي فأكلت منه حتى طال علي فكلته ففني ۔صحيح بخارى كتاب الرقاق باب فضل الفقر ج۵ فرماتی ہیں کہ جس وقت حضرت رسول اللہ ﷺ نے انتقال کیا تو میری مکان میں کھانے کے لائق کوئی ایسی چیز نہیں تھی کہ کوئی کھا سکے سوائے تھوڑے سے جو کے۔میں اُس کو کھاتی رہی چند دن تک کھانے کے بعد وہ بھی ختم ہو چکا تھا۔صحیح بخاری شرح تیسیر الباری جلد ۸ ص ۳۰۵ ۔

یہ حال وقت وفات رسولؐ تھا اور بعد رسول ﷺ چند ہی عرصے میں یہ اتنی تونگر ہوگئیں تھیں کہ اپنی جائداد سے اپنی بہن اسماء بنت ابی بکر کو جو جائداد ہبہ کی تھیں اُن میں سے صرف ایک کی قیمت اُس زمانے ایک لاکھ دینار تھی۔چنانچہ بخاری میں یہ روایت موجود ہے:باب هبة الواحد للجماعة وقالت أسماء للقاسم بن محمد وابن أبي عتيق :ورثت عن أختي عائشة بالغابة وقد أعطاني به معاوية مائة ألف فهو لكم(اردو تیسیر الباری جلد سوم ص ۵۷۴،باب هبة الواحد۔ایک چیز کئی آدمیوں کو ہبہ کرے۔اسماء بنت ابی بکر نے قاسم بن محمد بن ابی بکر اور عبداللہ بن ابی عتیق سے کہا کہ مجھے میری بہن عائشہ سے ترکہ میں غابہ میں کچھ جائداد ہاتھ آئی،معاویہ نے اس کے ایک لاکھ دینار دینا چاہا میں نے اُس کو فروخت نہیں کیا۔یہ جائداد تم دونوں لے لو۔

بسمہ سبحانہ

اضافات

١ **اذا رأیتم معاویة علیٰ منبری فاقتلوه:** فرمایا آنخضرتؐ نے اگرتم معاویہ کومنبر پر دیکھوتو اسکوقتل کرو۔اس حدیث ایک اورطریقہ سے آئی وہ کہ اگرتم دیکھومعاویہ کوخطبہ دیتے ہوئے دیکھو تواسکوقتل کرو۔انساب الاشراف بلاذری طبع دارالفکر بیروت ج ۵ ص ۱۳۶ ؛میزان الاعتدال حالات عمرو بن عبید جلد ۳ ص ۲۸۰،اسی کتاب میں حالات عباد بن یعقوب الاسدی جلد ۲ ص ۳۸۰،اسی کتاب میں حالات عبدالرزاق بن ہمام بن نافع جلد ۲ ص ۶۰۹،اسی کتاب حالات الحکم بن ظهیر الفزاری الکوفی ج اول ص ۵۷۲، لسان المیزان جلد ۲ ص ۲۴۸،سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۱۴۹،واقعة صفین ابن مزاحم ص ۲۱۶،کتاب المجروحین جلداول ص ۱۵۷،تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۹۶۔الموضوعات ج ۲ ص ۲۵ تا ۲۷اس حدیث کولکھنے کے بعد مصنف ابن جوزی لکھتا ہے کہ معاویہ سے مراد معاویہ بن تابوت ہے۔عباد ابن یعقوب کوبلاذری نے ردکیامگران سے بخاری اورترمذی اورحاکم نے حدیثیں لی ہیں۔صحیح بخاری ج ۹ باب وحی النبی ﷺ حدیث ۵۴۴ ص ۵۳۶۔عبدالرزاق کے بارے میں ابن عدی نے کہاعلماء نےکوئی خرابی اس کے حدیث میں نہیں پائی سوائے اس کے کہ یہ شیعی رجحان رکھتا تھااوراہل بیت پیغمبرؐ کے احادیث نقل کرتا تھا۔اس سے بخاری، مسلم،ترمذی،نسائی نے ابوداؤد، ابن ماجہ نے حدیثیں لی ہیں۔عبداللہ بن عدی متوفی ۳۶۵ھ اپنی کتاب الکامل جلد ۵ ص ۲۰۰ میں ابوسعید خدری کے حوالے سے اس حدیث کونقل کیااورلکھا کہ چنانچہ دورخلافت عمرابن خطاب میں جب معاویہ کوخطبہ دیتے ہوئے منبر پر دیکھا گیا توعمرابن خطاب کوخط کے ذریعہ آگاہ کیا گیااس حدیث کے بارے میں اور اجازت مانگی معاویہ کےقتل کے لئے۔اس اثنامیں عمرابن خطاب کاقتل ہوگیا تھا۔اس حدیث کے ذیل میں ابن عساکر جلد ۵۹ ص ۱۵۰ تا ۱۵۷ میں کئی طریقوں سےاس کولکھاہے۔

٢ **یوم۔احد کنت اول من فاء الیٰ رسول:** عائشہ سےروایت ہے کہ ان کے باپ ابوبکر نے کہا کہ بروز جنگ اُحد میں رسولؐ اللہ کے پاس بھاگ جانے کے بعد سب سے پہلے واپس آنے والوں میں تھا۔مسندابی داؤد باب احادیث ابی بکر ص ۳؛ فتح الباری ج ۷،ص ۲۷۸،مستدرک حاکم ج ۳ ص ۲۸،کنزالعمال ج ۱۰ ص ۴۲۵،طبقات ابن سعد باب طلحہ بن عبیداللہ ج ۳ ص ۲۸۳، البدایة والنھایة باب مقتل حمزہ ج ۴ ص ۳۳۔

٣ **اقتلوا نعثلاً فقد کفر۔** یہ عائشہ کہتی تہیں عثمان بن عفان کے بارے میں کہ اس یہودی کوقتل کردو یہ کافرہوگیاہے۔
طبری واقعات ۳۶ھ ہجری ج ۳ ص ۴۷۷؛الامامة والسیاسة ابن قتیبیہ دینوری ج ۱ ص ۵۱، ۷۲؛ابن عساکرترجمہ الامام الحسن ص ۱۹۷؛ النھایة فی غریب الحدیث ج ۵ ص ۸۰؛لسان العرب ج ۱۱ ص ۶۷۰؛تاج العروس ج ۸ ص ۱۴۱۔

۴ **لو لف خرقة واولج فی فرج امرأ ۃ ففیه ثلاثه اوجه لا صحابنا الثانی لا یجب الغسل لا نه اولج فی خرقه۔** اگر کپڑا لپیٹ کر عورت کی فرج میں داخل کیا جائے تو اس میں ہمارے علماء کے تین اقوال ہیں دوسرا قول یہ ہے کہ غسل واجب نہیں ہوتا کیونکہ دخول کپڑے میں ہوا۔ شرح مسلم نووی جلد ۳ ص ۲۲۹ اردو۔

۵ **ان اولج بهیمة او میتة ولم ینزل لا یفسد صومه ولا یلزم الغسل۔** اگر کوئی شخص کسی جانور یا میت سے جماع کرے لیکن منزل نہ ہو تو اسکا روزہ فاسد نہیں ہوگا اور نہ ہی غسل لازم ہوگا۔ تحفۃ الفقھاء السمر قندی ج ا ص ۵۸ ۳ فقہ مذہب حنفیہ: فتاوی قاضیخان جلد اول کتاب الصوم فصل اول ص ۱۰۵۔

۶ **هل منکم رجل لم یقارف اللیلة۔** جب رقیہ زوجہ عثمان ابن عفان کا انتقال ہوا تو آنحضرت نے فرمایا وہ شخص قبر میں اُترے کہ جس نے آج کی رات اپنی اہلیہ سے مقاربت نہ کہ ہو پس عثمان قبر میں نہیں اُترے۔ پس ابوطلحہ نے میت کو قبر میں اُتارا۔ مصنف نے لفظ **یقارف** کے آگے فلیح بن سلیمان کی روایت کے بعد اوراتنا بڑھادیا ہے کہ آنحضرتؐ کی مراد اُس سے جماع معصیت تھا۔ ثابت کی روایت میں یوں ہے کہ جس شخص نے رات میں اہلیہ سے مقاربت نہ کی ہو وہ قبر میں اُتارے یہ سن کر عثمان پیچھے ہٹ گئے اور طحاوی سے منقول ہے کہ لفظ **مقارف** میں تصحیف یعنی غلطی ہے گویا طحاوی عثمان سے اس فعل کو اچنبا سمجھے (کہ عثمان سے اور ایسی حرکت؟) کیونکہ اُن کے نزدیک تو عثمان پیغمبرؐ خدا کے نزدیک بڑے حریص تھے۔ ممکن ہو مرض کو طول ہوا ہو اس لئے عثمان کو جماع کی حاجت ہوئی ہوا ور اسکا خیال نہ رہا ہو وہ آج ہی مرجائیگی۔ اس حدیث میں ایسی کوئی بات ایسی نہیں جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ یہ جماع موت کے بعد واقع ہوا یا جان کنی کی حالت میں اس کا علم اللہ کو ہے انتہٰی۔ تاریخ صغیر امام بخاری ص ۱۱ ؛فتح الباری کتاب الجنائز تحت **هل منکم رجل لم یقارف اللیلة** ۔جلد سوم ص ۱۲۷

۷ حضرت عثمان خود فرماتے ہیں کہ سبب قبولیت اسلام عورتوں کا عشق تھا اور چونکہ رقیہ حسین جمیل تھیں اور اُن کا نکاح عتبہ سے ہو چکا تھا جب عتبہ نے بسبب اسلام رقیہ کو طلاق دیدی تو عثمان نے بیغام نکاح پیش کرتے وقت قبولیت سلام کا اعلان کیا۔ خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۲۸۸ سیوطی۔

۸ **نساء کم حرث لکم** عبداللہ ابن عمر نے فرمایا بیشک اس آیت سے مراد یہ ہے کہ مرد کو اختیار ہے کہ خواہ سامنے سے کرے یا پیچھے سے آیتِ مذکور سے مراد وطی فی دبر نسوان کا جواز ہے۔ فتح الباری جلد ۸ ص ۱۴۰؛ الدر منثور ج ا ص ۲۶ا۔ جامع البیان طبری جلد ۲ ص ۵۳۶۔

۹ **سئلت مالک بن انس عن وطی حلایل فی الدبر فقال مالک لی الساعة غسلت راسی منه۔** خطیب سے روایت ہے وہ یہ کہتے ہیں زجانی نے کہا میں نے امام مالک سے **وطی فی دبر نسوان** کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا

میں نے ایسا ہی فعل کیا اور سر سے غسل کیا۔ احکام القران ابی بکر ج ا ص ۴۳۶

۱۰ **وطئ المرأة فی الدبر فانه لا یثبت حرمة المصاهرة وهوالا صح۔** اگر وطی کرے عورت کے دبر میں تو اُس سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ وہ محل حرمت نہیں اُس کا اثر بھی اولاد تک نہیں پہنچتا ......انتھیٰ یعنی یہ کہ وطی کی گئی عورت کی ماں، بہن، بیٹی سے نکاح جائز ہے۔ البحرالرائق شرح کنزالدقائق کتاب النکاح فصل الحرمات ج ۳ ص ۱۷۵۔ طبع دار علمیہ بیروت۔

۱۱ ایک دن ابن ابی ملیکہ سے وطی فی دبر نسوان کا سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے خود ایک باکرہ لڑکی سے ارادہ کیا تھا جب دخول دشوار ہوا تو روغن سے مدد لیا۔ تفسیر در المنثور سیوطی جلد اول ص ۲۶۶

۱۲ **وان اولج الحشفة فی القبل والدبر ملفوفة:** اگر حشفہ پر کپڑا لپیٹ کر قبل یا دبر میں داخل کیا جائے تو اگر داخل کرنے والے کو لذت حاصل ہوگی تو غسل واجب ہوگا ورنہ غسل واجب نہیں۔ درمختار جلد اول ص ۱۷۸ (فقہ حنفیہ)

۱۳ سفینہ صحابی سے کسی نے پوچھا کہ بنی مروان گمان کرتے ہیں علیؑ جانشین رسولؐ (خلیفہ رسولؐ) نہیں تھے تو انہوں نے کہا کہ **بنی الزرقا** اپنے اسفل کہ طرح جھوٹ بولے یعنی بنی مروان کی دادی زرقا نامی فاحشہ صاحب رایت زنا تھی۔ سنن ابوداؤد کتاب السنة باب خلفاء جلد ۲ ص ۴۰۱۔

۱۴ ابن انس نے زید بن اسلم سے روایت کی ہے کہ عمر ابن خطاب نے لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھا اور کہا رجم میں شک نہ کرو کیونکہ وہ حق ہے آنحضرتؐ نے بھی رجم کیا ہے اور ابوبکر نے بھی کیا ہے اور میں نے بھی اور میرا ارادہ ہوا کہ اُسے مصحف میں لکھ دوں۔ پس ابی بن کعب سے آیہ رجم کے باب میں سوال یعنی مشورہ کیا گیا تو ابی نے کہا تم میرے پاس اے عمر نہیں آیا کرتے تھے جب میں آنحضرتؐ کے سامنے اس آیت کو پڑھتا تھا کہ تم نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا اور کہا کہ تم رسولؐ اللہ کو آیہ رجم سناتے ہو حالانکہ لوگ گدھوں کی طرح (یعنی کثرت سے زنا کے مرتکب ہوتے تھے) **تسافد الحمر** جفتیاں کرتے ہیں۔ درالمنثور جلد ۵ ص ۱۸۰؛ فتح الباری ج ۱۲ ص ص ۱۲۷۔

۱۵ ابوہریرہ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے لوگوں سے فرمایا کہ تم لڑکوں کو نہ گھورا کرو کیونکہ اُنکا فتنہ دوشیزہ لڑکیوں کے فتنہ سے زیادہ ہے اور عبدالقیس کا وفد آنحضرتؐ کے پاس آیا تو اُن میں ایک لڑکا بہت خوبصورت تھا آنحضرتؐ نے اُس لڑکے کو اپنی پشت کے پیچھے بٹھالیا (لوگوں کی نظروں سے اُس کو چھپایا)۔ المغنی جلد ۷ ص ۴۶۳؛ شرح الکبیر ج ۷ ص ۳۵۰۔

۱۶ آنحضرتؐ نے منع فرمایا کہ مرد کسی لڑکے کی جانب نظر جما کر نہ دیکھے۔ میزان الاعتدال ج ۴ ص ۳۲۷، الکامل ابن عدی ج ۷ ص ۹۶؛ لسان

المیز ان ج ٦ ص ٢١٣۔

١٧ ایک دن مامون رشید نے عمر ابن خطاب کے قول منع متعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا اے بھینگے (عمر ابن خطاب) تو کون ہے جس کو رسولؐ نے جاری کیا تو اُس سے لوگوں کو روکتا ہے۔**من انت یا احول تنهی عما فعل النبی** ﷺ۔تاریخ بغداد ج ١٤ ص ٢٠٩۔تاریخ بغداد ابن عساکر جلد ٦٤ ص ٧١۔تہذیب الکمال المزی جلد ٣١ ص ٢١٤۔

١٨ سعید ابن میسّب سے روایت کہ ثقیف کے لوگوں نے عمر ابن خطاب کی تواضع شراب سے کہ آپ نے طلب فرمایا جب منہ کے پاس لے گئے تو اُبکائی آئی پس آپ نے اُس کی تیزی کو(**کره فکسره**) پانی سے توڑا اور فرمایا تم لوگ ایسا ہی کیا کرو۔سنن نسائی کتاب الاشربہ ج ٨ ص ٣٢٦

١٩ ہمام بن الحرث نے عمر سے روایت کی ہے کہ ایک سفر میں اُن کے پاس نبیذ لائی گئی تو انہوں نے پیکر منہ بنایا اور کہا طائف کی نبیذ بہت تیز ہوتی ہے پھر پانی منگا کر اور اُس میں ڈال کر پیا۔فتح الباری جلد ١٠ ص ٣٤

٢٠ سعید بن ذی لعوۃ نے عمر ابن خطاب کی سفری صراحی سے پیا تو وہ مست ہو گیا پس عمر نے اُسے مارنا شروع کیا اُس نے کہا کہ میں نے تو آپ کی ہی صراحی سے پیا ہے تو عمر نے کہا ہم نے تو تجھے مست ہو جانے کے سبب مارا ہے **انه شرب من سطیحة لعمر فسکر فجلده عمر قال انما شربت من سطیحتک قال اضربک علی السکر**۔فتح الباری ج ١٠ ص ٣٤؛
میزان الاعتدال ج ٣ ص ٣٣٤؛ المحلی ابن حزم جلد ٧ ص ٤٨٦۔شرح المعانی الآثار جلد ٤ ص ٢١٨ احمد بن محمد بن سلمۃ متوفی ٣٢١ھ؛المستفاد ابن النجار متوفی ٦٤٢ھ جلد ص ٦٢۔

٢١ سعید بن میسّب سے روایت ہے کہ عمر ابن خطاب اپنے صحابہ کے پاس آئے اور کہا کہ تم مجھ کو کیا فتویٰ دیتے ہو جو کام میں نے آج کیا ہے لوگوں نے پوچھا وہ کیا کام۔تو آپ نے کہا ایک کنواری جارہی تھی اُس نے مجھے لبھالیا میں اُس پر چڑھ بیٹھا حالانکہ میں روزہ دار ہوں پس صحابہ کو یہ واقعہ سنکر تعجب ہوا۔طبقات ابن سعد جلد ص ٣٨٣ اردو نفیس اکیڈمی؛ کنز العمال جلد ٨ ص ٦٠٠ حدیث ٢٤٣٢٩؛
انساب الاشراف بلاذری جلد دوم ص ٤٠٣۔

٢٢ بغوی وغیرہ جو مشاہیر اہلحدیث سے ہیں اُنہوں نے عمر ابن خطاب سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے مجھے (یعنی عمر کو) ایستادہ کھڑے ہو کر پیشاب کرتے دیکھا تو فرمایا **لا تبل قائما** اے عمر! ایستادہ پیشاب نہ کیا کر اور ابوبکر نے یسار بن نمیر سے روایت کی ہے کہ عمر ابن خطاب پیشاب کرتے تو دیوار یا پتھر سے چھولتے تھے اور پانی سے استنجا نہ کرتے۔شاہ ولی اللہ کہتے ہیں کہ علماء اہلسنت کا اس پر اجماع ہے کہ (ایستادہ

پیشاب کرنا یا دیوار و پتھر سے مسح کرنے کا جواز کی) کوئی حدیث رسولؐ نہیں اور بیشک گوبر سے استنجا کرنا عمر ابن خطاب کا قیاسی مذہب ہے۔ مستدرک الصحیحین جلد اول ص ۱۸۵؛ صحیح ابن حبان جلد ۴ ص ۲۷۱؛ کنز العمال ج ۹ ص 518؛ المصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ ص ۲۷؛ ازالۃ الخفاء شاہ ولی اللہ محدث مقصد دوم ذکر سنن آداب الخلاء عمر ص ۸۷۔

۲۳ عمر ابن خطاب اپنے زمانۂ خلافت میں توریت سننے کے لئے یہودیوں کے پاس جاتے تھے۔ فتح الباری ج ۸ ص ۱۲۶؛ تفسیر جلالین سورۂ بقر ص ۲۷۔ اتقان سیوطی ج ۱ ص ۱۵، الفاروق شبلی نعمانی ص ۳۷۳۔

۲۴ ذکر بن عامر و بنی ہوزان و بنی سلیم کے بیان میں ہے کہ دور ابوبکر میں خالد بن ولید نے ان قبائل کے بعض کو قتل کیا اور بعض کو مثلہ کیا یعنی ناک کان ہاتھ پاؤں قطع کرا کے مار ڈالا اور بعض کو جلا ڈالا اور بعض کو پتھروں سے کچلوا کر مار ڈالا اور بعض کو پہاڑ پر سے گرا کر مار ڈالا اور بعض کو پانی میں ڈبو کر۔ تاریخ کامل ابن اثیر جزری (اردو) ج ۸ ص ۶۹

۲۵ ابوبکر نے فجا کو صحابہ کے سامنے جلا کر مار ڈالا **وقد حرق ابوبکر الفجاء بحضرة الصحابه** ۔فتح الباری جلد ۶ س ۱۰۵

۲۶ دور یزید میں وقعۂ حرّہ کہ مدینہ لوٹا گیا اور ایک ہزار باکرہ کی عزت لوٹی گئی۔ لوگوں نے اپنی ماں بہنوں اور بیٹیوں سے جماع کیا اور شرابیں پی گئیں اور نماز ترک کر دی گئی۔ طبقات ابن سعد جلد ۵ ص ۶۶ حالات عبداللہ بن حنظلہ؛ تاریخ ابن عساکر ج ۲۷ ص ۴۲۹؛ تاریخ الخلفاء سیوطی۔

۲۷ جناب علیؑ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک دن پیغمبرؐ خدا رو رہے تھے۔ میں نے عرض کیا آپ کیوں روتے ہیں آنحضرتؐ ارشاد فرمایا کہ لوگوں کے دلوں میں تمہاری طرف سے کینہ ہے وہ اسکو ظاہر نہیں کریں گے مگر میرے بعد۔ تاریخ بغداد جلد ۱۲ ص ۳۹۴؛ تاریخ ابن عساکر ۴۲ ص ۳۲۲۔ ۳۲۴؛ الکامل عبداللہ بن عدی جلد ۷ ص ۱۷۳؛ مسند أبي يعلى ج ۱ ص ۴۲۷۔

۲۸ ابن مسعود کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرتؐ سے کہا کہ آپؐ ابوبکر کو خلیفہ کیوں نہیں بناتے آنحضرتؐ نے منہ پھیر لیا میں یہ سمجھا کہ یہ بات پسند نہیں میں نے عمر کا نام لیا آپؐ نے منہ پھیر لیا میں یہ سمجھا کہ یہ بھی آپ کو ناگوار ہوا پھر میں نے کہا آپ علیؑ کو خلیفہ کیوں نہیں بناتے آنحضرتؐ نے فرمایا اگر تم علی کی اطاعت کرو گے تو تم کو جنت میں داخل کریں گے۔ الھدیٰ والرشاد الصالحی الشامی جلد ۱۱ ص ۲۵۰؛ المعجم الکبیر طبرانی جلد ۱۰ ص ۶۷؛ مجمع الزوائد ج ۸ ص ۳۰۵۔

۲۹ فرمایا رسولؐ اکرم نے کہ اگر تم علیؑ کو خلیفہ بناؤ گے مگر تم ایسا کرنیوالے نہیں ہو تو علیؑ کو ہادی اور مہدی پاؤ گے اور راہ مستقیم پر سیدھا چلانے والا پاؤ گے مسند احمد ابن حنبل جلد اول ص ۱۰۹؛ مستدرک الصحیحین حاکم جلد ۳ ص ۷۰؛ کنز العمال ج ۱۱ ص ۶۳۰؛ مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۷۶۔

۳۰ حاکم نے جناب علیؑ سے روایت کہ ہے کہ انہوں نے کہا فرمایا آنخضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ میری اُمت تم سے میرے بعد بے وفائی کرے گی حاکم نے ابن عباس سے روایت کی ہے اُنہوں نے کہا کہ آنخضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ! تم کو میرے بعد بہت سی مصیبتیں پیش آئیں گی۔ مستدرک الصحیحین ج ۳ ص ۱۴۰؛ تاریخ ابن عساکر ج ۲ ص ۴۴۷؛ تذکرۃ الحفاظ (اردو) جلد ۳ ص ۶۷۲۔ ازالۃ الخفاء مقصد دوم ص ۲۷۵ شاہ ولی اللہ محدث۔

۳۱ عائشہ نے آنخضرتؐ سے پوچھا کہ یوم اُحد سے بڑھ کر بھی آپؐ پر کوئی مصیبت پڑی ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا تیری قوم کی طرف سے جو مصائب پڑے ہیں اُن کو میرا دل ہی جانتا ہے سب سے زیادہ مصیبت کا دن عقبہ کا تھا (جہاں رسولؐ اکرم کو پتھر گرا کر شہید کرنے کا اقدام ہوا تھا)۔ صحیح بخاری کتاب بدأالخلق جلد ۴ ص ۸۳ (عربی)؛ صحیح مسلم کتاب الجھاد والسیر باب من اذا المشرکین والمنافقین ج ۵ ص ۱۸۱۔

۳۲ **یا ایھا الذین امنو من یرتدمنکم عن دینه**۔ سورۃ مائدہ آیت ۵۴ کی تفسیر میں ہے کہ جب عمر ابن خطاب نے پوچھا یا رسولؐ اللہ کیا ہم لوگ اور ہماری قوم اس آیت کے مصداق ہیں آپ نے یہ اشارہ کیا ابوموسیٰ اشعری کی طرف اور فرمایا یہ اور اس کی قوم۔ در المنثور سیوطی جلد دوم ص ۲۹۲۔

۳۴ محمدؒ ابن ابی بکر نے معاویہ کو جو خط لکھا اے معاویہ تو لعین ابن لعین تم اور تمہارا باپ ہمیشہ رسولؐ اللہ سے لڑتے رہے اور نور خدا کو بجھانے کی کوشش کرتے رہے اسی حال میں تیرا باپ مر گیا اور تو اُس کا جانشین اور نمونہ بنا ہے اسی گروہ کے بچے ہوئے لوگ تیرے پاس جمع ہیں۔ اس کے جواب میں معاویہ نے لکھا کہ اگر کسی نے علیؑ کے حق کو غصب کیا ہے تو تیرا باپ ہے اور فاروق ہے ہم تو انہی کی سنت پر چل رہے ہیں۔ ہم اور تیرا باپ (ابوبکر) علیؑ ابن ابی طالب کے حق کو جانتے تھے۔ جب رسولؐ اللہ فوت ہوئے تو تیرا باپ اور فاروق پہلے شخص ہیں جنہوں نے علیؑ کے حق کو چھینا اور اُس کی مخالفت کی۔ تاریخ مروج الذھب مسعودی اردو ج سوم ص ۳۴ تا ۳۵۔ وقعۃ صفین ابن مزاحم متوفی ۲۱۲ھ ص ۱۱۹؛ انساب الاشراف البلاذری جلد سوم ص ۱۶۶۔۱۶۷؛ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ششم۔

۳۵ ابوسعید خدریؓ اور جابرؓ انصاری سے روایت ہے کہ ہم لوگ منافق کو بغضِ علیؑ سے پہچان لیتے تھے۔ ترمذی جلد ۲ ص ۶۸۰؛ تاریخ ابن

عسا کرج ۴۴ص ۲۸۵ تا ۲۸۷؛شواہد التنزیل ج ۲ص ۲۴۹؛ مجمع الزوائد ج ۹ص ۱۳۲۔

۳۶ جب آنخضرتؐ نے عمر ابن خطاب کے آنے کی خبر سُنی تو خود باہر تشریف لے آئے اور عمر کا گریبان پکڑا ایک جھٹکا دیا کہ عمر زانو کے بل گر پڑے آنخضرتؐ نے فرمایا اے عمر تو جب تک باز نہ آئے گا جب تک اللہ تیرے حق میں بھی وہی نازل نہ کرے جو کہ ولید بن مغیرہ کے حق میں نازل ہوا تھا رسوائی اور عذاب **مثل ما انزل بالولید بن المغیرة یعنی الخزی والنکال**۔طبقات ابن سعد جلد ۳ ص ۲۶۹ باب اسلام عمر (عربی) اردو ھ ۳س ۵۶ ؛تاریخ الخلفاء اردو ص ۱۱۴؛ کنزالعمال ج ۱۲ص ۶۰۹؛ تاریخ ابن عساکر جلد ۴۴ص ۳۵؛صفة الصفوة ابن جوزی ج ۱ص ۲۶۹۔سورہ القلم کی آیت ۱۰ تا ۱۶ جمہور علماء کا قول ہے کہ یہ ولید (خالد بن ولید کے باپ) کے بارے میں نازل ہوئیں تھیں جس میں اس کے ولدالزنا جھوٹے مکار اور خبیث ہونے کا ذکر ہے۔تفسیر قرطبی ج ۱۸ص ۲۳۴؛تفسیر اشرف تھانوی۔تفسیر جلالین؛ تفسیر عثمانی (تفسیر سورہ قلم) میں ایسے دس صفات بیان کئے گئے ہیں جو ولید بن مغیرہ میں موجود تھے۔

۳۷ **أجبار فی الجاھلیة و خوّار فی الاسلام**۔ابوبکر نے یہ عمر سے کہا کہ تو جہالت کے زمانے میں بڑا سرکش تھا اور اسلام لانے کے بعد ناتواں اور کمزور۔کنزالعمال ج ۶ص ۵۲۷، ج ۱۲ص ۴۹۴؛ درمنثور ج ۳ص ۱۴۱؛النھایة فی غریب الحدیث ج ۲ص ۸۷؛من حیات خلیفه عمر ابن خطاب مصنف عبدالرحمٰن احمد البکری ص ۳۲۸بحوالہ فتوحات اسلامیہ ج ۱ص ۶،حیاۃ الحیوان الدمیری ج ۱ص ۴۵۔ ص ۱۴۸۔

۳۸ جو شخص ایسی عورت سے نکاح کر کے وطی کرے جس سے نکاح کرنا جائز نہیں تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک اُس پر حد نہیں۔حاشیہ درمختار ج ۴ص ۱۸۷

۳۹ جو نکاح بسبب حرمت محل حرام ہیں جیسے بھائی باپ وغیرہ تو جائز ہے اور مشائخ عراق نے کہا ایسا نکاح جائز فاسد ہوگا ور پہلا قول جواز نکاح محارم کا صحیح ہے پس اگر مرد پر عورت کا نفقہ واجب ہوگا اور جو کوئی اسکو زانی کہے گا اُس حد قذف جاری کی جائے گی۔غایة الاوطار ترجمہ درمختار اردو جلد دوم ص ۱۷۔

۴۰ عمداً محارم سے نکاح کر کے جماع کرے تو اُس پر حد ساقط ہو جاتی ہے۔حاشیہ الدسوقی امام حنبل جلد ۲ص ۲۵۰۔

۴۱ **وقال المالک والشافعی وابو ثور و غیرھم لا اثر الوطی الزنا بل الزانی یتزوج امرأة المزنی بھا او بنتھا بل زاد الشافعی فجوز نکاح البنت المتولدة من مائه بالزناء** مالک و امام شافعی وابوثور وغیرہ نے کہا کہ وطی زنا کا کوئی اثر نہیں بلکہ زانی اگر چاہے تو مزنیہ کی ماں سے یا اُس کی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے اور امام شافعی نے یہ بات اور بڑھا دی کہ زانی کو جائز

ہے کہ اپنی حقیقی بیٹی سے بھی نکاح کرسکتا ہے جو اُس نے زنا سے جنوائی ہے۔شرح صحیح مسلم نووی کتاب الرضاء ج ۱۰ ص ۴۰۔الاقناع موسیٰ الحجاوی شافعی جلد ۲ ص ۹۷ تفسیر کبیر جلد ثالث سورۂ نساء ص ۱۸۴۔

۴۲ دارالحرب (جہاں مسلم اور کافر میں لڑائی) ہو رہی ہو اُوقت کی نماز اور روزہ کی قضا ادا کرنا واجب نہیں ہے۔المغنی جلد اول ص ۷ ۶۴

۴۳ امام شافعی نے کہا کہ کسی نے اپنی ماں سے نکاح کر کے جمع کیا تو اُس کے لئے رجم ہے ابوحنیفہ نے کہا اُس پر کوئی حد نہیں۔المغنی ج ۱۰ ص ۲۱۸؛ المبسوط السرخسی ج ۵ ص ۹۲

۴۴ فضیلت اجماع میں ہے کہ اجماع سے قرآن وحدیث دونوں منسوخ ہونا جائز ہے۔البحرالرائق شرح کنزالدقائق حنفی جلد ۹ ص ۷ ۴۔

۴۵ قاضی یحیٰی نے ایک شخص سے جو اُن کا بے تکلف دوست تھا اُس پوچھا کہ لوگ میرے بارے میں کیا کہتے ہیں تو اُس شخص نے کہا قاضی کو علت اُبنہ ہے قاضی مسکرائے اور کہا کہ اسکے خلاف بھی مشہور ہے یعنی اغلام۔تاریخ بغداد ج ۶ ص ۲۴۳؛ دفیات الاعیان ابن خلکان ج ۶ ص ۱۷۱۔

۴۶ ابن عباس نے یہ شعر اس وقت کہے جب عائشہ نے امام حسنؑ کو پہلو رسولؐ میں دفن کرنے کے خلاف خچر پر سوار ہو کر باہر آئیں۔ایک وقت اونٹ پر نکلیں (جمل میں) آج خچر پر اور اب آیندہ ہاتھی پر نکلنے کا باقی ہے۔وضوالنبی شہرستانی جلد ۱ ص ۲۳۶۔الایضاح فضل بن شاذانؒ ص ۲۶۲ متوفی ۲۶۰

تجملتِ، تبلغتِ ولو عشتِ تفیلتِ
لک التسع من الثمن، و بالکل تصرفت

۴۷ عفیف الکندی کی روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ زمانہ جاہلیت میں مکہ آیا اور عباس ابن عبدالمطلب کے ہاں مہمان ہوا۔میں کعبہ کی طرف دیکھ رہا تھا ایک جوان شخص وہاں آیا، اُس نے آسمان کو دیکھا کعبہ کی سمت بڑھ کر اُس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔فوراً ہی ایک لڑکا اُس کی داہنی سمت آکر کھڑا ہوا اس کے بعد ہی ایک عورت آکر دونوں کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔اس جوان نے رکوع کیا اس کے ساتھ لڑکے اور عورت نے بھی رکوع کیا۔جوان نے سر اُٹھایا ان دونوں نے بھی سر اُٹھایا پھر وہ سجدے میں گیا وہ دونوں سجدے میں گئے۔میں نے عباس سے کہا یہ تو کوئی اہم بات ہے۔اُنہوں نے کہا بیشک جانتے ہو یہ کون ہے میں نے کہا نہیں۔انہوں نے کہا یہ محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب میرا بھتیجا ہے۔جانتے ہو اس کے ساتھ کون ہے؟ میں نے کہا نہیں جانتا۔انہوں نے کہا یہ علیؑ ابن ابی طالب بن عبدالمطلب میرا بھتیجا ہے اور اس عورت کو جانتے ہو جو دونوں کے پیچھے کھڑی ہے؟

میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا یہ خدیجہؑ بنت خویلد میرے بھتیجے کی بیوی ہے اور اُس نے مجھ سے کہا کہ تمہارا رب وہ ہے جو آسمان کا رب ہے اور اس بات کو جو تم دیکھ رہے ہو ان کو اسی نے حکم دیا ہے اور خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ تمام روئے زمین پر اس مسلک پر ان تینوں کے علاوہ اور بھی کوئی ہے اس کے راوی عفیف نے کہا کہ میرے دل میں اسلام راسخ ہوا اور میں نے دعا کی کہ کاش میں چوتھا ہوتا ان میں شامل ہوتا۔ تاریخ طبری حصہ اول ص ۸۲ نفیس اکیڈمی اردو؛ تاریخ طبری عربی جلد ۲ ص ۵۶؛ التاریخ الکبیر بخاری جلد ۷ ص ۴۷؛ مستدرک الصحیحین جلد ۳ ص ۱۸۳؛ مجمع الزوائد الھیثمی جلد ۹ ص ۲۲۳۔

۴۸ عباد بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے خود علیؑ کو بیان کرتے سُنا۔ میں اللہ کا بندہ ہوں، اُس کے رسول کا بھائی ہوں اور صدیق الاکبر ہوں میرے بعد جو اس قسم کا ادعا کرے گا وہ جھوٹا اور مفتری ہوگا۔ میں نے دوسرے لوگوں سے سات سال قبل رسولؐ اللہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ تاریخ طبری حصہ اول ص ۸۲ نفیس اکیڈمی اردو؛ تاریخ طبری عربی جلد ۲ ص ۵۶؛ التاریخ الکبیر بخاری جلد ۴ ص ۲۳؛ تاریخ ابن عساکر ج ۲ ۴ ص ۳۳ تہذیب التھذیب جلد ۴ ص ۱۷۹؛ الانساب الاشراف البلاذری جلد دوم ص ۷ ۹ ۳ طبع دار الفکر بیروت۔

۴۹ کنز الدقائق کی تالیف امام عبداللہ بن احمد محمود نسفی نے کی اور اس کا فارسی ترجمہ اہل اللہ برادر شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے کی اور اسکا اردو ترجمہ احسن المسائل کے عنوان سے اور تحفۃ العجم کے نام سے کیا گیا۔ چنانچہ احسن المسائل مترجم محمد احسن صدیقی نانوتوی نے صفحہ ۴۴ باب ''نماز پڑھنے کی کیفیت میں'' میں لکھا ہے کہ ''نماز کے شروع میں اللہ اکبر تکبیر الحرام کی جگہ فارسی میں ''اللہ بزرگ است'' کہا جائے تو نماز درست اور یہی حال نماز میں قرات قرآن میں بھی ہے عربی کے بدلے فارسی میں سورہ حمد اور دیگر سورہ پڑھا جا سکتا ہے۔ اور دوسرا سورہ میں تین آیتیں بھی پڑھ لے تو کافی ہے۔ صفحہ ۵۲ میں تحریر ہے کہ گنوار، فاسق معلن (جو بدکاری میں مشہور ہو) اور بدعتی (جو مذہب اہل سنت کے خلاف رکھتا ہو) اور اندھا، حرام زادہ کے پیچھے نماز جائز ہے مگر مکروہ ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۵۴ میں ہے کہ اگر نمازی کا وضو ٹوٹ جائے تو دوبارہ وضو کرے اور جس جگہ سے نماز چھوڑی تھی وہاں سے شروع کرے۔ اگر قیام میں چھوڑا تھا تو قیام سے اگر رکوع میں چھوڑا تھا اسی رکوع سے شروع کریں علیٰ ہذا القیاس نئے سرے نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

۵۰ عبدالقادر جیلانی جن کو عقیدت مند محبوب سبحانی اور غوث اعظم، دستگیر اور نا معلوم کیا کیا مانتے ہیں اپنی کتاب غنیۃ الطالبین طبع مکتبہ ابراہیمیہ لاہور کے صفحہ ۱۸۲ پر تہتر فرقوں کا بیان کے عنوان سے لکھتے ہیں کہ ''اصل میں یہ تہتر (۷۳) گروہ دس گروہ ہیں۔ (۱) اہل سنت، (۲) خارجی، (۳) شیعہ (۴) معتزلہ، (۵) مرجیہ (۶) مُشَبّہہ، (۷) جہمیہ، (۸) ضراریہ، (۹) بخاریہ، (۱۰) کلابیہ۔ پس اہل سنت ایک ہی گروہ ہے اور خارجی فرقے میں ۱۵ فرقے ہیں اور معتزلہ میں ۶ فرقے ہیں اور بارہ فرقے مرجیہ میں ہیں اور ۳۲ فرقے شیعہ کے ہیں جہمیہ، بخاری، ضراریہ، کلابیہ ہر ایک اُن میں ایک ایک گروہ ہے اور تین گروہ اہل مُشَبّہہ کے ہیں۔ پس یہ سب ملا کر تہتر فرقے ہوئے جیسا کے رسولؐ اکرم نے اُنکی خبر دی تھی اور فرمایا تھا کہ صرف ایک گروہ ہی نجات پانے والا ہے وہ ہے اہل سنت والجماعت کا''۔ اس کتاب کے صفحہ ۱۹۳ میں عبد القادر جیلانی ''محبوب سبحانی، پیران پیر'' لکھتے ہیں کے مرجیہ فرقہ میں بارہ فرقے ہیں '' جہمیہ، صالحیہ، شمریہ، یونسیہ، یونانیہ، بخاریہ،

غیلانیہ،شیلبیہ،حنفیہ،معاذیہ،مرسیہ، کرامیہ۔اسکے بعد صفحہ ۱۹۴ حنفیہ کی تفصیل میں لکھتے ہیں کہ یہ حنفیہ امام بوحنیفہ نعمان بن ثابت کے پیروکار ہیں۔چنانچہ بر بنائے عبدالقادر جیلانی (۱) حنفیہ فرقہ اہل سنت میں سے نہیں ہے،(۲) اور چونکہ صرف اہل سنت ہی جنتی ہیں اورنجات پانے والے ہیں لہذا حنفیہ فرقہ جنتی نہیں ہیں۔غنیۃ الطالبین طبع مکتبہ براہیمیہ لاہور ص ۱۸۲۔۱۹۳

۵۱ عبداللہ ابن عمر ابن خطاب کی روایت ہے کہ اگر کوئی باوضو سو جائے اور پھر جاگے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹا دوبارہ وضو کی ضرورت نہیں۔ (سنن ابوداؤد جلد اول ص ۱۱۵ تا ۱۱۶)۔

۵۲ عبداللہ ابن عمر حالت نماز میں جوئیں مارا کرتے تھے بعض اوقات جوؤں کے خون کے نشانات اُن کی انگلیوں پر ہوتے تھے۔(احیا العلوم الدین الغزالی جلد اول ص ۳۴۳۔دارالاشاعت کراچی)۔

۵۳ عبداللہ ابن عمر چھ ماہ تک آذربائیجان میں مقیم رہے اور وہاں چھ ماہ تک نماز قصر کرکے پڑھتے رہے۔غنیۃ الطالبین مصنف ''غوث اعظم ''عبدلقادر جیلانی ص ۶۲۰۔مکتبہ ابراہیمیہ لاہور)

۵۴ اسی کتاب کے صفحہ ۴۳۵ میں عبداللہ ابن عمر کے والد عمر ابن خطاب کا ایک وقعہ قابل ذکر ہے کہ ابوسعید خدری صحابی رسولؐ اکرم کہتے ہیں'' میں عمر ابن خطاب کی خلافت کے ابتدائی زمانے میں آپ کے ساتھ حج کو گیا عمر ابن خطاب مسجد میں آئے اور حجر اسود کے پاس آکر کھڑے ہوگئے اور پھر حجر اسود سے مخاطب کرکے کہا کہ ہر صورت میں تو پتھر ہے نہ کچھ فائدہ پہنچا سکتا ہے اور نہ ضرر اگر میں رسولؐ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھتا تو میں تجھے ہرگز نہ چومتا۔حضرت علیؑ نے فرمایا'' ایسا نہ کہو۔یہ پتھر نقصان بھی دے سکتا ہے اور نفع بھی مگر نفع اور نقصان اللہ کے حکم سے ہے۔**اگر تم نے قرآن پڑھا ہوتا اور جو کچھ اس میں لکھا ہے اُس کو سمجھا ہوتا تو ہمارے سامنے ایسا نہ کہتے**۔عمر ابن خطاب نے کہا اے ابوالحسنؑ آپ ہی فرمائے کہ قرآن میں اس کی کیا تعریف ہے۔حضرت علیؑ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالی نے حضرت آدم کی صلب سے اولاد پیدا کی تو اُنہیں اپنی جانوں پر گواہ کیا اور سوال کیا کہ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں اس کے جواب میں سب نے اقرار کیا کہ تو ہمارا پیدا کرنے والا اور پروردگار ہے۔پس اللہ تعالی نے اس اقرار کو لکھ لیا اور اس کے بعد اس پتھر کو بلایا اور اس صحیفے کو اس کی پیٹ میں بطور امانت کے رکھ دیا پس یہ وہی پتھر اس جگہ اللہ کا امین ہے تاکہ قیامت کے دن یہ گواہی دے کہ وعدہ وفا ہوا یا نہیں'' اس کے بعد عمر ابن خطاب نے کہا'' اے ابوالحسنؑ! آپ کے سینے کو اللہ نے علم اور اسرار کا خزینہ بنا دیا ہے''۔

۵۵ لوگ عثمان بن عفان کو قرآن جلانے والا کہتے تھے۔ **حراق المصاحف** تفسیر قرطبی ج ا ص ۵۴؛ سیر اعلام النبلاء الذھبی ج ۲ ص

۴۴۱؛تاریخ المدینة ج ۳ص ۹۹۵اور ۹۹۶۔

۵۶ عائشہ سے مروی ہے کہ جس وقت عثمان قتل ہوئے تو انہوں نے کہا کہ تم لوگ اُنہیں میل کچیل سے پاک صاف کپڑے کی طرح کر دیا (یعنی پہلے گندے تھے اور اب پاک صاف ہوگئے تھے) ان کو مینڈھے کی طرح ذبح کر دیا۔ مسروق نے کہا کہ یہ آپ ہی کا عمل ہے آپ نے لوگوں کو لکھ کر اُن پر خروج کرنے کا حکم دیا۔ عائشہ نے قسم کھائی کہ میں نے ایک لفظ نہیں لکھا۔ اعمش نے کہا کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ عائشہ کے حکم سے لکھا گیا تھا کہ عثمان پر خروج کیا جائے۔ طبقات ابن سعد (اردو) جلد دوم ص ۱۷۷۔ انساب الاشراف جلد ۶ ص ۲۲۷۔

۵۷ جب عثمان کے قتل کی اطلاع عائشہ کو ملی تو انہوں نے روتے ہوئے کہا عثمان پر اللہ رحم کرے وہ قتل ہوگئے۔ حضرت عمارؓ بن یاسرؓ نے کہا تم ہی لوگوں کو اُن کے (عثمان) کے خلاف ورغلاتی تھیں اور آج رو رہی ہو۔ فقال لها عمار یاسر: **أنت بالأمس تحرضين عليه ثم أنت اليوم تبكينه**۔ الامامة والسیاسة دینوری جلد اول ص ۴۷ اور ص ۶۶؛ انساب الاشراف البلاذری ج ۵ ص ۷۰، ۷۵، ۹۱؛ طبقات ابن سعد طبع لیدن ج ۵ ص ۲۵؛ طبری ص ۵: ۱۴۰، ۱۶۶، ۱۷۲، ۱۷۶۔ اور ایک روایت ہے کہ یہ حضرت ام المومنین ام سلمہؓ نے فرمایا تھا شرح نہج البلاغة جلد ص ۲۱۷۔

۵۸ جب عثمان محصور ہوگئے تو عائشہ نے حج کو ارادہ کیا مروان، زید بن ثابت اور دیگر لوگ عائشہ کے پاس آئے اور کہا آپ (عائشہ) حج کا ارادہ ملتوی کر دیتیں تو بہتر ہوتا اس لئے کہ آپ دیکھ رہی ہیں امیر المومنین (عثمان) محصور ہیں اور آپ کی موجودگی میں ان سے محاصرہ دور ہو جائے گا۔ اس پر عائشہ نے کہا میں اپنی سواری میں بیٹھ چکی ہوں میں اب رو کنے والی نہیں۔ انہوں نے پھر درخواست کی عائشہ نے وہی جواب دیا اس پر مروان نے کہا: **وحرق قيس على البلاد:: حتىٰ اذا ما استعرت اجذنا** یعنی قیس نے شہروں کو آگ لگا دی یہاں تک کہ جب آگ بھڑک جائیگی تو اسے بجھا دے گا۔ (یعنی خود ہی آگ لگایا اور خود ہی بجھائے گا)۔ اس پر عائشہ نے کہا اس اشعار کو مجھ پر صادق کرنے والے اگر تمہارے اور تمہارے ان ساتھی (عثمان) کے جن کے معاملے نے تمہیں مشقت میں ڈالا ہے دونوں کے پاؤں میں اگر چکی بندھی ہو اور تم دونوں کو میں سمندر میں ڈوبتا ہوا دیکھوں تب بھی مجھے مکہ جانا پسند ہے۔ طبقات ابن سعد (ج ۵ ص ۵۴ اردو)؛ عربی ج ۵ ص ۳۷؛ تاریخ مدینہ عمر بن شبہ النمیری متوفی ۲۶۲ھ ص ۱۱۷۲؛

۵۹ مرہ، نہر مرہ کو کھدوانیکے لئے عبدالرحمٰن بن ابوبکر کے پاس آئے اور آپ سے درخواست کی کہ زیاد جو اُس وقت بصرہ کا حاکم تھا ایک خط لکھیں تا کہ وہ نہر کھدوانے کا کام کر دیں۔ عبدالرحمٰن نے خط لکھنا شروع کیا کہ یہ خط عبدالرحمٰن کی طرف سے زیاد کو بھیجا جا رہا ہے اور ان کا نسب ابوسفیان سے ثابت نہیں۔ مرہ بولے کہ یہ خط تو لیکر نہیں جا سکتا کیونکہ یہ خط بجائے فائدہ کے نقصان پہنچائے گا۔ پھر مرہ عائشہ کے پاس آئے تو عائشہ نے لکھا یہ خط ام المومنین عائشہ کی طرف سے زیاد بن ابوسفیان کی طرف بھیجا جا رہا ہے۔ پھر جب مرہ یہ خط لیکر زیاد کے پاس گئے تو زیاد نے کہا یہ خط لیکر تم کل

آنا۔ جب مرہ دوسرے دن آئے تو زیاد نے اورلوگوں کو جمع رکھا تھا اور زیاد نے اپنے غلام سے کہا خط پڑھو تو غلام نے خط پڑھنا شروع کیا یعنی **من عائشة ام المؤمنین الیٰ زیاد بن ابوسفیان**۔ زیاد نے خوش ہوکر اُن کی ضرورت پوری کردی۔ طبقات ابن سعد اردو ج ۷ ص ۱۱۴ حالات زیاد بن ابوسفیان۔

۶۰ ابوجعفر محمد ابن احمد ترمذی الفقیہ الشافعی متوفی ۲۹۵ھ کی حالات میں ہے کہ انہوں نے کہا میں نے ابوحنیفہ کی فقہ سیکھی ہے اور جس سال میں حج کیا میں نے آنحضرتؐ کو مدینہ کی مسجد میں دیکھا تو میں نے پوچھا یا رسولؐ اللہ! میں ابوحنیفہ کے اقوال کا فقیہ ہوں کیا میں اس سے وابستہ رہوں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا نہیں۔ پھر میں نے پوچھا کیا امام مالک بن انس کے قول سے وابستہ رہوں آپؐ نے فرمایا جو میری سنت کے موافق ہو اس کو لے لو۔ میں نے پوچھا کیا امام شافعی کے قول سے وابستہ رہوں؟ آپ نے فرمایا اُس کا قول میرا قول نہیں ہے مگر وہ میری سنت کو پکڑے ہوئے ہے اور میری سنت کے مخالفین کو جواب دیا ہے۔ تاریخ ابن خلکان حصہ چہارم ص ۵۷۰ حالات ترمذی۔

۶۱ **انا بشرولست بخیرمن احد منکم فراعونی فاذا رأیتمونی استقمت فاتبعونی وان رأیتمونی زغت فقومونی واعلموا ان لی شیطانا یعترینی فاذا رأیتمونی غضبت فاجتبونی لا اوثر فی اشعارکم وابشارکم** ۔ یہ ابوبکر نے خلافت کے بعد جو خطبہ دیا اس میں انہوں نے'' کہا کہ آگاہ ہو کہ میں ایک بشر ہوں اور تم میں سے کسی سے بھی بہتر نہیں ہوں لہٰذا میری رعایت کرو جب مجھے دیکھو راہ راست پر ہوں تو میری پیروی کرو، اور اگر دیکھو کہ میں ٹیڑھا ہو گیا ہوں تو سیدھا کرو۔ آگاہ ہو کہ میرے لئے ایک شیطان ہے جو مجھے گھیرے ہوئے ہے۔ جب بھی مجھے غضب میں دیکھو تو مجھ سے بچو، میں تمہارے بالوں اور کھالوں پر کوئی اثر نہیں رکھتا''۔ الامامة والسیاسة ج ص ۱۴، مجمع الزوائد الهیثمی ج ۵ ص ۱۸۳؛ کنز العمال ج ۵ ص ۶۳۱ حرف الخا، خلافت ابوبکر؛ سبل الهدیٰ فی سیرة خیرالعباد محمد بن یوسف الصالحی الشامہ متوفی ۹۴۲ھ طبع بیروت ج ۱۱ ص ۲۵۹؛ السقیفۃ ام الفتن ڈاکٹر الخلیلی ص ۱۰۰؛ المعجم الاوسط طبرانی ج ۸ ص ۲۶۷؛ تاریخ طبری اردو ج اول ص ۵۳۸۔ طبقات ابن سعد اردو حصہ سوم ص ۵۳؛ تاریخ ابن عساکر جلد ۳۰ ص ۳۰۳؛ البدایہ والنہایۃ ابن کثیر عربی جلد ۶ ص ۳۳۴ اردو جلد ۶ ص ۱۱۳۹ (اس میں تحریر ہے کہ'' بلا شبہ میرا ایک شیطان ہے یحضرونی جو میرے پاس آتا ہے'') . قابل غور لفظ ان لی شیطانا یعترینی ہے۔ یعنی شیطان مجھ پر قابض ہے۔ اب الصواعق المحرقہ جس کا اردو ترجمہ برق سوزاں ہے ص ۶۵ یوں تحریر ہے۔: حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ: مجھے بادل نخواستہ یہ کام سپرد کردیا گیا ہے قسم بخدا میں چاہتا تھا کہ کوئی دوسرا آدمی اسے سنبھال لیتا۔ لیکن اگر تم مجھے رسول اللہ ﷺ (وآلہ) جیسے کام میں مکلّف کروت یہ مجھ سے نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ حضور ﷺ (وآلہ) کو اللہ تعالیٰ وحی سے سرفراز فرماتا تھا۔ نیز اُس نے آپ کو معصوم قرار دیا تھا۔ میں تو محض ایک بشر ہوں اور کسی سے بہتر نہیں ہوں۔ پس میرا خیال رکھو، جب مجھے سیدھا راستہ چلتے دیکھو تو میری پیروی کرو اور جب مجھے ٹیڑھا چلتے دیکھو تو مجھے سیدھا کردو۔ اور یہ ذہن نشین رکھو کہ میرا ایک شیطان ہے جو مجھ پر غالب آجاتا ہے۔ پس جب مجھے غضبناک دیکھو تو مجھ سے اجتناب اختیار کرو۔ میں کسی کو بُرائی

بھلائی میں کسی کو ترجیح نہ دوں گا۔اب سورہ ص کی آیت ۸۲ تا ۸۳ قال فبعزتک لا غوینهم اجمعین الا عبادک منهم المخلصین۔قال فالحق والحق اقول شیطان نے کہا مجھے تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو ضرور گمراہ کروں گا۔سوائے تیرے مخلص بندوں کے۔اللہ نے ارشاد فرمایا یہ حق ہے اور میں حق ہی کہتا ہوں۔لا ملئن جهنم منک و ممن تبعک منهم اجمعین۔ میں اُن سب کو جھنم میں میں بھردوں گا جو تیرے پیچھے چلے

۶۲ بیعة ابوبکر فلتة : یہ عمر ابن خطاب نے کہا کہ '' ابوبکر کی بیعت بے سوچے سمجھے فوری کاروائی تھی۔مگر اللہ نے اس کے شر سے بچا لیا''۔ مسند احمد ج ۱ ص ۵۵،سنن الکبری نسائی ج ۴ ص ۲۸۳ کتاب الرجم،تاریخ ابن عساکر ج ۳۰ ص ۲۸۱،سیرۃ النبی ابن ہشام عربی ج ۴ ص ۱۷۰۳،اردو ج ۲ ص ۸۰۸؛البدایۃ والنہایۃ ج ۵ ص ۲۶۶،تاریخ طبری عربی ج ۲ ص ۴۴۶،اردو جلد اول ص ۵۳۳۔صحیح بخاری ج ۳،باب ۹۷۴،حدیث ۱۷۳۲؛تیسیر الباری جلد ۸ ص ۵۶۷ و ۵۷۴؛انساب الاشراف جلد دوم ص ۲۶۴۔۲۶۵۔

فلتة کا ترجمہ انگریزی میں Lapse, Slip, Error,

۶۳ بقول شاہ عبدالعزیز محدث '' عمر ابن خطاب نے خانۂ سیدہ کو جلانے کی صرف دھمکی دی تھی جلایا نہیں''۔تحفہ اثنا عشریہ اردو ص ۶۰۵۔ نمرود نے بھی حضرت ابراہیمؑ کو جلایا نہیں تھا جلانے کا انتظام کیا تھا۔کیا نمرود کو اس کی سزا ملے گی یا نہیں لہذا یہ عمل فعل نمرودی ہے۔

۶۴۔ فتح مکہ اور جناب امیر کی بت شکنی اور دوش رسولؐ ۔رسولؐ اللہ نے پوچھا 'خود کو کیا دیکھتے ہو؟'' تو جناب امیرؑ نے فرمایا '' میرا سر ساق عرش سے جاملا اور جدھر میں ہاتھ پھیلاؤں وہ چیز میرے ہاتھ آجائے''۔حضور اکرمؐ نے فرمایا'' یا علیؑ! تم کار حق ادا کر رہے ہو اور میرا حال کتنا مبارک ہے کہ میں بار حق اُٹھائے ہوئے ہوں''۔جب بت شکنی ہو چکی تو جناب امیر نے از راہ ادب اپنے آپ کو اوپر سے گرادیا اور تبسم فرمایا۔جب رسولؐ اللہ نے تبسم کی وجہ پوچھی تو فرمایا'' میں نے خود کو اتنی بلندی سے گرایا اور مجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچی''۔رسولؐ اللہ ارشاد فرمایا'' تمہیں تکلیف کیسے پہنچتی جبکہ تمہیں اُٹھانے والا میں اور تمہیں اتارنے والا جبریل ہو''۔مدارج النبوت شاہ عبدالحق محدث ج ۲ ص ۳۵۱ و ص ۳۵۲۔اس واقعہ کو کئی مصنفین نے لکھا ہے۔اختصار کے طور پر چند اہم حوالے یہ ہیں۔مسند احمد ابن حنبل ج اول ص ۱۵۱ و ۱۵۲؛مستدرک الصحیحین ج ۲ ص ۳۶۷شواہد التنزیل ج اول ص ۴۵۔ تفصیل کے لئے آیت اللہ امینیؒ کی کتاب الغدیر ج ۷ ص ۱۰ تا ۱۳ دیکھیں جس میں مصنف نے ۴۰ معتبر کتابوں کے حوالے دئے ہیں۔

۶۵ ان عائشة شرفت جارية و قالت لعلنا نصيد بها بعض فتيان قريش:عائشہ نے ایک لڑکی پالی ہوئی کو آراستہ کیا اور کہا قریش کے نوجوانوں کو اس لڑکی کے ذریعہ شکار کروں گی۔النہایۃ فی غریب الحدیث ابن اثیر ج ۲ ص ۵۰۹۔

۶۹ فرمایا رسولؐ اللہ نے جب فارس اور روم فتح ہو جائیں گے تو تمہارا کیا حال ہوگا؟ ۔عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا ہم وہی کہیں گے جس کا اللہ نے حکم دیا یعنی اُس کا شکر کریں گے۔ رسولؐ اکرم نے فرمایا تم لوگ رشک، حسد اور دوستوں سے دشمنی اور بغض کرو گے۔ صحیح مسلم اردو شرح نووی جلد ششم ص ۴۸۰ کتاب الزہد، عربی ج ۴ ص ۲۲۷۴؛ ابن ماجہ ج ۲ ص ۱۳۲۴ حدیث ۳۹۹۶۔

۷۰ عائشہ بیان کرتی ہیں کہ میرے باپ نے رسولؐ اللہ کی پانچ سو حدیثیں جمع کی تھیں ایک دن جب سو کر اُٹھے تو مجھ سے کہا کہ وہ حدیثیں دو جو تمہارے پاس ہیں میں نے وہ حدیثیں اُن کے حوالے کی تو انہوں نے وہ تمام حدیثوں کو آگ منگا کر جلا دیا۔ میں نے پوچھا یہ آپ نے کیوں جلا دیا تو انہوں نے کہا مجھے ڈر ہوا کہ میں مرجاؤں اور یہ حدیثیں رہ جائیں گی اور میں نے یہ حدیثیں اُس شخص سے نقل کی ہے جس پر میں نے بھروسہ کیا تھا ہو سکتا ہے یہ حدیثیں ویسی نہ ہوں جیسی اُس نے بیان کی ہو اور میں نے اسے حدیث سمجھ کر نقل کر دیا ہو۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۵ الذہبی۔

۷۱ **فمن کان یرجو لقاء ربه** : یہ آیت بقول حصین بن حارث بن مطلب حضرت علیؑ اور حضرت حمزہؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اُسد الغابہ ج ۲ ص ۲۴۔

۷۲ حبة کا بیان ہے کہ ہم حالت شرک میں تھے جب کہ رسولؐ اللہ نے غدیر خم میں من کنت مولاه فعلی مولاه فرمایا یہ اس روایت کا بھی راوی ہے کہ جب آنحضرتؐ نے سب کے دروازہ بند کئے بہ استثناء حضرت علیؑ تو دیکھا تھا کہ حضرت حمزہ آئے اور فرمایا تم نے چچا کو نکال دیا اور اپنے بن عم کے دروازہ کو باقی رکھا۔ یہ حبة صحابی رسول اکرمؐ ۷۶ھ یا ۷۹ھ میں وفات پائی مگر نصرت امام حسین سے محروم رہے۔ اصابہ جلد ۲ ص ۱۴۰ سلسلہ ۱۹۵۰۔

۷۳۔ حمران بن ابان۔ یہ بڑا عالم تھا اور عثمان کا غلام تھا یہ عثمان کے پیچھے نماز پڑھتا تھا جب عثمان نماز میں بھول جاتے تو یہ لقمہ دیتا تھا۔ ۷۰ھ یا ۷۵ھ میں فوت پایا۔ اصابہ جلد ۲ ص ۱۵۲ سلسلہ ۲۰۰۳۔

۷۴ حکیم بن عیاش الکلبی۔ شعرائے بنی اُمیہ سے تھا۔ اس نے حضرت زیدؒ کی شہادت پر چند اشعار کہے جس میں سے دو شعر امام جعفر صادقؑ کے سامنے پڑھے گئے۔ یعنی زیدؒ کو درخت پر سولی دی گئی حالانکہ کوئی مہدی کو درخت پر سولی نہیں دی جاتی تم لوگ اپنی سفاہت سے عثمان اور علیؑ کا قیاس کرتے ہو۔ حالانکہ عثمان بہتر ہیں علیؑ سے اور اطیب ہیں۔ جب امام جعفرؑ صادق نے یہ اشعار سنے ہاتھ اُٹھا کر دعا کی کہ اگر یہ جھوٹا ہے تو ایک کلب کو مسلط کر دے اس پر۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا وہ گھر سے باہر نکلا تو ایک شیر نے اُس کو ہلاک کر ڈالا۔ اصابہ جلد ۲ ص ۱۸۲ سلسلہ ۲۱۱۰۔

۷۵ **عن سلمان بن ربیعه قال عمر بن الخطاب قسم رسولؐ الله قسما فقلت والله رسول الله لغیر هو لاء کان احق به منهم:** یعنی سلیمان بن ربیعہ راوی ہیں کہ عمر ابن خطاب نے کہا کہ ایک روز رسولؐ اللہ نے کچھ تقسیم کیا تو میں نے ٹوکا اور کہا یا رسولؐ اللہ ! قسم اللہ کی دوسرے لوگ ان سے زیادہ مستحق ہیں۔ صحیح مسلم عربی کتاب الزکاۃ ج ۳ ص ۱۰۳، اردو شرح مسلم نووی جلد ۳ ص ۷۰

۷۶ زید بن وھب جو اجلاء تابعین اور ثقہ ہیں اُن کے حالات میں ذہبی لکھتے ہیں کہ انہوں نے یہ حدیث بیان کی عمر ابن خطاب نے حذیفہؓ سے کہا **یا حذیفة ، بالله أنا من المنافقین** اے حذیفہ! واللہ میں بھی منافقین میں سے ہوں۔ میزان الاعتدال ج ۲ ص ۱۰۷۔

۷۷ ام سلمہؓ ناقل ہیں کہ آیت تطہیر میرے گھر میں نازل ہوئی اور اس وقت میرے میں فاطمہؑ، علیؑ، حسنؑ اور حسینؑ موجود تھے۔ پیغمبرؐ نے اپنی عباء ان پر ڈال کر فرمایا بس یہی میرے اہل بیتؑ ہیں، اللہ نے رجس اور پلیدی کو ان سے دور رکھا ہے اور انہیں اس طرح پاک رکھا ہے جو پاک رکھنے کا حق ہے۔ مستدرک الصحیحین حاکم ج ۲ ص ۴۱۶، ج ۳ ص ۱۴۶؛ درمنثور ج ۵ ص ۱۹۸؛ اُسد الغابہ ج ۵ ص ۵۲۱ حدیث ۵۸۹؛ ذکر اخبار اصبھان ج ۲ ص ۲۵۳؛ ابن عساکر ج ۱۴ ص ۱۳۸۔

۷۸ فرمایا آنحضرتؐ نے بے شک میرے اصحاب میں بارہ منافق ہیں **ان فی اصحابی اثنا عشر منافقا**۔ شرح مسلم نووی اردو ج ۲ ص ۳۵۸ کتاب التوبة؛ السنن الکبریٰ البیهقی ج ۸ ص ۱۹۸؛ الدیباج مسلم سیوطی ج ۶ ص ۱۳۷؛ تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۳۸۷؛ السیرة النبوة ابن کثیر ج ۴ ص ۳۷۔

۷۹ فرمایا آنحضرتؐ نے ابوبکر سے کہ شرک تمہارے اندر چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی پایا جاتا ہے۔ **الشرک اخفی فیکم من دبیب النمل:** مسند ابویعلی ج ۱ ص ۶۲؛ کنز العمال ج ۳ ص ۴۸۱ و ۸۱۶؛ تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۵۱۳؛ لسان المیزان ج ۵ ص ۲۵۷۔

۸۰ **ان عمر ابن الخطاب کان له حجر اوعظم فی حجر فی حائط فی مکان فکان یاتیه فیبول فیه ثم یمسحه بذلک الحجر او بذلک العظم ثم تیوضاء وما یمسه ماء:** عمر ابن خطاب کا معمول تھا کہ ایک مکان کی دیوار میں کوئی پتھر تھا یا پتھر میں ہڈی (گڑی) تھی اسی مکان میں آتے اور پیشاب کر کے اُسی پتھر یا ہڈی سے رگڑ دیتے تھے۔ غرض پانی چھوتے بھی نہیں تھے۔ کنز العمال ج ۹ ص 519 ۔مسند ابن جعد، علی بن جعد متوفی ۲۳۰ھ ص ۴۱؛ المصنف ابن ابی شیبة ج ۱ ص ۲۷۔

۸۱ ایک شخص مدینہ گیا دور عمر ابن خطاب میں اور لوگوں سے آیات قرآنی کا مطلب پوچھنا شروع کیا۔ جب اسکی خبر عمر ابن خطاب کو ملی تو انہوں نے اس کو بلایا اور پوچھا کہ تو کون ہے اُس نے کہا میرا نام عبداللہ بن صبیغ چنانچہ اسکو کوڑوں سے پیٹنا شروع کیا برابر مارتے رہے جب اسکی کھال ادھڑ

گئی اور خون بہنے لگا تو اُس آدمی نے کہا بس بس مجھے معلوم ہو گیا۔ تفسیر قرطبی ج ۴ ص ۱۵؛ درمنثور ج ۲ ص ۷؛ تاریخ ابن عساکر ج ۲۳ ص ۱۴۱۱؛ کنز العمال ج ۲ ص ۳۳۴؛ اصابہ ج ۳ ص ۳۷۰۔

۸۲ **عمر سد باب الكلام والجدل و ضرب صبيغا بالدرة۔** عمر ابن خطاب نے علم کلام اور تحقیق کا دروازہ بند کر دیا تھا ایک شخص صبیغ کو دروں سے پیٹا جب اُس نے دو آیتوں کے بارے میں سوال کیا۔ امام غزالی احیا العلوم اردو ج ص ٦٦؛ کنز العمال ج ۲ ص ۲۳۵۔

۸۳ عمر ابن خطاب کے صاحبزادے کی کنیت ابوشحمہ رکھی گئی تھی۔ یہی وہ ہیں جن کو اُن کے باپ کے دور میں مصر میں شراب پینے پر حد ماری گئی تھی۔ اصابہ ج ۴ ص ۱۷۴؛ اُسد الغابہ ج ۳ ص ۳۱۳؛ اکمال الکمال ابن ماکولا ج ۵ ص ۴۴۔

۸۴ **أبو شحمة بن عمر بن الخطاب جاء في خبر واه ان اباه جلده في الزنا فمات ذكره الجوزقاني ۔**
ایک کمزور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ابوشحمہ کو اُن کے باپ عمر ابن خطاب نے زنا کے جرم میں سزا دی تو وہ مرگئے ان کا ذکر زرقانی نے کیا۔
اُصابہ ج ۷ ص ۱۷۸ سلسلہ ۱۰۱۱۸،

۸۵ حضرت رسول اکرمؐ نے فرمایا **ستكون من بعدى ولاة يستحلون الخمر بالنبيذ والخبس بالصدقة والسحت بالهدية واقتل بالموعظة:** عائشہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسولؐ اکرم نے میرے بعد بہت جلد مسلمان پر ایسے لوگ حکومت کرنے لگیں گے جو نبیذ کے بہانے سے شراب، کو صدقہ کے بہانے سے ناجائز مالوں کو، ہدیہ وتحفہ کے بہانے سے رشوت کو، اور پند ونصیحت کے بہانے سے قتل کو حلال سمجھ لیں گے۔ درمنثور جلد ۲ ص ۲۸۴؛ کنز العمال (یہی حضرت حذیفہؓ سے منقول ہے) ج ۱۱ ص ۲۳۴؛ اور جلد ۱۴ ص ۲۲٦۔

۸٦ **فلقيته امرأ ة من قريش فقالت له يا عمر ۔ فوقت لها۔ فقالت كنا نعرف مدة عميرا۔ ثم صرت من بعد عمير عمر، ثم صرت من بعد عمر امير المومنين فاتق الله ياابن الخطاب۔** ایک دفعہ عمر ابن خطاب کو راستے میں ایک قریش کی عورتوں میں سے ایک عورت ملی (خولہ بنت حکیم۔ یہ وہی معظّمہ ہیں جن کے طلاق دینے کے سلسلہ مین آیت نازل ہوئی تھی) اور کہا اے عمر! ہم لوگ ایک مدت تم کو عمیرا جانتے تھے ، عمیر بن گئے اور کچھ دنوں بعد عمر بن گئے۔ پھر عمر ہونے کچھ دن بعد تم امیر المومنین بن بیٹھے۔ اب اے خطاب کے بیٹے اللہ سے ڈر۔ اصابہ جلد ۸ ص ۱۱٦؛ استیعاب ج ۴ ص ۳۹۱؛ عقد فرید ج ۱ ص ۱۸۵

۸۷ **لا يقلد احد دينه** امام شافعی کا قول کہ اصحاب رسولؐ میں سے کسی کی بھی تقلید نہ کرو۔ الاحکام ابن حزم ج ۵ ص ٦٧؛ کتاب الأم امام شافعی ج ۴ ص ۸٦؛ تلخیص ابن حجر ج ۳ ص ۵۱۰؛ المبسوط ج ۱۳ ص ۱۳۳؛ المحلی ابن حزم ج ۴ ص ۹۴۔

۸۸ ولا حجة فی اقوال الصحابه یا حجیة یعنی علماء اصول حدیث کے ہاں یہ بات قرار پائی گئی ہے کہ اصحاب رسولؐ کے اقوال حجت نہیں۔ نیل الاوطار شوکانی ج ا ص ۲۰ اور ج ۲ ص ۸۷۔

۸۹ کان یوم أحد هزمنا ففرت حتی صعدت الجبل عمر ابن خطاب کہا کہ جب ہم کو احد کے دن ہزیمت اٹھانی پڑی تو ہم سب بھاگ گئے یہاں تک کہ میں پہاڑ پر چڑھ گیا۔ وہاں میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ اس طرح اچھل کود رہا ہوں جیسے بکری کودتی ہے۔ تفسیر در منثور سیوطی ج ۲ ص ۸۸؛ جامع البیان طبری ج ۴ ص ۱۹۳؛ کنز العمال ج ۲ ص ۳۷۶۔

۹۰ لما کرر قوله الارجل یاتینی بخبر القوم یکون معی یوم القیامة ولم یجیبه احد قال ابوبکر یا رسول حذیفة: خندق کے وقت جب رسولؐ اللہ نے بار بار لوگوں سے کہا کیا کوئی بھی جا کر خبر لا سکتا ہے؟ تو ابوبکر نے کہا یا رسولؐ اللہ آپ حذیفہؓ سے کہئے۔ صحیح مسلم باب غزوة احزاب جلد ۵ ص ۱۷۷؛ تاریخ ابن عساکر ج ۱۲ ص ۲۷۸ و ۲۸۱؛ کنز العمال ج ۱۰ ص ۴۴۶؛ فتح الباری ج ۷ ص ۳۰۷۔

۹۱ علامہ جلال الدین سیوطی نے لکھا کہ قال رسول الله یا ابوبکر قال استغفر الله ورسوله ثم۔ قال ان شئت ذهبت ۔ فقال یا عمر قال استغفر الله ورسولهثم۔ قال رسول الله یا حذیفة فقلت لبیک فقمت حتی اتیت۔ آنحضرتؐ نے نام لیکر فرمایا اے ابوبکر تم کیوں نہیں جاتے؟ تو ابوبکر نے کہا میں اللہ اور رسولؐ سے معافی مانگتا ہوں اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا اگر تم چاہوں تو ضرور جا سکتے ہو۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا اے عمر تم جا کر خبر لے آؤ۔ عمر نے بھی یہ کہا کہ میں اللہ اور رسولؐ سے معافی مانگتا ہوں اب آنحضرتؐ نے فرمایا اے حذیفہ! تو حضرت حذیفہؓ نے کہا لبیک۔ در منثور ج ۵ ص ۱۸۵؛ تاریخ ابن عساکر ج ۱۲ ص ۲۷۸۔

۹۲ جب حضرت علیؑ نے عمرو ابن عبدود کو قتل کر چکے تو زبیر اور عمر ابن خطاب نے عمر ابن عبدود کے باقی ساتھیوں پر حملہ کرنا چاہا۔ ان لوگوں میں ضرار بن الخطاب بھی تھا جو بھاگا جا رہا تھا عمر اُس کے پیچھے دوڑے جا رہے تھے۔ ضرار کو اس بات کا علم تھا کہ علیؑ کسے بھاگتے کا پیچھا نہیں کرتے تو وہ پلٹا تو دیکھا عمر ابن خطاب ہیں چنانچہ وہ نیزہ کا وار کرنا چاہا مگر وار کو روک لیا اور کہا اے عمر! جاؤ میری یہ نعمتہ ہے کہ تم پر قابو پا کر چھوڑ دیا جس کا تم شکریہ ادا کرنا چاہئے اور یہ وہ احسان ہے جس کا عوض تم ادا نہیں کر سکتے۔ مگر یاد رکھنا۔ انها نعمة مشکورة یابن خطاب۔ تاریخ ابن عساکر ج ۲۴ ص ۳۹۳ اور ص ۳۹۷؛ سیرۃ النبی شبلی نعمانی ج اول ص ۴۵۷؛ شرح نہج البلاغہ ج ۱۵ ص ۲۰؛ الصحیح من سیرة سید جعفر مرتضی ج ۹ ص ۳۷۹

۹۴ حدیبیہ کے وقت آنحضرتؐ نے عمر ابن خطاب سے کہا کہ جا کر شرفاء قریش کو مطلع کرو کہ ہم لڑنے نہیں آئے ہیں، بلکہ زیارت کعبہ کے لئے آئے ہیں تو عمر ابن خطاب نے کہا کہ وہ لوگ مجھے قتل کر دیں گے یا ایذا دیں گے آپؐ عثمان بن عفان کو بھیجئے کہ بنی اُمیہ کے لوگ وہاں ہیں ان کی حفاظت کریں گے۔ کنز العمال ج ۱۰ ص ۴۸۱؛ جامع البیان طبری ج ۲۶ ص ۱۱۱؛ ابن عساکر ج ۳۹ ص ۷۶ و ۷۸؛ اردو تاریخ طبری ج ۱ ص ۳۳۳،

عربی تاریخ طبری ج ۲ ص ۲۷۸؛ البدایہ والنھایہ باب حدیبیہ ج ۴ ص ۱۹۱؛ سیرۃ ابن ہشام باب حدیبیہ ج ۳ ص ۷۸۰ ۔

۹۵ جب آنحضرتؐ نے صلح حدیبیہ کی تو عمر ابن خطاب بہت ناراض ہوئے اور کہا۔ **واللہ ماشککت منذ اسلمت الا یومئذ فأتیت النبی ۔** اللہ کی قسم آج سے زیادہ اسلام لانے کے بعد نبی کے بارے میں اتنا کبھی شک نہیں ہوا۔ تفسیر در منثور ج ۶ ص ۷۷؛ صحیح ابن حبان ج ۱۱ ص ۲۲۴؛ الاحکام ابن حزم ج ۳ ص ۲۲۴؛ تاریخ ابن عساکر ج ۵۷ ص ۲۲۹۔ جامع البیان ابن جریر طبری جلد ۲۶ ص۔ المصنف عبدالرزاق الصنعائی جلد ۵ ص ۳۳۹۔

۹۶ **ان لا ترغبوا عن آباء کم فانه کفر بکم ان ترغبو عن آبائکم او ان کفرا بکم:** عمر ابن خطاب نے ایک طویل خطبہ دیا جس میں انہوں نے کہا کہ ہم اللہ کی کتاب میں دوسری آیتوں کے ساتھ یہ آیت بھی پڑھتے تھے کہ اپنے باپ داداوں کو چھوڑ کر دوسروں کو باپ دادا نہ بناؤ یہ کفر ہے۔ صحیح بخاری کتاب المحاربین باب رجم الحبلی من الزنا اذا احصنت۔ تیسیر البخاری ج ۸ ص ۵۶۹؛ سیرۃ ابن ہشام اردو باب خطبہ عمر عند بیعة ابی بکر ج ۲ ص ۸۰۸؛ البدایۃ والنھایۃ ابن کثیر عربی ج ۵ ص ۲۶۶۔

۹۷ قاسم بن محمد بن ابی بکر کے حالات میں لکھا ہے کہ عمر ابن خطاب کے دور میں احادیث کی کثرت ہوگئی تو عمر ابن خطاب نے حکم دیا کہ احادیث اُن کے پاس لائی جائے، لوگ جب لائے تو اُن کو جلا دینے کا حکم دیا۔ طبقات ابن سعد جلد ۵ ص ۱۹۷ حالات قاسم بن محمد ۔

۹۸ قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ رسولؐ اکرم کے اصحاب کا اختلاف لوگوں کے لئے رحمت تھا۔ طبقات ابن سعد جلد ۵ ص ۱۹۷

۹۹ **یا ایها الذین امنو ا اذا قمتم الی الصلواة فاغسلوا وجوهکم و یدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین** (سورة مائده آیت ۶) اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے آمدگی کرو تو پہلے اپنے چہروں کو اور کہنیوں تک اپنے ہاتھ تو دھولیا کرو اور سر اور نیز ٹخنوں تک پیروں کو مسح کرو۔ علامہ سیوطی در منثور ج ۲ ص ۲۶۲ میں شعبی سے نقل کیا ہے کہ جبریل تو پاؤں کے مسح کا حکم لے کر آئے تھے، کیا تم آیت تیمّم پر نظر نہیں کرتے کہ وضو میں جن اعضاء کو دھونے کا حکم تھا اُن پر مسح واجب ہے اور جن اعضاء پر مسح کرنے کا حکم تھا اُنھیں تیمّم میں چھوڑ دیا گیا۔ اور شعبی کہا کرتے تھے قرآن تو مسح کا حکم لایا تھا مگر لوگوں نے پاؤں دھونے کا دستور نکالا۔ عبداللہ نے عثمان بن عفان خلیفہ سوم سے روایت کرتے ہیں کہ عثمان نے ایک مرتبہ وضو کے لئے پانی طلب کیا اور اُس سے کلی کی، ناک میں پانی ڈالا، اور اپنے منہ کو تین بار دھویا، اور دونوں ہاتھوں کو تین بار دھویا اور اپنے سر اور پاؤں کے اوپر کے حصے کا مسح کیا پھر بے ساختہ ہنس پڑے اور کہا کیا تم لوگ مجھ سے میرے ہنسنے کی وجہ دریافت نہیں کروگے؟ لوگوں کہا یا امیر المومنین! آپ کیوں ہنسے؟ تو عثمان بن عفان نے کہا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو ایسا ہی

وضو کرتے دیکھا تھا۔ مسند امام احمد جلد اول ص ۵۸، اور ص ۳۴۲؛ مجمع الزوائد ہیثمی ج ۱ ص ۲۲۴؛ المصنف ابن شیبہ ج ۱ ص ۱۸؛ کنز العمال حدیث ۲۶۸۶۴ ج ۹ ص ۴۲۷، اور ص ۴۴۲؛ سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۳۰۱؛ المعجم الکبیر طبرانی ج ۳ ص ۲۸۱۔ اس کے علاوہ کئی مفسرین اور محدثین نے مختلف طریقوں سے پیر پر مسح کرنا بتلایا ہے مثلاً ابن ابی شیبۃ الکوفی اپنی کتاب المصنف جلد اول ص ۳۰ پر باب **فی المسح علی القدمین** کے تحت آٹھ حولوں سے پیر پر مسح کرنا لکھا ہے۔ **فجعلنا نمسح علیٰ ارجلنا**: ہم پاؤں پر مسح کرنے لگے۔ بخاری کتاب الوضو ج ۱ ص ۲۱، ۲۳؛ مسلم کتاب الطھارۃ باب وضو سنن کبریٰ ج ۱ ص ۶۸ **فضرب بھا رجله و فیھا النعل ففتلھا**: آنحضرتؐ کے پیر میں جوتی تھی آپؐ نے پاؤں دھونے کے بدلے پانی کا ایک چلو لیکر پاؤں پر پھیر لیا۔ اس حدیث سے اُن کے لوگوں نے دلیل لی جو مسح پیروں پر کرنے کے قائل ہیں۔ امام ابن جریر طبری اور شیخ محی الدین عربی جواز پیروں پر مسح کرنے کے قائل ہیں۔ سنن ابی داؤد کتاب طھارۃ باب وضو صفۃ نبیؐ جلد اول ص ۳۴؛ السنن الکبریٰ بھیقی جلد اول ص ۷۲۔

تفسیر ابن کثیر (اردو) جلد اول تفسیر سورۃ مائدہ ص ۶۳ میں اس طرح لکھا ہے کہ: آیت کے اس جملے کی ایک قرأت اور بھی ہے **وَ اَرْجُلِکُمْ** کے لام کے نیچے زیر سے ہے۔ اس قول کی دلیل لی ہے کہ پیروں پر مسح کرنا واجب ہے کیونکہ اس کا عطف سر کے مسح کرنے پر ہے۔ بعض سلف سے بھی کچھ ایسے اقوال مروی ہیں جن سے مسح کے قول کی تصدیق ہوتی ہے۔ چنانچہ ابن جریر میں ہے کہ موسیٰ بن انس نے انس بن مالک سے لوگوں کی موجودگی میں کہا کہ حجاج نے اہواز میں خطبہ دیتے ہوئے طہارت اور وضو کے احکام میں کہا کہ منہ ہاتھ دھوؤ اور سر کا مسح کرو اور پیروں کو دھویا کرو اس لئے کہ پیروں پر ہی گندگی لگتی ہے پس تلوں اور پیروں کو پشت کو ایڑیوں کو خوب اچھی طرح دھویا کرو۔ انس بن مالک نے کہا اللہ تعالیٰ سچا ہے اور حجاج جھوٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا **وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَاَرْجُلِکُمْ الی الکعبین** ۔ اور انس پیروں کا مسح کرتے تھے۔ اور انس سے ہی مروی ہے کہ قرآن میں پیروں پر مسح کرنے کا حکم ہے۔ ابن عباس سے مروی ہے وضو میں دو چیزوں کا دھونا اور دو پر مسح کرنا ہے۔

قتادہ سے بھی یہی مروی ہے۔ ابن ابی حاتم میں عبداللہ ابن عمر سے مروی ہے کہ آیت میں پیروں پر مسح کرنے کا بیان ہے۔۔ ابن عمر، علقمہ ابو جعفر محمد بن علی اور ایک روایت میں حسن بصری اور جابر بن زید اور ایک روایت میں مجاہد سے بھی اسی طرح مروی ہے کہ عکرمہ اپنے پیروں پر مسح کر لیا کرتے تھے شعبی فرماتے ہیں کہ جبرئیل کی معرفت مسح کا حکم نازل ہوا ہے۔ آپ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے کہا کہ کیا تم دیکھتے نہیں جن چیزوں کو دھونے کا حکم تھا اُن پر تیمّم کے وقت مسح کا حکم رہا اور جن چیزوں کے مسح کا حکم تھا تیمّم کے وقت انہیں چھوڑ دیا گیا۔ عامر سے کسی نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں جبرئیل پیروں کو دھونے کا حکم لائے ہیں تو آپ نے جواب دیا جبرئیل مسح کے حکم کے ساتھ نازل ہوئے۔ آگے چل کر ابن کثیر بھیقی کے حولے سے یہ روایت نقل کرے ہیں کہ: حضرت علیؑ ابن ابی طالب ظہر کی نماز کے بعد بیٹھک میں بیٹھے رہے اور عصر تک لوگوں کے کام کاج میں مشغول رہے پھر پانی منگوایا اور ایک چلو سے منہ دھویا اور دونوں ہاتھوں کو دھویا اور سر کا اور دونوں پیروں کا مسح کیا اور کھڑے ہو کر بچا ہوا پانی پی لیا اور پھر فرمانے لگے کہ میں جو کیا یہی میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے اور یہ فرمایا یہ وضو ہے اس کے لئے جس کو وضو کی ضرورت ہو۔

۱۰۰ **حی علیٰ خیر العمل**۔ یہ اذان میں داخل تھا عبداللہ ابن عمر کا قول جس کو امام مالک نے کہا **انه بلغه ان المؤذن جاء عمر ابن الخطاب یوذنه لصلوٰۃ الصبح فوجده نائما فقال الصلوٰۃ خیر من النوم یا امیر المؤمنین فامره عمر ان یجعلها فی نداۤء لصبح**۔

ترجمہ؛امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عمر کے پاس مؤذن آیا نماز صبح کی خبر کرنے کوتو سوتا پایا حضرت عمر کو پس کہا اُس نے الصلوٰۃ خیر من النوم یعنی نماز بہتر عمل ہے سونے سے اے امیر المومنین۔حکم کیا حضرت عمر نے موذن سے: کہا کر واس کلمے کو صبح کی اذان میں۔اس حدیث کو دار قطنی بن عبداللہ ابن عمر سے مسنداً روایت کیا ہے کہ عمر نے مؤذن سے کہا جب تم پہنچو حی علی الفلاح تو پر فجر کی اذان میں تو کہو بعداس کے الصلوٰۃ خیر من النوم ۔موطاامام مالک کتاب الصلواۃ ص ۶۱ طبع مکتبہ رحمانیہ لاہور۔ترجمہ علامہ وحید الزمان۔اسی کو کئی معتبر محدثین نے نقل کیا ہے مختصراً نیل الاوطار الشوکانی ج ۲ صفحہ ۱۸؛السنن الکبریٰ البھیقی ج ۱ صفحہ ۴۲۴؛المصنف ابن ابی شیبۃ الکوفی جلد اول ص ۲۴۴؛تاریخ بغداد الخطیب البغدادی ج ۹ ص ۴۰۹؛کنز العمال ج ۸ صفحہ ۳۴۲۔

۱۰۱ ارسال الیدین۔یعنی ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا۔امام ابن قاسم نے امام مالک سے نماز میں ہاتھ چھوڑ دینا لکھا ہے تیسیر البخاری شرح صحیح البخاری ترجمہ علامہ وحید الزمان طبع اعتقاد پبلشنگ ہاوس دہلی جلد اول باب ۷۰۷ ص ۴۸۹ باب وضع یدہ الیمنی علی الیسری : ابن ابی شیبہ نے حسن بصری اور ابراہیم اور ابن مسیّب سے ارسال یدین یعنی ہاتھ چھوڑنا نقل ہے۔نیلا الاوطار جلد دوم ص ۱۹۴ دار الجلیل بیروت؛الشرح الکبیر عبداللہ ابن قدامہ متوفی ۶۸۲ جلد اول ص ۵۱۴؛المغنی ج اول ص ۵۱۴ دار لکتاب بیروت۔
ہاتھ باندھنے کے سلسلہ میں دو روایتیں صحیح بخاری اور مسلم میں ہیں اور انتہائی مشکوک ہیں مثلاً صحیح بخاری کتاب الاذان باب وضع یدہ الیمنی علی الیسری جس کا تذکرہ کیا گیا ہے اُسی میں ہاتھ باندھنے کی جو روایت یہ ہے کہ حدثنی عبداللہ بن مسلمۃ ، عن مالک ، عن أبی حازم، عن سھل ابن سعد قال : کان الناس یؤمرون أن یضع الرجل یدہ الیمنی علی ذراعہ الیسری فی الصلاۃ، قال ابو حازم: لاألمہ الا ینمی ذلک الی النبی ﷺ ، وقال اسماعیل ینمی ذلک ولم یقل ینمی۔ترجمہ ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے ابو حازم بن دینار سے انہوں نے سہل بن سعد سے انہوں نے کہا لوگوں کو یہ حکم دیا جاتا تھا کہ نماز میں ہر آدمی اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھے اور ابو حازم نے کہا میں نہیں جانتا کہ سہل اس حدیث کو آنحضرت تک پہنچاتے تھے۔
اسمٰعیل بن ابی اویس نے کہا یہ بات پہنچائی جاتی تھی مگر یہ نہیں کہا کہ کس طرح پہنچائی جاتی تھی۔یعنی ہاتھ پر ہاتھ رکھنا یا باندھنے والی حدیث کا حکم دیا جاتا تھا مگر یہ کہیں نہیں مذکور ہے کہ کس نے دیا اور کب دیا اور یہ حکم آنحضرتؐ سے منسوب تھا یا نہیں یہ بھی کسی کو نہیں معلوم۔اس حدیث کی راوی ہیں سہل بن سعد بن خالد الساعدی تہذیب التہذیب جلد ۴ ص ۲۲۱،اور ابن حجر اپنی کتاب طبقات المدلسین ص ۲۰ ذکر جریر بن حازم کے سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ ان سے جو حدیث بیان صفۃ صلاۃ النبی میں تدلیس کی گئی ہے یعنی خلط ملط کی گیا ہے۔
قابل غور بات یہ ہے کہ اس حدیث کے راوی امام مالک ہیں اور اگر امام مالک کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے تو پھر مالکی فقہ میں ارسال یدین یعنی ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا کیوں ہے؟۔
اب جو دوسری روایت ہے وہ صحیح مسلم میں کتاب الصلواۃ باب وضع یدہ الیمنی علی الیسری :عن وائل بن حجر انہ رای النبی ﷺ رفع یدیہ حین دخل فی الصلواۃ کبر وصف ھمام حیال اُذینہ ثم التحف بثوبہٖ ثم وضع یدہ الیمنی علی

اليسرى فلما اراد ان يركع اخرج يديه من الثوب ثم رفعهما ثم كبر فركع فلما قال سمع الله لمن حمده رفع يديه فلما سجد سجدين كفيه ترجمہ وائل بن حجر کا بیان ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بدیں طور دیکھا کہ آپ نے نماز شروع کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور اللہ اکبر کہا۔ اس حدیث کے راوی ہمام بن نافع کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اُٹھائے پھر چادر اوڑھ لی اس کے بعد سیدھا ہاتھ اُلٹے ہاتھ پر رکھا۔ پھر آپؐ نے چادر میں سے ہاتھ باہر نکال کے دونوں کانوں تک اُٹھا کر تکبیر پڑھی اس کے بعد رکوع میں گئے۔ اور بحالت قیام **سمع الله لمن حمده** پڑھ کر رفع یدین کیا اور پھر آپ نے دونوں ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ کیا۔ پہلی تنقید اس حدیث کے سلسلے میں ہے کہ وائل بن حجر فتح مکہ کے بعد معاویہ کے ساتھ اسلام لے آئے اور ہمیشہ ان کا اور معاویہ کا ساتھ رہا تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۔ دوسری یہ کہ وائل بن حجر نے خود سے نہیں دیکھا بلکہ یہ واقعہ ان سے ہمام بن نافع نے بیان کیا جن کے بارے میں میزان الاعتدال جلد ۴ ص ۳۰۸ میں مذکور ہے کہ **قال العقيلي احاديثه غير محفوظة**۔ تیسری قابل غور بات یہ ہے کہ راوی کہتا ہے کہ آنحضرتؐ نے تکبیر کہنے کے بعد چادر اوڑھ لی۔ اب ناظرین فیصلہ کریں کہ یہ کیسے معلوم ہوا چادر میں ہاتھ کہاں تھے ؟۔

۱۰۲ **باب ما جاء فی بسم الله الرحمن الرحيم**۔ نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آواز سے پڑھنے کے بارے میں انس بن مالک سے اس سلسلے میں تین روایتیں مذکور ہیں۔ پہلی روایت یہ کہ میں نے نماز پڑھی آنحضرت ﷺ کے پیچھے، ابوبکر، عمر اور عثمان میں نے سُنا کہ وہ نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے ہوئے۔ دوسری روایت ان ہی سے منسوب ہے کہ میں نے سُنا مگر وہ آواز سے نہیں پڑھے، تیسری روایت ہے کہ میں نے نماز پڑھی ان کے پیچھے مگر کسی نے بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں پڑھی نیل الاوطار الشوکانی جلد ۲ ص ۲۱۵۔ اسی نیل الاوطار صفحہ ۲۱۷ میں انس بن مالک سے ہی یہ روایت ہے کہ جب معاویہ مدینہ آیا تو انہوں نے نماز پڑھائی **بالجهر** مگر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں کہا۔ جب نماز تمام ہوئی تو مہاجر اور انصار جو اس وقت موجود تھے احتجاجاً کہا کہ اے معاویہ! تم نے نماز کو ناقص کر دیا تم نے نہ تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہی اور نہ تکبیر کہی حالانکہ ہم نے رسول اکرم کو ایسا کہتے ہوئے دیکھا ہے اور سُنا ہے۔ **بھیقی** کے حوالے سے یہ مذکور ہے کہ انہوں کہا کہ

آل رسول ﷺ کے ہاں متفق ہیں کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم **بالجهر** پڑھے۔ **الحاكم المستدرك** کے حوالے سے لکھا ہے کہ صحابہ کی اور تابعین کی ایک فہرست ہے جنہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو بالجہر کہنے کی تاکید کی ہے۔ ابن شہاب الزہری کے حالات میں امام ذہبی لکھتے ہیں کہ انہوں نے تاکیداً کہا ہے کہ نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اونچی آواز سے پڑھی جائے پھر سورۃ فاتحہ پڑھی جائے، اس کے بعد پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہر سورت کے شروع میں تذکرہ الحفاظ جلد اول ۱۰۴۔ ملاحظہ ہو در منثور سیوطی جلد اول ص ۱۱؛ ترمذی ج ۱ ص ۱۵۵ **باب من رائی بالجهر** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم؛ فتح الباری جلد ۲ ص ۲۲۱۔ **المصنف جلد ۲ ص ۸۹ عبداالرزاق الصنعای؛ المصنف ابن ابی شیبة جلد اول ص ۴۴۸**؛ سنن دار القطنی جلد اول ۳۰۹ میں معاویہ کا تذکرہ کے ساتھ جس کا ذکر ہو چکا ہے۔ **معرفة العوالم الحديث الحاكم** نیشاپوری ص ۲۵۱؛ کنز العمال جلد ۸ ص ۱۱۹ سلسلہ ۲۲۱۸۱ ابن عباس نے فرمایا کہ عرب کی قراءت ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بالجھر کہے۔تفسیر ابن کثیر (اردو) طبع اعتقاد پبلشنگ ہاوس نئی دہلی جلد اول ص ۲۱ میں ہے امام شافعی کا مذہب ہے کہ سورۂ فاتحہ اور ہر سورت کے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اونچی آواز سے پڑھنا چاہئے۔صحابہ کی، تابعین کی، مسلمانوں کے اگلے پچھلے اماموں کا یہی مذہب ہے۔
ابن کثیر اس کے بعد طول فہرست دی ہے اکابر صحابہ کی جنہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو اونچی آواز سے پڑھنے کی۔پھر آخر معاویہ کا واقعہ نقل کرنے کے بعد یہ لکھتے ہیں کہ ’’ غالباً اس قدر احادیث وآثار کہ بعد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اونچی آواز سے پڑھنے کے جواز میں کافی ہیں‘‘۔

اوقات الصلواۃ۔ وقت افطار روزہ اور وقت نماز مغرب ایک ہے چنانچہ افطار کے لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **کلو و اشربوا حتیٰ تبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر ثمہ اتمو الصیامہ الی اللیل۔ سورۃ البقر ۱۸۷۔**
افطار کے لئے الیٰ اللیل کے الفاظ بہت واضح ہیں لفظ الیٰ کی معنوں میں محض کسی سرحد تک پہونچنے کا مفہوم نہیں ہے بلکہ سرحد سے آگے اندر داخل ہونے کے ہیں۔ جیسے سورہ بنی اسرائیل میں مذکور ہے **سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلا من المسجد الحرام الیٰ المسجد الاقصیٰ**۔یعنی پاک پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندہ کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی۔ظاہر ہے کہ اس کے یہ معنی نہیں کہ حضرت رسولؐ اکرم کی معراج صرف مسجد اقصیٰ کی سرحد تک تھی بلکہ اس سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ وہ مسجد اقصیٰ کے اندر بھی تشریف لے گئے۔اور ایک مثال میں وضو کی جو آیت ہے اس **الیٰ المرافق اور الیٰ الکعبین** سے یہ مطلب کہنیوں سمیت اور ٹخنوں سمیت ہے جس میں تمام علماء متفق ہیں۔اسی طرح روزہ کے افطار کے سلسلے میں جو ارشاد باری ہے اس میں رات داخل ہے۔اسی لحاظ سے نماز مغرب کا وقت اُسی وقت ہوگا جب رات داخل ہوجائے۔سورۃ الشمس آیت ۴۔۳ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **والنہار اذا جلھا و الیل اذا یغشٰھا**۔یعنی اور دن کے جب کہ اللہ اُسے روشن کرے اور رات کی جب وہ اس کو (یعنی دن کو) ڈھانپ لے۔علماء نے دن اور رات کو بارہ، بارہ گھنٹوں میں تقسیم کیا ہے۔دن کے بارہ حصوں کے نام یہ ہیں۔شرق، بکور، غدر، ضحیٰ، ہاجرہ، ضمیرہ، رواح، عصر، قصر، اصیل، غشی، اور غروب۔اور رات کے بارہ حصے: شفق، غسق، عقد، سدور، جھمد، ذلد، زاخد، بھرہ، سحر، فجر، صبح، صباح۔اس تقسیم سے معلوم ہوگیا کہ غروب آفتاب کو دن بارھواں حصہ شمار کیا جاتا ہے۔رات کے پہلے حصہ کو شفق دوسرے حصہ کو غسق کہا ہے جو لیل ہے اس لئے غروب آفتاب کے بعد غسق یعنی لیل تک انتظار کرنا چاہئے۔
اقم الصلواۃ لد لوک الشمس الیٰ غسق الیل وقراٰن الفجر۔سورۃ بنی اسرائیل آیت ۷۸۔یعنی نماز قائم کرو سورج کے ڈھلنے کے بعد رات کے اندھیرے کے بعد اور صبح کے قرآن کے بعد (طلوع فجر)۔المنجد نے غسق کی تعریف یہ کی ہے کہ یہ رات کے حصہ کا اندھیرا۔
حدیث سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ فرمایا آنحضرت نے **اذا أقبل اللیل من ھاھنا و ادبر النہار من ھاھنا و غربت الشمس فقد افطر الصائم**۔ کہ جب رات ادھر سے یعنی مشرق سے رخ کرے اور دن ادھر مغرب کے طرف پیٹھ موڑے اور سورج ڈوب جائے جب افطار کا وقت آگیا۔تیسیر الباری شرح صحیح بخاری کتاب الصوم جلد ۳ ص ۱۱۵۔احیا العلوم امام غزالی جلد اول ص ۳۳۵ طبع دار الاشاعت لاہور میں تحریر فرماتے ہیں مغرب مغرب کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے جب آفتاب نظروں سے اوجھل ہوجائے۔مگر یہ اوجھل مسطح زمین پر معتبر ہے۔اس صورت میں اتنی دیر انتظار کرنا چاہئے کہ افق پر سیاہی پھیل جائے۔
زید ابن ارقم صحابی رسول اکرمؐ سے روایت ہے **کنا نتکلم فی الصلواۃ یکلم الرجل صاھبہ** کہ ہم نماز پڑھتے تھے آنحضرتؐ کے پیچھے

اورہم حالت نماز میں اپنے پاس والوں سے باتیں کرتے تھے۔تمام صحاح ستہ کی کتابوں میں اس کا ذکر مثلاً شرح صحیح مسلم کتاب المساجد باب تحریم الکلام فی الصلواۃ جلد دوم ص ۱۱۴۔صحیح بخاری جلد ۵ کتاب التفسیر القران ص ۱۶۲۔

مطرف کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کے پیچھے نماز پڑھی جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو عمران نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ آج ہم کو حضرت علیؑ نے رسولؐ اللہ جیسی نماز پڑھائی۔شرح مسلم باب اثبات التکبیر جلد دوم ص ۲۰؛ مسند احمد جلد ۴ ص ۴۲۸، ۴۳۰، ۴۴۴؛ صحیح بخاری کتاب الاذان جلد اول ص ۲۰۰۔سنن ابی داؤد باب التکبیر جلد اول ص ۱۹۲۔

عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک عورت آنحضرتؐ کے پیچھے نماز پڑھنے آیا کرتی تھی جو خوبصورت تھی اور بہت خوب صورت لوگوں میں سے تھی بعض اصحاب آگے کی صف میں چلے جاتے تھے تاکہ اس عورت پر نظر نہ پڑے اور بعض پیچھے کی صف میں عمداً رک جاتے تھے جو عورتوں کے قریب ہوتی تھی جب یہ اصحاب جو پچھلی صف میں رہتے تھے رکوع کرتے تو اپنی بغل سے اُس عورت کو دیکھتے تھے تب اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی سورۃ الحجر ولقد علمنا المستقدمین منکم۔سنن الترمذی باب تفسیر سورہ الحجر ۳۵۸؛ مسند احمد ج ۱ ص ۳۰۵؛ السنن الکبریٰ البھیقی ج ۳ ص ۹۸ جمعہ کے دن جب رسولؐ اللہ خطبہ دے رہے تھے لوگ آنحضرتؐ کو چھوڑ کر دوڑ پڑے بازار کی طرف اُن لوگوں میں ابوبکر اور عمر شامل تھے صرف بارہ لوگ رہ گئے تھے۔ترمذی جلد دوم باب تفسیر سورۃ الجمعۃ ص ۵۲۶ صحیح ابن حبان جلد ۱۵ ص ۲۹۸

۱۰۳ **خالفہ یا خلیفہ۔ جاء اعرابی فقال انت خلیفۃ رسول اللہ فقال لا قال فما انت قال انا الخلفۃ بعدہ:** ایک اعرابی حضرت ابوبکر کی خدمت میں آیا اور پوچھا کیا آپ رسولؐ اللہ کے خلیفہ ہیں تو انہوں نے جواب دیا نہیں پھر اُس نے پوچھا کہ آپ کیا ہیں؟ جواب دیا میں خالفہ ہوں۔لسان العرب میں ہے کہ خالفہ وہ ہے جس سے لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں ہو اور اس میں کوئی خیر نہیں یعنی (Good For Nothing) تاریخ ابن عساکر جلد ۱۹ ص ۴۹۷؛ کنز العمال ج ۱۲ ص ۵۳۱ سلسلہ ۳۵۷۰۸۔

۱۰۴ حضرت ابوبکر نے اپنے داماد زبیر بن العوام کو جاگریں عطا فرمائی ہیں ابن زبیر سے منقول کہ ہم معاویہ کے پاس گئے تو ہم سے معاویہ نے پوچھا مسلول زمین کیا ہوئی؟ میں نے جواب دیا وہ میرے پاس ہے۔اس پر معاویہ نے کہا کہ واللہ! میں نے اس ہبہ نامہ کو خود لکھا تھا جب حضرت ابوبکر نے زبیر بن العوم کے لئے دینا چاہا تو مجھ سے کہا لکھ دو جب میں لکھنے بیٹھا تو اچانک حضرت عمر آ گئے۔جیسے ہی انھوں نے ہم دونوں کو دیکھا تو حضرت عمر نے کہا معلوم ہوتا ہے کچھ راز کی بات ہو رہی ہے۔حضرت ابوبکر نے کہا ہاں۔جب حضرت عمر چلے گئے تو کاغذ ہم نے چھپا لیا تھا اس کو نکالا اور ہم نے جو لکھنا تھا وہ لکھ دیا۔السنن الکبریٰ البھیقی ج ۶ ص ۱۴۵؛ کنز العمال جلد ۳ ص ۹۱۳ سلسلہ ۹۱۵۰۔

۱ سی حدیث میں مزید ہے کہ حضرت ابوبکر نے اپنے داماد زبیر ابن العوام کو الجرف کی پوری وادی عطا کردی تھی۔فتوح البلادان البلاذری (اردو) جلد اول ص ۱۸؛ معجم البلادان یاقوت حموی ج ۴ ص ۴۰۱۔

۱۰۵ (معاذ الله) عن ابوهريرة أن رسول الله ﷺ قال : اذا نودى للصلاة أدبر الشيطان له ضراط حتى لا يسمع التاذين۔
صحيح بخاری کتاب الاذان باب فضل التاذين: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ: فرمایا (معاذ اللہ) رسول اللہ ﷺ نے کہ جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان پادتا ہوا (Releasing Gas) پیٹھ موڑ کر چل دیتا ہے پادتا اس لئے کہ پاد کی آواز اذان کی آواز پر حاوی ہو جائے تاکہ اذان کی آواز اُس کو یعنی شیطان کو سُنائی نہ دے تیسیر البخاری شرح صحیح بخاری جلد اول کتاب الاذان ص ۴۰۸۔ اس حدیث کو تمام کتابوں میں تذکرہ کیا گیا۔

۱۰۶۔ غزوۂ حنین سے قبل آنحضرتؐ نے عبداللہ ابن ابی حدرد کو مخالف فوج کی حرکت کی قبر لانے بھیجا اور جب وہ واپس آ کر خبر دی کہ دشمن جنگ کا ارادہ کر چکے ہیں ہمیں اُن کی پیشقدمی کو روکنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ آنحضرتؐ نے عمر ابن خطاب کا بلایا اور ابن ابی حدرد سے جو سُنا تھا اُس کا ذکر کیا، عمر ابن خطاب نے کہا کہ ابن حدرد غلط کہتے ہیں اس کا جواب ابن حدرد نے یہ دیا کہ ''اگر آپ نے مجھے غلط قرار دیا تو کیا بات ہے، آپ نے ہمیشہ حق کو جھٹلایا۔ آپ نے تو ایسی ہستی کو بھی جھٹلایا (عربی میں کذ بتنی، ترجمہ میں اختلاف کیا لکھا) جو ہم سے بہتر ہے (اس سے آنحضرتؐ مطلب تھا)۔ عمر ابن خطاب نے کہا یا رسولؐ اللہ! کیا آپ نے نہیں سُنا ابن حدرد کیا کہتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا'' عمر تم غلطی پر ہو۔ اللہ تمہیں سیدھا راستہ دکھائے''۔ سیرۃ النبی ابن ہشام اردو جلد دوم ص ۵۲۶؛ طبری اردو جلد ۲ ص ۴۲۱، عربی جلد ۲ ص ۳۴۶؛ البدایۃ والنھایۃ ابن کثیر عربی جلد ۴ ص ۳۱۷ (اردو ترجمہ سے یہ نکال دیا گیا)؛ سیرۃ النبوۃ ابن کثیر ج ۳ ص ۶۱۴۔

۱۰۷ عبدالله ابن عمر فسبه سبا سئيا ما سمعته سبه مثله عبداللہ ابن عمر نے اتنی بُری گالی دی جو ابھی تک کسی نے سُنی نہیں تھی۔ شرح مسلم نووی جلد ۲ ص ۵۴ باب امر النساء الصليات۔ صحیح ابن حبان جلد ۳ ص ۱۳۰ اور جلد ۴ ص ۱۹۷؛ فتح الباری ابن حجر جلد ۲ ص ۲۸۹۔

۱۰۸ میلاد النبی کے منانے پر وہابیوں کا یہ اعتراض کہ اسلام میں عید صرف دو ہیں ایک عید الفطر اور دوسرے عید الضحیٰ میلاد النبی کی عید بدعت ہے اس لئے کہ سوائے ذکر اللہ سبحانہ غیر کا ذکر جائز نہیں۔ پہلے اعتراض کا جواب **قال عيسى ابن مريم اللهم ربنا انزل علينا مآئدة من السمآء تكون لنا عيدا الاولينا وا'خيرنا۔** سورۃ مائدہ کی آیت ۱۱۴ ہے جس میں حضرت عیسیٰ نے اللہ سے دعا مانگی اے اللہ اے ہمارے رب ہم پر آسمان سے خوان اُتار کہ ہمارے پہلے اور پچھلوں کے لئے عید ہو۔ اگر مائدہ کے نازل ہونے سے عید ہوسکتی ہی تو نبی اکرم ﷺ جو رحمت العالمین اس نعمت کے آنے پر عید منانا عین مطابق قرآن ہے۔ اب رہا ذکر تو اللہ تعالی مخاطب ہے نبی اکرم سے اور ارشاد فرماتا ہے کہ ورفعنا لک ذکرک سوہ الانشراح آیت ۴۔ ہم نے بلند کیا آپؐ کے ذکر کو۔

۱۰۹ **وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ۔**

سورۃ النساء آیت ۱۵۲۔اور جولوگ ایمان لائے اللہ پر اوراس کے رسولؐ پر اور اُن میں کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے یہی وہ لوگ ہیں عنقریب اللہ اُنہیں اجر دے گا۔

۱۱۰ و کان ممن انکشفت یوم أحد ممن غفر له، یعنی حضرت عمر اُن لوگوں میں تھے جو اُحد کے دن بھاگ گئے تھے،لیکن خدا نے اُن کو معاف کر دیا۔ الفاروق شبلی نعمانی ص ۶۰ انساب الاشراف البلاذری جلد ۱۰ ص ۳۰۰ طبع دار الفکر بیروت۔

۱۱۱ حدثنا عباس بن عبد الله البکسائي ، ثنا الفیض بن اسحاق عن الفضیل بن عیاض أنه قال : أتدرون من الذی یتکلم بفمه کله، عمر بن الخطاب، کان یکسوهم اللین، ویلبس الخشن، ویطعمهم الطیب، ویأ کل خبزاً مغلوثاً ، و أعطی رجلاً عطاء وزاده ألفاً، فقیل له، لو زدت عبد الله بن عمر فإ ابنک و هو لذلک مستحق۔ فقال : هذا ثبت أبوه یوم أحد،ولم یثبت أبو هذا۔

انساب الاشراف جلد ۱۰ ص ۳۰۴۔طبع دار الفکر بیروت :یعنی خلاصہ یہ کہ جب اپنی خلافت کے زمانے میں لوگوں کے روزینے مقرر کئے تو ایک شخص کے روزینے دینے کی نسبت لوگوں نے کہا کہ اِن سے زیادہ مستحق آپ کے فرزند عبداللہ ابن عمر ہیں۔حضرت عمر نے فرمایا نہیں، کیونکہ اس کا باپ احد کی لڑائی میں ثابت قدم رہا تھا اور عبداللہ ابن عمر کا باپ (یعنی خود حضرت عمر) ثابت نہیں رہا تھا۔الفاروق ص ۶۰۔ چنانچہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں کیونکہ معرکہ جہاد سے بھاگنا ایک ایسا ننگ تھا جس کو کوئی شخص علانیہ تسلیم نہیں کر سکتا تھا۔اور دیگر یہ کہ عباس بن عبداللہ اور فیض بن اسحاق یہ دونوں راویان غیر معروف ہیں۔حالانکہ دونوں راویوں سے کئی روائتیں مروی ہیں الجراح والعتدال ج ۷ ص ۸۸۔

۱۱۲ نماز میں ارسال یدین کے سلسلہ میں قرآن مجید سورہ اعراف ۷ آیت ۲۹ میں ارشاد ہوتا ہے کہ قُلۡ اَمَرَ رَبِّیۡ بِالۡقِسۡطِ ۟ وَ اَقِیۡمُوۡا وُجُوۡهَکُمۡ عِنۡدَ کُلِّ مَسۡجِدٍ وَّ ادۡعُوۡهُ مُخۡلِصِیۡنَ لَهُ الدِّیۡنَ ۬ؕ کَمَا بَدَاَکُمۡ تَعُوۡدُوۡنَ۔

۱۱۳ جب رسولؐ اکرم نے ملیکہ بنت کعب سے عقد فرمایا جو حسن و جمال میں بے مثال تھیں عائشہ کو یہ بات ناگوار گزری۔ملیکہ کا باپ فتح مکہ کے وقت خالد بن ولید کے ہاتھوں قتل ہو چکا تھا اور ملیکہ کو اپنے باپ کے قاتل علم نہیں تھا۔چنانچہ عائشہ نے اس سے ملاقات کی اور کہا کہ تمہیں اپنے باپ کے قاتل سے نکاح کرتے ہوئے شرم نہیں آئی۔ أ لا تستحین أ ن تنکحي قاتل أبیک ؟ ملیکہ نے کہا اب کیا ہو سکتا میرا عقد تو ہو چکا۔عائشہ نے کہا کہ ایک صورت ہو سکتی ہے کہ جب آنحضرتؐ تمہارے ساتھ خلوت نشین ہوں تو اُن سے کہنا کہ میں آپ سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں۔چنانچہ ایسا ہی ہوا اور رسولؐ اکرم نے اسے طلاق دے دی۔ طبقات بن سعد جلد ۸ ص ۱۴۸ حالات ملیکہ بنت کعب؛ تاریخ ابن کثیر البدایۃ والنھایۃ جلد ۵ ص ۳۲۰؛ اصابہ ابن حجر جلد ۸ ص ۳۲۰؛ تاریخ ابن عساکر ج ۳ ص ۳۰۹۔

۱۱۴ استاذن ابوبکر علی رسول الکریم ﷺ فسمع صوت عائشة عالیا وھی تقول واللہ لقد عرفت ان علیا أحب الیک من أبی و منی۔ یعنی ایک روز ابوبکر حاضر ہوئے رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہونے سے قبل سُنا کہ عائشہ بلند آواز سے یعنی چیخ چیخ کے (صوت عالیا) سے آنحضرتؐ کہہ رہی تھیں واللہ مجھ کو معلوم ہے کہ آپؐ علیؑ کو مجھ سے اور میرے باپ سے زیادہ چاہتے ہیں۔
مسند احمد بن حنبل جلد ۴ ص ۲۷۵؛ مجمع الزوائد الھیثمی جلد ۹ ص ۱۲۷؛ فتح الباری جلد ۷ ص ۱۹؛ السنن الکبری النسائی جلد ۵ ص ۱۳۹۔
اب اس روایت کے بعد قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ پڑھئے:
سورۃ الحجرات آیت ۲ یآیھا الذین اٰمنوا لا ترفعوآ اصواتکم۔ فوق صوت النبی ولا تجھروا له بالقول کجھر بعضکم۔ لبعض ان تحبط اعمالکم۔ وانتم۔ لا تشعرون۔ اے مومنو نبی کی آواز پر اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اور نہ زور سے بولو جیسے تم ایک دوسرے سے گفتگو کرتے ہو، کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائے اور تمہیں خبر بھی نہ رہے۔

۱۱۵ أتزعم۔ أنک جرم صغیر = و فیک انطوی العالم۔ الأ کبر کلام جناب امیر المؤمنین کہ اے انسان تو اپنے کو ایک چھوٹا سا کیڑا نہ سمجھ اسلئے کہ تجھ میں ایک عالم اکبر موجود ہے۔ تفسیر الصافی فیض کاشانی؛ کتاب الربعین الشیخ الماحوزی۔

۱۱۶۔ و اسمه العلی العظیم۔ ھو أول اسمائه، ارشاد فرمایا امام علی ابن موسیٰ رضا نے کہ اللہ سبحانہ نے اپنا تعارف اول مخلوق سے یوں کیا کہ فرمایا میں علی اور عظیم۔ الکافی جلد ۱ ص ۱۱۳؛ التوحید ص ۱۹۲؛ شرح اصول کافی ج ۳ ص ۲۹۴، ۲۹۶؛ بحار الانوار ج ۴ ص ۸۸ ص ۱۷۵؛ نور البراھین سید نعمت اللہ الجزائری ص ۴۶۲؛ تفسیر کنز الدقائق ج ۱ ص ۶۱۰۔

۱۱۷۔ رأیت فی الجاھلیة قرداً اجتمع علیھا قرة قد زنت ورجمتھا معھم۔ عمرو بن میمون کہتے ہیں کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک بندر کو دیکھا جس نے زنا کیا تھا۔ تمام بندر جمع ہوئے اور اُسے سنگسار کیا اور اُن کے ساتھ میں بھی سنگسار کیا۔ صحیح بخاری (اردو) جلد ۲ کتاب المناقب پارہ ۱۵ ص ۴۹۴؛ الاصابۃ حالات عمرو بن میمون جلد ۵ ص ۱۲۰۔

۱۱۸ ان ھلال ابن امیة رضی اللہ تعالی عنه قذف أمراته بشریک ابن سحمآء وکان اخا البرآء ابن مالک لا مه فکان اول رجل لاعن فی الاسلام و قال رسول ﷺ ابصروھا فان جآئت به ابیض سبطا قضیئ العینین فھو لھلال ابن امیة وان جآئت به اکحل جعدا حش الساقین فھو لشریک بن سحمآء قال فانبئت انھا جائت به اکحل جعداًحمش الساقین۔
ھلال بن امیه (صحابی رسولؐ) نے نسبت کی زنا کی اپنی بیوی کو شریک بن سحماء صحابی رسولؐ (یہ بھی صحابیہ رسولؐ تھی صحابیت کی تعریف یہ ہے کہ جو بھی مسلمان رسولؐ کو اُن کی حیات میں دیکھے وہ صحابی ہے) ھلال بن امیہ براء بن مالک صحابی کے مادری بھائی تھے۔ پھر دونوں نے لعان کیا (ایک دوسرے پر لعنت کی کہ جھوٹے پر عذاب ہو، اس لئے دیکھنے والا صرف شوہر تھا بغیر کوئی گواہ کے)۔ رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا کہ اس عورت کو دیکھ اگر اس کا بچہ سفید رنگ کا سیدھے بال والا لال آنکھوں والا پیدا ہوا تو وہ ہلال بن امیہ کا ہے اور اگر سرمئی آنکھوں والا گھونگر بال والا پتلی پنڈلیوں والا پیدا ہوا تو وہ شریک بن سحماء کا ہے، انس نے کہا کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ اۃ عورت کا لڑکا سرمئی آنکھوں والا گھونگر بال پتلی پنڈلیوں والا پیدا ہوا یعنی یہ شریک بن سحماء کا بچہ تھا۔ قیافہ سے پتہ چلتا ہے کہ شریک کا رنگ کالا تھا اور ہلال کا رنگ سفید تھا۔ اس حدیث کو لکھا ہے۔ شرح صحیح مسلم (اردو) جلد ۴ کتاب اللعان ص ۱۳۳؛ اس حدیث کو تفصیل سے سنن نسائی (اردو) جلد دوم کتاب الطلاق باب کیف اللعان ص ۵۰۱ اور ۵۰۲؛ سنن ابن ماجہ (اردو) جلد اول باب اللعان ص ۵۷۶؛ اور مزید تفصیل کہ یہ کب اور کیسے ہوا سنن ابی داؤد (اردو) جلد دوم باب اللعان ص ۲۰۴ تا ۲۰۷۔ حدیہ ہے کہ عکرمہ نے کہا کہ یہ لڑکا جب بڑا ہوا تو مصر کا امیر ہوا اور اُس کو اس کے باپ کے نام سے نہیں پکارا جاتا تھا۔ یہ رہی تعاویل اُس موضوع حدیث کہ میرے اصحاب نجوم کی طرح ہیں اور پورے عادل ہیں۔ زنا محصنہ پھر بھی عادل رہے۔

۱۱۹ فلو جامعها بخرقة علی ذکره لا تثبت الحرمة کما في الخلاصة۔ اگر عضو تناسل پر کپڑا لپیٹ کر جماع کیا جائے تو اُس پر حرمت محاصرت (سسرال کی) ثابت نہیں ہوتی۔ یعنی بغیر کپڑا لپیٹ کر جماع کرنے سے عورت کی ماں بہن وغیرہ از روئے شرع حرام ہو جاتے ہیں۔ مگر کپڑا لپیٹ کر وطی کرے تو اُس عورت کے ماں بہن یہ سب حرام نہیں۔ کنز الدقائق شرح بحرالرائق۔ ج ۳ ص ۱۷۵ (میرے کمپیوٹر پر ج ۳ ص ۱۷۵)

۱۲۰ فقال النبی ﷺ لا فبکی علی فقال له اما ترضیٰ ان تکون منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لیس بعدی نبی انه لس ینبغی ان اذهب الا و انت خلیفتی: رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا کیا تم اس سے راضی نہیں ہے کہ تم میرے لئے اُس مرتبہ میں ہو جس مرتبہ میں ہارون تھے بہ نسبت موسیٰ کے مگر یہ بات ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ مجھے یہ مناسب نہیں ہے بجز اس کے کہ تم میرے خلیفہ ہو۔ ازالۃ الخفاء ج ۴ ص ۴۴۷ تا ۴۴۸؛ خصائص النسائی ص ۶۴؛ مجمع الزوئد الھیثمی ج ۹ ص ۱۲۰۔

۱۲۱ زکواۃ۔ لفظ زکواۃ کی تعریف میں یہ ہمیشہ تصور رہتا ہے کہ صرف آمدنی اور نصاب کا چالیسواں حصہ یا خمس وغیرہ۔ حالانکہ آیات زکواۃ مکی ہیں اور زکواۃ کا حکم ہجرت کے دو سال کے بعد شروع ہوا۔ زکواۃ لفظ کئی معنی رکھتا ہے۔

چنانچہ سورہ الکھف (۱۸) آیت ۸۱

فاردنا ان یبدلهما ربهما خیرا منه زکٰوة و اقرب رحما۔ پس ہم نے ارادہ کیا کہ ان دونوں کو اُن کا رب بدلہ دے (اولاد پاکیزہ) جو اس سے بہتر شفقت میں زیادہ ہو۔

سورہ مریم آیت ۳۱

اوصٰنی بالصلٰوة و الزکٰواة ما دمت حیا۔ حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے وصیت کی گئی کہ جب تک میں زندہ ہوں نماز کا اور زکواۃ کا۔

سورۃ حم السجدہ آیت ۶

وویل للمشرکین الذین لا یوتون الزکٰوة و هم با لاٰخرة هم کٰفرون۔ خرابی ہے مشکوں کے لئے وہ جو زکواۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کے منکر ہیں۔

۱۲۲ قرآن کے حروف نقطوں سے بے نیاز رہے، اہل عجم جو عربی سے ناواقف تھے اُن کے لئے بغیر نقطوں کے قرآن کی قرأت میں اختلاف پیدا ہوگیا۔اورخلافت نے ابوالاسود(ظالم بن عمرو بن سفیان) کو مقرر کیا اور اتفاق کی بات ہے کہ ابوالاسود نے جناب امیرؑ ہی سے اس فن کو حاصل کیا تھا۔چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی اس کا ذکر تہذیب التہذیب حالات جلد سوم سلسلہ ۴۳۳۳ ''ظالم بن عمروؓ'' میں لکھتے ہیں۔اول من وضع العربية و نقط المصاحف ابو الاسود وقد سئل ابو الاسود عمن نهج له الطريق ، فقال تلقيته عن امير المؤمنين على ابن ابى طالب۔ اول جس نے عربی زبان کی صرف ونحو کو تشکیل دیا اور قرآن میں حروف پر نقطے لگایا وہ حضرت ابوالاسودؓ ہیں۔جب اِن سے پوچھا کہ تم کو یہ طریقہ کس نے بتلایا تو اُنہوں نے جواب دیا امیر المؤمنین علیؑ ابن ابی طالب نے۔یہ ابوالاسود جمل اور صفین میں حضرت علیؑ کے ساتھ جنگ میں شریک رہے۔تہذیب التہذیب میں سلسلہ ۸۲۲۱ میں ان کا ذکر ہے۔ابن خلکان اپنی تاریخ جلد اول ۲۴۱ وقيل لأبى الأسود من أين لک هذا العلم يعنون النحو؟ فقال لقنت حدوده من على ابن ابى طالب ابوالاسودؓ سے جب پوچھا گیا کہ تم نے یہ علم النحو کہاں سے سیکھا؟ تو اُنہوں نے جواب دیا علیؑ ابن ابی طالب سے۔اس کے عمل میں لانے کی وجہ یہ بتلائی جاتی ہے کہ انہوں نے کسی کو یہ آیت کریمہ اَنَّ اللّٰهَ بَرِیۡٓءٌ مِّنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ وَرَسُوۡلُهٗ سورہ التوبة آیت ۳۔

۱۲۳ هو تعين الخليفة بعده حضور اکرمؐ کا تحریر کرنے کے اظہار جو فرمایا اُس کا مقصد اپنے بعد کے خلیفہ کا تعین کرنا تھا۔علامہ ابن حجر اپنی شرح فتح الباری الجز۸ ص۱۰۱ باب مرض النبی ﷺ میں لکھتے ہیں۔

۱۲۴ اراد ان ينص على اسامى الخلفاء بعده حتى لا يقع بينهم الاختلاف آنحضرت ﷺ نے ارادہ کیا تھا کہ اپنے بعد کے خلفاء کے نام مقرر کردیں اور لکھوادیں تا کہ باہمی اختلاف نہ ہو۔شرح فتح الباری علامہ ابن حجر الجزاول ص۱۸۶ باب کتاب العلم۔

۱۲۵ و د اختلف العلماء فى الكتاب الذى هم النبى فقيل اراد ان ينص على الخلافة فى انسان معين لئلا يقع نزاع و فتن۔علماء نے اختلاف کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کیا لکھنا چاہتے تھے؟۔اغلب یہ ہے کہ آپ کا ارادہ تھا کہ خلافت کے لئے ایک آدمی مقرر کردیں تا کہ تنازعہ وفتنہ نہ ہو۔شرح مسلم عربی ج۱۱ ص۹۰ کتاب الوصیت؛اردو شرح مسلم ج۴ ص۲۶۰ تا ۲۶۱

۱۲۶ أن ابن الزبير خطب أربعين يوما لا يصلي علىٰ النبیؐ وقال لا يمنعينى أن أصلى عليه إلا أن تشمخ رجال بأنها فها۔ عبداللہ ابن زبیر ۴۰ دن خطبہ دیا مگر آنحضرتؐ پر درود نہیں پڑھا اور کہا مجھے آنحضرت ﷺ وآلہ پر درود سے صرف یہ بات روکتی ہے کہ اس سے کچھ مردوں کی ناک اونچی ہوجائے (اس کا اشارہ بنی ہاشم کی جانب تھا) یعقوبی عربی ج۳ ص۸۷ مسعودی ج۵ ص۱۶۴؛ سمط النجوم العوالی ج۳ ص۲۳۷ عبدالملک بن حسین بن عبدالملک الشافعی العاصمی المکی متوفی ۱۱۱۱ھ

۱۲۷ **عن ابو هريره دخلت على رقية بنت رسول الله امرأة عثمان و بيدها مشط فقلت خرج رسول الله ﷺ وآله من عندى آنفا عجلت شعره فقال كيف تجدين ابا عبد الله يعنى عثمان قالت بخير قال اكرميه فانه من اشبه اصحابى خلقا۔**
ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ میں رقیہ دختر رسول اللہ ﷺ وآلہ کے یہاں گیا جو عثمان کی زوجہ تھیں اس وقت اُن کے ہاتھ میں کنگھا تھا۔ رقیہ کہنے لگیں ابھی ابھی رسول اللہ میرے یہاں سے اُٹھ کر گئے ہیں میں نے اُن کے بالوں میں کنگھا کیا اور انھوں (یعنی آنحضرت ﷺ) نے پوچھا کہ تم نے ابوعبداللہ یعنی عثمان کو کیسا پایا ہے؟ رقیہ نے کہا بہت خوب پایا ہے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا اس کی عزت کرو کہ وہ اخلاق میں سب سے زیادہ مجھ سے مشابہ ہے۔ مستدرک حاکم ج ۴ ص ۵۲ (ابو ہریرہ ۸ ہجری میں مسلمان ہوئے اور رقیہ بدر کی جنگ کے فوراً بعد فوت ہو چکی تھیں)۔ معجم کبیر طبرانی ج ۱ ص ۴۶؛ کنز العمال ج ۱۳ ص ۲۰ سلسلہ ۳۶۱۹۷ اور اس حدیث کی رد کے ساتھ؛ ابن عساکر ج ۳۹ ص ۹۷۔۱۵ اور کتابوں میں اس کا ذکر ہے۔

۱۲۸ **يغلق بابه و يمنع خيره ويدخل عابسا ويخرج عابسا۔** یہ عمر ابن خطاب کے بارے میں ہے جب انھوں نے عتبہ بن ربیعہ کی بیٹی ام ابان کو نکاح کا پیغام بھیجا اس عورت نے بھی جو ہندہ کی بہن اور معاویہ کی خالہ تھی اس رشتہ کو یہ کہہ کر رد کر دیا۔ خیر کے لئے اس کے (عمر) گھر کا دروازہ بند رہتا ہے اور گھر میں جب گھستا ہے تو تیوری چڑھی ہوئی رہتی ہے گھر سے نکلتا ہے تو تیور بگڑے ہوئے۔ طبری ج ۳ ص ۲۷۰ (عربی) کامل ج ۳ ص ۵۵؛ البدایۃ والنھایۃ ج ۷ ص ۱۵۷

۱۲۹ حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا حجاج ثنا شريك عن الأعمش عن الفضيل بن عمرو قال أراه عن سعيد بن جبير عن بن عباس قال تمتع النبي صلى الله عليه وسلم فقال عروة بن الزبير نهى أبو بكر وعمر عن المتعة فقال بن عباس ما يقول عرية قال يقول نهى أبو بكر وعمر عن المتعة فقال بن عباس أراهم سيهلكون أقول قال النبي صلى الله عليه وسلم ويقول نهى أبو بكر وعمر ۔ مسند امام احمد جلد ۱ ص ۳۵۸۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول اکرم ﷺ وآلہ نے متعہ کیا تھا۔ پس عروہ بن زبیر نے کہا ابوبکر اور عمر نے متعہ سے منع کیا۔

۱۳۰ باب الحائض تترك الصوم والصلاة وقال أبو الزناد إن السنن ووجوه الحق لتأتي كثيرا على خلاف الرأي فما يجد المسلمون بدا من اتباعها من ذلك أن الحائض تقضي الصيام ولا تقضي الصلاة ۔ بخاری کتاب الصوم ج ۳ ص ۱۷۲۱۱۲۔
کئی امور قیاس اور عام فہمی کے خلاف ہیں چنانچہ نماز جو سب سے افضل ہے اُسکی قضا عورت کے لئے ادا واجب نہیں مگر روزے کی ادا واجب ہے۔

۱۳۱ **وأول مِجْمر سطَع في المُتعة مجمر آل الزبير .فسل أمك عن بردي عوسجة۔** یہ ابن عباسؓ نے عبداللہ ابن زبیر سے کہا کہ متعہ کی آگ سب سے پہلے آل زبیر نے سلگائی۔ جاؤ تم اپنی ماں سے عوسجہ کی چادروں کے بارے میں پوچھو۔ انساب الاشراف جلد ۴ ص ۵۶، العقد

الفرید ج ۴ ص ۸۵، جمهرة خطب العرب احمد زکی صفوت ج ۲ ص ۱۲۷

۱۳۲ و من یعش عن ذکر الرحمن نقیض له شیطانا فهو له قرین۔ سورة الزخرف ۳۶۔ اور جو کوئی اللہ کی یاد سے دور ہو جائے تو ہم مسلط کر دیتے ہیں اوس کے لئے ایک شیطان تو اس کا ساتھی ہو جاتا ہے۔

۱۳۳۔ اُف لکم ولما تعبدون من دون اللّٰہ افلا تعقلون۔ سورة الانبیآء آیت ۶۷۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم جس میں آذر (چچا) شامل تھے فرمایا کہ تم پر تف ہو! ان بتوں کو اللہ کے سوا پرستش کرتے ہو۔ اگر آذر باپ ہوتا تو حضرت ابراہیم لفظ اُف نہیں فرما سکتے۔ اس لئے کہ سورة الاسرا آیت ۲۳ میں اولاد کو ماں اور باپ کی شان میں: او کلهما فلا تقل لهما اُف و لا تنهر هما و قل لهما قلا کریما۔ تو اُنہیں نہ کہو اُف اور نہ انہیں جھڑکو اور اُن سے ادب کے ساتھ بات کرو۔

۱۳۴۔ الأیة (و فاکهة وأبّا) فقال أبی بکر أي سماء تظلني وأي أرض تقلني إن قلت في کتاب اللّٰه مالا أعلم۔ ابوبکر سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو کہا کہ آسمان مجھے سایہ نہ دے گا اور زمین مجھے اپنے پیٹھ پر نہ اُٹھائے گی اگر میں وہ کہوں کتاب اللہ سے جس کا مجھے علم نہ ہو۔ قرأ عمر ابن خطاب (عبس وتولی) فلما أتی علی هذا الأیة (و فاکهة وأبّا) قال قد عرفنا الفاکهة فما الأب فقال لعمرک یابن خطاب ان هذا لهو التکلیف۔ عمر ابن خطاب جب سورہ عبس کی تلاوت کی اور یہاں تک پہنچے تو کہا: فاکھة کو تو ہم جانتے ہیں لیکن یہ ابّ کیا چیز ہے؟ پھر خود ہی فرمایا: عمر اس تکلیف کو چھوڑ۔ اس کا ذکر تمام مفسرین نے اس آیت کریمہ کے ذیل میں کیا۔ تفسیر قرطبی جلد ص ۳۵ نے حضرت علیؑ کے اس قول کو دھرایا کہ سلونی فو اللّٰه لا تسألونی عن شئی یکون الی یوم القیامة الی حتثتکم به۔

۱۳۵ حسان بن ثابت صحابی اور شاعر رسولؐ نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اور صحابہ کے سامنے ہندہ معاویہ کی ماں اور ابوسفیان کی زوجہ کی ہجو میں اور اسکے شوہر ابوسفیان کی ہجو میں اشعار کہے۔ اس کے چند اشعار یہ ہیں۔

أشرت لکاع و کان عادتها::لؤما إذا أشرت مع الکفر
لعن الا له و زوجها معها::هند الهنود عظیمة البظر
أخرجت مرقصة إلی أحد::في القوم مقتبة علی بکر
ونسیت فاحشة أتیت بها::یا هند ویحک سبة الدهر
فرجعت صاغره بلا ترة::منا ظفت بها ولا نصر
زعم الولا ئد أنها ولدت::ولدا صغیرا کان من عهر

اُس زنا کارہ نے نعرہ کیا اور کمینہ پن کی اس کی عادت ہی تھی جبکہ باوجود کفر کے نعروں کے اللہ نے اس پر اور اس کے شوہر پر لعنت کی ہے، اس بدذات ہندہ پر جس کی شرمگاہ دراز تھی تو حملہ کرتی تھی اور جھپٹتی تھی۔ اے ہندہ! پھٹکار ہو تجھ پر کیا تو اپنی اس حرکت بھول گئی جو تجھ سے صادر ہوا جو ہمیشہ کے لئے تیرے لئے سب شتم کا باعث ہے۔ بچہ جنانے والی عورتوں کا گمان ہے کہ ہندہ ایک بچہ جنی جو زنا سے پیدا ہوا۔ (عربی) تاریخ طبری جلد ۲ ص ۲۰۵ حلات غزوہ احد (اردو ترجمہ سے یہ نکال دیا گیا ہے) سیرہ ابن ہشام (اردو) ج ۲ ص ۷۷ میں صرف پہلا شعر لکھا اور لکھتا ہے کہ: ابن ہشام نے کہا کہ یہ ان اشعار میں سے ہے جنھیں میں نے یہاں اس لئے بیان نہیں کیا کی ان میں بڑی سخت

باتیں کی گئی ہیں، اس قسم کے اشعار حسان نے اور بہت کئے ہیں جن کا قافیہ دال اور ذال ہے۔

۱۳۶ وكان معاوية يعزي إلي أربعة، إلي مسافر بن أبي عمرو، وإلي عمارة بن الوليد، ، و إلي العباس بن عبدالمطلب، إلي الصباح ۔

معاویہ ! کی ولدیت چار شخصوں کی طرف منسوب تھی۔ مسافر ابن ابی عمر؛ عمارہ ابن الولید ابن مغیرہ، عباس ابن عبدالمطلب ، اور صباح۔

ربیع الابرار زمخشری متوفی ۵۳۸ھ جلد ۴ ص ۲۵۲ طبع موسسۃ الاعلمی بیروت۔

۱۳۷ قال ابن عبد البر فی الاستیعاب :طائفته تری انه كهفا للمنافقين منذ اسلم و كان فی الجاهليته ينسب إلى الزندیقة:

ابوسفیان کے بارے میں ابن عبدالبر متوفی ۴۶۳ھ الاستیعاب فی معرفة الاصحاب ج ۴ ص ۲۴۰ طبع دار الکتب العلمیة بیروت میں ہے وہ اسلام لانے کے بعد بھی منافقوں کی جائے پناہ بنا رہا اور زمانہ جاہلیت میں تو یہ زندیق تھا ہی۔

اس استیعاب میں عبدالبر لکھتے ہیں کہ ابن زبیر سے روایت ہے کہ میں ابوسفیان کو جنگ یرموک میں دیکھا کہ جب رومیوں کا غلبہ ہوتا تھا تب یہ ابوسفیان کہتا تھا: واہ بنی اصفر تمہارا کیا کہنا اور جب مسلمان اُنہیں پیچھے ہٹا دیتے تھے تو کہتا فرمانروایان روم تو اصل میں عیسائی ہی ہیں۔ افسوس اب ان کی یاد باقی نہیں رہ جائیگی۔ جب ابن زبیر نے مسلمانوں کی فتح کے بعد اس بات کا تذکرہ اپنے باپ زبیر سے کیا تو زبیر نے کہا اللہ اُسے ہلاک کرے وہ بجز نفاق کے ہر چیز سے انکار کرتا ہے۔ قاتله الله يأبى إلا نفاقاً۔ الاستیعاب فی معرفة الاصحاب ج ۴ ص ۲۴۰ طبع دار الکتب العلمیة بیروت: اسد الغابہ ج ۵ ص ۲۱۶ حالات ابوسفیان۔

۱۳۸ اور جب بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ ثقیفہ کی کاروائی کے بعد ابوبکر خلیفہ بن گئے تو یہ ابوسفیان حضرت علیؑ کے پاس آیا اور کہا: **أغلبكم على هذا الأمر أقل بيت في قريش أما والله لأ ملأ نه خيلا و رجالا إن شئت**: ایک ذلیل طبقے کی شخص کو بنا دیا گیا واللہ آپ حکم دیں تو مدینے کی گلیوں کو آدمیوں اور فوج سے بھر دوں گا۔ حضرت علیؑ فرمایا دور ہوا ودشمن اسلام! تجھ کو سلام سے کب محبت رہی۔ الاستیعاب فی معرفة الاصحاب ج ۴ ص ۲۴۰ طبع دار الکتب العلمیة بیروت

۱۳۹ الاستیعاب فی معرفة الاصحاب ج ۴ ص ۲۴۰ طبع دار الکتب العلمیة بیروت کہ یہ ابوسفیان خلافت عثمان میں آیا اور عثمان سے کہنے لگا **بعد تيم و عدي فأدرها كالكرة واجعل أتاها بني أمية هو الملك ولا أدري ما جنة ولا نار** حکومت تمہارے پاس بنی تیم (یعنی ابوبکر) بنی عدی (یعنی عمر ابن خطاب) کے بعد آئی ہے پس اس کو گیند کی طرح لڑکاؤ اور بنی اُمیہ اس کی بنیادیں قرار دو۔ یہ تو فقط بادشاہی ہی ہے، میں نہیں جانتا کہ جنت کیا ہے اور دوزخ کیا ہے۔

۱۴۰ الاستیعاب فی معرفة الاصحاب ج ۴ ص ۲۴۰ طبع دار الکتب العلمیة بیروت۔ولہ أخبار من نحو هذا ردية ذكرها أهل الأخبار لم أذكره۔ وفي بعضها ما يدل على أنه لم يكن إسلامه سالما عبدالبر لکھتے ہیں اسی طرح کی اور باتیں ہیں جن کا ذکر محدثین نے کیا ہے میں اُنہیں چھوڑے دیتا ہوں۔بعض خبریں تو ابوسفیان کے متعلق ایسی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے اس کا اسلام ہی سالم نہیں تھا۔

۱۴۱ جب حضرت عباسؓ عم رسولؐ اکرم ابوسفیان کو لے کر آنحضرت ﷺ وآلہ کی خدمت میں لے آئے تو ابوسفیان کلمہ پڑھنے کے بہانے بنانے لگا۔جس پر حضرت عباسؓ نے ابوسفیان سے کہا فوراً کلمہ شہادت پڑھ قبل اس کے کے تیرا سر کٹ جائے۔ ویلک اشھد شھادة الحق قبل أن تضرب عنقک۔ الاستیعاب فی معرفة الاصحاب ج ۴ ص ۲۴۰ طبع دار الکتب العلمیة بیروت

۱۴۲۔ ایک دن عمر ابن خطاب منبر پر سورہ نحل کی یہ تلاوت کی۔او یاخذهم علی تخوف۔اور مجمع سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ یہ تخوف کے کیا معنی ہیں قبیلہ ہذیل کا ایک شخص اُٹھا اور کہا اس کے معنی نقص اور کمی کے ہوتے ہیں۔التسهيل لعلوم التنزيل محمدبن احمد الغرناطی متوفی ۷۴۱ھ دار الکتب العربی لبنان جلد ۲ ص ۱۵۴۔

sabeelesakina@gmail.com www.ziaraat.com

بسمہ سبحانہ وبذکر ولیہ

انتخاب

اِزَالۃُ الخَفَاء

عن خلافۃ الخلفاء

تالیف

شاہ ولی اللہ محدث دھلوی

مترجمہ

محمد عبدالشکور فاروقی مجددی

ترتیب و تحقیق

میر مراد علی خان

03333589401

تعارف

یہ کتاب ازالۃ الخفاء حضرات ''خلفاء راشدین'' کی سیرت اور تاریخ ہے۔اور مصنف شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بڑی محنت اور مشقت سے خلافت ثلاثہ کے حق پر ہونے کی اور فضیلت شیخین کی وکالت فرمائی ہے۔ یہ کتاب ۴ جلدوں پر مشتمل ہے میں نے ان میں سے اہم ترین روایتوں کا انتخاب کیا ہے اور پھر اُن روایتوں کا تجزیہ کیا ہے اور تلاش کیا ہے کہ وہ روایتیں جن کا تذکرہ کیا گیا ہے اور دیگر معتبر کتابوں میں کہاں، کہاں مذکور ہیں۔اور جہاں بھی موقعہ میسر ہوا وہاں میں نے اپنی استطاعت کے موافق تبصرہ بھی کیا ہے۔

مترجم عبدالشکور جن سے اہل علم حضرات اچھی طرح واقف ہیں مناقب جناب امیرالمؤمنین حضرت علی علیہ السلام کا ترجمہ کرتے وقت جو پردہ پوشی کرنے کی ناکام کاشش کی ہے وہ بھی بظاہر ہے۔ابتداء میں یہ کتاب ۱۲۸۶ھ میں منشی جمال الدین خاں مدارالمہام ریاست بھوپال نے چھپوائی تھی۔اب اس کی دوبارہ اشاعت عمل میں آئی ہے۔

مولانا شاہ ولی اللہ محدث دھلوی کا نام نامی اصلی قطب الدین تھا عرف ولی اللہ تھا اور ان کے فرزند شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی جن کی مشہور کتاب ''تحفہ اثناعشر''اور ہے۔شاہ ولی اللہ برصغیر ہند میں اجلئہ مشائخ اور علما میں شمار ہوتے ہیں۔شاہ ولی اللہ کا سلسلہ نسب پدری حضرت عمر ابن خطاب تک پہنچتا ہے۔چنانچہ اسی بناء پر شاہ صاحب کی تمام توجہ حضرت عمر کی خلافت پر مرکوز رہی۔ شاہ ولی اللہ کا انتقال بعمر باسٹھ سال (۶۲) ۱۱۷۶ھ میں ہوا اور دہلی ہی میں دفن ہوئے۔

ازالۃ الخفاء کتاب کی اشاعت قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی پاکستان میں ہوئی ہے۔

خادم

میر مراد علی خان

sabeelesakina@gmail.com www.ziaraat.com

بسمہ سبحانہ وبذ کرولیہ

جلداول

صحابہ کی توجہ آنحضرت ﷺ کے دفن سے بھی پہلے خلیفہ کے تعین وتقرر کی طرف مائل ہوئی۔ص ١٧

منجملہ شروط (استحقاق) خلافت کی ایک شرط یہ کہ صلح یا جنگ میں خلیفہ شجاع ہو ۔ص ٢٠

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قاضی تین قسم کے ہیں ان میں سے ایک مستحق جنت ہے اوردو سزاوارجہنم۔ مستحق جنت وہ قاضی ہے جو حق کو دریافت کرے اور اُسی کے موافق حکم دے۔اورسزاوار جہنم وہ ہے جو حق جانتا ہو مگر فیصلہ خلافِ حق دے، تیسرا وہ قاضی جو باوجود حق سے واقف نہ ہو مگر فیصلہ کردے۔ص ٢٠

حضرت علیؑ کی خلافت چار طریقوں سے ثابت ہے۔پہلی وجہ یہ کہ اُن مہاجرین اور انصار کی بیعت کرلینے سے خلیفہ ہوئے جو مدینہ میں موجود تھے،اوردوسری وجہ شوریٰ کے ذریعہ ہوا کیونکہ فاروق کے بعد مشورہ اس پر قرار پایا تھا کہ خلیفہ یا عثمان ہوں یا حضرت علیؑ، جب عثمان نہ رہے تو حضرت علی خلافت کے لئے معیّن ہوگئے۔ص ٢٦

شارع علیہ الصلواۃ والسلام نے اس بات پر نص فرمادی ہے کہ قیامت کے قریب امام مہدیؑ ''ظاہر'' ہوں گے اور وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک برحق ہوں گے۔ص ٢٧ تا ٢٨۔

رعایا پر خلیفہ کی اطاعت لازم ہے۔مصالح اسلام کے متعلق خلیفہ جو کچھ حکم فرمائے اور (نیز اُس کا جو حکم) شرع کے مخالف نہ ہو (اُس کی بجا آوری) مسلمانوں پر لازم ہے خواہ خلیفہ عادل ہو یا ظالم۔اوراگر لوگ مذہب کے فروعات میں مختلف ہوں اور خلیفہ کسی ایسی بات کا حکم دے جو اجتہادی ہے اور کتاب اور سنت مشہورہ اوراجماع سلف کے مخالف نہیں ہے اور نیز اس قیاس جلی کے مخالف نہیں ہے جو واضح الثبوت اصل پر مبنی ہے تو خلیفہ کی اُس بات کو سننا اور اُس کے حکم کے موافق چلنا لازم ہے اگرچہ (خلیفہ کا یہ حکم) اُس شخص کے مذہب کے موافق نہ ہو (جس کو خلیفہ نے حکم دیا ہے) ص ٣١

لوازم خلافت خاصہ کی ایک یہ ہے کہ خلیفہ مہاجرین اوّلین میں سے ہو۔اُن لوگوں میں سے ہو جو حدیبیہ میں (شریک) اور سورۂ نور کے نزول کے وقت موجود تھے۔ص ٤٣

عبداللہ ابن عمر احق بهذا الامر منک من قاتلک و قاتل اباک علی الاسلام نے (اپنے ذہن میں) معاویہ ابن ابی سفیان سے یہ کہنے کے لئے تجویز کیا تھا کہ تم سے زیادہ خلافت کے لئے لائق وہ ہے جس نے تم سے اور تمہارے باپ سے اسلام پر مقاتلہ کیا یعنی علیؑ المرتضیٰ۔ص ٤٧

رسول اللہ ﷺ سے تلبیس اور تدلیس کی نفی ہوچکی ہے۔تلبیس اور تدلیس ایسے مشتبہ الفاظ کا استعمال کرنا جن سے دوسرے شخص کو دھوکا ہوسکے۔ص ٤٩

فرمایا رسول اللہ ﷺ ولعلی بستان فی الجنة۔یعنی حضرت علیؑ کے لئے ایک باغ جنت میں۔ص ٥٠

يتجلي الله لعباده فی الا خرة عامة و يتجلي لابی بکر خاصة۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالی آخرت میں اپنے تمام بندوں پر عام تجلّی کریگا اور ابوبکر پر خاص تجلّی کرے گا [١]۔ص ٥٢

---

[١] اس حدیث کو رد کیا ہے ابن عساکر ج ٣٠ ص ١٦٠ بحوالہ قال الخطیب و هذا باطل والمحمل فيه علی أبی حامد لم یکن ثقة؛ ابن حبان اپنی کتاب المجروحین ج ١ ص ١٤٢، اور جلد ٢ ص ١١٥، ابن جوزی الموضوعات ج ١ ص ٣٠٤ تا ص ٣٠٧ اس حدیث کو مختلف طریقوں سے نقل کرکے ہر کو رد کیا اور آخر میں لکھا هذا الحديث لا يصح من جميع طرقه؛ ذہبی نے میزان الاعتدال ج ١ ص ١٤٣ حالات أحمد بن محمد اس حدیث کا ذیل میں متروک لکھا ہے۔مرآد

03333589401

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: لو مة لائم وان تؤمروا عليا ولا اراكم فاعلين تجدوه هاديا مهديا يأخذ بكم الطريق المستقيم کہ اگر تم علیؑ کو اپنا امیر بناؤ گے تو تم اُن کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ پاؤ گے وہ تم کو سیدھی راہ پر لے چلیں گے اگر چہ تم علیؑ کو خلیفہ بنانے والے نہیں ہو(**مسند احمد ج ١ ص ١٠٩؛ مجمع الزوائد الهيثمى ج٥ ص ١٧٦؛ كنزالعمال ج٥ ص ٧٩٩**)۔ص ۵۷

سئل عائشة من كان رسول الله ﷺ مستخلفاً لو استخلفه ؟ قالت ابو بكر فقيل ثم من بعد ابو بكر قالت عمر قيل من بعد عمر قالت ابو عبيدة۔ عائشہ سے پوچھا گیا کہ اگر رسول اللہ ﷺ خود کسی کو خلیفہ بناتے تو کس کو بناتے ؟، عائشہ نے کہا ابوبکر کو پھر پوچھا گیا کہ ابوبکر بعد کس کو بناتے عائشہ نے کہا عمر پھر پوچھا گیا کہ عمر کے بعد کس کو بناتے عائشہ نے ابوعبیدہ کو(**فضائل الصحابة** امام احمد ص ٣٠؛ صحیح مسلم باب کتاب فضائل ابوبکر ج ٧ ص ١١٠؛ کنز العمال ج ١٢ ص ٢٥٣ سلسلہ ٣٦٧٥١)۔ص ۵۷

فرمایا رسول اللہ ﷺ من كنت مولاه فعلي مولاه اخرجه جماعة۔ص ۵۸

رسول اللہ ﷺ کا برتاؤ کرنا خلفائے اربعہ کے ساتھ۔ ابوبکر کو قبیلہ عمرو بن عوف کی طرف جانے کے واقعہ میں نماز کی امامت تفویض کرنا، جنگ تبوک میں مسلمانوں کی فوجیں شہر سے باہر آ گئیں تو ابوبکر کو فوج کا جائزہ لینے اور نماز کی امامت کرنا آخر مرض میں، ہجرت کے نویں سال امیر الحج مقرر کرنا اور کئی غزوات میں بھیجنا۔ اور مسلمانوں کے کاموں میں مشورہ لینا، عمر ابن خطاب کو بعض غزوات میں اُن کو امیر بنانا، اور مدینہ میں صدقات کا عامل بنانا، اور عثمان کے لئے صلح حدیبیہ کے وقت اُن کو اہل مکہ کی طرف بھیجنا، اور حضرت علیؑ مرتضیٰ کو یمن کا حاکم مقرر کرنا اور اُن کے لئے یہ دعا کرنا کہ فیصلہ کرنا اُن پر آسان ہو جائے۔ ص ۵۸

مشائخ ثلاثہ سے مراد ابوبکر، عمر اور عثمان، اور شیخین کا لفظ کتب سیر و تاریخ وغیرہ میں آئے تو ابوبکر اور عمر، اور جب یہ لفظ کتب اصول حدیث میں ہوں تو اس سے بخاری اور مسلم ہوتے ہیں اور جب کتب فقہ حنفیہ میں ہوں تو ابوحنیفہ اور ابو یوسف ہوتے ہیں۔ص ۵۹ (حاشیہ)

اخرج الدارمى عن عبد الله ابن ابى يزيد قال كان ابن عباس اذا سُئِل عن الامر فكان فى القران اخبر به وان لم يكن فى القران وكان عن رسول الله ﷺ اخبر بہ فان لم يكن فعد ابى بكر وعمر فان لم يكن قال فيه بأيه۔ ابن عباس سے جب کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا تو وہ مسئلہ اگر قرآن میں ہوتا تو وہ قرآن سے بتلاتے اور اگر قرآن میں نہ ہوتا تو بلکہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث میں ہوتا تو اُسی حدیث سے بتاتے اور اگر حدیث میں بھی نہ ملتا تو وہ ابوبکر اور عمر کے قول سے بتاتے اور اگر ابوبکر اور عمر کے قول میں بھی نہ ہوتا تو اپنی رائے سے بتاتے۔ تابعین اور تبع تابعین کے طبقہ کے مجتہدین بھی اس اصل کے قائل ہیں کہ خلفاء راشدین کا قول حجت ہے اور ارباب مذاہب اربعہ بھی اسی طرف گئے۔ص ٦٢

قال الشافعى ماكان الكتاب و السنة موجود ين فالعذر عند من سمعها مقطوع الاّ باتباعهما فاذا لم يكن ذٰلک صرنا الىٰ اقاويل اصحاب النبى ﷺ او واحدهم ثم قال قول الايمّة ابى بكر و عمر و عثمان امام شافعی نے فرمایا کہ جب ہم تقلید کی طرف رجوع کریں تو ہم کو ائمہ یعنی ابوبکر اور عمر اور عثمان کا قول محبوب تر ہے۔ مترجم لکھتے ہیں کہ امام شافعی نے حضرت علیؑ کا نام اس لئے نہیں لیا کہ حضرت علیؑ پر افترا بہت ہوا ہے اُن کے صحیح اقوال کا دستیاب ہونا مشکل ہے لہذا اُن کا ذکر بے سود ہے۔ص ٦٣

من جملہ لوازم خلافت خاصّہ کے ایک یہ ہے کہ خلیفہ ایسا شخص ہو جو اپنے عہد، میں تمام اُمت سے افضل ہو۔ عقلاً و نقلاً۔ص ٦٤

یہ حدیث روایت کی گئی ہے کہ سیدا کھول اھل الجنۃ ابوبکر اور عمر پیران جنت کے سردار ہیں ا۔ص ٦٧

عن ابن عباس قال قال رسول اللّٰه ﷺ : من استعمل رجلا من عصابة وفی هذه العصابة من هو ارضی للّٰه منه فقد خان اللّٰه و کان رسوله و کان المؤمنین۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس نے جماعت میں کسی شخص کو عامل بنایا درانحالیکہ اس جماعت میں ایسا شخص موجود ہو جو اللہ کو اُس (پہلے شخص) سے زیادہ پسندیدہ ہو تو اُس نے اللہ کی خیانت کی اور رسول اللہ ﷺ کی خیانت کی اور مومنین کی خیانت کی۔ص ٦٦

ثقیفہ میں بیعت ابوبکر کے وقت جب عمر ابوعبیدہ کے پاس بیعت کے لئے گئے تو ابوعبیدہ نے کہا تاتونی وفیکم ثالث ثلاثة تم ثالث ثلاثہ کے ہوتے ہوئے میرے پاس آتے ہو ٢۔ص ٦٨

وعد اللّٰه الذین امنوا۔ سورة النور ٥٥۔ سے مراد وقت نزول سورۂ نور کے مسلمان ہیں تو یہ واضح ہو گیا کہ معاویہ اور دوسرے خلفائے بنی اُمیہ اور خلفائے بنی عباس اس آیت کے وعدہ سے خارج ہیں۔ ص ٨٧

سهل بن ابی حثمة سے روایت ہے کہ حضرت علی نے ایک اعرابی کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھجوایا اور سوال کروایا کہ: ہم آپ کے بعد زکواۃ کس کو دیں آپؐ نے ارشاد فرمایا ابوبکر کو۔ حضرت علیؑ نے اس اعرابی سے پوچھا جاؤ پوچھو ابوبکر کے بعد کس کو دینا۔ وہ اعرابی پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس اور سوال کیا ابوبکر بعد کس کو تو آپؐ نے فرمایا عمر کو۔ حضرت علی پھر اُس اعرابی کو رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ پوچھنے کے لئے بھیجا کہ عمر کے بعد کس کو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عثمان کو۔ پھر حضرت علی نے اُس اعرابی کو روانہ کیا اور پچھوایا کے عثمان کے بعد کس کو؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تموت فمت کہ اس کے بعد دنیا رہنے کے قابل نہیں رہے گی تو بھی مرجانا ٣۔ص ١١٥ تا ١١٦

ا۔ اس حدیث کا ذکر ابن جوزی نے اپنی کتاب الموضوعات ج ا ص ٣٩٨ میں کیا ہے؛ اس کا راوی عبدالرحمٰن بن مالک جس کے بارے ذہبی میزان الاعتدال ج ٢ ص ٥٨٥ میں لکھتے ہیں کہ یہ یضع الحدیث، متروک، کاذب وغیرہ اور دوسرا راوی یونس بن أبي إسحاق ہے جس کا ذکر طبقات المدلسین سلسلہ ٦٦ ص ٣٧ کی فہرست میں ہے۔ اس کے علاوہ اس حدیث کی رد ہوتی ہے اس حدیث سے جب کہ ایک ضعیفہ نے رسولؐ اکرم سے درخواست کی کہ یا رسول اللہ آپ میرے لئے جنت کے لئے دعا کیجئے تو آپؐ نے فرمایا کہ بڑھیا جنت میں نہیں جائے گی تو وہ رونے لگی تو آپؐ نے سورہ واقعہ کی آیت: ﴿إنا انشاٰهن ابکارا عربا اترابا﴾ کا حوالہ دیا۔ روي أن النبي ﷺ كان أفكه الناس ۔ قالت له عجوز من الأنصار: يا رسول اللّٰه أدع لي بالجنة فقال ﷺ إن الجنة لا يدخلها عجوز ۔ فبكت المرأة و ضحک النبي ﷺ وقال: أما سمعت قول اللّٰه تعالى: ﴿إنا انشاٰهن ابکارا عربا اترابا﴾۔ مرادؔ)

٢۔ یہ حدیث نقل کی گئی ہے المصنف ابن أبي شيبة الكوفي ج٨ ص ٥٧٣ میں۔ اس کا راوی ہے حماد بن أسامة بن زيد بن سليمان۔ میزان الاعتدال ج ١ ص ٥٨٨ سلسلہ ٢٢٣٥ اس کے لئے لکھا ہے کہ: كان كثير التدليس، عن سفيان ثوری بلا إسناد۔

ابن حبان اپنی کتاب کتاب المجروحین ج ا ص ٢٤ لکھتے ہیں کثیر الحدیث یدلس توفی ٢٠١ھ؛ طبقات المدلسین ابن حجر سلسلہ ٤٤ ص ٣٣ میں ان کا نام لکھا گیا ہے۔ مرادؔ)

٣۔ مجمع الزوائد الهيثمي ج ٥ ص ١٧٩ لکھا رواه طبرانی وفيه الفضل بن المختار وهو ضعيف، اس کے راویوں میں مسلم بن میمون ہے میزان الاعتدال ج ٢ ص ١٨٧ سلسلہ ٣٣٨١ ضعیف لکھا ہے؛ دوسرا راوی خالد بن عمر میزان ج ١ ص ٦٣٦ سلسلہ ٢٤٤٧، منكر يضع الحديث ہے۔ مرادؔ)

آنحضرت ﷺ انی لا ادری ما بقائ فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی و اشار الی ابی بکر و عمر نے فرمایا اقتدا کرو میرے بعد ان دونوں کی اور آپؐ نے ابوبکر اور عمر کی طرف اشارہ کیا۔ مسند احمد بن حنبل ج ۵ ص ۲۸۵ دوسری روایت ہے مسند احمد ج ۵ ص ۳۹۹۔ ا ص ۱۲۰

ا اس حدیث کو دو سلسلوں سے ذکر کیا گیا ہے۔ پہلے سلسلہ میں وکیع، سفیان، عبدالملک بن عمیر، ربعی بن خراش اور حذیفہؓ۔ دوسرا سلسلہ ہے محمد بن عبید، سالم المرادي، عمرو بن ھرم الازدی، ربعي بن خراش، حذیفہؓ۔ پہلے سلسلہ میں سب سے پہلے وکیع ہے:۔

وکیع بن الجراح: فن حدیث کے ارکان میں شمار کئے جاتے ہیں اور ابوحنیفہ کے خاص شاگرد تھے اکثر مسائل میں انہی کی تقلید کرتے تھے۔ تھذیب التھذیب جلد ۹ ص ۱۴۰، میزان الاعتدال ج ۴ ص ۳۳۵۔ میں مذکور ہے کہ ۵۰۰ سے زائد احادیث میں انہوں نے غلطیاں کی ہیں یہ قول احمد ابن حنبل کا ہے أخطأ وکیع فی خمسمائة حدیث۔ ابن مھدی کہتے ہیں کہ انہوں نے اکثر روایتوں میں غلطیاں کی ہیں۔ علی ابن عثمان کہتے ہیں احمد بن حنبل نے کہا کہ اس نے اہل صادق کے بارے میں جھوٹ کہا، اور یہ جھوٹے تھے من کذب بأهل الصدق فهو الکذاب۔ ایسا ہی ابن عساکر نے تاریخ بغداد جلد ۱۲ ص ۳۴۸ طبع دارالکتب العلمیۃ بیروت۔ المستفاد ابن النجار بغدادی متوفی ۶۳۴ھ طبع دارالکتب العلمیۃ بیروت ج ۲ ص ۱۰۵ اور بحر الام فیمن تکلم فیه الامام احمد بمدح أولم ابوالمحاسن تالیف یوسف ابن المبرد ص ۱۶۸ طبع دارالکتب العلمیۃ بیروت میں ہے۔ وکیع اکثر حدیثوں میں اُن راویوں کا نام نہیں بتلاتے تھے جن سے انہوں نے حدیث لی ہے جس سے سامعین کو اشتباہ ہوتا تھا۔ سیرۃ النعمان ص ۱۷۵ علامہ شبلی نعمانی طبع مدینہ پبلشنگ کراچی۔ ۔۱۹۷ھ میں وفات پائی۔

سفیان ثوری: سفیان ثوری کا مکمل نام ابوبکر بن محمد بن مسلم سفیان بن سعید الکوفی ابو عبد اللہ بن مسروق متوفی ۱۶۲ھ۔ میزان الاعتدال میں ذہبی نے ان کے بارے میں لکھا کہ ان کا مکمل نام سفیان بن سعید بن مسروق ہے اور اس طرح ان کا تعارف کرایا ہے کہ کان یدلس عن الضعفاء، اور پھر لکھتا ہے کہ یدلس و یکتب عن الکذابین! یہ جعل ساز تھا اور الضعفاء میں شمار ہوتا تھا، اور جھوٹ لکھنے والوں میں تھا۔ میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۱۶۹ سلسلہ نمبر ۳۳۲۲ طبع دارالفکر بیروت۔

قال ابن المبارک حدث سفیان بحدیث جئته و هو یدلسه فلما رآنی استحی وقال نرویه عنک۔

ابن مبارک کہتے ہیں کہ ایک دن سفیان ایک روایت میں خرد برد کر رہا تھا دفعتاً مجھے دیکھا تو شرما گیا کہنے لگا میں اس حدیث کو آپ کی طرف منسوب کرتا ہوں۔

فریانی راوی ہیں کہ سفیان ثوری یہ کہتے تھے کہ ہم نے جس طرح حدیث کو سُنا اور اسی طرح بیان کریں یا کرنا چاہیں تو ایک حدیث بھی بیان نہیں کر سکتے۔ تذکرۃ الحفاظ جلد اول ص ۱۷۴ (اردو) طبع اسلامک پبلشنگ ہاؤس لاہور

ابن معین کا قول کہ سفیان کی روایتیں مثل ہوا کے ہیں۔ تھذیب التھذیب ج ۳ ص ۱۴۰۰ ابن حجر عسقلانی طبع دارالفکر بیروت لبنان۔

عبدالملک بن عمیر۔ میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۶۶۰ سلسلہ ۵۲۳۵ میں ذہبی لکھتے ہیں: قال ابو حاتم لیس بحافظ، تغیر حفظه، احمد کہتے ہیں: ضعیف، أنه ضعفه یغلط، متوفی ۱۲۷ھ

دوسری سلسلے میں محمد بن عبید: میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۶۳۹ سلسلہ ۷۹۲۰ میں ذہبی لکھتے ہیں أرسل حدیثا لا یعرف۔

عمرو بن ھرم کے بارے میں میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۲۹۱ سلسلہ ۶۴۶۴ میں ذہبی لکھتے ہیں۔ ضعفه۔

ابن مسعود سے روایت کی گئی ہی کہ وہ کہتے ہیں کہ ابوبکر کہتے تھے کہ میں نبی ﷺ کے مبعوث ہونے سے پہلے ایک مرتبہ یمن گیا اور وہاں ایک بوڑھے آدمی کے یہاں مہمان ہوا وہ عالم تھا اور کتب سماویہ پڑھا ہوا تھا اس کی عمر ۳۹۰ سال تھی۔اُس نے مجھ سے کہا کہ میں سمجھتا ہوں تم حرم کے رہنے والے ہو؟۔میں نے کہا: ہاں۔اُس نے پوچھا کیا تم قریشی ہو؟ میں نے کہا: ہاں، اُس نے پوچھا کیا تیمی ہو؟ میں نے کہا: ہاں۔اُس نے پوچھا تم اپنا شکم دکھلاؤ میں نے پوچھا: کیوں؟ ۔ تو اُس نے جواب دیا: مجھے علم صادق سے یہ بات معلوم ہوئی ایک نبی حرم میں مبعوث ہوگا اور اُن کے کام میں ایک جوان (فتی) اور ادھیڑ عمر والا مددے گا۔جب میں نے اپنا شکم اُس کا دکھایا تو اُس نے کہا: رب کعبہ کی قسم بس تم ہی ہو۔ابن عساکر ج ۳۰ ص ۳۱، اور أسد الغابة ج ۳ ص ۲۰۷ ؛ تفسیر الثعالبی ج۱ ص ۳۱۹۔ص ۱۲۴ لے

ابوبکر نے بعد وفات رسول اللہ ﷺ زکواۃ نہ دینے والوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تو عمر نے اُنہیں روکا اور کہا بجائے قتل کے لوگوں کی تالیف قلب کیجئے ،اس پر ابوبکر بگڑے اور عمر سے کہا کہ:اجبار فی الجاهلية وخوار فی الاسلام(الدرالمنثور ج ۳ ص ۲۴۱ ؛ کنز العمال ج ۱۲ ص ۴۹۴ سلسلہ ۳۵۶۱۵) تو جبار تھا دور جہالت اور جب سے اسلام لایا ہے تو بزدل ہو گیا۔ص ۲۳۹

بیعت ابوبکر کے بارے میں کئی متضاد روایات ہیں۔ص ۲۴۰

امام جعفر صادق علیہ السلام کے بارے میں: کتب اسماءالرجال میں مذکور ہے کہ یحییٰ بن سعید قطان سے جو امام جرح وتعدیل ہیں اور امام بخاری کے شیخ ہیں جعفر صادقؑ کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا فی نفسی منه شئ و مجالد احب الی منه یعنی میرا دل اُن کی طرف صاف نہیں اور مجالد مجھے اُن سے زیادہ پسند ہے۔اور امام ابن سعد نے کہا جعفر کی روایت قابل اعتبار نہیں۔ مصعب زبیری نے کہا ہے کہ امام مالک ،جعفرؑ کی روایت بغیر کسی دوسرے راوی کی موافقت کے نہ لیتے تھے۔مگر جب تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ شیعوں کا انتساب اُن کی طرف محض ایک بے بنیاد افترا ہے وہ ٹھیک ٹھیک اپنے آبائے کرام کی طرح پابند طریقہ اہل سنت و جماعت ہیں تو وہ سوء ظن دفع ہو گیا۔اور ائمہ نے اُن سے روایتیں لیں اُن کی توثیق کی چنانچہ ابن ابی حاتم نے کہا: ثقة لا یسأل عن مثله معتبر ایسے ہیں جس کی مثال نہیں۔ابن عدی اور ابن معین نے کہا هو من ثقات الناس یعنی وہ معتبر لوگوں میں سے ہیں۔عمرو بن ابی المقدام کہتے ہیں کنت اذا نظرت الیٰ جعفر بن محمد علمت انه من سلالة النبیین یعنی جب جعفر بن محمد کو کوئی دیکھتا تھا تو سمجھ لیتا تھا کہ وہ نبیوں کی نسل سے ہیں۔ابن حبان نے بھی ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے کہ میں نے اُن کی روایتوں کو جانچا تو جس قدر حدیثیں اُن سے معتبر راویوں نے نقل کی ہیں اُن میں ایک بھی خلاف نہ پائی۔ساجی نے کہا کان صدوقا ماموناً اذا حدث عنه الثقات فحدیثه مستقیم یعنی جعفرؑ سچ بولنے والے اور قابل اعتماد واطمنان تھے،جب معتبر لوگ اُن سے کوئی روایت نقل کریں تو وہ روایت قابل وثوق ہوتی ہے۔ امام نسائی نے کہا ثقة یعنی معتبر شخص ہیں۔حتیٰ کہ جن ائمہ اربعہ جرح وتعدیل نے اُن پر جرح کی تھی اُن میں سے اکثر نے تحقیق کے بعد اپنے قولِ سابق سے رجوع کیا چنانچہ تہذیب التہذیب میں دو جگہ لکھا ہے کہ یحییٰ بن سعید قطان نے اُن سے روایت کی اور امام مالک کی نسبت لکھا کہ وہ امام مالک فرماتے تھے کہ میں بہت دنوں تک جعفرؑ کے پاس جاتا آتا رہا۔میں اُن کو یا تو نماز پڑھتے ہوئے یا تلاوتِ قرآن کرتے ہوئے یا روزہ رکھے ہوئے پایا اور حدیث بغیر طہارت کے بیان نہ کرتے تھے۔ ۴۷۵ تا ۴۷۶۔

لے اس روایت کے راویوں کے سلسلے میں تین نام قابل غور ہیں۔

نصر بن إبراهيم میزان الاعتدال میں ج ۴ ص ۲۴۹ سلسلہ ۹۰۲۴ میں مذکور ہے کہ لین الحدیث۔یہ حدیث میں غیر محتاط ہیں۔

دوسرے ہیں شعبة بن یحییٰ میزان الاعتدال ج ۲ ص ۲۷۴ سلسلہ ۳۷۰۱ لا یکتب حدیث۔اس کی حدیث نہ لکھو۔

تیسرے منصور ہیں ان کے بارے میزان الاعتدال ج ۴ ص ۱۸۳ سلسلہ ۸۷۷۳، متهم بالکذب۔اس پر جھوٹے ہونے کی تہمت ہے۔

قال رسول اللہ ﷺ یخرج قوم فی اخر الزمان اوفی ھذہ الامۃ یقرمون القران لا یجاوز تراقیھم او حلوقھم سیماھم التحلیق اذا رایتموھم او القیتموھم فاقتلوھم ابن ماجہ نے بروایت قتادہ انس بن مالک سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگ آخر زمانہ میں اس اُمت میں نکلیں گے جو قرآن پڑھیں گے مگر وہ اُن کے گلوں سے تجاوز نہ کرے گا اُن کی علامت یہ ہے کہ اُن کے سر منڈے ہوئے ہوں گے جب اُن کو دیکھو تو اُن کو قتل کر دو۔ص ۵۱۶

مرجیہ اور قدریہ کے بارے میں ابن ماجہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ان مجوس ھذہ الامۃ المکذبون باقدار اللہ ان مرضوا فلا تعودوھم وان ماتو فلا تشھدوھم وان لقیتموھم فلا تسلموا علیھم اس اُمت کے مجوس وہ لوگ ہیں جو اللہ کی تقدیر کی تکذیب کرتے ہیں، اگر وہ لوگ بیمار ہوں تو اُن کی عیادت کو نہ جاؤ اور اگر مر جائیں تو تم اُن کی جنازہ کے ساتھ نہ جاؤ اور تم اُن کو راستہ میں ملو تو اُن کو سلام نہ کرو۔

اور ابن ماجہ نے بروایت عکرمہ، ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ صنفان من ھذہ الامۃ لیس لھما فی السلام نصیب المرجئۃ والقدریۃ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اِس اُمت میں دو گروہ ایسے ہیں کہ اُن کو اسلام سے کوئی حصہ نہیں ہے وہ مرجیہ اور قدریہ ہیں۔ص ۵۱۷

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اُمت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے اور اُس کا نام دوسرا رکھ لیں گے (یہاں سے مصنف ازالۃ الخفاء لکھتے ہیں)۔اور میں نے (یعنی مصنف نے) حافظ ابن حجر عسقلانی کی کتاب تخریج احادیث رافعی میں لکھا ہے کہ انہوں نے عبدالرزاق نے معمر سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی شخص غنا سننے کے اور عورتوں کے ساتھ لواطت کرنے کے بارے میں اہل مدینہ کے قول پر عمل کرے اور متعہ اور بیع صَرف کے متعلق اہل مکہ کے قول پر عمل کرے اور نشہ والی چیز (کی حلّت) میں اہل کوفہ کے قول پر عمل کرے تو وہ اللہ کے بندوں میں سب سے بُرا ہوگا (اسی روایت کو نقل کیا گیا ہے ابن عساکر ج ۵۹ ص ۴۱۹؛ عون المعبود عظیم آبادی ج ۱۲ ص ۱۸۷)۔ص ۵۱۹

صاحب ہدایہ نے یہ لکھا کہ امام مالک کے نزدیک متعہ حلال ہے (حاشیہ ۵۱۹)

سعید بن مسیّب کہتے ہیں کہ جب پہلا فتنہ ہوا تو اُس میں سے جو بدر میں شریک تھے کوئی باقی نہیں رہا (یعنی جب عثمان قتل ہوئے) اور دوسرا فتنہ حدیبیہ میں سے کوئی نہیں رہا یعنی واقعہ حرّہ۔(حالانکہ عثمان بدر شریک نہیں ہوئے تھے اور قتل عثمان کے وقت کئی اکابر صحابہ جیسے حضرت علیؑ موجود تھے)ص ۵۲۴

رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؑ سے فرمایا: آگاہ رہو تم میرے بعد مصیبت میں مبتلا ہو گے۔حضرت علیؑ نے پوچھا میرے دین کی سلامتی رہے گی۔آپؐ نے فرمایا: ہاں تمھارے دین کی سلامتی رہے گی۔ص ۵۹۴

جمل۔رسول اللہ ﷺ نے اس حادثہ کی خبر دی ہے۔حوأب کے کتوں بھونکنا اور عائشہ کا سُن کر یہ کہنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا۔(حاشیہ۔یہ سب سے پہلی جنگ ہے جو مسلمانوں میں باہم ہوئی دونوں طرف اکابر صحابہ تھے وہی فتنہ انگیز باغی جنھوں نے عثمان کو شہید کیا تھا۔ طرفین سے ۱۳ ہزار مسلمان قتل ہوئے)۔ص ۵۹۳

یہ فتنہ (یعنی جمل) مدینہ طلحہ و زبیر کے سبب ہوا۔ص ۵۹۴

صفین جب اہل شام نے مصحف اُٹھایا اور کہا کہ ہمارے اور تمھارے درمیان یہی حکم ہے۔حضرت علیؑ نے فرمایا یہ تو قرآن ساکت ہے اور میں قرآن ناطق ہوں۔ص ۵۹۴

رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی مرتضٰی کے قاتل کو اشقی الآخرین کی مذمّت سے یاد کیا ہے۔ص ۵۹۵

علامہ ذہبی نے ابن تیمیہ کی کتاب منہاج السنۃ کے خلاصہ میں نقل کیا ہے" واما یزید یأمر بقتل الحسین باتفاق اھل النقل (المنتقی من منہاج

الاعتدال ص ۲۶۷) آگے واقعہ حرہ مدینہ کی تباہی مذکور ہے۔ص ۵۹۶

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اُمت کی ہلاکت قریش کے لڑکوں سے ہوں گی۔آپؐ نے فرمایا جب بنی اُمیہ کی تعداد ۴۰ تک ہوجائے گی تو وہ اللہ کے بندوں کو غلام اور اللہ کے مال کو بخشش اور اللہ کی کتاب کو کھیل بنادیں گے،۔بنی اُمیہ کے بارے میں مزید۔ص ۵۹۹ تا ۶۰۰۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم ایسے لوگ ہیں اللہ ہمارے لئے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی۔میرے اہل بیت میرے بعد آزمائش اور مصیبت اور جلاوطنی میں مبتلا ہوں گے۔یہاں تک میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کے حوالے حکومت ہوگی اور وہ دنیا کو انصاف سے بھر دیں گے۔ص ۶۰۷

جلد دوم

سال عمر ابنته حفصة کم تصبر المرأة عن الرجل فقالت ستة اشهر: حضرت عمر اپنی بیٹی حفصہ سے پوچھا کہ عوت بغیر مرد کے کتنے دن صبر کرسکتی ہے۔ تو حفصہ نے انہیں بتلایا کہ چھ مہینہ۔ الدرالمنثور ج ۱ ص ۲۷۳؛ المصنف عبدالرزاق الصنعائی ج ۷ ص ۱۵۸۔ ص ۱۸

عن عمر قال واللہ انی لاکرہ نفسی فی الجماع رجاء ان یخرج منی نسمة تسبح حضرت عمر نے فرمایا کہ میں جماع کے لئے اپنے نفس کو اس لئے مجبور کرتا ہوں کہ میرے منی کے قطرے اللہ کی تسبیح کرتے ہیں۔ (مترجم نے یہ" لکھا کہ جو بچہ ہوجائے وہ اللہ کی تسبیح کیا کرے"۔ اسی کتاب کو جو محمد سعید اینڈ سنز نے طبع کیا ہے اس کے مقصد اول ص ۳۷۷ میں ترجمہ یوں لکھا ہے: میں جماع کرنا پسند نہیں کرتا اس لئے کہ جماع کرنے سے میرے جسم سے وہ قطرات نہ نکل جائیں جو تسبیح کرتے ہیں۔ مراد) ۔ الدرالمنثور ج ۱ ص ۲۷۴؛ کنز العمال ج ۱۶ ص ۴۸۷ سلسلہ ۴۵۵۸۶؛ السنن الکبری البھیقی ج ۷ ص ۷۹۔ ص ۱۸

ایک شخص تھا جس کو صبیغ کہا جاتا تھا وہ جب مدینہ آیا اور اُس نے لوگوں سے قرآن کی متشابہات آیات کے بارے میں سوال کرنا شروع کیا۔ اُس کو عمر ابن خطاب نے بُلا بھیجا اور اس کے لئے کھجور کی چھڑیاں مہیا کرلی تھیں۔ جب وہ آیا تو اُس سے حضرت عمر نے پوچھا: تو کون ہے؟۔ تو اُس نے کہا: کہ میں اللہ کا بندہ صبیغ ہوں۔ حضرت عمر نے کہا: میں اللہ کا بندہ عمر۔ اِس کے بعد آپ نے اُن چھڑیوں میں سے ایک لے کر اُس شخص کو مارنا شروع کیا یہاں تک اُس کے سر کو لہولہان کردیا۔ اُس نے کہا: بس امیر المؤمنین، بس کافی ہے اب وہ چیز نکل گئی جو میں اپنے سر میں پاتا تھا۔ ص ۲۹

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے کہا کہ ہم عمر ابن خطاب کے پاس بیٹھے تھے۔ ایک شخص نے اُن سے پوچھا قرآن کے بارے میں کہ وہ مخلوق ہے یا غیر مخلوق۔ عمر خطاب نے اُس شخص کے کپڑوں کو مٹھی سے پکڑ کر حضرت علیؑ کے پاس لے آئے۔ اور حضرت عمر نے کہا: اے ابوالحسنؑ۔ یہ مجھ سے پوچھتا ہے کہ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق۔ ص ۳۰

کنتم خیر امة سے مراد ابتدائے زمانہ اسلام کے لوگ ہیں آخر زمانہ والے اصحاب نہیں۔ اگر تمام اصحاب مراد ہوتے تو اللہ فرماتا انتم خیر اُمة۔ یہاں کنتم سے مراد اصحاب محمد ﷺ کے خواص سے متعلق ہے۔ ص ۳۱

عمر ابن خطاب نے فرمایا قال عمر لا تغالوا فی مهور النساء فقالت امراة لیس لک ذلک یا عمر ان اللہ یقول واتیتم احداهن قنطارا من ذهب قال و کذلک فی قراءة ابن مسعود فقال عمر ان امراة خاصمت عمر فخصمته کہ عورتوں کے مہر دینے حد سے زیادہ گراں نہ کرو تو ایک عورت نے کہا: تمہیں اس میں دخل دینے کا حق نہیں ہے اے عمر! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ واٰتیتم احداھن (۲۰:۴) تو عمر نے کہا ایک عورت نے عمر سے جھگڑا کیا اور وہ غالب آگئی۔ ص ۴۳

ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا ابھی وہ اُس کے پاس نہیں گیا تھا کہ اُس نے اُس عورت کی ماں کو دیکھا تو وہ اُس کو پسند آگئی تو اُس نے ابن مسعود سے فتویٰ پوچھا تو اُنھوں نے اُس کو یہ حکم دیا کہ اُس منکوحہ عورت کو طلاق دے کر مفارقت کرلے اور پھر اُس کی ماں کے نکاح کرلے تو اُس نے ایسا کرلیا اور اُس عورت سے اولاد بھی ہوئی۔ پھر ابن مسعود کا مدینہ آنا ہوا تو انہوں نے عمر سے اس مسئلہ پر سوال کیا تو انہوں نے کہا یہ ٹھیک نہیں کیا۔ جب ابن مسعود واپس گئے تو اُس شخص کو بلا کر سمجھایا اور اس عورت کو علحدہ کردیا (الدر المنثور ج ۲ ص ۱۲۵)۔ ص ۴۳

عمر سے پوچھا گیا دو لونڈیوں کے بارے میں جو بہنیں تھیں کہ اُن سے مقاربت کی جائے؟ تو عمر نے منع کیا۔ یہی سوال عثمان سے کیا گیا تو عثمان نے کہا ایک آیت تو حلال کہتی ہے یعنی واحل لکم ماوراء ذلکم اور دوسری آیت حرام کہتی ہے۔ یعنی وان تجمعوا بین الاختین۔ پھر یہ اُٹھ کر حضرت علیؑ

کے پاس اس مسئلہ کو پوچھا آپ نے فرمایا اگر حکومت میں میرا دخل ہوتا اور کسی کو ایسا کرتا پاتا تو میں اُس پر حد جاری کرتا (یعنی حرام)۔ص ۴۳ تا ۴۴
عبداللہ ابن عمر سے کسی نے متعہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: حرام ہے۔ سوال کرنے والے کہا: ابن عباس تو اس کے حلال کا فتوی دیتے ہیں تو انہوں نے کہا: عمر کے دور میں یہ کیوں نہیں (فهلا تزمزم) گنگنائے۔ص ۴۴
انس سے مروی ہے کہ قرآن میں نزول مسح کا ہوا ہے۔ اور سنت دھونا ہے (یعنی معاذ اللہ رسول اللہ ﷺ کا عمل قرآن کے خلاف تھا۔ مرآد)۔ص ۵۴
مروی ہے ابن عباس سے کہ انھوں نے کہا کہ سب لوگوں نے وضو میں (پیر دھونے) غسل کے سوا کا انکار کیا۔ اور میں کتاب اللہ میں مسح کے سوا اور کچھ نہیں پاتا۔ اور مروی ہے کہ ابن عباس سے انھوں نے کہا وضو دو اعضاء کا دھونا اور دو اعضاء کا مسح ہے کیا تم دیکھتے نہیں تیمّم میں جہاں غسل ہے وہاں مسح رکھدیا گیا ہے۔ ص ۵۴
ذکر سورۂ براءت کا ابوبکر سے لیکر حضرت علیؑ کو دینا اور آنحضرت ﷺ نے ثم دعاه فقال لا ينبغی لاحد ان يبلغ هذا الا رجل من اهلی فدعا عليا واعطاه اياه ابوبکر کو بلوایا اور فرمایا کسی اور اس کا پہنچانا مناسب نہیں بجز ایسے شخص سے جو میرے اہل بیت میں سے ہو۔ اے ابوبکر اپنی طرف سے پہنچانے کا حق کسی کو نہیں الا انا و رجل منی سوائے میرے یا میرے سے ہو (ابوبکر کا واپس بلانا لکھا ہے۔ اور یہاں یبلغ ہے جس کے معنی تبلیغ کرنا ہے صرف آیات کا پڑھنا نہیں تھا۔ مرآد)۔ص ۹۸
وكونوا مع الصدقين ۱۱۹:۹ ابن عباس کا یہ قول ہے کہ علیؑ ابن ابی طالب کے ساتھ رہیں۔(الدر منثور ج ۳ ص ۲۹۰؛ ابن عساکر ج ۴۲ ص ۳۶۱؛ فتح القدیر الشوکانی ج ۲ ص ۴۱۴، تہذیب الکمال ابو الحجاج يوسف المزی متوفی ۷۴۲ھ ج ۵ ص ۸۴)۔ ص ۱۱۳
مروی ہے حضرت علیؑ (معاذ اللہ) کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس رات مجھ کو آسمانوں کی سیر پر لیجایا گیا میں نے عرش پر یہ لکھا ہوا دیکھا لا اله الا الله محمد رسول الله ابوبکر الصدیق و عمر الفاروق و عثمان ذوالنورین۔(میزان الاعتدال امام ذہبی حالات علی بن جمیل ج ۳ ص ۱۱۷؛ اور ابن حجر نے کتاب السان المیزان ج ۴ ص ۲۰۹ میں اس کو رد کیا ہے اور کہا یہ حدیث موضوع ہے۔ مرآد)ص ۱۴۸
عن انس قال قال رسول الله ﷺ لما عرج بی رأيت علی ساق العرش مكتوبا لا اله الا الله محمد رسول الله ايد ته بعلی:
انس سے مروی ہے کہ اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب مجھے معراج ہوئی تو میں نے عرش کے پایہ پر لکھا ہوا دیکھا لا اله الا الله محمد رسول الله ايدته بعلی۔(ابن عساکر ج ۴۷ ص ۳۴۴؛ خطیب بغدادی ج ۱۱ ص ۱۷۳ سلسلہ ۵۸۷۶؛ الدر المنثور ج ۴ ص ۱۵۳؛ معجم کبیر طبرانی ج ۲۲ ص ۲۰۰؛ شواھد التنزیل ج ۱ ص ۲۹۸؛ نظم درر السمطین الراوندی ص ۱۲۰۔ص ۱۴۸
فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؑ سے قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نے تم کو پیچھے نہیں رکھا مگر اپنی ذات کے لئے تم میرے لئے اُس مرتبہ میں ہو جیسے موسیٰ کے لئے ہارون تھے اور میرے وارث ہو۔ تو حضرت علی نے پوچھا میں وراثت میں کیا لوں گا؟۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ جو وراثت انبیاء چھوڑا کرتے ہیں۔ حضرت علیؑ نے پوچھا انبیاء نے کیا وراثت میں چھوڑا تھا؟۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کی کتاب اور سُنت اور تم جنت میں میرے ساتھ میرے قصر میں ہوگے میری بیٹی فاطمہؑ سمیت اور تم میرے بھائی اور میرے رفیق ہو۔ص ۱۷۵ تا ۱۷۶ (معجم الكبیر طبرانی ج ۵ ص ۲۲۱؛ الثقات ابن حبان ج ۱ ص ۱۴۲؛ الدر المنثور ج ۴ ص ۳۷۱؛ سیر العلام النبلاء ذہبی ج ۱ ص ۱۴۲؛ نہج الایمان ابن حجر ص ۳۷۹؛ الضحاک الاحاد والمثانی ابن ابی عاصم متوفی ۲۸۷ھ ج ۵ ص ۱۷۲)ص ۱۷۵ تا ۱۷۶۔
ابوبکر نے عائشہ کو مارنے کے ارادے سے جوتی اُٹھائی تھی۔ النعل ليعلوني (الدر المنثور ج ۵ ص ۱۳۱؛ سھل الھدیٰ والرشاد ج ۹ ص ۷۰؛ الصالحی الشامی

ج۱۱ص۱۴۸)۔ص۱۸۲

نبی ﷺ تقریبا بیس سال تک خفیہ طور پر اللہ کی وحدانیت اور اُس کی عبادت کی طرف دعوت دیتے رہے۔ص۱۸۵

مروی ہے ابی قلابہ سے کہ عمر ابن خطاب ایک شخص کے پاس سے گذرے جو ایک کتاب پڑھ رہا تھا تو انہوں نے اس کو غور سے سُنا اُن کو اچھا معلوم ہوا اور اُس شخص سے کہا کیا اس کتاب میں سے تو مجھے کچھ لکھ کر دے گا؟ اُس نے کہا ہاں۔ عمر ابن خطاب ایک چمڑا بازار سے خرید کر لے آئے پھر اُس کو لکھنے کے قابل بنایا اور اُس شخص کے پاس لے کر آئے۔ اُس شخص نے اُس کے اوپر باہر اور اندر کی طرف لکھ دیا۔ پھر عمر اُس کو نبیؐ اکرم ﷺ کے پاس لائے اور اُس کو آپؐ کے سامنے پڑھنا شروع کیا اور ادھر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک متغیّر ہونا شروع ہوا تو انصار میں سے ایک نے اُس تحریر پر ہاتھ مارا اور کہا اے خطاب کے بیٹے! تیری ماں تجھے روئے کیا تو رسول اللہ ﷺ کے چہرہ کی طرف نہیں دیکھے گا اور تو یہ تحریر پڑھتا جا رہا۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں فاتح اور خاتم بنا کر بھیجا گیا ہوں اور مجھ کو جامع کلمات عطا کئے گئے ہیں اور اُن کے فواتح ورمیرے لئے کلام کو پورے طور پر مختصر کر دیا گیا۔

یہ لا پرواہی تمہیں ہلاک نہ کر ڈالے۔(الدر المنثور ج۵ ص۱۴۸، المصنف ج۱۱ص۱۱۱ سلسلہ ۲۰۰۶۲ ابی بکر عبدالرزاق متوفی ۲۱۱ھ)۔ص۱۹۷

عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کیا کہ عمر نے جماعت سے کہا کہ :"الحمد للہ "کو ہم جانتے ہیں یعنی حمد کے معنی کہ خلائق میں سے بعض بعض کی حمد کرتے ہیں، اور لا الہ الا اللہ کے معنی کہ اللہ کے سوا بہت سے معبودوں کی پرستش ہوتی تھی، اور رہا اللہ اکبر وہ تو ظاہر ہی ہے ہر نماز پڑھنے والا تکبیر کہتا ہے۔ آپ صاحبان بتلائیں کہ سبحان اللہ کیا ہے؟۔ ایک شخص نے کہا اللہ اعلم (اللہ سب سے بڑا عالم ہے)۔ تو عمر نے کہا عمر بڑا بد بخت ہوگا اگر اس کو اتنی خبر بھی نہ ہو کہ اللہ اعلم نہ معلوم ہو۔ اس پر حضرت علیؑ نے فرمایا: یہ اسم ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ممنوع ہے کہ خلائق میں سے کوئی اُس کی کسی صفت کو اپنی طرف منسوب کرے (یا اپنی صفات مختصّہ میں اُس کو شریک کرے مثلا یہ کہے کہ خدا باپ ہے فلاں کا، اور اُسی کی طرف ہر وقت خلق رجوع ہوتی ہے اور یہ بات اُس کو (اللہ سبحانہ) کہنا پسند ہے۔(مذکور ہے یہ الدر المنثور ج۵ ص۱۵۴؛ کنز العمال ج۲ ص۵۶۴ سلسلہ ۴۷۳۹)ص۱۹۹

عمر ابن خطاب نے کہا کہ میں فلاں شخص سے بغض رکھتا ہوں۔ تو اس بات کا علم اُس فلاں شخص کو ہوا اور وہ عمر ابن خطاب کے پاس آیا اور اُس نے عمر سے پوچھا: کیا میں نے اسلام میں رخنہ کیا؟ عمر نے کہا: نہیں۔ پھر اُس نے پوچھا: کیا میں نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کی ہے؟۔ عمر نے کہا نہیں پھر اُس شخص نے پوچھا کیا میں نے اسلام میں کوئی احداث یعنی بدعت کیا ہے؟۔ انہوں نے کہا: نہیں۔ اس پر اُس شخص نے پوچھا: پھر کیا بات ہے آپ مجھ سے بغض رکھتے ہیں؟۔ حالانکہ اللہ فرماتا والذین یوذون المومنین والمومنات۔۔۔سورہ احزاب۔ آپ نے مجھے ایذا پہنچائی اللہ تم کو معاف نہ کرے۔ عمر یہ سُن کر اُس شخص سے معافی مانگنے لگے (الدر المنثو ر ج۵ ص۲۲۰؛ کنز العمال ج۲ ص۴۸۱ سلسلہ ۴۵۵۲)۔ص۲۱۲ تا ۲۱۳۔

عمر ابن خطاب کسی کنیز کو گھونگھٹ کی اجازت نہیں دیتے تھے کسی ایک کنیز ایسا کئے ہوئے دیکھا تو اُس کو اپنے درے سے مارا اور کہا: اپنے حجاب کو اُلٹ، آزاد عورتوں کے مشابہ نہ بن۔(مذکور ہے الدر المنثو ر ج۵ ص۲۲۱؛ المصنف ج۲ ص۱۵۳)۔ص۲۱۳

عمر کے سامنے ایک عورت پیش کی گئی جس نے چھ ماہ کا بچہ جنا تھا۔ اُس کے حرامی ہونے کے تصور میں عمر نے اُس پر رجم کرنا چاہا۔ حضرت علی نے منع کیا اور فرمایا کہ قرآن میں و حملہ و فصالہ ثلثون شھرا (۱۵:۴۶) پیٹ میں رکھنا اور دودھ پلانے کے تیس مہینے ہوتے ہیں اور پھر قرآن ہی میں ہے کہ فصالہ فی عامین (۱۴:۳۱) اور دو برس میں اُس کا دودھ چھوٹتا ہے۔ یہاں مدت حمل (۳۰) تیس ماہ میں سے چوبیس (۲۴) ماہ نکال لو تو چھ (۶) مہینے باقی رہتے ہیں۔ عمر نے اُس عورت کو چھوڑ دیا (الدر المنثو ر ج۱ ص۲۸۸؛ کنز العمال ج۵ ص۴۵۷ سلسلہ ۱۳۵۹۸)۔ص۲۴۴

حدیبیہ کے وقت جب رسول اللہ ﷺ نے کسی کو مکہ کے حالات معلوم کرنے کے لئے عمر ابن خطاب کو جب جانے کے لئے کہا تو عمر نے کہا یا رسول اللہ!

وہاں مجھے امن نہیں ہے ۔چنانچہ انکار کیا جانے کے لئے ۔ص ۲۵۶

مروی ہے ابن ملیکہ سے اُنھوں نے کہا کہ دونوں ابوبکر اور عمر ہلاکت کے قریب پہنچ گئے تھے دونوں نے نبی ﷺ کے حضور میں اپنی آوازیں بلند کر لی تھیں۔ جب سورۂ حجرات کی آیت نازل ہوئی یا ایھاالذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم (۲:۹۴)(بخاری ج۶ ص۴۶ اور ج۸ ص ۱۴۵؛الدر المنثور ج ۶ ص ۸۴)۔ص ۲۶۴

عمر ابن خطاب کے اسلام لانے کا واقعہ جس میں انہوں نے کہا کہ وہ جب سورۂ حدید کی یہ آیت امنو باللہ و رسولہ وانفقوا مما جعلنکم مستخلفین تو میں نے فوراً اشھد ان لآ الہ الااللہ محمد رسول اللہ کہا۔(واضح رہے یہ سورہ مدنی ہے۔تفصیل آگے مذکور ہے۔مرّاد)۔ص ۲۷۹

اصحاب نبی ﷺ میں سے پہلے اسلام لانے والوں کی فضیلت اُن کے بعد والوں پر اخبار سے بطریق استفاضہ ثابت ہے۔چنانچہ خالد بن ولید کا عبدالرحمٰن بن عوف سے تکرار اور رسول اللہ ﷺ کا اولین کے اصحاب کی تعریف کرنا اسی سورہ حدید کی تفسیر میں موجود ہے۔ص ۲۸۰

ابن عباس سے کہ فرمایا جب اللہ تعالی نے قلوب مہاجرین کو دین سے غافل پایا تو بطور عتاب یہ سورہ حدید،نزول قرآن سے تیرھویں سال کے شروع میں نازل کیا۔مروی ہے اعمش سے کہا انہوں نے جب اصحاب نبی ﷺ مدینہ میں آئے تو اُن کو زندگی کی جوراحت اور آسائش ملنی تھی ملی بعد اُس کے جس جد جہد میں وہ مبتلا تھے وہ اُس سے رک گئے اپنے بعض اعمال سے جن پر وہ پہلے قائم تھے لوٹ گئے تو بطور عتاب یہ آیت سورہ حدید آیت ۱۶۔ نازل ہوئی الم یان للذین امنوا۔ الخ۔ان کے دل سخت ہوگئے اور ان میں سے اکثر فاسق ہیں۔(تفسیر جلالین اور الدر المنثور ج۶ص۱۷۵)۔ص۲۸۱

ابن مسعود سے روایت ہے کہ بیشک مرد خدا اپنے بستر پر مرتا ہے اور شہید ہوتا ہے۔(المصنف ج۵ ص ۲۶۸؛ الدر المنثور ج۳ ص ۲۸۲؛ الکامل ابن عدی ج۶ ص ۳۸۸؛ فتح القدیر الشوکانی ج۲ص۴۰۹)۔ص ۲۸۲

ابوبکر نے اپنے باپ ابوقحافہ کو اتنی زور سے طمانچہ مارا کے وہ گر گیا۔ص ۲۸۵

ہندہ ام معاویہ نے جب بیعت کرنے آئی تو اپنے کو چھپائے ہوئے تھی۔اس سے اس بات پر بیعت لی گئی کہ چوری نہ کرے گی، زنا نہ کرے گی اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرے گی۔ص ۲۹۵

جمعہ کی نماز کے لئے دو اذان عثمان کی ایجاد ہے۔لوگوں نے اس امر پر اعتراض نہیں کی،ہاں جب انھوں نے منیٰ میں پوری نماز پڑھی تو لوگوں نے اعتراض کیا عذر یہ پیش کی گیا کہ قرآن میں یہ آیت ہے کہ فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلواۃ سورۃ النساء آیت ۱۰۱ یعنی قصر کرنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔ ۱ ص ۲۹۷ تا ۲۹۸

سائب نے کہا کہ جب ہم عمر کے زمانے میں نماز پڑھتے ہوتے تھے اور پھر جب عمر نکلتے تو آ کر منبر پر بیٹھ جاتے تھے تو ہم لوگ نماز پڑھنا بند کر دیتے تھے اور عمر ہم سے باتیں کرتے تھے اور بسا اوقات عمر اپنے قریب بیٹھے ہوئے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر بازار کا اور درہموں کا سوال کر لیتے (یعنی اشیاء کا بھاؤ) حالانکہ اس وقت موذن اذان دیتا ہوا ہوتا تھا۔جب موذن اذان ختم کر دیتا تب وہ کھڑے ہو جاتے تھے۔ص ۲۹۸

خرشہ بن الحر سے روایت ہے کہ ایک دن عمر ابن الخطاب میرے پاس آئے ایک تختی دیکھی جس پہ لکھا تھا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ

---

۱ اس دلیل کے جواب میں امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اللہ نے صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے احکام میں بھی یہی ارشاد فرمایا تھا فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بھما سورہ بقرہ ۱۵۸۔امامؑ نے سوال کیا: کیا سعی رکن حج ہے کہ نہیں؟ جس کے عمداً نہ کرنے اور سہواً نہ کرنے پر حج باطل ہے؟۔دوسری تاویل پیش کی گئی کہ عثمان نے منیٰ میں اقامت کی نیت کر لی تھی۔یہ اور بھی غلط ہے اس لئے ۱۲ تاریخ کو منیٰ سے نکلنا ضروری ہے۔مرّاد

فاسعوا الیٰ ذکر اللہ۔تو عمر نے مجھ سے پوچھا یہ کس نے لکھ کر دیا؟ میں نے کہا: اُبی بن کعب نے۔ فرمایا: اُبی ہم میں منسوخ آیتوں کا سب سے بڑا قاری ہے۔ اس کو فامضوا الیٰ ذکر اللہ پڑھو۔ص ۲۹۸

جب عمر ابن خطاب کو یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق دیدیا ہے تو وہ عائشہ کے پاس گئے اور پوچھا اے ابوبکر کی بیٹی مجھے تیرے بارے میں یہ معلوم ہوا ہے کہ تو رسول اللہ ﷺ کو اذیت دیتی ہے۔ تو عائشہ نے جواب دیا اے خطاب کے بیٹے تجھے مجھ سے باز پرس کرنے کا کیا حق ہے؟۔ (مسلم ج ۴ ص ۱۸۸؛ فتح الباری ج ۹ س ۲۳۴؛ کنز العمال ج ۲ ص ۵۲۸ سلسلہ ۴۶۶۴؛ الدر المنثور ج ۶ ص ۲۴۲)۔ص ۳۰۴

واقعہ غدیر راوی زید بن ارقم۔ انی تارک فیکم ثقلین اولھما کتاب اللہ فیہ الھدیٰ والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ فحث علی کتاب و رغبہ فیہ ثم قال واھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی۔ میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں اُن میں سے پہلی کتاب اللہ ہے جس میں ہدایت اور نور ہے۔ کتاب اللہ کو پکڑو اس کو سنبھالے رہو پھر فرمایا دوسرے میرے اہلبیت ہیں میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں، اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں (تکرار کے ساتھ فرمایا)۔ص ۴۴۴ تا ۴۵۴۔

زید ابن ارقم نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کے اہل بیت وہ ہیں جن پر صدقہ حرام کیا گیا اور وہ ہیں آل علیؑ اور آل عقیل وآل جعفر اور آل عباس۔ (مسند احمد ج ۴ ص ۳۶۷؛ امام احمد فضائل الصحابہ ص ۲۲؛ مسلم ج ۷ ص ۱۲۳؛ السنن الکبری البیھقی ج ۲ ص ۱۷۹ اور ج ۷ ص ۳۱؛ شرح مسلم النووی ج ۱۵ ص ۱۸۰؛ معجم الکبیر طبرانی ج ۵ ص ۱۸۳)۔ص ۴۴۶

نہایہ میں ہے کہ مشہور قول یہی ہے کہ عترت آنحضرت ﷺ کے اُن اہل بیت کو کہتے ہیں جن پر زکواۃ حرام ہے۔ حاشیہ ص ۴۴۷

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جناب مرتضیٰ کے متعلق کہ تم میں فصل خصومات کی سب سے زیادہ صلاحیت علیؑ میں ہے اور یہ کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اُس کا دروازہ ہیں اقضاکم علی ، وانا مدینۃ العلم و علی بابھا۔ ("أقضاکم علی" مذکور ہے فتح الباری ج ۱۰ ص ۴۸۷؛ تفسیر قرطبی جلد ۱۵ ص ۱۶۲، ۱۶۴؛ المستصفی الغزالی ص ۱۷۰؛ ابن عساکر ج ۵۱ ص ۳۰۰۔ص ۶۲۲

جلد سوم

عن عائشة قالت قال ابوبکر لما جال الناس عن رسول اللہ ﷺ یوم اُحد اوّل من فاء (رجع)۔ عائشہ سے روایت ہے کہ ابوبکر نے فرمایا کہ جب لوگ اُحد میں رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر چلے گئے تو میں سب سے پہلے واپس لوٹا (المنجد۔ حرف "ج" ص ۱۷۹ جال القوم جولة یعنی بھاگ جانے کے بعد واپس آنا) (مستدرک الصحیحین ج ۳ ص ۲۶۶؛ کنز العمال ج ۱۰ ص ۴۲۵ سلسلہ ۳۰۰۲۵؛ طبقات ابن سعد حالات طلحہ ج ۳ ص ۲۱۸)۔ص ۴۸

استأذن ابوبکر علی النبی ﷺ و سمع صوت عائشة عالیا فلما دخل تناولها لیلطمها و قال لا اراک توفعین صوتکِ علی رسول اللہ ﷺ ابوبکر نے نبی ﷺ کی خدمت میں آنے کی اجازت چاہی اور اُنھوں نے عائشہ کی آواز کو سُن لیا جو اُونچی ہو رہی تھی، جب گھر میں داخل ہوئے تو اپنا ہاتھ عائشہ کی طرف بڑھایا تا کہ طمانچہ ماریں اور فرمایا کہ آیندہ میں نہ دیکھوں گا کہ تو اپنی آواز کو رسول اللہ ﷺ کی آواز سے بلند کرے۔

(مسند احمد ج ۴ ص ۲۷۵؛ سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۴۷۷؛ فتح الباری ج ۷ ص ۱۹)۔ص ۵۸

ابوبکر نے ایک پرندے کو دیکھا تو کہنے لگے اے پرندے تجھے مبارک ہو واللہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں تجھ جیسا ہوتا۔ تو درخت پر آتا ہے اور اس کا پھل کھاتا ہے اور اُڑ جاتا نہ تجھ پر حساب اور نہ عذاب۔ واللہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں راہ کی ایک جانب کھڑا ہوا ایک درخت ہوتا پھر مجھ پر کسی اُونٹ کا گزر ہوتا اور وہ مجھے اپنے منہ میں داخل کر لیتا اور چباتا پھر مجھے حلق میں اُتار لیتا پھر مجھے مینگنی بنا کر خارج کر دیتا اور میں بشر نہ ہوتا۔ (کنز العمال ج ۱۲ ص ۵۲۸ سلسلہ ۳۵۶۹۹۔ اور ایسی ہی تمنا اِن کی بیٹی حضرت عائشہ کی بھی تھی ملاحظہ ہو طبقات ابن سعد حالات عائشہ ج ۸ ص ۷۴۔)ص ۸۴

اما حذیفة من النبی ﷺ واما اخبره ابوبکر ان النبی ﷺ قال الشرک فیکم اخفی من دبیب النمل قلت یا رسول اللہ و هل الشرک الا ما عبد من دون اللہ قال ثکلتک امک یا ابن ابی قحافة الشرک فیکم اخفی من دبیب النمل مروی ہے حذیفہ سے کہ وہ روایت کرتے ہیں ابوبکر سے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے شرک تم میں زیادہ پوشیدہ ہے چیونٹی کی رفتار سے۔ ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ شرک تو یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کریں، فرمایا تیری ماں تجھے روئے اے ابو قحافہ کے بیٹے! تم میں (فیکم) شرک چیونٹی کی رفتار سے موجود ہے۔ (اس روایت کا ذکر کئی معتبر کتابوں میں موجود ہے مثلاً مجمع الزوائد الهیثمی ج ۱۰ ص ۲۲۴؛ مسند ابی یعلی احمد بن یعلی متوفی ۳۰۷ھ ج ۱ ص ۶۱؛ کنز العمال ج ۳ ص ۸۱۶ سلسلہ ۸۸۴۷)۔ص ۸۹

واقعہ ثقیفہ: اس میں کئی متضاد روایتیں ہیں۔ کسی میں ہے کہ جب حضرت علیؑ نے سُنا ابوبکر کی بیعت ہو گئی تو آپ فوراً بے تحاشہ ایسے گھر سے نکلے کہ صرف جسم پر کرتہ تھا اور فوراً جا کر بیعت کر لی۔ ایک روایت ہے جب سب بیعت کر چکے تو ابوبکر نے پوچھا: علیؑ کہاں ہے؟ تو لوگ حضرت علی کو پکڑ کر لائے اور آپ نے فوراً بیعت کر لی، ایک اور روایت ہے کہ چھ ماہ کے بعد جب جناب سیدہ کی شہادت ہو گئی اور لوگوں کی توجہ آپ سے کم ہو گئی تو آپ نے ابوبکر کے پاس پیام بھجوایا اور دوسرے دن بیعت کر لی۔ ایک روایت ہے کہ جب بیعت عامہ ہوئی تو سادات اہل بیت نے خلاف کیا مگر حضرات شیخین نے حُسن تدبیر سے اس مشکل کو بھی آسان کر دیا۔ص ۹۷ تا ۱۰۱

مروی ہے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول اکرم ﷺ نے کہ میں مامور ہوا ہوں اس پر کہ لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں یعنی صرف اللہ کو معبود مانیں اور اُس کی نماز بھی ضروری ہے جو اس کلمہ کا حق ہے۔ عمر نے ابوبکر سے کہا کہ آپ اُن سے قتال کریں گے جو زکواۃ نہیں دے رہے ہیں جب کہ

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد اس کے بارے میں نہیں ہے۔ ابوبکر نے جواب دیا نماز اور زکواۃ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ مصنف لکھتے ہیں کہ ابوبکر نے بروئے قیاس جلی زکواۃ کو اس پر قیاس کیا۔ عمر نے کہا میں نے ابوبکر کے سینہ کو قتال کے لئے کشادہ دیکھا (ذکر اس کا ہے صحیح بخاری جلد ۸ ص ۱۴۱؛ مسند احمد ج ا ص ۳۶)۔ ص ۱۰۴

فقال والذی لا اله الا هو لو جرت الکلاب بارجل ازواج النبی ﷺ ماردت جیشا۔ ابوبکر نے اُن اصحاب سے جو لشکر کو بلانے کے حق میں تھے کہا: خدا کی قسم جسکے سوا کوئی معبود نہیں اگر ازواج النبی ﷺ کی ٹانگوں کو کتے کھینچنے لگیں تو میں اس لشکر کو واپس نہ بلاؤں گا (ابن عساکر ج ۲ ص ۶۰؛ کنز العمال ج ۵ ص ۶۰۲ سلسلہ ۱۴۰۶۶؛ البدایۃ والنھایۃ ابن کثیر ج ۶ ص ۳۲۶)۔ جب عمر نے اصرار کیا اور کہا کہ اے خلیفہ رسول! لوگوں کی تالیف قلب کیجئے اور اُن کے ساتھ نرمی کیجئے۔ تو ابوبکر نے جواب دیا کہ تو جاہلیت میں جبار تھا اور اسلام لانے کے بعد بزدل ہو گیا **اجبار فی الجاهلیة وخوار فی الاسلام** (الدرالمنثور ج ۳ ص ۲۴۱؛ **کنز العمال ج ۱۲ ص ۴۹۴ سلسلہ ۳۵۶۱۵**)۔ ص ۱۰۵

فلمابلغ ذلک عمر ابن الخطاب خرج حتی دخل علی فاطمةؑ فقال یا بنت رسول اللّٰه واللّٰه ما من الخلق احد احب الینا من ابیک ومامن احد احب الینا بعد ابیک منک وایم اللّٰه ماذاک بما نعی ان اجتمع هؤلآء النفر عندک ان امربهم۔ ان یحرق علیهم البیت۔ عمر ابن خطاب کو جب یہ خبر ملی کہ لوگ خانہ سیدہ میں جمع ہیں تو یہ نکلے اور حضرت فاطمہؑ کے پاس آئے اور کہا اے رسولؐ کی بیٹی واللہ یہ محبت آپ کی اور آپ کے والد کی مجھے روک نہیں سکتی اس بات سے اگر یہ لوگ جو آپ کے پاس جمع ہیں تو میں اُن کے بارے میں حکم دوں کہ اُن کے اُوپر آپ کے اس گھر کو جلا ڈالوں۔ المصنف ابن ابی شیبۃ ج ۸ ص ۵۷۲؛ کنز العمال ج ۵ ص ۶۵۱ سلسلہ ۱۴۱۳۸۔ ص ۱۰۹

فوجدت فاطمة علی ابوبکر فی ذلک فهجرته فلم تکلمه حتی توفیت وعاشت بعد النبی ﷺ ستة اشهر فلما توفیت دفنها زوجها علیؑ لیلا ولم یؤذن بها ابابکر و صلی علیها حضرت فاطمہؑ، ابوبکر سے ناراض ہو گئیں اور اُن کو چھوڑ دیا اور اُن سے کلام نہ کیا یہاں تک کہ انتقال ہو گیا تو اُن کے شوہر نے اُن کو رات میں ہی دفن کر دیا اور اس وفات کی اطلاع ابوبکر کو نہیں دی۔ (اس روایت کا ذکر کئی کتابوں کیا گیا مثلاً صحیح بخاری کتاب المغازی باب خیبر جلد ۵ ص ۸۲؛ صحیح مسلم ج ۵ ص ۱۵۴)۔ ص ۱۱۲

وان ابابکر جعل الجد ابا ولکن الناس تحیروا ابوبکر نے جد کو باپ قرار دیا لوگ اس بات پر حیرت میں مبتلا رہے (مسند احمد ج ۴ ص ۴) اس کے بعد **کلالہ** کی تفسیر میں اختلاف واقع ہوا۔ اس کے جواب میں اکثر صحابہ کو عجز لاحق ہوا۔ **عقبہ بن عامر جھنی** کا قول ہے کہ اصحاب کسی الجھن میں نہیں پڑے جس قدر الجھن میں **کلالہ** کے بارے میں۔ **فان کان صوابا فمن اللّٰه وان کان خطأ فمنی و من الشیطان** ابوبکر نے کہا کہ میں اس میں جو کچھ کہوں گا اپنی رائے سے کہوں گا اور وہ اگر صحیح ہے تو وہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر خطا ہے تو وہ میری اور شیطان کی طرف سے ہے۔ (سنن دارمی ج ۲ ص ۳۶۶؛ سنن ابی داوٗد ج ا ص ۴۶۹)۔ ص ۱۱۷

فقال الناس أتستخلف علینا فظا غیلظا ولو قد ولینا کان افظ واغلظ۔ ابوبکر نے عمر ابن خطاب کو خلیفہ بنانے کے لئے وصیت کرنی چاہی تو لوگوں (طلحہ) نے کہا کہ آپ ہم پر ایسے شخص کو خلیفہ بنانا چاہتے ہیں جو تندمزاج اور سخت دل ہے اور وہ اگر ہم پر والی بن گیا تو اور بھی تندمزاج اور سخت دل ہو جائے گا۔ (**المصنف ابن ابی شیبة** ج ۷ ص ۴۸۵؛ المعیار والموازنة أبی جعفر الاسکانی المعتزلی متوفی ۲۲۰ھ ص ۴۷؛ شرح نهج البلاغه

ابن ابی الحدید ج ا ص ۱۶۴ (انھوں نے لوگوں کی جگہ طلحہ کا نام لکھا ہے: ابن عساکر ج ۳۰ ص ۴۱۲)۔ص ۱۲۲

قال له یا ابن الخطاب انی انما استخلفتک نظرا لما خلفت ورائی۔وحذرک ھؤلآء النفر من اصحاب محمد ﷺ الذین قد انتفخت اجوافھم و طمحت ابصارھم واحب کل امرءٍ منھم لنفسہٖ وان لھم لخیرة عند زلة واحدة منھم فایاک ان تکون واعلم انھم لن یزالوا امنک۔ جب عمر ابن خطاب کو ابوبکر نے خلافت کے لئے نامزد کر دیا تو کہا: اے ابن خطاب! میں نے تم کو خلیفہ بنایا اُس کام پر نظر کرتے ہوئے جو تم نے میرے لئے کیا۔ میں تم کو اصحاب محمد ﷺ میں سے اُن لوگوں کے طریقہ سے بچانا چاہتا ہوں جن کے پیٹ پھول گئے اور اُن لوگوں کی نگاہیں اونچی ہو گئیں اور اُن میں سے ہر ایک اپنے نفس کو پسند کرنے لگا اور ہر لغزش کو ایک خیر سمجھنے لگا۔ خبردار کہ تم ایسے ہو جاؤ (تاریخ مدینه ابن شبة النمیری ج ۲ ص ۶۷۳؛ ابن عساکر ج ۳۰ ص ۴۱۶؛ کنزالعمال ج۵ ص ۶۷۹ سلسه ۱۴۱۸۰)۔ص ۱۲۴

وعن عرفجة السلمی قال قال ابوبکر ابکو فان لم تبکوا فتباکوا۔ عرفہ سلمی سے مروی ہے کہا کہ ایک مرتبہ ابوبکر نے فرمایا رو۔ اگر تم کو رونا نہ آئے تو رونے کی صورت بنالو۔ص ۱۲۸

مروی ہے اسلم مولٰی عمر سے کہ عمر ایسے وقت میں ابوبکر کے سامنے گئے جب کہ وہ اپنی زبان کھینچ رہے تھے۔ تو عمر نے کہا اے خلیفئہ رسول اللہ یہ کیا کر رہے ہو؟ تو فرمایا کہ یہی وہ ہے جس نے مجھے ہلاکت میں ڈالا ہے۔ (الدرالمنثور ج ۲ ص ۲۲۱؛ کنزالعمال ج ۳ ص ۸۴۳ سلسلہ ۸۸۹۰)۔ص ۱۲۹

خالد یعنی خالد بن سعید اور اُن کے بھائی رسول اللہ ﷺ کے عمال میں سے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی تو یہ اپنے عہدۂ عمالت سے لوٹ آئے تو اُن سے ابوبکر نے کہا کہ کیا بات ہے تم کیوں اپنا عہدہ عمالت سے لوٹ آئے چونکہ رسول اللہ ﷺ کے عمال میں سے کوئی تم سے زیادہ اس عمل کا حقدار نہیں اس لئے اپنے عہدوں پر واپس جاؤ۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم ابو اجنحة کی اولاد ہیں رسول اللہ ﷺ کے بعد اب ہم کبھی کسی کے لئے ملازمت نہیں کریں گے۔ پھر یہ سب شام چلے گئے اور ان سب کو قتل کر دیا گیا۔ (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۲۴۹) ص ۱۳۷

قتیلہ بنت اشعث سے رسول اللہ ﷺ نے نکاح کیا تھا اور اُن کے پاس جانے سے پہلے آنحضرت ﷺ کی وفات ہوگئی تو اُن سے حضرموت میں عکرمہ بن ابی جہل نے نکاح کر لیا۔ یہ خبر ابوبکر کو پہنچی تو کہا یہ دل چاہتا ہے کہ ان دونوں کے اوپر ان کے گھر کو پھونک دوں۔ تو اُن سے عمر نے کہا کہ وہ امہات المؤمنین میں سے نہیں ہیں۔ (مستدرک حاکم ج ۴ ص ۳۸؛ اسد الغابة ج۵ ص ۵۳۳؛ الاصابة ج ۸ ص ۲۹۲)۔ص ۱۳۹

اسلم مولٰی عمر ابن خطاب کا قول ہے کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں اشعث بن قیس کی طرف جب کہ وہ زنجیروں میں بندھا ہوا تھا اور وہ فعلت و فعلت کہہ رہا تھا (یعنی میں نے ایسے کام کئے اور بھی کئے) اپنے جرائم کا اقرار خود کر رہا تھا۔ یہاں تک آخر کلام میں میں نے سُنا اشعث کہہ رہا تھا ابوبکر سے کہ: آپ مجھ کو باقی رکھئے اپنی جنگ کے لئے اور اپنی بہن کا مجھ سے نکاح کر دیجئے تو ابوبکر نے ایسا ہی کیا۔ ابوعمر کہتے ہیں ابوبکر کی بہن اُم فروہ بنت ابی قحافہ تھیں اور یہ ماں ہیں محمد بن اشعث کی۔[۱] ص ۱۴۶

---

[۱] محمد بن اشعث: قاتلان امام حسینؑ اور قاتلان حضرت مسلمؑ، اس اُم فروہ سے ایک بیٹی جعدہ بنت اشعث ہے جو زوجہ امام حسنؑ تھی جس نے معاویہ سے سازش کر کے امام حسنؑ کو زہر دیا۔ ابوبکر کی ایک بیٹی عائشہ جن کردار اہل بیت کے خلاف عام ہے۔ دوسرے داماد زبیر جو حضرت علیؑ سے بیعت کی پھر جمل میں آمادہ پیکار ہو کر آئے، تیسرے طلحہ داماد ابوبکر ہیں یہ بھی بیعت کرنے کے بعد جمل میں حضرت علیؑ کے خلاف تیار ہو کر آئے ہلاک کر دیا۔ یہ خاندان ابوبکر سوائے محمد ابن ابی بکر دشمن اہل بیت رسولؐ رہا ہے۔ اشعث ابن قیس وہی شخص ہے جس نے صفین میں حضرت علیؑ سے سخت کلامی کی اور حضرت علیؑ کے خلاف بغاوت کی لوگوں کو ورغلایا کہ جنگ میں حکم مقرر کیا جائے۔

ابوبکر کے دل میں شام اور روم کی فتح کا داعیہ پیدا ہوا تھا۔ص ۱۴۸

روز روز ایک نئی فتح اور بے اندازہ غنیمت مسلمانوں کے حصّہ میں آرہی تھی۔ص ۱۴۹

ابوبکر کا عمر کو خلیفہ بنانے کا وصیت نامہ عثمان نے لکھا تھا چنانچہ جب ابوبکر نے لکھوانا شروع کیا کہ امابعد میں نے تم خلیفہ بنایا۔ پھر ابوبکر بے ہوش ہوگئے۔ جو کچھ ابوبکر نے کہا تھا عثمان نے وہ لکھ لیا اور اپنی طرف سے لکھا کہ ''عمر ابن خطاب کو'' جب ابوبکر کو ہوش آ گیا تو پوچھا کیا لکھا؟ عثمان نے کہا: عمر ابن خطاب کا نام لکھا ہے۔ص ۱۵۰

وقت وفات ابوبکر نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کس دن ہوئی؟۔ تو لوگوں نے جواب دیا پیر کے دن۔ص ۱۵۳

عبداللہ ابن عمر وحی کے ایک سال قبل (بعثت سے) پیدا ہوئے، اور عمر ابن خطاب نے بعثت کے چھٹے سال اسلام قبول کیا۔ (حالانکہ عبداللہ ابن عمر ابن خطاب بعثت کے چھ برس کے بعد پیدا ہوئے اور ہجرت کے وقت اُن کی عمر سات سال سے کم تھی اور وقت وفات جناب ابوطالب ۳ سال یا اُس بھی کم سن کے تھے جنہوں نے ایمان ابوطالبؑ کی حدیث کی روایت کی ہے۔ اس لئے کہ ۵ھ غزوہ خندق میں اُن کی عمر ۱۴ یا ۱۵ سال تھی اس لئے فوج میں شامل کرلیا گیا تھا (طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۲۸۴)۔ص ۱۵۶

عن یعلی، عبید اللّٰه بن موسی، الفضل بن دکین، محمد بن عبداللّٰه الاسدی، مسعر، القاسم بن عبد الرحمن بن عبد اللّٰه بن مسعود: فکان عبد اللّٰه بن مسعود یقول ماکن تقدر علی ان نصلّی عند الکعبة حتی اسلم عمر ابن خطاب فلما اسلم قاتل قریشا حتی صلّی عندالکعبة وصلینا معه عبداللہ ابن مسعود کہا کرتے تھے کہ ہم اُس پر قدرت نہیں رکھتے تھے کہ کعبہ کے قریب نماز پڑھ لیں یہاں تک کہ عمر اسلام لائے [1]۔ص ۱۵۹

---

[1] اس حدیث کا ذکر مع اسناد طبقات ابن سعد (عربی) ج ۳ ص ۲۷۰؛ مجمع الزوائد الھیثمی ج ۹ ص ۶۳ نے لکھا ہے اور مزید واضح یہ کہ :۔

أن القاسم لم یدرک جده ابن مسعود۔یعلی۔میزان الاعتدال ج ۴ ص ۴۵۶ تا ۴۵۷ سلسله ۹۸۳۴ یعنی قاسم اپنے جد ابن مسعود کو کبھی نہیں دیکھا۔

عبیداللہ بن موسی: وضعواله أحادیث فحدث بها ولم یدر۔ میزان الاعتدال ج ۳ ص ۱٦ سلسله ۵۳۹۹

مسعر: لم یعرف وأتی بخبر منکر۔میزان الاعتدال ج۴ ص ۹۹ سلسله ۸۴٦۹؛ محمد بن عبد اللّٰه: میزان الاعتدال قال ابو حاتم لا یحتج به؛

القاسم بن عبدالرحمن بن عبد اللّٰه بن مسعود میزان الاعتدال ج۳ ص۳٦۷؛ رواه الطبرانی أن القاسم لم یدرک جده ابن مسعود السنن الکبری البیهقی ج٦ ص ۲۵۵۔

اس روایت کی رد میں یہ روایت ہے جو عفیف کندی کا واقعہ ہے کہ اچانک ایک نوجوان قریب کے اونی خیمے میں سے نکلا اور اُس نے سورج کی طرف دیکھا۔ جب اُس نے دیکھ لیا کہ سورج مغرب کی طرف جھک گیا تو اُس نے بہت اہتمام کے ساتھ وضو کی اور پھر نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا۔ کعبہ کی طرف رخ کر کے۔ پھر ایک لڑکا جو بالغ ہونے کے قریب کی عمر کا تھا اُس نے بھی وضو کی اور اُس نوجوان کے برابر کھڑے ہو کر وہ بھی نماز پڑھنے لگا، پھر اسی خیمے سے ایک عورت نکلی اور وہ ان دونوں کے پیچھے نماز کی نیت باندھ کر کھڑی ہوگئی، اس کے بعد اس نوجوان نے رکوع کیا تو اُس لڑکے اور عورت نے بھی رکوع کیا۔ پھر وہ نوجوان سجدے میں چلا گیا تو وہ لڑکا اور عورت بھی سجدے میں چلے گئے۔ میں نے (عفیف کندی) یہ منظر دیکھا تو عباس سے پوچھا: عباس یہ کیا ہو رہا ہے؟ انہوں نے جواب دیا یہ میرے بھائی عبداللہ کے بیٹے محمد (ﷺ) کا دین ہے اس کا دعوی ہے کہ اللہ تعالی نے اُس کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے یہ لڑکا میرا بھتیجا علی ابن ابی طالب ہے اور یہ عورت محمد (ﷺ) کی بیوی خدیجہ ہے۔ جب عفیف مسلمان ہوئے تو ان کو اس بات کا افسوس رہا کہ کاش چوتھا میں ہوتا۔ (اس حدیث کا ذکر طبقات ابن سعد اردو ج ۷ ص ۳۳؛ سیرۃ حلبیہ ج ۲ ص ۲۰۹ تا ۲۱۰؛ مسند احمد ابن حنبل ج ۱ ص ۲۰۹؛ مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۸۳؛ تاریخ کبیر بخاری ج ۷ ص ۴۷ میں ہے۔

فقلت یا رسول اللہ اخبرنی ما ذایبکیک انت و صاحبک فان وجدت بکآء بکیت وان لم اجد بکاء تباکت لبکائما(مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۳۱ و ۳۳؛ صحیح مسلم ج۵ ص ۱۵۷۔ عمر ابن خطاب نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ اور ابوبکر رو رہے ہیں تو عمر ابن خطاب نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے بتائے کہ آپ کیوں رو رہے ہیں اور آپ کا ساتھی بھی تو اگر مجھے رونا آئے گا تو میں بھی روؤں گا اور اگر رونا نہیں آئے گا تو آپ کے گریہ کے ساتھ شریک ہونے کے لئے رونے کی صورت بناؤں گا (رونا یا رونے کی صورت بنانا سیرت نبیؐ ہے اور سیرت صحابہ ہے)۔ص ۱۶۳

خندق کی جنگ میں جب عمر ابن خطاب نے ضرار بن الخطاب الفھری کا پیچھا کیا تو وہ پلٹا اور عمر کی طرف نیزہ کھینچا اور پھر اُس نے روک لیا اور کہا یہ میرا قابل شکر احسان ہے جو میں نے تجھ پر قائم کیا ہے (شبلی نعمانی نے بھی اس کا ذکر اپنی کتاب سیرۃ النبی میں کیا ہے)۔ص ۱۶۷

رسول اللہ ﷺ نے خندق کی لڑائی کے وقت عصر کی نماز قضا کی اور عمر ابن خطاب نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے کفار قریش کو گالیاں دیں ا۔ص ۱۶۷

حضرت فاروق کو کتنی ہی مرتبہ غلبات کے درمیان اشتباہ واقع ہوا تھا۔ص ۱۷۴

حضرت فاروق کی تہذیب و تربیت میں کتنی ہی مرتبہ آنحضرت ﷺ سے غصہ و ناراضی کا ظہور ہوا جیسا کہ نسخہ توریت کے وقت ہوا تھا۔ص ۱۷۶

أن عمر بن الخطاب أتى النبی ﷺ بکتاب أصابه من بعض اهل الکتاب فقرأه علی النبي ﷺ فغضب و قال : امتهو کون فیها یا ابن الخطاب والذي نفسي بیده لو أن موسی (کان) حیأ ما وسعه إلا أن یتبغني۔ سنن الدارمي ۱/ ۱۱۵؛ **کنزالعمال ۲/ ۳۵۳؛ الدر المنثور ۵/ ۱۴۸؛ أسد الغابة ۳/ ۱۲۶ ؛مسند امام احمد ابن حنبل ج۳ ص۳۸۷؛ مجمع الزوائد الهیثمی ج ۱ ص ۱۷۴؛ فتح الباری ج۱۳ ص ۴۳۸)۔ ص ۱۷۶۔**

ا حدثنا وکیع، عن علی بن مبارک، عن یحیی بن أبی کثیر عن أبی سلمه، عن جابر بن عبداللہ الانصاری قال جاء عمر یوم الخندق فجعل یسب کفار قریش یقول یا رسول اللہ ما صلیت العصر حتی کادت الشمس ان تغیب فقال النبی ﷺ قانا واللہ ما صلیتها۔اس حدیث کوئی کتابوں میں نقل کیا گیا ہے جس کے رواۃ یوں ہے وکیع، علی بن مبارک، یحییٰ بن أبی کثیر، أبی سلمة، جابرؓ ابن عبداللہ انصاری۔

وکیع بن الجراح : فن حدیث کے ارکان میں شمار کئے جاتے ہیں اور ابوحنیفہ کے خاص شاگرد تھے اکثر مسائل میں انہی کی تقلید کرتے تھے۔تہذیب التہذیب جلد۹ص ۱۴۰ ، میزان الاعتدال ج ۴ص ۳۳۵۔میں مذکور ہے کہ ۵۰۰ سے زائد احادیث میں انہوں نے غلطیاں کی ہیں یہ قول احمد ابن حنبل کا ہے أخطأ وکیع فی خمسمائة حدیث۔ ابن مھدی کہتے ہیں کہ ان سے اکثر روایتیں میں غلطیاں کی ہیں۔علی ابن عثمان کہتے ہیں احمد بن حنبل نے کہا کہ اس نے اہل صادق کے بارے میں جھوٹ کہا ،اور یہ جھوٹے تھے من کذب بأهل الصدق فهو الکذاب۔ایساہی ابن عساکر نے تاریخ بغداد جلد ۱۲ص ۳۴۸ طبع دارالکتب العلمیۃ بیروت۔المستفاد ابن النجار بغدادی متوفی ۶۳۴ھ طبع دارالکتب العلمیۃ بیروت ج ۲ص۱۰۵اور بحر الام فیمن تکلم فیه الامام احمد بمدح أولم ابوالمحاسن تالیف یوسف ابن المبرد ص ۱۶۸ طبع دارالکتب العلمیۃ بیروت میں ہے۔وکیع اکثر حدیثوں میں اُن راویوں کا نام نہیں بتلاتے تھے جن سے انہوں نے حدیث لی ہے جس سے سامعین کو اشتباہ ہوتا تھا۔سیرۃ النعمان ص ۱۷۵علامہ شبلی نعمانی طبع مدینہ پبلشنگ کراچی۔۱۹۷ھ میں وفات پائی۔

علی بن مبارک: بخبر کذب، هو المهتم به۔میزان الاعتدال ج ۳ص ۱۵۲سلسلہ ۵۹۱۶

یحییٰ بن أبی کثیر۔ قال ابن مبارک عن همام کما نحدث یحیی بن أبی کثیر بالغداة، ابن حبان: کان یدلس فکلما روی عن أنس فقد دلس عنه ، لم یسمع من أنس ولا من صحابی قال أبو حاتم ول یدرک أحد من الصحابة إلا انسا راه رؤیة۔ تهذیب التهذیب ابن حجر عسقلانی ج ۱۱ ص ۲۳۶۔ میزان الاعتدال الذهبی ج ۴ ص ۴۰۲ سلسله ۹۶۰۷ قال یحیی بن القطان : مسلات یحیی بن أبی کثیر شبه الریح، ذکره العقیلی فی کتابه : ولهذا أوردته، فقال : ذکر بالتدلیس۔ یہ تھے اس حدیث کے راویان فیصلہ ناظرین کریں۔مرادؔ

بعث عمر و بعث الناس الی مدینتهم او قصر هم فقاتلو هم فلم یلبثوا ان هزموا عمر و اصحابه فجآؤا یجبنونه ویجبنهم۔
مستدرک الصحیحین ج۳ ص ۳۷؛ مجمع الزوائد ج۶ ص ۱۵۱؛ کنزالعمال ج۱۰ ص ۴۶۲ سلسلہ ۳۰۱۱۹؛ ابن عساکر ج۴۲ ص ۹۳؛ طبری (عربی) ج۲ ص ۳۰۰ (اردو) جلد اول ص ۳۵۹۔ رسول اللہ ﷺ خیبر کو روانہ ہوئے۔ جب وہاں پہنچے تو عمر کو بھیجا اور اُن کے ساتھ لوگوں کو روانہ کیا اُن یہودیوں کے شہر یا قصر کی طرف تو زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ عمر اور اُن کے اصحاب شکست کھا کر پسپا ہو کر واپس آئے اُن کے ساتھی اُن پر بزدلی کا الزام لگا رہے تھیا وروہ اُنساتھیوں پر بزدلی کا الزام لگا رہے تھے۔ اس کو حاکم نے روایت کیا ہے اور حضرت مرتضیٰ نے یہ ایک بلیغ کلام فرمایا ہے۔ چونکہ یہاں مقصد جنگ میں (اپنے نقصان کی پرواہ کئے بغیر) گھس جانا تھا تو اُس کے ترک کو لفظ جبن (نامردی) سے تعبیر کیا۔ص ۱۷۸
معاویہ اور عمر ابن خطاب کی گفتگو۔ص ۲۵۷

قال عمر انی اراک تقول ان صاحبک اولی الناس بها یعنی علیا قلت اجل واللہ انی لا قول ذلک فی سابقته و علمه و قرابته و صهره قال انه کما ذکرت ولکنه کثیر الدعابة، فعثمان قال واللہ لو فعلت لجعل بنی ابی معیط علی رقاب الناس یعلمون فیهم بمعصیة اللہ واللہ لو فعلت لفعل ولو فعل لفعلوا فوثب الناس الیه فقتلوه قلت طلحة بن عبیداللہ قال الا کیسع هو ازهیٰ من ذلک ما کان اللہ لیرینی اولیه امر امة محمد ﷺ و هو علی ما فیه من الزهوقلت الزبیر بن العوام قال اذا ملاطم الناس فی الصاع والمد قلت سعد ابن ابی وقاص قال لیس بصاحب ذلک ذاک صاحب مقنب یقاتل فیه قلت عبدالرحمن بن عوف قال نعم الرجل ذکرت ولکنه ضعیف عن ذلک واللہ یا ابن عباس ما یصلح لهذا الامر الا القوی فی غیر عنف واللین فی غیر ضعف الجواد فی غیر سرف الممسک فی غیر بخل۔ (ابن عباس نے کہا کہ: میں ایک دن عمر ابن خطاب کے ساتھ ٹہل رہا تھا اس دوران میں اُنھوں نے ایک لمبا سانس لیا کہ مجھے یہ گمان ہوا کہ بس اُن کی پسلیاں ٹوٹ گئیں۔ تو میں نے کہا: سبحان اللہ! واللہ آپ کے اندر سے ایسی سانس نہیں نکلی ہے مگر کسی امر عظیم کے لئے۔ فرمایا: کیا کہوں اے ابن عباس میں نہیں سمجھ سکا ہوں کہ اُمتِ محمد ﷺ کے لئے (خلافت کے لئے) کیا کروں۔ میں نے کہا: وہ کیسے؟۔ اللہ کا شکر ہے کہ آپ قادر ہیں اور ایک ثقہ مقام پر اس ذمہ داری کو رکھ دیں)۔ عمر نے کہا کہ: میں خیال کرتا ہوں کہ تم اس معاملے میں اپنے صاحب کو اس کے لئے سب سے زیادہ مستحق سمجھتے ہو۔عمر اس سے حضرت علیؑ کو مراد لے رہے تھے، میں نے کہا: ہاں واللہ! میں اُن کے سابقہ اعمال اور اُن کے علم اور اُن کی قرابت اور اُن کے داماد ہونے کی وجہ سے اُن ہی کے لئے کہہ رہا ہوں۔ فرمایا: کہ وہ ایسے ہی ہیں جیسا تم نے ذکر کیا، لیکن وہ زیادہ مزاح کرتے ہیں (مراد ظرافت)۔ میں نے کہا: عثمان موجود ہیں تو بولے کہ: واللہ اگر میں نے ایسا کیا تو ابو معیط کی اولاد کو لوگوں کی گردنوں پر سوار کردے گا اور وہ لوگوں پر اللہ کی معصیت کے ساتھ حکمرانی کرنے لگیں گے۔ واللہ اگر میں نے ایسا کیا تو وہ ضرور وہی کرے گا اور جب وہ یہ کرے گا تو وہ لوگ بھی وہی کریں گے نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگ عثمان پر ٹوٹ پڑیں گے اور اُس کو قتل کردیں گے۔ میں نے کہا: طلحہ بن عبیداللہ۔ تو فرمایا: کہ اُکسیع یعنی غلط کار بلکہ وہ اس بھی بڑا ہوا خود پسند ہے۔ اللہ تعالی ایسا نہ کرے کہ میں اُمت محمدی ﷺ کی تولیت اُس کے سپرد کردوں اور وہ اپنی اُسی صفت خود پسندی پر ہو۔ میں نے کہا: زبیر بن العوام۔ تو کہا: اگر وہ ہوا تو ہمیشہ لوگوں کی چھوٹی چھوٹی باتوں (صاع اور مد) کے بارے میں لوگوں کو طمانچے مارے گا اور امور مہمہ پر توجہ نہ دے گا میں نے کہا: سعد بن ابی وقاص تو کہا: وہ اس کا اہل نہیں وہ جنگی سواروں میں کا ایک شخص ہے، میں نے کہا: عبدالرحمٰن بن عوف۔ فرمایا: کہ بہت اچھا آدمی ہے جس کا تو نے ذکر کیا لیکن وہ اس ذمہ داری کے لئے ضعیف ہے۔ص ۲۶۷ تا ۲۶۹ (ابن عساکر ج۴۴ ص ۴۳۸؛ کنزالعمال ج۵ ص ۷۳۷ سلسلہ ۱۴۲۶۲؛ اور ج۵ ص ۷۴۰ سلسلہ ۱۴۲۶۶؛ الفائق فی غریب

الحدیث محمود بن عمر الزمخشری متوفی ۵۳۸ھ ج ۳ص۱۶۸؛ المنخول الغزالی ص۵۶۰؛تاریخ المدینۃ ابن شبّہ النمیری ج ۳ص ۸۸۰۔ اےص ۲۷۴

مروی ہے حسین ابن علیؑ سے فرمایا کہ میں عمر ابن خطاب کے پاس پہنچا جب کہ وہ منبر پر تھے تو میں اُس منبر پر چڑھ گیا اور میں نے عمر سے کہا کہ میرے باپ کے منبر پر سے اُترو، اور اپنے باپ کے منبر کی طرف جاؤ تو عمر نے کہا میرے باپ کے پاس کوئی منبر نہیں تھا۔ اور انھوں نے مجھے اپنے ساتھ بٹھالیا۔ میرے ہاتھ میں کچھ کنکریاں تھیں میں اُن کنکروں کو اُلٹ پلٹ کرنے لگا۔ یہاں تک جب عمر اُتر آئے تو مجھے اپنے ساتھ اپنے مکان پر لے گئے۔ پھر مجھ سے کہا: یہ کہنے کیلئے آپ کو کس نے سکھایا تو میں نے جواب دیا: واللہ مجھے کسی نے نہیں سکھایا۔ پھر مجھ سے کہا: میرے فرزند! اچھا ہوتا آپ ہمارے پاس آیا کرتے۔ چنانچہ پھر ایک دن میں اُن کے پاس گیا اور عمر ابن خطاب خلوت میں معاویہ کے ساتھ مشغول تھے اور دروازہ پر عبداللہ ابن عمر تھے۔ میں لوٹ آیا۔ اس کے بعد پھر عمر مجھ سے ملے تو کہا: میں نے آپ کو نہیں دیکھا۔ میں نے کہا: میں آیا تھا اور اُس دن آپ معاویہ کے ساتھ تنہائی میں تھے میں لوٹ گیا۔ عمر نے کہا: ابن عمر سے زیادہ میرے نزدیک اجازت کے لئے آپ سب سے زیادہ حقدار ہیں۔ إنمه أثبت في رؤوسنا ما هدي الله و أنتم۔ یا إنما أنبت ما تري في رؤوسنا الله ثم أنتم۔ ہمارے سر پر جو بال ہیں اللہ نے آپ کے طفیل میں اُنھیں اُگایا ہے۔ (تاریخ بغداد خطیب ج ۱ص ۱۵۲ باب الحسن والحسین؛ ابن عساکر ج ۱۴ص ۱۷۶؛ تہذیب التہذیب حالات امام حسینؑ ج ۲ص ۳۰۰؛ سیر اعلام النبلاء ذہبی حالات الحسینؑ ج ۳ص ۲۸۵؛ معرفۃ الثقات ج ۱ ص ۳۰۲؛تہذیب الکمال المزی ج ۲ ص ۴۰۴؛ کنز العمال ج ۳ ص ۶۵۵ سلسلہ ۳۷۶۶۲؛ الریاض النضرۃ المحب الطبری ج ۲ ص ۳۴۱ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت۔)ص ۲۹۸

نبی ﷺ کی ازواج نے حج کے لئے عمر سے اجازت مانگی تو انہوں نے اجازت دینے سے انکار کیا۔ یہاں تک کہ جب اُن پر کافی دباؤ ڈالا گیا تو کہا اچھا مناسب انتظام ہونے پر آئندہ سال اجازت دوں گا۔ اور یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں۔ زینب بنت جحش نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے حجۃ الوداع کے وقت یہ سُنا کہ یقول عام حجۃ الوداع انما ھو ھذہ الحجۃ ثم الحصر آپ نے ہم ازواج سے فرمایا یہ حج تمھارا ہے اب اس کے بعد ظہور حصر ہے یعنی بوریوں پر گھر میں بیٹھا رہنا۔ (اختلاف الحدیث امام شافعی ص ۵۱۳؛ مسند احمد ج ۵ ص ۲۱۸؛ ابی داؤد ج ۱ص ۳۸۸، طبقات ابن سعد حالات زینب جحش ج ۸ص ۵۳؛ باب حج النبی ﷺ ج ۸ص ۲۰۸۔ الریاض النضرۃ المحب الطبری ج ۲ ص ۳۴۲ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت اور کئی کتابوں میں اس کا ذکر ہے)۲۔ ص ۲۹۰۔

عمر ابن خطاب جب تک بچہ دودھ پینا نہیں چھوڑ دیتا اُس وقت تک اُس کے لئے وظیفہ نہیں جاری کرتے تھے۔ اور خود اپنی اس غلطی پر نادم ہوئے اور کہا یا بؤ سا

۱۔ کان فیہ صلی اللہ علیہ و سلم۔ دعابۃ۔ میزان الاعتدال و سیر اعلام النبلاء۔ حالات علی بن عاصم ؛! آنحضرتؐ کے مزاج میں ظرافت تھی! وذکر لہ علی للخلافۃ فقال لولا دعابۃ فیہ۔ حضرت عمر کے سامنے حضرت علیؑ کا ذکر آیا کہ کیا علیؑ خلافت کے لائق نہیں ہیں انہوں نے کہا بیشک مگر اُن میں ظرافت نہ ہوتی۔ غریب الحدیث ج ۲ ص ۱۱۸ یعنی سب باتیں جو خلافت کے لئے ضروری ہیں اُن میں تھی مگر مزاج میں ظرافت کی وجہ سے خلافت کے سزاوار نہیں ہوئے اس لئے کہ اس سے رعب میں کمی ہو جاتی۔ النہایۃ فی غریب الحدیث ابن الاثیر ج ۲ص ۹۳، شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج ۱ص ۲۵۔ اِھذہ الدعابۃ اخرک الی الرابعۃ اسی ظرافت نے تو آپ (علیؑ) کو چوتھے درجہ میں رکھا۔ لغات الحدیث حرف ''د''۔ علامہ وحید الزمان ص ۳۷)

۲۔ ولم نعلم من أمهات المؤمنین امرأة خرجت إلی جمعة ولا جماعة في مسجد و أزواج رسول الله بکما نهن من رسول الله أولی بأداء الفرائض۔ اختلاف الحدیث امام شافعی ص ۵۱۳)امام شافعی فرماتے ہیں کہ یاس بات کا ہم کو علم نہیں کہ امہات المؤنین کبھی نماز جمعہ یا کسی نماز جماعت میں شرکت کی ہے اداء فرائض کے لئے۔

لعمر کہ کس قدر بربادی ہے عمر کی مسلمانوں کے بچوں میں سے اُس نے کتنوں کو ہلاک کر دیا۔ (طبقات ابن سعد جلد ۳ ص ۳۰۱ ذکر استخلاف عمر)۔ص ۲۷۴

جب عمر ابن خطاب نے امام حسینؑ کو ایک ہزار درہم دیئے اور ابن عمر کو پانچ سو تو عبداللہ ابن عمر نے احتجاجاً کہا کہ میں ایک طاقتور مرد تھا زمانہ رسولؐ میں۔ میں جب تلوار چلا رہا تھا اور اُس وقت حسنؑ اور حسینؑ بچے تھے مدینے کی گلیوں میں پھرتے تھے۔ ان دونوں کو آپ نے ایک ایک ہزار دے رہے ہیں اور مجھ کو صرف پانچ سو۔ تو عمر نے کہا نعم اذهب فأتني باب كابيهما وام كامهما۔ ہاں! جا میرے پاس ایسا باپ لے آ جیسے اُن کا باپ ہے اور ایسی ماں لے آ، جوان دونوں کی ماں کی مانند ہو، ایسا نانا لے آ جو اِن دونوں کا نانا ہے، ایسی نانی لا جوان دونوں کی نانی جیسی ہو، ایسا چچا لا جیسے ان کا چچا ہو، اور ایسا ماموں لا جیسے ان کا ماموں ہو (الرياض النضرة المحب الطبرى ج ۲ ص ۳۴۰ طبع دار الكتب العلمية بيروت)۔ص ۲۹۲

روایت کیا عمر سے کہ مجھے نبی ﷺ نے دیکھا میں کھڑا ہو کر پیشاب کر رہا ہوں تو فرمایا: یا عمر لا تبل قائما۔ اے عمر! کھڑے ہو کر پیشاب نہ کر۔ (مستدرک حاکم ج ص ۱۸۵؛ ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۱۲ باب البول؛ ترمذی ج ۱ ص ۱۰؛ کنز العمال ج ۹ ص ۵۰۹ سلسلہ ۲۷۱۸۹)۔ص ۳۱۶

ابوبکر، یسار بن نمیر سے روایت کرتے ہیں: كان عمر اذا بال مسح ذكره بحائط او حجر ولم يمسه مآء (المصنف ابن ابى شيبة ج ۱ ص ۷۲، كنزالعمال ج ۹ ص ۵۱۸ سلسله ۲۷۲۳۶) قلت اجمع على ذلك علماء اهل السنة و ليس فيهما حديث مرفوع وانما هو مذهب عمر قياسا على الا ستنجاء من الحائط اطبق على على تقليد العلماء۔ عمر جب پیشاب کرتے تو اپنے ذکر کو دیوار یا پتھر سے صاف کرتے اور پانی کو چھوتے تک نہیں تھے۔ میں کہتا ہوں کہ اس پر (یعنی ڈھیلے سے استنجاء پر) علماء اہل سنت نے اجماع کیا ہے اور اس بارے میں کوئی حدیث مرفوع نہیں ہے اور وہ صرف عمر کا مذہب ہے۔ دیوار سے استنجا کرنے پر قیاس کرتے ہوئے اُس کی تقلید پر علماء نے ڈھیلے سے مطابقت کی ہے۔ص ۳۱۶

عمر ابن خطاب کے پاس زید بن ثابت کو اس الزام میں لایا گیا کہ غسل جنابت کے سلسلے وہ اپنی رائے سے فتوے دے رہے ہیں۔ جب اُن سے سوال کیا تو انہوں نے کہا" میں نے اپنے چچا سے یہ سُنا جب کہ کوئی شخص کسی عورت کے پاس جائے اور انزال کے بغیر اپنا عضو باہر نکال لے تو غسل نہیں"۔ اس مسئلے کی تحقیق کے لئے تمام انصار اور مہاجرین کو بلوایا گیا تو تمام نے کہا اس سلسلے میں غسل نہیں ہے۔ سوائے حضرت علیؑ کے اور معاذ صحابی کے انہوں نے کہا کہ جب ختنہ کی جگہ سے ختنہ گذر جائے تو غسل واجب ہو گیا۔ اس پر عمر بیحد ناراض ہوئے اور کہا کہ تم لوگ اصحاب بدر ہو اور باہم اتنا اختلاف۔ اس پر عمر نے بیٹی حفصہ سے اس مسئلے کو پوچھا کہ رسولؐ اللہ کی کیا سیرت تھی، انھوں نے کہا کہ اس بارے میں مجھے کچھ علم نہیں (المصنف ابن أبى شيبة الكوفى ج ۱ ص ۱۱۱)۔ص ۳۱۸

عمر نے فرمایا: کہ جنبی (جسے غسل جنابت کی ضرورت ہو) تیمم نہیں کرے گا بدل غسل جنابت کے اگرچہ مہینہ بھر تک پانی میسر نہ ہو۔ص ۳۲۰

مالک نے روایت کیا کہ عمر نے اپنے موذن کو تعلیم کیا کہ: وہ یہ کہا کرے الصلواة خير" من النوم۔ یعنی نماز سونے سے بہتر ہے۔ص ۳۲۸

شافعی کے قدیم قول میں ہے کہ عمر ابن خطاب نے نماز پڑھی اور اُس میں قراءت نہ کی پھر نماز ختم کرنے کے بعد اُنہوں نے لوگوں سے پوچھا: میرا رکوع اور سجدے کیسے تھے تو لوگوں نے جواب دیا: اچھے تھے۔ تو عمر ابن خطاب نے کہا: پھر کوئی اندیشہ نہیں۔ص ۳۳۴

انس سے روایت کرتے ہیں کہ ابوبکر اور عمر اور عثمان قراءت کا افتتاح کرتے تھے الحمدللہ رب العالمین سے، ایک روایت میں ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں پڑھا۔ شافعی نے بسم اللہ جہر سے پڑھنے کو ترجیح دی۔ص ۳۳۵

شافعی، حسن سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اور ابوبکر، اور عمر قنوت پڑھا کرتے تھے نماز فجر میں رکوع کے بعد۔ص ۳۴۱

عمر نے کہا: کہ دعا ٹھیری رہتی ہے آسمان وزمین کے درمیان جب تک تو نبی ﷺ پر درود نہ پڑھے۔ص ۳۴۳

عمر نے فرمایا: کے صلواۃ سفر دو رکعت ہے۔ عمر جب سفر کرتے تو تین میل چلنے کے بعد نماز قصر کیا کرتے تھے۔ عمر نے کہا دو نمازوں کو جمع کرنا گناہ ہے سفر یا غیر سفر۔ جب کے صحت کے ساتھ یہ ثابت ہے رسول اللہ ﷺ نے تبوک میں دو نمازوں کو جمع کیا۔ ص ۳۴۵

تراویح اور عمر کا فرمانا کہ: یہ نعمت البدعۃ ہے۔ ص ۳۴۹

جنازوں کی نماز میں تکبیرات کے بارے میں اصحاب میں کوئی پانچ کہتا تھا اور کوئی ۴ چار جب یہ اختلاف عمر نے اپنے دور میں دیکھا تو سب کو جمع کیا اور کہا تم اصحاب رسول ہو جب تمہارے درمیان ہی میں اختلاف ہے تو تمہارے بعد آنے والوں کا کیا حال ہوگا تم لوگوں کو ایک چیز پر متفق ہونا چاہئے۔ ص ۳۵۸

ایک ابر آلود دن میں عمر ابن خطاب نے روزہ افطار کرلیا اور سمجھے کہ شام ہوگئی پھر ایک شخص آیا اور کہا: سورج ظاہر ہوگیا ہے تو عمر نے کہا یسیر اجتھدنا۔ ہم نے اجتہاد کرلیا تھا۔ ص ۳۷۳

الشافعی عن حمید بن عبد الرحمن انّ عمر و عثمان کانا یصلیان المغرب حین ینظران الی الیل البھیم ثم یفطران بعد الصلواۃ و ذلک فی رمضان (کتاب المسند امام الشافعی ص ۱۰۴؛ سنن کبری البیھقی ج۴ ص ۲۳۸؛ کنز العمال ج۸ ص ۶۱۲۔

شافعی، حمید بن عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں کہ عمر اور عثمان دونوں مغرب کی نماز اُس وقت پڑھتے تھے جب دیکھ لیتے تھے تاریکی رات کی، پھر افطار کیا کرتے تھے بعد نماز کے اور یہ رمضان میں ہوتا تھا۔ ص ۳۷۴

عن سعید بن مسیب کان عمر یکتب الی امراء لا تکونوا من المسوفین لفطرکم و لا تنتظروا لصلوٰتکم اشتباک النجوم۔ المصنف عبدالرزاق الصنائی ج۴ ص ۲۲۵۔ سعید بن مسیّب سے کہ عمر اپنے امراء کو لکھا کرتے تھے کہ افطار میں تاخیر کرنے والے نہ بنو اور نہ اپنی نماز کے لئے ستاروں کی جگمگاہٹ کا انتظار کرو۔ ص ۳۷۴

عن ابی عمر و الشیبانی بلغ عمر انّ رجلاً یصوم الدھر فعلاہ بالدرۃ (فتح الباری ج۴ ص ۱۹۳؛ المصنف ابن أبی شیبۃ ج۲ ص ۴۹۲)۔ عمر کو یہ اطلاع ملی کہ ایک شخص ہمیشہ روزہ رکھتا ہے تو انہوں نے اسے بلا کر درہ مارا۔ ص ۳۷۵

ابوبکر طاؤس سے روایت ہے کہ ابن عباس نے کہا تمتع کیا ہے رسول ﷺ نے ابوبکر نے عمر نے اور عثمان نے اور سب سے پہلے جس شخص نے اُس سے روکا وہ معاویہ ہیں۔ (تمتع سے مراد کہ اول حج مفرد کا احرام باندھا۔ پھر عمرے کو بھی اُس میں شامل کرلیا) ص ۳۸۱

احمد بن حنبل عن جابر بن عبداللہ تمتعنا مع رسول اللہ ﷺ و مع أبی بکر فلمّا ولّی عمر ابن خطاب خطب الناس فقال ان القرآن ھو القران وان رسول اللہ ھوالرسول کانتا متعتان علی عھد رسول اللہ احدھٰما متعۃ الحج والاُ خرای متعۃ النسائمعناہ لیستا بعدہ۔ (﴿ وأنا انھی عنھما﴾۔ کنز العمال ج۱۶ ص ۵۲۱ سلسلہ ۴۵۷۲۲؛ تاریخ بغداد خطیب ج۱۴ ص ۲۰۲؛ تاریخ ابن عساکر ج۶۴ ص ۱۷؛ تھزیب الکمال المزی ج۱ ۳ ص ۲۱۴؛ تذکرۃ الحفاظ ذھبی حالات مکی بن ابراھیم ج ۱ ص ۳۶۶) احمد بن حنبل نے جابر ابن عبداللہؓ سے کہ ہم نے تمتع کیا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور ابوبکر کے ساتھ پھر جب عمر خلیفہ ہوئے تو عمر ابن خطاب نے خطبہ دیا اور کہا کہ بیشک قرآن (ہمیشہ کے لئے) وہی قرآن ہے اور اللہ کے رسولؐ وہی رسول ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دو متعہ تھے ایک متعۂ حج اور دوسرا عورتوں سے متعہ کرنا یہ دونوں اب باقی نہیں رہے۔ (اصل کتاب میں ہے کہ میں ان کو دونوں کو منع کرتا ہوں۔ مرآد)۔ ص ۳۸۲

عمر سے جب وہ مکہ میں تھے کسی نے آ کر اُن سے پوچھا: کس جگہ سے میں عمرہ کروں (میقات) تو عمر ابن خطاب نے اُس سے کہا کہ جا علیؑ ابن ابی طالب سے پوچھ وہ جب آیا اور حضرت علیؑ سے پوچھا تو آپ نے جواب دیا جہاں سے تو نے شروع کیا۔ پھر یہ واپس آ کر حضرت علیؑ کا جواب عمر ابن خطاب کو سُنایا۔ تو

عمر نے کہا کہ اس جواب کے سوا میرے نزدیک کوئی اور جواب نہیں ہے (سنن دارمی ج ۱ ص ۲۲۱) ۔ص ۳۸۳

جآء رجل الی عمر فقال ان لی ولیدۃ وابنتها وانهما قد اعجبتانی افاطاهما قال آیۃ أحلت وآیۃ حرمت۔ (المصنف ابن أبی شیبۃ الکوفی ج ۳ ص ۳۰۵) ایک شخص عمر کے پاس آیا اور اُس نے کہا کہ میری مِلک میں ایک جاریہ (کنیز) ہے اور اُس کی بیٹی ہے اور دونوں مجھے بہت پسند ہیں کیا میں دونوں سے جماع کرسکتا ہوں؟ ۔تو فرمایا ایک آیت (او ما ملکت ۔) سے تو حلال ہو جاتی ہے اور ایک آیت (ان تجمعوا) سے حرام ہوتی ہے۔ص ۴۱۰

شافعیؒ طاؤس سے روایت کرتے ہیں کہ ابو الصهباء نے ابن عباسؓ سے سوال کیا کہ تین طلاقیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک طلاق قرار دی جاتی تھی اور عہد حضرت ابوبکر میں بھی اور حضرت عمر کے ابتدائے امارت کے تین سال تک اسی پر عمل ہوتا رہا؟ ابن عباسؓ نے کہا: ہاں۔

مسلم طاؤس سے اور وہ ابن عباسؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر کے زمانے میں اور حضرت عمر کی خلافت کے دو سال تک تین طلاق کو ایک قرار دیا جاتا تھا۔ پھر حضرت عمر ابن خطاب نے کہا کہ لوگوں نے عجلت کرنا شروع کر دیا اس امر میں جس میں اُن کو مہلت دی گئی تھی تو کیوں نہ ہم اُن پر اُس کو جاری کر دیں (یعنی تین طلاق کو تین ہی قرار دیں) کتاب" المسند " ص ۱۹۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت الامام شافعیؒ متوفی ۲۰۴ھ ؛ صحیح مسلم ج ۴ ص ۱۸۴ ؛ سنن ابو داؤدؒ باب تفریع ابواب الطلاق سلسلہ ۲۱۹۹ ج اول ص ۴۹۰؛ سنن النسائی کتاب الطلاق ج ۶ ص ۱۴۵ ؛ السنن الکبری ج ۷ ص ۳۳۶ ۔ ص ۴۱۷ تا ۴۱۸۔

قال عمر لو تقدمت فیها لرجمت یعنی المتعۃ ابوبکر عن سعید بن المسیب انه قال رحم اللہ عمر لو لا انه نهی عن المتعۃ صار الزنا جهارا (المصنف ابن أبی شیبۃ ج ۳ ص ۳۹۰ ؛ تاریخ المدینۃ ابن شبۃ النمیری ج ۲ ص ۷۲۰۔ ابوبکر، ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ عمر نے فرمایا کہ اگر میرے سامنے یہ معاملہ آیا تو میں سنگسار کردوں گا۔ آپ کی مراد متعہ تھا۔ ابوبکر نے سعید بن المسیب سے کہ انھوں نے فرمایا: کہ عمر پر اللہ رحمت نازل کرے اگر وہ متعہ سے نہ روکتے تو کھلم کھلا زنا ہونے لگتا [1]۔ص ۴۳۰

قابل اعتبار صرف بچپن ہی کی رضاعت ہے۔ عمر کا فیصلہ (سنن الکبری البیهقی ج ۷ ص ۴۶۱) ۔ص ۴۳۹

دورِ عمر میں اُن کے عامل نے لکھا کہ: جو لوگ توریت پڑھتے ہیں سنیچر کو عبادت کرتے ہیں اور قیامت پر اُن کا ایمان نہیں اُن کے ذبیحوں کے بارے میں کیا حکم ہے۔ تو جواب دیا کہ وہ لوگ اہل کتاب ہیں اُن کے ذبیحے اہل کتاب کے ذبیحے ہیں۔ قال ما نصاری العرب باهل الکتاب ولا یحل لنا ذبائحهم و ما انا بتارکهم حتی یسلموا او اضرب اعناقهم (سنن الکبری البیهقی ج ۹ ص ۲۱۶) عرب کے نصاریٰ (یعنی بنی تغلب) اہل کتاب نہیں ہیں اور ہمارے لئے اُن کے ذبیحے حلال نہیں ہیں اور میں اُن کو چھوڑنے والا نہیں یا تو اسلام قبول کریں یا میں اُن کی گردن ماروں (کنز العمال ج ۶ ص ۲۶۷ سلسلہ ۱۵۶۳۷ ۔ص ۴۳۹

ولید بن عقبہ کے شراب کی علت پر کوڑے لگوائے گئے، حضرت علیؑ نے فرمایا: نبی ﷺ نے چالیس کوڑے لگوائے اور ابوبکر نے چالیس کوڑے لگوائے اور عمر نے اسی (۸۰) کوڑے اور مجھے سنت رسول ﷺ پسند ہے یعنی چالیس کوڑے لگوانا (صحیح مسلم ج ۵ ص ۱۲۶؛ سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۳۵۹) ۔ص ۴۵۵

---

[1] اس کے برعکس ابن عباس کا قول ہے کہ اگر عمر متعہ کو حرام نہ کرتے تو ایک بھی زنا نہ کرتا۔ دوسری حدیث ہے إلا شقی ۔یعنی چند لوگ زنا کرتے اصل عبارت یوں ہے۔ عن ابن عباس قال ماکنت المتعۃ إلا رحمۃ رحم اللہ بها هذا الامۃ ولا لا نهی عمر ابن خطاب عنها مازنی إلا شقي) تفسیر طبری جامع البیان ج ۵ ص ۱۹ ؛ شرح معانی الآثار ج ۳ ص ۲۶ ۔تفسیر قرطبی ج ۵ ص ۱۳۰ سورۃ النساء۔ اور کنز العمال ج ۱۶ ص ۵۲۳ سلسلہ ۴۵۷۲۸، حضرت علیؑ کی طرف بھی اس روایت کو منسوب کیا گیا ۔مراد)

sabeelesakina@gmail.com www.ziaraat.com

دوررسول اللہ ﷺ میں حضرت علیؑ خمس کی تقسیم کرتے تھے(السنن الکبری البیھقی ج۶ ص ۳۴۴)۔ص ۴۷۰

عمرابن خطاب کے آخرسال میں مال غنیمت جب بہت آیا تو عمر نے حضرت علیؑ کو بلوایا اور خمس دینا چاہا تو حضرت علیؑ نے لینے سے انکار کیا۔ص ۴۷۰

حدثنا عبد اللّٰه القعنبی عن مالک عن زید بن أبی انیسة ان عبد الحمید بن عبد الرحمن بن زیدبن عمر بن الخطاب اخبره عن مسلم بن یسار الجهنی عن عمر ابن خطاب سئل عن هذاه الآية :﴿واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظهورهم (سورة اعراف آیت ۱۷۲)﴾ اس آیت کی تفسیر میں عمرابن خطاب نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سُنا کہ: فرمایا کہ اللہ نے آدم کو پیدا کیا پھر اپنا دایاں ہاتھ اُس کی پشت پر پھیرا اور اُس سے ذریت کو نکالا پھر کہا کہ میں اُن کو پیدا کیا جنت کے لئے اور یہ عمل اہل جنت پر کار بندرہوں گے، پھر اُس کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور اس سے جو ذریت کو نکالا اور کہا میں اِن کو نار کے لئے اور یہ عملِ اہل نار پر کار بندہوں گے۔تو ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللّٰه ! ففیم العمل ؟ پھر عمل کا کیا ہوا؟۔(مسند احمد ج۱ ص ۴۵؛سنن اَبی داوٗد کتاب السنۃ باب فی القدر ج ۲ س ۴۱۴؛ترمذی باب تفسیر سورہ اعراف ج ۴ ص ۳۳۱(عربی))۔ص ۵۰۸

مالک عن اسحق بن عبد اللّٰه بن أبی طلحة عن انس بن مالک قال رأيت عمر بن الخطاب وهو یومئذ یطرح له صاع من تمر فیا کله حتی یأکل حشفها۔ مالک اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے اور وہ انس بن مالک سے کہا کہ میں نے عمرابن خطاب کو دیکھا اس حال میں کے اس دن اُن کے سامنے ایک صاع (چھ پاؤنڈ،تین کیلو) کھجور ڈال دی جاتی تھی تو وہ اُس کو کھاتے تھے یہاں تک اُن میں کے خراب دانوں کو بھی (اصل عبارت میں حشفها یعنی(Seed) گٹھلی)۔(کنزالعمال ج۱۲ ص ۶۱۲ سلسلہ ۳۵۸۹۹؛طبقات ابن سعد باب استخلاف عمر ج۳ ص ۳۱۸)۔ص ۵۱۴

لم یفارقنا حتی یعهد الینا عهدا الجد والكلالة وابواب من ابواب الربوا۔(صحیح بخاری ج۵ ص ۲۴۳ کتاب الاشربة؛ سنن ّبی داوٗد کتاب الاشربة ج۲ ص ۱۸۲) عمرابن خطاب کہتے تھے کہ کاش میں رسول اللہ ﷺ سے جدا نہ ہوتا یہاں تک کہ وہ مفصل حکم ہم کو نہ دیدتے، جد اور کلالہ اور چند ابواب سود کے۔ص ۵۱۸

عمرابن خطاب نے فتاوٰی اور قضاء کے بارے میں عبداللہ ابن مسعود کو یہ مشورہ دیا کہ وَلِّ حارَّها مَن تَوَلّٰی قارّها(سنن دارمی ج ۱ ص ۶۱؛ سیر اعلام النبلاء ج۴ ص ۲۱۲)(جس کا بوجھ اُسی کے سر پر)یعنی فتوی اگر مشکل ہو تو پوچھنے والے ہی پر چھوڑ دو اپنے کو مصیبت مت ڈالو)۔ص ۵۲۶

---

[1] اس کے راویوں میں زید ابن أبی أنسية جس کے بارے میں میزان الاعتدال ج ۲ ص ۹۸ سلسلہ ۲۹۹۰ میں ہے کہ امام نسائی کہا لیس به بأس؛ اور امام احمد نے لکھا کہ فی حدیثه بعض النکارۃ مرآد)

03333589401

جلد چھارم

عمرابن خطاب نے کہا کہ ہمارے رومال ہمارے پاؤں کے تلوے ہوتے تھے جب ہم چکنی چیز کھاتے تو اُن سے ہاتھ مل لیتے تھے۔ص ۲۶

روایت کیا ہے ابن ابی شیرویہ دیلمی نے اپنی کتاب النقی اوردوسرے حضرات نے اس کی تخریج کی مختصراً الفاظ کے تغیر کے ساتھ اور یہ ہے کہ عمر کا ایک بیٹا تھا جسے ابوشحمۃ کہا جاتا تھا۔وہ ایک دن ان کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے زنا کیا ہے مجھ پر حد قائم کردیجئے۔آپ(عمر) نے کہا تو نے زنا کیا ہے؟ اُس نے کہا: ہاں اس سوال کا جب چار مرتبہ تکرار کیا۔فرمایا کہ: اور کیا تو اس کے حرام ہونے سے واقف نہیں تھا؟۔اُس نے کہا: کیوں نہیں میں جانتا تھا۔تو عمر نے کہا: اے جماعت مسلمان اس پر حد جاری کرو۔تو ابوشحمۃ نے کہا: اے جماعت مسلمان! جس نے میرے جیسا کام زمانہ جاہلیت میں یا اسلام میں کیا ہو وہ مجھ پر حد نہ لگائے۔یہ سُنتے ہی حضرت علی ابن ابی طالب کھڑے ہوئے اور اُنہوں نے اپنے بیٹے حسنؑ سے کہا تو انہوں نے دایاں ہاتھ پکڑا اور اپنے بیٹے حسینؑ سے کہا تو انہوں نے اُس کا بایاں ہاتھ پکڑا پھر اس کو سولہ کوڑے مارے تو بیہوش ہوگیا۔(الریاض النضرۃ المحب الطبری ج ۲ ص ۳۵۷ طبع دارالکتب العلمیة بیروت؛اکمال الکمال ج ۵ ص ۴۴ ابن ماکولا متوفی ۴۷۵ھ؛تاریخ الخمیس الجزالثانی ص ۲۵۲ تا ۲۵۴؛الاصابۃ ج ۷ ص ۱۷۸ سلسلہ ۱۰۱۱۸) [۱] ص ۳۶

عمر نے فرمایا کہ میں خطاب کے (اپنے باپ کے) اونٹ چرایا کرتا تھا اور وہ سخت اور تندمزاج تھا جب میں اُن کا میں کام کرتا مجھے تکلیف دیتا تھا اور جب کام میں کمی کرتا تھا تو مجھے مارتا اور اب ایسی صبح وشام گزر رہی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی ایسا نہیں جس سے میں ڈرتا ہوں (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۲۶۶؛ کنزالعمال ج ۱۲ ص ۶۵۲ سلسہ ۳۵۹۸۶؛ابن عساکر ج ۴۴ ص ۳۱۵)۔ص ۵۵

ایک ایسے بوڑھے سے روایت کرتے تھے جس کی ہنسلیاں بڑھاپے کی وجہ سے نیچے جھکی ہوئی تھیں وہ خبر دے رہا تھا کہ اُس نے عمر سے ایک مسئلہ میں فتوٰی پوچھا تو عمر اُس کو حضرت علیؑ کے پاس لے گئے۔تو حضرت علی نے پوچھا کیسے آنا ہوا؟ تو عمر نے مسئلہ کا ذکر کیا۔یہ سُن کر حضرت علی کہا: بجائے خود آنے کے آپ مجھے بلا لیتے۔اس پر عمر نے کہا کہا انا احق یاتیانک. آپ پاس آنا ہی حق ہے۔ص ۵۶

ایک عورت عمر ابن خطاب سے زیادہ مہر باندھنے پر بحث کرنے لگی اور اس عورت نے دلیل میں آیت قرآنی واٰتیتھم احدٰھن کا حوالہ دیا۔جس کو سُن کر عمر نے اعتراف کیا اور کہا: کل الناس اعلم من عمر حتی العجائز سب لوگ عمر سے زیادہ عالم ہیں یہاں تک کہ بوڑھی عورتیں بھی۔
(المصنف ابن أبی شیبة ج ۷ ص ۸۱؛الدرالمنثور ج ۵ ص ۲۲۹)۔ص ۶۲

عمر ابن خطاب کا حفصہ زوجہ رسول سے یہ کہنا کہ لقد علمت ان رسول اللہ ﷺ لا یحبک ولو لا انا لطلقک مجھے معلوم ہے کہ رسول اللہ تجھ سے محبت نہیں کرتے اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ تجھے طلاق دیتے۔(صحیح مسلم کتاب الطلاق ج ۴ ص ۱۸۸؛صحیح ابن حبان باب معشرۃ زوجین ج ۹ ص ۴۹۷۔ص ۷۳

شراب کے لئے عمر کا یہ کہنا کہ اے اللہ تو ہم پر واضح اور صریح حکم نازل کر۔چنانچہ آیتیں نازل ہوتی رہیں اور عمر کا اصرار بڑھتا رہا۔ص ۸۰

[۱] مکمل واقعہ یوں نقل ہے کہ ایک دن حضرت عمر بہت سے آدمیوں کے ساتھ مسجد میں بیٹھے تے کہ ایک نوجوان عورت نے ایک بچہ لا کر حضرت عمر کے سامنے رکھا اور کہا کہ یہ آپ کا بچہ ہے۔حضرت عمر نے جواب دیا کہ میں تجھ کو نہیں پہچانتا۔تو وہ رونے لگی اور کہا کہ یہ آپ کے بیٹے ابوشحمۃ کا لڑکا ہے۔حضرت عمر نے پوچھا یہ حلال سے ہے یا حرام سے؟ تو اُس عورت نے جواب دیا میری جانب سے حلال ہے البتہ ابوشحمۃ کی جانب سے حرام ہے۔اس پر حضرت عمر نے اس سے پوچھا یہ کیسے ہوا سچ بتلا اور اللہ کا خوف رکھ۔تو اُس نے کہا میں ایک روز بنی النجار کے باغ کے پاس سے گزر رہی تھی، ابوشحمۃ یہودیوں کی قربان گاہ سے شراب پیکر آرہے تھے مجھ کو دیکھا اور مجھے کھینچ کر باغ کی طرف لے گئے اور مطلب برآری کی میں اس کو پوشیدہ رکھا۔اب آپ سے انصاف کی طالب ہوں۔حضرت عمر کو سب کے سامنے شرمندگی ہورہی تھی چنانچہ وہ اُبوشحمۃ کو بلوایا اور اُس نے اقرار جرم کیا۔

عمران بن سوادۃ اللیثی سے روایت ہے کہ ایک دن انہوں نے عمر ابن خطاب سے کہا لوگ آپ سے چند باتوں کی وجہ سے معترض ہیں۔تو عمر نے کہا بیان کرو۔ انہوں نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں آپ نے حج کے مہینوں میں تمتع کو حرام کر دیا۔ابو جعفر نے یہ جملہ بڑھادیا کہ حالانکہ وہ حلال ہے اور اُس کو رسول اللہ نے حرام نہیں کیا اور نہ ابو بکر نے۔تو فرمایا: ہاں تم لوگ ادھر حج کے مہینوں میں عمرہ کرو گے تو تم اپنے حج کی طرف سے اس کو کافی سمجھ لوگے تو تمہارا حج ہو جائے گا تو مکہ پورے سال کے لئے خالی اس طرح رہے گا جیسے انڈے کا خول (بغیر زردی اور سفیدی کے)۔اور حج ایک رونق ہے اللہ کی قائم کردہ رونقوں میں اور میں نے جو کچھ کیا وہ ٹھیک کیا۔دوسری بات اعتراض کی وہ یہ کہ آپ نے عورتوں کے متعہ کو بھی حرام کر دیا۔حالانکہ اللہ کی طرف یہ ایک رخصت تھی ہم ایک مٹھی بھر کھجور سے اپنا کام چلا لیتے تھے۔اور تین طلاق سے جدا ہوتے تھے۔عمر نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے متعہ کو اُس کے زمانۂ ضرورت میں حلال کر دیا تھا اور اب لوگ وسعت کی طرف لوٹ گئے (یعنی مالدار ہو گئے)۔کسی عورت سے اب بھی مٹھی بھر کھجور کے لئے نکاح کر لے اور تین طلاق سے جدا ہو جائے۔تیسری بات یہ کہ آپ نے لونڈی کو اگر بچہ پیدا ہوا اور اُس کے مالک کی مرضی کے بغیر آپ نے اسے آزاد کر دیا۔فرمایا کہ میں نے حرمت کو حرمت سے ملا دیا۔اور میں نے اس کا کوئی ارادہ نہیں کیا بجز خیر کے اور اگر یہ غلط ہے تو میں اللہ سے استغفار کرتا رہوں گا۔چوتھی بات یہ کہ لوگوں کو شکایت ہے آپ کی غصہ سے کام لیتے ہیں اور لوگوں کو سختی سے جھڑکتے ہیں۔(طبری ج ۳ ص ۲۹۵؛ شرح نہج البلاغۃ ابن ابی الحدید ج ۱۲ ص ۱۲۱)۔ص ۲۳۶ تا ۲۳۷

جب عمر زخمی ہو گئے اور لوگوں نے اُن سے کہا یا امیر المؤمنین کسی کو خلیفہ بنا دیجئے۔قال اجد احدا احق بھذا الامر من ھؤلاء النفر الرھط الذین توفی رسول اللہ و ھو عنھم راض۔تو فرمایا میں اس امر کے لئے اُن لوگوں سے یا اُس جماعت سے زیادہ مستحق کسی کو نہیں پاتا جن سے رسول اللہ ﷺ وفات تک خوش رہے۔پھر نام لیا علیؑ،عثمان،زبیر،طلحہ،سعد ابن ابی وقاص،عبدالرحمٰن بن عوف کا اور فرمایا کہ عبداللہ ابن عمر تمھارے ساتھ موجود رہے گا لیکن امر خلافت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔ص ۲۸۷

پھر جب عمر ابن خطاب کو دفن کر چکے تو اس جماعت کے اصحاب اکھٹے ہوئے۔تو عبدالرحمٰن نے کہا اپنے امر کو اپنے میں سے تین کی طرف منتقل کر دو۔زبیر نے کہا میں اپنا امر علیؑ کی طرف منتقل کرتا ہوں اور طلحہ نے کہا میں اپنا امر عثمان کی طرف،اور سعد ابن ابی وقاص نے کہا میں اپنا امر عبدالرحمٰن کی طرف۔

(تین امیدوار تین کو ایک ایک ووٹ ملا۔اب عبدالرحمٰن نے اپنا حق عثمان کی طرف کیا اور اس طرح عثمان کو سعد کا ووٹ ملا طلحہ کا ووٹ ملا اور خود عبدالرحمٰن کا

شوریٰ:(جب حضرت عمر نے اپنے بعد خلیفہ کے انتخاب کے لئے ایک کمیٹی ترتیب دی جسے اسلامی تاریخ شوریٰ کے نام سے یاد کرتی ہے۔اس کمیٹی میں حضرت علیؑ،عثمان،طلحہ،زبیر،سعد ابن ابی وقاص اور عبدالرحمٰن بن عوف شامل تھے۔اور خلیفہ کا انتخاب ان کے باہمی مشورہ پر چھوڑ دیا گیا تھا کہ وہ اپنے درمیان میں سے ایک خلیفہ منتخب کر لیں۔یہ حکم بھی دیا گیا تھا کی اگر ان میں سے پانچ افراد ایک شخص پر متفق ہو جائیں اور چھٹا مخالف ہو تو اُسے قتل کر دیا جائے۔اگر چار افراد ایک پر متفق ہوں اور دو مخالف ہوں تو دونوں کا سر کاٹ دیا جائے۔اور اگر تین تین کے دو گروپ ہو جائیں تو جس طرف عبدالرحمٰن بن عوف ہوں اُس کی بات مانی جائے گی اور اگر دوسرے تین اس پر راضی نہ ہوں تو ان تینوں کو قتل کر دیا جائے گا۔

یہ واضح رہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف عثمان کے بہنوئی تھے اور سعد ابن ابی وقاص اور عبدالرحمٰن بن عوف ایک ہی خاندان بنی مخزوم سے تھے اور ایک دوسرے کے ابن عم تھے۔عرب کے قبائلی عصبیت کو دیکھتے ہوئے یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا کہ سعد ابن ابی وقاص عبدالرحمٰن بن عوف کی مخالفت کریں گے یا عبدالرحمٰن عثمان کو نظر انداز کر دیں گے۔اس طرح عثمان کے قبضے میں تین ووٹ پہلے ہی سے موجود تھے جن میں عبدالرحمٰن کا فیصلہ کن ووٹ بھی تھا۔اب رہے طلحہ،وہ ابو بکر کے خاندان بنی تیم سے تھے اور سقیفہ بنی ساعدہ کے بعد بنی ہاشم اور بنی تیم میں سخت عداوت چلی آرہی تھی۔مزید یہ کہ حضرت علیؑ نے جنگ بدر میں طلحہ کے چچا عمیر بن عثمان،اور طلحہ کے دو بھائیوں عثمان اور مالک کو قتل کیا تھا۔لہذا طلحہ کے لئے حضرت علیؑ کی حمایت ناممکن تھی۔اس لئے اس کمیٹی کی تشکیل کے بعد حضرت علی نے اپنے چچا عباس سے کہد یا تھا کہ اس بار بھی یہ امر ہمارے ہاتھ سے نکل گیا۔بہر حال شوریٰ کے طریقہ کار اور اس کے اثرات پر اس طرح غور کرنے کے بعد جو کچھ شوریٰ میں ہوا اس پر تعجب نہیں ہونا چاہئے۔ابتداء ہی میں طلحہ نے عثمان کی حمایت میں اپنا نام واپس لے لیا۔تب زبیر حضرت علیؑ کے حق میں دست بردار ہو گئے۔اور سعد ابن ابی وقاص نے عبدالرحمٰن بن عوف کی حمایت میں دستبرداری اختیار کی۔عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا کہ اگر مجھے خلیفہ بنانے کا اختیار دے دیا جائے تو میں بھی خلافت کی اُمیدواری سے دست کش ہو جاؤں گا۔اس طرح اب مقابلہ حضرت علیؑ اور عثمان کے درمیان رہا (باقی اگلے صفحہ پر)------------

ووٹ ۔مرادؔ)۔ پھر عبدالرحمٰن نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ آپ کو قرابت ہے رسول اللہ ﷺ سے اور اسلام میں جو خاص مقام ہے(و القدم فی السلام)۔ آپ وعدہ کریں کے اگر ''میں نے'' تم کو امیر بنایا تو تم ضرور عدل سے کام کرو گے اور اگر عثمان کو بنایا تو تم اُن کی سُنو گے اور اطاعت کرو گے۔ جب یہ کہہ چکے تو کہا عثمان ہاتھ اُٹھاؤ۔ پھر اُن سے بیعت کر لی (اس شوریٰ کا واقعہ کئی کتابوں میں مختلف طریقوں سے ذکر ہوا ہے)۔ص ۲۸۹۔

وارسل الی کل اُفق بمصحف مم نسخوا وامر بما سواہ فی کل صحیفۃ او مصحف ان یحرق۔ صحیح بخاری (عربی) ج ٦ ص ٩٩ کتاب الفضائل القرآن باب جمع القرآن۔ عثمان نے حفصہ سے قرآن جو اُن کے پاس تھا منگایا اور زید بن ثابت ،عبداللہ ابن زبیر ،سعید بن

(سلسلہ پچھلے صفحہ سے)دو دن تک حضرت علیؑ نے اپنے حق کی اثبات کیلئے مسلسل دلائل دۓ کر سب کو لا جواب کر دیا۔ اور جو اصل منصوبہ تھا کہ عثمان کو خلافت مل جائے وہ نا کام ہوتا نظر آرہا تھا۔ شب کے وقت عبدالرحمٰن بن عوف عمرو بن عاص کے پاس گئے اور صورت حال کی نزاکت بیان کی۔ عمرو بن عاص نے یہ مشورہ دیا کہ کل صبح تم علیؑ کو اس شرط پر خلافت پیش کرو کہ وہ کتاب خدا، سنت رسول اور سیرت شیخین پر عمل کریں گے۔ لیکن علیؑ سیرت شیخین کو قبول نہیں کریں گے۔ اسوقت تم عثمان کے سامنے یہی شرطیں رکھنا اور وہ یقیناً قبول کر لیں گے تو تم اُن کے ہاتھ پر بیعت کر لینا۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے تشویش ظاہر کی کہ اگر علیؑ یہ شرطیں قبول کر لیں تو کیا ہوگا؟

عمرو بن عاص نے کہا علیؑ سیرت شیخین کو ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ تیسرے دن یہی ہوا ۔حضرت علیؑ نے سیرت شیخین کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ تب عثمان کے سامنے یہ شرطیں رکھی گئیں اور اُنھوں نے قبول کر لیا اور خلیفہ بنا دۓ گئے۔ شرح نهج البلاغه ابن ابی الحدید معتزلی ج۱ ص ۱۹۲۔

ملاعلی قاری جو اہلسنت کی معتبر ترین عالم ہیں اپنی کتاب شرح فقہ اکبر صفحہ ۸۳ طبع محمد سعید کراچی لکھتے ہیں: قول عبدالرحمٰن بن عوف لکل منهما اولیک علی ان تعمل بکتاب الله و سنة رسول الله ﷺ و سیرة الشیخین فابیٰ علیؑ ان یقلد هما و رضی عثمان!یعنی عبدالرحمٰن ابن عوف نے ان (حضرت علیؑ) سے پوچھا کہ کتاب اللہ اور سنت رسولؐ اکرم اور سیرت شیخین پر عمل کرو گے؟ تو حضرت علی نے سیرت شیخین سے انکار کیا اور حضرت عثمان اس پر راضی ہو گئے ۔معتبر تواریخ جیسے طبری حصہ سوم کا اول ص ۲۸۳؛ تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی طبع نفیس اکیڈمی ص ۱۵۸۔ D

یہ تھا وہ چکر جس کے نتیجہ میں ہر پھر کے خلافت کی تان حضرت عثمان پر ٹوٹتی تھی اور تشکیل شوریٰ کا مقصد و مدعا بھی یہی تھا جو پہلے سے طے شدہ اور حضرت عمر کے ذہن میں محفوظ تھا۔ چنانچہ مورخین لکھتے ہیں:عن حذیفة قال قلت لعمر بالموقف من الخلیفة بعدک قال عثمان ابن عفان ۔موقف حج میں حذیفہؓ نے حضرت عمر سے پوچھا کہ: آپ کے بعد خلیفہ کون ہوگا؟ تو حضرت عمر نے کہا: عثمان بن عفان۔ تاریخ ابن عساکر ج۹ ۳ص ۱۸۸؛ الثقات ابن حبان ج ۸ ص ٦۷؛ کنز العمال ج ۵ ص ۷۳٦ سلسلہ ۱۴۲۵۹؛ریاض النضرة حالات عثمان ج ۳ص ۵۲۔

شوریٰ کے متعلق چند رائیں:

Justice Amir Ali is critical of Omar's Shura that led to Osman's appointment (page 45, History of the Saracens).states: " In deviating, however from the example of his predecessor he made a mistake which paved the way to Omayyad intrigue "

جسٹس امیر علی نے انگریزی تاریخ اسلام میں لکھا'' خلافت کو شوریٰ کے حوالے کرنے میں خلیفہ دوم سے ایسی غلطی سرزد ہوئی جس نے بنی اُمیہ کی سازشوں کے لئے راستہ صاف کر دیا۔ بنی اُمیہ سے عثمان خلیفہ ہوئے جن کا انتخاب اسلام میں تباہی کا باعث ہوا۔

علامہ ابن عبدربہ اپنی کتاب عقد فرید جلد ۲ ص ۲۰۳ میں لکھا ہے کہ أوفـد ابن حصین علی معاویة فأقام عنده ما أقام ثم إن معاوية بعث إليه ليلا فخلا به فقال له: يا بن حصين قد بـلـغـنـي أن عـندک ذهنا و عقلا فأخبرني عن شئ أسالک عنه۔ قال : سئلني ؛ عما بدالک۔ قال: أخبرني ما الذي شتت أمر المسلمين و فرق أهـوائهـم و خـالف بينهم قال: نعم قتل الناس عثمان۔ قال: ما صنعت شئيا؛ قال فمسير علي إليک وقتله إياک؛ قال ما صنعت شيئا؛ قال ما عندي غير هذا يا امير الـمـؤمـنين؛ قال : فأنا أخبرک إنه لم يشتت بين المسلمين ولا فرق أهواء هم ولا خالف بينهم إلا الشورى التي جعلها عمر إلى ستة نفر:ابن حصین سے معاویہ نے کہا: تو بڑا ذہین ہے یہ بتلاؤ وہ کون سا امر تھا جو مسلمانوں میں انتشار اور اختلاف کا باعث ہوا؟۔ ابن حصین نے کہا: قتل عثمان، معاویہ نے کہا:نہیں، ابن حصین نے کہا کہ: علیؑ کا خلیفہ ہونا اور آپ سے جنگ، معاویہ نے کہا :نہیں۔ معاویہ نے کہا سنو! یہ سب شوریٰ کی وجہ سے ہوا جو عمر نے چھ آدمیوں کے درمیان قائم کیا۔ مرادؔ)

العاص اور عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام کو تحریر کرنے کا حکم دیا۔ اور جب کہ حفصہ کے بھیجے ہوئے اوراق کو مصحف میں لکھ چکے تو عثمان نے اُن اوراق کو حفصہ کے پاس واپس کر دیا اور اطراف ملک میں ایک ایک قرآن جو اُن صاحبان نے لکھے تھے روانہ کر دیا اور حکم دیا کہ اُن کے سوا جو قرآن کے اوراق یا مجموعۂ اوراق موجود ہو اُنھیں جلا دیا جائے۔ ص ۲۵۴ تا ۲۵۵۔

تبصرہ قرآن کے جمع کرنے پر:

(أن علي ابن أبي طالب كان جمعه لما قبض رسول الله وأتى به يحمله على جمل فقال هذا القرآن قد جمعته ۔تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۱۳۵ ؛ دور خلافت ابوبکر میں حضرت علیؑ نے قرآن جمع کرنے کے بعد اوراق قرآن کو ایک اونٹ کی پشت پر رکھا اور اسے لے کر مسجد نبوی کی طرف تشریف لائے۔ اُس وقت حضرت ابوبکر کے اطراف لوگ جمع تھے حضرت علیؑ نے ابوبکر کو مخاطب ہو کر فرمایا: یہ قرآن ہے جس کو میں نے بعد وفات رسول اللہ ﷺ جمع کیا ہے۔ حضرت علیؑ کو یہ جواب ملا: لا حاجة لنا به عندنا مثله ۔ الاحتجاج الطبرسی جلد اول ص ۱۰۷۔ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہمارے پاس اس کی مثل موجود ہے۔ مرآد)

(قران کے لکھنے کی کمیٹی کے افراد:

زید بن ثابت کے بارے میں اتنا لکھنا ہی کافی ہے کہ عبداللہ ابن مسعود بزرگ صحابی رسول نے ان کے بارے میں یہ فرمایا: یقول لقد أخذت من في رسول الله ﷺ سبعين سورة كان زيد بن ثابت لصبي من الصبيان۔ یعنی جبکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو ۷۰ قرآن کے سوروں کی تعلیم دے چکے تھے اس وقت زید بن ثابت طفل تھے اور اطفال میں رہتے تھے۔ فتح الباری ج ۹ ص ۱۶، ابن عساکر ج ۳۳ ص ۱۳۹ بحوالہ مسند احمد ۱/۳۸۲؛ سیر اعلام النبلاء ذہبی ج ۱ ص ۴۸۷۔ انہوں نے خلافت چہارم کے وقت حضرت علیؑ کی بیعت نہیں کی تھی۔

عبد الله ابن زبير۔ جو متفق علیہ ایک ہجری میں پیدا ہوئے تھے اور قرآن جمع کرتے وقت ان کا سن صرف ۳۰ سال یا اس سے بھی کم تھا۔ یہ بیعت علیؑ تو دور کی بات ہے یہ اُن لوگوں میں سے ہیں جو جنگ جمل کی بنیاد ہیں۔

سعيد بن عاص۔ ان کے ولادت بھی ایک ہجری کی ہے اور ان کے باپ کو حضرت علیؑ بدر میں قتل کر دیا تھا انہوں نے بھی بیعت علیؑ سے انکار کیا۔

عبدالرحمن بن الحارث۔ وقت وفات رسول اکرم ﷺ یہ دس برس کے تھے یعنی ایک ہجری۔ ان کے باپ حارث طاعون سے مرنے کے بعد ان کی ماں سے عمر ابن خطاب نے نکاح کر لیا تھا یہ عمر ابن خطاب کے زیر پرورش رہے۔ عثمان نے اپنی بیٹی مریم سے نکاح کر دیا تھا۔ یہ جنگ جمل میں عبداللہ ابن زبیر کے ساتھ ساتھ رہے۔ أسد الغابة ج ۳ ص ۲۸۴ حالات عبدالرحمٰن بن حارث۔

یاد رہے کہ اس وقت حضرت علی کے علاوہ مشہور مفسرینؓ عبداللہ ابن عباس، عبداللہ ابن مسعود، اُبی بن کعب، عمار یاسرؓ، ابوذرؓ، مقداد جیسے اکابر صحابہ موجود تھے۔

اب اس لکھے ہوئے قرآن کا کیا ہوا یہ بھی ملاحظہ ہو جائے:

عن محرز بن ثابت مولى مسلمة بن عبدالملک، عن أبيه قال : كنت في حرس الحجاج ابن يوسف ، فكتب الحجاج المصاحف ، ثم بعث بها إلى الامصار، و بعث بمصحف إلى المدينة، فكره ذلک آل عثمان، فقيل لهم : أخرجوا مصحف عثمان، يقرأ ۔ فقالوا: أصيب المصحف يوم مقتل عثمان۔

ترجمہ: محرز ابن ثابت مولى مسلمة بن عبد الملک نے اپنے باپ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں حجاج بن یوسف کے پاس رہا کرتا تھا۔ حجاج ابن یوسف نے قرآن مجید جمع کر کے لکھا اور اُس کو تمام شہروں میں بھیجدیا۔ اسی سلسلے میں ایک مصحف مدینہ بھی بھیجا گیا۔ عثمان کی اولاد نے جب اس قرآن کو دیکھا تو بہت تنگ دل ہوئے لوگوں نے اس کا احساس کرتے ہوئے آل عثمان سے کہا: حضرت عثمان کا جمع کیا ہوا قرآن نکالو تا کہ پڑھا جائے۔ تو اُن لوگوں نے جواب دیا کہ: سخت افسوس تو اُسی کا ہے کہ حضرت عثمان کا جمع کیا ہوا قرآن تو اُسی دن فوت ہو گیا جس دن اُن کا قتل ہوا۔ مذکور ہے تاریخ المدینة عمر ابن شبة النميری متوفی ۲۶۲ھ طبع دار الفكر ج ۱ ص ۷؛ تاریخ وفاء الوفا بأخبار دار المصطفیٰ تالیف نور الدين علی بن أحمد السمهودی المتوفی ۹۱۱ھ ج ۲ ص ۶۶۷ طبع دار احياء التراث العربی۔

ان مصحف عثمان تعيب فلم مجد له خبراً بين الا شياخ ۔ تاریخ وفاء الوفا ج ۲ ص ۶۶۹۔ حضرت عثمان کا جمع کیا ہوا قرآن قطعاً غایب تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بزرگوں میں اس کا نہ کوئی ذکر پاتے ہیں اور نہ تذکرہ۔ مرآد) تبصرہ ختم}

مناقب امیر المؤمنین وامام اشجعین اسد اللہ الغالب علی ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بکثرت ہیں۔اور اُن (رضی اللہ عنہ) کے مناقب میں سے جو اُن کی پیدائش کے وقت ظاہر ہوئے ایک یہ ہے کہ وہ جوف کعبہ میں پیدا ہوئے۔ بلاشبہ اخبار متواتر میں اس بارے میں کہ فاطمہؑ بنت اسد نے امیر المؤمنین علی رضی اللہ کو جوف کعبہ میں جنم دیا۔ص ۴۰۵ تا ۴۰۶

صحابہ اور تابعین میں سے بہت سے اس طرف گئے ہیں کہ بعد خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سب سے پہلے مسلمان وہی ہیں۔۴۰۶

بعض اہل علم نے ذکر کیا کہ جب نماز کا وقت آتا تھا تو رسول اللہ ﷺ مکہ کی بعض گھاٹیوں کی طرف نکل جاتے تھے اور اُن کے ساتھ حضرت علیؑ ابن ابی طالب رہتے تھے۔ص ۴۰۷

قال ابی طالبؓ اما انه لم یدعک الا الی خیر فالزمه (**سیرة ابن هشام ج ا ص ۱۶۲ ؛ سهل الهدی فی سیرة خیر العباد الصلاحی الشامی متوفی ۹۴۲ھ ج ۲ ص ۳۰۱**) حضرت ابوطالبؑ نے حضرت علیؑ سے فرمایا خبردار محمدؐ نے تجھے دعوت نہیں دی مگر خیر کی طرف تو اس کو لازم رکھ۔ص ۴۰۹

جب حضرت ابوطالب نے وفات پائی تو آنحضرت ﷺ نے تعزیت میں حضرت علیؑ کو تسلی دینے میں اور اُن کے لئے دعائے خیر کرنے میں کمال درجہ شفقت فرمائی۔ص ۴۰۹

ہجرت سے پہلے آنحضرت ﷺ حضرت علیؑ کے ساتھ منتظر الخلافت کے مانند معاملہ کیا کرتے تھے جو کہ خلافت خاصہ کے لوازم میں سے ہیں۔ص ۴۱۰

نسائی نے کتاب الخصائص میں ربیعہ بن ناجیہ سے روایت کیا کہ ایک شخص نے حضرت علی ابن ابی طالب سے سوال کیا کہ: اے امیر المؤمنین اپنے چچا کے بیٹے کے آپ کیسے وارث ہوئے اپنے چچا کو چھوڑ کر؟ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے دعوت دی اولاد عبد المطلب کو اور اُن کے لئے ایک مد کھانا تیار کرایا (یعنی تقریبا ایک سیر) سب لوگوں نے پیٹ بھر کھایا اور کھانا بچ رہا جتنا بھی تھا، پھر آپؐ نے ایک پیالہ منگایا تو سب نے اُس میں سے سیر ہو کر پیا اور اُس میں شربت باقی رہ گیا تھا۔گویا کہ اُس کو چھیڑا ہی نہیں گیا۔پھر آپؐ نے فرمایا: اے اولاد عبد المطلب! میں تمھاری طرف خاص طور اور تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ اور تم نے دیکھ لیا اس اُمت میں سے جو کچھ تم نے دیکھا اور تم میں سے کون مجھ سے اس بات پر بیعت کرے گا کہ وہ میرا بھائی اور ساتھی اور وارث بنے تو کوئی بھی اُن کی طرف نہ بڑھا۔تو میں (حضرت علیؑ) اُن کی طرف بڑھا اور حالانکہ میں اُن میں سب سے چھوٹا تھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ: بیٹھ جاؤ، پھر آپؐ نے وہی بات ارشاد فرمائی، تین مرتبہ اور میں ہر مرتبہ اُٹھتا رہا اور وہ (آنحضرتؐ) کہتے رہے بیٹھ جاؤ۔یہاں تک کہ تیسری مرتبہ آپؐ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پہ مارا۔پھر علیؑ نے کہا کہ یہ ہے وہ بات جس سے میں اپنے چچا کے بیٹے کا وارث ہوا ہوں چچا کو چھوڑ کر۔ص ۴۱۰ تا ۴۱۱

نسائی سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے کہا کہ: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلا یہاں تک ہم دونوں کعبہ کے اندر گئے تو رسول اللہ ﷺ میرے کاندھے پر چڑھ گئے اور ''میں اُن کو اُٹھائے ہوئے کھڑے ہوئے تھا'' (یہ جملہ راوی کے طرف سے ہے) پھر جب رسول اللہ نے میری کمزوری دیکھی، کہا بیٹھ جاؤ تو بیٹھ گیا تو نبی ﷺ اُترے اور میرے سامنے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ میرے کاندھوں پر چڑھ جاؤ اور مجھ کو لیکر کھڑے ہو گئے تو علی علیہ السلام (علیہ السلام ،شاہ ولی اللہ نے لکھا ہے) کہتے ہیں **فقال علی علیه السلام انه لیخیل الی انی لو شئت لنلت افق السماء۔ (مسند احمد ج ا ص ۸۴؛ مستدرک حاکم ج ۲ ص ۳۶۷؛ سنن الکبری نسائی ج۵ ص ۱۴۲** حضرت علی نے فرمایا: میری یہ حالت تھی کہ مجھے محسوس ہو رہا تھا اگر میں چاہوں تو آسمان کے افق پر پہنچ جاؤں۔تو علیؑ کعبہ پر چڑھے اور اُس پر ایک بت تھا پیتل یا تانبے کا۔تو میں نے اُس پر زور لگانا شروع کیا اور اُسے اکھاڑ دیا اور پھینک دیا پھر اُس کو توڑا جیسا کہ شیشہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے۔ص ۴۱۱

جب اصحاب کے درمیان مواخات واقع ہوئی، آنحضرت ﷺ نے حضرت مرتضیٰؑ کو اپنا بھائی فرمایا اور ارشاد فرمایا انت اخی فی الدنیا و الآخرۃ۔ ص ۴۱۳ تا ۴۱۴

ابوعمر نے عبیداللہ بن محمد بن سماک بن جعفر ہاشمی سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ اُحد کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہؑ کا نکاح کیا حضرت علی ابن ابی طالب کے ساتھ اور و کان سنھا یوم تزوجھا خمس عشرۃ سنۃ و خمسۃ اشھر و نصفا حضرت فاطمہؑ نکاح کے دن پندرہ سال اور ساڑھے پانچ ماہ کی تھیں اور حضرت علی اکیس سال پانچ ماہ ۔(غزوۂ احد ۳ ہجری مکہ میں بعثت کے بعد ۱۳ سال اس طرح سیدۂ عالم بعثت کے بعد ہی اس دنیا میں تشریف لے آئیں)۔ص ۴۱۷ تا ۴۱۸

ابن ہشام نے کہ مجھ سے اہل علم نے روایت کی ہے کہ ابن ابی بخیح نے کہا کہ ایک ندا کرنے والے نے اُحد کے دن ندا کی لا سیف الا ذوالفقار ولا فتی الا علی الکرار ۔(ص ۴۲۲ پر اردو ترجمہ نے حضرت علی کا نام نکال دیا صرف لاسیف الا ذوالفقار ۔مگر عربی عبارت ص ۴۲۳، میں لا فتی الا علی الکرار موجود ہے)۔ص ۴۲۲ تا ۴۲۳

عن علیؑ قال جاء النبی ﷺ أناس من قریش فقالوا یا محمدؐ انا جیرانک و حلفا ئک وان من عبیدنا قد اتوک لیس لھم رغبۃ فی الدین ولا رغبۃ فی الفقہ انما فروا من ضیاعنا واموالنا فاردوھم الینا فقال لابی بکر ما تقول فقال صدقوا انھم لجیرانک و حلفائک فتغیر وجہ النبی ﷺ ثم قال لعمر ما تقول قال صدقوا انھم لجیرانک و حلفاء ک فتغیر وجہ النبی ﷺ ثم قال یا معشر قریش واللہ لیبعثن اللہ علیکم رجلاً منکم قد امتحن اللہ قلبہ للایمان ولیضربنکم علی الدین او یضرب بعضکم قال ابو بکر انا ھو یا رسول اللہ ؟ قال لا، قال عمر انا ھو یا رسول اللہ ؟ قال لا ولکن ذلک الذی یخصف النعل و قد کان اعطی علیا نعلہ یخصفھا مسند احمد ج۶ ص ۸؛ مجمع الزوائد ج۶ ص ۱۵۲؛ فتح الباری ج۷ ص ۳۶۷، ابن عساکر ج ۴۲ ص ۱۱۰؛ طبری (عربی) ج۲ ص ۳۰۱۔روایت کیا نسائی اور حاکم نے اور الفاظ نسائی کے ہیں۔مروی ہے علیؑ سے کہا: نبی ﷺ کے پاس قریش کے کچھ لوگ آئے اور انہوں نے کہا: اے محمدؐ ! ہم آپ کے پڑوسی ہیں اور آپ کے حلیف ہیں کچھ غلام آپ کے پاس آ گئے ہیں اُن کو نہ دین میں رغبت ہے نہ سمجھ کی باتوں سے دلچسپی وہ تو صرف ہم سے بھاگے ہیں۔آپ اُن کو ہماری طرف لوٹا دیجئے۔تو آپؐ نے ابوبکر سے پوچھا تمہاری کیا رائے ہے؟۔ابوبکر نے جواب دیا یہ لوگ سچ کہہ رہے ہیں۔یہ سُن کر نبی ﷺ کا چہرہ متغیر ہوگیا۔پھر آپؐ نے عمر ابن خطاب سے پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے تو انہوں نے بھی وہی کہا کہ یہ لوگ سچ کہہ رہے ہیں یہ آپ کے پڑوسی ہیں اور حلیف ہیں۔تو نبی ﷺ کا چہرہ متغیر ہوگیا۔پھر آپؐ نے فرمایا اے گروہ قریش! واللہ میں تم پر ایک ایسے شخص کو بھیجوں گا جس کے قلب کے ایمان کے بارے میں اللہ امتحان لے چکا اور وہ تم کو دین کے سلسلہ میں سزا دے گا۔اس پر ابوبکر نے کہا یارسول اللہ کیا وہ شخص میں ہوں؟ فرمایا نہیں۔ پھر عمر نے پوچھا کیا وہ شخص میں ہوں یارسول اللہ؟۔فرمایا نہیں لیکن وہ جو ہے جو جوتا گانٹھ رہا ہے۔آپ نے اپنا جوتا دیا تھا علیؑ کو جس کو وہ گانٹھ رہے تھے۔(چند مشہور کتابوں کے حوالے یہ ہے: مسند امام احمد ج ۳ ص ۳۳،ص ۸۲؛ سنن ترمذی ج ۵ ص ۲۹۸؛ مستدرک الصحیحین ج ۲ ص ۱۳۸، ج ۳ ص ۱۲۳، ج ۴ ص ۲۹۸؛ مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۸۶، ج ۹ ص ۱۳۳؛ السنن الکبریٰ امام نسائی ج ۵ ص ۱۲۸؛ کنز العمال ج ۷ ص ۳۲۶؛ تاریخ بغداد خطیب ج ۱ ص ۱۴۴، ج ۸ ص ۴۲۳؛ اکمال الکمال ابن ماکولہ ج ۱ ص ۲۲۸؛ ابن عساکر تاریخ دمشق ج ۴۲ ص ۳۴۲)۔ص ۴۲۵

سلمہ کہتے ہیں خیبر میں جب حضرت علی علم لے کر نکلے ہم بھی اُن کے پیچھے قدم بقدم چلے یہاں تک انہوں (علیؑ) نے اپنے علم کو قلعہ کے نیچے پتھر کے ایک ٹیلے پر گاڑ دیا تو یہود نے اُن کو قلعہ کے اوپر سے جھانکا اور انہوں نے (یہود) کہا کہ تم کون ہو؟۔انہوں (علیؑ) نے کہا میں علی ابن ابی طالبؑ ہوں۔

یہ سُن کر یہود کہنے لگے کہ قسم ہے اُس چیز کی جو نازل ہوئی موسیٰ پر تم عالی مرتبہ ہو(او کما قال) ابن عسا کر ج ۴۲ ص ۸۹ اور ۹۱۔ ص ۴۲۶

رجل من یہود فطرہ ترسہ من یدہ فتناول علی بابا کان عند الحصن فتتس بہ عن نفسہ فلم یزل فی یدہ و ھو یقاتل حتی فتح اللّٰہ علی یدیہ ثم القاہ من یدہ حین فرغ فل قدر رأیتنی فی نفر سبعة انا منھم نجھد علی ان تقلب ذلک الباب فما نقدر(مسند احمد بن حنبل ج ۶ ص ۸ ؛ مجمع الزوائد الھیثمی ج ۶ ص ۱۵۲ ؛ فتح الباری ابن حجر ج ۷ ص ۳۶۷؛ ابن عساکر ج ۴۲ ص ۱۱۰ ؛ طبری (عربی) ج ۲ ص ۳۰۱ ۔ ابورافع کہتے ہیں: ایک یہودی نے علیؑ پر وار کیا تو آپ کے ہاتھ سے ڈھال گر گئی تو انہوں نے ایک دروازہ (مترجم نے کیواڑ لکھا ہے) جو قلعہ کا تھا اُسے اُٹھا لیا اور اُس کو ڈھال بنا لیا اور جب تک وہ جنگ کرتے رہے برابر اُن کے ہاتھ میں رہا یہاں تک کہ اللہ تعالی نے اُن کے ہاتھ پر فتح کر دی۔ پھر انہوں نے اُس کو اپنے ہاتھ سے ڈال دیا جب کہ وہ فارغ ہو گئے تو واللہ میں نے دیکھا سات آدمیوں اور اُن میں میں بھی تھا ہم سب مل کر اُس دروازہ کو پلٹنے کی کوشش کرتے رہے مگر قادر نہ ہوئے۔ ص ۴۲۷ تا ۴۲۸

قال لعلی انت منی وانا منک : صحیح البخاری کتاب الجھاد والسیر ج ۳ ص ۱۶۸ مسند احمد ج ۱ ص ۱۰۸ ؛ شرح مسلم ج ۱ ص ۱۹۵ ؛ تفسیر قرطبی ج ۱۵ ص ۲۱۵ ؛ الدر المنثور ج ۶ ص ۷۵؛ تاریخ بغداد خطیب ج ۴ ص ۳۶۴؛ اُسد الغابة ج ۳ ص ۲۰۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ ص ۴۲۸

جب نجران کے نصاری کے ساتھ مباہلہ کا ارادہ کر لیا تو آنحضرت ﷺ نے حضرت مرتضیٰؑ اور حضرت فاطمہؑ الزہرا اور حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کو مباہلہ کے لئے حاضر فرمایا جب یہ آیت نازل ہوئی ندع ابنآء نا و ابنآ کم۔۔۔الخ تو رسول اللہ ﷺ نے بلایا علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین (علیھما السلام) اور کہا یا اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔ ص ۴۲۹

حدیث منزلت افلا ترضیٰ یا علی ان تکون منی بمنزلة ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی۔ ص ۴۳۴

سورۃ براءت اور ابوبکر کی معزولی۔ ص ۴۳۴ تا ۴۳۶

اور جب آپؐ حجۃ الوداع سے واپس ہوئے تو مقام غدیر میں آپؐ نے خطبہ دیا جو حضرت علی مرتضیٰ کے فضائل کے اظہار پر مشتمل تھا۔ حاکم اور ابو عمر و غیرہما نے روایت کیا اور یہ الفاظ حاکم کے ہیں مروی ہے زید بن ارقم سے کہ جب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع سے لوٹے اور غدیر خم میں اُترے تو آپ نے سیڑھیوں کے بارے میں حکم دیا تو وہ صاف کر دی گئیں۔ (یہاں مترجم مولانا اشتیاق احمد صاحب دیوبندی نے اپنی عصبیت کا اظہار کیا ہے۔ اردو ترجمہ جو عربی متن سے مختلف ہے پیش کریں گے۔ مرآد)۔ اور فرمایا گویا میں بلایا گیا ہوں اور میں نے دعوت قبول کی میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑوں گا جن میں سے ایک دوسرے سے بڑی ہیں اللہ تعالی کی کتاب اور میرے اصحاب تو تم غور کرو گے تو وہ دونوں ہرگز جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ دونوں میرے پاس حوض پر وارد ہو جائیں گے۔ پھر فرمایا کہ اللہ عزوجل میرا محبوب ہے اور میں ہر مومن کا محبوب ہوں پھر آپؐ نے علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ میں جس کا محبوب ہوں علیؑ بھی اُس کے محبوب ہے۔ یا اللہ آپ اُس سے محبت کریں جو علی سے محبت کرے اور اُسے عداوت کریں جو علی عداوت کرے۔

(اب عربی متن اسی کتاب کے صفحہ ۴۴۰ پر ہے ملاحظہ کریں):

اخرج الحاکم وابو عمر و غیرھما و ھذا لفظ حاکم عن زید بن ارقم لما رجع رسول اللّٰہ ﷺ من حجة الوداع ونزل غدیر خم امر بدرجات فقممن قال کانّی قد دعیت فاجبت انی ترکت فیکم الثقلین احد ھما اکبر من الآخر کتاب اللّٰہ تعالی و عترتی فانظروا کیف تخلفونی فیھما فانھما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض ثم قال ان اللّٰہ عزوجل مولای وانا **ولی** کل مؤمن ثم **اخذ بید علی**

رضی اللہ عنہ فقال من کنت ولیہ فھذا ولیہ۔ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ۔ (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی تحریف کی، الحاکم کی مستدرک الصحیحین ج ۳ ص۱۰۹ سے اصلی عبارت پیش کرتے ہیں:

عن زید بن ارقم لما رجع رسول اللہ ﷺ من حجۃ الوداع و نزل غدیر خم امر بدوحات فقممن قال کانّی قد دعیت فاجبت انی ترکت فیکم الثقلین احد ھما اکبر من الآخر کتاب اللہ تعالی و عترتی فانظروا کیف تخلفونی فیھما فانھما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض ثم قال ان اللہ عزوجل مولای وانا ولی کل موٴمن ثم اخذ بید علی رضی اللہ عنہ فقال من کنت مولاہ فھذا ولیہ۔ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ۔

اخرج الحاکم عن احمد بن حنبل قال ماجاء لاحد من اصحاب رسول اللہ ﷺ من الفضائل ماجاء لعلی بن ابی طالب۔ص ۴۴۲

۔سمعت أحمد بن حنبل یقول: ماجاء لأحد من أصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم من الفضائل ما جاء لعلی بن أبی طالب

:احمد بن حنبل کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ اصحاب رسول میں سے کسی کی فضیلت میں اتنی حدیثیں آنحضرت ﷺ سے وارد نہیں ہوئی ہیں جتنی حدیثیں علیؑ ابن ابی طالب کے بارے میں موجود ہیں۔ مستدرک الصحیحین ج۳ ص ۱۰۷ ؛ ابن عساکر ج ۴۲ ص ۴۱۸۔الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبۃ الدینوری ج ۱ ص ۹۱ دارالکتب العلمیۃ بیروت۔

عن عمر بن الخطاب، قال : قال رسول اللہ ﷺ: ما اکتسب مکتسب مثل فضل علی، یھدی صاحبہ الی الھدی، ویردہ عن الردی۔

عمر ابن خطاب کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کسی حاصل کرنے والے نے علیؑ جتنی فضیلتیں حاصل نہیں کیں۔ وہ اپنے ساتھی کی ہدایت کرتے ہیں اور ہلاکت سے اُسے بچاتے ہیں۔ معجم الاوسط طبرانی ج۵ ص ۶۷۔ریاض النضرۃ محب طبری طبع دارالکتب العلمیۃ بیروت ج ۳ ص ۱۸۹۔

قال أحمد بن حنبل و إسماعیل ابن اسحاق القاضی: لم یرو فی فضائل أحد من الصحابۃ با لأسانید الحسان ما روي فی فضائل علی أبی طالب۔ احمد بن حنبل اور اسماعیل بن اسحاق قاضی نے کہا: کسی بھی صحابی کے فضائل عمدہ اسناد کے ساتھ اتنی روایتیں بیان نہیں کی گئیں جتنی روایتیں علیؑ ابن ابی طالب کے فضائل کے بارے میں موجود ہیں۔ تھذیب التھذیب ابن حجر ج۵ ص ۱۰۷ دارالفکر بیروت؛ الاصابۃ ج ۴ ص ۴۶۴؛ الاستیعاب ج ۲ ص ۴۶۶)

شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں کہ ہم موضوع احادیث اور ایسی احادیث کے درج کرنے کے سے جن کا ضعف شدید ہے جو نہ مؤید بنانے کے لئے کار آمد ہوں اور نہ شواہد بن سکیں اعراض کرتے ہیں اور جو حدیث صحت اور حسن کے مرتبہ میں ہے یا قابل برداشت ضعف رکھتی ہے اُسی کو ہم روایت کریں گے۔ لکھتے ہیں ”اب سنئے یہ حدیث متواتر میں سے ہے کہ تو میرے لئے اُس مرتبہ میں ہے جس مرتبہ میں ہارون تھے بہ نسبت موسیٰ کے۔ یہ حدیث روایت کی گئی سعد ابن ابی وقاص اور اسماء بنت عمیس اور علی بن ابی طالب اور عبداللہ ابن عباس وغیرہ ہم اور متواتر میں سے ہے : میں علیؑ سے ہوں اور علیؑ مجھ سے اے اللہ! اُس محبت کر جو اِس سے محبت کرا اور اُس سے عداوت کر جو اس سے عداوت کرے۔ ص ۴۴۲ (اس کا فارسی اور عربی متن یوں ہے: ما از ایراد احادیث موضوعه واحادیث شدیدة الضعف که بکار متابعت و شواهد نمی آید تحاشی داریم وانچه در مرتبئه صحت و حسن است یا ضعیف متحمل دارد آن را روایت کنیم فمن المتواتر:انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ روی

ذلک عن سعد ابن ابی قواص واسماء بنت عمیس و علی ابن ابی طالب و عبد اللہ ابن عباس وغیرھم ومن متواتر حدیث انا من علی و علی منی اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ۔ ص ۴۴۴

اورمتواتر میں سے ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی انما یرید اللہ لیذھب .. الخ ۳۳:۳۳ ۔ اللہ تعالی کو یہ منظور ہے اے گھر والو!تم سے آلودگی کو دور رکھے اور تم کو (ہرطرح ظاہراًاور باطناً) پاک وصاف رکھے تو رسول اللہ ﷺ نے علیؑ، فاطمہؑ ،حسنؑ، اور حسینؑ کو بلایا۔ یہ روایت کی گئی اس حدیث کی سعد، اورام سلمہؓ اورواثلہ اورعبداللہ بن جعفر، اورانس بن مالک نے۔ص ۴۴۳ تا ۴۴۴۔

امر معاویۃ بن ابی سفیان سعدا فقال ما منعک ان تسب اباَ تراب ....(صحیح مسلم ج۷ ص ۱۲۰ ؛ فتح الباری ج۷ ص ۶۰۔ معاویہ نے حکم دیا سعدابن ابی وقاص کو اور کہاتم کو کیا بات مانع ہےاس سے کہ تم ابوتراب کی مذمت کرو۔ سعد نے کہا سمجھ لوکہ جب تک مجھ کو تین باتیں یاد رہیں گی جن کورسول اللہ ﷺ نے فرمایامیں علیؑ کو ہرگز برانہ کہوں گا۔ بلاشبہ اُن میں سے ایک بھی اگرمیرے لئے ہوتیں تو وہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا جواُن (علیؑ) سے فرمارہے تھے کیاتم اس پرراضی نہیں ہے کہ تم میرے لئے اُس مرتبہ میں ہوجس مرتبہ میں ہارون تھے بہ نسبت موسیٰ اور جب خیبر میں علم دینے کا وقت آیا تو یہ فرمایا کل علم ایسے شخص کودوں گا جواللہ اوراُس کے رسول سے محبت کرتا ہے اوراللہ اوراُس کا رسول اُس سے محبت کرتے ہیں اور جب یہ آیت نازل ہوئی تعالوا ندع ابنآنا و ابناء کم تو رسول اللہ ﷺ نے علیؑ، فاطمہؑ ،حسنؑ، اور حسینؑ کو بلایا اورکہایااللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔ص ۴۴۴ تا ۴۴۵۔

حاکم نے اورنسائی نے عمروبن میمون سے روایت کی ہے کہ علیؑ نے اپنی ذات کوسختی میں ڈالا یعنی شب ہجرت علیؑ نے نبی ﷺ کی چادراوڑھی پھر آپ کی جگہ سوگئے :کان المشرکون یرمون رسول اللہ ﷺ فجاء ابوبکر و علی نائم قال ابوبکر یحسب انہ رسول اللہ ﷺ قال فقال یا نبی اللہ فقال لہ علی ان نبی اللہ قد انطلق نحو بیر میمون فادرکہ قال فانطلق ابوبکر فدخل معہ الغار۔ مستدرک الحاکم ج ۳ ص ۱۳۳۔

ابن عباس نے کہا کہ مشرکین رسول اللہ پر ڈھیلے پھینک رہے تھےاور ابوبکر جب آئے اور دیکھا علی کو جوسورہے تھے یہ گمان کیا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ ابوبکر نے کہا یا نبی اللہ تو علیؑ کہا نبی اللہ تو بیر میمون کی طرف جاچکے ہیں۔ پھرابوبکر چلے گئے اور غار میں داخل ہوگئے ۔(وہ روایت کہ ہجرت کے وقت رسول اللہ ﷺ ایک دوپہر کوابوبکر کے گھر گئے اوروہاں سے ابوبکر کوساتھ لیااور غار کے جانب روانہ ہوئے۔ اس روایت کی بناپر رد ہوجاتی ہے۔ مرآد)ص ۴۴۷

سد رسول اللہ ﷺ ابواب المسجد غیر باب علی فکان یدخل المسجد جنبا و ھو طریقہ لیس لہ طریقہ مسند احمد ج۴ ص ۳۶۹؛ مجمع الزوائد الھیثمی ج۹ ص؛ تاریخ کبیر بخاری ج ۱ ص۴۰۸؛ فتح الباری ابن حجر ج۷ ص ۱۳؛ اُسد الغابۃ ج ۳ ص ۲۱۴؛ مستدرک الحاکم ج ۳ ص ۱۲۵؛ مجمع الاوسط ج ۴ ص ۱۸۶؛ ابن عساکر ج ۴۲ ص ۱۳۸:

بندکردئے رسول اللہ ﷺ نے مسجد کےدروازے سوائے علی کے دروازے کےتو وہ بحالت جنابت مسجد میں داخل ہوتے تھے جب کہ اُس راستے کے سوااور کوئی راستہ نہیں تھا۔ص ۴۴۷ تا ۴۴۸

ایک شخص شام والوں کےطرف سے آیااور اُس نے ابن عباس کے سامنے حضرت علیؑ کو گالی دی تو ابن عباس نے اُس پر پتھر مارااور کہااے دشمن خدا تو نے رسول اللہ کو ایذادی اس کے لئے قرآن میں ہے ان الذین یوذون اللہ ۳۳:۵۷) بیشک جولوگ اللہ اوراُس کے رسول کو ایذادیتے ہیں اللہ اُن پر دنیا اورآخرت میں لعنت کرتا ہے اوراُن کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار رکھا ہے۔ص ۴۴۹

فرمایارسول اللہ ﷺ نے میں تمام اولاد آدم کا سردارہوں اورعلیؑ عرب کے سردار ہیں۔ص ۴۵۰

مروی ہے ابوذرؓ سے کہ کہا کہ ہم منافقین کونہیں پہچانتے تھے مگر اللہ اور اُس کے رسول کی تکذیب سے اور نماز میں پیچھے رہ جانے سے اور بغض علیؑ سے۔ص ۴۵۱

روایت ہے جابر ابن عبداللہؓ سے کہتے ہیں کہ میں نے سُنا رسول اللہ ﷺ سے کہ آپ فرماتے تھے کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اُس کا دروازہ ہے تو جو علم کا ارادہ کرے اُس کو چاہئے کہ دروازے سے آئے۔ص ۴۵۱

زید بن ارقم سے مروی ہے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص یہ چاہتا ہو میری زندگی کی طرح زندگی گذارے اور میری موت کی طرح مرے اور جنت الخلد میں رہے جس کا مجھ سے میرے رب نے وعدہ کیا تو اُس کو چاہئے کہ اطاعت کرے علی ابن ابی طالب کی کیونکہ وہ تم کو سیدھے راستہ سے نہ ہٹنے دے گا۔اور گمراہی میں ہرگز داخل نہ کرے گا۔ص ۴۵۱

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہؑ سے کہ: اللہ نے تمام زمین والوں کی طرف دیکھا اور پھر دو آدمیوں برگزیدہ کیا اُن دونوں میں سے ایک آپ کا باپ ہے اور دوسرا آپ کا شوہر۔ص ۴۵۱

حدیث طیر۔عن أنس بن مالک قال کنت اخدم رسول اللہ ﷺ فقدم لرسول اللہ ﷺ فرخ مشوی فقال اللھم ائتنی باحب خلقک الیک یأ کل معی من ھذا الطیر ، قال فقلت اجعلہ رجلا من الانصار فجاء علیؑ فاستاذن فقال انس ان رسول اللہ ﷺ علی حاجۃ ثم جاء فقال رسول اللہ ﷺ افتح فدخل فقال رسول اللہ ﷺ ماحملک علی ما صنعت فقلت یا رسول اللہ ﷺ سمعت دعاء ک فاحببت ان یکون رجلا من قومی فقال رسول اللہ ان الرجل قد یحب قومہ ۔ مستدرک الصحیحین ج ۳ ص ۱۳۰ ؛ ترمذی ج ۵ ص ۳۰۰؛ابن عساکر ج ۴۲ ص ۲۵۱؛ معجم کبیر ج ۷ ص ۸۲؛ مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۲۶ ۔انس بن مالک سے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تھا ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں ایک بھنا ہوا پرندہ پیش کیا گیا۔تو آپؐ نے دعا کی: یااللہ! میرے پاس ایسے شخص کو بھیج دے جو تیری مخلوق میں سب سے زیادہ تجھ کو محبوب ہے تا کہ وہ میرے ساتھ اس پرندہ کو کھائے۔انس کہتے ہیں کہ: میں نے اپنے دل میں کہا انصار میں سے کوئی شخص آجائے۔پھر دیکھا کہ علیؑ آئے تو میں نے باہر ہی باہر سے اُن سے کہدیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کسی کام میں مصروف ہیں۔چنانچہ وہ چلے گئے۔تھوڑی دیر بعد پھر علیؑ آئے تو میری گفتگو رسول اللہ ﷺ نے سُنی اور آواز دی کہ: انس! دروازہ کھول۔ جب وہ (علیؑ) اندر آئے تو اپنی واپسی کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا۔یہ سُن کر رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: تجھ کو اس فعل پر کس بات نے آمادہ کیا؟ تو میں نے جواب دیا: کہ جب میں نے آپ کی دعا سُنی تو میرے دل نے چاہا کہ ایسا شخص میری قوم میں کا ہو۔ص ۴۵۲ تا ۴۵۳

(عن عبد اللہ بن سعد زرارۃ عن ابیہ قال رسول اللہ ﷺ أوحی الی فی علی ثلاث انہ سید المؤمنین(سید المسلمین)، وامام المتقین، وقائد الغر المحجلین۔ الکامل ، عبداللہ بن عدی متوفی ۳۶۵ھ ج ۷ ص ۱۹۹ **طبع دار الفکر بیروت**: عبداللہ بن سعد بن زرارہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر علی کے بارے میں تین باتوں کی وحی کی گئی یہ کہ وہ مؤمنین کے سردار ہیں، متقین کے پیشوا ہیں اور سفید منھ اور سفید ہاتھ پاؤں والوں کو کھینچ کر لے چلنے والے ہیں (یعنی صالحین کا رہبر)۔ص ۴۵۴

عن ام سلمۃؓ قالت والذی احلف بہ ان کان علی لا قرب الناس عھدا برسول اللہ ﷺ عدنا رسول اللہ ﷺ غداۃ و ھو یقول **جاء**

---

[۱] وأما حدیث الطیر فلہ طرق کثیرۃ جدا قد افرد تھا بمصنف و مجموعھا یوجب ان یکون الحدیث لہ اصل وأما حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ فلہ طرق جیدۃ وقد افردت ذلک ایضا۔امام ذہبی تذکرۃ الحفاظ حالات امام حاکم نیشاپوری میں لکھتے ہیں: حدیث الطیر بہت سندوں سے مروی ہے میں (یعنی ذہبی) نے ان سب کو ایک الگ کتاب میں جمع کیا ہے ان کے دیکھنے سے نتیجہ نکلتا ہے کہ اس حدیث کی کچھ نہ کچھ اصل ضرور ہے۔رہی حدیث ''من کنت مولاہ فعلی مولاہ'' تو یہ بہت سی عمدہ سندوں سے مروی ہے۔میں نے اس کے لئے بھی ایک علیحدہ کتاب لکھی۔تذکرۃ الحفاظ ج ۳ طبقہ ۱۳ ص ۰۳ ۱۰ طبع اسلامک پبلشنگ ہاؤس لاہور پاکستان۔مرادؔ)

علی جاء علی مرارا فقالت فاطمةؑ کانک بعثته فی حاجة قالت فجاء بعد قالت ام سلمة فطننت ان له الیه حاجة فخرجنا من البیت فقعدنا عندالباب و کنت من ادناهم الی الباب فاکب علیه رسول اللهﷺ و جعل یشاوره ویناجیه ثم قبض رسول اللهﷺ من یومه ذلک فکان علی اقرب الناس عهدا۔ حضرت ام المؤمنین ام سلمہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ساتھ میں حلف کرتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات سے قبل تمام لوگوں میں سب سے زیادہ قریب ترین علیؑ تھے آپؑ سے سب سے آخری ملاقات کرنے والے صرف علیؑ تھے۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کی عیادت کے لئے گئے تو آپ کو یہ فرماتے سُنا: کیا علیؑ آگئے؟ کیا علیؑ آگئے؟ کئی مرتبہ تو حضرت فاطمہؑ نے فرمایا: وہ آپؑ کے کسی کام سے گئے ہوئے ہیں۔ پھر ذرا دیر بعد جب علیؑ آگئے۔ام سلمہؓ نے کہا کہ میں نے یہ گمان کیا کہ آپؑ کو علیؑ سے کوئی خاص کام ہے تو ہم سب باہر آگئے اور دروازہ کے پاس بیٹھ گئے اور میں بہ نسبت دوسروں کے دروازہ سے زیادہ قریب تھی تو میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ علیؑ کی طرف جھکے ہوئے سرگوشی کر رہے تھے اور اُن سے کچھ بات کر رہے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوگیا۔ چنانچہ آپؑ سے سب سے آخری ملاقات کرنے والے صرف علیؑ تھے۔(مسند احمد ج ۶ ص ۳۰۰؛ مستدرک الحاکم ج ۳ ص ۱۳۹؛ المصنف ج ۷ ص ۴۹۴؛ مسند ابی یعلی ج ۱۲ ص ۳۶۴؛ کنز العمال ج ۱۳ ص ۱۴۶ سلسلہ ۳۶۴۵۹۔)ص ۴۵۵ تا ۴۵۶

قال رسول لله اما انت یا علی فختنی و ابو ولدی انت منی و انا منک ۔تاریخ بغداد خطیب ج ۹ ص ۶۴؛ تفسیر قرطبی ج ۱۳ ص ۶۰؛ مجمع الزوائد الهیثمی ج ۹ ص ۲۷۵ محمد بن اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے باپ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے :یا علیؑ تو میرا داماد ہے اور میرے بیٹوں کا باپ ہے میں تجھ سے ہوں اور تو مجھ سے۔ ص ۴۵۸

فقال رسول اللهﷺ ما انتجیته ولکن الله انتجاه ۔ ترمذی ج ۵ ص ۳۰۳ ؛**معجم کبیر طبرانی ج ۲ ص ۱۸۶** ۔مروی ہے جابر ابن عبداللہؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم طائف میں علیؑ کو بلایا اور اُن سے سرگوشی کرتے رہے تو لوگوں نے کہا کہ واقعی آپ کی سرگوشی اپنے چچا کے بیٹے کے ساتھ طویل ہوگئی۔تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے سرگوشی نہیں کی لیکن اللہ نے اُس سے سرگوشی کی۔ص ۴۶۱

اخرج ابو عمر عن رجل من همدان قال قال معاویة لضرار السدی یا ضرار صف لی علیا قال اعفنی یا امیر المؤمنین قال لتصفنه قال اما اذ لا بد من وصفه فکان والله بعید المدی شدید القویٰ یقول فصلا ویحکم عدلا یتفجر العلم من جوانبه و تنطف الحکمة من نواحیه یستوحش من الدنیا وزهرتها ویأنس باللیل ووحشته و کان غزیر العبرة طویل الفکرة یعجبه من اللباس ما قصر و من الطعام ماخشن و کان فینا کا حدنا یجیبنا آ سألناه و یئبنا اذاستأنیناه و نحن والله مع تقریبه ایانا وقربه منا لا نکا و نکلمههیبة له یعظم اهل الدین و یقرب المساکین لا هطمع القوی فی باطله ولا ییأس الضعیف من عدله واشهد لقد رأیته فی بعض مواقفه وقد ارخی اللیل دوله و غارت نجومه قابضا علی لحیته یململ تململ السلیم یبکی بکاء الحزین و یقول یا دنیا غری غیری الی تعرضت ام الی تشوقت هیهات هیهات قد قد بایتک ثلثا لا رجعة فیها فعمرک قصیر و خطرک حقیر آه من قلة الزاد و بعد السفر ووحشة الطریق ۔فبکی معاویة وقال رحم الله ابا حسن کان والله کذلک۔ قال کیف حزنک علیه یا ضرار؟۔ قال حزن من ذبح واحدها فی حجر ها۔ روایت کیا ہے ابو عمر نے ہمدان کے ایک شخص سے کہا کہ معاویہ نے ضرار سُدی سے کہا اے ضرار ہم سے علیؑ کی صفت بیان کر۔ضرار نے کہا اے امیر المؤمنین مجھے معاف رکھئے۔معاویہ نے کہا تجھے کہنا ہی پڑے گا۔ضرار نے کہا کہ اب اگر اُن کے اوصاف بیان کے بغیر چارہ نہیں تو سنئے: وہ اس قدر صفات والے شخص تھے کہ جن کی غائت پر رسائی دشوار ہے، سخت قوتوں والے تھے۔وہ فیصلہ کن بات کرتے تھے اور عدل کے ساتھ حکم کرتے تھے۔اُن کے اطراف سے علم کے

چشمے پھوٹتے تھے اور اُن کے طرف سے حکمت ٹپکتی تھی، دنیا اور اُس کی چمک سے وہ متوحش (وحشت کھاتے تھے) ہوتے تھے۔ رات اور اور اُس کی وحشت سے مانوس ہوتے تھے، اور بہت آنسو بہانے والے تھے، تفکر (ذات وصفات حق) میں مستغرق رہنے والے تھے۔ اُن کو ایسا لباس پسند تھا جو چھوٹا ہو اور ایسا کھانا جو موٹا جھوٹا ہو اور ہم میں عام ساتھیوں کی طرح ہوتے تھے۔ جب ہم اُن سے کچھ سوال کرتے تو ہم کو جواب دیتے تھے، اور جب ہم یہ چاہتے کہ وہ انتظار کریں ہمارا انتظار کرتے اور واللہ! باوجود اس کے کہ وہ ہم کو اپنے سے قریب تر رکھتے اور ہم سے وہ قریب رہتے تھے ہماری ہمت نہیں ہوتی تھی کہ اُن سے (بے تکلفی سے) گفتگو کریں یہ اُن کے رعب کی وجہ سے تھا۔ دینداروں کی تعظیم کرتے تھے اور غریبوں کو اپنے پاس بیٹھاتے تھے۔ طاقتور جو حق سے ہٹا ہوا ہوتا تھا اُن سے حمایت کی طمع نہ کرسکتا تھا اور اُن کے انصاف سے کمزور مایوس نہیں ہوتا تھا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اُن کو اُن کی بعض خاص جگہوں میں جب کہ رات کی تاریکی خوب چھا جاتی تھی اور ستارے چھپ جاتے تھے ایسی حالت میں خوب دیکھا ہے کہ اپنی ڈاڑھی پکڑے ہوئے اس طرح پیچ وتاب کھاتے تھے جس طرح مار گزیدہ (جسے سانپ نے کاٹا ہو) کھاتا ہے اور اس طرح روتے تھے جس طرح غم زدہ روتے ہیں اور کہتے تھے: اے دنیا! جا کسی اور کو دھوکا دے تو میرا سامنا کرتی ہے یا مجھے اپنا شائق بناتی ہے، ہائے، ہائے، میں تجھے تین طلاق دے چکا ہوں جس میں رجعت نہیں ہے (تیرا حال تو یہ ہے) کہ تیری حیات تھوڑی اور تیرا مرتبہ حقیر، افسوس! کہ زادِ راہ کی کمی اور سفر کی درازی ہے اور راستہ وحشت بھرا ہے۔ یہ سُن کر معاویہ رو پڑا اور کہا: اللہ رحمت نازل کرے ابوالحسنؑ پر واللہ وہ ایسے ہی تھے۔ پھر معاویہ ضرار سے پوچھا: اے ضرار تجھ کو اُن کے فراق کا کس درجہ غم ہے؟۔ ضرار نے جواب دیا: اُس عورت کے غم کے برابر جس کا واحد بچہ کو اُس کی گود میں ذبح کر دیا گیا ہو (ابن عساکر ج ۲۴ ص ۴۰۱؛ الریاض النضرۃ ج ۳ ص ۱۸۷)۔ ص ۴۶۶

لو لا علی لهلک عمر۔ عمر کہا کرتے تھے کہ اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا (ریاض النضرۃ ج ۳ ص ۱۸)۔ ص ۴۷۴

قال عمر اللهم لا تنزل بی شدیدة الا و ابوالحسن الیٰ جنبیج ب حضرت علی نے ایک قضیہ میں فیصلہ سُنایا تو عمر ابن خطاب نے کہا یا اللہ کوئی مشکل مجھ پر نہ ڈال مگر اُس وقت جب کہ ابوالحسنؑ میرے پہلو میں ہوں۔ ص ۴۷۸

وعن حمید بن عبد الله بن یزید المدنی قال زکر عند النبی ﷺ قضاءٌ قضی به علی فاعجب النبی ﷺ فقال الحمد الله الذی جعل فینا الحکمة اهل بیت۔ مروی ہے حمید بن عبداللہ بن یزید مدنی سے کہا کہ نبی ﷺ کے سامنے ایک مقدمہ کا ذکر کیا گیا جس کا فیصلہ علیؑ نے کیا تھا تو نبی ﷺ نے اُس کو پسند کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالی کا شکر ہے جس نے ہم میں یعنی اہل بیت میں حکمت رکھی۔ ص ۴۸۱

اور جب نمازِ عصر حضرت مرتضیٰ سے فوت ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے دعا کی تو آفتاب لوٹ آیا: بعد از غروب آفتاب کا لوٹ آنا۔

(اس موقع پر حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ نے اپنی خاص سند تحریر فرمادی ہے) یہ حدیث پڑھی گئی ہمارے شیخ ابوطاہر محمد بن ابراہیم کردی مدنی کے سامنے اور میں اُن کے مکان پر ظاہر مدینہ مشرفہ میں ۱۱۴۳ھ میں سُن رہا تھا۔ کہا کہ مجھ کو خبر دی میرے والد شیخ ابراہیم بن الحسن کردی ثم المدنی نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ امام صفی الدین احمد بن محمد مدنی نے روایت کرتے ہیں، شمس الرملی سے وہ شیخ زین الدین زکریا سے وہ اعزالدین عبدالرحیم بن محمد الفرات سے وہ ابوالثناء محمود بن خلیفة المنجی سے، وہ حافظ شرف الدین عبدالمومن خلف الدمیاطی سے وہ ابوالحسن علی بن الحسین بن المقیر البغدادی سے وہ حافظ ابوالفضل محمد بن ناصر السلامی الحنبلی سے آپ نے سماع کیا خطیب ابوطاہر محمد بن احمد بن محمد بن ابی الصقر انباری سے ۴۷۳ھ میں، آپ نے قراءت کی شیخ ابوالبرکات احمد بن عبدالواحد بن الفضل بن نظیف بن عبداللہ القراء کے سامنے مصر میں ۴۲۸ھ میں۔ انہوں نے روایت کی ابومحمد الحسن بن رشتیق العسکری سے کہا کہ ہم سے روایت کیا ابوالبشر محمد بن احمد بن حماد انصاری دولابی سے کہا مجھ سے روایت کیا اسحٰق بن یونس نے کہا کہ ہم سے روایت کیا سوید بن سعید نے ان سے مطلب بن زیاد نے اُن سے ابراہیم بن حبان نے اُن سے عبداللہ بن الحسن نے اُن سے فاطمہ بن الحسین نے انہوں نے اسماء بنت عمیس سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ

ﷺ کا سر علیؑ کی گود میں تھا اور آپؐ پر وحی نازل ہو رہی تھی۔ تو جب آپ ﷺ کو افاقہ ہوا تو آپؐ نے پوچھا یا علیؑ کیا تم نے نماز پڑھ لی ہے؟ تو انہوں نے کہا نہیں تو آپؐ نے دعا کی اللهم انک تعلم انه كان فى حاجتک و حاجة رسولک فَرُدَّ عليه الشمس فردها عليه فصلى و غابت الشمس۔ کہ اے اللہ! تو جانتا ہے کہ علیؑ تیرے کام میں اور تیرے رسول کے کام میں لگا ہوا تھا تو اُس کے لئے سورج کو لوٹا دے۔ تو اللہ تعالی نے اُسے لوٹا دیا تو انہوں نے نماز پڑھی اور پھر سورج غروب ہو گیا۔ ص ۴۸۵ تا ۴۸۷

حافظ جلال الدین سیوطی اپنی کتاب ''كشف اللبس فى حديث رد الشمس'' میں کہا کہ ردشمس جو معجزہ ہے ہمارے نبی ﷺ کا وہ صحیح ہے، امام جعفر طحاوی وغیرہ نے اور حافظ ابوالفرج ابن الجوزی نے زیادتی کی ہے کہ اس کو کتاب الموضوعات میں داخل کر دیا۔ اُن کے شاگرد محدث ابوعبداللہ بن محمد بن یوسف دمشقی صالحی نے اپنی کتاب ' مزيل اللبس عن حديث رد الشمس '' میں کہا ہے: جاننا چاہئے کہ اس حدیث کی روایت طحاوی نے اپنی کتاب شرح مشكل الآثار '' میں اسماء بنت عمیس سے دو سندوں کے ساتھ روایت کی ہے اور اُن کو نقل کیا ہے قاضی عیاض نے شفاء میں اور حافظ بن سید الناس نے '' بشرى اللبيب '' میں اور حافظ علاء الدین مغلطائی نے اپنی کتاب '' الزهر الباسم ' میں اور اُس کو صحیح کہا ابوالفتح ازدی نے اور حسن کہا ہے ابو زرعہ بن العراقی نے اور ہمارے شیخ حافظ جلال الدین السیوطی نے ' الدر المنتثرة فى الاحاديث المشتهرة ' میں اور کہا حافظ احمد بن صالح نے اب اس کے تسلیم میں کیا رکاوٹ ہے اہل علم کی راہ پر چلنے والے کے لئے مناسب نہیں ہے اسماء بنت عمیس کی حدیث سے تخلف کرنا کیونکہ یہ بہت بڑی علامت نبوت میں سے ہے۔ ص ۴۸۷ تا ۴۸۸

پھر طحاوی نے معارضہ کیا اِس حدیث کا اُس حدیث سے جو مرفوعاً ابو ہریرہ سے مروی ہے الحدیث بما روى من طرق عن اسامة بن زيد، عن عبد الله بن أبي لبيد، عن المطلب بن عبد الله بن حنطب عن ابى هريره لم يحتبس الشمس على احد الا ليوشع۔ کہ سوائے یوشعؑ کے سورج کو کسی کے لئے نہیں روکا گیا اور جواب دیا کہ یہ بات ممکن ہے کہ یوشعؑ کے ساتھ مخصوص ہو اُس روکا جانا غائب ہونے سے اور یہ لوٹایا جانا ہے بعد غروب ہونے سے۔[۱] ص ۴۸۹

شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں: اور علیؑ کی حکمت اس سے (ردشمس) کہیں بڑھ کر ہے ہم اس کا احصاء اور احاطہ کر سکیں اور اس کا احصاء کیسے ممکن ہے جبکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہو کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اُس کا دروازہ ہے۔ ص ۴۸۹

---

۱ اس حدیث کا جائزہ لیا جائے تو سلسلہ رواۃ میں پہلے راوی

۱ اسامة بن زيد: ضعفه أحمد وغيره لسوء حفظه ؛ نسائى : ليس بالقوى؛ ابن معين ضعيف۔ میزان الاعتدال ج ۱ ص ۱۷۴ سلسلہ ۷۰۵

دوسرے عبد الله بن أبي لبيد، میزان الاعتدال ج ۲ ص ۴۸۵ سلسلہ ۴۵۲۹ میں ہے العقيلى يخالف فى بعض حديثه؛ قال ابن عدى : أما فى الرواية فلا بأس به۔ تیسرے ہیں المطلب بن عبد الله بن حنطب: میزان الاعتدال ج ۴ ص ۱۲۸ سلسلہ ۸۵۹۳ كثير الحديث و ليس يحتج بحديثة؛ آخر میں ابو ھریرہ جن کے بارے میں ناقدین احادیث ابو ہریرہ کو غیر معتبر قرار دیتے تھے چنانچہ میزان الاعتدال میں علامہ ذہبی صفحہ ۱۷۳ میں تحریر کرتے ہیں کہ عثمان مقسم برّی ابوہریرہ کو کاذب جانتے تھے۔ اور اعلام الاخیار کفوی میں اور میزان شعرانی (اردو) المعروف بہ مواہب رحمانی تالیف علامہ شیخ عبدالوہاب الشعرانی ترجمہ مولانا محمد حیات طبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی جلد اول ص ۱۷۵ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ابو مطیع بلخی نے امام اعظم ابوحنیفہ سے پوچھا ''اگر کسی امر میں آپ کی رائے ایک ہو اور ابوبکر کی کچھ اور ہو تو کیا آپ کی رائے کو چھوڑ کر ابوبکر کی رائے اختیار کریں گے؟''۔ ابوحنیفہ نے کہا: ''ضرور، علیٰ ہذا القیاس عمر، عثمان اور حضرت علیؑ کے بالمقابل میں اپنی رائے ترک کر دوں گا''۔ پھر امام اعظم ابوحنیفہ نے فرمایا: ''سوائے انس بن مالک، ابوہریرہ، اور سمرہ بن جندب کے تمام صحابہ کے بالمقابل میں اپنی رائے کو ترک کر دوں گا''۔ الکتاب مسطور مصنف محمد حسین نیلوی طبع شعبہ نشر و اشاعت مدرسہ ضیاء العلوم سرگودھا۔ صفحہ ۱۳۵ پر تحریر ہے کہ ''صرف ایک صحابی غیر معروف الفقہ والعدالہ یعنی حضرت ابوہریرہ''۔ مرادؔ) ص ۴۸۹

علی بن زاذان سے مروی ہے کہ علیؑ نے ایک حدیث بیان کی تو اُن کو ایک شخص نے جھٹلایا۔ تو حضرت علیؑ نے کہا کہ اگر میں سچا ہوں تو تجھ پر بددعا کرتا ہوں۔ تو اس پر راضی ہے۔ اُس نے کہا ہاں۔ تو آپ نے اُس پر بددعا کی وہ لوٹنے نہ پایا کہ اُس کی بنیائی جاتی رہی۔ (کنز العمال ج ۱۳ ص ۱۷۰ سلسلہ ۳۶۵۱۴)۔ ص ۴۹۵

مروی ہے ابوذرؓ سے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھے علی کا بلانے بھیجا۔ میں اُن کے گھر پہنچا اور اُن کو پکارا تو انہوں نے مجھے جواب نہ دیا۔ میں واپس ہو کر رسول اللہ ﷺ کو خبر دی۔ آپؐ نے فرمایا: پھر جا کر پکارو، وہ گھر میں ہی موجود ہیں۔ ابوذرؓ نے کہا میں جا کر اُن کو پکارا تو میں نے چکی پیسے جانے کی آواز سُنی۔ پھر میں دیوار کے اُپر جھانکا تو دیکھتا کیا ہوں کہ چکی گھوم رہی ہے اور اُس کے پاس کوئی موجود نہیں ہے۔ میں نے پھر اُن کو آواز دی تو علیؑ میرے پاس شگفتگی کے ساتھ باہر آئے تو میں اُن سے کہا: آپ کو رسول اللہ ﷺ بلا رہے ہیں۔ تو وہ آ گئے۔ پھر میں برابر رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھتا رہا اور آپؐ مجھے دیکھتے رہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا اے ابوذرؓ! کیا بات ہے؟۔ میں نے کہا میں ایک عجیب حیرت میں ہوں۔ میں نے چکی کو دیکھا جو علیؑ کے گھر میں آٹا پیس رہی ہے اور اُس کو گھمانے والا کوئی نہیں تھا۔ تو آپؐ نے فرمایا: یا با ذر ان اللّٰہ ملائکۃ سیاحین فی الأرض و قد وکلوا بموئنۃ آل محمد ﷺ أخرجین الملاء في سيرة وأخرج أحمد في المناقب حديث علي بن زاذان خاصة۔ اے ابوذرؓ! اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو زمین میں پھرتے ہیں اور وہ مقرر کردئے گئے ہیں کہ وہ آل محمدؐ کی امداد پر (الریاض النضرۃ المحب الطبری ج ۳ ص ۲۰۲ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت)۔ ص ۴۹۶ تا ۴۹۷

ثابت ہوا کہ قرآن جمع شدہ تھا اور سب کا سب آنحضرت ﷺ کی حیات میں محفوظ تھا۔ ص ۴۹۸

مروی ہے ابن عمر سے کہ یہود، ابوبکر کے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ: ہم سے اپنے صاحب کی صفات بیان کرو۔ تو ابوبکر نے کہا: اے جماعت یہود میں اُن کے ساتھ غار میں اس طرح رہا جیسے میری دونوں اُنگلیاں، اور میں اُن کے ساتھ جبل حرا پر چڑھا اس طرح کہ ہم ایک دوسرے کی کمر میں ہاتھ ڈالے ہوئے تھے لیکن آپؐ کے اوصاف کو بیان کرنا ناممکن ہے ہاں البتہ یہ علیؑ ابن ابی طالب موجود ہیں اُن سے پوچھو۔ تو وہ لوگ علیؑ کے پاس آئے اور اُن سے کہا کہ اے ابوالحسن ہم سے اپنے ابن عم کے اوصاف بیان کرو۔ تو آپ نے پہلے آنحضرت ﷺ کا حلیہ بیان کیا پھر آپؐ کے اوصاف بیان کئے۔ (ابن عساکر ج ۵۴ ص ۱۹۷)۔ ص ۴۹۸ تا ۴۹۹

جنید رحمہ اللہ کا قول ہے کہ: ہمارے شیخ اصول اور بناء میں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں اور خطبوں میں فصاحت اور بلاغت کی رسم اُن ہی کی لائی ہوئی ہے۔ خلفاء گذشتہ اُن میں مشغول نہیں ہوتے تھے۔ پھر شیخین کے زمانہ میں مسائل دینیہ میں مشیر اور تدبرات مُلکیہ میں وزیر ہی ہوتے تھے۔ اور اُنہوں نے (خلفاء گذشتہ) اُن کی (حضرت علیؑ کی) تعظیم اور توقیر میں دور دور پہنچ کر آپ کے مناقب اور فضائل کو واضح کر دیا۔ ص ۵۰۱ تا ۵۰۲

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ضغائن فی صدور اقوام لا یبدونھا لک الا من بعدی۔ مجمع الزوائد الھیثمی ج ۹ ص ۱۱۸؛ معجم کبیر طبرانی ج ۱۱ ص ۶۱؛ مسند ابی یعلی ج ۱ ص ۴۲۷؛ کنز العمال ج ۱۳ ص ۱۸۶ سلسلہ ۳۶۵۲۴۔ اے علی! لوگوں کے سینوں میں کینے چھپے ہوئے ہیں وہ تم سے اظہار نہ کریں گے مگر میرے بعد۔ ص ۵۰۴

جب صفین میں اہل شام نے قرآن کو بلند کیا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان یہ قرآن ہے۔ تو حضرت مرتضیٰ نے فرمایا یہ قرآن تو خاموش ہے اور میں بولنے والا قرآن ہوں۔ ص ۵۰۶

جب خوارج نے اصرار کیا کہ قرآن کے سوا ہم کسی اور پر بات نہیں کریں گے۔ حضرت علی نے قاریان قرآن اور علماء قرآن کو جمع کیا اور ایک بڑا شاندار قرآن

مجید منگایا اور اُس کو اپنے سامنے رکھا، پھر اپنے ہاتھ سے اُس کے اوراق اُلٹاتے ہوئے کہتے تھے: اے قرآن !لوگوں سے بات کر۔ جو قاریان اور علماء قرآن جمع ہوئے تھے کہنے لگے: اے امیر المؤمنین اس سے کیا پوچھتے ہو یہ تو محض روشنائی ہے کاغذ پر۔ ص ۵۰۸

بسمہ سبحانہ و بذکرہ ولیہ

کیا واقعہ کربلا ایک اتفاقی حادثہ تھا؟

میر مراد علی خان

جناب محمد ابوسفیان ملک نے حسب ذیل مضمون تحریر فرمایا اور اُس کی نقل بذریعہ ای میل اپنے دوست احباب اور نہ جانے کتنے لوگوں کو روانہ فرمائی۔ ایک صاحب از راہ کرم اُس کی نقل مجھ جیسے جاہل کے پاس بھی روانہ فرمائی اور حکم ہوا کہ اس کا جواب دوں۔ چنانچہ میں اپنی کم علمی کا اعتراف کرتے ہوئے اس کا جواب روانہ کیا۔ جس کے جواب میں ابوسفیان ملک نے ہمیں گالیوں سے سرفراز فرمایا۔ یہ تمام آپ اس مضمون میں ملاحظہ فرمائیں۔

﴿رب العلمین﴾ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ﴿رحمت للعلمین﴾

﴿آپکا سوال اور اُسکا جواب﴾

سوال:۔ حضرت سیدنا حسینؓ نواسہ رسول ﷺ تھے اور اُن کے مقابلے میں امیر یزید تھا، بعض احباب یزید کو برا بھلا کہتے یا اس کو صرف یزید کہنے سے بھی روکتے ہیں، آپ سے سوال یہ ہے کہ آیا یزید کو ظالم اور جابر سمجھا جائے، دشمن اسلام سمجھا جائے یا ہم اُس کو ایسا نہیں کہہ سکتے اور کیا یزید کے ساتھ حضرت کا استعمال درست ہے اُمید ہے آپ تفصیلاً اور غیر جانبدارانہ جواب دیں گے ----؟ محمد ظہور احمد اعوان، محمد شبیر احمد اعوان (روزنامہ جناح اسلام آباد)

جواب:۔ معزز قارئین اسلام علیکم!۔ سوال آپ سب لوگوں نے پڑھ لیا ہوگا۔ سوال اتنا اہم اور طویل ہے کہ اس پر ایک مکمل کتاب لکھی جا سکتی ہے، میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ لوگ اپنے فروعی اختلافات کو ایک طرف رکھ کر، ٹھنڈے دل و دماغ سے میرے اس جواب کو پڑھیں گے اور پھر اس پر سوچیں گے۔ میں اپنے رب کو حاضر و ناضر جان کر اور اپنی قبر و حشر کو سامنے رکھتے ہوئے یہ جواب لکھ رہا ہوں۔ اور ایسی مستند کتابوں کے حوالاجات کیساتھ جو آج کل کے دور میں نہیں آج سے بارہ، تیرہ سو سال پہلے لکھی گئی ہیں۔ اس ایک سوال میں کئی سوال چھپے ہیں اس لیے میں ہر سوال کا جواب بھی علیحدہ علیحدہ دونگا۔

سوال نمبر ۱)۔ جگر گوشہ بتول، جنت کے پھول سیدنا حسینؓ ابن علیؓ اور جناب یزید کے درمیان اسلام اور کفر کی جنگ کی حقیقت؟

جواب نمبر ۱)۔ آج محرم الحرام کے عشرہ میں پاکستان میں چھپنے والے کئی اخباروں میں واقعہ کربلا پر کئی مضامین شائع ہوتے ہیں، اس واقعہ پر کافی کتابیں بھی چھپ چکی ہے۔ بلکہ پچھلے تیرہ سو سال سے ہر دور میں کئی مورخینِ اسلام نے اس موضوع پر بڑی جامع تصانیف لکھی ہیں۔ آج کے دور کے کچھ ڈاکٹر، علامہ حضرات اور کالم نگار حضرات اپنی بیانات اور تحریروں میں اس واقعہ کو اسلام اور کفر کی جنگ ثابت کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہم لوگ اچھی طرح جانتے ہیں۔۔۔ میں اس واقعہ کے بارے میں اتنا کہوں گا کہ یہ ایک کفر و اسلام کی جنگ نہیں بلکہ ایک حادثہ تھا اور ایسا حادثہ کہ جو تاریخ اسلام کے دامن پر ایک سیاہ دھبہ ہے۔

جب امیر المومنین سیدنا امیر معاویہؓ اپنی عمر کے آخری ایام میں پہنچے تو انہوں نے اپنے تمام مشیروں سے یہ مشورہ کیا کہ اُمت مسلمہ صرف خلافت کیوجہ سے، یہود و نصاریٰ کی چالوں میں آکر مسلمان ایک دوسرے پر تیر تلوار چلا چکے ہیں۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ میں اپنی زندگی میں ہی کسی شخص کو خلافت کیلئے نامزد کر جاؤں ایسا نہ ہو کہ ہمیں ایکبار پھر آپس میں جنگ کرنے کی نوبت آجائے۔ سیدنا امیر معاویہؓ بہت مدبر قسم کے سیاستدان تھے۔ مسلمان خلفاء میں سب سے لمبے عرصے تقریباً 22 سال تک آپ نے اُمت مسلمہ کو ایک جھنڈے تلے متحد رکھا۔

اس خلافت کی نامزدگی کیلئے آپؓ نے مکہ اور مدینہ کا بھی دورہ کیا تا کہ تمام مسلمانوں سے مشورہ کیا جا سکے۔ اور بعد میں کوئی فیصلہ کیا جائے

یزید کی خلافت کا انکار کسی نے نہیں کیا، اُس وقت تک پانچ امہات المومنین ؓ بھی موجود تھیں اور کئی جلیل القدر اصحاب رسول ؓ بھی، جبکہ صرف چار لوگوں نے سوچنے کیلئے کچھ وقت مانگا۔ جن میں سیدنا عبدالرحمٰن ؓ بن ابوبکر صدیق ؓ، سیدنا عبداللہ ؓ بن عمر فاروق ؓ، سیدنا حسین ؓ ابن علی المرتضیٰ ؓ اور سیدنا عبداللہ ؓ بن زبیر ؓ۔۔۔ یاد رہے کہ سیدنا عبدالرحمٰن ؓ کا حضرت معاویہ ؓ کے زندگی میں انتقال ہو گیا تھا۔ جبکہ سیدنا عبداللہ بن عمر فاروق ؓ نے یزید کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی۔۔۔ پر سیدنا حسین ؓ ابن علی المرتضیٰ ؓ اور سیدنا عبداللہ ؓ بن زبیر ؓ مدینہ سے ہجرت کر کے مکہ چلے گئے تھے۔ جب سیدنا امیر معاویہ ؓ کا انتقال ہو گیا تو یزید منصب خلافت پر بیٹھا تو اُس نے والی مدینہ کو پیغام بھیجا کہ سیدنا حسین ؓ ابن علی المرتضیٰ ؓ اور سیدنا عبداللہ ؓ بن زبیر ؓ سے کہیں کہ وہ بھی بیعت کر لیں۔ جس پر اُس نے اُن کے مکہ چلے جانے کا احوال بتا بھیجا۔۔ آپ جانتے ہیں کہ کوفہ کے شیعہ شروع سے ہی شر پسند تھے اور ہمیشہ انہوں نے مسلمانوں کو ایک دوسرے سے لڑانے کی کئی کوششیں کیں ہیں اور کئی دفعہ کامیاب بھی رہے ہیں۔ ان کو جب پتا چلا کہ سیدنا حسین ؓ ابن علی المرتضیٰ ؓ اور سیدنا عبداللہ ؓ بن زبیر ؓ مکہ تشریف لے گئے ہیں تو انہوں نے کوفہ سے کئی وفود آپ کے پاس مدینہ بھیجے جو یہ پیغام لے کر آئے۔ کہ ہم امیر یزید کی خلافت توڑتے ہیں اور آپ کوفہ آئیں ہم آپکی بیعت کیلئے تیار ہیں۔ تاریخ کی کتابوں میں کوفیوں کی طرف سے لکھے گئے خطوں کی تعداد کم و بیش اٹھارہ ہزار بتائی گئی ہے۔۔۔ اس پر سیدنا حسین ؓ نے اپنے چچا زاد بھائی جناب سیدنا مسلم ؓ بن عقیل ؓ کو اپنا ایلچی بنا کر بھیجا کہ جا کر دیکھیں کہ کوفہ کے حالات کیسے ہیں۔ اور مجھے خط کے ذریعے آگاہ کریں۔ جب سیدنا مسلم ؓ کوفہ پہنچے تو چالیس ہزار کے قریب کوفہ کے شیعوں نے آپکے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اس بات کی خبر جب کوفہ کے گورنر ابن زیاد کو پہنچی تو اُس نے اُن لوگوں کو خبردار کیا کہ اگر کسی نے بغاوت کی تو میں سب کے سر قلم کر دونگا۔ جس پر تمام کوفیوں نے آپکا ساتھ چھوڑ دیا۔ اُدھر سے سیدنا حسین ؓ نے بغیر کسی مسلم ؓ بن عقیل ؓ کی اطلاع یا خط کے کوفہ کا سفر شروع کر دیا۔ آپکے قافلے میں کل 72 لوگ تھے جن میں 22 سیدنا حسین ؓ کی فیملی کے لوگ تھے جبکہ 50 کوفی تھے جو آپکو لینے آئے ہوئے تھے۔ اُدھر جب ابن زیاد نے جناب مسلم ؓ کو شہید کر دینے کا حکم دیا تو سیدنا مسلم ؓ بن عقیل ؓ کوفیوں کی غداری کو جان چکے تھے سیدنا مسلم ؓ بن عقیل ؓ نے ایک خط لکھا اور محمد بن اشعث نامی قاصد کو دے کر مکہ روانہ کر دیا۔ اُس خط کے الفاظ یہ ہیں۔ آپ خود اندازہ لگا لیں۔

"میں یہاں گرفتار کیا جا چکا ہوں، آپ ؓ شاید چل بھی نہ پائیں کہ میرا قتل ہو جائے، بس آپ جہاں بھی یہ پیغام پائیں لوٹ جائیں، کوفہ والوں کا بھروسہ نہ کریں، ان لوگوں نے آپ سے بھی جھوٹ بولا تھا، اور مجھ سے بھی جھوٹ ہی بولا۔ اور یہ تو آپ کے والد کے وہ ساتھی ہیں۔ جن کیوجہ سے وہ موت یا قتل کی تمنا کرنے لگے تھے" (تاریخ طبری، جلد 6، ص 211)

جب قاصد نکلا تو تب تک سیدنا مسلم ؓ بن عقیل ؓ کو شہید کر دیا گیا تھا۔ قاصد راستے میں سیدنا حسین ؓ کے قافلے کو ملا یہ مقام کوفہ سے کچھ فاصلے پر تھا۔ قاصد نے جب خط پہنچایا تو آپ نے پڑھ کر واپسی کا ارادہ کر لیا۔ جبکہ مسلم ؓ بن عقیل ؓ کے بھانجوں اور بھتیجوں نے یہ کہا کہ اے حسین ؓ ہمارا چچا آپ کی وجہ سے شہید ہوا، ہم اُس کا بدلہ لیے بغیر واپس نہیں جائیں گے،

یہ بات سن کر آپ ؓ مسلم ؓ کے قتل کا بدلہ لینے کیلئے کوفہ کو چل پڑے۔ کچھ سفر کرنے کے بعد آپ کوفہ سے گیارہ میل کے فاصلے پر ایک مقام پر پہنچے جسکا نام مقام چرخ ہے، اُس مقام پر جناب سیدنا عمر ؓ بن سعد ؓ بن ابی وقاص جناب امیر یزید کی آرمی کی کمانڈ کر رہے تھے جو اُس مقام پر پہرہ دے رہی تھی۔ وہ بھی مقام چرخ جا پہنچے، یاد رہے یہ ۸ محرم الحرام کا دن تھا، سیدنا حسین ؓ کا قافلہ دیکھ کر۔ جب حضرت عمر ؓ بن سعد ؓ بن ابی وقاص نے آپ ؓ سے کوفہ آنے کی وجہ پوچھی تو آپ ؓ نے وہ اٹھارہ ہزار خط حضرت عمر ؓ کے سامنے رکھ دیئے اور مسلم ؓ کے بھانجے کو حکم دیا پڑھ کر سناؤ (سیدنا عمر ؓ بن سعد ؓ بن ابی وقاص رشتے میں سیدنا حسین ؓ کے نانا لگتے ہیں)۔ مزے کی بات یہ ہے کہ اُن خطوط میں جن کوفیوں کے نام لکھے تھے اُن میں چھ سو تو ایسے تھے جو کہ عمر ؓ بن سعد ؓ کے فوج کے دو ہزار کے دستے میں موجود تھے۔ حضرت عمر ؓ بن سعد ؓ نے ایک ایک کو کھڑا کر دیا اور سیدنا حسین ؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ "اے حسین ؓ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے سیدنا عثمان ؓ کو شہید کیا، اُسکے بعد آپ کے والد ماجد کو شہید کیا، اُس کے بعد آپکے بڑے بھائی جناب سیدنا حسن ؓ کو شہید کر دیا۔۔ اتنے دغا باز لوگوں کی باتوں پر آپ نے کیسے یقین کر لیا۔ یہ تو آپکے خون کے پیاسے ہیں، اگر یہ یزید کے خلاف ہوتے تو اُس کی فوج میں نوکریاں کرتے"۔

اس پر سیدنا حسین ؓ نے سیدنا عمر ؓ بن سعد ؓ بن ابی وقاص کے سامنے تین شرائط رکھیں۔ یہ وہ شرائط ہے کہ اگر پچھلے چودہ سو سال میں اگر کسی بھی مورخ چاہے وہ اہلسنت تھا یا شیعہ نے اس موضوع پر کتاب لکھی تو اُس نے یہ شرائط ضرور لکھی ہیں۔

i)۔ مجھے با حفاظت بمعہ اہل خانہ مکہ یا مدینہ پہنچا دو۔ ii)۔ مجھے اسلامی ملک کی سرحد پر بھیج دو جہاں حفاظت کرتا ہوا جان دے جاؤں۔

iii)۔ مجھے یزید کے پاس لے چلو یا جانے دو۔

سیدنا عمر ؓ بن سعد ؓ نے پہلی شرط سے اس لئے معزرت کر لی کیوں کہ وہ ڈیوٹی پر تھا۔ اپنی جگہ نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ اور دوسری شرط سے اس لیے کیونکہ سیدنا حسین ؓ کے ساتھ آپ ؓ کے اہل و عیال معصوم بچے اور پاک بیویاں تھیں اسلیے کہ وہ ان معصوموں کیساتھ جبکہ پاس ایک تیر تک نہ تھا کیا جنگ کرتے۔ جبکہ تیسری شرط قبول کر لی اور کہا کہ میں آپ کے قافلہ کو اپنے حد تک پہنچا کر اگلے کمانڈر کے حوالے کر دونگا۔ وہ آگے اسی طرح آپ کی رہنمائی کرتے ہوئے آپ کو امیر یزید تک پہنچا دیں گے۔ یہ بات سن کر سیدنا حسین ؓ نے کوفہ کا راستہ چھوڑا اور شام کے راستے پر ہو لیے۔ مقام چرخ سے کربلا کم و بیش پچاس میل کے فاصلے پر ہے یاد رہے شریعت آپ کو پیدل چلتے ہوئے صرف ایک دن میں تیس (30) میل سفر کی اجازت دیتی ہے

آپ نے اپنے قافلے سمیت شام کا سفر شروع کر دیا۔ پہلے دن نو محرم کو تیس میل کا سفر کیا دس محرم کو بیس میل کا سفر کرنے کے بعد بوقت نمازِ ظہر مقام کربلا میں پہنچ گئے۔ اور ٹھہرنے کا ارادہ کیا۔ اس پر سیدنا ابن سعد ؓ نے اپنی فوج کو ایک میل دور خیمے لگانے کا حکم دیا کیوں کہ سیدنا حسین ؓ کیساتھ پاک بیویاں تھیں اور پردے کی غرض سے۔ (سمجھنے کی بات) اَب جب مقام چرخ پر وہ چھ سو لوگ جو یزید کی فوج میں تھے اور وہ پچاس جو کہ سیدنا حسین ؓ کے قافلے کا حصہ بنے ہوئے تھے وہ یہ بات اچھی طرح جان چکے تھے کہ اگر یہ خط اور سیدنا حسین ؓ سلامت امیر یزید تک شام پہنچ گئے تو ہم سب پر بغاوت کا مقدمہ چلے گا اور ہمارے سر قلم کر دیئے جائیں گے۔

مقام چرخ سے کربلا تک اُن چھ سو پچاس غدار کوفیوں نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ سیدنا حسینؓ کو اور خطوں کو ختم کر دو، ورنہ ہماری خیر نہیں۔

جب مقام کربلا میں جناب سیدنا حسینؓ اپنے ساتھیوں سمیت خیمے گاڑ رہے تھے تو وہ چھ سو کوفی جو فوج میں تھے وہ چپکے سے نکل کر قافلہ حسینیؓ کے پاس پہنچ گئے۔ اور پچاس وہ پہلے سے موجود تھے انہوں نے مل کر آپ کے 22 ساتھیوں (جن میں معصوم بچے اور عورتیں بھی تھیں) پر اچانک تلواروں سے حملہ کر دیا جو سامنے آیا کاٹتے چلے گئے اور خطوں کو جلانے کیلئے خیموں کو آگ لگا دی۔ جب سیدنا ابن سعدؓ کو انکی غداری کا پتا چلا خیموں سے اُٹھنے والے دھویں کو دیکھ کر، تو سیدنا ابن سعدؓ اپنی باقی فوج لے کر سیدنا حسینؓ کے قافلے کی طرف دوڑے، جب پہنچے تو کیا دیکھا سب ختم ہو چکا تھا سوائے سیدنا زین العابدینؓ کے اور چند پاک بیویوں کے۔ کیونکہ وہ بیمار تھے اور خیمہ میں سوئے ہوئے تھے اس لئے زندہ بچ گئے۔ اس پر سیدنا ابن سعدؓ نے اُن چھ سو پچاس کو گھیرے میں لے کر تیروں کی نظر کر دیا۔۔

بہت اہم باتیں:۔ اگر یہ جنگ کفر اسلام کی ہوتی تو پھر سیدنا حسینؓ بائیس عورتوں بچوں کو ساتھ لاتے کیا مکہ اور مدینہ میں اور کوئی مسلمان موجود نہیں تھا۔۔؟ اگر یہ کفر اور اسلام کی جنگ تھی تو پھر مسلمؓ بن عقیلؓ کے خط وصول ہونے کے بعد آپ نے واپسی کا ارادہ کیوں کیا تھا۔۔۔؟۔ کیا سیدنا حسینؓ یہ نہیں جانتے تھے کی میدان جہاد سے بھاگنا گناہ کبیرہ ہے۔؟۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ دس دن میدان سجا رہا اور پانی بند کر دیا گیا اور باقاعدہ جنگ ہوئی۔۔ اُن سے ذرا یہ سوال تو پوچھیں کہ جناب اگر باقاعدہ جنگ ہوتی تو جنہوں نے معصوم علیؓ اصغر اور علیؓ اکبر کو نہیں چھوڑا انہوں نے اٹھارہ سال کے زین العابدینؓ کو کیوں چھوڑ دیا تھا۔۔؟ اگر باقاعدہ جنگ ہی کرنی تھی تو دو دو سال کے بچوں اور عورتوں کو لے جانے کا کیا جواز بنتا تھا۔۔ اور بنا سامان جنگ کے۔۔؟ کیا سیدنا عبداللہؓ بن عباسؓ، سیدنا عبداللہؓ بن زبیرؓ سیدنا عبداللہؓ بن عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابہؓ جہاد نہ کرتے آپکے ساتھ آ کر۔؟ آپ خود اچھے بھلے عقلمند ہیں تھوڑی دیر کیلئے سوچیں تو سہی۔ کیا یہ اُن آصحاب رسولؐ کی توھین نہیں جو مدینہ میں اُس دوران حج ادا کر رہے تھے اور سیدنا حسینؓ اپنے بچوں اور معصوم عورتوں کیساتھا کیلئے بے سروسامانی کی حالت میں اپنے نانا کا دین بچانے نکلے ہوئے تھے۔۔۔ کیا اُن صحابہؓ پر جہاد فرض نہیں تھا۔۔۔ کیا مقام رہ جاتا ہے پھر اُن آصحاب رسولؐ کا مسلمانوں کی نظر میں۔۔۔ زرا سوچیے گا ضرور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سوالنمبر ۲)۔ کیا یزید کو برا بھلا کہنا چاہیے یا نہیں؟

جواب نمبر۲)۔ میں اس پر خود کوئی بحث نہیں کرنا چاہتا۔ آپ کے سامنے میں کچھ حوالا جات پیش کر رہا ہوں آپ خود فیصلہ کر لیجئے گا۔ جب سیدنا حسینؓ بن علیؓ اپنے بائیس اہل خانہ سمیت مکہ سے کوفہ کو سفر کرنے کیلئے تیار ہوئے تو چند اکابر صحابہ کرامؓ نے آپکو اس سفر سے روکا۔

۱)۔ حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ فرماتے ہیں۔ "واللہ مجھے لگتا ہے کہ کل تم (حسینؓ) اپنی بیویوں اور بیٹیوں کے درمیان اسطرح شہید کئے جاؤ گے جیسے سیدنا عثمان غنیؓ (البدایہ والنہایہ، جلد ۸، ص 164)

۲)۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں۔ "اپنی جان کے بارے میں اللہ سے ڈریے اور اپنے گھر میں رہیے اور اپنے امام پر خروج مت کیجیے" (البدایہ والنہایہ، جلد ۸، ص 163، تاریخ طبری جلد 6، ص 217)

۳)۔حضرت جابرؓ بن عبداللہؓ فرماتے ہیں۔"اللہ سے ڈریے اور مسلمانوں کو ایکدوسرے سے مت ٹکرائیے"

(البدایۃ والنہایۃ جلد ۸،ص 163،تاریخ طبری جلد 6،ص 217)

۴)۔واثلہ بن واقد اللیثیؓ فرماتے ہیں۔ "آپکا خروج بجا نہیں ہے آپ صرف اپنی جان دینے جارہے ہیں۔

(البدایۃ والنہایۃ جلد ۸،ص 163،تاریخ طبری جلد 6،ص 217)

۵)۔حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ فرماتے ہیں" بے شک امیر معاویہؓ کا بیٹا یزید اُنکے گھرانے کے نیک لوگوں میں سے ہے تو تم لوگ اپنی جگہ بیٹھے رہو اور اُسکی فرمانبرداری اور بیعت پر قائم رہو (بلاذری کے انصاب الاشراف سے)

۶)۔جب سیدنا حسینؓ شہید ہوگئے تو اُن کے بعد سیدنا عبداللہؓ بن زبیرؓ جن کا اوپر ذکر گزرا ہے کہ انہوں نے بیعت نہیں کی تھی، وہ اب سامنے آئے خلافت کیلئے اور مدینہ کے کچھ لوگوں کو ساتھ ملالیا۔۔سیدنا حسینؓ کے سگے بھائی سیدنا محمدؓ بن علیؓ اُس وقت مدینہ میں موجود تھے۔۔جب انہوں نے محمدؓ بن علیؓ سے کہا کہ یزید کے خلاف میرا ساتھ دو اور اُسکی بیعت توڑ دو تو وہ جواب میں کیا کہتے ہیں۔۔۔"حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ کے داعی حضرت عبداللہ بن المطیع اپنے ساتھیوں کیساتھ حضرت محمدؓ بن علیؓ کے پاس گئے، اور درخواست کی کہ آپ یزید کی بیعت توڑ دیں۔لیکن انہوں نے اس سے انکار کردیا، عبداللہ بن المطیع نے فرمایا کی یزید شراب پیتا ہے، نماز ترک کرتا ہے، اور کتاب اللہ کے احکامات کی اس کو پروا نہیں، جناب محمدؓ بن علیؓ نے فرمایا" کہ میں نے ایسی کوئی بات یزید میں نہیں دیکھی، میں یزید سے ملا ہوں اُس کے پاس رہا ہوں، میں نے اُس کو نماز کا پابند، خیر کا متلاشی، فقہ کا سائل اور سنت رسول ﷺ کا متبع پایا ہے"۔ (البدایۃ والنہایۃ، جلد ۸،ص 233)

۷)۔حضرت امام ابن تیمیہؒ کیا فرماتے ہیں یزید کے بارے میں "کتاب منہاج السنۃ"۔

"یزید کے سلسلے میں لوگوں کے تین گروہ ہیں۔ایک کا اعتقاد ہے کہ یزید صحابی، بلکہ خلفاء راشدین میں سے یا بلکہ انبیاء کرام کے قبائل میں سے تھا، اس کے برعکس ایک دوسرا گروہ کہتا ہے کہ وہ کافر اور بدباطن منافق تھا، اُسکے دل میں بنو ہاشم اور مدینہ سے اپنے اُن کافر اعزا و اقارب کا بدلہ لینے کا جزبہ تھا جو جنگ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے تھے۔جنانچہ یہ لوگ کچھ اشعار اسکی دلیل میں اُن کی طرف منصوب کرتے ہیں، لیکن یہ دونوں قول ایسے غلط اور راور بے بنیاد ہیں کہ ہر سمجھدار انکا بخوبی اندازہ کرسکتا ہے۔

یزید حقیقت میں ایک مسلمان فرمانروا اور بادشاہانہ خلافت والے خلفاء میں سے ایک خلیفہ تھا نہ وہ صحابی یا نبی تھا اور نہ ہی کافر و منافق"

۸)۔حضرت شیخ الاسلام امام غزالیؒ کیا فرماتے ہیں یزید کے بارے میں:۔

"حضرت حسینؓ کو یزید کا قتل کرنا یا اُن کے قتل کرنے کا حکم دینا یا ان کے قتل پر راضی ہونا، تینوں باتیں درست نہیں اور جب یہ باتیں یزید کے متعلق ثابت ہی نہیں تو پھی یہ بھی جائز نہیں کہ یزید کے متعلق ایسی بدگمانی رکھی جائے کیونکہ کسی مسلمان کے متعلق بدگمانی حرام ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے، بنابریں ہر مسلمان سے حسن ظن رکھنے کے وجوب کا اطلاق یزید سے حسن ظن رکھنے پر بھی ہوتا ہے"

(وفیات الاعیان، جلد 2،ص 450، طبع جدید)

اسی طرح اپنی ایک اور معروف کتاب ''احیاء العلوم'' جلد 3 ص 131, میں فرماتے ہیں:

''اگر سوال کیا جائے کہ کیا یزید پر لعنت کرنی جائز ہے کیونکہ وہ سیدنا حسینؓ کا قاتل یا قتل کا حکم دینے والا ہے؟ تو ہم جواب میں کہیں گے کہ یہ باتیں قطعاً ثابت نہیں ہیں اور جب تک یہ باتیں ثابت نہ ہوں، یزید کے متعلق یہ کہنا جائز نہیں کہ اُس نے قتل کیا یا قتل کا حکم دیا''

اسی طرح اپنی ایک اور معروف کتاب ''وفیات الاعیان، جلد 2، ص 450 طبع جدید'' میں فرماتے ہیں۔

''یزید کیلئے رحمت کی دعا کرنا (رحمتہ اللہ علیہ کہنا) نا صرف جائز بلکہ مستحب ہے اور وہ اس دعا میں داخل ہے جو ہم کہا کرتے ہیں ''یا اللہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بخش دے'' اس لیے کہ یزید مومن تھا''

مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ کیا فرماتے ہیں ''احکام شریعت، ص 88، حصہ دوم'' میں یزید کے بارے میں

''اور امام سکوت فرماتے ہیں کہ ہم نہ مسلمان کہیں اور نہ کافر لہذا یہاں بھی سکوت کرینگے۔

محترم قارئین سب سے آخری میں میں ایک بخاری شریف کی مستند احدیث شریف بیان کر رہا ہوں، یہ سیدنا ابو ایوب انصاریؓ سے روایت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا

''میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر قسطنطنیہ میں جہاد کریگا، وہ بخشا ہوا ہے''۔ (صحیح بخاری، ح نمبر 2924)

میری گزارش ہے آپ لوگوں سے اس حدیث کے مطابق یزید کو برا بھلا کہنے سے باز رہنا چاہیے، جس میں خود رسول اللہ ﷺ نے غزوہ قسطنطنیہ میں شرکت کرنے والوں کی مغفرت کی بشارت دی ہے، اور یزید اس جنگ کا کمانڈر تھا، یہ بخاری شریف کی مستند حدیث ہے اور آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے، کسی کاہن یا نجومی کے پیشن گوئی نہیں، کہ بعد کے واقعات اس کو غلط ثابت کردیں، اور اگر ایسا ہو تو پھر نبی کے فرمان اور کاہن یا نجومی کی پیشن گوئی میں فرق باقی نہیں رہے گا۔ اب آپ جانے اور آپکا کام میں حوالا جات آپکے سامنے رکھ دیئے ہیں۔۔ آپ فیصلہ خود کرلیں۔

ضروری باتیں:۔۔۔ اپنے خلافت کے زمانے میں یزید 51,52,53 ہجری میں امیر حج رہا، اگر وہ شرابی اور زانی تھا تو پھر مسلمانوں نے اُس کے پیچھے حج ادا کیوں کیا؟۔۔۔۔ یزید کی بیوی کون ہے اور کس کی بیٹی ہے۔۔ کیا وہ سیدنا حسینؓ کی بھتیجی نہیں۔۔۔ یزید اگر زانی اور شرابی تھا تو کیا مقام رہے جاتا ہے اُن امہات المومنینؓ اور اصحاب رسولؓ جنہوں نے اُس کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، جن میں سیدنا عبداللہؓ بن عمرؓ، عبداللہ بن عباسؓ، حضرت مغیرہؓ بن شعبہؓ جیسے جلیل القدر صحابہؓ شامل ہیں۔۔۔۔۔ ذرا سوچیں تو سہی۔ پھیر فیصلہ کریں۔۔

محترم قارئین میں نے تاریخ اور حدیث سے آپکے سوال کا جواب دیا ہے آپ اسکو پڑھیں۔ اور اگر کوئی غلطی ہو یا کوئی حوالہ غلط ہو تو آپکا بھائی حاضر ہے ہر طرح کا ثبوت پیش کرنے کیلئے۔۔۔۔ واللہ عالم

آپکی دعاؤں کا طالب:۔ محمد ابو سفیان ملک

misfpakistan@gmail.com

﴿برائے مہربانی اپنے دوست احباب کو بھیجیں﴾ آپ کسی بھی قسم کا سوال بھیج سکتے ہیں۔

سبحانہ و بذکرولیہ

کیا واقعہ کربلا ایک اتفاقی حادثہ تھا؟

میر مراد علی خان

محمد ابوسفیان ملک کے اعتراضات مختصراً حسب ذیل ہیں

ا۔" واقعئہ کربلا ایک اتفاقی حادثہ تھا یہ حق و باطل کا معرکہ نہیں تھا۔ اگر حق و باطل کا معرکہ ہوتا تو مدینہ میں صحابہ کرام کی کثیر تعداد موجود تھی وہ ضرور اس میں حصہ لیتے، بلکہ حضرت عبداللہ ابن عباس، ابوسعید خدری، اور عبداللہ ابن عمر جیسے اجلہ صحابہ موجود تھے۔ بہت سے صحابہ کرام نے حضرت حسینؑ کو کوفہ کے سفر سے باز رکھنے کی کوشش کی۔۔

۲۔ جب راہ میں مسلم ابن عقیل کی شہادت کی اطلاع ملی حضرت حسین نے واپسی کا پروگرام بنالیا مگر مسلم ابن عقیل کے رشتہ داروں نے کہا ہم کوفہ پہنچ کر مسلم ابن عقیل کے قاتلوں سے بدلہ لیں گے مدینہ واپس نہیں جائیں گے اگر یہ حق و باطل کا معرکہ ہوتا تو حضرت حسینؑ واپس ہونے کا خیال کیسے کرتے۔

تیسری بات یہ کہ جب یزید کے لشکر سے آمنا سامنا ہوا تو فوج کے سپہ سالار ابن زیاد سے حضرت حسینؑ تین باتیں پیش فرمائیں ایک یہ کہ ہمیں مدینہ واپس جانے دیا جائے، دوسری یہ کہ ہمیں کسی اسلامی ملک کی سرحد پر روانہ ہونے دیا جائے تاکہ وہاں رہ کر ہم ملک کا دفاع کرتے رہیں تیسری یہ کہ ہمیں یزید کے پاس جانے کی اجازت دیں تاکہ بالمشافہ ہم بات کر سکیں اگر یہ حق و باطل کا معرکہ ہوتا تو حضرت حسینؑ ان تینوں باتوں کو پیش کش نہ کرتے۔"

۳۔ معاویہ کی قصیدہ خوانی

۴۔ یزید کی وکالت میں صحیح بخاری کی حدیث اور ابن تیمیہ کا قول۔ بخاری کی حدیث جس میں قسطنطنیہ کے حوالے سے۔

جواب

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مولانا محمد ابوسفیان ملک نے ایک بڑے مسئلہ کا خود حل فرمادیا۔ چنانچہ آپ اپنے مضمون کی ابتداء ہی میں یہ اقرار کر چکے کہ مصوف کا " جواب جو لکھ رہے ہیں وہ ایسی مستند کتابوں کے حوالا جات کیساتھ جو آج کل کے دور میں نہیں آج سے بارہ تیرہ سو سال پہلے لکھی گئی ہیں"۔ چنانچہ جن کتابوں کا حوالہ مصوف نے عنایت فرما کر مستند قرار دیا ہے اُن میں: تاریخ طبری؛ البدایۃ والنھایۃ آحیا العلوم؛ اور بلاذری کی انساب الاشراف؛ بخاری شریف ہیں۔

پہلے اس بات کا جائزہ لیا جائے کہ کیا واقعہ کربلا اور شہادت امام حسینؑ ایک اتفاقی حادثہ تھا۔ ۲۳/ رجب ۶۰ ہجری کو معاویہ فوت ہوا اور یزید نے ولید بن عتبہ ابن ابی سفیان کو لکھا کے امام حسین سے بیعت لیں۔ جس یزید نے امام حسینؑ سے بیعت کا مطالبہ کیا اُس کا کردار کیا تھا۔ عبداللہ بن حنظلہؓ اجلہ صحابی رسولؐ اکرم میں سے ہیں ان کی قیادت میں ایک وفد یزید کے پاس بھیجا گیا تھا۔ جب یہ وفد واپس آیا تو انہوں نے یہ اعلان کیا: قدمنا من رجل لیس دین یشرب الخمر تعذب عندہ المغنیات بالمعارف یعنی ہم ایسے شخص کے پاس سے آرہے ہیں جو باکل بے دین ہے شراب پیتا ہے اور گانے والیاں اُس کے پاس رقص کرتی ہیں۔ یہ ایک " عادل صحابی" کے الفاظ تھے جو بقول آپ کے۔ تاریخ ابن کثیر البدایۃ والنھایۃ عربی جلد ۸ ص ۲۳۶ حالات ۶۳ ہجری، اردو تاریخ ابن کثیر طبع نفیس اکڈیمی پاکستان جلد ۸ ص ۱۱۳۷ تا ۱۱۴۰، تاریخ طبری ابن جریر عربی ج ۴ ص ۳۶۸، اردو نفیس اکڈیمی جلد ۴ ص ۳۰۶۔ اس کے بعد عبداللہ بن حنظلہؓ صحابی رسول فرماتے ہیں کہ: ان رجلا ینکح الأمھات والبنات والاخوات و یشرب الخمر ویدع الصلاۃ۔ کہ

یہ یزید وہ شخص ہے جو ماؤں، بیٹوں بہنوں سے نکاح کرتا ہے (اس کے نزدیک ماؤں اور بیٹیوں اور بہنوں کی کوئی حرمت نہیں)، شراب پیتا ہے اور تارک نماز ہے۔

طبقات ابن سعد اردو جلد ۵ ص ۶۶ حالات عبداللہ بن حظلہ، طبری جلد ۴ ص ۳۶۸، اردو ص ۳۱۱، تاریخ ابن کثیر جلد ۸ ص ۱۱۳۷ تا ۱۱۴۰۔ تاریخ ابن خلدون نفیس اکیڈمی حصہ دوم ص ۱۲۲۔ تو اہل مدینہ نے یزید کی بدکاریوں کی وجہ سے اُس کی بیعت توڑ دی اس کے نتیجے میں یزید نے مسلم بن عقبہ حاکم مدینہ کو حکم دیا کہ جب تو اہل مدینہ پر غالب آئے تو مدینہ کو تین دن تک مباح قرار دینا اور اس فعل کی وجہ سے لوگوں نے یزید پر تکفیر کی "وأمر يزيد بن معاوية مسلم ابن عقبة ان يبيح المدينة ثلاثه ايام و هو الذى عظم انكار الناس عليه من فعل يزيد "۔ یہ الفاظ ہیں بنی اُمیہ کے زبردست حامی **ابن تیمیہ** حرانی منهاج السنه ج ۳ ص ۲۵۳ طبع اول بولاق مصر۔ اور ابن عساکر نے تاریخ مدینہ ودمشق ج ۵۸ ص ۱۰۶ میں اور علامہ ذہبی، سیر اعلام النبلاء ج ۲۱ ص ۱۶۰۔ حرہ کا دردناک واقعہ پیش آیا جس کا ذکر تاریخ کی ہر معتبر کتابوں میں مذکور ہے۔

ابن حجر مکی اپنی کتاب صواعق محرقہ جس کا اردو ترجمہ برق سوزاں ہے پاکستان میں طبع ہوئی اس کے صفحہ ۶۳۴ میں ہے ابن جوزی کہتے ہیں کہ قاضی ابویعلی نے ایک کتاب تصنیف کی ہے جہاں لعنت کے مستحقین کا ذکر کیا گیا ہے وہاں یزید بن معاویہ کا بھی انہوں نے ذکر کیا۔

اور صفحہ ۶۳۵ میں آنحضرتؐ کی حدیث کہ میری اُمت سے بنواُمیہ میں ایک آدمی جسے یزید کہا جائے گا یہ بربادی کرے گا۔

دوسرا اعتراض کے اجلہ صحابہ نے امام حسینؑ کو روکنے کہ کوشش بھی کی تھی مگر آپ روکے نہیں۔

وہ کونسی طاقت تھی جس نے امام حسینؑ کو روکنے نہیں دیا۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں ہی اس بات کی پیشنگوئی کردی تھی اور صحابہ کو امام حسینؑ کا ساتھ دینے کی تاکید بھی کی تھی۔ چنانچہ رسولؐ اللہ فرماتے ہیں :ان ابنى هذا يعنى الحسين يقتل بارض من ارض العراق يقال لها كربلا فمن **شهد ذلك منكم فلينصره**۔ یعنی یہ میرا فرزند حسینؑ عراق کی سرزمین کربلا میں شہید کیا جائیگا۔ **تم اگر اُس وقت موجود ہوں تو تم کو چاہئے کہ مدد کریں**۔ اس حدیث کا کئی معتبر ترین کتابوں میں ذکر کیا گیا ہے۔ اجمالاً مسند احمد ابن حنبل ج ۱ ص ۸۵، الاصابة ابن حجر ج ۱ ص ۲۷۱؛ کنز العمال جلد ۱۲ ص ۱۲۳ تا ۱۲۶؛ مسند ابی یعلی جلد ۱ ص ۲۹۸؛ ابن عساکر ج ۱۴ ص ۲۲۴؛ مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۸۶؛ المصنف ابن ابی شیبۃ ج ۱۴ ص ۶۳۲۔

حق یہ ہے کہ جن صحابہ کرام نے امام حسینؑ کو روکنے کی کوشش کی تھی وہ سراسر حکم رسولؐ کی خلاف کرر ہے تھے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ یہ حکم رسولؐ کے تحت سب امام حسینؑ کا ساتھ دیتے ۔ وہ لوگ جو حیات رسولؐ اکرم میں ہر وقت عدول حکمی کرتے تھے اور حیلے وحوالے بناتے تھے بھلا اُن سے کیا اُمید ہوسکتی ہے۔ ہمیشہ بھاگتے ہی رہے چاہے وہ میدان جنگ ہو یا میدان عمل ہو۔ جان کے خوف سے بھاگ جانے پر پھر بھی کئی بہانے بنائے جاسکتے ہیں مگر دیکھا گیا ہے کہ یہ" اجلہ صحابہ "اور اُن میں جو اکابر صحابہ تھے وہ بھی آنحضرتؐ کو نماز میں چھوڑ کر بھاگ جاتے تھے۔ جامع ترمذی جلد دوم ص ۵۲۶ باب تفسیر سورہ جمعہ۔ صحیح ابن حبان جلد ۱۵ ص ۲۹۸۔

عصر جدید کے مشہور عالم علامہ شبلی نعمانی اپنی کتاب الفارق طبع مکتبہ رحمانیہ لاہور پاکستان ص ۳۷ میں اس طرح لکھتے ہیں: یہ واقع بظاہر تعجب سے خالی نہیں کہ جب آنحضرت نے انتقال فرمایا تو فوراً خلافت کی نزاع پیدا ہوگئی اور اس بات بھی انتظار نہ کیا گیا کہ پہلے رسول اللہ ﷺ کی تجہیز وتکفین سے فراغت حاصل کرلی جائے۔ کس کے قیاس میں آسکتا ہے کہ رسولؐ اللہ انتقال فرمائیں اور جن لوگوں کو اُن کے عشق و محبت کا دعویٰ ہو وہ اُن کو بے گور وکفن چھوڑ کر چلے جائیں اور اس بندوبست میں مصروف ہوں کہ مسند حکومت اوروں کے قبضہ میں نہ آجائے۔ تعجب پر تعجب یہ ہے کہ یہ فعل اُن لوگوں سے (حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ) سرزد ہوا جو آسمان اسلام کے مہر وماہ تسلیم کئے جاتے ہیں۔

چنانچہ امام غزالی کی کتاب احیا العلوم میں لکھتے ہے کہ اُس وقت مدینہ طیبہ میں دس ہزار اصحاب رسولؐ اکرم موجود تھے جس میں صرف ۴۰ اصحابؓ نے ساتھ دیا۔ عبداللہ ابن عمر نے امام حسینؑ سے سفر عراق پر یہ کہا کہ" آپ جگر گوشہ رسولؐ ہیں آپ کے سوا کوئی اس وقت والی نہیں ہے ، اللہ نے آپ پر شر کے دروازے بند رکھے ہیں صرف خیر کے دراوزے کھولے ہیں"۔ احیا العلوم الدین اردو ترجمہ مولانا ندیم الواجدی دار الشاعت اردو کراچی جلد ۲ ص ۳۷۴۔

بتلائے جو ۴۰ صحابہ کرامؓ امام حسینؑ کا ساتھ دیا اُن کے بارے میں کیا حکم ہے؟

عن محمد بن عمر بن حسین قال کنا مع الحسین بنهر کربلا فنظر الی شمر ذی الجوشن ، فقال صدق اللّٰہ و رسوله قال رسول اللّٰہؐ !کانی انظر الی کلب أبقع یلغ فی دماء اهلبیتی! و کان شمر ابرص۔ یعنی محمد ابن عمر بن حسین کہتے ہیں کہ ہم لوگ کربلا میں امام حسینؑ کے ساتھ تھے۔ آپ نے شمر ذی الجوشن کیطرف دیکھ کر فرمایا سچ فرمایا تھا اللہ اور اُس کے رسولؐ نے۔ فرمایا رسولؐ اللہ نے کہ میں ایک ابقع (جس کے جسم پر جا بجا سفید داغ ہوں) کتے کو دیکھتا ہوں کہ وہ میرے اہلبیت کے خون میں منہ ڈالتا ہے اور اُن کا لہو چاٹتا ہے۔ شمر ابرص تھا۔ (اسکے جسم برص سفید داغ تھے) کنز العمال جلد ۱۳ ص ۶۷۲، تاریخ مدینہ ودمشق ابن عساکر طبع دار الفکر بیروت ج ۲۳ ص ۱۹۰۔

جس وقت امام حسینؑ روانہ ہونے لگے اور اعزہ نے اور احباب نے روکا تو اس وقت بھی امام حسینؑ کو رسولؐ اللہ نے یہی حکم دیا کہ عراق جاؤ تا کہ تمہاری شہادت سے دین اسلام کی حفاظت کا سامان ہو جائے۔ اسد الغابہ جلد ۳ ص ۲۱ علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں توفی معاوية لم يبايع أيضا وسار من المدينة إلى مكة فأتاه كتب أهل كوفة و هو بمكة فتجهز للمسير فنهاه جماعة منهم أخوه محمد ابن الحنيفة و ابن عمر وابن عباس و غيرهم فقال رأيت رسول الله ﷺ فى المنام و أمرنى بأمر فأنا فاعل ما أمرنا أتى العراق كان يزيد قد استعمل عبيدالله ابن زياد على الكوفة فجهز الجيوش إليه....: جب معاویہ کی وفات ہوئی تب بھی حضرت حسینؑ نے بیعت نہیں کی اور مدینہ سے مکہ چلے گئے۔ مکہ ہی میں اہل کوفہ کے خطوط ان کے پاس پہونچے لہذا انھوں نے سفر کا سامان تیار کر لیا۔ بہت لوگوں نے انہیں منع کیا ان کے منع کرنے والوں میں ان کے بھائی محمد بن حنیفہ اور ابن عمر اور ابن عباس وغیرہ تھے مگر حضرت حسینؑ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے آپؐ نے مجھے جس بات کا حکم دیا ہے اُس پر عمل ضرور کروں گا۔ چنانچہ آپ عراق چلے گئے۔

حضرت امام حسین نے ان لوگوں کی نصیحت کو قبول نہ کرنے کی وجہ یہ بیان فرمائی: قال انی رایت رؤیا رایت فیها رسول اللّٰہ وامرت فیها بامرنا أنا ماض له علی کان اولی۔ فقالا له فما تلک الرؤیا۔ قال ما حدثت بها احدا و مانا محدث بها احد القی ربی: یعنی میں نے حضرت رسول اللہؐ کو خواب میں دیکھا جس میں آپ نے مجھے اس بات حکم دیا ہے جس کو میں ترک نہیں کر سکتا۔ خواہ اس میں میرا نقصان ہو یا نفع۔ لوگوں نے پوچھا وہ خواب کیا ہے۔ آپ نے فرمایا میں اب تک یہ خواب کسی سے بیان نہیں کیا اور نہ آئندہ بیان کروں گا۔ یہاں تک کہ اپنے پرودگار کی خدمت میں پہونچ جاؤں۔ طبری ج ۴ ص ۲۹۲؛ ابن عساکر ج ۱۴ ص ۲۰۹؛ سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۲۹۸؛ البدایة والنهایة ابن کثیر ج ۸ ص ۱۷۶۔ یہ ذہن نشین رہے کہ امام حسین بالاتفاق از روئے آیت تطہیر ہر برائی سے دور ہیں اور وہ کوئی بات غلط نہیں کہہ سکتے۔

اب ایک سوال ذہن انسان میں پیدا ہو سکتا ہے کہ امام حسینؑ کو خواب کی باتوں پر توجہ نہیں کرنا چاہئے تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب کسی شخص کو آنحضرت خواب میں نظر آئے اور کوئی حکم دیں تو اُس کی تعمیل ویسی ہی ضروری ہے جیسی جاگنے میں دیں۔ چنانچہ یہ حدیث مشہور ہے: من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لا یتمثل صورتی یعنی کہ جو شخص مجھے خواب میں دیکھے گا وہ درحقیقت مجھ ہی کو دیکھے گا اس لئے کہ شیطان میری صورت نہیں اختیار کر سکتا ہے۔ صحیح بخاری پارہ ۲۵ کتاب الاداب ج ۷ ص ۱۱۸۔ صحیح مسلم ج ۷ ص ۱۱۸ سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۱۲۸۴، مسند امام احمد ابن حنبل جلد ۱ ص ۲۷۹۔

مولانا موصوف نے دوسری بات یہ کی کہ حضرت مسلم ابن عقیل کے رشتہ داروں نے کہا کہ ہم بدلہ لیں گے اور اسی لئے امام حسینؑ کوفہ کی جانب روانہ ہوئے خود مولانا کی تیسری دلیل سے رد ہو جاتی ہے۔ اگر بدلا لینا تھا تو پہلے تمام ہمراہ جو خواتین تھیں اور بچے تھے اِن سب کو کسی امن کی جگہ بھیج دیتے اور شرائط میں ایک شرط یہ بھی شامل کرتے کہ ہمیں قاتلان حضرت مسلم ابن عقیل حوالے کر دو۔ عبداللہ ابن زیاد کوفہ کا گورنر تھا بحکم یزید اس نے عمر ابن سعد ابن ابی وقاص کو فوج کا سپہ سالار بنا کر بھیجا تھا۔ جو شرائط امام حسینؑ نے پیش کئے یہ سب اتمام حجت کے لئے تھے تا کہ دنیا کو اس بات کا علم ہو جائے کہ امام حسینؑ جنگ کے لئے نہیں بلکہ اہل کوفہ کی دعوت پر آئے تھے اور یہ دکھلانا تھا کہ یزید کا صرف ایک ہی مقصد تھا بیعت یا قتل۔ چنانچہ خود امام حسینؑ کے الفاظ تاریخ میں موجود ہے وایم اللّٰہ لو

كنت فى جحر هامة من هذه الهوام لا ستخرجنى حتى يقضوا فى حاجتهم۔ یعنی واللہ اگر میں ان چھوٹے حشرات الارض کے سوراخوں میں جا چھپوں جب بھی یہ لوگ مجھے اُس سے نکال کر قتل کر کے رہیں گے۔ مقتل اامام حسینؑ ابی مخنف لوط بن یحییٰ متوفی ۱۵۷ھ صفحہ ۶۷؛ طبری جلد ۴ ص ۲۸۹؛ تاریخ کامل جلد ۴ ص ۱۶؛ ترجمہ امام حسینؑ، ابن عساکر متوفی ۵۷۱ھ طبع مجمع احیاء الثقافة الاسلامیة ص ۳۰۸۔

اگر بالفرض امام حسینؑ مدینہ میں رہتے تو جو واقعہ حرہ بعد قتل حسینؑ ہوا وہ حیات امام حسینؑ میں ہی ہو جاتا اور دنیا میں یہ مشہور رہوتا کہ یہ قتل و غارتگیری صرف امام حسینؑ کی وجہ سے ہوی اور قتل حسینؑ کو یہ کہہ کر ٹالدیا جاتا کہ چند شرپسندوں نے لوٹ مار مچائی اور اس لوٹ مار میں امام حسینؑ بھی "کسی" کے ہاتھوں قتل کر دئے گئے۔ اور اگر امام حسینؑ مکہ میں رہ جاتے تو مکہ اور خصوصاً کعبہ کی بے حرمتی کا سبب بنتے۔ آج تاریخ اسلام وقعہ حرہ کے نام سے جو قتل اور غارت گیری کی گئی اُس پر غور کریں۔

یزید نے مسلم بن عقبہ حاکم مدینہ کو حکم دیا کہ جب تو اہل مدینہ پر غالب آئے تو مدینہ کو تین دن تک مباح قرار دینا "وأمرنا يزيد بن معاوية مسلم ابن عقبة ان يبيح المدينة ثلاثه ايام و هوالذى عظم انكار الناس له من فعل يزيد" یہ الفاظ ہیں بنی اُمیہ کے زبردست حامی **ابن تیمیه** حرانی منهاج السنه ج ۳ ص ۲۵۳ طبع اول بولاق مصر۔ اور اس کو ابن عساکر نے تاریخ مدینہ و دمشق ج ۵۸ ص ۱۰۶ میں اور علامہ ذہبی، سیر اعلام النبلاء ج ۲۱ ص ۱۶۰ نے بھی تحریر کیا۔ چنانچہ روز چہارشنبہ ۲۸ ذی الحجہ ۶۳ ہجری کو مدینہ منورہ میں قتل و غارت کر کے مکمل طور پر اس حکم کی تعمیل کی گئی اور تین دن اور رات مسلسل یزیدی فوج نے مدینے کو لوٹتے رہے پندرہ ہزار مرد و خواتین اور معصوم بچے ان کے جسموں کو ریزہ ریزہ کر کے موت کے گھاٹ اُتار دئے گئے۔ تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ مسجد نبوی کے آس پاس خون میں لت پت لاشوں کے ڈھیر ہی ڈھیر تھی، ان تین راتوں میں مدینہ کی تقریباً ایک ہزار خواتین کی عصمت دری کی گئی ابن کثیر اپنی تاریخ البداية و النهاية جلد ۶ ص ۲۶۲؛ طبری جلد ۴ ص ۳۶۸۔ میں لکھتے ہیں کہ واقعہ حرہ کے بعد مدینہ کی ایک ہزار عورتوں کو ناجائز بچے پیدا ہوئے۔ مشہور مصری عالم محقق علامہ عباس محمود العقاد اپنی تصنیف "ابوالشہداء" طبع دار الکتاب العربی بیروت کے ص ۱۷۷ تا ۱۷۸ پر واقعہ حرہ کے سانحہ پر یہی لکھا ہے۔

ابن کثیر اپنی تاریخ البداية والنهاية جلد ۸ ص ۲۰۰ تا ۲۲۱ طبع بیروت میں بڑی صراحت سے لکھتے ہیں تقریبا ۳۰۰ کنواری لڑکیوں کی عصمت دری کی گئی اور تقریبا اسی قدر صحابہ کرام قتل کئے گئے کئی دن تک مسجد نبوی میں نماز نہیں ہوئی مسجد نبوی میں داخلہ ممکن نہ تھا حتیٰ کہ مسجد نبوی میں کتے داخل ہوئے اور انہوں نے منبر رسول کو نجس کیا۔ اس کا ذکر ابن حجر نے صواعق محرقہ اردو ترجمہ برق سوزاں صفحہ ۶۳۴ تا ۶۳۵ طبع شبیر برادر لاہور میں بھی کیا۔

واقعہ حرہ میں شہید ہونے والے چند مشہور صحابہ کرام کے نام یہ ہیں۔ حضرت معقل بن اسنان، حضرت عبداللہ بن زید ابن عاصم یہ بدری صحابی تھے، حضرت عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ ان کے ساتھ ان کے آٹھ بیٹے دو بھائی اور تین بھتیجے۔ حضرت واسع بن حبان اور اُن کے بھائی سعد بن حبان یہ دونوں صحابی ہیں جنھیں بیعت رضوان کا شرف حاصل ہے، حضرت عبداللہ بن زمعہ اور اُن کے دو بیٹے، حضرت عبدالرحمٰن بن ابی حاطب اور ام المومنین حضرت اُم سلمہ کے دونواسے حضرت زینب بنت ام سلمہؓ کے دو بیٹے شہید کئے گئے۔

اتفاقی حادثہ

اس "اتفاقی حادثہ" کے تاثرات جو بعد شہادت حضرت امام حسینؑ ظہور میں آئے۔ ہم پھر صواعق محرقہ کے اردو ترجمہ برق سوزاں کا حوالہ دیں گے صفحہ ۶۳۹ تا ۶۶۰ (یہ صرف اس لئے یہ کتاب ہر جگہ حتیٰ کہ امریکہ میں بھی آسانی سے دستیاب ہوسکتی ہے)۔ اس کے علاوہ علامہ جلال الدین سیوطی اپنی کتاب تاریخ الخلفاء اردو ترجمہ طبع نفیس اکیڈمی کراچی صفحہ ۲۰۸ تا ۲۱۰ میں نہ صرف شہادت امام حسینؑ اور اس کا اثر لکھا بلکہ آپ نے "امام حسینؑ کے قاتل، ابن زیاد اور یزید ان تینوں پر اللہ کی لعنت" بھی کی ہے۔ اس کے علاوہ علامہ جلال الدین سیوطی مزید یہ لکھتے ہیں کہ دیواروں پر دھوپ کا رنگ پیلا سا نظر آتا تھا اور ستارے ٹوٹتے تھے، اس دن سورج کو گہن لگ گیا تھا اور مسلسل آسمان کے کنارے سرخ رہے بیت المقدس کا جو بھی پتھر پلٹا جاتا تو اُس کے نیچے تازہ خون دکھائی دیتا۔ جنات کو نوحہ کرتے اور روتے سُنا گیا۔

ترمذی جلد دوم ص ۶۹۸ میں ہے کہ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ رو رہی تھیں جب سبب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا رسولؐ اکرم کو اور اُن کے سر اور ریش اقدس پر خاک تھی میں نے سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا میں موجود تھا جب امام حسینؑ قتل ہوئے۔

مشکواۃ شریف فصل تیسری حدیث ۵۹۱۸ اور ۵۹۱۹ جلد سوم ابن عباسؓ نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرتؐ کے سر کے بال پراگندہ اور پاؤں خاک آلودہ اور ہاتھ میں ایک شیشی ہے خون سے بھری ہوئی جب ابن عباس نے پوچھا یہ آپ کا کیا حال ہے تو آپؐ نے فرمایا یہ خون حسینؑ ہے اور اُس کے ساتھیوں کا خون ہے جس کو میں نے آج جمع کیا ہے۔ (روایت بیہقی اور مسند احمد)،

حضرت عبدالقادر جیلانیؒ اپنی کتاب غنیتہ الطالبین اردو ترجمہ مکتبہ ابراہیمیہ لاہور ص ۴۸۲ تا ۴۸۳ میں تحریر فرماتے ہیں حضرت ام المومنین حضرت ام سلمہؓ رو رہی تھی جب سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا رسولؐ اکرم کو اور اُن کے سر اور ریش اقدس پر خاک تھی میں نے سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا میں موجود تھا جب امام حسینؑ قتل ہوئے۔ آگے تحریر فرماتے ہیں کہ جس روز حضرت امام حسینؑ نے شہادت پائی ہے اُس دن ستر ہزار فرشتے آپ کی قبر پر نازل ہوئے اور وہ آپ کی مظلومی اور حالت زار پر قیامت تک روتے رہیں گے۔

بتلایئے یہ ۷۰ ہزار فرشتوں کا رونا حکم خدا سے ہے یا نہیں؟ کیا یہ شہادت عظیم اتفاقی حادثہ تھا؟۔

اور یہ اعتراض کہ اگر یوم شہادت منانا جائز ہوتا تو سید الشہداء حضرت امیر حمزہ کی شہادت منانے کا آپؐ اعلان فرماتے''۔ کئی معتبر کتابوں میں یہ لکھا گیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ بعد غزوۂ احد بنی عبدالاشہل اور ظفر انصاریوں گھروں سے گذرے آپؐ نے وہاں نوحہ و بکا کا شور سُنا جو وہ اپنے مقتولین پر کر رہے تھے، آپؐ کی آنکھیں اشک بار ہوگئیں اور گریہ طاری ہوگیا پھر آپؐ نے فرمایا'' لیکن حمزہ پر رونے والا کوئی نہیں ہے''۔ یہ سن کر انصار کی عورتوں نے آنحضرت ﷺ کے چچا پر نوحہ کیا۔ رجع رسول اللہ ﷺ یوم احد فسمع نسأ بني عبدالأشهل يبكين على هلكا من فقال: لكن حمزة لا بواكي له فجئن نساء الأنصار فبكين على حمزة عنده ورقد فاستيقظ وهن۔ يبكين''۔ المستدرک علیٰ الصحیحین حاکم جلد ۳ ص ۲۱۵ طبع دار الکتب العلمۃ بیروت لبنان، مسند احمد ابن حنبل ج ۲ ص ۸۴، سنن ابن ماجۃ ج ۱ ص ۵۰۷ فتح الباری ج ۳ ص ۱۲۹ طبقات ابن سعد اردو طبع نفیس اکیڈمی حصہ اول ص ۳۴۴ میں مزید یہ لکھا ہے کہ'' رسولؐ اللہ نے اُن کے لئے دعا کی اور واپس جانے کا حکم دیا۔ آج تک وہ عورتیں جب بھی انصار میں سے کوئی مرتا ہے تو پہلے حضرت حمزہؓ پر روتی ہیں پھر میت پر روتی ہیں''؛ سیرۃ ہشام اردو ترجمہ طبع شیخ غلام علی اینڈ سنز پاکستان ج ۲ ص ۸۳؛ تاریخ طبری اردو طبع نفیس اکیڈمی کراچی حصہ اول ص ۲۴۸۔

حضرت فاطمہؑ کا معمول تھا کہ آپ اپنے چچا حضرت حمزہؓ کی قبر پر جاتیں تھیں دعا کرتیں تھیں اور روتی تھیں ۔ان فاطمة بنت النبي ﷺ كانت تزور قبر عمها حمزة بن عبدالمطلب في الايام فتصلي و تبكي عنده: المستدرک الصحیحین الحاکم جلد ۳ ص ۲۸ ۔تلخيص الحجير ابن حجر عسقلانی جلد ۵ ص ۲۴۸؛ سبل السلام ابن حجر جلد ۲ ص ۱۱۵؛ نيل الاوطار الشوكانی جلد ۴ ص ۱۲۶؛ احكام الجنائز الالبانی ص ۱۸۳؛ السنن الكبرى البيهقي جلد ۴ ص ۷۸۔

ان النبي ﷺ زار قبور الشهداء باحد فقال اللهم ان عبدک و نبيک ان هؤ لاء شهداء وانه من زارهم و سلم عليهم إلى يوم القيامة ردوا عليه: المستدرک الصحیحین الحاکم جلد ۳ ص ۲۹۔ آنحضرت شہداء احد کی قبر پر جاکر دعا کرتے تھے۔

اور صحیح بخاری کے حوالے سے یزید کے بخش جانے کی روایت تحریر فرمائی اُس کے جواب میں اصل تحریر عربی اور اُس کا ترجمہ بقلم علامہ وحید الزمان اور نوٹ قابل ملاحظہ۔

صحیح بخاری جلد ۴ کتاب الجہاد

حدثنا إسحاق بن يزيد الدمشقي حدثنا يحيى بن حمزة قال حدثني ثور بن يزيد عن خالد بن معدان أن عمير بن الأسود

العنسي حدثه أنه أتى عبادة بن الصامت وهو نازل في ساحة حمص وهو في بناء له ومعه أم حرام قال عمير فحدثتنا أم حرام أنها سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول أول جيش من أمتي يغزون البحر قد أوجبوا قالت أم حرام قلت يا رسول الله أنا فيهم قال أنت فيهم ثم قال النبي صلى الله عليه وسلم أول جيش من أمتي يغزون مدينة قيصر مغفور لهم فقلت أنا فيهم يا رسول الله قال لا ۔

اردو ترجمہ تیسیر البخاری جلد ۴ ص ۱۲۵، علامہ وحید الزمان ۔ اعتقاد پبلشنگ ہاوس دہلی ۔

ہم سے اسحاق بن یزید دمشقی نے بیان کیا کہا ہم سے یحیٰی بن حمزۃ نے کہا مجھ سے ثور بن یزید نے انہوں نے خالد بن معدان سے اُن سے عمیر بن اسود العنسی نے بیان کیا وہ عبادہ بن صامت صحابی کے پاس گئے عبادہ حمص کے ساحل پر اُترے ہوئے تھے ۔ اُم حرام اُن کی بیوی بھی اُن کے ساتھ تھیں ؓ ۔ میر نے کہا کہ اُم حرم نے ہم سے بیان کیا کہ اُنہوں نے آنحضرت ﷺ سے سُنا آپ ؐ نے فرمایا کہ میری اُمت کا پہلا لشکر جو سمندر پر سوار ہو کر جہاد کرے گا اُس کے لئے بہشت واجب ہے ۔ اُم حرام نے پوچھا کیا رسول اللہؐ ! میں بھی اُن میں ہوں گی؟ آپ ؐ نے فرمایا تو بھی اُس میں ہوگی ۔ پھر آپ ؐ نے فرمایا میری اُمت کا پہلا لشکر جو قیصر روم کے شہر (قسطنطنیہ) پر جہاد کرے گا اُس کی بخشش ہوگی ۔ میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ ! میں بھی اُن میں ہوگی؟ آپ ؐ نے فرمایا نہیں ۔

اس کے بعد علامہ وحید الزمان فوٹ نوٹ میں یوں تحریر فرماتے ہیں ۔

اس حدیث سے بعضوں نے یہ نکالا ہے کہ یزید کی خلافت صحیح تھی اور بہشتی ہے ۔ میں کہتا ہوں (علامہ وحید الزماں) سبحان اللہ اس حدیث سے یہ کہاں نکلتا ہے کہ یزید کی خلافت صحیح تھی کیونکہ جب یزید قسطنطنیہ پر چڑھ کر گیا تھا اس وقت تک معاویہ زندہ تھے اُنہی کی خلافت تھی ۔ اب لشکر والوں کی بخشش ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر فرد بھی بخشا جائے اور بہشتی ہو ۔ خود آنحضرت ﷺ کے ساتھ ایک شخص خوب بہادری سے لڑا تھا اور آپ ؐ فرمایا وہ دوزخی ہے ۔ اور بہشتی اور دوزخی ہونے پر خاتمہ کا اعتبار ہے جیسے اوپر حدیث میں گزر چکا ۔ یزید نے گویا یہ پہلے اچھا کام کیا کہ قسطنطنیہ پر چڑھائی کی مگر خلیفہ ہونے کے بعد وہ گن پیٹ سے نکالے کہ معاذ اللہ امام حسین علیہ السلام کو قتل کرایا ۔ اہل بیت کی اہانت کی ۔ جب سر مبارک امام حسینؑ کا آیا تو وہ مردود کہنے لگا میں نے بدر کا بدلہ لیا ۔ مدینہ منورہ پر چھائی کی حرم محترم میں گھوڑے بندھوائے ۔ مسجد نبوی اور قبر شریف کی توہین مہ پر چڑھائی کی ، وہاں منجبیق لگائی ۔ قسطلانی نے کہا یزید امام حسینؑ کے قتل سے خوش اور راضی تھا اور اہل بیت کی اہانت پر بھی اور یہ امر متواتر ہے اس لئے ہم اس کے باب میں توقف نہیں کرتے ۔ بلکہ اُن کے ایمان میں بھی ہم کو کلام ہے ۔ اللہ کی لعنت اُس پر اور آپس کے مددگاروں پر ۔ انتہیٰ ۔

جواز لعنت یزید ذیل میں سیرۃ حلبیہ سے پیش ہے :

سیرۃ حلبیہ کتاب علامہ علی ابن برہان الدین حلبی متوفی ۱۰۴۴ھ کی مستند کتاب **انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون** کی تین جلدوں کا اردو ترجمہ مترجم مولانا محمد اسلم قاسمی دار العلوم دیوبند ۶ جلدوں میں کتب خانہ نعیمیہ دیوبند سے کیا ہے ۔ اس کتاب کی اہمیت کے لئے اس کے مترجم کا نام اور مقام اشاعت ہی کافی ہے ۔ اس کے علاوہ ناشر اس کتاب کی تعریف میں لکھتے ہیں کہ " اردو زبان میں تا حال اتنی تفصیلی سیرت النبی ﷺ دستیاب نہیں یہ کتاب عربی میں بھی نہایت مستند اور اہم سمجھی جاتی ہے ۔ اس کی سند کا اندازہ اس سے بھی ہوسکتا ہے کہ حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ نے اسے " ام السیّر " قرار دیا ۔ قاری محمد طیب مہتمم دار العلوم دیوبند اس کتاب کی تعریف میں لکھتے ہیں کہ " اہم ترین سیرت سیرت حلبیہ ہے جو الامام الھام الشیخ علی ابن برہان الدین حلبیؒ کے قلم سیرۃ کا شاہ کار ہے ۔ جس کی اُمت ہر دور میں تلقی بالقبول کی ہے ۔ صدیوں سے یہ کتاب تمام کتب سیرت کے لئے ماخذ بنی ہوئی ہے اور مشکلات سیرت میں علماء نے اس کی طرف خاص طور سے رجوع کیا ہے اور اسے مشعل راہ بنایا ہے اور اپنی اپنی تالیفات سیرت کو اسی کے حوالوں سے مزین اور مستند بنایا ہے اور انہیں قابل اعتماد ثابت بنایا ہے ۔ اس لئے اگر اسے " ام السیّر " کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا " ۔

کیا یزید پرلعنت کرنا جائز ہے؟ شافعی مسلک کے بڑے علماء میں سے علامہ الکیا ہراسی ہیں جو امام الحرمین علامہ نظیر الغزالی کے ممتاز شاگردوں میں سے تھے۔ ان سے یزید کے متعلق پوچھا گیا کہ کیا وہ صحابہ میں سے تھا اور آیا اس پرلعنت کرنا جائز ہے؟۔اس پرانہوں نے جواب دیا کہ یزید صحابہ میں سے تو نہیں تھا اس لئے کہ وہ عمر ابن خطاب کے دور خلافت میں پیدا ہوا تھا۔اس پرلعنت بھیجنے کے سلسلہ میں امام احمد بن حنبل کے دو قول ہیں جن میں ایک صاف لعنت کا فتویٰ ہے اور دوسرے میں واضح فتویٰ نہیں ہے،اسی طرح امام مالک اور امام ابوحنیفہ کا مسلک ہے۔اور ہمارے یہاں (شافعیوں) میں اس بارے میں ایک قول ہے اور وہ صریحی لعنت کا قول ہے۔اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ وہ جواری تھا اور شکار میں بازی لگایا کرتا تھا اور ہمیشہ شراب کے نشہ میں رہتا تھا۔نیز شراب کے سلسلہ میں اُس نے شعر کہے ہیں وہ کافی مشہور ہیں۔یہاں تک علامہ ہراسی کا کلام ہے۔سیرۃ حلبیہ جلد اول ص ۵۳۸

مگر علامہ الکیا ہراسی نے یزید پرلعنت بھیجنے کا جو حکم لگایا ہے اس کو ہمارے (یعنی حلبی) کے استاد شیخ محمد البکری مانتے ہیں اور اُن کے والد علامہ شیخ ابوالحسن بھی مانتے ہیں۔علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں بڑے بڑے اور متقی علماء نے یزید پرلعنت بھیجنے کو جائز قرار دیا۔علامہ ابن جوزی اس بارے میں ایک مستقل کتاب بھی لکھی ہے۔

اسی طرح سعد تفتازانی نے لکھا ہے کہ مجھے اس کے اسلام ہی نہیں بلکہ اس کے ایمان میں بھی شک ہے اس پر اُس کے مددگاروں اور ساتھیوں پر اللہ تعالی کی لعنت۔سیرۃ حلبیہ جلد اول ص ۵۲۹۔تفسیر فتح القدیر جلد ا ص ۲۰۵۔

تاریخ الخلفاء علامہ امام جلال الدین سیوطی جلد اول ص ۲۰۷ (عربی) **لعن اللہ قاتله وبن زياد معه يزيد**۔تاریخ الخلفاء اردو نفیس اکیڈمی ص ۲۰۸ امام حسینؑ کے قاتل،ابن زیاد اور یزید ان تینوں پر اللہ کی لعنت۔

واقعہ حرہ اور مدینہ کی تاراجی۔ سیرۃ حلبیہ جلد اول ص ۵۳۰ تا ۵۳۴۔

یزید کے متعلق آنحضرت ﷺ کا فرمان: میری اُمت کے معاملات ہمیشہ انصاف اور دیانت داری سے چلتے رہیں گے یہاں تک ایک شخص جو بنی اُمیہ سے ہوگا وہ جس کا نام یزید ہوگا اس طریقہ میں رخنہ ڈالے گا۔**لا يزال أمر أمتي قائما بالقسط حتى يثلمه رجل من بني أمية يقال له يزيد**۔ سیرۃ حلبیہ جلد اول ص ۵۳۳۔(اس حدیث کو نقل کیا ہے۔**مجمع الزوائد الهيثمي** ج ۵ ص ۲۴۱؛**مسند ابی یعلی** ج ۲ ص ۱۷۶؛کنزالعمال ج ۱۱ ص ۱۶۸ ؛البدایۃ والنھایۃ جلد ۸ ص ۲۳۱؛الصواعق المحرقہ ابن حجر جلد ۲ ص ۶۳۷؛**فیض القدیر شرح جامع لصغیر المناوی** ج ۳ ص ۱۲۲؛ابن عساکر ج ۶۵ ص ۲۵۰۔سیرۃ حلبیہ جلد اول ص ۵۳۸؛تاریخ الخلفاء اردو نفیس اکیڈمی ص ۲۱۰۔

نوفل بن ابوفرات کا بیان کہ میں عمر ابن عبدالعزیز کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔یزید کا ذکر آیا تو ایک آدمی نے کہا:امیر المومنین یزید۔جس پر عمر ابن عبدالعزیز نے فرمایا یزید کو تو امیر المومنین کہتا ہے اور اس جرم میں بیس کوڑے لگانے کی سزا دی۔تاریخ الخلفاء اردو نفیس اکیڈمی ص ۲۱۰۔

جناب محمد ابوسفیان ملک اپنے مضمون میں جو معاویہ کی قصیدہ خوانی فرمائی اُس کے جواب تاریخ طبری،انساب الاشراف،اور ربیع الابرار علامہ زمخشری سے حسب ذیل پیش ہے۔

تاريخ طبری ج ۵ ص ۶۲۲ طبع دار الكتب العلمية محمد بن جرير الطبری متوفی ۳۱۰ھ

ومنه قول الرسول عليه السلام وقد رآه مقبلا على حمار ومعاوية يقود به ويزيد ابنه يسوق به لعن الله القائد والراكب والسائق ومنه ما يرويه الرواة من قوله يا بني عبد مناف تلقفوها تلقف الكرة فما هناک جنة ولا نار وهذا كفر صراح يلحقه به اللعنة من الله كما لحقت الذين كفروا من بني إسرائيل على لسان داود وعيسى بن مريم ذلک بما عصوا و كانوا يعتدون ومنه ما يروون من وقوفه على ثنية أحد بعد ذهاب بصره وقوله لقائده

هاهنا ذبنا محمدا وأصحابه ومنه الرؤيا التي رآها النبي صلى الله عليه وسلم فوجم لها فما رئي ضاحكا بعدها فأنزل الله وما جعلنا الرؤيا التي أريناك إلا فتنة للناس فذكروا أنه رأى نفرا من بني أمية ينزون على منبره ومنه طرد رسول الله صلى الله عليه وسلم الحكم بن أبي العاص لحكايته إياه وألحقه الله بدعوة رسوله آية باقية حين رآه يتخلج فقال له كن كما أنت فبقي على ذلك سائر عمره إلى ما كان من مروان في افتتاحه أول فتنة كانت في الإسلام واحتقابه لكل دم حرام سفك فيها أو أريق بعدها ومنه ما أنزل الله على نبيه في سورة القدر ليلة القدر خير من ألف شهر من ملك بني أمية ومنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم دعا بمعاوية ليكتب بأمره بين يديه فدافع بأمره واعتل بطعامه فقال النبي لا أشبع الله بطنه فبقي لا يشبع ويقول والله ما أترك الطعام شبعا ولكن إعياء ومنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يطلع من هذا الفج رجل من أمتي يحشر على غير ملتي فطلع معاوية ومنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إذا رأيتم معاوية على منبري فاقتلوه ومنه الحديث المرفوع المشهور أنه قال إن معاوية في تابوت من نار في أسفل درك منها ينادي يا حنان يا منان الآن وقد عصيت قبل وكنت من المفسدين ومنه انبراؤه بالمحاربة لأفضل المسلمين في الإسلام مكانا وأقدمهم إليه سبقا وأحسنهم فيه أثرا وذكرا علي بن أبي طالب ينازعه حقه بباطله ويجاهد أنصاره بضلاله وغواته ويحاول ما لم يزل هو وأبوه يحاولانه من إطفاء نور الله وجحود دينه ويأبى الله إلا أن يتم نوره ولو كره المشركون يستهوي أهل الغباوة ويموه على أهل الجهالة بمكره وبغيه الذين قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم الخبر عنهما فقال لعمار تقتلك الفئة الباغية تدعوهم إلى الجنة ويدعونك إلى النار مؤثرا للعاجلة كافرا بالآجلة خارجا من ربقة الإسلام مستحلا للدم الحرام حتى سفك في فتنته وعلى سبيل ضلالته مالا يحصى عدده من خيار المسلمين الذابين عن دين الله والناصرين لحقه مجاهدا لله مجتهدا في أن يعصى فلا يطاع وتبطل أحكامه فلا تقام ويخالف دينه فلا يدان وأن تعلو كلمة الضلالة وترتفع دعوة الباطل وكلمة الله هي العليا ودينه المنصور وحكمه المتبع النافذ وأمره الغالب وكيد من حاده المغلوب الداحض حتى احتمل أوزار تلك الحروب وما اتبعها وتطوق تلك الدماء وما سفك بعدها وسن سنن الفساد التي عليه إثمها واثم من عمل بها إلى يوم القيامة وأباح المحارم لمن ارتكبها ومنع الحقوق أهلها واغتره الإملاء واستدرجه الإمهال والله له بالمرصاد ثم مما أوجب الله له اللعنة قتله من قتل صبرا من خيار الصحابة والتابعين وأهل الفضل

والديانة مثل عمرو بن الحمق وحجر بن عدي فيمن قتل من أمثالهم في أن تكون له العزة والملك والغلبة ولله العزة والملك والقدرة الله عز وجل يقول ومن يقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤه جهنم خالدا فيها وغضب الله

مختصر ترجمہ اردو: اصل عربی متن طبری عربی ج ۵ ص ۶۲۲ میں ملاحظہ فرمالیں:-

رسول اللہ ﷺ نے دیکھا وہ (ابوسفیان) ایک گدھے پرسوار آرہا تھا۔ معاویہ اُسے کھینچ رہا تھا۔ اُس کا بیٹا یزید (ابوسفیان کا) اُسے ہانک رہا تھا فرمایا کہ: کھینچنے والے، سوار اور ہانکنے والے پر اللہ کی لعنت (۔تاریخ طبری (اردو) نفیس اکیڈمی کراچی جلد ہشتم ص ۲۵۸؛ انساب الاشراف البلاذری متوفی ۲۷۹ھ جلد ۵ ص ۱۳۶ طبع دارالفکر بیروت؛ ربیع الابرار ج ۶ ص ۱۱۰؛ تاریخ ابی الفدا جلد اول ص ۳۱۲)۔

منجملہ اُس کا قول (ابوسفیان کا): اے اولادِ عبد مناف اس کرہ کو لے لو نہ جنت ہے اور نہ دوزخ۔ یہ صریح کفر۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اس پہاڑی راستے سے میری اُمت میں سے ایک شخص نکلے گا جس کا حشر میرے دین کے خلاف ہوگا۔ یہ معاویہ نکلا۔

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب تم لوگ معاویہ کو میرے منبر پر دیکھنا تو اُسے قتل کردینا۔

معاویہ آگ کے ایک صندوق میں جہنم کے سب سے نیچے درجے میں ہوگا اور کہے گا یا حنان یا منان کہ یا اللہ! اس وقت رحم کر حالانکہ اس کے قبل میں نے نافرمانی کی تھی اور مفسدین میں سے تھا۔

آخر میں مولانا محمد ابوسفیان لکھتے ہیں عبداللہ ابن عمر، عبداللہ ابن زبیر اور مغیرہ بن شعبہ جلیل القدر صحابہ بیعت یزید میں شامل تھے۔

جواباً عرض ہے

معاویہ نے بیعت یزید کے لئے عبداللہ ابن عمر کو ایک لاکھ درہم بھیجا انہوں نے یہ کہہ کر قبول کیا: میرا خیال ہے کہ معاویہ یہ سمجھتے ہیں ابن عمر کا دین اس قدر ارزاں ہے۔ البدایۃ والنھایۃ نفیس اکیڈمی جلد ۹ ص ۳۲؛ طبقات ابن سعد ج ۴ ص ۳۱۷۔ اور جب بیعت کر چکے تو یہ فرمایا اگر (یزید) خیر پر رہا تو ٹھیک ہے ورنہ صبر کریں گے۔ طبقات ابن سعد ج ۴ ص ۳۱۷؛ تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی ص ۱۹۹۔

اور عبداللہ ابن زبیر ۔ ہر وہ شخص جو تاریخ سے واقف ہے جانتا ہے کہ یہ تو بیعت کئے ہی نہیں بلکہ اپنی خلافت کا خود اعلان فرمایا اور اسی وجہ سے مکہ میں بالخصوص کعبہ حرم کی بے حرمتی اور تاراجی کا سبب بنے اور بعد میں قتل ہوگئے۔

شرم کی بات یہ کہ مغیرہ بن شعبہ کو جلیل القدر صحابی کہا جارہا ہے حالانکہ یہ فعل زنا میں ملوث تھا۔ جب حضرت عمر کے زمانے میں اس کا مقدمہ پیش ہوا تو چار گواہوں میں سے صرف ایک گواہ نے یہ گواہی نہیں دی جیسے سلائی سرمہ دانی میں جاتی ہے ویسا نہیں دیکھا۔

ایک دلیل میں یہ تحریر فرمایا کہ اگر قتل امام حسینؑ ''اگر باقاعدہ جنگ ہوتی تو جنہوں نے معصوم علیؑ اصغر اور علیؑ اکبر کو نہیں چھوڑا انہوں نے اٹھارہ سال کے زین العابدینؑ کو کیوں چھوڑا؟''۔ مولانا صاحب اللہ کا شکر ہے آپ کے قلم سے یہ تحریر ہے کہ شہدا کی فہرست میں معصوم علیؑ اصغر بھی تھے۔ آپ ہی فرمائے کیا کوئی جنگ کرنے کا قصد کرنے والا اپنی معصوم اولاد کے ساتھ جنگ کرتا ہے؟۔ آپ ہی انصاف کیجئے یہ معصوم کا قتل کس جرم میں ہوا؟۔ ہوسکتا ہے کہ آپ یہ کہہ کر ٹال دیں گے امام حسینؑ اُنہیں لائے ہی کیوں جیسا کہ معاویہ نے حضرت عمارؓ یاسر کی شہادت پر یہ کہا کرتا تھا کہ حضرت عمارؓ کے قاتل اصل میں حضرت علیؑ ہی ہیں جو اُنہیں لے آئے۔ جس کے جواب حضرت علیؑ نے فرمایا تھا: کہ اس طرح حضرت حمزہؓ کے قاتل (معاذ اللہ) حضرت رسول اکرم ﷺ ہیں جو اُنہیں لے آئے۔

بنی اسرائیل کے ہر بچے کو جب فرعون قتل کرنے کا حکم دیا تھا مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام بچ گئے اور فرعون جانتا تھا کہ یہ بچہ بنی اسرائیل سے ہے پھر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا۔ کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بچ جانے سے فرعون کی بے گناہی ثابت ہوجائے گی؟۔

اس کے جواب میں محمد ابوسفیان نے یہ خط روانہ کیا:

Janaab Muraad Ali Sab ayik baat yaad rakhna kh bhounkna sirf Kutay ki khaslat hi ..... aur Ale-e-Rasool ya Ashab-e-Rasool per wo bhounktay hain jin main Kutoon wali khalstain paye jati hain app .... dalil say baat karin ..... main iss liay kisi ko gali nahin deyta kyun kh main ayik Muslmaan hoon aur Aqa-e-Madni (SAW) nay humain ya taleem nahin diiii......Jiss Ameer ul Momineen Syedna Ameer Muhawiah (RA) ko app maan bahin ki galian day rehay hain......wo aur koe nahin hi....Syedna Hussain (RA) aur Syedna Hassan (RA) ka imam hi.....apni Books kholo jiss main Syedna Hassan (RA) nay 60 din bad apni Khalafat Syedna Muhawiah (RA) k hawalay ker di thi.....iss ki bisharat kh Hazrat Muhammad(SAW) nay apni life main day di thi...." Hassan (RA) mera wo bayta hi jo 2 Muslmaan girhoon k dermiyaan Sulah kerway ga"

App Ashab-e-Rasool (SAW) per bhounknay ki bajay dalil say baat kerain.........aur haan baroon k ehtraam wo kertay hain jin k baray hotay hain aur jo harami payda(Muta say) hoon on ko kia maloon k baray kia hotay hain.....

Bye.............

اس کے جواب میں میں یعنی (مراد علی خان) نے یہ لکھا۔

بسمه سبحانه و بذكر وليه

1/23/2007

جناب محترم محمد ابوسفیان ملک

میں نے صرف اُن کتابوں کے حوالے آپ کی خدمت میں پیش کیئے ہیں جن کو آپ خود اپنی تحریر میں معتبر اور مستند قرار دئے چکے تھے۔اور وہ آپ حضرات ہی کے مسلک کی ہیں ۔میں نے اُنھیں کتابوں کا حوالہ دیا ہے، اپنی جانب سے ایک لفظ بھی نہیں لکھا۔اور آپ نے ہم کو کتے کی مثال دے کر اپنی کمزوری اور لاچارگی کا اظہار فرمایا۔ہم کو کتا کہنے سے قبل آپ براہ مہربانی لفظ ''معاویہ'' کے لغت میں کیا معانی ہوتے ہیں وہ ملاحظہ فرمالیں۔

دوسرے یہ کہ جو متعہ کے بارے میں آپ نے فرمایا یہ آپ ہی کے توثیق کردہ کتابوں کے حوالے ہیں۔تفسیر مظہری طبع کراچی پاکستان تو یقیناً آپ پاس ہوگی چنانچہ سورہ النسا تفسیر مظہری اردو جلد سوم ص ۳۱ میں یہ لکھا ہے کہا: اسماء بنت ابی بکرؓ نے فرمایا ہم نے رسول اللہ کے زمانے میں متعہ کیا تھا۔

اسی صفحہ پر اور بھی اقوال ہیں۔

وأول مِجْمر سطَع في المُتعة مجمر آل الزبير .فسل أمک عن بردي عوسجة۔ یہ ابن عباسؓ نے عبداللہ ابن زبیر سے کہا کہ متعہ کی آگ سب سے پہلے آل زبیر نے سلگائی۔جاؤ تم اپنی ماں سے عوسجۃ کی چادروں کے بارے میں پوچھو۔انساب الاشراف جلد ۴ ص ۵۶،العقد الفرید ج ۴ ص ۸۵، جمهرة خطب العرب احمد زکی صفوت ج ۲ ص ۱۲۷

اگر متعہ سے پیدا ہوا بچہ حرامی ہے تو پھر عبداللہ ابن زبیرؓ کے بارے میں کیا ارشاد ہے۔

متعہ کے بارے کئی کتابوں میں بہت کچھ لکھ جا چکا ہے صرف بطور نمونہ حسب ذیل پیش ہے۔

ایک دن مامون رشید نے عمر ابن خطاب کے قول منع متعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا اے بھینگے (عمر ابن خطاب) تو کون ہے جس کو رسولؐ نے جاری کیا تو اُس سے لوگوں کو روکتا ہے۔**من انت یا احول تنهی عما فعل النبی** ﷺ۔تاریخ بغداد ج ۱۴ ص ۲۰۹۔تاریخ بغداد ابن عساکر جلد ۶۴ ص ۷۱۔تہذیب الکمال المزی جلد ۳۱ ص ۲۱۴۔

حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا حجاج ثنا شريک عن الأعمش عن الفضيل بن عمرو قال أراه عن سعيد بن جبير عن بن عباس قال تمتع النبي صلى الله عليه وسلم فقال عروة بن الزبير نهى أبو بكر وعمر عن المتعة فقال بن عباس ما يقول عرية قال يقول نهى أبو بكر وعمر عن المتعة فقال بن عباس أراهم سيهلكون أقول قال النبي صلى الله عليه وسلم ويقول نهى أبو بكر وعمر ۔مسند امام احمد جلد ۱ ص ۳۵۸۔ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول اکرم ﷺ وآلہ نے متعہ کیا تھا۔پس عروہ بن زبیر نے کہا ابوبکر اور عمر نے متعہ سے منع کیا۔

آپ نے جو حدیث امام حسنؑ کے بارے میں تحریر فرمائی اس کا راوی سفيان بن عينة ہے جس کے بارے میں علم رجال کے عالم علامہ ذہبی لکھتے ہیں۔**وکان یدلس**۔یعنی وہ احادیث میں Fraud کرتا تھا۔ملاحظہ ہو الميزان الاعتدال جلد ص ۱۷۰ سلسلہ ۳۳۲۷۔اگر یہ صحیح بھی ہے تو ہم اس دو گروہ کو مسلمان نہ ہونے سے کب انکار کیا۔

اور ذیل میں بخاری شریف ہی سے یہ حدیث ہے:

حدثنا إبراهيم بن موسى أخبرنا عبد الوهاب حدثنا خالد عن عكرمة أن بن عباس قال له ولعلي بن عبد الله ائتيا أبا سعيد فاسمعا من حديثه فأتيناه وهو وأخوه في حائط لهما يسقيانه فلما رآنا جاء فاحتبى وجلس فقال كنا ننقل لبن المسجد لبنة لبنة وكان عمار ينقل لبنتين لبنتين فمر به النبي صلى الله عليه وسلم ومسح عن رأسه الغبار وقال ويح عمار تقتله الفئة الباغية عمار يدعوهم إلى الله ويدعونه إلى النار

تيسير الباري شرح صحيح بخاری علامہ وحید الزمان جلد چہارم کتاب الجہاد والسیر ص ۵۹۔عمارؓ دو دو اینٹیں لاتے آنحضرت ﷺ کے سامنے سے گذرے اور آپؐ اُن کے سر سے گرد پونچھی فرمایا ہائے عمارؓ کو باغی لوگ کریں گے۔عمارؓ اُن کو اللہ کی اطاعت کی طرف بلائے گا۔وہ عمارؓ کو دوزخ کی طرف بلائیں گے۔یہ حدیث بخاری شریف کے علاوہ آپ ہی کی متعدد سند یافتہ کتابوں میں موجود ہے۔

سارا عالم اسلام جانتا ہے کہ عمارؓ صفین کی لڑائی میں معاویہ کے خلاف جنگ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔اور یہ بھی ثابت ہے جس جانب عمارؓ تھے وہ اللہ کی اطاعت تھی اور دوسری جانب آگ۔

آخر میں جو آپ نے مجھ سے بزرگوں کے ادب کرنے کی جو دعوت دی مشکور ہوں۔کاش کے آپ دور معاویہ میں ہوتے یہی مشورہ آپ انہیں دیتے جب کہ وہ اپنے دور حکومت اور اس کے بعد کئے عرصے تک حضرت علیؑ پر تبرا کرتے رہے جسے عمر ابن عبدالعزیزؒ نے اس بند کرایا۔

غصہ نہ کیجئے علمی بحث کا جواب عالمانہ ہونا چاہئے۔

مراد علی خان

Answer from Abusufian Malik

Janaab Muraad Sahib ya sub Reff app nay Iran say Print honay wali books say liay hoon gay humari kisi Book main eysa koe Reff. majood nahin hiii

جواب میر مراد علی خان

Reply of Murad Alikhan as follows:

Malik Sahib:

Tafseer Mazahri printed by HM Saieed Pakistan.

Ansab ul Ashraf you give this book reference in your original article. and printed in Lebanon

Taseer Albari printed Atiqad Publising Dehli India.

I know very well that in the past your scholars when they could not agree and lost in argument they said same what you said just now. Your people always runaway from battle field and educational field.

The reference of the book you provided. If you like the copy of the pages and title page I can provide you.But I know It will be useless people like you.

End

I waited more tha two weeks have not hear any from him.

حسینیت زندہ باد: یہ سب امام عصرؑ کا فیض ہے۔

بسمہ سبحانہ

مدارج النبوت

تصنیف

شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی

ضیاء القرآن پبلیکیشنز

لاہور

پیش کش میر مراد علی خان

بسمہ سبحانہ

علامہ محمد عبد الحق محدث دہلوی کا نام محتاج تعارف نہیں ہے۔یہ اجل علماء اہلسنت میں شمار ہوتے ہیں۔آپ کے آباواجداد اصل میں بخارا کے رہنے والے تھے جو دہلی میں آکر سکونت پذیر ہوئے جبکہ ہندوستان علوم وفنون کا بڑا مرکز تھا۔علامہ محدث شہر دہلی میں ۹۵۸ھ مطابق ۱۵۵۱ء میں پیدا ہوئے۔آپ نے بائیس سال کے سن میں اکثروبیشتر علوم دینیہ سے فراغت حاصل کرلی تھی اور اچانک حرمین شریفین کو روانہ ہوگئے اور وہاں شیخ عبد الوہاب، وخلیفہ شیخ علی متقی کی صحبت اختیار کرکے فن حدیث کی تکمیل کی اور واپس ہندوستان آئے۔

آپ کے تصانیف وتالیفات بہت ہیں مگر مشہور مدارج النبوۃ ہے۔آپ کی وفات ۱۰۵۰ھ میں واقع ہوئی۔

آپ کے تعارف میں اتنا لکھنا کافی ہے کہ یہ حصین بن نمیر جو فوج یزید میں کربلا میں تھا اُسے رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں اور ولید بن عقبہ جو عہد عثمان میں زنا کا مجرم تھا اور حالت نشہ میں صبح کی نماز دو رکعت کے بدلے چار رکعت پڑھائی تھی اُس کو بھی اکابر صحابہ میں شمار کرتے ہیں۔

پیش کش

میر مراد علی خان

بیت القائم نیوجرسی

۱ كُنْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ۔ ارشاد پیغمبر کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم کا جسد پانی اور مٹی کے درمیان تھا۔ جلد ۲ ص ۱۳

۲ رسول اللہ نے فرمایا کہ "میں زمانہ جاہلیت کی کسی برائی سے ملوث نہیں ہوا حتی کہ میں ہمیشہ اسلامی نکاح سے ہی پیدا ہوا۔ میں نکاح سے پیدا ہوا۔ آدم سے لیکر ابتک میرے ماں باپ کبھی جاہلیت کے زنا وسفاحت کے قریب نہیں گئے۔ میں ہمشہ اصلاب طیبہ سے ارحام طاہرہ مصفا ، ومہذبہ میں منتقل ہوا۔ جلد ۲ ص ۱۶

۳ ام ایمن رسول اللہ کو حضرت عبداللہ کی میراث میں حاصل ہوئی تھیں۔ ص ۳۹

۴ عقد رسول اللہ کے وقت جناب ابو طالبؑ نے فرمایا "الحمد للہ الذی اذھب عنا الکرب ورفع عنا الھموم، سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے ہم سے مصیبتیں دور فرمائیں اور غم کو اُٹھایا۔ ص ۴۵

۵ مفسرین نے وجدك عائلا فاغنی کی تفسیر یہ کرتے ہیں کہ حق تعالی نے سیدہ خدیجہؑ کے مال سے باعتبار رسول اکرم کو تونگر کیا۔ ص ۴۵

۶ مواخات کے وقت رسول اکرم نے حضرت علیؑ سے کہا تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔ ص ۱۰۳

۷ عقد سیدۂ کونین کے وقت رسول اکرم نے ارشاد فرمایا "اے انس! رب العرش کے پاس سے جبریل آئے اور کہا کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ فاطمہؑ کا نکاح، علی مرتضی کے ساتھ کردو"۔ ص ۱۰۷

۸ شراب کی حرمت آنے کے بعد ایک روز عبدالرحمن بن عوف نے محفل ضیافت قائم کی رکھی تھی اور شراب پی کر نشہ کی حالت میں پہنچ گئے تھے اس وقت شام کی نماز کا وقت آ گیا اس نماز میں انہوں نے سورہ قل یاایھا الکفرون کو اس طرح پڑھا کہ کلمہ میں "لا" جہاں تھا اُسے چھوڑ گئے۔ ایسا ہی واقعہ سعد ابن ابی وقاص کے بارے میں ہے۔ ص ۲۰۲ تا ۲۰۳

۹ اُحد میں چودہ آدمیوں کے علاوہ سب بھاگ گئے تھے۔ اُن چودہ میں عمر ابن خطاب کا نام نہیں، چنانچہ شیخ محدث نے تعجب کا اظہار کیا۔ اور عثمان بن عفان کے بھاگ جانے کا تذکرہ کیا ہے۔ ص ۱۶۱

۱۰ جناب امیر کی بہادری اور انکا ارشاد "لا کفر بعد الایمان" رسول اکرم کا ارشاد جبرئیل سے انه منی وانا منه اور جبریل کا فرمانا کہ

وانامنکما۔غیب کی آواز لا سیف الا ذوالفقار لافتیٰ الا علی ۔ص۱۶۵

۱۱ جناب سیدہ فاطمہؑ عام عورتوں کو جو ہوتا تھا اُس نجاست سے پاک تھیں۔ص۱۹۹

۱۲ روز خندق ارشاد رسولؐ اللہ کہ "علیؑ کا روز خندق مقابلہ کرنا قیامت تک میری اُمت کے اعمال سے افضل ہے"۔ص۲۲۳

۱۳ روز خندق رات دن جنگ جاری رہی۔چنانچہ ظہر،عصر،مغرب کی نماز (معاذاللہ) حضور اکرمؐ،اور تمام صحابہ سے فوت ہو گئی۔ص۲۲۴

۱۴ روز خندق حذیفہؓ حکم رسول اللہ سے لشکر کفار میں جا کر خبر لے آئے جبکہ دیگر اصحاب بہانے کر رہے تھے۔ص۲۲۶

۱۵ رسولؐ اللہ کی عادت تھی کہ جب کسی سفر یا کسی جنگ سے واپس آتے تو پہلے جناب سیدہؑ کے گھر آتے اور اُن کو بوسہ دیتے۔ص۲۲۷

۱۶ حدیبیہ کے وقت عروہ ابن مسعود ثقفی نے رسولؐ اللہ سے کہا "بلاشبہ آپؐ کے گرد اوباش لوگ جمع ہو گئے ہیں۔جب ایسا وقت آئے گا تو یہ آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے"۔اس پر ابو بکر کو غصہ آیا اور رسولؐ اللہ کی موجودگی اور عظمت کا خیال کئے بغیر اُنہیں انتہائی اہانت آمیز گالی دی۔ ص۲۶۰

۱۷ صلح حدیبیہ کا موازنہ صلح صفین سے بزبان رسول اکرم ﷺ۔ص۲۶۷

۱۸ عمر ابن خطاب کا غصہ سے رسولؐ اکرم سے سوال وجواب کرنا اور بعد میں یہ کہنا کہ اس دن وسوسہ شیطانی اور نفس کا دھوکا میرے دل میں لاحق ہو تھا۔ص۲۶۸

۱۹ صلح کی تحریر کے بعد کوئی ایک صحابی باوجود حکم رسولؐ اکرم کے بھی نہ اُٹھا اور نہ قربانی دی اور نہ بال ترشوایا جس پر رسولؐ اللہ غضبناک ہوئے۔ص۲۷۱

۲۰ روز خیبر جب یہودی نے جناب امیرؑ سے آپ کا نام پوچھا اور آپ نے اپنا نام بتایا تو اپنی قوم سے کہا "قسم ہے توریت کی! تم اس شخص سے مغلوب ہو گے۔یہ فتح کئے بغیر نہ لوٹے گا" اُس نے اوصاف علی مرتضیٰ کو توریت میں پڑھا تھا۔ص۳۰۰

۲۱ در خیبر اور شجاعت جناب امیرؑ۔ص۳۰۱

۲۲ جناب اسماء بنت عمیس زوجہ جعفر ابن ابی طالب بڑی دانا، عقلمند، صاحب فراست اور حسین و جمیل تھیں۔ جناب اسماءؓ کا مکالمہ جو عمر ابن خطاب سے ہوا جس میں عمر ابن خطاب نے اپنی فضیلت بتلاتے ہوئے کہا کہ "ہم نے تم سے ہجرت میں سبقت کی اس لئے ہم رسولؐ اللہ سے بہ نسبت تمہارے زیادہ مستحق اور قریب ترین ہیں"۔ جناب اسماءؓ نے فرمایا "خدا کی قسم! تم رسولؐ اللہ کے ساتھ اس لئے تھے کی حضورؐ اکرم تمہارے بھوکوں کو کھانا کھلاتے تھے۔ اور میں رسولؐ اللہ سے کہوں گی کہ تم ہمیں ایذا دیتے ہو اور ہمیں خوف زدہ کرتے ہو"۔ جب یہ بات رسولؐ اللہ تک گئی تو آپؐ نے فرمایا "عمر کو اور ان کے ساتھیوں کو میرے نزدیک اسماء بنت عمیس سے زیادہ کوئی حق نہیں ہے"۔ ص ۳۰۴ تا ۳۰۵۔

۲۳ سریہ ذات سلاسل میں ابو عبیدہ بن الجراح کی امیری میں عمرو عاص کے پاس ایک لشکر روانہ کرنا اور اس لشکر میں ابو بکر اور عمر دونوں کا تابع کی حیثیت سے جانا اور نماز کی امامت عمرو بن عاص کا کرنا۔ جب عمر ابن خطاب نے عمرو عاص کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے آگ جلائی تو عمرو بن عاص کہا "جس نے آگ جلائی میں اس کو آگ میں ڈالدوں گا"۔ اور کہا "اے عمر! تم میرے مامور و محکوم ہو میرا حکم مانو اور فرمانبرداری کرو"۔ ص ۳۳۷

۲۴ عمرو بن عاص کو احتلام ہو گیا اور بہت سردی تھی۔ اس نے استنجا کر کے وضو کیا اور تیمم کیا اور لشکر کی امامت کی۔ ص ۳۳۷

۲۵ فتح مکہ اور جناب امیر کی بت شکنی اور دوش رسولؐ۔ رسولؐ اللہ نے پوچھا "خود کو کیا دیکھتے ہو؟" تو جناب امیرؑ نے فرمایا "میرا سر ساق عرش سے جا ملا اور جدھر میں ہاتھ پھیلاؤں وہ چیز میرے ہاتھ آجائے"۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا "یا علیؑ! تم کار حق ادا کر رہے ہو اور میرا حال کتنا مبارک ہے کہ میں بار حق اُٹھائے ہوئے ہوں"۔ ص ۳۵۱

۲۶ جب بت شکنی ہو چکی تو جناب امیر نے از راہ ادب اپنے آپ کو اوپر سے گرا دیا اور تبسم فرمایا۔ جب رسولؐ اللہ نے تبسم کی وجہ پوچھی تو فرمایا "میں نے خود کو اتنی بلندی سے گرایا اور مجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچی"۔ رسولؐ اللہ ارشاد فرمایا "تمہیں تکلیف کیسے پہنچتی جبکہ تمہیں اُٹھانے والا میں اور تمہیں اتارنے والا جبریل ہو"۔ ص ۳۵۲

۲۷ جنگ حنین میں سب بھاگ گئے۔ ثابت قدم رہنے والوں میں جناب علی مرتضیٰ، عباس، ابو سفیان بن الحارث، ربیعہ بن الحارث، پسر ان عباس، اسامہ بن زید، ام ایمن کے بھائی، ابن ام ایمن، عقیل اور اہلبیتؑ میں سے چند افراد تھے۔ ص ۳۷۳

۲۸ ابو بکر اور عمر ابن خطاب کا تنازعہ اور دربار رسالت میں جھگڑا اور وہ بھی بلند آواز سے جس پر آیت قرآنی کا نزول اپنی آوازوں کو بلند نہ کرو۔ ص ۳۹۷

۲۹ عائشہ اور حفصہ کا رسولؐ اللہ سے نفقہ طلب کرنا اور ان دونوں کے باپ کا اپنی اپنی بیٹیوں کو مارنا۔ ص ۴۰۵

۳۰ حدیث منزلت۔ ص ۴۱۶

۳۱ سورۃ برائت۔ ص ۴۴۹

۳۲ مباہلہ نجران۔ ص ۴۵۵

۳۳ غدیر خم: ارشاد رسولؐ اللہ حدیث ثقلین۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ عمر ان خطاب کا کہنا مبارک ہو تم ہر مرد و زن کے مولا۔ اسنادات حدیث غدیر خم۔ ص ۴۶۷ تا ۴۷۵

۳۴ جیش اسامہ اور رسولؐ اللہ کا حکم کہ اس لشکر میں ابو بکر، عمر ابن خطاب، عثمان بن عفان، سعد ابن ابی وقاص، اور ابو عبیدہ بن جراح وغیرہ کو بجز علی ابن ابی طالب کے اسامہ کی سرداری میں جائیں۔ جب وہ لوگ ایک غلام کمسن کو ترجیح دیتے ہوئے دیکھا تو رک گئے نہیں گئے۔ اس پر رسولؐ اللہ گراں گذرا اور غصہ آیا اور منبر پر تشریف لا کر خطبہ دیا اور کہا "اسامہ تم میں سب سے زیادہ خیر پر ہے"۔ عمر ان خطاب اپنی خلافت کے زمانہ میں اسامہ کو دیکھتے تو کہتے " السلام علیك ایها الامیر "۔ ص ۴۸۳

۳۵ ابو بکر اور عمر لشکر اسامہ میں نہیں گئے اور مدینہ میں ہی تھے۔ ص ۴۸۴

۳۶ رسولؐ اللہ کو باوجود منع کرنے کے دوا پلانا اور پھر آپؐ سب کو وہی دوا پلانا اور اس پر بحث کہ یہ کیوں کیا۔ ص ۴۹۴

۳۷ حدیث قرطاس اور عمر ابن خطاب کا کہنا۔ اور رسولؐ اکرم کو سب کو اپنے دربار سے نکالدینا۔ اور ابن عباس کا گریہ کرنا یاد کر کے۔ ص ۴۹۵

۳۸ عمر ابن خطاب کی امامت اور رسولؐ اللہ کا فرمانا کہ اللہ تعالیٰ منع کرتا۔ وجہ عمر جهیر الصوت۔ ص ۴۹۶

۳۹ رسولؐ اللہ نے وقت آخر اپنی ازواج کو نصیحت فرمائی "تم پر لازم ہے کہ تم اپنے گھر کے گوشے میں محفوظ رہو" اور اس آیہ کریمہ کو پڑھا
وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلیة الاولیٰ ۔ ص ۵۰۳

۴۰ جب جناب سیدہؑ رونے لگیں تو رسولؐ اللہ نے فرمایا "اے میری بیٹی! روؤ نہیں کیونکہ تمہارے رونے سے حاملین عرش روتے ہیں"۔

۔ص۵۰۶

۴۱ جس وقت ملک الموت قبضِ روح کے لئے آئے تو جناب سیدہؑ بالین پر موجود تھیں اور ملک الموت نے فرمایا" السلام علیکم۔ اھلبیت النبوۃ و معدن الرسالۃ و مختلف الملائکۃ "۔ص۵۰۶

۴۲ رسولؐ اللہ نے وقت آخر فرمایا "میرے بھائی علیؑ کو بلاؤ"۔جب حضرت علیؑ آئے اور سرھانے بیٹھ گئے اور حضور اکرمؐ کے سر مبارک کو اپنے زانو پر رکھا۔اور فرمایا "اے علیؑ! تم ان لوگوں میں ہو جو حوض کوثر پر مجھ سے ملیں گے۔اور میرے بعد بہت سی ناگوار باتیں تمہیں پیش آئیں گی تمہیں لازم ہے کہ دل تنگ نہ ہونا اور صبر کرنا۔اور جب تم دیکھو کہ لوگ دنیا پسند کرتے ہیں تو تم آخرت کو اختیار کرنا"۔ص۵۰۷

۴۳ وقت وفات رسولؐ اللہ کا سر اقدس حضرت علیؑ کے زانو پر تھا جسے حاکم اور ابن سعد متعدد طریقوں سے روایت کرتے ہیں۔اسکی وضاحت یہ ہے کہ عائشہ سر اقدس کو رکھ کر اپنا منہ پیٹتی کھڑی ہو گئیں۔ص۵۰۸

۴۴ جب اہلبیتؑ نے جنازہ رسولؐ پر نماز پڑھ لی تب تک لوگوں کو معلوم ہوا کہ کیا پڑھیں اور کیا دعا کریں۔پھر لوگوں نے عبداللہ ابن مسعود سے پوچھا تو انہوں نے کہا تم حضرت علیؑ سے پوچھو۔تب حضرت علیؑ نے دعا بتلائی۔ص۵۱۸

۴۵ مروان نے امام حسنؑ کو اپنے نانا کے پہلو میں دفن ہونے سے روکدیا۔عائشہ نے عبدالرحمٰن بن عوف کو اجازت دی تھی کہ وہ پہلو رسولؐ میں دفن ہو سکتے ہیں مگر یہ میسر نہ ہوا۔ص۵۲۱

۴۶ فضائل سیدہؑ عالم،حدیث کساء۔ص۵۴۱تا۵۴۳

۴۷ جناب خدیجہؑ کی فضیلت میں۔ص۵۴۷تا۵۵۱

۴۸ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسولؐ اکرم نے حجتہ الوداع میں اپنی ازواج سے فرمایا یہ حجتہ الاسلام تھا جو گردنوں سے اتر گیا اس کے بعد اپنے بستروں کو غنیمت جانو او اپنے گھر سے باہر نہ نکلو۔ص۵۵۰

۴۹ ام ایمن یہ رسولؐ اللہ کی باندی تھیں جو اپنے والد ماجد عبداللہؑ کی میراث میں حضور اکرم ﷺ کو ملی۔ص۵۸۱

۵۰ حضور اکرم ﷺ نے جناب امیر کا نام صدیق رکھا بحوالہ ریاض النضرۃ۔اور دیگر فضیلتیں۔ ص ۶۲۳

۵۱ عمر ابن خطاب ہمیشہ حذیفہؓ سے فتنہ اور نفاق کی علامات پوچھا کرتے تھے اس لئے رسولؐ اللہ نے حذیفہؓ کو صفات منافقین بتلادے تھے اور حذیفہؓ منافقوں کی ذاتوں اور ان کی شخصیتوں اور ان کے ناموں کو خوب پہچانتے تھے کہ کون کون ہیں۔ایک مرتبہ عمر ابن خطاب نے حذیفہ سے پوچھا کہ " کیا میرے اندر کوئی نفاق کی علامت پاتے ہو؟"۔ ص ۶۴۶

۵۲ حدیث رد شمس برائے جناب امیر اور اس کی صحت پر بحث۔ص ۳۱۰ تا ۳۱۲

۵۳ " **وازواجه أمهاتكم** "حضور اکرم کی ازواج آپ کے بعد امت پر حرام قرار دیدی گئیں۔اس کی تفسیر میں ہے طلحہ نے کہا تھا کہ جب رسول اکرم اس دنیا سے چلے جائیں گے تو وہ عائشہ سے نکاح کروں گا۔اور بعض کتابوں میں ہے کہ یزید دمشقی نے عائشہ کے بارے میں طمع کی تو لوگوں نے اس پر یہ آیت پڑھی"۔"اورماں کا حکم میں ہونے کا مطلب تحریم نکاح ہے نہ کہ نفقہ اور میراث کے جواز میں اور یہ حکم ان کے غیر کے ساتھ متعدی و متجاوز نہیں ہوتا۔مثلاً کوئی یہ کہے کہ حضورؐ کی صاحبزادیاں مسلمانوں کی بہنیں ہیں۔روایت ہے کہ اشعث بن قیس نے مستعذہ عورت سے عمر ابن خطاب کے زمانہ میں نکاح کیا تھا۔اس پر عمر ابن خطاب نے ارادہ کیا رجم کرنے کا۔ جلد اول صفحہ ۱۸۱

۵۴ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "ہر نبی کی اولاد اس کے صلب سے ہے۔اور میری اولاد علی مرتضٰی کے صلب سے ہے"۔چنانچہ آپؐ نے فرمایا امام حسن اور امام حسین کی شان مبارک میں "یہ دونوں میری بیٹی کے فرزند ہیں اے اللہ! میں ان دونوں کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی انہیں محبوب رکھ۔اور جو انہیں محبوب رکھے تو اسے بھی محبوب رکھ"۔دوسری حدیث میں آیا کہ: بیشک یہ میرے دونوں فرزند میرے پھول ہیں"، امام حسنؑ یا امام حسینؑ مسجد نبوی میں آئے اور بحالت سجدہ حضورؐ اکرم کی پشت مبارک پر بیٹھ گئے۔اور مباہلہ والی آیت " ندع ابنانا"(ہم اپنے فرزندوں کو بلائیں) بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے۔ جلد اول صفحہ ۱۸۲۔

۵۵ آنحضرتؐ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی صاحبزادیوں کی موجودگی میں کسی اور سے نکاح نہیں کیا گیا۔مطلب یہ ہے کہ جب کسی شخص کے نکاح میں آپ کی صاحبزادی ہوتو اسے جائز نہیں تھا کہ آپ کی صاحبزادی پر کسی عورت کو نکاح میں (سوت بناکر) لاسکے۔(اب ناظرین بخاری کی اُس روایت پر غور کریں کہ "جب ام کلثوم دختر رسولؐ زوجہ عثمان بن عفان نے وفات پائی اور وقت دفن قبر آنحضرتؐ نے یہ فرمایا کہ قبر میں وہ اُترے جو آج کی شب اپنی زوجہ کے پاس نہیں گیا۔چنانچہ عثمان بن عفان نہیں اُترے اس لئے کہ وہ رات صحبت کر چکے تھے۔اس پر ابو طلحہ قبر میں اُترے رسولؐ اللہ عثمان کے نہ اُترنے پر ناراض تھے اور رو رہے تھے۔(بخاری جلد دوم کتاب الجنائز ص ۲۶۲، جلد ۵ ص ۲۷۳) جلد اول صفحہ ۱۸۳۔

۵۶ ایک صحابی طعمہ بن ابریق نے قتادہ بن نعمان کے گھر چوری کی اور الزام ایک یہودی ابن سمین پر لگایا اور گواہی میں اپنے قبیلہ کے لوگوں بلایا جس پر صفائی میں آیت نازل ہوئی اور طعمہ کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ بھاگ گیا۔ جلد ۲ ص ۲۰۱

۵۷ عروہ بن مسعود ثقفی جو حدیبیہ کے وقت رسول اکرم کی خدمت میں آیا اور کہا "بلاشبہ آپؐ کے گرد اوباش لوگ جمع ہو گئے ہیں۔ جب وقت پڑتا ہے تو وہ آپؐ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں" اس پر ابو بکر نے عظمت رسولؐ اور احترام رسول کا کوئی خیال نہ کیا اور انتہائی گندی گالی دی" امصص بظئر لات "امصص کے معنی چاٹنا اور بظر عورت کی شرم گاہ اور لات قریش کا بت۔ جلد ۲ ص ۲۶۰۔

۵۸ حضورؐ اکرم کے حکم کے باوجود کسی صحابی نے نہ تو سر کے بال کٹوائے اور نہ ہی قربانی دی جس پر آپؐ غضبناک ہوئے جلد ۲ ص ۲۷۱

۵۹ ماعز (جن کو حضرت کا لقب بھی لگا ہوا ہے اور ساتھ ساتھ رضی اللہ عنہ بھی) صحابی رسول نے اقرار کیا کہ اُنہوں نے چار بار زنا جیسے گناہ کا ارتکاب کیا۔ چنانچہ انہیں سنگسار کیا گیا۔ جلد ۲ ص ۴۰۹۔

۶۰ تبوک کے وقت اصحاب کی ایک جماعت نے چونکہ اس سفر میں محنت اور مشقت اور سختیاں تھیں عذر ظاہر کیا اور ایک جماعت نے بغیر عذر کے تخلف اختیار کیا اور بیٹھے رہے اور دوسروں کو بھی ہوا کی سختی اور سخت گرمی وغیرہ سے خوف دلا کر روکتے رہے۔ جلد ۲ ص ۴۱۵۔

۶۱ ایک رات عائشہ نے رسولؐ اللہ کا رات کی تاریکی میں تعاقب کیا اور جب آپؐ نے استفسار کیا تو کہا کہ "میں سمجھی شائد آپ کسی اور زوجہ کے پاس مجھ سے چھپ کر جا رہے ہونگے اس لئے تعاقب کیا۔ اس پر حضورؐ اکرم نے فرمایا "شیطان نے تمہیں اس پر اُبھارا ہے" جلد ۲ ص ۴۸۷۔

۶۲ ایک دن عائشہ نے حضورؐ اکرم کی زوجہ صفیہ سے جھگڑا کیا اور ان کو کہا کہ تو کافی ہے، وہ ایسی ویسی ہیں۔ حضورؐ اکرم نے سن کر فرمایا" اے عائشہ! تو نے ایسی بات کہی ہے اگر اسے دریا میں ڈالیں تو اس کا رنگ بدل جائے" (یعنی اتنی گندی)۔ جب آپ صفیہ کے پاس تشریف لائے تو آپ سے صفیہ نے شکایت کی کہ "عائشہ کہتی ہیں کہ وہ مجھ سے بہتر ہیں" اس پر رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ "تم نے کیوں نہیں کہا کہ تم کیونکر مجھ سے بہتر ہو۔ حالانکہ میرے باپ ہارونؑ اور میرے چچا موسیٰ علیہ السلام ہیں"۔ جلد ۲ ص ۵۶۸

۶۳ مسعدہ جن کا اصلی نام اسماء تھا اور ایک بادشاہ کی بیٹی تھی اور بہت خوبصورت تھیں جب حضورؐ نے ان سے عقد کیا اور تمام لوگ ان کی خوبصورتی کو دیکھ کر رشک کرنے لگےچنانچہ خلوت میں آنے سے قبل عائشہ اور حفصہ مہندی لگانے کے بہانے ان کے حجرہ میں گئیں اور کہا کہ جب رسولؐ اللہ تجھ سے خلوت فرمائیں تو تم کہنا" اعوذ باللہ منک" تو شوہر تجھے بہت چاہے گا"۔ چنانچہ جب حضورؐ نے شرف قرب چاہا تو اس عورت نے وہی کہا جو عائشہ اور حفصہ نے سکھایا تھا۔ حضورؐ اکرم اس سے دور ہو گئے اور فرمایا تو نے بڑی پناہ مانگی ہے اُٹھ اور

اپنے لوگوں میں چلی جا۔جب حضور کو پوری کیفیت معلوم تو آپؐ نے عائشہ اور حفصہ سے کہا کہ تم عورتیں یوسف والیاں ہیں اور بڑی مکر کرنے والیاں ہیں۔ جلد ص ۵۷۲

۶۴ حضور اکرم نے زید کے بارے میں فرمایا لوگو یہ زید میرا بیٹا میرا متبنیٰ ہے وہ میرا وارث اور میں اس کا وارث ہوں۔ جلد دوم ص ۵۹۴

بسمہ سبحانہ

مسئلہ تحریف قرآن

پر ایک نظر

پیش کش

میر مراد علی خان

شیعہ اور عقیدہ تحریف قرآن

عالم تشیع کی پوری تاریخ گواہ ہے کہ شیعوں میں ''مذہبی حیثیت'' سے کسی دور میں نہ تحریف قرآن کا عقیدہ تھا اور نہ آج ہے۔ہم تو قرآن کریم کے ''ب'' کے نقطے کو تک نہیں چھوڑ سکتے۔ دو چار افراد اگر کسی قسم کا تصورر کھتے ہیں تو وہ انکا ذاتی نظریہ ہے جسے مذہبی عقیدہ کا نام نہیں دیا جا سکتا ہے۔ مذہبی عقیدہ کے لئے حسب ذیل ارشادات کا جائزہ لیا جا سکتا ہے۔

(۱) حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا: ''ہم نے بندوں کو حکم نہیں بنایا بلکہ قرآن کو حکم بنایا ہے اور قرآن وہی ہے جو بین الدفتین مسطور ہے۔ وہ زبان سے نہیں بولتا بلکہ اس کے لئے ترجمان کی ضرورت ہے''۔(نہج البلاغہ جلد ۲ صفحہ ۷ رحمانیہ مصر)

(۲) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ''قرآن کلام خدا، کتاب خدا اور وحی وتنزیل خدا ہے یہی وہ کتاب ہے کہ جس کے قریب بھی باطل کا گذر نہیں ہے، نہ اب کوئی اس کو باطل قرار دینے والا ہے اور نہ ہی پہلے تھا یہ حکیم و حمید خدا کا نازل کردہ ہے''۔(امالی الشیخ الصدوق ص ۵۴۵ طبع ایران)۔

آج قران مجید کے متعدد قلمی نسخے حضرت علیؑ، امام حسنؑ، امام حسینؑ، اور امام زین العابدینؑ کے قلم مبارک سے لکھے ہوئے ابھی تک کتاب خانہ امام رضا مشہد مقدس ایران میں محفوظ ہیں جن کی ترتیب بعینہ موجودہ قرآن کے عین مطابق ہے۔آج کسی شیعہ مسجد، امام بارگاہ، اور گھر میں دعوت عام ہے کہ جا کر دیکھیں کہ آیا اِس قرآن میں اور جو اہل سنت کے ہاں ہے اُس میں کسی قسم کی تبدیلی پائی جاتی ہے۔اس کے باوجود شیعہ پر تحریف قرآن کا الزام لگانا پرلے درجے کی حماقت کے سوا اور کچھ نہیں۔حسب ذیل علماء شیعہ نے انکار تحریف کیا ہے۔

۱۔ شیخ المحدثین ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین الصدوق (متوفی ۳۸۱ھ) جنہوں نے انکار تحریف کو مذہب کے ضروریات میں قرار دیا (حاشیہ باب حادی عشر)۔

۲۔ عمید الطائفہ محمد بن محمد بن النعمان المفید (۴۱۳ھ) کتاب اوائل المقالات۔

۳۔ الشریف المرتضیٰ علم الہدیٰ علی بن الحسین (۴۳۶ھ) اجوبۃ المسائل السطر المبیات۔

۴۔ شیخ الطائفہ ابو جعفر محمد بن الحسن الطّوسی (۴۶۰ھ) مقدمہ تفسیر البیان جلد ۱ ص ۳

۵۔ ابو علی الفضل بن الحسن الطبرسی (۵۴۸ھ) مجمع البیان جلد ۱ ص ۱۵۔

۶۔ جمال الدیں ابو منصور الحسن بن یوسف بن المطہر الحلی (۷۲۶ھ) اجوبتہ المسائل المہنا دیہ۔

۷۔ محقق احمد اردبیلی (۹۹۳ھ) مجمع الفائدہ جلد ۲ ص ۲۱۸۔

۸۔ الشیخ الکبیر کاشف الغطاء (۱۲۲۸ھ) کشف الغطاء کتاب القرآن من الصلوۃ۔

۹۔ السید شرف الدین العاملی (۱۳۸۱ھ) فی المہمہ ص ۱۶۳۔

۱۰۔ السید محسن الامین العاملی۔(۱۳۸۱ھ) اعیان الشیعہ جلد ۱ ص ۴۱۔

۱۱۔ السید العلامہ الطباطبائی (۱۴۰۲ھ) تفسیر المیزان جلد ۱۲ ص ۱۰۶۔۱۳۷۔

۱۲۔ السید الخمینی ۔تہذیب الاصول جلد ۲ ص ۱۶۵۔

۱۳۔ السید ابو القاسم الخوئی (۱۴۱۳ھ) البیان ص ۲۱۵، ص ۲۵۴۔

(نوٹ: حوالے ۱ تا ۱۳ ماخوز کتاب رمضان ۱۴۱۸ھ علامہ سید ذیشان حیدر جوادی طاب ثراہ۔ طبع تنظیم المکاتب ہندوستان)

'بہر کیف جو بھی ہو واقعہ یہ ہے کہ قرآن جمع کرنے کا کام شروع ہوا اور بجائے اسکے کہ یہ کام حفاظ کے سپرد کیا جاتا انکے سپرد کیا گیا جن کو لا و نعم، تذکیرو تانیث وغیرہ کی تمیز نہیں تھی اور قرآن کے معنی و مطالب سے ایسے بے بہرہ تھے کہ زندگی کی آخری ساعت میں ابوبکر یہ افسوس کرتے ہوئے پائے گئے کہ" کاش میں رسولؐ اللہ سے بھتیجی اور پھوپی کی میراث کے متعلق دریافت کرتا (تاریخ طبری حصہ دوم صفحہ ۲۵۴، مسعودی جلد دوم صفحہ ۲۳۶)"۔ اس عمل کا نتیجہ یہ ہوا کہ اولاً مکی و مدنی آیتیں اور سورتیں اس طرح خلط ملط ہوئیں کہ ایک کا دوسرے سے تمیز کرنا مشکل ہے۔ سورۂ اقراء کی اول آیت جو رسولؐ اکرم پر نازل ہوئی وہ تیسویں پارہ میں ہے۔ اکملت لکم دینکم جو قرآن کی آخری آیت ہونا چاہئے وہ چھٹے پارہ میں آگئی۔ لا و نعم کی تمیز سے یہ کاتب قرآن ایسے بے بہرہ تھے کہ جہاں لا ہونا چاہئے تھا اُس کو بھول کر قرآن کے معنی ہی کو بدل کر رکھدیا۔

ملاحظہ ہو سورہ بقرہ آیت ۱۸۴۔ و علی الذین یطیقونه فدیة طعام مسکین۔ یعنی جس کو طاقت ہو اور وہ روزہ نہ رکھے اسکو ایک مسکین کو کھانا کھلانا چاہئے۔ حالانکہ یہ حکم اُسکے لئے ہے جس کو طاقت نہ ہو اور لا یطیقونه کے عوض یطیقونه لکھدیا۔

دوسری مثال سورہ الانفال آیت ۲۷۔ یا ایها الذین امنو لا تخونو الله والرسول وتخونو ا امنٰتکم۔ وانتم۔ تعلمون یعنی اے ایمان دارو مت خیانت کرو اللہ و رسولؐ کے ساتھ اور خیانت کرو اپنے امانتوں کے ساتھ جان بوجھکر۔ یہاں بھی کاتبین قرآن جو دوسرا تخونوا کے قبل لا تھا اُسکو بھول گیا۔ اگر کوئی صاحب بات بنادیں کہ لا تخونو میں اول لا کا لفظ کافی تھا اور فصاحت کے معنی اقلال لفظ بے اخلال معنی ہیں تو قرآن کی فصاحت ذیل کے آیات میں ملاحظہ کیجئے لا تاخذ بلحیتی ولا براسی۔ سورۃ طٰهٰ آیت ۹۹ میری داڑھی اور سر کو مت پکڑو یہاں صرف یہ کافی ہوتا اور معنی میں کوئی خلل نہیں ہوتا لہذا "لا" اور "ب" راسی کے قبل زائد ہے۔

یالا رطب ولا یابس، ولا سنة ولا نوم۔ ایسے کئی مقامات ہیں جہاں 'لا" آیا تو تکرار یقیناً ہوئی ہے۔

تیسری مثال سورۃ بلد پڑھئے پہلی آیت **لااقسم بهذا البلد** یہ لا زائد کہاں سے آگیا جلال الدین سیوطی تفسیر جلالین جلد ۷ ص ۲۷۲ میں لکھتے لا زائدة

سورۃ التوبۃ آیت ۶۴ کہ **یحذر المنٰفقون ان تنزل علیهم سورة تنبیئهم۔ بما فی قلوبهم۔ قل استهزؤا ان الله مخرج ما تحذرون** ۔ یعنی منافقین ڈرتے ہیں کہ مسلمانوں پر کوئی سورہ نازل ہو جائے جو انکو جو کچھ منافقین کے دل میں ہے بتادے، (اے رسولؐ) آپ کہہ دیجئے کہ تم مسخرا پن کئے جاؤ بے شک جس سے تم ڈرتے ہو خدا اُسے ظاہر کر دیگا"۔ اس آیت کے تحت میں عبداللہ ابن عباس سے تفسیر **معالم التزیل** علامہ بغوی ص ۵۶۹ طبع دار ابن حزم میں نقل کیا ہے قال عبدالله ابن عباس انزل الله تعالی ذکر سبعین رجلا من المنافقین باسما ئهم۔ واسماء ابائهم ثم نسخ ذکر الاسماء رحمة للمومنین لئلا یعیرون بعضهم بعض لان اولادهم کانو ا مومنین یعنی عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ بہتر منافقین کے نام مع ولدیت کے نازل ہوئے تھے پھر مسلمانوں پر محض مہربانی کی وجہ سے وہ نام منسوخ ہو گئے

کہ ایک دوسرے پر طعن نہ کر سکے کیونکہ اُن کی اولاد مسلمان ہوگئی تھی‘‘۔ القصہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کے نام مع ولدیت بتلا دیا تھا اور وہ رسولؐ اللہ کے آخر وقت تک موجود تھے۔ مگر جب ابوبکر خلیفہ ہوگئے تو صرف اس بہانے سے کہ قرآن کو یکجا کیا جائے اس کو مٹا دیا۔ حالانکہ زمانہ رسولؐ اکرم میں حضرت علیؑ نے قرآن مجید کو جمع کیا اور بارگاہ رسالت میں پیش کیا (تاریخ الخلفاء، جلال الدین سیوطی صفحہ ۱۷۱)۔ قرآن جس طرح نبی اکرمؐ پر نازل ہوا۔ آپؐ نے اسے محفوظ اور مرتب شکل میں اُمت کو دیدیا اور یہ مصحف (قرآن) رسولؐ اللہ کی زندگی میں لکھا ہوا مرتب شکل میں بھی موجود تھا۔ (احسن البیان ’’ترتیب قرآن‘‘ قسط نمبر ۲ ڈاکٹر فرحت جمشید ہیوسٹن، ٹیکساس امریکہ طبع اردو ٹائمز، نیویارک مورخہ ۹/ آگسٹ ۲۰۰۱ء۔ والسلام

خادم

میر مراد علی خان

۱ قرآن میں چار حروف غلط ہیں۔المصاحف ابی بکر عبداللہ بن ابی داود سلیمان لبنان۔ص ۴۲ تا ۴۳

۲ سورۃ الحمد میں عمر ابن خطاب نے اضافہ کیا صراط الذین انعمت کے بدلے میں صراط من انعمت، علیھم المغضوب علیھم و غیر الضالین۔المصاحف ابی بکر عبداللہ بن ابی داود سلیمان لبنان۔ص ۶۰

۳ قرآن میں لفظی تحریف کی گئی ۔فیض الباری علی صحیح البخاری الجزالثالث۔ص ۳۹۵

۴ آیت رجم موجودہ قرآن میں نہیں ہے ۔مسند الامام احمد بن حنبل جلد السادس۔ص ۳۶۹

۵ صحابہ کی رائے کے خلاف اگر کوئی آیت ہوتو اس کو منسوخ جانو۔اصول الکرخی امام عبیداللہ بن حسن کرخی ص ۲۴

۶ سورۃ الحمد میں عمر ابن خطاب غیر الضالین پڑھتے تھے۔الدرالمنثو رسیوطی الجزاول ص ۱۵

۷ عائشہ کہتی ہیں کہ ”رجم اور رضاعت کی آیت قرآن میں نازل ہوئی تھی وہ ایک کاغذ میں میرے بستر کے نیچے رکھی تھی جب رسولؐ اللہ کی وفات ہوئی اور ہم مشغول ہوئے تو گھر میں ایک بکری گھس گئی اور اس نے وہ کاغذ کھالیا“۔ سنن ابن ماجہ (اردو) اعتقاد پبلشنگ ہاوس دہلی جلد اول صفحہ ۵۴۳۔

۸ عائشہ سے روایت ہے کہ آیت عشر رضاعات معلومات اور معنی اس کے دس گھونٹ معلوم کے یہ ہے حرام کرتے ہیں نکاح کو پھر منسوخ ہوگئی پہلی آیت سے یعنی پانچ گھونٹ خمس معلومات پھر وفات پائی رسولؐ اللہ نے اور وہ آیت قرآن میں پڑھی جاتی تھی مگر اب قرآن میں یہ آیت نہیں ہے۔سنن نسائی شریف مترجم اعتقاد پبلشنگ ہاوس دہلی۔جلد دوم کتاب النکاح ص ۴۲۲۔

۹ سورہ آل عمرآن آیت ۱۴۴: عبداللہ ابن مسعود اور ابن عباس کی قراۃ میں ”الرسل“ نہیں ” رسل“ تھا۔تفسیر عثمانی ترجمہ شیخ الہند محمود الحسن تفسیر شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی، جلد اول ص ۲۲۹۔

۱۰ سورہ النساء آیت ۱۲: متعدد صحابہ کی قرآۃ وله اخ او اخت کے بعد من الام کا کلمہ صریح موجود تھا جواب نہیں ہے۔ایضاً ص ۲۵۹۔

۱۱ سورہ الانعام آیت نمبر ۱۵۸ ابن المنیر وغیرہ محققین کے نزدیک ۔لا ینفع نفساً ایمانھااو کسبھا خیرا لم تکن آمنت من قبل اولم تکن کسبت فی ایما نھا خبراً تھا۔''او کسبھا خیرا '' اب نہیں ہے ۔ایضاً ۔ص ۴۴۳

۱۲ سورہ مریم آیت ۵۵ عبداللہ ابن مسعود کے مصحف میں اہلہ کی جگہ قومہ تھا جواب نہیں ہے ۔ایضاً، جلد دوم ص ۶۹۔

۱۳ سورہ النور آیت ۲: آیت رجم پہلے قرآن میں تھی جواب نہیں ہے ۔ایضاً، جلد دوم ص ۱۷۳۔

۱۴ سورۃ العنکبوت آیت ۱۱: ابن عباس کے نزدیک لیعلمن اللہ کے بجائے لیرین اللہ ۔حوالہ تفسیر ابن کثیر، ایضاً، ص ۲۹۸۔

۱۵ سورہ احزاب آیت تطہیر بحوالہ مسند احمد پنجتن پاک کے نام صریحاً۔ایضاً، ص ۳۵۳۔

۱۶ سورہ احزاب آیت ۶: ابن ابی کعب کی قرآت میں آیت النبی اولیٰ بالمومنین کے ساتھ و ھو اب لھم تھا ۔ایضاً ص ۳۴۳۔

۱۷ سورہ یسٰین آیت ۳۵: لیا کلوا من ثمرہ و ما عملتہ ایدیھم افلا یشکرون ابن مسعود کی قرات میں'' مما عملتہ ایدیھم'' ہے ۔ایضاً ص ۴۰۶۔

۱۸ سورہ والصافات آیت ۱۳۰: سلام علی ال یاسین ؛بعض نے اسکو آل یسین بھی پڑھا ہے ۔ایضاً ، ۴۲۷۔

۱۹ سورہ الزمر آیت ۵۳:'' ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا'' کو ''لمن یشاء'' کے ساتھ مقید سمجھنا ۔ایضاً ص ۴۶۰۔

۲۰ سورہ المومن آیت ۶: انھم اصحاب النارکو لانھم سے معنی لی گئی ہیں ۔ایضاً، ص ۴۶۸۔

۲۱ سورہ الشوریٰ آیت ۲۳: قربیٰ سے مراد بعض علماء نے اہلبیت نبوی کی محبت مراد لی ہے ۔ایضاً ص ۵۱۲۔

۲۲ سورہ الحدید آیت ۲۹ '' لئلا یعلم اصل میں'' لکی یعلم'' ہے ۔ایضاً ص ۶۵۳۔

۲۳ سورہ طلاق آیت ۶: اسکنو ھن من حیث سکنتم من وجد کم ۔مصحف ابن مسعود میں یہ آیت اس طرح تھی اسکنو ھن من حیث سکنتم وانفقو علیھن من وجد کم ۔ایضاً، ص ۷۰۰۔

۲۴ معوذتین(قل اعوذ برب الفلق اور والناس) ابن مسعود ان دوسوروں کو اپنی مصحف میں نہیں لکھتے تھے۔ایضاً، ۸۶۰۔

۲۵ معاذ اللہ آنحضرتؐ پر ایسی کیفیت طاری ہوتی تھی کہ ایک کام کیا نہیں اور خیال ہوتا تھا کر چکے ہیں، کئی مرتبہ نماز میں سہو ہو گیا۔ یضاً، ص ۸۶۰

۲۶ زید بن ثابت نے جب قرآن جمع کیا دور ابوبکر میں تو ہر آیت کے لئے دو گواہ طلب کرتے تھے صرف ابی خزیمہ انصاری کی ایک گواہی کافی سمجھتے تھے۔اتقان فی علوم القرآن علامہ جلال الدین السیوطی طبع ادارہ اسلامیہ لاہور پاکستان ۱۹۸۲ء جلد اول ص ۱۵۷۔

۲۷ جب عمر ابن خطاب نے آیۃ رجم پیش کی تو اسے نہیں لکھا کیونکہ اس بارے میں تنہا عمر کے سوا اور کوئی شہادت بہم نہیں پہنچی۔ایضاً، ص ۱۵۷۔

۲۸ جب کفار مکہ رسولؐ اکرم کے پاس آئے اور انہوں نے کہا ''اے محمدؐ ! آؤ اور چل کر ہمارے دیوتاؤں کو چھو لو اور ہم تمھارے ساتھ تمہارے دین میں داخل ہو جائیں'' (معاذ اللہ) رسولؐ اللہ دل سے چاہتے تھے کہ اُن کی قوم کسی طرح اسلام قبول کر لے اس لئے آپؐ کا دل اُن کی بات پر مائل ہو گیا اُس وقت خدا وند کریم نے آیت نازل فرمایا'' وان کادو لیفتنونک عن الذی اوحینا الیک ''۔ ایضاً، ص ۸۲۔

۲۹ سورہ براءۃ طوالت میں سورۃ البقرہ کے ہم پلہ تھی۔سورہ براءت میں اس وقت ۱۲۹ آیات ہیں۔اور سورہ بقرہ میں ۲۸۶ آیات ہیں۔ ایضاً، ص ۱۷۴۔

۳۰ ابن مسعود نے چونکہ اپنے مصحف میں معوذتین کو نہیں لکھا ہے اس لئے اُس میں ۱۱۲ سورتیں ہیں اور ابّی بن کعب کے مصحف میں ۱۱۶ سورتیں ہیں اس لئے کہ اُنہوں نے آخر میں سور الحفد اور الخلع دو سورتیں بڑھا دی ہیں۔ایضاً، ص ۱۷۴۔

۳۱ حدثنا اسمٰعیل بن ابراہیم عن ایوب عن نافع عن عبداللہ ابن عمر ابن خطاب کہ ابن عمر نے کہا'' بیشک تم لوگوں میں سے کوئی شخص یہ بات کہے گا کہ'' میں نے تمام قرآن اخذ کر لیا ہے''۔بحالیکہ اُسے یہ بات معلوم ہی نہیں کہ تمام قرآن کتنا تھا۔کیونکہ قرآن میں سے بہت سا حصہ جاتا رہا''۔الاتقان فی علوم القرآن علامہ جلال الدین سیوطی جلد دوم، صفحہ ۶۴۔

۳۲ عن عائشہ فرمایا'' رسولؐ اللہ کے ایام میں سورۃ الاحزاب دوسو آیتوں کی پڑھی جاتی تھی پھر جس وقت عثمان نے مصاحف لکھے اُس وقت ہم نے اس سورت میں بجز موجودہ مقدار (۷۳ آیات) اور کچھ نہیں پایا۔ایضاً، جلد دوم، صفحہ ۶۴۔

۳۳ زر بن حبیش نے کہا کہ اُن سے اُبی بن کعب نے دریافت کیا'' تم سورۃ الاحزاب کو کس قدر شمار کرتے ہو؟''۔ زر بن حبیش جواب دیا'' بہتر (۷۲) یا تہتر (۷۳)''۔ اُبی بن کعب نے کہا'' اگر چہ یہ سورا البقرہ (۲۸۶ آیات) کے معادل تھی۔ اور اگر چہ اس میں آیت رجم کی قرأت کیا کرتے تھے''۔ زر نے دریافت کیا آیت رجم کیا تھی''۔ ابی بن کعب نے کہا'' اذا زنا الشیخ والشیخۃ فارجموھما البتۃ نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم۔ الاتقان فی علوم القرآن علامہ جلال الدین سیوطی، جلد دوم، صفحہ ۶۴۔

۳۴ ابن ابی حمید عن حمیدۃ بنت ابی یونس اُس نے کہا'' میرے باپ نے جس کی عمر ۸۰ سال کی تھی مجھ کو عائشہ کے مصحف سے پڑھ کر سنایا'' ان اللہ ملائکتہ۔۔۔ '' وعلی الذین یصلون الصفوف الاول''۔ راویہ نے کہا یہ آیت عثمان کے مصاحف میں تغیر کرنے سے قبل یوں ہی تھی۔ ایضاً، جلد دوم، صفحہ ۶۵۔

۳۵ ابی موسیٰ الاشعری نے کہا ایک سورہ، سورۃ براءت کی مثل نازل ہوئی تھی۔ پھر وہ سورہ اٹھالی گئی (دور عثمان میں) اور اس میں سے مجھ کو اتنا حصہ یاد رہا'' ان اللہ سیود ھذا الذین باقوام لا خلاق۔۔۔۔الخ''۔ ایضاً، جلد دوم، صفحہ ۶۵۔

۳۶ ابن ابی حاتم نے ابوموسیٰ اشعری سے روایت کہ ہے کہ اُنہوں نے کہا'' ہم ایک سورہ پڑھا کرتے تھے کہ جس کو ہم مسبحات سورتوں میں سے ایک سورۃ کے مشابہ قرار دیتے تھے ہم اس کو بھولے نہیں بجز اس کے کہ میں اُس میں سے اتنا ہے یاد رکھا ہے یا ایھا الذین آمنو الا تقولو مالا تفعلون فتکتب شھادۃ فی عناقھم فتألون عنھا یوم القیامۃ۔ ایضاً، جلد دوم، صفحہ ۶۵۔

۳۷ عدی بن عدی نے کہا کہ عمر نے کہا ہم لوگ پڑھا کرتے تھے'' لا ترغبوا عن ابائکم فانہ کفربکم ''جواب نہیں ہے۔ ایضاً، جلد دوم، ص ۶۶۔

۳۸ عمر ابن خطاب نے عبدالرحمٰن بن عوف سے سوال کیا'' کیا قرآن میں یہ نہیں تھا'ان جاھدو کما جھدتم اول مرۃ'' کیونکہ ہم اس کو نہیں پاتے'' عبدالرحمٰن نے جواب دیا ہاں یہ بھی منجملہ اُن آیات کے حذف ہوگئی ہے جو کہ قرآن میں سے حذف کی گئیں۔ ایضاً ، جلد دوم، صفحہ ۶۶۔

۳۹ حسین بن المناری نے اپنی کتاب الناسخ والمنسوخ میں بیان کیا ہے کہ منجملہ اُن چیزوں کے جن کی کتابت قرآن سے نکالدی گئی ہے مگر اس کی یاد دلوں سے اُٹھائی نہیں گئی۔ نماز وتر میں پڑھی جانے ولی قنوت کی دو سورتیں ہیں اور وہ سورۃ الخلع اور سورۃ الحقد کہلاتی ہیں۔
الاتقان فی علوم القرآن علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ ادارہ اسلامیات لاہور طبع آگسٹ ۱۹۸۲ء جلد دوم صفحہ ۶۶۔

۴۰ مستدرک میں حذیفہؓ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا'' جوتم پڑھتے ہواُس کاایک چہارم ہے''یعنی سورہ براءت کا۔ایضاً،جلددوم،۶۶۔

۴۱ صحیحین میں انس کی روایت سے اُن بیرمعونہ کے اصحاب کے قصہ میں جوقتل کردئے گئے تھے بارے میں کچھ قرآن نازل ہواتھااورہم نے اُس کوپڑھا بھی یہاں تک وہ نکالدیا گیااوروہ قرآن یہ تھا'' انبلغو اعناقومنا انا یقینا ربنا فرضی عنا و أرضنا۔ ایضاً،جلددوم،ص۶۶۔

۴۲ ابن الضریس نے کتاب فضائل القرآن میں یعلی بن حکیم کے واسطہ سے زید بن اسلم کی یہ روایت درج کہ ہے کہ'' عمر بن خطاب نے لوگوں کوخطبہ سنانے کے اثناء میں کہا'' تم لوگ آیت رجم کے بارے میں کوئی شکایت نہ کروکیونکہ یہ آیت حق ہےاور میں نے ارادہ کیا تھا کہ اُس کومصحف میں بھی لکھدوں پھر میں نے اُبی بن کعب سے اس کے متعلق رائے لی تواُنہوں نے کہا'' کیاجس وقت میں (اُبی بن کعب) اس آیت کی قرات رسولؐ اللہ سے سیکھ رہا تھا اُس وقت تم ہی (یعنی عمر بن خطاب) نے آکر میرے سینہ پر ہاتھ نہیں مارااوریہ نہیں کہا'' تو رسولؐ اللہ سے یہ آیت رجم پڑھنا سیکھتا ہےاورلوگوں کی یہ حالت ہے کہ وہ گدھوں کی طرح اس کام (زنا) میں مشغول رہتے ہیں''۔(واضح رہے یہ زمانہ رسولؐ کی حالت ہے)۔ایضاً،جلددوم،صفحہ ۶۸ تا۶۹۔

۴۳ طبرانی نے عمرابنؓ خطاب سے مرفوعاًروایت ہے کہ قران کے دس لاکھ ستائیس حروف ہیں۔ایضاً،جلداول،۱۸۷۔

۴۴ بہت سے لوگوں نے قرآن کے کلمات کاشمار ستتر ہزارنوسوتینتیس (۷۷۹۳۳) بتایا ہے۔بعضوں نے ہزار کے عدد سے نیچے چارسو سینتیس (۴۳۷) کچھ لوگوں نے دوستتر (۲۷۷) کلمات بیان کئے ہیں۔ایضاً،جلداول،ص۱۸۷

۴۵ ابن الفریس نے عثمان بن عطا کے طریق پر بواسطہ اُس کے باپ عطا کے ابن عباس سے روایت کہ ہے کہ اُنھوں نے کہا'' قرآن مجید کی جملہ آیتیں چھ ہزار چھ سو سولہ(۶۶۱۶)اورقرآن کے تمام حروف کی تعداد تین لاکھ تیس ہزار چھ سو اکہتر (۳۲۳۶۷۱)۔مگر پھراس تعداد کے بارے میں اُن کے آپس میں اختلاف ہوگیا ہے۔بعض لوگوں کچھ زیادہ،چنداصحاب نے دوسوچارآیتیں زائد بتائی ہیں اورکئی اقوال میں دوسو کی تعداد سے اوپر ہونی والی آیتوں دوسوچودہ،دوسواُنیس،دوسوپچیس اوردوسوچھتیس آیتیں کہا گیا ہے۔الاتقان فی علوم القرآن علامہ جلال الدین سیوطی اول،صفحہ ۱۷۹۔نوٹ:(واضح رہے کہ عمرابن خطاب کے قول کے بموجب دس لاکھ ساتئیس ہزارحروف تھے)

۴۶ ترمذی نے عمروبن ابی سلمۃ سے اورابن جریر وغیرہ نے ام المومنین ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس وقت آیۃِ کریمہ'' انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھر کم تطھیرا'' کانزول ہوااس وقت فاطمہؑ،علیؑ،حسنؑ،اورحسینؑ کوبلاکرایک چادر کے نیچے ڈھانپ لیااورفرمایا'' **واللہ یہی لوگ میرے اہل بیتؑ ہیں**۔پس بار

الہا! توان سے ناپاکی کودور کراوران کوایسا پاک بنادے جیسا کہ پاک بنانے کا حق ہے‘‘۔ایضاً، جلددوم، ص ۴۹۰۔

۴۷ ابونعیم نے کتاب الحلیہ میں ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا’’ بے شک قرآن سات حروف پرنازل کیا گیا ہے پس ان میں سے کوئی حرف ایسانہیں جس کا ظاہراورایک باطن نہو۔ **بلاشبہ علیؑ ابن ابی طالب کے پاس اُس میں کے ظاہراور باطن دونوں ہیں**‘‘۔ایضاً ،جلددوم،صفحہ ۴۶۰۔

۴۸ سب سے زیادہ روایتیں تفسیر قرآن کے متعلق علیؑ ابن ابی طالب سے وارد ہوئی ہیں۔ابی بکر سے حدیث کی قلت ہےاور تفسیر قرآن کے بارے میں بہت کم اقوال ہے جو تعداد میں دس سے بھی آگے نہ بڑھتے ہوں گے۔اورحضرت علیؑ سے بکثرت آثار تفسیر کے بارے میں مروی ہیں۔ایضا، جلددوم، ص ۴۵۹۔

۴۹ معمر نے وہب بن عبداللہ سے اور وہب نے ابی الطفیل سے روایت کہ ہے کہ اُس نے کہا’’ میں نے علیؑ ابن ابی طالب کوخطبہ پڑھتے ہوئے دیکھا ہےاور کہہ رہے تھے کہ تم لوگ مجھ سے سوال کرو۔ کیونکہ واللہ تم جس بات کو دریافت کرو گے میں تم کو اُس کی خبر دونگا۔اور مجھ سے کتاب اللہ تعالیٰ کی نسبت پوچھواس لئے واللہ کوئی آیت ایسی نہیں جس کی بابت مجھ کو یہ علم نہ ہو کہ آیا وہ رات میں اُتری ہے یا دن میں اور ہموار میدان میں نازل ہوئی یا پہاڑ میں‘‘۔الاتقان فی علوم القرآن علامہ جلال الدین سیوطی، جلددوم ص ۴۶۰۔

۵۰ بخاری نے ابن ابی ملیکہ کے طریق پر ابن عباس سے روایت کی ہے اُنہوں نے کہا’’ ایک دن عمر ابن خطاب نے اصحاب رسولؐ سے دریافت کیا تمہارے خیال میں یہ آیت کس بارے میں نازل ہوئی’’ ایود احدکم ان تکون له جنة من نخیل واعناب‘‘صحابہ نے کہا اللہ ہی خوب جانتا ہے۔عمر بن خطاب اس جواب کو سن کر خفا ہوئے اورانہوں نے غصے سے کہا’’ صاف کہو ہم نہیں جانتے‘‘۔ایضاً بخاری جلددوم کتاب التفسیر باب ایود احدکم ۶۰۸، حدیث ۱۶۴۵۔ص ۶۲ ۴۔

۵۱ جب مصحفوں کوعثمان بن عفان نے تیار کرلیا تو اس کے نسخے ہرایک ملک بھجوایا اوراسکے سوا جتنے الگ الگ پرچوں اور ورقوں میں قرآن لکھا ہوا تھا سب کو جلانے کا حکم دیا۔ بخاری جلددوم کتاب التفسیر باب جمع القران حدیث ۲۰۸۹، ص ۱۰۹۳

۵۲ عبداللہ بن مسعود اوراُبی بن کعب کے مصحف میں فما استمتعتم۔ منھن کے بعد الیٰ اجلٍ مسمّٰی تھا جواب موجود نہیں ہے۔ صحیح مسلم باب النکاح المتعة جلد چہارم صفحہ ۱۳۔

۵۳ عائشہ نے کہا’’ پہلے قرآن میں یہ اُترا تھا کہ دس باردودھ پلائے تو حرمت ثابت ہوتی ہے۔ پھر منسوخ ہوگیااور پانچ بار پلانا ٹھہرا، رسولؐ اللہ

کی وفات ہوئی اور لوگ اس کو قرآن میں پڑھتے تھے''۔ موطا امام مالک ترجمہ اردو مکتبہ رحمانیہ لاہور ص ۴۳۴

۵۴ عن انس بن مالک قال قُمتُ ورآء ابی بکر ، و عمر و عثمان فکلھم۔ کان لا یقرآء بسم۔ اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اذا افتتحو الصلوٰۃ :ترجمہ انس بن مالک نے کہا کہ نماز کو کھڑا ہوا میں پیچھے ابوبکر، عمر، اور عثمان کے جب نماز شروع کرتے کوئی اُن میں سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ پڑھتا تھا۔ موطا امام مالک اردو ترجمہ، صفحہ ٦٧۔

۵۵ ابن مردویہ سے عبداللہ ابن مسعود نے کہا کہ عہد رسولؐ میں آیہ بلغ کو یوں پڑھا کرتے تھے۔ یا ایھاالرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولیٰ المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالته واللہ یعصمک من الناس۔ درمنثور علامہ جلال الدین سیوطی (نوٹ: اس دلیل کے باوجود شیعہ تحریف کے قائل نہیں ہے) جلد ۲ ص ۲۹۸ ۔

۵٦ عبداللہ ابن مسعود کے مصحف میں پہلی سورہ بقرہ تھی۔ اس میں الحمد اور معوذتین شامل نہیں ہے۔ اور حضرت علیؑ کے مصحف کی ابتدائی سورہ اقراء تھی۔ قرآن جس طرح نبی اکرمؐ پر نازل ہوا۔ آپؐ نے اسے محفوظ اور مرتب شکل میں اُمت کو دیدیا اور یہ مصحف (قرآن) رسولؐ اللہ کی زندگی میں لکھا ہوا مرتب شکل میں بھی موجود تھا۔ احسن البیان ''ترتیب قرآن'' قسط نمبر ۲ ڈاکٹر فرحت جمشید ہیوسٹن ،ٹیکساس امریکہ طبع اردو ٹائمز، نیویارک مورخہ ۹ آگسٹ ۲۰۰۱ء۔

۵۷ ابن جریر نے کلیب سے روایت کی ہے کہ روز جمعہ عمر ابن خطاب نے جب سورہ آل عمران کی قرات کی تو کہا کہ '' میں فرار ہوگیا تھا روز اُحد اور ایک پہاڑ پر چڑھکر مانند ایک بکری کے بچے کے اُچھل کود رہا تھا''۔ درمنثور علامہ جلال الدین سیوطی جلد ۲ صفحہ ۸۸۔

۵۸ سورۃ بقرہ میں تمام قاریان'' فومہ ''یعنی گیہوں کہتے تھے اور ابن مسعود ''ثومہ'' (لہسن)۔ حاشیہ صحیح بخاری باب شیاطین، جلد ٦ ص ۷۔

۵۹ سورہ حجر لفظ فزع اور فرغ کی قرات میں فرق اصحاب کے زبانی۔ صحیح بخاری باب سورہ حجر حدیث ۲۲۴ ج ٦، ص ۱۹۵۔

٦۰ ابن عباس اور عمر ابن خطاب کی قرائت میں فرق انما فَتَنَّاہُ کے بجائے انما فَتَنَاہُ پڑھتے تھے ۔صحیح بخاری باب ۳۴۰ حدیث ٦۴۴ جلد ۲۔

٦١ سورہ حج آیت ۵۲۔وماارسلنا من قبلک من رسول ولانبی، ابن عباس ''ولا نبی'' کے بعد'' ولامحدث'' پڑھتے تھے۔ صحیح بخاری مناقب عمر حدیث ۳۸، جلد ۵،ص ۳۴۔

٦٢ سورۃ کہف آیت ۷۹،وکان ورآئھم ملک یاخذ کل سفینۃ غصبا ابن عباس یوں پڑھتے تھے،وکان امامھم ملک یاخذہ کل سفینۃ صالحۃ ۔صحیح بخاری کتاب التفسیر سورہ کہف، حدیث ۲۴۹، جلد ۶ ص ۲۲۲ تا ۲۲۳۔

٦٣ سورۃ کہف آیت ۸۰، واما الغلم فکان ابوٰہ مؤمنین ابن عباس کی قرات واما الغلم کے بعد فکان کافرا تھا صحیح بخاری کتاب التفسیر سورہ کہف حدیث ۲۴۹، جلد ۶،ص ۲۲۲۔

٦۴ ابوالاسود نے کہا ابوموسیٰ اشعری نے بصرہ کے قاریوں کے جو تین سو تھے کہا کہ قرآن پڑھتے رہو اور بہت مدت ہوجانے سے سست نہ ہوجاؤ کہ تمہارے دل سخت ہوجائیں جیسے کہ تم سے قبل کے دل سخت ہوگئے ہیں۔ہم ایک سورۃ پڑھا کرتے تھے جو طول میں اور سختی میں سورہ برأت کے برابر تھا پھر میں اس سورہ کو بھول گیا مگر اس سورہ کی ایک آیت یاد رہی '' اگر آدمی کے دو میدان ہوتے ہیں مال کے تب وہ تیسرے کو ڈھونڈتا رہتا ہے اور آدمی کا پیٹ نہیں بھرتا'' اور ایک سورہ پڑھتے تھے اس کو مسبحات (جیسے سورۃ جمعہ وغیرہ) میں کی ایک سورۃ کے برابر طول میں جانتے تھے میں وہ بھی بھول گیا مگر اس میں کی ایک آیت یاد ہے'' اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو وہ بات جو کرتے نہیں اور جو بات کہتے ہو اور کرتے نہیں وہ بات تمہارے گردن میں لکھے جاتی ہے اور قیامت کے دن تم سے سوال ہوگا۔صحیح مسلم کتاب: الزکوٰۃ باب کراھۃ الحرص علی الدنیا۔ جلد سوم،ص ٦٦۔

٦۵ عائشہ نے کہا کہ قرآن میں دودھ دس بار پینے سے حرمت کرنا ہے منسوخ ہوگیا اور پانچ بار دودھ پینا حرمت کا سبب ہے اور وفات ہوئی رسولؐ اللہ کی اور قرآن میں پڑھا جاتا تھا جو اب قرآن میں نہیں۔صحیح مسلم کتاب الرضاع دودھ پلانے کے مسائل۔جلد چہارم،ص ٦٨۔

٦٦ عائشہ نے اپنے خادم ابو یونس کو کلام اللہ لکھنے کا حکم دیا اور جب وہ اس آیت پر پہنچا حافظوا علی الصلوٰت والصلوٰۃ الوسطیٰ تو عائشہ نے کہا کہ یوں لکھو'' حافظوا علی الصلوٰت والصلوٰۃ الوسطیٰ والصلواۃ العصر اس لئے کہ میں نے رسولؐ اللہ سے ایسا ہی سنا'' (سورۃ البقرہ آیت ۲۳۷ یہ ایسا اب نہیں ہے)۔سنن ابوداؤد، جلد اول صفحہ ۱۹۹۔

٦۷ آنحضرتؐ بلیٰ قد جاؤتکَ اٰیتی فکذبتُ بہا واستکبرتِ و کنتِ من الکافرین سورۃ زمر ۵۹ پڑھتے تھے واحد مونث حاضر کی ضمیر اب جمہور اقرأ کے نزدیک صیغہ واحد مذکر حاضر سے ہے۔سنن ابوداؤد، جلد سوم ص ۲۴۱۔

٦٨ آنحضرتؐ سورہ والذاریات میں انی انا الرزاق ذوالقوۃ المتین پڑھتے تھے اب مشہور قرأت انا اللہ ھوا الرزاق ذوالقوۃ

المتین ہے۔سنن ابوداؤد، جلد سوم ص ۲۴۱۔

۶۹ امام مالک نے ابن شہاب سے پوچھا اس آیت کی تفسیر اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعة فاسعو الیٰ ذکر اللہ تو ابن شہاب نے کہا عمر ابن خطاب اس آیت کو یوں پڑھتے تھے اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعة فامضوا الیٰ ذکر اللہ۔ کتاب موطا امام مالک باب ماجاء فی السعی یوم الجمعة۔ص ۸۸

۷۰ **ان لا ترغبوا عن آباء کم فانه کفر بکم ان ترغبو عن آبائکم او ان کفرا بکم:** عمر ابن خطاب نے ایک طویل خطبہ دیا جس میں انہوں نے کہا کہ ہم اللہ کی کتاب میں دوسری آیتوں کے ساتھ یہ آیت بھی پڑھتے تھے کہ اپنے باپ داداوں کو چھوڑ کر دوسروں کو باپ دادا نہ بناؤ یہ کفر ہے۔صحیح بخاری کتاب المحاربین باب رجم الحبلی من الزنا اذا احصنت۔تیسیر البخاری ج ۸ ص ۵۶۹ ؛سیرۃ ابن ہشام اردو باب خطبہ عمر عند بیعة ابی بکر ج ۲ ص ۸۰۸؛البدایۃ والنھایۃ ابن کثیر عربی ج ۵ ص ۲۶۶۔

بسمہ سبحانہ

تحقیق قصہ افک

میر مراد علی خان

زیر نظر مضمون کا صرف ایک مقصد ہے اور وہ یہ کہ قرآنِ مجید کی یہ سورہ نور آیت ۱۱ حضرت ام المومنین عائشہ کی صفائی کے لئے نازل نہیں ہوئی۔

إِنَّ الَّذِينَ جَآؤُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُم مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۔ سورہ نور آیت ۱۱

بیشک جن لوگوں نے جھوٹی تہمت لگائی وہ تمہیں میں سے ایک ہے، تم اپنے حق میں اس تہمت کو بُرا نہ سمجھو بلکہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے، ان میں جس نے جتنا گناہ سمیٹا وہ اس (کی سزا) کو خود بھگتے گا اور ان میں سے جس نے اس تہمت کا بڑا حصہ لیا اس کے لئے بڑی (سخت) سزا ہو گی۔ یہاں پر واضح رہے کہ تَوَلّٰی ''جس نے'' صیغہ واحد کا ہے۔

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ازواج نبی کافر اور منافق ہو سکتی ہیں مگر ہر گز ہر گز وہ بد کار نہیں ہو سکتیں۔ جیسا کہ حضرت نوح اور حضرت لوط کی ازواج ہیں جن کا ذکر سورہ تحریم اللہ تعالی نے **ضرب الله مثلا للذين كفروا مرأت نوح و امرأت لوط كانتا تحت عبدين من عباد صالحين فخا نتهما فلم يغنيا عنهما من الله شيئا و قيل ادخلا النار مع الدخلين۔ سورة تحريم آيت ۱۰** فرمایا اللہ نے کافروں کے لئے نوحؑ کی بیوی اور لوطؑ کی بیوی کی مثال ہے وہ دونوں دو بندوں کے گھروں میں تھیں ہمارے صالح بندوں میں سے، سوانہوں نے ان دونوں کی خیانت کی تو اللہ کے آگے اِن دونوں کے کچھ کام نہ آیا اور کہا گیا کہ تم دونوں جہنم میں داخل ہو جاؤ، جہنم میں داخل ہونے والوں کے ساتھ۔ تمام علماء اور مفسرین نے لکھا ہے کہ یہاں خیانت سے مراد بد کاری نہیں ہے بلکہ اُن کا کفر اور نفاق ہے۔ رسولؐ کی بی بی اس طرح کی خیانت نہیں کر سکتیں یہ ہم سب کا ایمان ہے مگر یہ آیت حضرت عائشہ کی صفائی میں نازل نہیں ہوئی تھی۔ اس مضمون سے یہ نتیجہ اخذ نہ فرمائیں کہ حضرت عائشہ کے کردار پر معاذاللہ کوئی جسارت کی گئی ہے۔

چنانچہ اس آیت کے سلسلے میں جو روایت بیان کی جاتی ہے وہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے ہے۔ روایت پہلے عربی میں اور پھر اس کا لفظ بہ لفظ اردو ترجمہ مترجم علامہ وحید الزمان تیسیر الباری شرح صحیح بخاری سے پیش ہے۔ بخاری میں یہ حدیث کتاب الشھادات اور کتاب التفسیر سورہ نور ہر دو مقامات پر مذکور ہے۔ دیگر مفسرین اور مورخین نے چونکہ بخاری شریف میں ہے بغیر مزید تحقیق کے اس کو نقل کیا ہے۔ شائد ہی کوئی تاریخ اسلام یا تفسیر ہو جس میں اس واقعہ کو فراموش کیا گیا ہو۔

[2518]حدثنا أبو الربيع سليمان بن داود وأفهمني بعضه أحمد بن يونس حدثنا فليح بن سليمان عن بن شهاب الزهري عن عروة بن الزبير وسعيد بن المسيب وعلقمة بن وقاص الليثي وعبيدالله بن عبدالله بن عتبة عن عائشة رضى الله تعالى عنها زوج النبي صلى الله عليه وسلم حين قال لها أهل الإفک ما قالوا فبرأها منه قال الزهري وكلهم حدثني طائفة من حديثها وبعضهم أوعى من بعض وأثبت له اقتصاصا وقد وعيت عن كل واحد منهم الحديث الذي حدثني عن عائشة وبعض حديثهم يصدق بعضا زعموا أن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أراد أن يخرج سفرا أقرع بين أزواجه فأيتهن خرج سهمها خرج بها معه فأقرع بيننا في غزاة غزاها فخرج سهمي فخرجت معه بعد ما أنزل الحجاب فأنا أحمل فيهودج وأنزل فيه فسرنا حتى إذا فرغ رسول الله صلى الله عليه وسلم من غزوته تلک وقفل ودنونا من المدينة آذن ليلة بالرحيل فقمت حين آذنوا بالرحيل فمشيت حتى جاوزت الجيش فلما قضيت شأني أقبلت إلى الرحل فلمست صدري فإذا

عقد لي من جزع أظفار قد انقطع فرجعت فالتمست عقدي فحبسني ابتغاؤه فأقبل الذين يرحلون لي فاحتملواهودجي فرحلوه على بعيري الذي كنت أركب وهم يحسبون أني فيه وكان النساء إذ ذاك خفافا لم يثقلن ولم يغشهن اللحم وإنما يأكلن العلقة من الطعام فلم يستنكر القوم حين رفعوه ثقل الهودج فاحتملوه وكنت جارية حديثة السن فبعثوا الجمل وساروا فوجدت عقدي بعد ما استمر الجيش فجئت منزلهم وليس فيه أحد فأممت منزلي الذي كنت به فظننت أنهم سيفقدونني فيرجعون إلي فبينا أنا جالسة غلبتني عيناي فنمت وكان صفوان بن المعطل السلمي ثم الذكواني من وراء الجيش فأصبح عند منزلي فرأى سواد إنسان نائم فأتاني وكان يراني قبل الحجاب فاستيقظت باسترجاعه حين أناخ راحلته فوطيء يدها فركبتها فانطلق يقود بي الراحلة حتى أتينا الجيش بعد ما نزلوا معرسين في نحر الظهيرة فهلك من هلك وكان الذي تولى الإفك عبدالله بن أبي بن سلول فقدمنا المدينة فاشتكيت بها شهرا يفيضون من قول أصحاب الإفك ويريبني في وجعي أني لا أرى من النبي صلى الله عليه وسلم اللطف الذي كنت أرى منه حين أمرض إنما يدخل فيسلم ثم يقول كيف تيكم لا أشعر بشيء من ذلك حتى نقهت فخرجت أنا وأم مسطح قبل المناصع متبرزنا لا نخرج إلا ليلا إلى ليل وذلك قبل أن نتخذ الكنف قريبا من بيوتنا وأمرنا أمر العرب الأول في البرية أو في التنزه فأقبلت أنا وأم مسطح بنت أبي رهم نمشي فعثرت في مرطها فقالت تعس مسطح فقلت لها بئس ما قلت أتسبين رجلا شهد بدرا فقالت يا هنتاه ألم تسمعي ما قالوا فأخبرتني بقول أهل الإفك فازددت مرضا إلى مرضي فلما رجعت إلى بيتي دخل علي رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال كيف تيكم فقلت ائذن لي إلى أبوي قالت وأنا حينئذ أريد أن أستيقن الخبر من قبلهما فأذن لي رسول الله صلى الله عليه وسلم فأتيت أبوي فقلت لأمي ما يتحدث به الناس فقالت يا بنية هوني على نفسك الشأن فوالله لقلما كانت امرأة قط وضيئة عند رجل يحبها ولها ضرائر إلا أكثرن عليها فقلت سبحانالله ولقد يتحدث الناس بهذا قالت فبت الليلة حتى أصبحت لا يرقأ لي دمع ولا أكتحل بنوم ثم أصبحت فدعا رسول الله صلىالله عليه وسلم علي بن أبي طالب وأسامة بن زيد حين استلبث الوحي يستشيرهما في فراق أهله فأما أسامة فأشار عليه بالذي يعلم في نفسه من الود لهم فقال أسامة أهلك يا رسول الله ولا نعلم والله إلا خيرا وأما علي بن أبي طالب فقال يا رسول الله لم يضيق الله عليك والنساء سواها كثير وسل الجارية تصدقك فدعا رسول الله صلى الله عليه وسلم بريرة فقال يا بريرة هل رأيت فيها شيئا يريبك فقالت بريرة لا والذي بعثك بالحق وإن رأيت منها أمرا أغمصه عليها أكثر من أنها جارية حديثة السن تنام عن العجين فتأتي الداجن فتأكله فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم من يومه فاستعذر من عبدالله بن أبي بن سلول فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من يعذرني من رجل بلغني أذاه في أهلي فوالله ما علمت على أهلي إلا خيرا وقد ذكروا رجلا ما علمت عليه إلا خيرا وما كان يدخل على أهلي إلا معي فقام سعد بن معاذ فقال يا رسول الله أنا والله أعذرك منه إن كان من الأوس ضربنا عنقه وإن كان من إخواننا من الخزرج أمرتنا ففعلنا فيه أمرك فقام سعد بن عبادة وهو سيد الخزرج وكان قبل ذلك رجلا صالحا ولكن احتملته الحمية فقال كذبت لعمرالله لا تقتله ولا تقدر على ذلك فقام أسيد بن الحضير فقال كذبت لعمرالله والله لنقتلنه فإنك منافق تجادل عن المنافقين فثار الحيان الأوس والخزرج حتى هموا ورسول الله صلى الله عليه وسلم على المنبر فنزل فخفضهم حتى سكتوا وسكت وبكيت يومي لا يرقأ لي دمع ولا أكتحل بنوم فأصبح عندي أبواي قد بكيت ليلتين ويوما حتى أظن أن البكاء فالق كبدي قالت فبينا هما جالسان عندي وأنا أبكي إذ است أذنت امرأة من الأنصار فأذنت لها فجلست تبكي معي فبينا نحن كذلك إذ دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم فجلس ولم يجلس عندي من يوم قيل في ما قيل قبلها وقد مكث شهرا لا يوحى إليه في شأني شيء قالت فتشهد ثم قال يا عائشة فإنه بلغني عنك كذا وكذا فإن كنت بريئة فسيبرئك الله وإن كنت ألممت بشيء فاستغفريالله وتوبي إليه فإن العبد إذا اعترف بذنبه ثم تاب تاب الله عليه فلما قضى رسول الله صلى الله عليه وسلم مقالته قلص دمعي حتى ما أحس منه قطرة وقلت لأبي أجب عني رسول الله صلىالله عليه وسلم قال والله ما أدري ما أقول

رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت لأمي أجيبي عني رسولالله صلى الله عليه وسلم فيما قال قالت والله ما أدري ما أقول لرسول الله صلى الله عليه وسلم قالت وأنا جارية حديثة السن لا أقرأ كثيرا من القرآن فقلت إني والله لقد علمت أنكم سمعتم ما يتحدث به الناس ووقر في أنفسكم وصدقتم به ولئن قلت لكم إني بريئة والله يعلم إني لبريئة لا تصدقوني بذلک ولئن اعترفت لكم بأمر والله يعلم أني بريئة لتصدقني والله ما أجد لي ولكم مثلا إلا أبا يوسف إذ قال } فصبر جميل والله المستعان على ما تصفون { ثم تحولت على فراشي وأنا أرجو أن يبرئنيالله ولكن والله ما ظننت أن ينزل في شأني وحيا ولأنا أحقر في نفسي من أن يتكلم بالقرآن في أمري ولكني كنت أرجو أن يرى رسول الله صلى الله عليه وسلم في النوم رؤيا يبرئني الله فوالله ما رام مجلسه ولا خرج أحد من أهل البيت حتى أنزل عليه الوحي فأخذه ما كان يأخذه من البرحاء حتى إنه ليتحدر منه مثل الجمان من العرق في يوم شات فلما سري عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يضحک فكان أول كلمة تكلم بها أن قال لي يا عائشة احمدي الله فقد برأک الله فقالت لي أمي قومي إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت لا والله لا أقوم إليه ولا أحمد إلاالله فأنزل الله تعالى } إن الذين جاؤوا بالإفک عصبة منكم { الآيات فلما أنزل الله هذا في براءتي قال أبو بكر الصديق رضى الله تعالى عنه وكان ينفق على مسطح بن أثاثة لقرابته منه والله لا أنفق على مسطح شيئا أبدا بعد ما قال لعائشة فأنزل الله تعالى } ولا يأتل أولو الفضل منكم والسعة { إلى قوله } ألا تحبون أن يغفرالله لكم والله غفور رحيم { فقال أبو بكر بلى والله إني لأحب أن يغفرالله لي فرجع إلى مسطح الذي كان يجري عليه وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يسأل زينب بنت جحش عن أمري فقال يا زينب ما علمت ما رأيت فقالت يا رسول الله أحمي سمعي وبصري والله ما علمت عليها إلا خيرا قالت وهي التي كانت تساميني فعصمهاالله بالورع قال وحدثنا فليح عن هشام بن عروة عن عروة عن عائشة وعبدالله بن الزبير مثله قال وحدثنا فليح عن ربيعة بن أبي عبد الرحمن ويحيى بن سعيد عن القاسم بن محمد بن أبي بكر مثله۔

ترجمہ علامہ وحید الزمان:۔

ہم سے ابوالربیع سلیمان بن داؤد نے بیان کیا، امام بخاری نے کہا مجھے اس حدیث کے کچھ مطلب احمد بن یونس نے سمجھائے کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے ابن شہاب زہری سے انہوں نے عروہ بن زبیر اور سعید بن مسعیب اور علقمہ بن وقاص لیثی، اور عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے انہوں نے حضرت عائشہ سے جو آنحضرت ﷺ کی بی بی تھیں وہ قصہ بیان کیا جو تہمت لگانے والوں نے اُن پر تہمت لگائی اور اللہ تعالی نے اُن کی پاکیزگی بیان کی۔ زہری نے کہا ان سب لوگوں (یعنی عروہ اور سعید وغیرہ) نے مجھ سے اس حدیث کا ایک ٹکڑا بیان کیا اور اُن میں کسی نے اس کو خوب یاد رکھا اور اچھی طرح روانی سے بیان کیا اور میں نے ان میں سے ہر ایک کی حدیث جو حضرت عائشہ سے نقل کی یاد رکھی اور ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہے (باہم اختلاف نہیں ہے)۔ انہوں نے کہا حضرت عائشہ نے کہا آنحضرت ﷺ جب سفر کو جانا چاہتے تو اپنی بی بیوں پر قرعہ ڈالتے اور جس کے نام پر پانسہ نکلتا اس کو ساتھ لے جاتے۔ ایک جہاد (بنی مصطلق) کے لئے آپؐ جب جانے لگے تو میرا نام نکلا میں آپ کے ساتھ روانہ ہوئی اور یہ واقعہ پردے کا حکم اُترنے کے بعد کا ہے۔ خیر میں ایک ہودے میں سوار رہتی اس میں بیٹھے بیٹھے مجھ کو اتارا کرتے۔ ہم اسی طرح چلتے رہے جب آپ جہاد سے فارغ ہوئے اور سفر سے لوٹے اور ہم لوگ مدینہ کے نزدیک پہنچ گئے۔ ایک رات ایسا ہوا آپؐ نے کوچ کا حکم دیا۔ میں یہ حکم سنتے ہی اُٹھی اور لشکر سے آگے بڑھ گئی جب حاجت سے فارغ ہوئی تو اپنے ہودے کے پاس آئی سینے پر جو ہاتھ پھیرا تو معلوم ہوا کہ ظفار کے کالے نگینوں کا ہار جو میں پہنے تھی ٹوٹ کر گر گیا ہے میں اس کے ڈھونڈنے کے لئے پھر لوٹی اور ڈھونڈھتی رہی۔ میرا ہودہ اُٹھانے والے لوگ ہودے کے پاس آئے وہ سمجھے میں اسی میں ہوں انہوں نے اسے اٹھایا اور جس اونٹ پر میں سوار ہوا کرتی تھی اس پر لاد دیا۔ اس زمانے میں عورتیں ہلکی پھلکی ہوا کرتی تھیں۔ بھاری بھر کم نہ تھیں نہ اُن کے بدن پر زیادہ گوشت تھا۔ ذرا سا کھانا کھایا کرتی تھیں۔ تو جب لوگوں نے میرا ہودہ اٹھایا اس کو معمول کے

موافق بوجھل سمجھ کر اُٹھالیا کیونکہ میں اُس وقت ایک کم سن لڑکی تھی۔ خیر وہ اونٹ کو اُٹھا کر چل دئے۔ اور جب سارا لشکر نکل گیا اُس وقت میرا ہار ملا میں لوگوں کے ٹھکانے پر آئی دیکھا تو وہاں کوئی نہیں ہے میں اُس جگہ جا کر بیٹھ گئی جہاں پر اُتری تھی۔ میں یہ سمجھی کہ جب لوگ مجھے کو قافلہ میں نہ پائیں گے تو اسی جگہ لوٹ کر آئیں گے۔ بیٹھے بیٹھے میری آنکھ لگ گئی میں سو رہی۔ صفوان بن المعطل السلمی ذکوانی ایک شخص تھے وہ قافلے کے پیچھے رہا کرتے۔ میری جگہ پر آئے اُن کو ایک آدمی سوتا ہوا معلوم جب میرے نزدیک پہنچے تو انہوں نے مجھ کو پہچانا کیونکہ پردے کا حکم اُترنے سے پہلے وہ مجھ کو دیکھا کرتے تھے۔ انہوں نے انا للّٰلہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ اُن کی آواز سُن کر میں جاگ اُٹھی جب انہوں نے اپنا اونٹ بٹھایا اور اس کے ہاتھ پر پاؤں رکھا۔ میں اونٹ پر چڑھ گئی وہ پیدل اونٹ کو کھینچتے ہوئے چلے اور قافلے میں اس وقت پہنچے جب ٹھیک دوپہر کو لوگ آرام لینے کو اتر چکے تھے۔ اب جس کی قسمت میں تباہی وہ تباہ ہوا۔ اور تہمت لگانے والوں کا سردار عبداللہ بن ابی بن سلول بنا۔ خیر میں مدینے میں آئی اور ایک مہینے تک بیمار رہی۔ لوگ اس طوفان کا چرچہ کرتے رہے میں تو بیمار تھی۔ مجھ کو شک یوں پیدا ہوا کہ آنحضرت ﷺ کی وہ مہربانی میں نے نہ پائی جو بیماری کے حالت میں مجھ پر ہوا کرتی۔ آپؐ صرف اندر آتے اور سلام علیک کرتے اور یہ پوچھ کر چلے جاتے: اب کیسی ہو؟، مجھے اس طوفان کی خبر تک نہ ہوئی میں بہت ناتواں ہو گئی۔ ایک بار میں اور مسطح کی ماں دونوں مناصع کی طرف نکلے۔ مناصع میں ہم لوگ رفع حاجت کے لئے جایا کرتے اور رات ہی کو جایا کرتے۔ ان دنوں گھروں کے قریب بیت الخلاء نہ تھے۔ اگلے زمانے کے عربوں کی طرح جنگل میں یا باہر دور جا کر رفع حاجت کرتے۔ خیر میں اور مسطح کی ماں (سلمٰی) بنت رھم دونوں جارہے تھے۔ وہ اپنی چادر میں اٹک کر پھسلی کہنے لگی (ہائے) مسطح تباہ ہو گیا۔ میں نے کہا یہ بری بات نکالتی ہو۔ تو ایسے شخص کو برا کہتی ہو جو بدر کی لڑائی میں شریک تھا۔ وہ کہنے لگی: اری بھولی بھالی تجھ کو کچھ خبر بھی ہے لوگوں نے کیا طوفان اٹھایا ہے۔ اس نے مجھ سے یہ طوفان بیان کیا۔ ایک تو میں بیمار تھی ہی دوسرے یہ سن کر اور زیادہ بیمار ہو گئی۔ جب میں اپنے گھر پہنچی تو آنحضرت ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور آپ نے سلام علیک کی، پوچھا اب کیسی ہے۔ میں نے عرض کیا مجھ کو میرے والدین کے پاس جانے کی اجازت دیجئے۔ میرا مطلب یہ تھا کہ اُن کے پاس جا کر اس خبر کی تحقیق کروں خیر آپ نے مجھے اجازت دی۔ میں اپنے ماں باپ کے پاس پہنچی، اور اماں جان سے پوچھا یہ لوگ کیا باتیں بنارہے ہیں۔ انہوں نے کہا بیٹا! تو ایسی باتوں کی پرواہ نہ کر یہ تو زمانے کا دستور ہے۔ جہاں کسی مرد کو کوئی گوری چٹی خوبصورت عورت ملی اور مرد کو اس سے محبت ہوئی تو اُس کی سوکنیں اسی قسم کی باتیں بہت کیا کرتی ہیں۔ میں نے کہا سبحان اللہ! لوگوں میں کیا اس کا چرچا ہو گیا۔ انہوں نے کہا ہاں۔ خیر میں نے یہ رات اس طرح کاٹی کہ ساری رات میرے آنسو تھمے نہ مجھ کو نیند آئی۔ جب صبح ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے علی ابن ابی طالبؑ اور اسامہ بن زید (دونوں کو بلوا بھیجا)۔ کیونکہ اُس وقت کوئی وحی آپ پر نہیں اتری تھی آپؐ نے ان سے یہ صلاح کی کیا میں عائشہ کو چھوڑ دوں؟۔ اسامہ کے دل میں جو آنحضرتؐ کی بیبیوں سے محبت تھی انہوں نے ویسی ہی رائے دی کہنے لگے یارسول اللہ! آپؐ کی بی بی ہے اور ہم تو اس کو پاک دامن ہی سمجھتے ہیں خدا کی قسم۔ اور علیؑ ابی طالبؑ نے یوں کہا: یارسول اللہ! اللہ نے آپ پر کچھ تنگی نہیں کی عائشہ نہیں نہ سہی عورتوں کی کیا کمی ہے۔ بھلا آپ عائشہ کی لونڈی (بریرہ) سے ان کا حال پوچھئے وہ سچ سچ کہہ دے گی آپؐ نے بریرہ کو بلایا اور پوچھا کیا تو نے عائشہ میں کوئی شک کی بات کبھی دیکھی ہے۔ وہ کہنے لگی نہیں قسم اُس کی جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا میں نے اس میں کوئی ایسی بات نہیں دیکھی جس پر عیب لگاؤں۔ ہاں یہ تو ہے وہ ابھی کم سن بچی ہے آٹا چھوڑ کر سو جاتی ہے بکری آ کر آٹا کھا جاتی ہے۔ یہ سُن کر آپؐ اس دن خطبہ سنانے کھڑے ہوئے اور عبداللہ بن ابی بن سلول کی شکایت کی (اس کو سزا دلوانا چاہی) آپؐ نے فرمایا: کون میرا بدلہ لے گا اس عبداللہ بن ابی بن سلول (منافق مردود) سے جس نے میری بی بی پر تہمت لگائی۔ قسم خدا کی میں تو اپنی بی بی کو اچھا ہی سمجھتا اور جس مرد (صفوان) سے تہمت لگاتے ہیں میں اس کو بھی نیک ہی جانتا ہوں وہ کبھی میری بی بی کے پاس نہ آتا مگر میرے ساتھ۔ یہ سُن کر سعد بن معاذ کھڑے ہوئے (جو اوس قبیلے کے سردار تھے) کہنے لگے یارسول اللہ! میں آپ کا بدلہ لیتا ہوں اگر وہ شخص اوس میں کا ہے تو ہم اُس کی گردن اڑا دیں گے اور جو ہمارے بھائی خزرج میں کا ہے تو

آپ جیسا حکم دیں گے وہ ہم بجالائیں گے۔ سعد بن عبادہ جو خزرج کے سردار تھے اور اس سے پہلے نیک آدمی تھے لیکن اسوقت ان کو حمیت آ گئی سعد بن معاذ سے کہنے لگے پرودگار کے بقا کی قسم تو جھوٹ کہتا ہے نہ تو اُسے مارے گا نہ ایسا کر سکے گا۔ یہ سُن کر اسید بن حضُر (جو اوس قبیلہ کے تھے) کھڑے ہوئے اور سعد ابن عبادہ سے کہنے لگے چل جھوٹے پروردگار کی بقا قسم، واللہ ہم تو اُس کو ضرور کریں گے اور تو بیشک منافق ہے جو منافقوں کی (عبدابن ابی اور اُس کے ساتھیوں) کی طرف داری کرتا ہے یہ کہنا تھا کہ اوس اور خزرج دونوں طرف کے لوگ کھڑے ہوگئے اور ہتھیار چلنے ہی کو تھے کہ آنحضرت ﷺ منبر پر سے اُترے اور اُن کو ٹھنڈا کیا اور وہ خاموش ہوئے۔ آپؐ بھی خاموش ہو رہے۔ میرا یہ حال کے سارا دن روتے گزرا نہ آنسو رکتا تھا، نہ دم بھر نیند آتی تھی۔ میرے ماں باپ میرے پاس آگئے میں دورات اور ایک دن سے برابر رو رہی تھی۔ میں سمجھی کہ میرا کلیجہ پھٹ جائے گا۔ وہ میرے پاس ہی بیٹھے تھے میں رو رہی تھی اتنے میں ایک انصاری عورت نے (اس کا نام معلوم نہیں ہوا) اندر آنے کی اجازت چاہی میں نے اجازت دی وہ بھی آن کر بیٹھ گئی اور میرے ساتھ رونے لگی۔ ہم اسی خیال میں تھے کہ آنحضرت ﷺ تشریف لے آئے اور بیٹھ گئے۔ جس دن سے یہ طوفان اُٹھا تھا آپ میرے پاس بیٹھے ہی نہ تھے ایک مہینہ آپؐ اسی تردد میں رہے میرے باب میں کوئی وحی نہ آئی۔ آپ نے تشہد پڑھا اور فرمایا: عائشہ مجھے تیری طرف سے ایسی خبر پہنچی ہے اگر تو پاک دامن ہے تو اللہ تیری پاک دامنی کھول دے گا اور جو تو واقعی پھنس گئی ہے تو اللہ سے بخشش مانگ توبہ کر۔ جب بندہ توبہ کرتا ہے اور گناہ کا اقرار کرتا ہے تو اللہ معاف کر دیتا ہے۔ جب آپؐ یہ گفتگو کر چکے تو میرے آنسو دفعۃً بند ہو گئے ایک قطرہ بھی نہ رہا اور میں ے اپنے باپ سے کہا تم میری طرف سے آنحضرت ﷺ کو جواب دو۔ وہ کہنے لگے خدا کی قسم میری سمجھ میں نہیں آتا میں آنحضرت ﷺ کو کیا جواب دوں۔ پھر میں نے اپنی ماں سے کہا تم بھی میری طرف سے کچھ بولو۔ آنحضرت ﷺ کو جواب دو۔ وہ بھی یہی کہنے لگیں قسم خدا کی میری سمجھ نہیں آتا میں آنحضرت ﷺ کو کیا جواب دوں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں ان دنوں میں ایک کم سن لڑکی تھی اتنا بہت قرآن بھی نہیں پڑھتی تھی۔ میں نے خود ہی جواب دینا شروع کیا۔ اور کہا میں جانتی ہوں لوگوں نے جو باتیں بنائیں ہیں وہ تم سن چکے ہو اور تمہارے دل میں جم گئی ہیں۔ اور تم نے ان کو سچ بھی سمجھ لیا ہے اور میں اگر اپنے تئیں پاک کہوں اور اللہ میری پاکی کو خوب جانتا ہے جب بھی تم مجھے سچا کیوں سمجھنے لگے اور اگر میں (جھوٹ موٹ) خطا کا اقرار کرلوں تو اللہ میری پاکی کو جانتا ہے تو تم مجھ کو سچا جانو گے (یعنی حقیقتاً خطا کار سمجھو گے)۔ خدا کی قسم اب تو میری اور تمہاری وہی مثل ہے جو یوسفؑ کے باپ پر گذری جب انہوں نے کہا: اچھی طرح صبر کرنا یہی میرا کام ہے اور جو تم باتیں بنا رہے ہو ان میں اللہ ہی میرا مددگار ہے یہ کہہ کر میں نے اپنے بچھونے پر گردن موڑلی مجھے امید تھی اللہ ضرور مجھ کو پاک ثابت کردے گا۔ لیکن میں یہ نہیں سمجھتی تھی کہ میرے باب میں قرآن اترے گا۔ میں اپنی حیثیت اتنی نہیں جانتی تھی کہ میرے مقدمہ میں قرآن پڑھا جائے۔ بلکہ مجھے امید تھی کہ آنحضرت ﷺ میرے مقدمے میں کوئی خواب دیکھیں گے جس سے اللہ میری پاکدامنی ظاہر کر دے گا۔ پر قسم خدا کی آپؐ اس جگہ سے سرکے بھی نہ تھے اور نہ گھر کے لوگوں میں سے کوئی باہر گیا تھا اتنے میں آپؐ پر وحی آنے لگی آپ کو پسینہ آنے شروع ہوا موتیوں کی طرح سردی کے دن میں بھی آپؐ کے چہرے سے ٹپکتا۔ جب وحی کی حالت ختم ہوئی تو آپؐ ہنسنے لگے اور پہلی جو بات آپ نے فرمائی وہ یہ تھی: عائشہ اللہ کا شکر بجالاؤ، اللہ نے تیری پاکی بیان فرمادی۔ اس وقت میری ماں ام رومان کہنے لگیں: اُٹھ اور آنحضرت ﷺ کے پاس آ اور آپ کا شکریہ ادا کر۔ میں نے کہا اللہ کی قسم میں نہ آپ کے پاس اُٹھ کر جاؤں گی نہ آپ کا شکریہ کروں گی۔ میں تو اپنے مالک کا شکریہ ادا کروں گی۔ پھر

اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں اُتاریں۔ **ان الذین جآئوا بالافک عصبة منکم** ۔ جب اللہ نے میری پاکی اتاری تو ابو بکر صدیق نے جو پہلے مسطح بن اثاثہ سے قرابت کی وجہ سے سلوک کیا کرتے یہ قسم کھالی کہ اب میں مسطح سے کبھی کچھ سلوک نہ کروں گا۔ اس نے عائشہ کے باب میں طوفان اُٹھایا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی ولا یاتل ـــــ۔ ابو بکر کہنے لگے بیشک میں تو اللہ کی مغفرت کا طالب ہوں اور مسطح سے جو سلوک کیا کرتے تھے وہ

پھر جاری کردیا۔اور آنحضرت ﷺ زینب بنت جحش سے میرا حال پوچھتے فرماتے: زینب تو کیا سمجھتی ہے تو نے کیا دیکھا ہے وہ کہتیں: یارسول اللہ میں نے جو سُنا اور جو دیکھا وہی کہوں گی میں نے عائشہ کو پاک دامن ہی سمجھتی ہوں اور آپ کی بیبیوں میں میرے مقابل کی وہی تھیں مگر ان کی پرہیز گاری کہ وجہ سے اللہ نے اُن کو بچائے رکھا۔ابوالربیع سلیمان بن داوٗد نے کہا ہم سے فلیح نے بیان کیا انہوں نے ہشام بن عروۃ سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہ اور عبد االلہ بن زبیر سے یہی حدیث نقل کی ابوالربیع نے کہا اور ہم سے فلیح نے بیان کیا انہوں نے ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن اور یحیٰی بن سعید سے انہوں نے قاسم بن محمد بن ابی بکر سے یہی حدیث۔(ختم ترجمہ لفظ بہ لفظ)

نقد و تبصرہ

مذکورہ حدیث میں چند نام اور امور ہیں جو قابل بحث ہیں۔ذیل میں اُن کی فہرست ہے جس پر سلسلہ وار تبصرہ ضروری ہے۔

یہ واقعہ کس سن ہجری میں ہوا۔

صفوان بن المعطل کون تھا

حضرت عائشہ کا سفر صفوان کے ساتھ۔ کتنا فاصلہ طئے کیا ان دونوں نے

عبداللہ ابن ابی ابن سلول۔ حضرت عائشہ کو دیکھ کر کیا کہا اور اس کا ردعمل کیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کا طرز عمل حضرت عائشہ کے ساتھ۔

ام رومان مادر حضرت عائشہ کا وجود اور اُن کا بیان

اُسامہ بن زید سے سوالات

بریرہ کنیز حضرت عائشہ کب کنیزی میں آئی

رسول اللہ ﷺ کی تقریر

سعد بن عبادہ کا دوران خطبہ اعلان۔

منبر رسول اور اُس کی تاریخ

حضرت عائشہ کی کیفیت وقت وحی

آیت افک نازل ہونے کے بعد حضرت عائشہ کا بیان

تہمت لگانے والوں کو سزا

مسطح کا نان و نفقہ

اصلی واقعہ افک۔

☆☆

اس بابت میں سارے مفسرین، مورخین متفق ہیں کہ یہ یہ نام نہاد اقعہ غزوہ بنی مصطلق کے بعد سن ۶ ہجری میں ہوا۔

صفوان بن المعطل السلمی

یہ ایک صحابی ہیں جن کے ذمہ یہ کام سونپا گیا تھا کہ وہ لشکر کے پیچھے پیچھے رہیں تا کہ کسی کا کوئی سامان گرجاتا یا رہ جاتا تو وہ اُٹھالاتے۔ایک روایت یہ بھی ہے کہ چونکہ وہ گہری نیند سوتے تھے اس لئے لشکر کے پیچھے رہ جاتے تھے۔ بہر حال جیسا کہ واقعہ مذکور ہوا انہوں نے حضرت عائشہ کو دیکھا کہ وہ اکیلی ہیں تو وہ اپنا اونٹ لے آئے اور اس پر سوار کروایا اور خود پیدل چلتے رہے۔لشکر شام کو نکلا اور یہ لشکر کے جانے کے تھوڑی دیر بعد

حضرت عائشہ کوہار کے گم ہو جانے کا علم ہوااور رات کی اندھیری میں یہ کالے نگینوں کا ہار تلاش کرنے تشریف لے گئیں۔ ظاہر ہے کہ اُن دنوں شمع جلا کر یا مشعل کی روشنی میں ہار تلاش کیا ہو گا۔ اوراس رات کے اندھیرے میں لشکر میں سے کسی نے یہ نہیں دیکھا کہ اس اندھیرے میں کہیں روشنی نظر آرہی ہے۔ اور جب وہ واپس آئیں تو قافلہ روانہ ہو چکا تھا۔ اندازاً زیادہ سے زیادہ حضرت عائشہ ایک یا دو گھنٹے تلاش کی گئی ہوں۔ ریاضی کے حساب سے حضرت عائشہ قافلے سے زیادہ سے زیادہ دو گھنٹہ پیچھے رہ گئی ہوں گی۔ جب صفوان ملے اور حضرت عائشہ کو لے کر چلے اور مزید ایک گھنٹہ کا اضافہ ہوا ہو گا۔ حضرت عائشہ کے بیان کے مطابق یہ رات بھر چلتے رہے اور قافلے سے اُس وقت جا کر ملے جب کہ قافلہ یالشکر دوپہر کے آرام کے لئے رک جاتا ہے۔ اس عرصہ میں نماز صبح ہو چکی ہو گی۔ کسی نے بھی آکر ہودے کے پاس حضرت عائشہ کو نماز کے لئے یا کسی اور ضرورت کے لئے نہیں پوچھا۔ رسول اللہ ﷺ وآلہ ازواج کو اس لئے ساتھ غزوات میں لے جاتے ہوں گے کہ سفر میں کوئی ساتھی رہے۔ ان ۱۲ یا ۱۴ گھنٹوں میں رسول اللہ ﷺ وآلہ اپنی سب سے چہیتی بیوی سے غافل رہے جس کی وجہ سے ام المؤمنین کو اتنی تکلیف اُٹھانی پڑی۔
سیرۃ حلبیہ (اردو) جوامع سیر کے نام سے مشہور ہے جس کی تالیف علامہ ابن برہان الدین الحلبی ترجمہ مولانا محمد اسلم قاسمی استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند طبع کتب خانہ قاسمی دیوبند یوپی ہندوستان۔ جلد ۴ صفحہ ۳۳۶۔ جب کہ حضرت عائشہ کی صفائی میں آیت افک نازل ہو چکی اور قصہ ختم ہو گیا تھا بعنوان ''صفوان اسلمی نامرد تھے'' لکھا۔ اس مزید وضاحت کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ مگر لکھا کہ صفوان نامرد تھے۔ ملاحظہ ہو:۔

وذكر أن صفوان بن المعطل رضياللّه عنه كان الإفک بسببه ظهر أنه كان حصورا لا يأتي النساء أي انما معه مثل الهدبة أي عنين وقد قال الشيخ محيي الدين الحصور عندنا العنين أي ويدل له ما في البخاري أنه رضي الله عنه ما كشف كنيف امرأه قط أي سترها لأن الكنيف الساتر

ترجمہ: کہا جاتا ہے کہ صفوان بن المعطل سلمی کے متعلق جن کی نسبت سے یہ بہتان تراشی ہوئی تھی ''بعد میں ظاہر ہوا'' کہ وہ قوت مردانہ سے معذور تھے اور عورتوں کے پاس جانے کے قابل نہیں تھے یعنی اُن کی مردانہ عضو نہ ہونے کے برابر تھا''۔ شیخ محی الدین ابن عربی کہتے ہیں کہ ہمارے یہاں حصور کے معنی عنین یعنی نامرد کے ہیں۔ اسی بات کی تائید بخاری کی روایت سے بھی ہوتی ہے۔ جس میں ہے کہ صفوان نے کبھی کسی عورت کی شرمگاہ دیکھی ہی نہیں۔ لغت میں حصور اُس کو کہتے ہیں جس کا عضو تناسل نہ ہو اور اگر ہے مگر کام کے قابل نہ ہوا۔
واضح رہے کہ مصنف الحلبی نے یہ لکھا ہے کہ ''بعد میں ظاہر ہوا''۔ چنانچہ اس بابت کی مزید تحقیق کی جس کا نتیجہ حسب ذیل ہے:

وكانت عائشة تقول : لقد سئل عن ابن المعطل ، فوجدوه رجلا حصورا ، ما يأتي النساء ، ثم قتل بعد ذلک شهيدا ۔

سیرۃ هشام ج ۲ س ۳۵۶ ۔ تاریخ طبری عربی ج ۲ ص ۲۷۰ اور (اردو) نفیس اکیڈمی حصہ اول ص ۳۲۳؛ البدایۃ والنھایۃ ابن کثیر عربی ج ۴ ص ۱۸۷

و كان صفوان هذا صاحب ساقة رسول الله ﷺ فى غزواة شجاعة و قيل : كان حصورا لا يأتي النساء. ذكره ابن اسحاق من طريق عائشة. تفسير قرطبى ج ۱۲ ص ۱۹۹ ۔

واضح رہے ان تمام کے راوی خود حضرت عائشہ ہیں جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ ''صفوان نامرد تھے کبھی کسی عورت کی شرمگاہ دیکھی ہی نہیں''۔

اس بات کا خیال رکھتے ہوئے کہ کوئی اور صفوان نہ ہو ہے،صفوان بن المعطل السلمی کا نام مع ولدیت کے مذکور ہے۔:

حدثنا عثمان بن ابى شيبة ، جرير من الا عمش عن ابى صالح عن ابى سعيد قال جائت امراة الى النبى ﷺ و نحن عنده فقالت يا رسول اللّٰه! ان زوجى صفوان بن معطل يضربنى اذا صليت و يفطرنى اذا صمت ولا يصلى صلٰوة الفجر حتّٰى تطلع الشمس ، قال و صفوان عنده قال فساله مما قالت فقال يا رسول اللّٰه اما قولها يضربنى اذا صليت فانها تقرا بسورتين و قد نهيتها فقال لو كانت سورة واحدة لكفت الناس واما

قولها یفطرنی فانها تنطلق فتصوم **وانا رجل شاب فلا اصبر۔**

سنن ابی داؤد باب المراۃ تصوم بغیر اذن زوجھا ؛مسند امام احمد بن حنبل ج۳ ص ۸۰ مسند ابی یعلی ج ۲ ص ۳۹۸؛ فتح الباری ج۸ ص ۳۴۹۔سنن ابی داؤد(اردو) ج ۲ ص ۲۸۳ طبع نعمانی کتب خانہ لاہور پاکستان)۔

عثمان بن ابی شیبہ ،جریر،الاعمش ،ابی صالح،ابی سعید سے روایت ہے کہ ایک عورت آئی رسول اللہ ﷺ کے پاس اور ہم آپؐ کے پاس بیٹھے تھے،وہ بولی یارسول اللہ!میرا خاوند صفوان بن معطل مارتا ہے مجھ کو جب میں نماز پڑھتی ہوں اور روزہ توڑ ڈالتا ہے میرا جب میں روزہ رکھتی ہوں اور نماز فجر کی نہیں پڑھتا یہاں تک کہ آفتاب نکل آتا ہے (یعنی ہر روز نماز میں دیر کرتا ہے اپنے وقت سے ،اگرچہ یہ تیسرا عمل عورت کے حق کے متعلق نہ تھا جیسے پہلے پہلے دو امر متعلق تھے مگر شائد یہ مقصود ہو کہ میرا امر د خود بے احتیاط اور فاسق ہے اس سبب سے وہ میرے روزے اور نماز میں بھی خلل ڈالتا ہے۔مترجم علامہ وحیدالزمان)اور صفوان آپؐ کے پاس بیٹھے تھے آپ نے اُن سے پوچھا:عورت کیا کہتی ہے؟۔انہوں نے جواب دیا:یارسول اللہ!یہ جو کہتی ہے کہ نماز میں مجھے مارتا ہے تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ وہ دو سورتیں نماز میں اتنی طویل پڑھتی ہے میں نے اس کو منع کیا وہ یہ نہ پڑھے وہ میری بات مانتی نہیں۔اور جو کہتی ہے کہ میرا روزہ توڑ ڈالتا ہے تو وہ روزے رکھتے چلی جاتی ہے **اور میں جوان آدمی ہوں مجھ سے صبر نہیں ہوتا۔** یعنی صفوان صرف مرد ہی نہیں تھے بلکہ شادی شدہ،انتہائی حریص ،پر شہوت،بے صبر تھے کہ اپنی زوجہ کو نماز ختم کرنے کی اور روزہ تمام کرنے کی مہلت تک نہیں دیتے تھے۔

عبداللہ ابن ابی سلول:یہ مشہور منافق ہے جو اس سفر میں رسول اللہ ﷺ وآلہ کے ساتھ تھا۔سیرۃ حلبیہ کی جلد دوم ص ۳۲۱ میں ہے کہ فرماتی ہیں حضرت عائشہ کہ:

جب ہم لشکر میں پہنچ گئے جو نحر ظہیرہ کے مقام پر پڑاؤ ڈالے ہوا تھا۔اس وقت سورج اپنی مسافت طے کر چکا تھا نصف النہار۔

قالت عائشة رضي الله عنها فلما نزلنا هلک من هلک بقول البهتان والإفتراء والذي تولى كبره أي معظمه عبدالله بن أبي ابن سلول أي فإنه كان أول من أشاعه في العسكر أي فإنه كان ينزل مع جماعة المنافقين مبتعدين من الناس فمرت عليهم فقال من هذه قالوا عائشة وصفوان فقال فجربها رب الكعبة وفي لفظ ما برئت منه وما برئ منها وفي لفظ والله ما نجت منه ولا نجا منها وصار يقول امرأة نبيكم باتت مع رجل حتى أصبحت۔مجمع الزوائد الهيثمی ج۹ ص ۲۳۷ و ج ۷ ص ۷۷؛ فتح الباری ابن حجر عسقلانی ج۸ ص ۳۵۲؛ الدر المنثور سیوطی ج۶ ص ۳۰؛ تفسیر قرطبی ج ۱۲ ص ۱۹۹ ، تفسیر جامع البیان طبری ج۱۸ ص۱۱۸۔

ترجمہ:تو جن لوگوں کے مقدر میں ہلاکت اور بربادی تھی وہ بہتان تراشی کرکے برباد ہوئے۔ ایسے لوگوں میں منافقوں کا سردار عبداللہ ابن ابی ابن سلول سب سے زیادہ پیش پیش تھا۔یہی وہ شخص ہے جس نے سب سے پہلے اس واقعہ کو سارے لشکر میں شہرت دی۔یہ شخص اگرچہ سارے لشکر کے ساتھ تھا مگر جہاں بھی لشکر کا پڑاؤ ڈالتا تو ابن ابی اپنے منافقوں کے گروہ کے ساتھ عام لوگوں سے ہٹ کر ذرا فاصلے سے ٹھیرا کرتا۔اب جب حضرت عائشہ اور صفوان منافقوں کے گروہ کے پاس سے گذرے تو ابن ابی نے پوچھا یہ عورت کون ہے؟۔اُس کے ساتھیوں نے کہا یہ عائشہ اور صفوان ہیں۔ابن ابی نے فوراً کہا:رب کعبہ کی قسم ان دونوں میں ملاپ ہو چکا ہے(معاذاللہ۔مرآد)۔ایک روایت میں یہ لفظ ہیں کہ:نہ یہ عورت اس شخص سے محفوظ رہی اور نہ یہ مرد اس عورت سے محفوظ رہا۔ایک روایت میں یوں ہے کہ:خدا کی قسم یہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ مبتلا ہو چکے(معاذاللہ۔مرآد) ہیں۔پھر اس نے کہا کہ:لو تمہارے نبی کی بیوی ایک دوسرے شخص کے ساتھ پوری رات گذار چکی ہے۔یاد رہے یہ الفاظ عبداللہ ابن ابی کے ہیں جو سب کے سامنے تہمت لگا رہا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب ہم مدینہ پہنچے تو آنحضرت کا طرز عمل سرد مہری کا سا ہو گیا۔ جب میں نے بے اعتنائی دیکھی تو میں آنحضرتؐ سے اجازت لے کر اپنے والدین کے پاس آئی۔اور جب میں نے اپنی اماں ام رومان سے پوچھا کہ یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں میرے بابت میں تو ام رومان نے کہارنج نہ کرو جب کوئی خوبصورت عورت جو اپنے شوہر کے دل میں گھر کئے ہوئے ہو تو اُس کی سوکنیں اُس کے درپئے آزار رہتی ہیں۔

أم رومان: قلت من زعم انها توفيت سنة أربع او خمس۔ تهذيب الكمال ج۳۵ ص ۳۵۹، اسد الغابة ج۵ ص ۵۸۳۔یعنی ام رومان ۴یا۵ ہجری میں وفات پائیں ۔یاد رہے مذکورہ واقعہ سن ۶ ہجری کے اواخر کا بتلایا جاتا ہے یعنی آیت حجاب آنے کے بعد ہے۔

دوسری بات یہ کہ اب تک اس پورے واقعہ میں آنحضرت ﷺ و آلہ کی کسی بھی زوجہ کا ذکر نہیں ہے کہ انہوں حضرت عائشہ کو بدنام کرنے کی کوشش کی۔ بلکہ اس کی شہرت عبداللہ ابی منافق نے دی۔ پھر ام رومان کا یہ الزام دینا کے ''سوکنوں نے حسد کی وجہ سے بدنام کرنے کی کوشش کی'' یہ کہاں تک درست ہو سکتا ہے بلاشبہ یہ تہمت ہوئی۔

آنحضرت ﷺ نے مشورہ کے لئے حضرت علی اور اسامہ بن زید کو بلایا۔ واضح رہے سن ۱۱ ہجری میں جب جیش اُسامہ تیار ہوا تو اُس وقت اسامہ کی عمر ۱۷ یا ۱۸ برس بتلایا جاتا ہے۔ سن ۶ ہجری میں یہ ۱۱ یا ۱۲ سال کے ہو سکتے ہیں۔ کیا یہ عقل میں آنے والی بات ہے کہ حضور ﷺ و آلہ اپنی ازدواجی کے مشورے کے لئے ایک نوعمر لڑکے سے مشورہ لیں؟ جب کہ اس وقت اکابر صحابہ موجود تھے اور خود اسامہ کے باپ زید زندہ تھے۔ اسامہ کے عمر کا اندازہ اس ایک حدیث سے چل جائے گا۔

وقالت عائشة رضي عنها : قالت أمرني رسو ل الله صلى الله عليه وسلم : " أغسل وجه أسامة " ـ يوما وهو صبى فجعلت أغسله وأنا أنفة **فضرب يدي** ثم أخذه فغسل وجهه ـابن عساكر ج۸ ص ۶۸؛الاحيا العلوم ج ۲ ص ۱۳۳ ؛مسند ابى يعلى ج۷ ص۴۳۵؛كنزالعمال ج۱۳ ص ۲۷۱ سلسله ۳۶۷۹۸؛۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ و آلہ نے مجھے حکم دیا کہ اُسامہ کا منہ دھلاؤ۔ اور وہ ان دنوں بچہ تھے جب میں منہ دھلوا رہی تھی اور مجھے اس عمل سے گھن آرہی تھی آپؐ نے یہ منظر دیکھ کر میرے ہاتھ پر اپنا ہاتھ مارا اور خود منہ دھلانے لگے۔ اسامہ اتنے کم سن تھے کہ وہ اپنا چہرہ دھو نہیں سکتے تھے۔

ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ النبی ﷺ **كان يستشير في الامور العامة ذوي الاسنان من أكابر الصحابة۔ فتح البارى ج۸ ص ۳۷۸۔** مشورہ کے لئے آنحضرت ﷺ و آلہ ہمیشہ اکابر صحابہ سے مشورہ کرتے تھے۔

اس روایت میں یہ بھی لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ و آلہ نے تفتیش کے لئے بریرہ کنیز بلایا'' آپؐ نے بریرہ کو بلایا اور پوچھا کیا: تو نے عائشہ میں کوئی شک کی بات کبھی دیکھی ہے۔ وہ کہنے لگی: نہیں قسم اُس کی جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا میں نے اس میں کوئی ایسی بات نہیں دیکھی جس پر عیب لگاؤں۔

ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں لکھتے ہیں کہا **إنما اشترت بريرة بعد الفتح** فتح الباری ج۸ ص ۳۵۸ سیرۃ حلبیہ (اردو) جلد ۴ ص ۳۳۱ یعنی بریرہ کو فتح مکہ کے بعد خریدا گیا تھا اور یہ واقعہ یاد رہے ۶ ہجری کا ہے اور فتح مکہ ۹ ہجری میں ہوئی۔

اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ عم رسول حضرت عباس بعد فتح مکہ رسول اللہ ﷺ و آلہ کے پاس آئے۔ ملاحظہ کریں انساب الاشراف، الاصابة، اُسد الغابة، استعیاب جو رجال کی اعلیٰ سطح کی کتاب مانی جاتی ہیں۔ چنانچہ بخاری کتاب طلاق میں آنحضرت ﷺ و آلہ مخاطب ہوتے ہیں حضرت عباس

سے اور فرماتے ہیں: یا عباس ألا تعجب من حب مغيث بريرة ۔ صحیح بخاری جلد ۷ ص ۶۲؛ فتح الباری ج ۸ ص ۳۰۷۹۔ یعنی حضرت عباس کے مدینہ آنے تک یعنی فتح مکہ تک بریرہ کو خریدا نہیں گیا تھا۔

واضح رہے یہ جو گفتگو بغرض تفتیش ہوئی آنحضرت ﷺ و آلہ اور حضرت علیؑ اور اسامہ اور بعد میں بریرہ سے ہوئی اس کی راوی حضرت عائشہ ہی ہیں۔ کیا حضرت عائشہ اس وقت اس گفتگو میں موجود تھیں؟۔ اور اگر نہیں تو حضرت عائشہ نے یہ کہیں نہیں فرمایا کہ فلاں نے مجھ سے بیان کا جو اس وقت موجود تھا۔

اس روایت آگے یہ لکھا ہے کہ: یہ سُن کر آپؐ اس دن خطبہ سنانے کھڑے ہوئے اور عبداللہ بن ابی بن سلول کی شکایت کی (اس کو سزا دلوانا چاہی) آپؐ نے فرمایا: کون میرا بدلہ لے گا اس عبداللہ بن ابی بن سلول (منافق مردود) سے جس نے میری بی بی پر تہمت لگائی۔ قسم خدا کی میں تو اپنی بی بی کو اچھا ہی سمجھتا اور جس مرد (صفوان) سے تہمت لگاتے ہیں میں اس کو بھی نیک ہی جانتا ہوں وہ کبھی میری بی بی کے پاس نہ آتا مگر میرے ساتھ۔ یہ سُن کر سعد بن معاذ کھڑے ہوئے (جو اس قبیلے کے سردار تھے) کہنے لگے یا رسول اللہ! میں آپ کا بدلہ لیتا ہوں اگر وہ شخص اوس میں کا ہے تو ہم اُس کی گردن اڑا دیں گے اور جو ہمارے بھائی خزرج میں کا ہے تو آپ جیسا حکم دیں گے وہ ہم بجا لائیں گے۔

رسول اللہ ﷺ و آلہ جب کہ تہمت لگانے والے کا نام بر سر ''منبر'' بتلا رہے ہیں تو سعد ابن معاذ کا یہ کہنا اگر وہ شخص ''اوس'' قبیلہ کا ہے تو ہم اُس کا سر اڑا دیں گے۔ اور خزرج کا ہے تو آپ جیسا حکم دیں عمل کریں بے معنی ہو جائے گا۔ کیا سعد ابن معاذ کو یہ نہیں معلوم تھا کہ عبداللہ ابن ابی ابن سلول کس قبیلہ کا ہے۔ اور لطف کی بات یہ ہے کہ سعد بن معاذ اس واقعہ سے قبل خندق کی جنگ میں ۴ ہجری میں قتل ہو چکے تھے۔ اور یہ واقعہ افک ۶ ہجری کا ہے۔

الأوس والخزرج حتى هموا ورسول الله صلى الله عليه وسلم على **المنبر** فنزل فخفضهم حتى سكتوا و سکت آگے لکھا ہے کہ جب سعد ابن معاذ اور سعد ابن عبادہ ایک دوسرے کو جھوٹا اور منافق کہنے لگے تو رسول اللہ ﷺ و آلہ **منبر** سے اُترے اور اُن کو ٹھنڈا کیا اور خاموش ہوئے اور آپؐ بھی خاموش ہو رہے۔

المنبر: واضح رہے یہ واقعہ ۶ ہجری کا ہے اور منبر کی تاریخ بتلاتی ہے کہ وہ ۹ ہجری میں بنایا گیا۔

ملاحظہ ہو: طبقات ابن سعد جلد اول حصہ دوم ص ۲۲ بعنوان ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر مبارک''۔ ابو ہریرہ (یہ خیبر کے بعد یعنی ۸ ہجری میں مشرف بہ اسلام ہوئے) ان سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں ایک کھجور کے تنے کے پاس کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: کہ کھڑا ہونا مجھ پر گراں ہے۔ تمیم الداری نے گذارش کی: کیا میں آپ کے لئے ایک منبر بنا دوں جیسا میں نے ملک شام میں بنتے دیکھا ہے؟، رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں مسلمانوں سے مشورہ کیا۔ سب کی رائے یہی تھی کہ اسے بنالیں۔ عباسؓ ابن عبدالمطلب نے کہا: میرا ایک غلام ہے جس کا نام کلاب ہے وہ سب سے زیادہ کام کرنے والا ہے۔ عباسؓ نے اُس کو جنگل میں درخت کاٹنے بھیجا اس کے دو درجے اور ایک نشست بنائی۔

حدثنا الحسن بن على ابو عاصم عن ابى رواد عن نافع عن ابن عمر ان النبى ﷺ لما بدن قل له تميم الدارى الا اتخذ لک منبرا يا رسول الله يجمع او يحمل عظامک قال بلى فاتخذو له منبرا مرقاتين۔ جب رسول اکرم ﷺ کا وزن بڑھ گیا تو تمیم الداری نے کہا: یا رسول اللہ! کیا میں آپؐ کے لئے ایک منبر تیار کروں جو آپ کا بوجھ اُٹھا سکے۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ انہوں نے ایک منبر بنایا دو سڑھیوں کا۔ سنن ابی داؤد باب اتخاذا المنبرا۔ ج اول ص ۴۴۶ (اردو)

اس سے قبل یہ واضح کر چکے ہیں عم رسولؐ حضرت عباس فتح مکہ ۹ ہجری کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ اس واقعہ کے

وقت کوئی منبر کا وجود ہی نہیں تھا۔
اس منبر کے سلسلے میں جو صحابی کا ذکر ہے وہ تمیم الداری ہیں یہ عیسائی تھے اور یہ سن ۷ ہجری میں اسلام لائے اور ۹ ہجری میں خدمت رسولؐ میں پیش ہوئے۔ اس کے لئے استیعاب میں ہے کہ:
تميم الداری وهو تميم بن أوس بن خارجة بن سود بن جذيمة ابن دراع بن عدی بن الدار بن هانیء بن حبيب بن نمازه ابن لخم بن عدی ينسب إلى الدار وهو بطن من لخم يكنى أبا رقية بابنة له تسمى رقية لم يولد له غيرها .
كان نصرانياً وكان إسلامه فی سنة تسع من الهجرة وكان يسكن المدينة ۔ حالات تمیم الداری۔
سیرۃ حلبیہ میں ہےأن ذکر المنبر يخالف ما في الأصل من أن اتخاذ المنبر كان في السنة الثامنة وقصة الإفک کانت في السنة الخامسة أو السادسة یعنی آنحضرتؐ کے خطبہ کے ساتھ منبر کا ذکر بھی ہے کہ آپ نے منبر سے اترے۔ اور اس واقعہ میں بعد میں ہے کہ منبر سے خطبہ دیا۔
علامہ حلبی سیرۃ الحلبیۃ (اردو) ج ۴ ص ۳۴۵ میں لکھتے ہیں: منبر ۸ ہجری میں بنا اور واقعہ افک ۵ یا ۶ ہجری کا ہے اور انہوں کتاب عیون الاثار کا حوالہ بھی دیا (عیون الاثار ابن سید الناس ج اول ص ۳۱۸)۔۔
اس کے بعد حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ تشریف لے آئے اور بیٹھ گئے۔ جس دن سے یہ طوفان اُٹھا تھا آپ میرے پاس بیٹھے ہی نہ تھے ایک مہینہ آپؐ اسی تردد میں رہے میرے باب میں کوئی وحی نہ آئی۔ آپ نے تشہد پڑھا اور فرمایا: عائشہ مجھے تیری طرف سے ایسی خبر پہنچی ہے اگر تو پاک دامن ہے تو اللہ تیری پاک دامنی کھول دے گا اور جو تو واقعی پھنس گئی ہے تو اللہ سے بخشش مانگ توبہ کر۔ جب بندہ توبہ کرتا ہے اور گناہ کا اقرار کرتا ہے تو اللہ معاف کر دیتا ہے۔
اس کا یہی مطلب اخذ ہوا کہ حضرت رسول اکرم ﷺ کو حضرت عائشہ کے گناہ گار ہونے کا اگر یقین نہیں تو شک ضرور ہو گیا تھا۔ جب ہی تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: اگر تو واقعی پھنس گئی ہے تو اللہ سے بخشش مانگ توبہ کر۔ چنانچہ یہ تمام واقعات کے بعد بھی رسول اللہ ﷺ و آلہ کو یقین نہیں تھا اسی روایت میں مذکور ہے اور راوی خود حضرت عائشہ ہیں کہ:
آنحضرت ﷺ زینب بنت جحش سے میرا حال پوچھتے فرماتے: زینب تو کیا سمجھتی ہے تونے کیا دیکھا ہے؟۔ وہ کہتیں: یارسول للہ میں نے جو سُنا اور جو دیکھا وہی کہوں گی میں نے عائشہ کو پاک دامن ہی سمجھتی ہوں۔
حکم الٰہی ہے کہ لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَٰذَا إِفْكٌ مُّبِين، جب تم کوئی بہتان سُنو تو تم نے مومنین اور مومنات کے بارے میں نیک خیال کیوں نہ کیا؟ اور کیوں نہ کہا کہ یہ تو کھلا بہتان ہے۔
رسول اللہ ﷺ قاعدے کے حساب سے خود حضرت عائشہ سے پوچھتے یا صفوان سے پوچھتے کہ کیا یہ صحیح یا غلط ہے۔ بجائے اس کے ایک ماہ تک یا تو اُسامہ سے جو ایک لڑکا ہے جس کو ازدواجی زندگی کا کوئی تجربہ بھی نہیں اور حضرت علیؑ سے رائے لے رہے ہیں اور مزید یہ کہ جو کنیز گھر میں تھی اور جو اس وقت ساتھ سفر میں بھی نہیں تھی اس سے پوچھا جارہا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اس کنیز کا کوئی وجود ہی نہ تھا۔
حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں ان دنوں ایک کمسن لڑکی تھی اتنا قرآن بھی نہیں پڑھی تھی۔
حضرت عائشہ کا سن کیا تھا؟۔
یہ معلوم کرنے کے لئے ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ معلوم کریں یہ اپنی بہن اسماءبنت ابی بکر سے کتنے سال چھوٹی تھیں؟۔ اس کے لئے حالات اسماء بنت ابی بکر ملاحظہ ہو اور اس حدیث پر غور فرمائیں۔ **و هی أكبر من عائشة بعشر سنين ۔ وماتت بمكة أن قتل ابنها بأقل من شهر۔ ولها من العمر مائة سنة ۔ وذلک سنة ثلاث و سبعين۔سبل السلام ابن حجر عسقلانی ج ۱ ص ۲۹۔** ابن حجر لکھتے ہیں کہ اسماءبنت ابی بکر حضرت عائشہ سے

دس سال بڑی تھیں اوران کی وفات مکہ میں اُن کے بیٹے (عبداللہ ابن زبیر) کے قتل بعد اسی مہینہ اور سن ۷۳ھ میں ہوئی اور اُن کا سن سو (۱۰۰) سال کا تھا۔اس کی مزید تائید ملے گی ان تمام معتبر تواریخ سے مثلاً۔ابن عساکر طبع دار الفکر بیروت ج ۶۹ ص ۸ اور ص ۱۰؛ سیر اعلام النبلاء الذھبی طبع مؤسسۃ الرسالۃ ۔ بیروت ج ۲ ص ۲۸۹ اور جلد ۳ ص ۳۸۰؛ **السنن الکبری البھیقی طبع دار الفکر بیروت ج ۶ ص ۲۰۴؛ البدایۃ والنھایۃ ابن کثیر** طبع دار احیاء التراث العربی بیروت (عربی) ج ۸ ص ۳۸۱ اور تاریخ ابن کثیر (اردو) طبع نفیس اکیڈمی پاکستان ج ۸ ص ۳۶۸ اور ۱۱۳۶۹۔ ان سب نے لکھا کہ وقت ہجرت اسماء بنت ابی بکر ۲۷ سال کی تھیں اور حضرت عائشہ سے دس سال بڑی تھیں۔ چنانچہ اگر اس میں سے دس سال نکال لیں تو حضرت عائشہ ہجرت کے وقت ۱۷ سال کی تھیں۔ کتنا تاریخ میں اندھیر ہے جو عورت ۱۷ سال کی تھی اس کو ۶ سال کا بنادیا اور رسول اللہ ﷺ وآلہ سے عقد بھی کرادیا۔لہذا اس تشریح کے بعد ۶ ہجری میں جب یہ نام نہاد مفروضہ واقعہ ہوا تو اس وقت حضرت عائشہ ۲۳ سال کی مکمل عورت تھیں۔اور اُن کو قرآن کا علم نہیں تھا اور حضرت یوسفؑ کے والد حضرت یعقوبؑ کا نام تک یاد نہیں تھا۔اور یہی بعد رسولؐ ۵۰ سال بعد تین ہزار سے زائد روائتیں بیان کرتی ہیں جن میں مکہ کی وہ زندگی جو عقد سے قبل ہوئی جیسے بعثت ، شق صدر، اس روانی سے بیان کرتی ہیں جیسے یہ خود اس وقت موجود تھیں۔

حضرت عائشہ اپنے والدین سے اور آنحضرت ﷺ وآلہ سے مخاطب ہو کر فرماتی ہیں کہ میں جانتی ہوں لوگوں نے جو باتیں بنائیں وہ تم سن چکے ہو اور وہ تمہارے دل میں جم گئی ہیں۔یعنی حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ تم سب کو یقین ہو گیا ہے کہ میں گناہ گار ہوں۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: میں یہ گفتگو کر کے اپنے بستر پر گردن موڑ لی۔ پھر میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ وآلہ پر پسینہ آنا شروع ہوا جیسا وحی کے وقت آتا ہے۔

جو انسان گردن موڑ لے اس نے کیسے رسول اللہ ﷺ کے رخ پر نور کو دیکھا ہو گا؟۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا کہ اللہ نے تیری پاکی بیان فرمائی تو میری اماں نے کہا اُٹھ اور رسول اللہ ﷺ کا شکریہ ادا کر تو میں نے کہا اللہ کی قسم نہ میں آپ کے پاس اُٹھ کر جاؤں گی اور نہ آپؐ کا شکریہ ادا کروں گی میں تو اپنے مالک کا شکریہ ادا کروں گی۔

یہ آیت افک اگر واقعی حضرت عائشہ کی نسبت ہے تو اس کا نزول اور انکشاف صرف حضرت رسول اکرم ﷺ وآلہ کے لئے ہے۔ کیا ہر کس و ناکس کی صفائی کے لئے اللہ سبحانہ قرآن کی آیتیں بھیجتا ہے؟۔ کیا حضرت عائشہ کو اس کا اتنا بھی علم نہیں تھا کہ جو بھی شرف اُن کو ملا وہ صرف آنحضرت ﷺ کی وجہ سے؟۔ کیا یہ صریحاً اہانت رسولؐ نہیں ہے؟۔

اب صرف ایک سوال ہے اس وقعہ کے بعد آیت افک کے نازل ہونے کے بعد جنہوں نے تہمت لگائی مورخین لکھتے ہیں کہ مسطح، حمنہ اور شاعر حسان بن ثابت پر ۸۰ کوڑوں سے حد لگائی گئی۔ کسی ایک حدیث میں کہیں نہیں لکھا کہ کب لگائی گئی اور کس نے لگائی؟۔اس فہرست میں عبداللہ ابن اُبی جو منافقین کا سردار تھا کہیں نظر نہیں آتا۔حالانکہ اُس نے جو الفاظ حضرت عائشہ کی واپسی کے بعد استعمال کئے ہیں ام المؤمنین کے علاوہ کسی اور کے لئے بھی قابل تحدید ہیں۔ بلکہ صحیح بخاری شریف میں یوں لکھا ہے کہ:

حدثنا مالک بن اسماعیل: حدثنا ابن عیینة ، عن عمرو: سمع جابرؓ قال: أتي النبي ﷺ وآله عبد الله بن أبي بعد ما دفن فأخرجه فنفث فيه من ريقه و البسه قميصه۔ ہم سے مالک بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں جابرؓ سے سُنا، انہوں نے کہا آنحضرت ﷺ وآلہ وسلم عبداللہ بن ابی منافق کی قبر پر اسوقت آئے جب وہ دفن ہو چکا تھا۔ آپ نے اُس کی لاش نکلوائی اور اپنا لعاب اُس پر ڈالا اور اپنا کرتہ اس کو پہنایا۔ صحیح بخاری کتاب الجنائز تیسیر الباری ج ۲ ص ۲۵۳۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب اللہ نے میری پاکی اتاری تو ابو بکر جو پہلے مسطح بن اثاثہ سے قرابت کی وجہ کچھ سلوک کرتے تھے قسم کھالی کہ اب

نہیں کریں گے۔ **وكان أبوبكر ينفق على مسطح بن أثاثه:**

فان أبابكر لم ينفق عليها شيئا۔ الطبقات ج۳ ص ۲۱۴، الا صابة ج ۲ ص ۳۰، أسد الغابة ج۲ ص ۲۰۴۔ ابو بکر کسی کا بھی نفقہ نہیں دیتے تھے۔ مزید یہ کہ مذکور ہے کہ:

ابوبكر عندكم كان موسرا وكان ابوه مقترا۔ شرح نهج البلاغة ابن ابی الحديد معتزلی ج۱۳ ص ۲۷۲۔ طبع دار احياء الكتب العربية بيروت۔ تم لوگ کہتے ہو ابو بکر بڑے مالدار تھے مگر اُن کا باپ بدحال اور نادار تھا۔

ان ارباب السيرة ذكروا انه لم يكن ينفق على ابيه شيئا وانه كان اجير الابن جدعان علٰى مائدة يطرد عنه الذبان۔ شرح نهج البلاغة ابن ابی الحديد معتزلی ج۱۳ ص ۲۷۲ طبع دار احياء الكتب العربية بيروت۔

مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت ابو بکر اپنے باپ کو کچھ بھی نہیں دیتے تھے اور نہ ایک دانہ بھی کھلاتے تھے بلکہ اُن کا باپ (ابو قحافہ) بیچارا ابن جدعان کے خدمت گار تھے اور اُس کے دستر خوان کی مکھیاں اڑانے کی خدمت کرتے تھے۔

يا ايها الذين اٰمنو اذا ناجيتم الرسول فقدموا بين يدی نجويكم صدقه۔ سورة مجادله۔ ۱۲ ۔ اے ایمان والو جس وقت تم رسول سے راز کہو تو راز کہنے سے پہلے صدقہ دو تمہارے لئے بہتر ہے۔

جناب امیرؑ سے روایت ہے کہ قرآن مجید کی اس آیت پر نہ مجھ سے پہلے اور نہ میرے بعد کسی نے عمل نہیں کیا۔ ابن عمر سے روایت کہ جناب امیرؑ میں تین ایسی باتیں تھیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی مل جاتی تو مجھے سرخ پیٹھ والے اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتی، ایک جناب سیدہؑ سے عقد، دوسرے روز خیبر علم کا دینا، اور تیسرے آیت نجویٰ پر عمل بجالانا (الجوزی فی اسباب النزول، تفسیر مدارک، ابن مردوية، النسائی والثعلبی)۔

حضرت ابو بکر صدقہ دینا گورا نہیں کیا تو مسطح کے ساتھ کیا سلوک کرتے؟

اس حدیث افک کے راویان کو بھی ایک نظر دیکھ لیں۔ تمام کے حالات لکھنا مشکل ہے صرف چند راویوں کے بارے میں ملاحظہ ہو:

فليح بن سليمان! ابن معین وابو حاتم اور نسائی کہتے ہیں کہ فلیح بن سلیمان قوی نہیں ہے ابو حاتم کہتے ہیں کہ میں نے معاویہ بن صالح کو کہتے سُنا کہ یحیٰ بن معین کہا کرتے تھے کہ فلیح بن سلیمان ثقہ نہیں ہے اور نہ اُس کا بیٹا۔ عثمان بن سعید نے یحیٰ سے روایت کی ہے کہ فلیح بن سلیمان ضعیف ہے۔ عباس روایت کرتے ہیں یحیٰ سے کہ فلیح بن سلیمان کی حدیث سے استدلال نہ کرنا چاہئے۔

امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے عبداللہ ابن احمد کہتے ہیں میں نے ابن معین کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ تین آدمیوں کی بیان کردہ احادیث سے پرہیز کرنا چاہئے وہ تین یہ ہیں محمد بن طلحہ بن مصرف، ایوب بن عتبہ، اور فلیح بن سلیمان۔ میں نے پوچھا کہ یہ تم نے کس سے سُنا اُنہوں نے جواب دیا کہ مظفر بن مدرک سے۔ معاویہ بن صالح یحیٰ سے روایت کی ہے کہ فلیح ضعیف ہے۔ میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۳۶۵۔ بوداؤد کہا کرتے تھے کہ **لا يحتج بفليح** فلیح کی حدیثوں سے کوئی کام نہیں لیا جائے گا۔ تذکرۃ الحفاظ جلد اول ص ۱۸۵۔

امام نووی نے ایک حدیث کے ذیل میں جو شرح کی ہے اُس میں اُنہوں نے ان کو رد کیا ہے۔ (صحیح بخاری كتاب الصلوة باب الخوخه والممر فی المسجد حدیث ۳۵۵ جلد اول ص ۳۲۵ طبع اعتقاد پبلشنگ ھاوس نئی دہلی)۔

ربيعة بن أبی عبدالرحمن۔ فروخ المدني الفقيه . ربيعة الرأى مولى آل المنكدر التيمي . يكنى أبا عثمان . ويقال أبا عبدالرحمن . سمع السائب ابن يزيد ، وأنسا ، وسعيد بن المسيب . وعنه شعبة ، ومالك ، وأبو ضمرة . وقال أبو عمرو بن الصلاح : قيل إنه تغير في الآخر ، ولم أذكره إلا لان أبا حاتم بن حبان ذكره في ذيل الضعفاء۔ میزان الاعتدال ج ۲ ص ۴۲۔ ۲۷۵۳۔ ابن حبان نے ان کا ذکر ضعیف راویان کے ذیل میں کیا ہے۔

يحيى بن سعيد التميمي المدني قاضي شيراز . عن الزهري ، وعمرو ابن دينار ، وأبي الزبير . قال البخاري وأبو حاتم : منكر الحديث . وقال النسائي : يروى عن الزهري أحاديث موضوعة . وقال ابن عدى وغيره : يروى عن الثقات البواطيل . وقال ابن حبان : يروى عنه ابن المبارک ، ومعلى بن أسد ، کان ممن يخطئ کثيرا۔ ميزان الاعتدال ج ۴ ص ۳۷۹ ۔ان کے احادیث سے بخاری نے انکار کیاہے،امام نسائی نے کہا کہ اس کی روایتیں جوزہری سے مروی ہیں سب موضوع ہیں،ابن مبارک نے کہایہ اکثراحادیث میں غلطیاں کرتا تھا۔

اب جب کہ یہ ثابت ہوچکایہ آیت مذکورہ کا تعلق حضرت عائشہ سے نہیں ہےاور یہ کہ جوحدیث بنائی گئی اُس میں ایک نہیں کثرت سے غلط بیانی کی گئی ہے توسوال ہو گا کہ پھراس آیت مبارکہ کی شان نزول کیاہے؟۔

یادرہے قرآن کے ۱۱۴سورے ہیں اور یہ آیت سورہ نور میں ہے جو تنزیل کے حساب سے ۱۰۲ سورہ ہے یعنی اواخر عہد رسالت کا ہے۔اور جو واقعہ بتلایاجاتاہے وہ۶ہجری کاہے اس کا کوئی ربط نظر نہیں آرہاہے۔ ذیل کی روایت سے سارامعمہ حل ہو جائے گا۔

حدثني علي بن حمشاذ العدل ثنا أحمد بن علي الأبار ثنا الحسن بن حماد سجادة حدثني يحيى بن سعيد الأموي ثنا أبو معاذ سليمان بن الأرقم الأنصاري عن الزهري عن عروة عن عائشة رضى الله تعالى عنها قالت أهديت مارية إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم ومعها بن عم لها قالت فوقع عليها وقعة فاستمرت حاملا قالت فعزلها عند بن عمها قالت فقال أهل الإفک والزور من حاجته إلى الولد أدعى ولد غيره وكانت أمه قليلة اللبن فابتاعت له ضائنة لبون فكان يغذى بلبنها فحسن عليه لحمه قالت عائشة رضى الله تعالى عنها فدخل به على النبي صلى الله عليه وسلم ذات يوم فقال كيف ترين فقلت من غذي بلحم الضأن يحسن لحمه قال ولا الشبه قالت فحملني ما يحمل النساء من الغيرة أن قلت ما أرى شبها قالت وبلغ رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يقول الناس فقال لعلي خذ هذا السيف فانطلق فاضرب عنق بن عم مارية حيث وجدته قالت فانطلق فإذا هو في حائط على نخلة يخترف رطبا قال فلما نظر إلى علي ومعه السيف استقبلته رعدة قال فسقطت الخرقة فإذا هو لم يخلق الله عز وجل له ما للرجال شيء ممسوح ۔مستدرک الصحيحين ج ۴ حالات حضرت مارية

۷ ھ میں حضرت ماریہ کو مقوقس بادشاہ نے رسولؐ اللہ کی خدمت میں روانہ کیا جوانتہائی حسین تھیں۔عائشہ سے روایت ہے کہ ''حضرت ماریہ کی خوبصورتی سے جتناحسد ہوتا تھا کسی اور پر نہیں ہوتا تھارسولؐ اللہ عموماًاپناوقت وہیں گذارتے تھے۔چنانچہ ہم ماریہ کو تنگ اور پریشان کرنے لگے جس کی وجہ سے رسولؐ اللہ نے ماریہ کو دوسری جگہ منتقل کردیااور اکثراپنا وقت وہیں گذارتے تھے جو ہم کو اور شاق گذرا پھر اللہ نے ماریہؓ سے رسولؐ اللہ کو بیٹادیا اور ہم اس عطاسے محروم رہے''۔طبقات ابن سعد جلد۸ ص ۲۹۵۔

جب حضرت ابراہیم (فرزند رسولؐ اکرم) کی وفات ہوئی تو حضرت عائشہ نے یہ الزام لگایا کہ یہ تو اُس قبطی کی اولاد تھی جو اُن (ماریہؓ) کے پاس آتاجاتا ہے رسولؐ اللہ نے حضرت علیؑ کو تحقیق کے لئے بھیجااور وہ شخص ایک درخت پر ڈر کر چڑھ گیاجب اُس نے حضرت علیؑ کے غصہ کی حالت دیکھی گھبرا کر درخت سے گرااور اور اُسکاستر کھل گیاجس سے پتہ چلا کہ وہ شخص مرد ہی نہیں تھا۔اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔چنانچہ آیت میں جو '' تَوَلّٰی ''صیغہ واحد ہے اس کی تصدیق ہو گئی۔

حرف آخر یہ کہ مسلمانوں کی تصنیفات اور اُن کے بیانات کا آج اگر جائزہ لیاجائے تواندازہ ہوتاہے کہ احمقانہ تقدس کا یہ سلسلہ آج تک جاری ہے اور کسی خودساز خلیفہ وامام کی عظمت،یا کسی ولی ومرشد کی معجزہ نمائی، کسی مسئلہ شرعی کے رواج کے لئے آج تک انہیں جعلی احادیث کا سہارالیا جارہااور انہیں تقدس کے اثرات اور اسلام کی مدد کادرجہ دیاجارہاہے۔جن کتب کے حوالے دئے گئے ہیں اسوقت بھی دستیاب ہیں۔ مگر شرط کھلے ذہن سے پڑھنے اور سمجھنے کی ہے حق خودبخود ظاہر ہوجائے گا۔بعد وفات رسالت مآبؐ مدینہ سرکار (سرکار مدینہ نہیں)ہویا بنی اُمیہ ہویابنی عباس اُن کا

بغض وعناد جو بنی ہاشم سے تھا اُسکا عذر قابل فہم ہے کہ چونکہ وہ اقتدار اور حکومت کے خواہاں اور حریص سلطنت تھے اس لئے بنی ہاشم کا وجود اُن کی آنکھوں میں ہمیشہ کھٹکتا رہا مگر آج کل کے ہوا خواہان کے متعلق کیا کہا جائے گا جو آج بھی اس روشن زمانے میں انتہائی بے شرمی سے اِن کا دم بھرتے ہیں حالانکہ اِنھیں معلوم ہے کہ اِن سے دنیا ہی ملنے کی امید ہے نہ آخرت ہی سے کچھ حصہ پائیں گے۔

بسمہ سبحانہ

وضو، اذان اور نماز

میر مراد علی خان

وضو: **یا ایھا الذین امنو اذا قمتم الی الصلواۃ فاغسلوا وجوھکم و یدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین** (سورۃ مائدہ آیت ۶) اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے آمادہ ہو جاؤ تو پہلے اپنے چہروں کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک کو دھولیا کرو اور سر اور نیز ٹخنوں تک پیروں کا مسح کرو۔ علامہ سیوطی نے در منثور ج ۲ ص ۲۶۲ میں شعبی سے نقل کیا ہے کہ جبرئیل تو پاؤں کے مسح کا حکم لے کر آئے تھے، کیا تم آیت تیمم پر نظر نہیں کرتے کہ وضو میں جن اعضاء کو دھونے کا حکم تھا ان پر مسح واجب ہے اور جن اعضاء پر مسح کرنے کا حکم تھا انھیں تیمم میں چھوڑ دیا گیا۔ اور شعبی کہا کرتے تھے قرآن تو مسح کا حکم لایا تھا مگر لوگوں نے پاؤں دھونے کا دستور نکالا۔ عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ عثمان بن عفان خلیفہ سوم نے ایک مرتبہ وضو کے لئے پانی طلب کیا اور اس سے کلی کی، ناک میں پانی ڈالا، اور اپنے منہ کو تین بار دھویا، اور دونوں ہاتھوں کو تین بار دھویا اور اپنے سر اور پاؤں کے اوپر کے حصے کا مسح کیا پھر بے ساختہ ہنس پڑے اور کہا کیا تم لوگ مجھ سے میرے ہنسنے کی وجہ دریافت نہیں کرو گے؟ لوگوں نے کہا یا امیر المومنین! آپ کیوں ہنسے؟ تو عثمان بن عفان نے کہا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو ایسا ہی وضو کرتے دیکھا تھا۔ مسند امام احمد جلد اول ص ۵۸، اور ص ۴۲۲؛ مجمع الزوائد ہیثمی ج ۱ ص ۲۲۴؛ المصنف ابن شیبہ ج ۱ ص ۱۸؛ کنز العمال حدیث ۲۶۸۶۴ ج ۹ ص ۴۲۷، اور ص ۴۴۲؛ سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۱۰۴؛ المعجم الکبیر طبرانی ج ۳ ص ۲۸۱۔ اس کے علاوہ کئی مفسرین اور محدثین نے مختلف طریقوں سے پیر پر مسح کرنا بتلایا ہے مثلاً ابن ابی شیبۃ الکوفی اپنی کتاب المصنف جلد اول ص ۳۰ پر **باب فی المسح علی القدمین** کے تحت آٹھ حوالوں سے پیر پر مسح کرنا لکھا ہے۔ **فجعلنا نمسح علیٰ ارجلنا**: ہم پاؤں پر مسح کرنے لگے۔ بخاری کتاب الوضوج ۱ ص ۲،۲،۲۱۳، مسلم کتاب الطھارۃ باب وضو سنن کبریٰ ج ۱ ص ۶۸ **فضرب بھا رجلہ و فیھا النعل ففتلھا**: آنحضرتؐ کے پیر میں جوتی تھی آپؐ نے پاؤں دھونے کے بدلے پانی کا ایک چلو لیکر پاؤں پر پھیر لیا۔ اس حدیث سے اُن کے لوگوں نے دلیل لی جو مسح پیروں پر کرنے کے قائل ہیں۔ امام ابن جریر طبری اور شیخ محی الدین عربی پیروں پر مسح کرنے کے قائل ہیں۔ سنن ابی داؤد کتاب طہارۃ باب وضو صفۃ نبیؐ جلد اول ص ۴۳؛ السنن الکبریٰ بیہقی جلد اول ص ۷۲۔

تفسیر ابن کثیر (اردو) جلد اول تفسیر سورۃ مائدہ ص ۶۳ میں اس طرح لکھا ہے کہ:

آیت کے اس جملے کی ایک قرأت اور بھی ہے **وَ اَرْجُلِکُمْ** کے لام کے نیچے زیر سے ہے۔ اس قول کی دلیل لی ہے کہ پیروں پر مسح کرنا واجب ہے کیونکہ اس کا عطف سر کے مسح کرنے پر ہے۔ بعض سلف سے بھی کچھ ایسے اقوال مروی ہیں جن سے مسح کے قول کی تصدیق ہوتی ہے۔ چنانچہ ابن جریر میں ہے کہ موسیٰ بن انس نے انس بن مالک سے لوگوں کی موجودگی میں کہا کہ حجاج نے اہواز میں خطبہ دیتے ہوئے طہارت اور وضو کے احکام میں کہا کہ منہ ہاتھ دھوؤ اور سر کا مسح کرو اور پیروں کو دھویا کرو اس لئے کہ پیروں پر ہی گندگی لگتی ہے پس تلوں اور پیروں کو پشت کو ایڑیوں کو خوب اچھی طرح دھویا کرو۔ انس بن مالک نے کہا اللہ تعالیٰ سچا ہے اور حجاج جھوٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا وَامْسَحُوْا بِرُءُ وْسِکُمْ وَ اَرْجُلِکُمْ الی الکعبین۔ اور انس صحابی پیروں کا مسح کرتے تھے۔ اور انس سے ہی مروی ہے کہ قرآن میں پیروں پر مسح کرنے کا حکم ہے۔ ابن عباس سے مروی ہے وضو میں دو چیزوں کا دھونا اور دو پر مسح کرنا ہے۔ قتادہ سے بھی یہی مروی ہے۔ ابن ابی حاتم میں عبداللہ ابن عمر سے مروی ہے کہ آیت میں پیروں پر مسح کرنے کا بیان ہے۔ ابن عمر، علقمہ، ابو جعفر محمد بن علی اور ایک روایت میں حسن بصری اور جابر بن زید اور ایک روایت میں مجاہد سے بھی اسی طرح مروی ہے کہ عکرمہ اپنے پیروں پر مسح کر لیا کرتے تھے شعبی فرماتے ہیں کہ جبرئیل کی معرفت مسح کا حکم نازل ہوا ہے۔ آپ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے کہا کہ کیا تم دیکھتے نہیں جن چیزوں کو دھونے کا حکم تھا ان پر تیمم کے وقت مسح کا حکم باقی رہا اور جن چیزوں کے مسح کا حکم تھا تیمم کے وقت انہیں چھوڑ دیا گیا۔ عامر سے کسی نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں جبرئیل پیروں کو دھونے کا حکم لائے ہیں تو آپ نے جواب دیا جبرئیل مسح کے حکم کے ساتھ نازل

ہوئے۔آگے چل کر ابن کثیر بیہقی کے حوالے سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ: حضرت علی ابن ابی طالب ظہر کی نماز کے بعد بیٹھک میں بیٹھے رہے اور عصر تک لوگوں کے کام کاج میں مشغول رہے پھر پانی منگوایا اور ایک چلو سے منہ دھویا اور دونوں ہاتھوں کو دھویا اور سر کا اور دونوں پیروں کا مسح کیا اور کھڑے ہو کر بچا ہوا پانی پی لیا اور پھر فرمانے لگے کہ میں نے جو کیا یہی میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے اور یہ فرمایا یہ وضو ہے اس کے لئے جس کو وضو کی ضرورت ہو۔ تفسیر ابن کثیر (اردو) جلد اول تفسیر سورۃ مائدہ ص ۶۳۔

پیر دھونے کے سلسلے میں ایک تاویل یہ پیش کی جاتی ہے کہ پیروں پر گرد اور گندگی رہتی ہے اس لئے دھونا چاہئے اگر یہ صحیح ہے تو ارکان وضو میں ان مقامات کو بھی دھونا چاہئے تھا جنہیں پیروں سے زیادہ گندہ رہنے کا احتمال ہوتا ہے۔ ترتیب وضو ایسی ہونا چاہئے تھا کہ پہلے بیت الخلاء جاؤ پھر اپنے بول براز کے مقامات کو اچھی طرح دھوؤ پھر باہر آؤ اور چہرہ اور کہنیوں تک ہاتھ دھوؤ اور سر کا مسح کرو پھر پیر دھوؤ۔ مگر ایسا نہیں ہے اس لئے کہ عقل سلیم کہتی ہے کہ جب نماز کے لئے آنا ہو تو اعضاء وضو کے ساتھ ساتھ جسم پاک وصاف رہے۔

حی علیٰ خیر العمل۔ یہ اذان میں داخل تھا عبداللہ ابن عمر کا قول جس کو امام مالک نے کہا انہ بلغہ ان المؤذن جاء عمر ابن الخطاب یوذنہ الصلوٰۃ الصبح فوجدہ نائما فقال الصلوٰۃ خیر من النوم یا امیر المؤمنین فامرہ عمر ان یجعلھا فی نداء الصبح۔ ترجمہ: امام مالک سے روایت ہے کہ حضرت عمر کے پاس موذن نماز صبح کی خبر کرنے آیا تو حضرت عمر کو سوتا پایا موذن نے کہا الصلوٰۃ خیر من النوم یعنی نماز بہتر عمل ہے سونے سے۔ حضرت عمر نے موذن کو حکم دیا کہ اس کلمے کو صبح کی اذان میں کہا کرو۔ اس حدیث کو دار قطنی نے عبداللہ ابن عمر سے مسنداً روایت کیا ہے کہ حضرت عمر نے مؤذن سے کہا جب تم پہنچو **حی علی الفلاح** تو پر فجر کی اذان میں تو کہو بعد اس کے **الصلوٰۃ خیر من النوم**۔ موطا امام مالک کتاب الصلواۃ ص ۶۱ طبع مکتبہ رحمانیہ لاہور۔ ترجمہ علامہ وحید الزمان۔ اسی کو کئی معتبر محدثین نے نقل کیا ہے مثلاً نیل الاوطار الشوکانی ج ۲ صفحہ ۱۸؛ السنن الکبریٰ البیہقی ج ۱ صفحہ ۴۲۴؛ المصنف ابن ابی شیبۃ الکوفی جلد اول ص ۲۴۴؛ تاریخ بغداد الخطیب البغدادی ج ۹ ص ۴۰۹؛ کنز العمال ج ۸ صفحہ ۳۴۲۔

اور جو احادیث آنحضرتؐ سے منسوب کی گئی ہیں وہ غور طلب ہیں۔ سنن ابوداؤد جلد اول ص ۲۲۱ (اردو، طبع نعمانی کتب لاہور) عربی جلد اول ص ۱۲۔

۱۔ حدثنا مسدد ثنا الحارث بن عبید، عن محمد بن عبدالملک بن أبی محذورۃ، عن أبیہ، عن جدہ، قال: قلت یا رسول اللّٰہ: علمنی سنۃ الاذان، قال: مسح مقدم رأسی وقال: "تقول اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر: رفع بھا صوتک، ثم تقول: اشھد أن لا الہ الا اللّٰہ، اشھد ان محمدا رسول اللّٰہ تخفض بھا صوتک، ثم ترفع صوتک بالشھادۃ اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ، اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ، اشھد ان محمدا رسول اللّٰہ، اشھد ان محمدا رسول اللّٰہ، حی علی الصلاۃ، حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح، حی علی الفلاح، فان کان صلاۃ الصبح قلت: الصلاۃ خیر من النوم، الصلاۃ خیر من النوم، اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، لا الہ الا اللّٰہ،: ترجمہ میں نے کہا یا رسولؐ اللہ مجھے اذان کی تعلیم دیجئے آپؐ نے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا اللہ اکبر چار مرتبہ اور اشہدان لا الہ الا اللہ دو بار اور اشہدان محمدؐ رسول اللہ دو بار اور پھر فرمایا حی علی الصلوۃ دو بار اور حی علی الفلاح دو بار اگر صبح کی اذان ہو تو اس کے بعد دو بار کہے الصلوۃ خیر من النوم:

علامہ ذہبی ایک جلیل القدر عالم گذرے ہیں اپنی کتاب سیر اعلام النبلاء میں یحییٰ بن سعید قطان کے حالات میں لکھتے ہیں: حدیث کو نہ دیکھو، اگر اسناد صحیح ہوں تو قبول کرو اور اگر اسناد میں کمزوری ہو تو صرف حدیث سے فریب نہیں کھانا چاہئے۔ سیر اعلام النبلاء جلد ۹ ص ۱۷۷ اور تہذیب التہذیب ابن حجر جلد ۱۱ ص ۱۹۰ میں بھی یہی تاکید کی گئی ہے۔

اسکے پہلے راوی ہیں مسدد جنکا ذکر آئیندہ آئے گا۔

دوسرے راوی ہیں حارث ابن عبیداور کنیت ہے ابو قدامة الایادی: میزان الاعتدال جلد اول ص ۴۳۸ سلسلہ ۱۶۴۳ ذہبی، اور تہذیب التہذیب جلد ۲ ص ۱۳۰ میں ابن حجر دونوں نے لکھا ہے کہ یہ مضطرب الحدیث تھے، نسائی نے ان کے احادیث کو قوی نہیں ہے بتلایا، ابن معین نے ان کے احادیث ضعیف اور ابو حاتم نے ضعیف اور نا قابل قبول بتلایا۔

تیسرے راوی ہیں محمد بن عبد الملک بن أبی محذورة۔ میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۱۴۳ سلسلہ ۶۸۸۸ ذہبی، اور تہذیب التہذیب میں ابن حجر جلد ۹ ص ۲۸۲ میں لکھتے ہیں کہ مجھول الحال ہیں، **لیس بحجة** یعنی ان کی روایتیں دلیل کے قابل نہیں ہے۔

دوسری حدیث اسی ابوداؤد میں کم و بیش انہیں الفاظ میں ہے کہ:

حدثنا الحسن بن علي، ثنا أبو عاصم، و عبد الرزاق، عن ابن جريج، قال :اخبرني عثمان بن السائب، أخبرني أبي و ام عبد الملك بن ابي محذورة عن أبي محذورة عن النبي ﷺ نحو هذا الخبر، و فيه :الصلاة خير من النوم، الصلاة خير من النوم

اسکے راوی ہیں:

الضحاک بن مخلد ابو عاصم: میزان الاعتدال جلد دوم ص ۳۲۵ سلسلہ ۳۹۴۱ ذہبی اور تہذیب التہذیب میں ابن حجر جلد ۴ ص ۳۹۵ میں لکھتے ہیں کہ **تناكير العقيلي**، اور یحیٰ بن سعید نے کہا کہ **يتكلم فيك**۔ یعنی عقیلی نے روایتیں جو اُن سے ہیں انکار کیا اور یحیٰ بن سعید ان کے بارے میں کچھ کہنا نہیں ہے۔

اسکے بعد ہیں **عبد الرزاق بن عمر الثقفي** ہیں میزان الاعتدال جلد دوم ص ۶۰۸ ۴۳۸ سلسلہ ۵۰۴۱ ذہبی لکھتے ہیں کہ مسلم نے انہیں ضعیف قرار دیا، امام نسائی نے کہا کہ یہ ثقہ یعنی سچے نہیں ہے اور امام بخاری نے ان کی روایتوں سے انکار کیا۔

اسکے بعد ہیں ابن جریج ہیں:

مکمل نام عبد الملک بن عبد العزیز موسوم به ابن جریح متوفی ۱۵۰ھ۔ ذہبی تذکرۃ الحفاظ جلد اول ص ۱۴۹ میں لکھتے ہیں کہ یہ نصرانی تھے اور حدیثیں گھڑتے تھے انہوں نے نوے (۹۰) عورتوں سے متعہ کیا تھا (ایک بات کا علم تو ہوا کہ ۱۵۰ھ میں بھی متعہ کیا جاتا تھا) میزان الاعتدال جلد دوم ص ۶۵۹ سلسلہ ۵۲۲۷ ذہبی لکھتے ہیں یہ تدلیس یعنی حدیثیں گھڑتے تھے عبداللہ بن احمد ابن حنبل نے کہا کہ ان سے مروی جو احادیث ہیں وہ گھڑی ہوئی ہیں اور یہ جب بھی کوئی حدیث روایت کرتے تھے تو کسی کا بھی نام لے کر کہہ دیتے تھے کہ فلاں نے فلاں نے مجھ سے کہا۔ اور تہذیب التہذیب جلد ۵ ص ۴۰۶ میں ابن حجر لکھتے ہیں يتجنب ابن جريح فانه قبيح التدليس۔ یعنی ابن جریح سے اجتناب کرو اس لئے کہ یہ قبیح تر حدیثیں گھڑتا ہے۔ اور ایک خاص بات یہ کہ یہ ہر روز حقنہ لیتا تھا۔

۲۔ سنن الترمذی جلد اول ص ۱۲۷ (عربی) **باب ماجآء في التثويب في الفجر** اور جامع ترمذی (اردو ترجمہ بدیع الزمان) جلد اول ص ۱۱۳ باب تویب میں اس حدیث الصلوٰۃ خیر من النوم کے سلسلہ میں: حدثنا احمد بن منيع حدثنا أبو أحمد الزبيري حدثنا ابو إسرائيل عن الحكم عن عبد الرحمن بن ابي ليلى عن بلال :قال لي رسول الله ﷺ :(لا تثوبن في شئي من الصلوات الا في صلاة الفجر) قال :و في الباب عن ابي محذورة، قال أبو عيسى :حديث بلال لا نعرفه إلا من حديث أبي إسرائيل الملائي، وابو إسرائيل لم يسمع هذا الحديث من الحكم بن عتيبة وابو إسرائيل اسمه (إسماعيل بن ابي اسحاق) و ليس هو بذلك القي عند الحديث :وقال اسحاق التثويب مكروه هو شئي احدثه بعد النبي

ﷺ.فثوب المؤذن فخرج عبد الله ابن عمر من المسجد و قال :اخرج بنا من عند هذا المتدع !ولم يصل فيه ۔
قال إنما کره عبد الله ابن عمر التثويب الذی احدثه الناس بعد :روایت یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے بلالؓ سے فرمایا کہ تثویب یعنی الصلوٰۃ خیر من النوم صبح کے علاوہ کسی نماز کی اذان کے لئے نہ کہو۔ اسکے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں کہ ابوعیسیٰ نے بلال سے ایسی کوئی حدیث نہیں سُنی اور ابو اسرائیل کا نام اسماعیل بن ابی اسحاق ہے یہ حدیث بیانی میں قوی نہیں ہے۔اسحاق نے کہا کہ تثویب یعنی الصلواۃ خیر من النوم کہنا یہ عمل مکروہ ہے اور اسکو جاری کیا گیا بعد حیات نبیؐ اکرم ۔چنانچہ ایک مسجد سے عبداللہ ابن عمر بغیر نماز ادا کئے اس لئے نکل گئے کہ موذن نے الصلواۃ خیر من النوم کہا۔عبداللہ ابن عمر کہا کہ یہ بدعت ہے جو بعد رسالت مآب ﷺ جاری کی گئی۔(اردو ترجمہ میں کئی الفاظ الٹ پلٹ کئے گئے ہیں اس لئے عربی متن لکھا گیا ہے)

أبوإسرائيل اصلی نام اسماعیل بن ابی اسحاق ہے میزان الاعتدال میں ذہبی نے جلد ۹ ص ۴۹۰ سلسلہ ۹۹۵۷ میں لکھتے ہیں کہ ہر ایک نے ان کے احادیث کو ضعیف قرار دیا ہے اور ان سے حدیثیں لینے سے منع کیا اور مزید کہ لیس هو من اهل الکذاب یعنی یہ جھوٹے لوگوں سے تھا۔ابن حجر تہذیب التہذیب جلد اول ص ۲۵۶۔

ارسال اليدين ۔یعنی ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا۔امام ابن قاسم نے امام مالک سے نماز میں ہاتھ چھوڑ دینا لکھا ہے تیسیر البخاری شرح صحیح البخاری ترجمہ علامہ وحید الزمان طبع اعتقاد پبلشنگ ہاوس دہلی جلد اول باب ۷۰۷ ص ۴۸۹ باب وضع یدہ الیمنی علی الیسری:
ابن ابی شیبہ نے حسن بصری اور ابراہیم اور ابن مسیب سے ارسال یدین یعنی ہاتھ چھوڑنا نقل ہے۔نیلا الاوطار جلد دوم ص ۱۹۴ دارالجلیل بیروت؛الشرح الکبیر عبداللہ ابن قدامہ متوفی ۶۸۲ جلد اول ص ۵۱۴؛المغنی ج اول ص ۵۱۴ دارلکتاب بیروت۔
ہاتھ باندھنے کے سلسلہ میں صحیح بخاری اور مسلم میں دو روایتیں ہیں جس کا تجزیہ ضروری ہے :
مثلاً صحیح بخاری کتاب الاذان باب وضع یدہ الیمنی علی الیسری جس کا تذکرہ کیا گیا ہے اُسی میں ہاتھ باندھنے کی جو روایت یہ ہے کہ حدثنی عبدالله بن مسلمة ، عن مالک ، عن أبی حازم، عن سهل ابن سعد قال : کان الناس يؤمرون أن يضع الرجل يده اليمنی علی ذراعه اليسری فی الصلاة، قال ابو حازم: لاألمه الا ينمی ذلک الی النبی صلی الله عليه و سلم، وقال اسماعيل ينمی ذلک ولم يقل ينمی ۔ترجمہ ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے ابو حازم بن دینار سے انہوں نے سہل بن سعد سے انہوں نے کہا لوگوں کو یہ حکم دیا جاتا تھا کہ نماز میں ہر آدمی اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھے اور ابوحازم نے کہا میں نہیں جانتا کہ سہل اس حدیث کو آنحضرتؐ تک پہنچاتے تھے۔اسمٰعیل بن ابی اویس نے کہا یہ بات پہنچائی جاتی تھی مگر یہ نہیں کہا کہ کس طرح پہنچائی جاتی تھی۔یعنی ہاتھ پر ہاتھ رکھنا یا باندھنے والی حدیث کا حکم دیا جاتا تھا مگر یہ کہیں نہیں مذکور ہے کہ کس نے دیا اور کب دیا اور یہ حکم آنحضرتؐ سے منسوب تھا یا نہیں یہ بھی کسی کو نہیں معلوم ۔اس حدیث کی راوی سہل بن سعد بن خالد الساعدی ہیں تہذیب التہذیب جلد ۴ ص ۲۲۱،اور ابن حجر اپنی کتاب طبقات المدلسین ص ۲۰ ذکر جریر بن حازم کے سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ ان سے جو حدیث بیان صفۃ صلاۃ النبی میں ہیں وہ تدلیس کی گئی ہے یعنی خلط ملط کی گیا ہے یعنی Fraud۔
قابل غور بات یہ ہے کہ اس حدیث کے راوی امام مالک ہیں اور اگر امام مالک کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے تو پھر فقہ مالکی میں ارسال یدین یعنی ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا کیوں ہے؟۔
صحیح مسلم میں کتاب الصلواۃ باب وضع يده اليمنی علی اليسری :عن وائل بن حجر انه رای النبی ﷺ رفع يديه حين دخل فی الصلواة کبر وصف همام حيال أُذينه ثم التحف بثوبه ثم وضع يده اليمنی علی اليسری فلما اراد ان يرکع اخرج يديه من الثوب ثم رفعهما ثم کبر فرکع فلما قال سمع الله لمن حمده رفع يديه فلما سجد سجدين کفيه ترجمہ وائل بن حجر کا بیان ہے کہ انہوں نے رسول اللہ

ﷺ کو بدیں طور دیکھا کہ آپ نے نماز شروع کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور اللہ اکبر کہا۔اس حدیث کے راوی ہمام بن نافع کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اُٹھائے پھر چادر اوڑھ لی اس کے بعد سیدھا ہاتھ اُلٹے ہاتھ پر رکھا۔ پھر آپؐ نے چادر میں سے ہاتھ باہر نکال کے دونوں کانوں تک اُٹھا کر تکبیر پڑھی اس کے بعد رکوع میں گئے۔اور بحالت قیام سمع اللہ لمن حمدہ پڑھ کر رفع یدین کیا اور پھر آپ نے دونوں ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ کیا۔پہلی تنقید اس حدیث کے سلسلے میں ہے کہ وائل بن حجر فتح مکہ کے بعد معاویہ کے ساتھ اسلام لائے اور ہمیشہ ان کا اور معاویہ کا ساتھ رہا۔تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۹۶ ۔دوسری یہ کہ وائل بن حجر نے خود سے نہیں دیکھا بلکہ یہ واقعہ ان سے ہمام بن نافع نے بیان کیا جن کے بارے میں میزان الاعتدال جلد ۴ ص ۳۰۸ میں مذکور ہے کہ قال العقیلی احادیثہ غیر محفوظۃ۔تیسری قابل غور بات یہ کہ راوی کہتا ہے کہ آنحضرتؐ نے تکبیر کہنے کے بعد چادر اوڑھ لی۔ناظرین فیصلہ کریں کہ یہ کیسے معلوم ہوا چادر میں ہاتھ کہاں تھے؟۔

جامع ترمذی میں حدیث یوں ہے:حدثنا قتیبۃ أخبرنا أبو الاحوص عن سماک بن حرب عن قبیصۃ ابن هلب عن ابیہ قال: کان رسول اللہ ﷺ یؤمنا فیاخذ شمالہ بیمینہ:ترمذی جلد اول ص ۱۵۹ (عربی) یعنی حضرت رسولؐ اللہ بائیں ہاتھ کو داہنے ہاتھ سے پکڑ لیا کرتے تھے۔اردو ترجمہ میں راویوں کا نام نہیں ہے۔

اس حدیث کے پہلے راوی اُبوالاحوص ہیں میزان الاعتدال جلد ۴ ص ۴۸۷ علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ یحییٰ بن معین نے ان کے لئے کہا کہ لیس بشئی یہ کوئی چیز ہی نہیں یعنی کوئی ان کی اہمیت ہی نہیں۔

دوسرے راوی ہیں سماک بن حرب ہیں جنہیں سفیان ثوری اور جریر نے غیر معتبر کہا جریر ان سے حدیث نہیں لیتے تھے اور امام احمد بن حنبل کہتے ہیں یہ مضطرب الحدیث تھے امام نسائی انہیں غیر معتبر جانتے تھے۔میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۲۳۲؛تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۱۰۷۔

اسکے بعد راوی ہیں قبیصۃ بن هلب:ان کے لئے لکھا ہے کہ یہ مجہول تھے ، لم یر وعنہ غیر سماک میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۳۸۴۔

ہاتھ باندھنے کے سلسلے میں سنن ابی داؤد میں ۶ روایتیں ہیں سنن ابوداؤد عربی جلد اول ص ۱۷۵ اردو میں صرف دو حدیثوں ذکر ہے :

۱۔ پہلی حدیث حدثنا نصر بن علی، أخبرنا أبو احمد ، عن العلاء بن صالح، عند زرعۃ ابن عبد الرحمان، قال سمعت ابن زبیریقول: صف القدمین و وضع الید علی الید من السنۃ۔نصر بن علی نے ابواحمد سے اُس نے علاء بن صالح سے اُس نے زرعہ بن عبدالرحمٰن سے روایت کی ہے کہ ہم نے عبداللہ ابن زبیر کو کہتے سُنا کہ قدموں کو برابر رکھنا اور ہاتھ کو ہاتھ پر رکھنا سُنت ہے:

اس کا پہلا راوی نصر بن علی اس کے بار میں لکھا ہے کہ یہ متہم ہے اس پر تہمت کا الزام ہے۔ میزان الاعتدال ج ۴ ص ۲۵۲۔

دوسرا راوی ہے ابواحمد الکلاعی اس کے اوصاف یہ بیان کئے گئے ہیں کہ وہ مجہول یعنی غیر معروف تھے اور شہرت کے لئے موصوف کا کام ہی یہی تھا لوگوں کو ناپسندیدہ حدیثیں بیان کریں۔میزان الاعتدال جلد ۴ ص ۶۸۴ سلسلہ نمبر ۱۰۹۹۲۔

تیسرا راوی **العلاء بن صالح** ان کے لئے بھی یہ لکھا گیا ہے کہ یہ شہرت کے لئے ناپسندیدہ حدیثیں بیان کرتا تھا میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۱۰۱ سلسلہ نمبر ۵۷۳۳۔

چوتھا راوی **زرعۃ بن عبدالرحمن** ہے انکے بارے میں لکھا ہے کہا کہ اس کی دروغ گوئی کی وجہ سے لوگ اس کی حدیثیں نہیں لیتے تھے۔میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۷۰ سلسلہ نمبر ۲۸۶۲ ۔یہ حدیث اس لئے بھی باطل ہے کہ یہ ثابت ہے کہ عبداللہ ابن زبیر ہاتھ کھلا رکھ کر نماز پڑھتے تھے۔

۲۔ دوسری روایت یوں ہے حدثنا محمد بن بکار بن الریان ، عن هشیم بن بشیر ، عن الحجاج بن أبی زینب ، عن أبی عثمان النهدی، عن ابن مسعود أنہ کان یصلی فوضع یدہ الیسری علی الیمنی فرآہ النبی ﷺ فوضع یدہ الیمنی علی الیسری:محمد بن بکار نے ہشیم بن

بشیر سے اُس نے حجاج بن ابی زینب سے اُس نے ابوعثمان نہدی سے روایت ہے کہ ابن مسعود بایاں ہاتھ داہنے پر رکھ کر نماز پڑھ رہے تھے تو آنحضرتؐ نے اُن کا داہنا ہاتھ بائیں پر رکھا۔

اس کا پہلا راوی ہے **محمد بن بکار :** علامہ ذہبی لکھتے ہیں یہ مجھول تھا بالاجماع ضعیف حدیثیں روایت کرتا تھا اسلئے لوگوں نے اس کو ترک کر دیا۔ میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۴۹۲ سلسلہ نمبر ۷۲۷۶۔

دوسرا راوی ہے **ھشیم بن بشیر السلمی:** ان کے متعلق یہ لکھا گیا ہے کہ یہ حدیثوں میں تدلیس کرتے تھے، سفیان ثوری نے ان سے حدیثیں لینے منع کیا ہے۔ یہ لوگوں کی طرف غلط نسبت دے کر حدیثیں بیان کرتے تھے۔ میزان الاعتدال جلد ۴ ص ۳۰۶ سلسلہ نمبر ۹۲۵۰۔

تیسرا راوی **حجاج ابن ابی زینب** انہیں امام احمد بن حنبل، ابن مدینی، امام نسائی، دارقطنی اور ابن معین ہر ایک نے غیر معتبر قرار دیا ہے۔ میزان الاعتدال جلد ا ص ۴۶۲ سلسلہ نمبر ۱۷۵۶۔

چوتھا راوی ہے **ابو عثمان النھدی** ہے جن کا اصل نام **عبدالرحمن بن مل** ہے۔ انس صحابی نے ان کے بارے میں کہا کہ میں ان سے واقف نہیں ہوں اور ابن المدینی نے کہا کہ ان سے سلیمان التمی کے علاوہ کوئی حدیث نہیں لیا۔ میزان الاعتدال جلد ا ص ۵۵۰۔ ابن حجر تہذیب التھذیب لکھتے ہیں کہ ابن جریح نے انہیں مجھول بتلایا ہے تہذیب التھذیب جلد ۱۲ ص ۱۴۶۔

۳۔ تیسری روایت ہے حدثنا محمد بن محبوب، ثنا حفص بن غیاث، عن عبدالرحمن بن اسحاق، عن زیاد بن زید، عن أبی جیفة، أن علیا رضی اللہ عنہ قال : السنة وضع الکف علی الکف فی الصلاة تحت السرة. کہا ابی حیفہ نے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھنا سنت ہے۔

اس روایت کا پہلا راوی ہے محمد بن محبوب البنانی ہے جس کے بارے میں علامہ ذہبی لکھتے ہیں یہ قدری مذہب پر تھا اور اس کو محدثین نے ضعیف القول قرار دیا ہے میزان الاعتدال جلد ا ص ۴۶۲ سلسلہ نمبر ۸۱۱۹۔

دوسرا راوی **حفص بن غیاث** ہیں ان کے بارے میں علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ یہ کثیر الغلط یعنی کثرت سے غلطیاں کرتے تھے۔ میزان الاعتدال جلد ا ص ۵۶۸۔

تیسرا راوی ہے **عبدالرحمن بن ابی اسحاق** ہیں۔ انہیں ہر ایک نے غیر معتبر کہا ہے، امام احمد ابن حنبل کہتے ہیں کہ یہ کچھ نہیں تھے ان کی حدیثیں بیہودہ ہوتی تھیں، ان کے غیر معتبر ہونے پر سب نے اتفاق کیا ہے۔ میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۵۸۲۔

چوتھا راوی ہے زیاد بن زید الاعسم، ان کے لئے ہے کہ یہ مجھول تھے اور ضعیف روایتوں کے راوی ہیں۔ میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۸۹ سلسلہ نمبر ۲۹۳۹۔ ابن حجر تہذیب التھذیب میں ان کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ ابوحاتم نے اس روایت کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور یہ کہ راوی مجھول ہے۔ تہذیب التھذیب جلد ۳ ص ۳۱۸ تقریب التھذیب ج اول ص ۳۲۰۔

۴۔ چوتھی روایت حدثنا مسدد، ثنا عبدالواحد بن زیاد، عن عبدالرحمٰن بن ابی اسحاق الکوفی، عن سیار ابی حکم عن أبی وائل قال أبو ھریرة : أخذ الاکف علی الاکف فی الصلاة تحت السرة، قال ابو داؤد : سمعت أحمد بن حنبل یضعف عبدالرحمن ابن اسحاق الکوفی: مسدد نے عبدالواحد ابن زیاد سے اس نے عبدالرحمٰن ابن اسحاق سے اُس نے سیار ابی الحکم سے اس ابی وائل سے کہ ابوہریرہ نے کہا حضرت علی نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ پر ہاتھ باندھتے تھے۔

اسکے راوی ہیں **مسدد** ہے جن کا مکمل نام **علی بن الجعد** ہے ذہبی ان کے لئے اختصار سے لکھا کہ حدیثوں کے بارے میں یہ غیر محتاط تھے۔ میزان

الاعتدال جلد ۳ ص ۱۶۴۔

دوسرا راوی ہے **عبدالواحد بن زیاد** یہ حدیثوں میں تدلیس کرتے تھے یعنی اپنی جانب اضافہ یا کمی کرتے تھے۔ یحییٰ کہتے ہیں کہ یہ کچھ نہیں یعنی بے وقعت۔ میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۶۷۱۔

تیسرے راوی ہیں **عبدالرحمن بن اسحاق** جن کا ذکر اس کے قبل والی ایک حدیث کے راویوں میں آچکا ہے۔ انہیں ہر ایک نے غیر معتبر کہا ہے امام احمد ابن حنبل کہتے ہیں کہ یہ کچھ نہیں تھے ان کی حدیثیں بیہودہ ہوتی تھیں، ان کے غیر معتبر ہونے پر سب نے اتفاق کیا ہے۔ میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۵۸۲۔

۵۔ پانچویں روایت اس سلسلے میں سنن ابوداؤد میں ہے کہ: **حدثنا أبو توبة، ثنا الهيثم يعني ابن حميد، عن ثور، عن سليمان بن موسىٰ، عن طاؤس، قال كان رسول الله ﷺ يضع يده اليمنى على يده اليسرى ثم يشد بينهما على صدره، و هو في الصلاة.** ابوتوبہ نے ہیثم (ابن حمید) سے اُس نے (محمد) ابن حمید نے اُس نے ثور سے انہوں نے سلیمان بن موسیٰ سے انہوں نے طاؤس سے روایت کی ہے کہ نماز میں آنحضرت ﷺ داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینہ پر رکھتے تھے۔

اس روایت کے پہلے راوی ہیں **ابوتوبة** ہیں جن کا پورا نام **احمد بن سالم اعسقلانی** ہے یہ مشہور ہیں حدیثیں گھڑنے میں۔ ملاحظہ ہو میزان الاعتدال جلد ۱ ص ۱۰۰۔

دوسرے راوی ہیں **هیثم** مکمل نام **الهيثم بن حميد الدمشقي** ان کے لئے خود ابوداؤد نے انہیں قدری مذہب کا کہا ہے۔ اور ابومسہر غسانی نے انہیں قدری اور غیر معتبر کہا ہے۔ میزان الاعتدال جلد ۴ ص ۳۱۹ سلسلہ نمبر ۹۲۹۸۔ تقریب التھذیب میں ابن حجر لکھتے ہیں یہ غیر معتبر تھے اور نہایت درجہ جھوٹے تھے اور حدیثوں میں تصرف کیا کرتے تھے اور حدیثیں چرایا کرتے تھے ان سے بڑھ کر جھوٹا کسی کو نہیں پایا تقریب التھذیب ج ۲ ص ۶۹۔

تیسرے راوی ہیں **ثور بن یزید** یہ بھی قدری مذہب سے تھے اور ان کو مجہول لکھا ہے میزان الاعتدال جلد ۱ ص ۳۷۳۔

چوتھے راوی ہیں **سلیمان بن موسیٰ الاسدی**۔ ان کے بارے میں ہے کہ ان کے بیان کردہ احادیث میں اضطراب ہے اور نسائی نے انہیں ضعیف الاحادیث بتلایا ہے۔ میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۲۲۵۔

۶۔ **حدثنا محمد بن قدامة يعني ابن أعين، عن أبي بدر، عن ابي طالوت عبدالسلام، عن ابن جرير الضبي عن أبيه قال: رأيت عليا رضي الله عنه يمسك شماله بيمينه على الرسغ فوق السرة؛ قال ابو داؤد: و روى عن سعيد بن "فوق السرة" وقال أبو مجلز "تحت السرة" و روى عن ابي هريره و ليس بالقوى.** یعنی محمد ابن قدامہ نے ابی بدر سے انہوں نے ابی طالوت سے انہوں نے ابن جریر سے انہوں نے اپنے باپ سے کہ دیکھا میں نے نماز میں حضرت علی کو کہ وہ بایاں ہاتھ کو داہنے ہاتھ سے ناف کے اوپر تھامے ہوئے تھے۔ ابوداؤد نے کہا کہ سعید بن جریر کی روایت میں ہاتھ ناف کے اوپر بتلایا گیا ہے اور **ابو مجلز** کی روایت ہے کہ ہاتھ زیر ناف تھے اور مزید یہ کہ ابوہریرہ نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔

اس روایت کے پہلے راوی ہیں **محمد بن قدامه البغدادی**، جنہیں ابن معین نے کہا یہ کچھ بھی نہیں ان کی کوئی وقعت نہیں، اور ابوداؤد نے بھی انہیں ضعیف قرار دیا ہے۔ میزان الاعتدال جلد ۴ ص ۱۵۔ سلسلہ نمبر ۸۰۸۳۔

دوسرے راوی ہیں **ابن أعين** اصلی نام سفیان بن اعینة ہے۔ ان کے بارے یہ مذکور ہے کہ یہ احادیث میں تدلیس بھی کرتے تھے اور غلطیاں بھی کرتے تھے۔ میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۱۷۰۔ سلسلہ نمبر ۳۳۲۷۔

تیسرے راوی ابی **بدر** ہیں مکمل نام **الولید بن شجاع، ابو همام بن ابی بدر**۔ ابن معین نے کہا کہ لا باس به اور ابوحاتم نے کہا کہ ان کے احادیث قابل بھروسہ نہیں ہیں۔ میزان الاعتدال جلد ۴ ص ۳۴۰۔ سلسلہ نمبر ۹۳۷۴۔

چوتھے راوی ہیں **أبو طالوت** ۔امام بخاری نے انہیں مجہول کہا اور ان سے حدیثیں لینے سے انکار کیا۔میزان الاعتدال جلد ۴ ص ا ۵۴ سلسلہ نمبر ۱۰۳۲۸۔
یہی وہ روایتیں ہیں جن پر ہاتھ باندھنے کا دارومدار ہے۔پس معلوم ہوا کہ ہاتھ باندھنے کا سبب نہ تو کوئی آیت ہے اور نہ کوئی روایت حضرت سرورکائینات محمد مصطفی ﷺ سے ثابت ہے۔ابن منذر جن کی جلالت اور قدر کے لئے اس قدر کافی ہے کہ یہ امام بخاری کے استاد ہیں اور صحیح بخاری اور دیگر صحاح میں ان سے احادیث ہیں۔فرماتے ہیں کہ:

قال ابن مذذر فی بعض تصانیفه لم يثبت عن النبی فی ذالک شئ فهو مخير۔یعنی ابن منذر نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ ہاتھ باندھنے کے متعلق آنحضرتؐ سے کوئی حدیث ثابت نہیں ہے اس لئے نمازی کو اختیار ہے چاہے ہاتھ باندھے یا چاہے کھولے۔نیل الاوطار ج ۲ ص ۲۰۲،عون المعبود شرح سنن ابوداؤد اعظیم آبادی طبع دارالکتب العلمیہ بیروت جلد دوم ص ۳۲۲۔

ان تمام راویوں کے حالات کا جائزہ لینے کے بعد انساف سے بتلائے کہ یہ ہاتھ باندھنے والی روایتوں میں کتنی صداقت ہے۔

باب ما جاء فی بسم الله الرحمن الرحیم۔نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آواز سے پڑھنے کے بارے میں انس بن مالک سے اس سلسلے میں تین روایتیں مذکور ہیں۔پہلی روایت یہ کہ میں نے نماز پڑھی آنحضرت ﷺ کے پیچھے،ابوبکر،عمر اور عثمان میں نے سُنا کہ وہ نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے ہوئے۔دوسری روایت ان ہی سے منسوب ہے کہ میں نے سُنا مگر وہ آواز سے نہیں پڑھے،تیسری روایت ہے کہ میں نے نماز پڑھی ان کے پیچھے مگر کسی نے بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں پڑھی نیل الاوطار الشوکانی جلد ۲ ص ۲۱۵۔ اسی نیل الاوطار صفحہ ۲۱۷ میں انس بن مالک سے ہی یہ روایت ہے کہ جب معاویہ مدینہ آیا تو انہوں نے نماز پڑھائی بالجھر مگر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں کہا۔جب نماز تمام ہوئی تو مھاجر اور انسار جو اس وقت موجود تھے احتجاجاً کہا کہ اے معاویہ! تم نے نماز کو نقص کردیا تم نے نہ تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہی اور نہ تکبیر کہی حالانکہ ہم نے رسول اکرم کو ایسا کہتے ہوئے دیکھا ہے اور سُنا ہے۔بیھقی کے حوالے سے یہ مذکور ہے کہ انہوں کہا کہ آل رسول ﷺ کے ہاں متفق ہے اس بابت پر کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بالجھر پڑھے۔الحاکم المستدرک کے حوالے سے لکھا ہے کہ صحابہ کی اور تابعین کی ایک فہرست ہے جنہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو بالجھر کہنے کی تاکید کی ہے۔ابن شہاب الزہری کے حالات میں امام ذہبی لکھتے ہیں کہ انہوں نے تاکیداً کہا ہے کہ نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اونچی آواز سے پڑھی جائے پھر سورۃ فاتحہ پڑھی جائے،اس کے بعد پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہر سورت کے شروع میں تذکرہ الحفاظ جلد اول ۱۰۴۔ملاحظہ ہو درمنثور سیوطی جلد اول ص ۱۱؛ ترمذی ج ا ص ۱۵۵ باب من رائی بالجهر بسم الله الرحمن الرحیم ؛ فتح الباری جلد ۲ ص ۲۲۲۔المصنف جلد ۲ ص ۸۹ عبدالرزاق الصعانی؛المصنف ابن ابی شیبۃ جلد اول ص ۴۴۸؛ سنن دارالقطنی جلد اول ۳۰۹ میں معاویہ کا تذکرہ کے ساتھ جس کا ذکر ہو چکا ہے۔معرفتہ العوالم الحدیث الحاکم نیشاپوری ص ۲۵۱؛کنزالعمال جلد ۸ ص ۱۱۹ سلسلہ ۲۲۱۸۱۔ابن عباس نے فرمایا کہ عرب کی قراءت ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بالجھر کہے۔تفسیر ابن کثیر (اردو) طبع اعتقاد پبلشنگ ہاؤس نئی دہلی جلد اول ص ۱۲ میں ہے امام شافعی کا مذہب ہے کہ سورۂ فاتحہ اور ہر سورت کے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اونچی آواز سے پڑھنا چاہئے۔صحابہ کی،تابعین کی،مسلمانوں کے اگلے پچھلے اماموں کا یہی مذہب ہے۔
ابن کثیر اس کے بعد طول فہرست دی ہے ان اکابر صحابہ کی جنہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو اونچی آواز سے پڑھنے کی تاکید کی ہے۔پھر معاویہ کا واقعہ نقل کرنے کے بعد یہ لکھتے ہیں کہ"غالباً اس قدر احادیث وآثار کے بعد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اونچی آواز سے پڑھنے کے جواز میں کافی ہیں"۔

اوقات الصلواۃ۔وقت افطار روزہ اور وقت نماز مغرب ایک ہے چنانچہ افطار کے لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کلو و اشربوا حتیٰ تبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر ثم اتمو الصیام الی اللیل۔سورۃ البقر ۱۸۷۔
افطار کے لئے **الیٰ اللیل** کے الفاظ بہت واضح ہیں لفظ **الیٰ** کی معنوں میں محض کسی حدود تک پہونچنے کا مفہوم نہیں ہے بلکہ حدود کے اندر داخل ہونے کے ہیں۔ جیسے سورہ بنی اسرائیل میں مذکور ہے سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الیٰ المسجدالاقصیٰ۔یعنی پاک ہے وہ ذات جس

نے اپنے بندہ کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی۔ ظاہر ہے کہ اس کے یہ معنی نہیں کہ حضرت رسولؐ اکرم کی معراج صرف مسجد اقصیٰ کی صرف حد تک تھی بلکہ اس سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ وہ مسجد اقصیٰ کے اندر بھی تشریف لے گئے۔ دوسری مثال میں وضو کی جو آیت ہے اس **الیٰ المرافق اور الیٰ الکعبین** سے یہ مطلب کہنیوں سمیت اور ٹخنوں سمیت ہے جس میں تمام علماء متفق ہیں۔

سورۃ بقرہ آیت ۲۵۷ **یخرجھم من الظلمات الی النور** کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ نور کی حد تک یا نور کے اندر؟۔ **الی الجنۃ** سے کیا مراد صرف حدود جنت ہے یا جنت کے اندر داخل ہونا بھی ہے؟۔

اسی طرح روزہ کے افطار کے سلسلے میں جو ارشاد باری ہے اس میں رات داخل ہے۔ اسی لحاظ سے نماز مغرب کا وقت اُسی وقت ہی ہو گا جب رات داخل ہو جائے۔ سورۃ الشمس آیت ۴ - ۳ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: والنھار اذا جلھا واللیل اذا یغشٰھا ۔ یعنی اور دن کے جب کہ اللہ سے روشن کرے اور رات کی جب وہ اس کو (یعنی دن کو) ڈھانپ لے۔ علماء نے رات کے پہلے حصہ کو شفق دوسرے حصہ کو غسق کہا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے فلآ اُقسم۔ بالشفق واللیل و ما وسق میں قسم کھاتا ہوں شام کی سرخی کی اور رات کی جو سمٹ آتی ہے۔ سورۃ الانشقاق آیت ۱۶ - ۱۷۔ اس واضح دلیل سے کہ رات کی سرخی شفق اور ہے اور لیل اس کے بعد کچھ اور ہے۔ پہلے شفق ہے اور اس کے بعد غسق یعنی لیل تک انتظار کرنا چاہئے۔ **اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس الیٰ غسق الیل وقرآن الفجر** سورۃ بنی اسرائیل آیت ۷۸۔ یعنی نماز قائم کرو سورج کے ڈھلنے کے بعد رات کے اندھیرے کے بعد اور صبح کے قرآن کے بعد (طلوع فجر)۔

المنجد نے غسق کی تعریف یہی کی ہے کہ یہ رات کے حصہ کا اندھیرا۔ حدیث سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ فرمایا آنحضرت نے **اذا اَقبل اللیل من ھاھنا و ادبر النھار من ھاھنا و غربت الشمس فقد افطر الصائم۔** کہ جب رات ادھر سے یعنی مشرق سے رخ کرے اور دن ادھر مغرب کے طرف پیٹھ موڑے اور سورج ڈوب جائے جب افطار کا وقت آ گیا تیسیر الباری شرح صحیح بخاری کتاب الصوم جلد ۳ ص ۱۱۵۔ احیاء العلوم امام غزالی جلد اول ص ۵ ۳۳ طبع دار الاشاعت لاہور میں تحریر فرماتے ہیں مغرب کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے جب آفتاب نظروں سے اوجھل ہو جائے۔ مگر یہ اوجھل سطح زمین پر معتبر ہے۔ اس صورت میں اتنی دیر انتظار کرنا چاہئے کہ افق پر سیاہی پھیل جائے۔ ان واضح دلائل سے یہ ثابت ہے کہ نماز مغرب اور وقت افطار شفق کے بعد ہے۔

انس بن مالک روتے ہوئے کہتے ہیں جو احکام رسولؐ اکرم کے عہد میں تھے اُن میں سے ایک بھی باقی نہیں رہے حتیٰ کے نماز بھی۔ صحیح بخاری جلد اول باب ۳۶۵ حدیث ۵۰۱ تا ۵۰۳۔ کتاب الصلواۃ۔

ابو درداصحابی رسولؐ اکرم فرماتے ہیں کہ واللہ احمدؐ کے دین کی کوئی بات میں نہیں دیکھتا۔ صحیح بخاری جلد اول کتاب الصلواۃ باب ۴۲۱ حدیث ۶۱۹۔

مطرف کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؑ کے پیچھے نماز پڑھی جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو عمران نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ آج ہم کو حضرت علیؑ نے رسولؐ اللہ جیسی نماز پڑھائی۔ شرح مسلم باب اثبات التکبیر جلد دوم ص ۲۰؛ مسند احمد جلد ۴ ص ۴۲۸، ۴۳۰، ۴۴۴؛ صحیح بخاری کتاب الاذان جلد اول ص ۲۰۰۔ سنن ابی داؤد باب التکبیر جلد اول ص ۱۹۲۔

حیات نبیؐ اکرم میں اصحاب کی نماز: زید ابن ارقم صحابی رسولؐ اکرم سے روایت ہے کنا نتکلم فی الصلواۃ یکلم الرجل صاحبہ کہ ہم نماز پڑھتے تھے آنحضرتؐ کے پیچھے اور ہم حالت نماز میں اپنے پاس والوں سے باتیں کرتے تھے۔ تمام صحاح ستہ کی کتابوں میں اس کا ذکر مثلاً شرح صحیح مسلم کتاب المساجد باب تحریم الکلام فی الصلواۃ جلد دوم ص ۱۱۴۔ صحیح بخاری جلد ۵ کتاب التفسیر القرآن ص ۱۶۲۔

عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک عورت آنحضرتؐ کے پیچھے نماز پڑھنے آیا کرتی تھی جو خوبصورت تھی بعض اصحاب آگے کی صف میں چلے جاتے تھے تاکہ اس عورت پر نظر نہ پڑے اور بعض پیچھے کی صف میں عمداً رک جاتے تھے جو عورتوں کے قریب ہوتی تھی جب یہ اصحاب جو پچھلی صف میں رہتے تھے رکوع کرتے تو اپنی

بغل سے اُس عورت کو دیکھتے تھے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی سورۃ الحجر و لقد علمنا المستقدمین منکم۔سنن الترمذی باب تفسیر سورۃ الحجر ۵۸ ج۵ مسند احمد ج ا ص ۳۰۵؛ السنن الکبریٰ البیھقی ج ۳ ص ۹۸ ۔

جمعہ کے دن جب رسولؐ اللہ خطبہ دے رہے تھے لوگ آنحضرتؐ کو چھوڑ کر بازار کی طرف دوڑ پڑے اُن لوگوں میں ابوبکر اور عمر شامل تھے صرف بارہ لوگ رہ گئے تھے۔ترمذی جلد دوم باب تفسیر سورۃ الجمعۃ ص ۵۲۶؛ صحیح ابن حبان جلد ۱۵ ص ۲۹۸۔

حضرت عمر خود فرماتے ہیں کہ میں حالت نماز میں فوج کا حساب کرتا تھا اور نماز میں قراءت ہی نہیں کی۔صحیح بخاری جلد ۲ باب **تفکر الرجل الشئی فی لصلواۃ**؛ فتح الباری جلد ۳ ص ۷۱؛ المصنف ابن ابی شیبۃ جلد ا ص ۴۳۲ طبع دالرالفکر بیروت۔

حمران بن ابان۔یہ حضرت عثمان کا غلام تھا اور حضرت عثمان خلیفہ وقت کے پیچھے نماز پڑھتا تھا جب حضرت عثمان نماز میں بھول جاتے تھے تو یہ لقمہ دیتا تھا۔ ۷۰ھ یا ۷۵ھ میں فوت پایا۔اصابہ جلد ۲ ص ۱۵۲ سلسلہ ۲۰۰۳۔

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک صحابی (نام نہیں لکھا) جو آنحضرتؐ کے پیچھے عشاء کی نماز پڑھ کر نکلا تھا ان سے پوچھا کہ آنحضرتؐ نے نماز میں کس سورہ کی قراءت کی؟ تو انہوں نے جواب دیا مجھے یاد نہیں۔اس پر ابوہریرہ نے اصرار اًپوچھا کیا آپ نماز میں شریک نہیں تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا شریک تو تھا مگر یاد نہیں۔صحیح بخاری جلد ۲ باب تفکر الرجل الشئی فی لصلواۃ کتاب العمل فی الصلواۃ۔مقدمہ فتح الباری ابن حجر ص ۲۶۳۔

معیار امامت:ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسولؐ اکرم نے جہاد واجب ہے تم پر ہر سردار کی اطاعت میں چاہے وہ سردار نیک ہو یا بد اگرچہ کہ وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا ہو۔نماز واجب ہے تم پر پیچھے ہر مسلمان کے اگرچہ کہ وہ گناہ کبیرہ کرے۔مشکواۃ شریف جلد اول فصل دوم باب الامامۃ حدیث ۱۰۵۷/۹ ص ۲۳۸؛ سنن ابوداؤد جلد اول ص ۹۴۔

ہجڑے،باغی اور بدعتی کے پیچھے (امامت) نماز جائز ہے۔صحیح بخاری جلد اول باب امامۃ المفتون ص ۴۶۲۔

نماز کی امامت کے لئے غلام، ولدالزنا،گنوار،اور اگر نابالغ بھی ہو تو درست ہے بشرطیکہ اللہ کی کتاب کا اچھا قاری ہو۔صحیح بخاری جلد اول باب امامۃ العبد و ولد النبی۔

فقہ حنفیہ سے نماز کے سلسلہ میں چند اہم مسائل:

درمختار اردو ترجمہ طبع سعید کمپنی کراچی جلد اول ص ۶۰ کتاب الصلواۃ باب الامامۃ میں ہے اگر مسجد میں دو امام نماز کے لئے جمع ہو جائیں تو زیادہ حق امامت کس کا ہوگا اس کا تصفیہ اس طرح ہوگا (۱) جس کے پاس مال زیادہ ہو (۲) جس کی شان و شوکت زیادہ ہو (۳) جس کی بیوی زیادہ خوبصورت ہو (۴) جس کا سر بڑا ہو اور عضو تناسل چھوٹا ہو۔

کتاب احسن المسائل ترجمہ کنزالدقائق طبع ناشران قرآن لاہور سے:

عورت،بدکار شخص اور ہجڑے کا اذان دینا جائز ہے مگر مکروہ ہے۔البتہ حرامزادہ اندھا اور گنوار کے اذان دینے میں کوئی کراہیت نہیں ہے۔

صفحہ ۴۴ تکبیر الحرام بجائے اللہ اکبر اگر کوئی کہے کہ اللہ بزرگ است تو درست ہے۔اگر قراءت فارسی میں ہو نماز میں تو یہ بھی درست ہے سورے عربی پڑھنا ضروری نہیں ہے۔بغیر بسم اللہ کہے کہ صرف سورۃ الحمد کی تین آیتیں پڑھ لینا کافی ہے۔

ایک ہی سجدہ کیا اور دوسرا سجدہ چھوڑ دیا اور دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تو نماز فاسد نہ ہوئی۔صفحہ ۴۳۔

جس شخص کا وضو نماز میں ٹوٹ جائے وہ وضو کرے اور جس جگہ اس نے نماز چھوڑی تھی وہاں سے شروع کرے۔ص ۵۴۔

اگر وضو دانستہ توڑ دیا یا نماز میں دانستہ بات کرلی تو نماز پوری ہوگئی۔ص ۵۵۔

(معاذاللہ) آنحضرتؐ سے کئی نمازیں فوت ہوگئیں تھیں ۔ص ۲۵۔

امام الحرمین ابوالمعالی عبدالملک الجوینی نے اپنی کتاب مغیث الخلق فی اختیار الاحق میں بیان کیا ہے کہ سلطان محمود بن سبکتگین ابوحنیفہ کے مذہب پر تھا اور علم حدیث کا بڑا شوقین تھا ۔اُس نے فریقین کے فقہا کو جمع کیا اور ان سے کہا تم اپنے مذہب کی حقانیت کے بارے میں بحث کرو۔ چنانچہ یہ طے پایا گیا کہ اُس کے سامنے دو رکعت نماز پڑھیں شافعی مذہب کے مطابق اور ابوحنیفہ کے مذہب کے مطابق۔ تاکہ سلطان کو اس بارے میں غور و فکر کرسکے کہ کون حق پر ہیں۔ اس پر القفال مروزی نے مکمل طہارت اور طہارت کے معتبر شرائط، ستر، استقبال قبلہ کے ساتھ نماز پڑھی اور کہا کہ یہ وہ نماز ہے کہ اس سے کم کو امام شافعی نماز قرار نہیں دیتے ۔پھر انہوں نے اس طریق پر نماز پڑھی جس کو ابوحنیفہ کی فقہ میں جائز سمجھی جاتی ہے۔اس نے کتے کا رنگا ہوا (دباغت) چمڑا پہنا اور اس لباس کے چوتھے حصے کو نجاست سے آلودہ کیا اور نبیذ (شراب) سے وضو کیا اور وہ بھی اُلٹا پلٹا بغیر نیت کے نماز میں فارسی میں تکبیر الحرام کہی پھر بغیر رکوع کے اور بغیر فصل کے مرغ کی طرح دو ٹھونگیں سجدہ کے ماری پھر تشہد پڑھا اور آخر میں سلام پڑھنے سے قبل پاد ماری (گوز) اور کہا اے سلطان یہ ہے ابوحنیفہ کی نماز ۔سلطان نے کہا اگر تم ثابت نہ کرسکو کہ یہ نماز ابوحنیفہ کی ہے تو میں ابھی تمہاری گردن اڑا دوں گا ۔کیونکہ اس قسم کی نماز کسی دین میں جائز نہیں قرار پا سکتی ۔القفال نے کتب خانے سے ابو حنیفہ کی کتاب فقہ نکال کردی ۔سلطان نے ایک نصرانی کاتب کو دونوں مذاہب کی کتابیں پڑھنے کا حکم دیا تو ابوحنیفہ کی نماز ایسے ہی پائی گئی جیسے القفال نے بیان کی تھی ۔چنانچہ سلطان نے ابوحنیفہ کے مذہب کو چھوڑ کر امام شافعی کے مذہب کو اختیار کیا ۔تاریخ ابن خلکان المعروف وفیات الاعیان وابناء الزمان جلد ۵ ص ۲۱۰ طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔

فہرست

ا

اذان.......... ۲

ارسال الیدین.......... ۴

اوقات الصلواۃ.......... ۸

ب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.......... ۸

ح

حی علیٰ خیر العمل.......... ۲

ف

فقہ حنفیہ سے نماز.......... ۱۰

و

وضو.......... ۱

بسمہ سبحانہ

صحیح بخاری

و

صحیح مُسلم

سے

پیشکش

میر مراد علی خان

بسمہ سبحانہ

مقدمہ

اہل سنت والجماعت کے علماء اکرام اس بات پر متفق ہیں کہ روئے زمین پر قرآن مجید کے بعد اگر کوئی کتاب مستند ہے اور علم حدیث میں جسکی نظیر ناممکن ہے تو وہ صحیح بخاری ہے اور یہ مقولہ ہر ایک کی زبان پر ہے کہ " اصح الکتب بعد کتاب الباری الصحیح البخاری بعد از کتاب باری صحیح بخاری "۔ اس کتاب میں جو رسول اکرم ﷺ و آلہ کی زندگی کے نمونے پیش کئے گئے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ عصر حاضر کے بدنام ترین شخص سلمان رشدی کو شان رسالتؐ میں گستاخی کرنے کی جرات کیسے ہوئی۔

صحابہ کے فضائل میں اکثر حدیثیں بنی اُمیہ کے دور میں گھڑی گئیں تاکہ اُن کی بارگاہ میں رسوخ حاصل ہو سکے کیونکہ انکا خیال تھا وہ اس ذریعہ سے بنی ہاشم کو ذلیل و پست کر سکیں گے۔ چونکہ ان احادیث گھڑنے والوں کو اُن اصحاب کی جن کی وہ پرستش کرتے تھے اور دل و جان سے آج تک بھی مانتے ہیں کوئی فضیلت نظر نہیں آئی تو ان لوگوں یہ ارادہ کر لیا کہ اب پیغمبرؐ اسلام کے ہی کردار کو اتنا پست کر دو کہ ہمارے ممدوحین پیغمبرؐ سے بھی بہتر نظر آئیں۔ اگر آپ بغور اس کتاب کا مطالعہ کریں گے تو آنحضرتؐ کے بارے میں العیاذ باللہ یہ تصور کریں گے کہ:

آپؐ نماز میں رکعتیں بھول جاتے تھے۔ آپ کو قرآن یاد نہیں رہتا تھا۔ آپؐ پر جادو کر دیا گیا تھا تو آپؐ وہ کام کرتے تھے جو نہیں کرنا چاہئے تھا۔

یہ اسکی شان میں لکھا جا رہا ہے جس کے قول کو اللہ نے اپنا قول اور جسکے فعل کو اپنا فعل قرار دیا۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ ابو ہریرہ جو خیبر کے بعد مسلمان ہوئے تھے اور صرف ایک سال نو ماہ یعنی صرف (۲۱) مہینے حضور کی خدمت میں رہے تھے اس لئے کہ وہ علاء بن حضرمی کے ساتھ بحرین منتقل ہو گئے تھے اور جنکا شمار فقراء صفہ میں ہوتا تھا ان سے (۵۳۷۴) احادیث منسوب ہیں اور اگر حساب لگا جائے تو ابو ہریرہ سے ۹۰ احادیث روزانہ کا اوسط ہوتا ہے۔ جسمیں سے بخاری نے صرف (مصلحتاً) ۴۴۶ حدیثوں کو منتخب کیا اور باقی کو غیر صحیح سمجھا وہ بھی کسی مصلحت کی وجہ سے ہوگا۔

ابو ہریرہ نے ایک حدیث رسولؐ اکرم بیان کی، لوگوں نے جب اُن سے پوچھا کیا یہ حدیث تم نے رسولؐ اللہ سے سنی؟ تو ابو ہریرہ نے کہا نہیں یہ میرے ذہن کی پیداوار ہے قال : لا، ھذا من کیس ابو ھیریرہ۔ جلد ۷ ، کتاب النفقات ، وجوب النفقة علی الحل والعیال حدیث ۲۸۶، ص ۲۵۲۔

آیت وانذر عشیرتک الاقربین، مشہور یہ ہے کہ یہ آیت مکہ میں بعثت کے بعد اُتری جبکہ حضرت علیؑ دس یا گیارہ سال کے تھے اور ابو لھب زندہ تھا۔ امام بخاری اپنی کتاب میں اس کے راوی ابن عباسؓ کو بتلاتے ہوئے کچھ اور لکھ گئے ملاحظہ ہو جلد ۶۔ کتاب التفسیر باب سورہ الشعراء حدیث ۲۹۳، صرف اس لئے کہ اس دعوت میں حضرت علی کا ذکر نہ آسکے۔ حالانکہ ابن عباسؓ ہجرت سے دو سال قبل پیدا ہوئے تھے اور جب یہ آیت نازل ہوئی تو انکا وجود بھی نہیں تھا۔ اس آیت کے ذیل میں دوسری حدیث ۲۹۴۔ ابو ہریرہ سے یہ روایت ہے رسول اکرم نے قریش کو جمع کیا اور کہا "اے عباس، اے فاطمہؑ بنت محمدؐ میں اللہ کے سامنے کچھ کام نہ آنے کا"۔ آپ ہی انصاف کریں ابو ہریرہ اسلام لائے خیبر کے بعد اور جب یہ آیت نازل ہوی جناب فاطمہؑ پیدا ابھی نہیں ہوئی تھیں۔

عمر ابن خطاب سے (۵۰) روایاتیں لی گئیں اور عثمان بن عفان سے (۴)، اور حضرت علیؑ سے جو پیدائش سے وفات رسول تک ساتھ رہے (شعب ابو طالب میں تنہائی میں جہاں حضرت علیؑ کے علاوہ کوئی راوی ساتھ نہ تھا) کل بیس (۲۰) احادیث۔ جعلی احادیث کی کثرت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ بخاری نے چھ لاکھ حدیثوں میں سے صرف دو ہزار چھ سو اکسٹھ (۲۶۶۱) منتخب کیں مسلم نے آٹھ لاکھ میں سے چار ہزار (۴۰۰۰) منتخب کیں، ابو داؤد

نے پانچ لاکھ میں سے چار ہزار آٹھ سو(۴۸۰۰)، احمد ابن حنبل نے ساٹھ لاکھ پچاس ہزار میں تیس ہزار (۳۰۰۰۰)۔ مگر جب اس انتخاب کو بھی دیکھا جائے تو ایسی احادیث سامنے آتی ہیں کہ وہ کسی حالت میں بھی پیغمبرؐ اسلام کی طرف منسوب نہیں ہو سکتیں۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ مخالفین اور دشمنان محمدؐ و آل محمدؐ سے تو حدیثیں لی گئیں جیسے مروان، معاویہ، عمرو ابن عاص، عمر ابن سعد، شمر، حصین ابن نمیر، اشعث بن قیس وغیرہ وغیرہ لیکن جہاں سلسلہ روایت میں اہلبیت اطہار کا نام آیا قلم رک گئے۔

علامہ محمود ابوریہ (مصر) اپنی کتاب شیخ المضیرہ ترجمہ شائع کردہ ادارہ عظمت انسانیت کراچی صفحہ ۲۹ا میں لکھتے ہیں کہ من گھڑت احادیث کی پاداش میں عمر ابن خطاب نے ابوہریرہ کی کوڑوں سے خبر لی تھی۔ ابوہریرہ کے بعد کثرت روایت میں عائشہ کا نمبر ہے۔ ان سے دو ہزار دو سو(۲۲۰۰) روایتیں مروی ہیں (کل صحاح ستہ میں) اور دیگر ازواج میں جناب خدیجہؑ جنہوں نے حضورؐ کے ساتھ سب سے زیادہ زندگی تقریباً ۲۵ سال گذاری تین احادیث ملتی ہیں۔ جناب سیدہؑ سے کل ۱۹۔ حدیثوں کی تعداد چھ لاکھ تک پہنچ گئی جن میں سے بخاری نے صرف سات ہزار تین سو ستانوے (۷۳۹۷) تحریر کیں اور ان میں سے اگر مکررات کو نکال دیا جائے تو یہ تعداد دو ہزار چھ سو دو (۲۶۰۲) رہ جاتی ہے۔

مزید حیرت کی بات یہ ہے کہ مروان بن حکم جس کے اعمال بیحد خراب اور اللہ اور رسولؐ اللہ نے جسے ملعون کہا متعدد بار امام بخاری نے اُس سے حدیث لی اور یہ تاویل پیش کی کہ بعض لوگ برے ہوتے ہیں مگر حدیث کی روایت میں با احتیاط اور سچے ہوتے ہیں اور بعض لوگ بہت ہی نیک ہوتے ہیں مگر اپنی نیکی کے بنا پر اسناد پر غور نہیں کرتے۔ (ملاحظہ ہو تیسیر الباری ترجمہ و شرح صحیح البخاری جلد ۴، صفحہ ۲۷۶)

اگر کسی حدیث کے سلسلہ میں ایک شیعہ بھی آجائے تو اس کو یہ کہہ کر رد کردیا گیا کہ وہ رافضی تھا۔

زیر نظر مقالہ میں میں نے دو کتابوں سے استفادہ کیا ہے میں نے کتاب صحیح بخاری ترجمہ علامہ وحید الزمان مکتبہ رحمانیہ لاہور اور بعض مقامات پر میں نے تیسیر الباری شرح صحیح البخاری علامہ وحید الزمان مطبوعہ اعتقاد پبلشنگ ہاوس نئی دہلی سے استفادہ کیا ہے۔ کئی احادیث کی میں نے بخوف طوالت صرف اشارتاً ذکر کیا ہے۔ تفصیل کے لئے اصل کتاب ملاحظہ فرمائیں۔

رہنما

جلد = ج، باب = ب ، حدیث = ح، اور صفحہ = ص

۱ پیغمبرؐ سر اور پیر پر مسح کرتے تھے ۔ج اباب ۱۴۵حدیث ۲۰۲ ۔ ۲۰۰

۲ آنحضرتؐ پشت سے بھی ایسے ہی دیکھتے تھے جیسے آگے سے ۔ج ا،باب ۲۸۰،ح ۴۰۶۔۴۰۵

۳ عمارؓ کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا یہ اُن کو جنت کی طرف بلاتے ہوں گے اور یہ گروہ اُن کو دوزخ کی طرف بلائے گا ۔ا،۳۰۳،۴۳۲

۴ فتنہ کا دروازہ عمر ابن خطاب تھے۔ج ا،ب ۳۵۳،ح ۴۹۸

۵ بقول صحابی انس تمام سنت رسولؐ دمشق (شام) میں ضائع کردی گئیں۔جو چیزیں عہد رسولؐ میں تھیں اُن میں سے ایک بھی باقی نہیں رہیں حتیٰ کے نماز بھی۔ج ا،ب ۳۵۶،۴۳،ح ۵۰۰۔۵۰۱۔

۶ مدینہ میں آنحضرتؐ نماز ظہر وعصر ، اور وقت مغرب،مغرب اور عشاء ملا کر پڑھتے تھے۔ج ا،ب ۳۶۱،۳۶۷، اور ح ۵۱۴ اور ۵۳۳

۷ ابو دردا ''واللہ، احمدؐ کے دین کی کوئی بات میں نہیں دیکھتا''۔ج،ب ۴۲۱،ح ۶۱۹

۸ آنحضرتؐ دو آدمیوں کا سہارا لیکر مسجد میں آئے ایک ابن عباس تھے دوسرا ایک اور شخص تھا مگر عائشہ نے بسبب دشمنی علیؑ انکا نام نہیں بتلایا۔ج ا،ب ۴۲۹ اور ۴۴۱، ح ۶۳۱ اور ۶۵۲۔

۹ آنحضرتؐ کا گیلی مٹی پر سجدہ کرنا۔ج،ب ۴۳۱،ح ۶۳۵۔

۱۰ آنحضرتؐ کا ہاتھ کھول کر نماز پڑھنا (ترجمہ میں غلطی ہے)۔ج،ب ۴۷۵،ح ۷۰۱۔

۱۱ حضرت علیؑ نے جب نماز پڑھائی تو لوگوں نے کہا آج آنحضرت والی نماز یاد دلائی۔ج،ب ۵۰۵ اور ۵۳۴،ح ۷۴۷ اور ۷۸۷۔

۱۲ آنحضرتؐ دعائے قنوت پڑھتے تھے اور قنوت میں لعنت کرتے تھے۔ج ا،ب ۵۱۶،۶۳۶،ح ۷۶۰،۹۴۸۔

۱۳ آنحضرتؐ کا نماز میں سلام پڑھنا۔ج،ب ۵۴۰،ح ۷۹۵

۱۴ آنحضرتؐ کے زمانہ میں جمعہ کی ایک اذان ہوتی تھی عثمان نے پہلے دو پھر بعد میں تین قوانین قائم کیں۔ج ا،ب ۵۷۸ اور ۵۷۹، ح ۸۶۸ و ۸۶۹۔

۱۵ غلہ خریدنے کے لئے لوگ آنحضرت کو جمعہ میں نماز میں چھوڑ کر چلے گئے (ترجمہ میں خطبہ لکھا ہے عربی میں "نصلی "یعنی حالت نماز میں)۔ج ا،ب ۵۹۲، ح۸۸۹۔

۱۶ دور بنی اُمیہ میں خطبہ عید نماز سے پہلے دیا جانے لگا۔ج ا،ب ۶۰۶، ح۹۰۸۔

۱۷ آنحضرتؐ وقت دعا حضرت ابو طالبؑ کے اشعار پڑھتے تھے۔ج۱،ب ۶۳۶، ح ۹۵۴۔

۱۸ آنحضرتؐ کا رونے سے منع نہیں کرنا بلکہ خود روئے۔ج۱،ب۷۸۷و۸۱۶، ح۱۱۷۷اور ۱۲۰۸۔

۱۹ آنحضرتؐ جنگ موتہ کا نقشہ دیکھ رہے تھے اور رو رہے تھے۔ج۱،ب ۷۸۸، ح ۱۱۷۳۔

۲۰ رونے کے سلسلہ میں عمر ابن خطاب کی غلط بیانی اور عائشہ کا تردید کرنا ۔ج۱،ب۸۱۶، ح۱۲۱۰۔

۲۱ عثمان بن عفان کی زوجہ کے وقت دفن آنحضرت کی یہ فرمانا کہ قبر میں وہ اُترے جو آج کی شب عورت کے پاس نہیں گیا عثمان نہیں اترے اسلئے کہ رات کو وہ صحبت کر چکے تھے اور رسولؐ رو رہے تھے۔ج ا،ب۸۱۶، ح۱۲۰۹ تیسیر الباری کتاب الجنائز، جلد دوم ص ۲۶۲، ۲۹۹ مع نوٹ۔نوٹ، جلد ۵ ص ۲۷۳۔

۲۲ ابو بکر کا کہنا کہ ایک رسی بھی کوئی زکوٰۃ نہ دے تو جنگ کروں گا۔ج۱،ب ۸۸۳، ح۱۳۱۸

۲۳ عائشہ زوجہ رسولؐ کے پاس صدقہ کی بکری کا لینا اور رسولؐ کا منع نہ کرنا۔(نوٹ آنحضرت کی ازواج آل میں شامل نہیں) تیسیر الباری جلد دوم ص۲۷۹، ۴۱۷

۲۴ آل محمد پر صدقہ حرام ہے۔اور حسنینؑ آل رسول ہیں۔ج۱،ب ۹۴۰، ح۱۳۹۸۔تیسیر الباری جلد ۶ ص ۴۱۷۔

۲۵ **تمتع حج** حضرت علی کا کہنا کہ میں آنحضرت کی سنت کو کسی کے قول کی بنا پر نہیں چھوڑ سکتا۔جبکہ عثمان سنت عمر کی بنا پر منع کر رہے

تھے۔ج ۱ب ۹۹۵،ح ۱۴۶۹۲ تیسیر الباری جلد ۲ ص ۴۶۴۔

۲۶ حج تمتع آنحضرت کی سنت ہے قول ابن عباس (عبد اللہ ابن زبیر منع کرتے تھے) بربنائے حکم عمر ابن خطاب۔ج ۱،ب ۹۹۵،ح ۱۴۷۳
، تیسیر الباری جلد ۲ ص ۴۶۷،۴۶۹۔

۲۷ ایک شخص (عمر ابن خطاب) نے اپنی رائے سے جو چاہا کر دیا۔ج ۱،ب ۹۹۶،ح ۱۴۷۶، تیسیر الباری جلد ۲ ص ۴۶۹۔

۲۸ حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت عمر ابن خطاب کا کہنا اور جناب امیرؑ کا تردید کرنا۔ اسپر عمر کا کہنا کہ اے ابو لحسن جہاں تم نہ ہو وہاں اللہ مجھکو نہ رکھے۔ج ۱،ب ۱۰۱۱،ح ۱۵۰۳، تیسیر الباری جلد ۲ ص ۴۸۷۔

۲۹ طواف النساء۔ج ۱،ب ۱۰۳۰،ح ۱۵۲۶، تیسیر الباری جلد ۲ ص ۵۱۶۔

۳۰ جو مکانات عبد المطلب کو ملے ان کے وارث حضرت عبد اللہ اور آنحضرتؐ کا بھی ان میں حصہ تھا۔ تیسیر الباری جلد ۲ ص ۴۸۱۔

۳۱ بعد وفات رسولؐ عائشہ کا ایک مرد کو غسل کر کے بتلانا۔ج ۱،ب ۱۷۶،ح ۲۴۷، تیسیر الباری جلد ۱ ص ۱۸۴۔

۳۲ عبد اللہ ابن عمر نماز مغرب وعشاء دونوں ملا کر پڑھا کرتے تھے۔ج ۱،ب ۱۱۳۳،ح ۱۶۹۰، تیسیر الباری جلد ۳ ص ۱۹۔

۳۳ آنحضرتؐ نے جب رمضان کے روزے واجب ہوئے تو عاشور کا روزہ چھوڑدیا جو جہالت کے زمانہ کا رواج تھا۔ج ۱،ب ۱۲۵۲و۱۸۷۸

۳۴ وقت افطار جب مشرق کی روشنی مغرب کی طرف پیٹھ موڑے۔ج ۱،ب ۱۲۲۶،ح ۱۸۳۲، تیسیر الباری جلد ۳ ص ۱۱۵۔

۳۵ تراویح باجماعت اچھی بدعت ہے (قول عمر ابن خطاب)۔ دور رسولؐ میں یہ نماز تہجد کی فرادیٰ کی طرح تھی۔ج ۱،ب ۱۲۵۳و۱۸۸۵
، تیسیر الباری جلد ۳ ص ۱۴۸۔

۳۶ قول عمر ابن خطاب کہ وہ احکام رسولؐ سے بوجہ تجارت غافل تھے جبکہ کمسن لوگ بھی ان احکام سے واقف تھے۔ج ۱،ب ۱۲۸۵،ح ۱۹۳۴، تیسیر الباری جلد ۳ ص ۱۸۵۔

۳۷ آنحضرتؐ تراویح کے لئے چوتھی رات کو آپؐ نہیں آئے اور فرمایا کہ کہیں تم اس کو فرض نہ سمجھو اور یہی حالت آپ کی وفات تک رہی۔
ج۱،ب۱۲۵۳،ح۱۸۸۶، تیسیر الباری جلد ۳ ص ۱۴۹

۳۸ حوض کوثر سے اصحاب ہٹادئے جائیں گے اسکی وجہ یہ کہ وہ اسلام سے پلٹ گئے تھے مرتد۔ (عربی میں اصحاب لکھا ہے ترجمہ میں لوگ لکھا)
ج۳،ب۸۵۷،ح۱۴۹۶۔۱۴۹۹، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۳۹۷۔۳۹۰

۳۹ آنحضرتؐ کی بیبیوں نے وارثت کا دعوی کیا تو بیبیوں کو بھی سوائے عائشہ کے "لا نرث ولا نورث" اس حدیث کا علم نہ تھا۔
ج۳،ب۹۱۶۔۱۶۳۶، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۵۰۱ ۔

۴۰ آنحضرتؐ نے کفار کے مُردوں سے مخاطب ہو کر کہا عمر کو تعجب ہوا کہا آپؐ نے مُردوں سے بات کی۔ آپؐ نے فرمایا یہ تم سے بہتر سنتے ہیں۔ ج۲،ب۴۵۷،ح۱۱۵۴، تیسیر الباری جلد ۵ ص ۲۴۹ اور ص ۲۵۰۔

۴۱ عثمان بن عفان جنگ اُحد میں بھاگ گئے تھے۔ نہ وہ بدر میں شریک تھے نہ بیعت رضوان میں۔ ج۲،۴۸۶،ح۱۲۳۳، تیسیر الباری جلد ۵ ص ۳۱۷ و ص ۳۱۸۔

۴۲ آنحضرتؐ نماز میں قنوت میں فلانے فلانے فلانے پر لعنت فرماتے تھے۔ ج۲،ب۴۸۹،ح۱۲۳۵، تیسیر الباری جلد ۵ ص ۳۲۰۔

۴۳ جنگ اُحد میں آنحضرتؐ کو چھوڑ کر سب بھاگ گئے تھے۔ ج۲،ب۴۸۷،ح۱۲۳۴، تیسیر الباری جلد ۵ ص ۳۱۸۔

۴۴ سیدہؑ کونین روز اُحد آنحضرتؐ کے زخم دھورہی تھیں۔ ج۲،ب۴۹۳ح۱۲۴۰، تیسیر الباری جلد ۵ ص ۳۲۶۔

۴۵ واقعہ افک اور عائشہ۔ ج۲،ب۵۰۳،ح۱۳۰۰، تیسیر الباری جلد ۵ ص ۳۸۳۔۳۶۹۔

۴۶ جنگ حنین میں آنحضرتؐ کو چھوڑ کر سب بھاگ گئے۔ ج۲،ب ۵۲۴،ح۱۴۴۵

۴۷ اُن بھاگنے والوں میں عمر ابن خطاب تھے (معھم بعمر بن خطاب) ترجمہ میں جے ہوئے تھے لکھا ہے۔ ج۲،ب ۵۲۴،ح۱۴۴۸
، تیسیر الباری جلد ۵ ص ۴۸۱۔

۴۸ ارشاد رسولؐ کہ یا علیؑ میرے پاس تیرا درجہ ایسا ہے جیسے ہارون کا موسیٰ کے پاس ۔ج ۲،ب ۵۴۸،ح ۱۵۳۷، تیسیر الباری جلد ۵ ص ۵۵۲۔

۴۹ آنحضرتؐ کا پیروں پر مسح کرنا ۔ج ۲،ب ۵۵۱،ح ۱۵۴۲، تیسیر الباری جلد ۵ ص ۵۶۵۔

۵۰ ابو بکرہ نے کہا کہ جنگ جمل میں اسلئے عائشہ کے ساتھ نہیں شریک ہوا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا وہ قوم کہیں فلاح پا سکتی ہے جو اپنا کام نادان عورت کے سپرد کردے۔ج ۲،ب ۵۵۲،ح ۱۵۴۷، تیسیر الباری جلد ۵ ص ۵۶۷۔

۵۱ حدیث قرطاس اور معاذ اللہ یہ کہنا کہ آنحضرتؐ بڑبڑا رہے ہیں۔ج ۲،ب ۵۵۳ ح ۱۵۵۱، تیسیر الباری جلد ۵ ص ۵۷۱،۵۷۲۔

۵۲ ابو بکر کا شرمناک گالی دینا اور واقعہ حدیبیہ ۔ج ۳،ب ۴۲۔ح ۴، تیسیر الباری جلد ۶ ص ۶۸۵۔

۵۳ ابن عباس متعہ کو جائز جانتے تھے۔بخاری نے بغیر کسی حوالے کے ایک روایت حرام کی جناب امیرؑ سے منسوب کر دی۔ج ۳،ب ۶۱،ح ۱۰۶۔۱۰۴، تیسیر الباری جلد ۷ ص ۴۵۔۴۳،ص ۴۴۔

۵۴ آنحضرتؐ کا سر اور پیروں کا مسح کرنا۔ج ۳،ب ۲۶۰،ح ۴۸۷، تیسیر الباری جلد ۷ ص ۵۴۲۔

۵۵ آنحضرتؐ کو امام حسنؑ سے زیادہ کوئی محبوب نہیں تھا۔ ج ۳،ب ۵۰۹،ح ۸۲۸، تیسیر الباری جلد ۷ ص ۵۹۰۔

۵۶ ارشاد آنحضرتؐ امام حسنؑ و امام حسینؑ کے بارے میں۔ج ۳،ب ۵۷۰،ح ۹۳۱، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۱۵۔

۵۷ آنحضرتؐ نماز میں سلام کیسے پھیرتے تھے۔ج ۳،ب ۶۸۳،ح ۱۱۶۰، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۱۵۵۔

۵۸ جناب سیدہؑ تمام امت کے عورتوں کی سردار ۔ج ۳،ب ۷۲۳،ح ۱۲۱۳، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۱۹۵۔

۵۹ درود بر آل محمد ﷺ و آلہ۔ج ۳،ب ۷۶۵،ح ۱۲۸۱ ، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۲۴۰۔

۶۰ آل محمدؐ مسلسل تین رات پیٹ بھر کر کبھی نہیں کھائے ایک دن دو وقت کا کھانا نہیں کھائے۔ج ۳،ب ۸۲۱،ح ۱۳۷۴۔۱۳۷۵،

تیسیر الباری جلد ۸ ص ۳۰۹

۶۱ آل محمدؐ کے لئے آنحضرتؐ کی دعا۔ ج ۳،ب ۸۲۱،ح ۱۳۸۲، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۳۱۱

۶۲ اصحاب رسولؐ کو فرشتے دوزخ کی طرف لے جائیں گے اس لئے کہ وہ مرتد ہو گئے تھے۔ ج ۳،ب ۸۴۹،ح ۱۴۴۶، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۳۵۷۔

۶۳ اصحاب رسولؐ حوض کوثر پر (ترجمہ میں امتی لکھا عربی میں اصحابی)۔ ج ۳،ب ۸۵۷،ح ۱۴۹۰، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۳۹۲۔۳۹۱۔

۶۴ آنحضرتؐ کی شفاعت سے **لوگ** دوزخ سے نکالے جائیں گے۔ تیسیر الباری جلد ۸ ص ۳۷۷۔

۶۵ اصحاب رسولؐ حوض کوثر پر۔ ج ۳،ب ۸۵۷،ح ۱۴۹۷، تیسیر الباری جلد ۸۔ ۳۹۴۔

۶۶ اصحاب رسولؐ حوض کوثر پر۔ ج ۳،ب ۸۵۷،ح ۱۴۹۸، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۳۹۵۔

۶۷ اصحاب رسولؐ اور دوزخ۔ ج ۳،ب ۸۵۷،ح ۱۴۹۹، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۳۹۶۔

۶۸ ابو بکر کی بیعت بغیر سوچے ہو گئی تھی قول عمر ابن خطاب ۔ ج ۳،ب ۹۷۴،ح ۱۷۳۲، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۵۶۷ و ۵۷۴۔

۶۹ آنحضرتؐ کا ارشاد صحابی مقدادؓ سے کہ تو مکہ میں ایمان کو چھپاتا تھا۔ (تقیہ)۔ ج ۳،ب ۹۹۰،ح ۱۷۶۲، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۵۹۸۔

۷۰ حوالہ آیات قرآنی برائے تقیہ سورہ المومن ۴۰ ، وسورہ آل عمران ۲۸۔ ج ۳،ب ۹۹۱،ح ۱۷۶۸، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۶۰۲۔

۷۱ فدک۔ ج ۳،ب ۹۱۶،ح ۱۶۳۲۔ ۱۶۳۴ ، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۵۰۲۔ ۴۹۷۔

۷۲ جنگ میں بعض مسلمان مشرکین کے ساتھ ہو جاتے تھے خلاف رسولؐ۔ ج ۳،ب ۱۱۱۱،ح ۱۹۶۷، تیسیر الباری جلد ۹ ص ۱۴۹۔

۷۳ آنحضرتؐ کا ارشاد کہ فتنہ نجد سے نکلے گا (محمد بن عبد الوہاب نجدی) ۔ ج ۳،ب ۱۱۱۵،ح ۱۹۷۴، تیسیر الباری جلد ۹ ص ۱۵۵۔

۷۴ عبداللہ ابن عمر نے جناب امیر کی بیعت نہیں کی، مگر یزید کی بیعت کرلی۔ تیسیر الباری جلد ۹ ص ۱۵۸۔۱۵۷۔

۷۵ عمار یاسرؓ جمل کے بارے میں تقریر کی کہ تم اللہ کی اطاعت کرتے ہو یا عائشہ کی۔ ج ۳، ب ۱۱۱۷، ح ۱۹۷۹، تیسیر الباری جلد ۹ ص ۱۶۴۔۱۶۳۔

۷۶ ابو بکر، عمر اور دیگر مشہور صحابہ ابو حذیفہ کے غلام سالم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ تیسیر الباری جلد ۹ ص ۲۲۷۔

۷۷ ارشاد آنحضرتؐ کہ تم یہود اور نصاریٰ کی پیروی کروگے۔ ج ۳، ب ۱۲۲۱، ح ۲۱۶۱-۲۱۶۰، تیسیر الباری جلد ۹ ص ۳۴۳۔

۷۸ آنحضرتؐ کا عائشہ سے کہنا تم صواحب یوسف ہو (یعنی دل میں کچھ اور زبان پر کچھ یعنی منافق)۔ ج ۳، ب ۱۲۱۲، ح ۲۱۴۶، تیسیر الباری جلد ۹ ص ۳۲۷۔

۷۹ معاذ اللہ جہنم کے پکارنے پر اللہ اپنا پیر ڈالدے گا۔ ج ۳، ب ۱۲۶۰، ح ۲۲۸۱، تیسیر الباری جلد ۹ ص ۴۵۷۔

۸۰ دیدار خدا۔ ج ۳، ب ۱۲۵۹، ح ۲۲۶۸، تیسیر الباری جلد ۹ ص۔ ۴۳۵

۸۱ اگر ذبیحہ میں شک ہو تو بسم اللہ بولو اور کھالو۔ ج ۳، ب ۱۲۴۸، ح ۲۲۳۴، تیسیر الباری جلد ۹ ص ۴۰۶۔

۸۲ (معاذ اللہ) آنحضرتؐ کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے۔ ج ۱، ب ۱۵۸، ح ۲۲۲۔

۸۳ آنحضرتؐ رات دن (۲۴ گھنٹوں) میں گیارہ عورتوں سے صحبت کرتے تھے آپؐ میں تیس مردوں کی طاقت تھی (بقول عائشہ)۔ ج ۱، ب ۱۸۵، ح ۲۶۳ و ۲۶۴۔

۸۴ آنحضرتؐ عائشہ کے پیروں کے درمیان نماز پڑھتے تھے۔ ج ۱، ب ۲۶۲، ح ۳۷۳۔

۸۵ بعد از آنحضرتؐ کے وسیلہ سے شفاعت کے لئے دعا کرنا۔ ج ۱، ب ۳۹۸، ح ۵۸۵۔

۸۶ (معاذ اللہ) آنحضرتؐ نے یوم خندق نماز عصر قضا کردی۔ ج ۱، ب ۴۱۶، ح ۶۱۱

۸۷ آنحضرتؐ نے سو کر اٹھنے کے بعد بغیر وضو کے نماز پڑھی۔ ج۱، ب۴۴۸، ح۶۶۳۔

۸۸ نماز میں ہاتھ پر ہاتھ رکھنے والی روایت آنحضرتؐ تک نہیں پہنچائی۔ ج۱، ب۴۷۷، ح۷۰۳۔

۸۹ اسامہ بن قتادہ صحابی کا جھوٹی قسم کھانے پر عذاب میں مبتلا ہونا۔ ج۱، ب۴۸۵، ح۷۱۸۔

۹۰ ابو ہریرہ کا کہنا کہ میری نماز بہت مشابہ ہے آنحضرتؐ کی نماز سے نسبتاً دیگر اصحاب کے ۔ ج۱، ب۵۰۵، ح۷۴۸۔

۹۱ آنحضرتؐ کے دور میں اور دونوں خلفاء کے زمانے میں منیٰ میں دو رکعت نماز پڑھی جاتی تھی عثمان نے اپنی خلافت میں پوری نماز کردی
ج۱، ب۶۹۶، ح۱۰۲۱ اور ۱۰۲۳ ۔

۹۲ وقت وفات آنحضرتؐ جب ابو بکر نے سورہ آلعمران کی یہ آیت پڑھی وما محمدٌ الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل
تو اسوقت لوگوں کو اس آیت کی خبر تک نہیں تھی۔ ج۱، ب۷۸۷، ح۱۱۶۸۔

۹۳ آنحضرتؐ نے فرمایا جو اپنے پیشاب کی احتیاط نہیں کرتا وہ عذاب میں ہے۔ ج۱، ب۸۷۲، ح۱۲۹۵۔

۹۴ آنحضرتؐ عائشہ کے مکان میں دفن ہوئے۔ ج۱، ب۸۸۰، ح۱۳۰۶۔

۹۵ عمر ابن خطاب کا اجازت لینا عائشہ سے انکے کمرے میں دفن ہونے کے لئے۔ ج۱، ب۸۸۰، ح۱۳۱۰۔

۹۶ حدیث رسولؐ کہ سب سے پہلے آپؐ سے کون ملیگا تو فرمایا جسکے ہاتھ لانبے ہوں اسکا مطلب سخاوت تھی لوگوں نے واقعی ہاتھ ناپنا شروع
کیا چنانچہ زوجہ رسولؐ میں سب پہلے زینب کی وفات ہوئی آخر میں عائشہ۔ ج۱، ب۸۹۴، ح۱۳۳۷۔

۹۷ امام حسنؑ سے فرمانا کہ آل محمدؐ زکوٰۃ کا مال نہیں کھاتے۔ ج۱، ب۹۴۰، ح۱۳۹۸۔

۹۸ مزدلفہ میں آنحضرتؐ نے نماز مغرب وعشا پڑھی حالانکہ نماز کا وقت عرفات میں ہو چکا تھا۔ ج۱، ب۱۰۵۵، ح۱۵۶۶۔

۹۹ قول عمر ابن خطاب کہ ہم اللہ کے حکم کو لیں تو وہ حج وعمرہ پورا کرنے کا حکم دیتا ہے اور اگر آنحضرتؐ کے قول کو لیں تو آپؐ نے اسوقت تک

احرام نہیں کھولا جب تک قربانی نہ ہو جائے۔ ج۱،ب ۱۲۴، ح۱۱۷۹۔

١٠٠ آنحضرتؐ نے فرمایا بدعتی پر اللہ اور فرشتوں کی لعنت۔ ج۱،ب ۱۱۷۲، ح۱۷۴۹۔

١٠١ ابو ہریرہ حدیث غلط سمجھتے تھے اور غلط فتویٰ دیتے تھے۔ ج۱،ب ۱۲۰۶، ح۱۸۰۶۔

١٠٢ زمانہ رسولؐ اور ابو بکر میں لوگ تراویح فرادیٰ پڑھتے تھے عمر ابن خطاب نے باجماعت پڑھنے کا حکم دیا اور کہا یہ اچھی بدعت ہے۔ ج۱،ب ۱۲۵۳، ح۱۸۸۵۔

١٠٣ ابو ہریرہ کا کہنا کہ مہاجرین بازار میں مصروف رہتے تھے اور انصار اپنے باغات میں۔ میں ایک کنگال فقیر آدمی تھا جو کنگال سائبان کے فقیروں میں سے تھا لوگ بھول جاتے تھے میں یاد رکھتا تھا۔ ج۱،ب ۱۲۷۷، ح۱۹۲۰۔

١٠٤ عقبہ بن ابی وقاص صحابی، سعد ابن ابی وقاص کا بھائی اور وہ زانی تھا۔ ج۱،ب ۱۲۷۹، ح۱۹۲۶۔

١٠٥ عمر ابن خطاب کا کہنا کہ "میں بازاروں میں گم رہتا تھا اور آنحضرتؐ کے احکام سے غافل رہا"۔ ج۱،ب ۱۲۸۵، ح۱۹۳۴۔

١٠٦ آنحضرتؐ کا ارشاد امام حسنؑ کے بارے میں یااللہ تو اُس سے محبت کر جو اِس سے محبت کرے۔ ج۱،ب ۱۳۲۴، ح۱۹۹۱۔

١٠٧ حضرت ابراہیمؑ کا تقیہ کرنے کا حکم اپنی زوجہ سارہؓ کے بارے میں۔ ج۱،ب ۱۳۷۶، ح۲۰۷۶۔

١٠٩ عبداللہ ابن عمر کا عمل خلاف حکم آنحضرتؐ ہوتا تھا۔ ج۱،ب ۱۴۶۳، ح۲۱۹۰۔

١١٠ عائشہ بوجہ حسد سوکن کے پاس سے تحفہ میں بھیجا ہوا برتن توڑ دیا۔ ج۱،ب ۱۵۵۹، ح۲۳۱۷۔

١١١ آنحضرتؐ کی بیبیوں کی دو گروہ میں تھیں ایک میں عائشہ، حفصہ، صفیہ اور سودہ، دوسری گروہ میں حضرت ام سلمہؓ اور باقی بیبیاں تھیں۔ ج۱،ب ۱۶۱۳، ح۲۴۰۷۔

١١٢ عائشہ نے بغیر تحقیق کے ایک شخص سے (جس کا نام نہیں لکھا) بے حجاب باتیں کر رہی تھیں۔ آنحضرتؐ کے ٹوکنے پر بولیں میرا رضاعی

بھائی ہے جس پر آپؐ نے فرمایا "ذرا سنبھل کر چلو رضاعت وہی معتبر ہے جو کم سنی میں ہو"۔ج ا،ب ۱۶۴۹،ح ۲۴۶۸۔

۱۱۳ آنحضرتؐ کو ایک اندھے نے (معاذاللہ) قرآن کی آیتیں یاد دلائیں جو آپؐ بھول گئے تھے۔ج ا،ب ۱۶۵۳،ح ۲۴۷۶۔

۱۱۴ آنحضرتؐ کا ارشاد "یا علیؑ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں"۔ا، ۱۶۷۹، ۲۵۱۶۔

۱۱۵ آنحضرتؐ کا فرمانا امام حسنؑ کے بارے میں (لبنی) یہ میرا بیٹا ہے سید۔ج ا،ب ۱۶۸۲،ح ۲۵۲۰۔

۱۱۶ جناب امیر نے کچھ لوگوں کو (نصیری) آگ سے جلانے کی سزا دی (راوی عکرمہ)۔ج ۲،ب ۱۹۲،ح ۲۶۹، تیسیر الباری جلد ۴ ص ۱۸۳ ۔

۱۱۷ لڑائی میں مصلحتاً جھوٹ بولنا جائز ہے۔ج ۲،ب ۲۰۱،ح ۲۷۹۔

۱۱۸ اگر کسی سے فساد یا برائی کا اندیشہ ہو تو اس سے مکروفریب کیا جاسکتا ہے۔ج ۲،ب ۲۰۳۔

۱۱۹ اُحد میں آنحضرتؐ کے پاس صرف ۱۲ لوگ رہ گئے تھے اور آپؐ بھاگنے والوں کو آوازدے کر بلا رہے تھے مگر وہ سن نہیں رہے تھے۔
ج ۲،ب ۲۰۷،ح ۲۸۵۔

۱۲۰ ہلبیتؑ کے پاس قرآن کے سوا اور بھی کچھ وحی کی باتیں ہیں (صحیفہ جناب امیر) جو علم قرآن تھا جو اللہ کسی بندے کو عطا کرتا ہے۔
ج ۲،ب ۲۱۴،ح ۲۹۳۔

۱۲۱ آنحضرتؐ فارسی اور دیگر زبانوں سے بھی واقف تھے چنانچہ آپ نے امام حسنؑ سے جب کہا "کخ کخ" وہ فارسی لفظ تھا۔امام حسنؑ بھی یہ زبان سمجھتے تھے۔ج ۲،ب ۲۳۱،ح ۳۱۶۔

۱۲۲ فدک اور جناب سیدہؑ کا غضب ناک ہونا۔ج ۲،ب ۲۴۳،ح ۳۳۵۔

۱۲۳ آنحضرتؐ کا عائشہ کے گھر کی طرف اشارہ کر کے کہنا کہ یہیں سے شیطان اپنا سر نکالے گا اور دین کے فتنے نکلیں گے۔ج ۲،ب ۲۴۶ اور ۴۴۶ ،تیسیر الباری جلد ۴،ح ۲۵۲۔

۱۲۴ بنی مطلب اور بنی ہاشم ایک ہیں خمس کے مال میں سے بنی عبد شمس اور بنی نوفل کو کچھ نہیں ملتا تھا۔ ج۲، ب۲۵۹، ح۳۸۰۔

۱۲۵ عمر ابن خطاب پارسیوں سے جزیہ نہیں وصول کرتے تھے جب عبدالرحمٰن بن عوف نے بتلایا کہ آنحضرتؑ لیتے تھے تب وصول کرنا شروع کیا۔ ج۲، ب۲۶۳، ح۳۹۶۔

۱۲۶ حدیث قرطاس ابن عباس یاد کر کے اتنا روئے کہ کنکریاں بھیگ گئیں۔ ج۲، ب۲۶۸، ح۴۰۵

۱۲۷ خیبر کی فتح کے بعد ایک یہودن نے بھنی ہوئی زہریلی بکری آنحضرتؑ کے پاس بھیجی تھی۔ جو آپ نے نہیں کھائی۔ ج۲، ب۲۶۹، ح۴۰۶۔

۱۲۸ صلح حدیبیہ کے وقت عمر ابن خطاب کا شک کرنا اور بگڑنا اور آنحضرتؐ کا کہنا "خطاب کے بیٹے میں اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں اور جو میں کر رہا ہوں وہ حکم خدا کے مطابق ہے"۔ ج۲، ب۲۸۰، ح۴۱۷۔

۱۲۹ معراج میں حضرت موسیٰ کے کہنے سے نمازیں کم ہوئیں۔ حسن بصری نے اس حدیث سے انکار کیا۔ ج۲، ب۲۹۰، ح۴۹۰۔

۱۳۰ (معاذ اللہ) رسول اللہ پر جادو کیا گیا اور آپؐ پر اسکا یہ اثر ہوا کہ آپؐ کو معلوم ہوتا تھا کہ آپؐ کوئی کام کر رہے ہیں حالانکہ وہ کام نہیں کیا۔ (بقول عائشہ)۔ ج۲، ب۲۹۵، ح۵۰۰۔

۱۳۱ جس راستہ سے عمر بن خطاب جاتے تھے شیطان وہ راستہ بدل دیتا تھا۔ ج۲، ب۲۹۵، ح۵۲۵۔

۱۳۲ درود بر محمدؐ و آل محمدؐ۔ ج۲، ب۳۱۳، ح۵۹۵۔

۱۳۳ جناب موسیٰ کے کپڑے ایک پتھر لیکر بھاگا اور لوگوں نے انھیں برہنہ دیکھا۔ ج۲، ب۳۳۰، ح۶۲۸۔

۱۳۴ حضرت موسیٰ نے تھپڑ مار کر ملک الموت کی آنکھ پھوڑ دی۔ ج۲، ب۳۳۳، ح۶۳۱۔

۱۳۵ ابن عباس اور عمر ابن خطاب کی قرات میں فرق انما فَتَنّٰهُ کے بجائے انما فَتَنَاهُ پڑھتے تھے۔ ج۲، ب۳۴۰، ح۶۴۴۔

۱۳۶ بنی اُمیہ اور بنی ہاشم میں فرق یہ کہ بنی اُمیہ خمس کے مستحق نہیں تھے۔ج۲،ب۳۵۶،ح۱۷۷۔

۱۳۷ آنحضرتؐ کی آنکھ سوتی تھی دل نہیں سوتا تھا۔ج۲،ب۳۷۷،ح۸۱۷۔

۱۳۸ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ "میرے بعد کچھ لوگ پیدا ہوں گے تم اپنی نمازوں کو انکی نمازوں کے مقابل ناچیز سمجھو گے اور روزہ کو حقیر مگر وہ لوگ دین سے نکل گئے ہونگے" انکو جناب امیرؑ نے نہروان میں قتل کیا۔ج۲،ب۳۷۸،ح۸۱۵۔

۱۳۹ آنحضرتؐ نے فرمایا "میرے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو بات کریں گے تو سب سے افضل بات مگر وہ اسلام سے ایسے نکل گئے ہونگے جیسے تیر کمان سے"۔ ج۲،ب۳۷۸،ح۸۱۶۔

۱۴۰ ایک صحابی اپنے آپ کو جہنمی سمجھتا تھا اس لئے کہ اُس نے اپنی آواز کو آنحضرتؐ کی آواز سے بلند کیا تھا۔ج۲،ب۳۷۸،ح۸۱۸۔

۱۴۱ تعریف صحابی کہ وہ جس نے آنحضرتؐ کی صحبت اُٹھائی ہو یا آپؐ کو دیکھا ہو بشر طیکہ وہ مسلمان ہو وہ صحابی ہے۔ج۲،ب۳۸۲۔

۱۴۲ قاتل عمر ابن خطاب مسلمان تھا (بقول عمر ابن خطاب)۔ج۲،ب۳۹۰،ح۸۹۷۔

۱۴۳ عمر ابن خطاب نے جو نبیذ شراب پی تھی جب زخمی ہوئے ابو لولو کے خنجر سے تو پیٹ سے نکل گئی۔ج۲،ب۳۹۰،ح۸۹۷۔

۱۴۴ عبدالرحمٰن بن عوف نے جناب امیرؑ سے کہا "اگر تم کو خلیفہ بناؤں گا تو تم عدل اور انصاف سے کرو گے اور اگر عثمان کو بناؤں گا تو تم عثمان کی بات مانو گے"۔ج۲،ب۳۹۰،ح۸۹۷۔

۱۴۵ آنحضرتؐ نے فرمایا "جس نے فاطمہؑ کو غضبناک کیا اُس نے مجھ کو غضبناک کیا" ۔ج۲،ب۳۹۴،ح۹۰۹۔

۱۴۶ آنحضرتؐ نے فرمایا "فاطمہؑ جنت کے عورتوں کی سردار ہیں"۔ج۲،ب۳۹۴۔

۱۴۷ جنگ جمل کے وقت عمار یاسرؓ کا لوگوں سے کہنا کہ تم لوگ اللہ کی اطاعت کرتے ہو یا عائشہ کی اطاعت۔ج۲،ب۴۱۴،ح۹۵۷۔

۱۴۸ عائشہ کا جناب خدیجہؑ کے بارے میں کہا کہ "وہ بڈھی جس کے منہ میں دانت نہیں سرخ مسوڑھے والی"۔ج۲،ب۴۳۴،ح۱۰۰۷۔

۱۴۹ عائشہ کا کہنا کہ وہ کسی اور عورت پر اتنا حسد نہیں کرتی تھیں جتنا جناب خدیجہؑ سے "ماغرت"۔ج۲،ب ۴۳۴، ح۱۰۰۵

۱۵۰ ابو بکر کا ایک غلام تھا(نام نہیں لکھا) یہ اپنی کمائی لاکر ابو بکر کو دیتا اور ابو بکر اُسکی کمائی کھاتے تھے۔ج۲،ب۴۴۰، ح۱۰۲۳ ۔

۱۵۱ عبداللہ ابن عمر نے اپنے باپ عمر ابن خطاب سے بیعت رضوان میں سبقت کی۔ج۲،ب ۵۰۴، ح۱۳۳۷۔

۱۵۲ جناب سیدہؑ نے ابو بکر سے مرتے دم تک بات نہیں کی ۔ج۲،ب ۵۰۴، ح۱۳۸۳۔

۱۵۳ جنگ حنین میں بھاگنے کا واقعہ اور آپ کا رجز کہ میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں۔ج۲،ب ۵۲۴، ح۱۴۴۳۔

۱۵۴ آنحضرتؐ نے یمن کی طرف پہلے خالد بن ولید کو روانہ کیا پھر خالد کو ہٹا کر جناب امیرؑ کو مقرر کیا۔ج۲،ب۵۳۱، ح۱۴۷۳ ۔

۱۵۵ باوجود رسولؐ کے منع کرنے کے آنحضرتؐ کے دہن اقدس میں عائشہ نے زبردستی دوا ڈالی اور جب افاقہ ہوا تو آپؐ نے حکم دیا سوائے عباس کے یہ دوا سب چکھیں مگر کسی نے نہیں پیا ۔ج۲،ب ۵۵۳، ح۱۵۷۰۔

۱۵۶ وفات آنحضرتؐ کا کہنا کہ مجھ کو زہر آلود بکری کا گوشت کھانے کی تکلیف معلوم ہوتی ہے جو خیبر میں ایک یہودن نے بھیجا تھا(سوال۔ کیا غیر مسلم کا ذبیحہ جائز تھا جو پیغمبرؐ نے کھایا؟ اور مزید اس حدیث کو بھی دیکھیں اسی بخاری کی جلد۲،باب۲۶۹، حدیث۴۰۶ کہ آنحضرتؐ نے وہ گوشت نہیں کھایا تھا۔اب اوپر والی حدیث کا مطلب سمجھ میں آئے گا)۔ج۲،ب ۵۵۳،

۱۵۷ آنحضرتؐ کے وقت وفات اصحاب کا جھگڑنا اور "لَیَھْجُرُ" کہنا۔ج۲،ب ۵۵۳، ح۱۵۵۱۔

۱۵۸ لشکر اُسامہ میں ابو بکر اور عمر بھی شریک تھے ۔ج۲،ب۵۵۷، ح۱۵۸۰۔

۱۵۹ حالت نماز میں بھی اگر رسولؐ پکارے تو نماز چھوڑ کر آنا۔ج۲،ب۵۶۰، ح۱۵۸۵۔

۱۶۰ عمر ابن خطاب نے ازواج رسولؐ سے کہا کہ "اگر تم لوگ باز نہ آوگی تو رسولؐ تم کو طلاق دیدیں گے اور اللہ تم سے بہتر مسلمان بیبیاں عطا کریگا"۔ج۲،ب۵۰۷، ح۵۹۴۔

۱۶۱ عاشورہ کا روزہ ایام جہالت میں رکھا جاتا تھا جب رمضان کے روزے واجب ہو گئے تو عاشور کا روزہ چھوڑ دیا گیا۔ ج ۲، ب ۵۸۵، ح ۱۶۱۳۔

۱۶۲ عبداللہ ابن عمر کے نزدیک جہاد رکنِ دین نہیں۔ ج ۲، ب ۵۹۱، ح ۱۶۲۴۔

۱۶۳ عبداللہ ابن عمر کے نزدیک "اللہ نے عثمان کا قصور کو معاف کر دیا لیکن یہ معافی تم لوگ قبول نہیں کرتے، اور رہا علیؑ وہ آنحضرتؐ کے چچازاد بھائی اور آپ کے داماد تھے"۔ ج ۲، ب ۵۹۱، ح ۱۶۲۴۔

۱۶۴ عمرہ تمتع ایک شخص نے (عمر ابن خطاب) اپنی رائے سے جو چاہا وہ کہنے لگا۔ (قول حضرت علیؑ)۔ ج ۲، ب ۵۹۴، ح ۱۶۲۷۔

۱۶۵ وطی فی الدبر عبداللہ ابن عمر جائز قرار دیتے تھے دیگر صحابہ نے انکار کیا۔ ج ۲، ب ۶۰۰، ح ۱۶۳۴۔

۱۶۶ عبداللہ ابن زبیر کا اصرار کے منسوخ آیت کو قرآن سے مٹا دو۔ ج ۲، ب ۶۰۲، ح ۱۶۳۷۔

۱۶۷ عمر ابن خطاب کو آیت کا مطلب معلوم نہیں تھا۔ ج ۲، ب ۶۰۸، ح ۱۶۴۵۔

۱۶۸ دیدار خدا۔ ج ۲، ب ۶۴۴، ح ۱۶۸۹۔

۱۶۹ عمر ابن خطاب کو یہ معلوم تھا کہ آیت **الیوم اکملت** کب اور کہاں نازل ہوئی۔ ج ۲، ب ۶۶۵، ح ۱۷۱۴۔

۱۷۰ متعہ کب سے حلال تھی (تفصیل)۔ ج ۲، ب ۶۷۲، ح ۱۷۲۳۔

۱۷۱ مسلمان مشرکوں کے پاس جا کر مسلمانوں کے خلاف لڑتے تھے۔ ج ۲، ب ۶۹۵، ح ۱۷۵۸۔

۱۷۲ قرآن آنحضرتؐ کی حیات میں جمع نہیں ہوا تھا۔ ج ۲، ب ۷۱۷، ح ۱۷۸۵۔

۱۷۳ حضرت علیؑ نے فرمایا "روز قیامت میں سب سے پہلے دو زانو ہو کر اللہ کے سامنے میں اپنا مقدمہ پیش کروں گا"۔ ج ۲، ب ۷۶۸، ح ۱۸۵۳

۱۷۴ درود بر محمدؐ وآل محمدؐ۔ ج ۲، ب ۸۰۵، ح ۱۹۰۳۔

۱۷۵ عمر ابن خطاب کا آنحضرتؐ سے جھگڑا کرنا۔ ج۲، ب ۸۳۵، ح ۱۹۴۹۔

۱۷۶ ابو بکر اور عمر میں جھگڑا۔ ج۲، ب ۸۳۶، ح ۱۹۵۰

۱۷۷ فضیلت حضرت سلمانؓ۔ ج۲، ب ۸۶۸، ح ۲۰۰۲۔

۱۷۸ عائشہ اور حفصہ کے قلوب ٹیڑھے ہونے کا واقعہ۔ ج۲، ب ۸۷۹، ح ۲۰۱۵۔

۱۷۹ جناب ام سلمہؓ کا عمر ابن خطاب کو ڈانٹنا اور کہنا "خطاب کے بیٹے"۔ ج۲، ب ۸۸۰، ح ۲۰۱۷۔

۱۸۰ عمر ابن خطاب تلاوت میں الحی والقیوم کے بدلے **الحی القیام** پڑھتے تھے۔ ج۲، باب انا ارسلنا

۱۸۱ سورہ والیل میں معاویہ والے والذکر الانثیٰ کے بجائے وما خلق والذکر الانثیٰ پڑھتے تھے۔ ج۲، ب ۹۰۰، ح ۲۰۴۹۔

۱۸۲ عبداللہ ابن مسعود سورہ قل اعوذ برب الفلق اور الناس کو قرآن کا جزو نہیں سمجھتے تھے۔ ج۲، ب ۹۲۱، ح ۲۰۸۰۔

۱۸۳ قرآن کے جمع کرنے کا قصہ۔ ج۲، ب ۹۲۴، ح ۲۰۸۹ ۔

۱۸۴ ایک آیت کہیں نہیں ملی صرف ابو حزیمہ کے سوا۔ ج۲، ب ۹۲۵، ح ۲۰۹۰۔

۱۸۵ متعہ کے حلال ہونے کے بارے میں۔ ج۳، ب ۶۱، ح ۱۰۴

۱۸۶ بعض فقہا حنفیہ متعہ کا جائز سمجھتے تھے۔ ج۳، ب ۱۰۴۰، ح ۱۸۵۰۔

۱۸۷ عمر ابن خطاب کا اعتراف کے "وہ دادا کا، کلالہ کا، اور سود مسئلہ کاش آنحضرتؐ سے پوچھتے ہوتے"۔ ج۳، ب ۳۴۴، ح ۷۵۴۔

۱۸۸ تقیہ کرنے کا ثبوت۔ ج۳، ب ۹۹۰، ح ۱۷۶۲۔

۱۹۰ عمر ابن خطاب نے کہا "اگر لوگوں کا خوف نہ ہوتا تو قرآن میں میں اپنی مرضی سے بڑھادیتا"۔ ج۳، ب ۱۱۴۹

۱۹۱ آنحضرتؐ (معاذ اللہ) نماز میں رکعتیں بھول جاتے تھے۔ ج۳، ب ۵۹۷، ح ۹۸۸۔

۱۹۲ ارشاد آنحضرتؐ "خطاب کے بیٹے (عمر ابن خطاب) کیا ابھی تک تجھ کو شک ہے" افی شك انت یابن خطاب۔ تیسیر الباری ج ۳، ۱۴۳۸، ص ۴۷۵۔

۱۹۳ حفصہ کی گستاخیوں کی وجہ سے آنحضرتؐ سارا دن غصے میں رہتے تھے۔ تیسیر الباری ۳، ۱۴۳۸، ص ۴۷۶۔

۱۹۴ عمر ابن خطاب آنحضرتؐ کے سامنے توریت پڑھنے لگے جس پر دیگر صحابہ نے ان کو ملامت کی اور کہا کیا تم نہیں دیکھتے کہ آنحضرتؐ اس وجہ سے کتنے ناراض ہیں"۔ تیسیر الباری ۳، ۱۴۳۸، ص ۴۷۶۔

۱۹۵ حدیبیہ میں حضرت علی کا انکار انکے قوت ایمانی کا جوش تھا آنحضرتؐ کا حکم بطور وجوب نہیں تھا اور دوسرے یہ معجزہ دکھانا تھا کہ آپ کو لکھنا آتا ہے۔ (مترجم)۔ تیسیر الباری ج ۳، ح ۸۶۲، ص ۶۵۸۔

۱۹۶ عمر ابن خطاب حفصہ کے بیوہ ہونے کے بعد ہر ایک سے کہتے پھرتے تھے کہ "میں تمھارا نکاح حفصہ سے کردیتا ہوں" تیسیر الباری ج ۷، ح ۶۰، ص ۵۶۔

۱۹۷ امام نسائی اور اسحاق بن رھویہ کا قول کہ معاویہ کے بارے میں کہ صحابیت کا ادب مانع ہے اس کے بارے میں آنحضرتؐ کی صرف ایک حدیث ہے کہ اللہ اُس کا پیٹ نہ بھرے اور نیز یہ دشمن خاندان رسالت تھا۔ تیسیر الباری ج ۵، ح ۱۰۷ ص ۹۲-۹۰، باب معاویہ۔

۱۹۸ وقرن فی بیوتکن آنحضرتؐ کی بیبیوں کے لئے آیا تھا اور جناب ام سلمہؓ فرماتی تھیں "میں اونٹ پر سوار ہو کر حرکت کرنے والی نہیں ہوں جب تک آنحضرتؐ سے نہ مل جاؤں یعنی مرتے دم تک گھر میں رہوں گی"۔ تیسیر الباری ج ۵، ح ۱۱۶، ص ۹۵، باب مناقب عائشہ

۱۹۹ کلمہ اشہد ان علیاً ولی اللہ کے بجائے اشہد ان علیاً امام الاولیاء کہنا چاہئے (بقول علامہ وحید الزمان مترجم)۔ تیسیر الباری ج ۵، ح ۳۰۹، ص ۲۴۶ باب جنگ بدر۔

۲۰۰ آیت اکملت لکم کے بارے میں ایک یہودی نے عمر ابن خطاب سے کہا کہ یہ ایک ایسی آیت قرآن میں ہے اگر ہم یہودیوں کے ہاں

ہوتی تو ہم اُس دن کو روز عید ٹھیرتے۔ تیسیر الباری ۱، ۴۳، ص۴۰ باب زیادۃ الایمان ۔

۲۰۱ ایک شخص نے آنحضرتؐ سے اپنے باپ کا نام جو اُسکو علم نہیں تھا پوچھا آپؐ نے اُسکے صحیح باپ کا نام بتلایا اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اور پوچھو تو عمر فوراً دوزانو ہو کر بیٹھ گئے اور تین بار کہا ہم اللہ کے رب و دین اسلام اور آپ کے پیغمبرؐ ہونے سے خوش ہیں۔ یہ سن کر آپ چپ رہے۔ تیسیر الباری، ۱، ۹۳، ص۸۱، باب من برک علی رکبتیه

۲۰۲ نماز کی امامت کے لئے غلام، و ولد الزنا اور گنوار، اور نابالغ میں سے جو بھی اللہ کی کتاب کا زیادہ قاری ہو وہ کرے۔ تیسیر الباری، ج ۱ ،باب امامه العبد، ص۴۶۰

۲۰۳ ابن قاسم نے امام مالک سے نماز میں ہاتھ چھوڑ دینا نقل کیا ہے۔ تیسیر الباری، ج۱، ۷۰۷، ص۴۸۹، باب وضع الیمنی علی الیسری۔

۲۰۴ امام مالک کے نزدیک بعد سورہ حمد کے بعد آمین نہیں کہنا چاہئے۔ تیسیر الباری، ج ۱، ص ۵۱۳۔

۲۰۵ بعد قبول اسلام آنحضرتؐ نے خالد بن ولید پر تبراء کیا ۔ تیسیر الباری، ج۵، ۶۲۸، ص۴۹۵ ۔

۲۰۶ عائشہ کا عمل تھا وہ جب کسی مرد سے گوشہ پردہ نہ کرنا چاہتیں تو اپنی بھتیجیوں اور بھانجیوں سے کہتیں کے اُن کو پانچ بار دودھ پلادو حالانکہ وہ شخص بڑی عمر کا ہوتا تھا۔ پھر وہ شخص عائشہ کے پاس آتا جاتا رہتا آنحضرت کی دوسری بیبیاں خصوصاً ام سلمہؓ نے اس پر عمل کرنے سے انکار کیا کہ رضاعت کا تعلق بچپن سے ہے۔ تیسیر الباری، ج۵، بدر، ۳۳۵، ص۲۶۷۔

۲۰۷ ابو بکرہ نے کہا اللہ نے مجھے جنگ جمل کے دن رسول کی ایک حدیث نے بچالیا کہ "بھلا وہ قوم کہیں پنپ بھی سکتی ہے جو اپنا کام ایک عورت کے سپرد کر دے"۔ تیسیر الباری، ج۵، کتاب النبی، ۷۰۸، ص۵۶۷۔

۲۰۸ بخاری نے جناب امیر کو حضرت علی علیہ السلام لکھا۔ ج ۶، باب سورۃ والذاریات، کتاب التفسیر ، ص۳۷۲۔

۲۰۹ جس حدیث رسولؐ سے لوگ یزید ملعون کو جنتی کہتے ہیں اس میں قسطنطنیہ کا نام ہی نہیں ہے ہاں ایک حدیث ملتی ہے اور وہ بھی قیصر روم کے شہر میں جہاد کی ہے جو جزیرہ قبرص کی فتح کے بارے میں ہے اس میں ابو ایوب انصاریؓ شریک تھے ۲۸ھ میں واقع ہوا تھا۔ تیسیر الباری، ج۴، ما قیل فی قتال روم، کتاب الجہاد ۱۷۵، ص۱۲۵۔

۲۱۰ حدیث قرطاس کے وقت عمر ابن خطاب نے ہجر لفظ کہا تھا۔ تیسیر الباری، ج۴، هل یستشفع، کتاب الجهاد۲۸۸، ص۲۱۱

۲۱۱ عثمان نے فدک مروان کو جو انکا عزیز تھا دیدیا تھا۔ تیسیر الباری، ج۴، خمس، ۳۲۵، ص۲۴۳

۲۱۲ حدیث حوض رسولؐ اصحابی اصحابی کہیں گے اور فرشتے مرتد کہیں گے۔ تیسیر الباری، ج۴، الانبیاء، ۵۶۸، ص۴۲۷۔

۲۱۳ حرام رشتوں میں جہاں بیٹیاں اور بیٹے مراد ہیں وہاں پر نواسیاں اور پوتیاں اور نواسے اور پوتے بھی شامل ہیں۔ تیسیر الباری ج۷ باب، و ربائبکم، ص۲۷۔

۲۱۴ عمر ابن خطاب جب دعا مانگتے تھے تو رسولؐ کے چچا عباس کا وسیلہ دیتے تھے۔ تیسیر الباری، ج۱، ح۹۳۶، ص۹۵۵۔

۲۱۵ عبداللہ ابن عمر ابن خطاب نے لوگوں کو مخاطب ہو کر کہا کہ "ہم یزید سے اللہ اور رسول کے حکم کے موافق بیعت کر چکے اب اس (یزید) سے بغاوت نہیں کر سکتے، اگر کوئی بیعت کر کے توڑ ڈالے تو اُس میں اور مجھ میں کوئی تعلق نہیں رہا"۔ تیسیر الباری جلد۹ خرج فقال بخلافه پاره ۲۹، ۵۴، صفحہ ۱۷۱۔

۲۱۶ صحابہ میں عمر ابن خطاب اور عبداللہ ابن مسعود اس کے قائل تھے کہ غسل جنابت کے لئے اگر پانی دستیاب نہیں ہے تو تیمم بدل غسل کرنا درست نہیں اگر پانی نہ ملے تو نماز ہی نہ پڑھے۔ لیکن اور سب صحابہ اس کے خلاف تھے انہوں نے جب کے لئے تیمم جائز رکھا۔ تیسیر الباری، جلد۱، اذا اخاف الجنب، ۳۴۱، صفحہ ۲۴۶۔

۲۱۷ امام بخاری کے نزدیک کتے کا جھوٹا پاک ہے، امام شوکانی نے کہا اکثر علماء کے نزدیک وہ نجس ہے، اسی طرح کتے کا لعاب اور عکرمہ اور امام مالک کے نزدیک پاک ہے۔ سور کا بھی یہی حکم ہے امام مالک کے نزدیک سور کا جھوٹا بھی پاک ہے مگر دوسرے علماء نجس جانتے ہیں۔ تیسیر الباری، جلد۱، الماء الذی یغسل، حاشیہ، صفحہ ۱۳۴۔

۲۱۸ ابوحنیفہ کے نزدیک نبیذ (شراب) سے وضو جائز ہے۔ تیسیر الباری جلد۱، باب وضو، صفحہ ۱۷۷۔

۲۱۹ عائشہ سفر میں پوری نماز پڑھتی تھیں جبکہ قصر کرنا واجب ہے۔ تیسیر الباری، جلد۲، باب یقصر، صفحہ ۱۳۸۔

۲۲۰ عبداللہ ابن عمر بن خطاب نے خواب دیکھا کہ دو فرشتے اُنہیں جہنم کی طرف لے گئے جس میں کچھ لوگ جانے پہچانے نظر آئے۔

تیسیر الباری، جلد ۲،قیام لیل،۱۵۶۔

۲۲۱ عمر ابن خطاب بقول خود حالت نماز میں فوج کا حساب کرتے تھے، اور نماز مغرب میں قرأت ہی نہیں کی۔ تیسیر الباری جلد ۲ ، تفکر ،حاشیہ ص ۲۱۹۔

۲۲۲ جب معاویہ نے اپنی خلافت کے لئے کسی اعتراض کرنے والے کو اعتراض کرنے لئے کہاتو عبداللہ ابن عمر اس ڈر سے کے کہیں فساد نہ ہو خاموش رہے۔ تیسیر الباری، جلد ۵، خندق ، ۳۵۰۔

۲۲۳ بیعت رضوان جس شجر کے نیچے لی گئی تھی لوگ اس شجر کے نیچے نماز پڑھتے تھے۔ عمر ابن خطاب نے اس درخت کو کٹوادیا۔ تیسیر الباری ،جلد ۵،الحدیبیہ، صفحہ ۳۹۲۔

۲۲۴ مسلم بن عقبہ جس نے مدینہ میں بحکم یزید تاراجی کی تھی جب مرنے لگاتو مرتے وقت یہ دعا کی یااللہ میں نے شہادت توحید کے بعد کوئی نیکی اس سے بڑھ کر نہیں کی کہ مدینہ والوں کو قتل کیا۔ تیسیر الباری، جلد ۵، الحدیبیہ، صفحہ ۳۹۴۔

۲۲۵ براءبن عازب صحابی رسولؐ سے علاء بن مسیّب کے باپ نے پوچھا کہ آپ نے رسولؐ للہ کی صحبت اُٹھائی اور درخت کے نیچے آپؐ سے بیعت کی تو انہوں (براء بن عازب) نے کہا "تم کیا جانو ہم لوگوں نے (اصحاب رسولؐ) آنخضرتؐ کے بعد کیا کیا نئے گن کئے"۔ تیسیر الباری، جلد ۵،الحدیبیہ، صفحہ ۳۹۴۔

۲۲۶ ابوہریرہ جو فتح خیبر کے بعد اسلام لائے حدیث بیان کر رہے ہیں خیبر کی۔ تیسیر الباری، ج ۵، خیبر، ۵۱۵، صفحہ ۴۱۶۔

۲۲۷ حدیث رسولؐ کل علم اس مرد کو دونگا جس سے اللہ اور رسولؐ محبت کرتے ہیں اور وہ اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہو۔ تیسیر الباری ،ج۵، خیبر، ۵۲۰، صفحہ ۴۲۱۔

۲۲۸ ابن اسحاق نے ابورافع سے روایت کی کہ ایک یہودی نے حضرت علیؑ پر حملہ کر کے اُن کی ڈھال گرادی وہاں ایک دروازہ قلعہ کا تھا حضرت علیؑ نے اُسی کو اٹھالیا ڈھال کی طرح یہاں تک کہ قلعہ فتح ہو گیا ابورافع کہتے ہیں میں اور سات آدمی اور آٹھ آدمیوں نے (یعنی ۱۶) نے زور لگایاتو وہ دروازہ اُلٹ نہ سکا۔ تیسیر الباری، ج۵، خیبر، ۵۲۱، صفحہ ۴۲۲ حاشیہ۔

۲۲۹ متواتر احادیث ہیں جس میں گدھے کا گوشت روز خیبر حرام کیا گیا مگر کسی حدیث میں متعہ کے حرام ہونے کا تذکرہ نہیں ہے۔

تیسیر البار ی،ج۵،خیبر ،۵۲۶، ۵۳۴، صفحہ ۴۲۴ تا ۴۲۶۔

۲۳۰ خیبر کے دن عثمان ابن عفان (جو بنی اُمیہ سے تھے اور اپنے آپ کو قریش سمجھتے تھے) رسول ؐاللہ کے پاس جا کر خمس مانگا اور کہا آپؐ نے مطلب بن عبد مناف کی اولاد کو دیا حالانکہ ہمارا اور انکا رشتہ جو آپؐ کے ساتھ ہے وہ ایک ہے۔ آپ نے انکار کیا اور کہا ہاشم اور مطلب ایک ہے عبد شمس کو اور نوفل کی اولاد کو کچھ نہیں۔ تیسیر البار ی،ج۵،خیبر ،۵۳۸، صفحہ ۴۲۸۔

۲۳۱ جناب امیرؑ سے یہ منسوب ہے کہ آپ نے بعد وفات جناب سیدہؑ بیعت کی۔ مگر روایت میں کہیں نہیں لکھا کہ آپؑ نے واقعی بیعت کی تھی۔ تیسیر البار ی،ج۵،خیبر ۵۴۶، صفحہ ۴۳۴ تا ۴۳۶۔

۲۳۲ جیش اسامہ میں ابو بکر ،عمر ،اور ابوعبیدہ وغیرہ شامل تھے۔ تیسیر البار ی،ج۵،غزوہ زید ،۲۵۵، صفحہ ۴۴۰ حاشیہ۔

۲۳۳ فرمایا رسولؐ اللہ نے جناب امیرؑ سے کہ انت منی و انا منك. تیسیر البار ی،ج۵،عمرہ قضاء، ۵۵۳، صفحہ ۴۴۲۔

۲۳۴ عبداللہ ابن عمر کی بیان کردہ حدیث پر عائشہ نے تردید کی۔ تیسیر البار ی،ج۵،ب ۵۵۵، ص ۴۴۳۔

۲۳۵ زنا سے پیدا ہوا طفل زانی کا نہیں ہوتا بلکہ اس شخص کا ہوتا ہے جس کی زوجہ سے یا کنیز سے پیدا ہوا ہو۔ تیسیر البار ی،ج۵،مکہ ،۵۹۶، ص ۴۷۰

۲۳۶ رسولؐ اکرم کے سامنے ابو بکر اور عمر کے درمیان بلند آواز سے جھگڑا کرنا اور سورہ حجرت کی یہ آیت کہ اللہ اور رسول سامنے باتیں۔۔۔ تیسیر البار ی،ج۵،باب غزوۃ عینیہ، ۶۵۳، ص ۵۱۷۔

۲۳۷ حدیث منزلت۔ حاشیہ میں کہ جناب امیرؑ میں بغیر نبوت کے سارے کمالات موجود تھے مگر مفضول کی خلافت افضل کے مقابل قبول ہے (امام نووی)۔ تیسیر البار ی،ج۵،باب تبوک ،ح ۷۰۰، ص ۵۵۲۔

۲۳۸ حاکم اور سعد نے جو روایت کی کہ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کی گود میں وفات پائی تو یہ روایت اس بنا پر صحیح نہیں ہے کہ اسکی سند میں ایک شیعہ ہے (حاشیہ)۔ تیسیر البار ی،ج۵،مرض النبی، ۷۲۲، صفحہ ۵۷۵۔

۲۳۹ معاویہ کا یہ کہنا کہ لوگ جھوٹی حدیثیں بیان کررہے ہیں۔ تیسیر البار ی،ج۴،مناقب ،ح ۷۰۴، ص ۵۴۰۔

۲۴۰ قریش قصی بن کلاب کی اولاد کا نام ہے اور فرمایا رسولؐ اللہ نے کہ سرداری قریش کا ہاں رہے گی۔ تیسیر البار ی، ج۴، مناقب، ۵،۴۰۷،
ص ۵۴۰۔

۲۴۱ قرآن کا جمع کرنا (حاشیہ)۔ تیسیر البار ی، ج۴، ب نزالقران، ح۷،۴۰۹، ص ۵۴۳۔

۲۴۲ فرمایا رسولؐ اللہ نے کہ "اللہ کو دیکھ کر روز قیامت میں سجدے میں گر پڑوں گا"۔ تیسیر البار ی، ج۶، بقرہ، ۴،۲۔

۲۴۳ سورۃ بقرہ میں تمام قاریان "فوم" یعنی گیہوں کہتے تھے اور ابن مسعود "ثوم" (لہسن)۔ تیسیر البار ی، ۶، شیاطین، ۳، ۷۔

۲۴۴ قول عمر ابن خطاب کہ علیؑ سب سے عمدہ قاضی ہیں۔ تیسیر البار ی ج۶، قولہ، ۸، ص ۱۱۔

۲۴۵ صراط علی مستقیم۔ لفظ "شیع" کی تفسیر۔ (حاشیہ) تیسیر البار ی، ج۶، حجر، ۲۲۲، ۲۲۳، ص ۱۹۳۔

۲۴۶ سورہ حجر لفظ فزع اور فرغ کی قرأت میں فرق اصحاب کے زبانی۔ تیسیر البار ی، ۶ حجر، ۲۲۴، ص ۱۹۵۔

۲۴۷ ابو حنیفہ نے نماز میں فارسی، اردو، یا کسی زبان میں قرآن کے ترجمہ کی قرأت کو جائز رکھا۔ تیسیر البار ی، ج۶، حجر، ۲۲۴ حاشیہ ۱۹۸۔

۲۴۸ اگر رسول اکرمؐ پکاریں چاہے نماز میں ہی کیوں نہ ہو فوراً چلے آجاؤ۔ تیسیر البار ی، ج۶، سبع مثانی، ۲۲۶، ص ۱۹۷۔

۲۴۹ واقعہ افک میں جس کنیز کو برائے تصدیق اور گواہی کے لایا گیا اسکا نام بریرہ ہے۔ یہ واقعہ افک ۶ ہجری کا ہے۔ بریرہ کنیز کو عائشہ نے فتح مکہ
کے بعد ۱۰یا ۹ ہجری میں خریدا۔ (اب یہ گواہی یا صفائی بریرہ کے طرف سے دی گئی کہاں تک سچ ہے۔ اس کے علاوہ سعد بن معاذ نے بھی
عائشہ کے حق میں کہا حالانکہ سعد بن معاذ خندق کی لڑائی ۴ ہجری میں پہلے ہی شہید ہو چکے تھے)۔ تیسیر البار ی، ۶، افک، ۲۷۳، ۲۵۸،
۲۷۰ مع حاشیہ۔

۲۵۰ منقول ہے کہ آنحضرتؐ کے آباء و اجداد نے کبھی بت پرستی نہیں کی بلکہ سب کے سب موحد گذرے اسکا مطلب یہ ہے کہ جب تک نور
اُن کی پشت میں رہا اسوقت تک انہوں نے بُت پرستی نہیں کی جب نور ان سے جدا ہو گیا تو اسوقت شرک میں مبتلا ہو گئے۔ تیسیر البار ی
، ۶، انك لا تهدى، ۲۹۵، صفحہ ۲۹۳ (حاشیہ ۹)۔

٢٥١ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسولؐ اللہ نے قیامت کے دن اللہ زمین کو ایک مٹھی میں لیلے گا اور آسمانوں کو داہنے ہاتھ میں لپیٹ لے گا۔ تیسیر الباری ٦، قبضته یوم القیامه، ٣٣٦، صفحہ ٣٣٢۔

٢٥٢ الا المودة فی القربیٰ سعید بن جبیر نے کہا اس سے رسولؐ کی آل مراد ہے۔ ابن عباس سے ابن ابی حاتم نے اخذ کیا کہ اس سے جناب فاطمہؑ کی اولاد مراد ہے۔ ابن کثیر نے لکھا کہ اسکا راوی حسین اشقر ہے جو شیعہ حدیث بنانے والا ہے اور یہ آیت مکہ کی ہے جبکہ فاطمہؑ کی کوئی اولاد نہیں تھی (مروان سے تو حدیث لی جائے اور شیعہ ہونے کا شک بھی ہو تو رد کر دی جائے)۔ تیسیر الباری ٦، مودة، ٣٤٣، ص ٣٤٣۔

٢٥٣ ہجڑے کی امامت نماز کے لئے جائز ہے۔ باغی اور بدعتی کے پیچھے بھی (امامت میں) نماز جائز۔ تیسیر الباری ١، امامة المفتون، صفحہ ٤٦٢۔

٢٥٤ سورہ نساء آیت ٣٣۔ پہلے عاقدت تھا ب عقدت ہے۔ تیسیر الباری ج٨، فرائض زویا الارحام، ص ٥١٥۔

٢٥٥ آنحضرتؐ اپنے دامادوں سے عہد لیتے تھے کہ آپ کی بیٹیوں کی حیات میں وہ کسی اور سے نکاح نہ کریں۔ تیسیر الباری ٥، مناقب، ٧٦، ٧١

٢٥٦ زید بن عبد اللہ ابن عمر ابن خطاب نے اپنے والد عبد اللہ ابن عمر بن خطاب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا اسلام قبول کرنے کے بعد عمر ابن خطاب ڈرے ہوئے گھر میں بیٹھے رہتے تھے جب عاص بن وائل نے دیکھا کہ یہ خوف زدہ ہیں تو پوچھا کہ تیرا یہ حال کیوں ہے تو کہا لوگ کہتے ہیں کہ اگر میں مسلمان ہو اتو مجھ کو مار ڈالیں گے۔ جب لوگ عمر کے گھر آئے تو عاص نے لوگوں سے پوچھا کیوں آئے ہو تو لوگوں نے جواب دیا "خطاب کے بیٹے کی خبر لینے آئے ہیں"۔ اس پر عاص نے کہا تم عمر کو مت ستاؤ۔ یہ سنتے ہی لوگ چلے گئے۔ تیسیر الباری، ج٥، باب اسلام عمر بن خطاب، ح ٢٠٤، ص ١٦٠۔

٢٥٧ آیت رجم قرآن میں موجود تھی جواب نہیں ہے۔ تیسیر الباری ج٦، باب اثم الزناة ، ح ٨٠٢، ص ٥٥٥۔

٢٥٨ فدک کے سلسلے میں امام نووی کی شرح۔ تیسیر الباری ج٦، باب لا نرث، ح ٧٢٠، ص ٥٠٢۔

٢٥٩ ماعز اسلمی (صحابی) نے چار بار زنا کرنے کا اعتراف کیا اور سنگسار ہوا۔ تیسیر الباری ج٦، باب لا یرجم، ح ٨٠٥، ص ٥٥٦۔

٢٦٠ سورہ حج آیت ٥٢۔ وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی، ابن عباسؓ ولا نبی "کے بعد" ولا محدث" پڑھتے تھے۔

۲۶۹ عبداللہ ابن ابی کو جب عمرؓ نے قتل کرنے کا اظہار کیا تو آنحضرتؐ نے فرمایا نہیں ایسا مت کرو لوگ کہیں گے محمدؐ اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں۔ تیسیر الباری ج ۴، ماینھی من دعوۃ، ح ۷۲۰، ص ۵۵۰۔

۲۷۰ آنحضرتؐ کا ارشاد کہ میں بہترین نسل میں رہا بعثت من خیر قرون بنی آدم قرنا فقرنا حتی کنت من القرآن الذی کنت منہ، تیسیر الباری جلد ۴، صفۃ النبی، ح ۷۵۷، ص ۵۷۲۔

۲۷۱ ہجرت کا واقعہ ابو بکر کے زبانی۔ تیسیر الباری، ج ۴، ح ۸۱۲، ص ۶۱۰۔

۲۷۲ مدعم جو صحابی رسول اللہ تھا آنحضرتؐ کے اونٹ کی پالان اُتار رہا تھا اتنے میں ایک تیر آیا اور اُس کو لگا اور وہ مر گیا۔ لوگوں نے کہا اِس کو جنت مبارک۔ فرمایا رسول اللہ نے "ہرگز نہیں جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس (مدعم) نے حنین میں کمبل چُرائی تھی مال غنیمت سے وہ اس وقت آگ بن کر اُسکو جلا رہی ہے" یہ سُن کر ایک اور صحابی نے دو جوتے کے تسمے چرائے تھے لا کر رکھ دئے۔
تیسیر الباری، ج ۵، کتاب المغازی، ۵۴۱، ۴۳۱۔

۲۷۳ کرکرہ جو رسول اللہ کی خدمت کرتا تھا اور صحابی کی تعریف میں بھی شامل تھا وہ مر گیا۔ فرمایا رسول اللہ نے "وہ جہنم میں گیا اُس نے کمبل چُرائی تھی مال غنیمت سے وہ اس وقت آگ بن کر اُسکو جلا رہی ہے"۔ تیسیر الباری، ج ۴، کتاب الجہاد، ح ۳۰۸، ص ۲۲۸۔

۲۷۴ حدثنا مسدد یحیٰ عن عمران ابی بکر حدثنا ابو رجاء عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالی عنہ قال نزلت آیۃ المتعۃ فی الکتاب اللہ ففعلنا ھا مع رسول اللہ صلی اللہ وسلم ینزل قرآن یحرمہ ولم ننہ عنھا حتیٰ مات رجل برایہ ماشاء قال محمد یقال انہ عمر۔ ترجمہ ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحیٰی نے اُنہوں نے عمران ابو بکر سے انہوں نے ابو رجاء سے اُنہوں نے عمران بن حصین سے اُنہوں نے کہا متعہ کی آیت اللہ کی کتاب میں اُتری اور ہم نے آنحضرتؐ کے زمانے میں کیا اس کے بعد کوئی آیت قران کی ایسی نہیں اُتری جس سے منع کیا گیا ہو اور نہ ہی آنحضرتؐ نے منع کیا یہاں تک آپؐ کی وفات ہو گئی۔ اب ایک شخص نے اپنی رائے سے جو چاہا کرنے لگا۔ محمد نے کہا وہ عمر تھے۔ تیسیر الباری، ۵ کتاب التفسیر، صحیح بخاری مطبع دار الفکر بیروت جلد ۶ ص ۳۳۔ (واضح رہے کہ یہ حدیث عمداً حج کے باب میں میں رکھی گئی ہے اور تیسیر البخاری اور دیگر اردو ترجموں میں آخر میں عمر ابن خطاب کا نام نکالدیا گیا ہے)۔

۲۷۵ عن ابوھریرۃ أن رسول اللہ ﷺ قال: اذا نودی للصلاۃ أدبر الشیطان لہ ضراط حتی لا یسمع التاذین۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب فضل التاذین: ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان پاد تا ہوا (Releasing Gas) پیٹھ موڑ کر چل دیتا ہے پاد تا اس لئے کہ پاد کی آواز اذان کی آواز پر حاوی ہو جائے تاکہ تو ان کی آواز شیطان کو سُنائی نہ دے (معاذ اللہ)۔ تیسیر البخاری شرح صحیح بخاری جلد اول کتاب الاذان ص

تیسیر الباری، ج۵، باب مناقب عمر، ح۳۸، ص۳۴۔

۲۶۱ سورۃ کہف آیت ۷۹، وکان ورآئھم ملک یاخذ کل سفینۃ غصبا ابن عباس یوں پڑھتے تھے، وکان امامھم ملک یاخذہ کل سفینۃ صالحۃ۔ تیسیر الباری، ج۶، کتاب التفسیر، باب سورۃ کہف، ح۲۴۹، ص۲۲۲ تا ۲۲۳۔

۲۶۲ سورۃ کہف آیت ۸۰، واما الغلم فکان ابوہ مؤمنین ابن عباس کی قرات واما الغلم کے بعد فکان کافرا تھا۔ تیسیر الباری ۶، کتاب التفسیر، باب سورۃ کہف، ح۲۴۹، ص۲۲۲ تا ۲۲۳۔

۲۶۳ ابوہریرہ نے ایک حدیث رسولؐ اکرم بیان کی، لوگوں نے جب اُن سے پوچھا کیا یہ حدیث تم نے رسولؐ اللہ سے سنی تو؟ ابوہریرہ نے کہا نہیں یہ میرے ذہن کی پیداوار ہے قال : لا، ھذا من کیس ابو ھریرۃ۔ تیسیر الباری ۷، کتاب النفقات وجوب النفقۃ علیٰ الحل والعیال، ۲۵۲ حدیث ۲۶۸۔

۲۶۴ آنحضرتؐ نے دیکھا عائشہ جناب سیدہ سے جھگڑ رہی ہے تو عائشہ سے کہا ”حمیرا! تو میری بیٹی فاطمہؑ کا پیچھا نہیں چھوڑتی!“۔ تیسیر الباری، ج۷، کتاب النکاح، حسن معاشرہ، ص۱۰۷ (فوٹ نوٹ)۔

۲۶۵ فلیح بن سلیمان سے روایت ہے کہ فرمایا رسولؐ اللہ نے ”کسی کی مال اور صحبت کا احسان مجھ پر اتنا نہیں جتنا ابوبکر کا ہے، کسی کا دروازہ کھلا مت رکھو مسجد میں سوائے ابوبکر کے دروازہ کے۔ (اس کے راوی کے بارے ہے کہ یہ قابل بھروسہ نہیں تھا تذکرۃ الحفاظ جلد اول ص ۱۸۵) تیسیر الباری جلد اول الخوخۃ والممر فی المسجد، ۳۵۵، ص۳۲۵ تا ۳۲۶۔ ملاحظہ ہو امام نووی کا تبصرہ جس میں راوی کے بارے میں لکھا گیا۔

۲۶۶ ایسی ہی حدیث کے راوی عکرمہ ہے جو ابن عباس کا غلام تھا اور خارجی تھا امام مالک اور امام مسلم دونوں نے ان سے قطع تعلق رکھا تذکرۃ الحفاظ جلد اول ص۹۵۔ ابن خلکان حصہ سوم ص۲۱۳ طبقات ابن سعد۔ ایضاً۔ تیسیر الباری، ایضاً، ۳۲۶۳۵۶، ۳۲۷۔

۲۶۷ روز خندق عمر ابن خطاب رسولؐ اللہ کے سامنے کفار کو گالیاں دیں۔ تیسیر الباری، ج۵، باب خندق، ح۴۳۸، ص۳۵۲۔

۲۶۸ عن علی رضی اللہ عنه قال: ماکتبنا عن النبی صلی اللہ علیه وسلم إلا القرآن وما فی ھذہ الصحیفۃ فرمایا حضرت علیؑ نے ہم نے آنحضرتؐ کے زبانی قرآن لکھا اور اس کے علاوہ جو اس صحیفہ میں موجود ہے۔ تیسیر الباری، ج۴ باب اثم من عاھد ثم غدر، ح۴۰۴، ص۳۱۴۔

۴۰۸۔ اس حدیث کو تمام کتابوں میں تذکرہ کیا گیا۔

بسمہ سبحانہ

حوالے

صحاح ستہ سے

سنن ابوداوٗد، جامع ترمذی،

سنن ابن ماجہ، سنن نسائی،

موطا امام مالک، اور مشکواۃ شریف

ترتیب اور پیش کش

میر مراد علی خان

بسمہ سبحانہ

تعارف

مراتب صحاح میں سب سے پہلے مقام بخاری، دوسرا مرتبہ مسلم اور تیسرے مقام پر ابوداؤد اور پھر ترمذی، سنن نسائی ، پھر ابن ماجہ ہیں۔ بخاری اور مسلم کے علاوہ سنن کو بھی صحاح ہی کہا جاتا ہے کیونکہ ان میں احادیث صحیحہ درج ہیں اور اگر چند ضعیف درج ہو گئیں ہیں تو اُن کی وضاحتیں بھی ساتھ ساتھ لکھ دی گئیں ہیں۔ کتب احادیث میں بلحاظ مضامین چند اقسام ہیں۔

۱۔ جامع جو آٹھ مضامین پر مشتمل ہیں، سیر، آداب، تفسیر، عقائد، فتن، احکام، اور مناقب۔ بخاری اور ترمذی کو مذکورہ مضامین پر مشتمل ہونے کی بنا پر جامع کہا جاتا ہے اور صحیح مسلم میں چونکہ تفسیر کم ہے اس لئے اِس کو جامع نہیں کہا جاتا۔

۲۔ السنن۔ جن میں احکام کا بیان ہو۔ سنن کا اطلاق ابوداؤد، نسائی، اور ابن ماجہ پر کیا جاتا ہے۔

صرف تعارف کے لئے اس سلسلہ "حوالے" میں ذیل میں مصنفین کا مختصر حال درج ہے؛

امام مالک: امام مالک بن انس ولادت ۹۳ھ یا ۹۰ھ وفات ۱۷۹ھ

محمد ابن اسماعیل بخاری:۔ پیدائش ۱۳ر شوال ۱۹۴ھ میں اور شوال کی پہلی میں شب میں ۲۵۶ھ کو وفات ہوئی۔

مسلم ابن حجاج:۔ تولد ۲۰۴ھ اور وفات ۲۶۱ھ

سلیمان بن الاشعث :۔ یہ ابوداؤد پیدائش ۲۰۲ھ اور وفات ۲۷۵ھ

محمد ابن عیسیٰ ترمذی۔ ترمذ میں ۱۳ر رجب ۲۷۷ھ میں وفات پائی۔

احمد بن شعیب نسائی :۔ بمقام مکہ ۳۰۳ھ میں وفات پائی۔

ابن ماجہ:۔ یہ ابو عبداللہ محمد ہیں ۲۰۹ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۷۳ھ میں وفات پائی۔

ولی الدین محمد بن عبداللہ مصنف مشکوٰۃ شریف جو مستند احادیث صحاح ستہ میں ہیں اُن کو جمع کیا وفات ۷۴۳ھ

۱	نبیذ سے وضو کرنا اکثر علماء کے نزدیک درست نہیں مگر ابو حنیفہ کے نزدیک درست ہے۔ جلد اول ص ۷۰
۲	نماز میں افضل کی اقتدا کمتر کے پیچھے درست ہے۔ ص ۹۴
۳	ایک انصاری نے حالت نماز میں تین تیر کھانے کے باوجود نماز کو توڑا نہیں بلکہ پڑھتے رہے۔ صفحہ ۱۱۴
۴	سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ راوی عبد اللہ ابن عمر (اسی صفحہ پر تشریح ملاحظہ ہو)۔ ۱۱۵ تا ۱۱۶
۵	جو شخص سو جائے وہ وضو کرے راوی حضرت علی ابن ابی طالب (کتنا فرق ہے اصحاب میں اور اہلبیت میں)۔ ۱۱۷
۶	عمر ابن خطاب تیمم بدل غسل نہیں کرتے اور جب تک پانی نہیں ملتا تھا نماز قضا کر دیتے تھے (تشریح "عمر کو جب کے واسطے تیمم کا جائز ہونا معلوم نہیں تھا اور وہ جب کے لئے غسل کو ضروری جانتے تھے)۔ ۱۶۴
۷	آنحضرتؐ نے نماز کبھی اول وقت اور کبھی آخر وقت پڑھکر بتلایا کہ دونوں درست ہیں ۔ ۱۹۳
۸	عائشہ نے اپنے خادم ابو یونس کو کلام اللہ لکھنے کا حکم دیا اور جب وہ اس آیت پر پہنچا حافظوا علی الصلوٰت والصلوٰۃ الوسطیٰ تو عائشہ نے کہا کہ یوں لکھو" حافظوا علی الصلوٰت والصلوٰۃ الوسطیٰ والصلواۃ العصر اس لئے کہ میں نے رسولؐ اللہ سے ایسا ہی سنا" (سورۃ البقرہ آیت ۲۳۷ یہ ایسا اب نہیں ہے)۔ ۱۹۹
۹	(معاذ اللہ) رسولؐ اللہ نے سورج نکلنے تک نماز فجر نہیں پڑھی تھی سو گئے تھے۔ ۲۰۸
۱۰	اذان کے ایجاد کا واقعہ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کی ایجاد عمر ابن خطاب نے نہیں کیا صرف اتنا کہا تھا کہ "ہاں میں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا تھا"۔ ۲۳۰
۱۱	فرمایا رسولؐ اللہ نے کہ نماز عورت کی مسجد سے بہتر ہے گھر میں اور وہ بھی کوٹھری میں۔ ۲۶۱
۱۲	عمر ابن خطاب سالم جو ابو حذیفہ کا غلام تھا اس کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ ۲۶۸

۱۳	فرمایا رسولؐ اللہ نے ایک عورت سے جب کہ وہ چاہتی تھی کہ جنگ میں آنحضرتؐ کے ساتھ چلے تاکہ زخمیوں کی دیکھ بھال کر سکے تو آپؐ نے فرمایا "تو اپنی گھر میں بیٹھی رہ اللہ تجھ کو شہادت کا درجہ عطا کرے گا"۔۲۶۹
۱۴	رفع الیدین۔۳۱۲
۱۴	آنحضرتؐ پر جب بھی کوئی آیت اُترتی تو آپ کاتب کو بلوا کر اس سے فرماتے کہ اس آیت کو فلانی سورت میں رکھ۔۳۳۶
۱۵	آنحضرتؐ جب سجدہ میں جاتے تو پہلے ہاتوں کو زمین پر ٹیک کر پھر گھٹنوں کو ٹیکتے تھے۔۳۵۵
۱۶	آنحضرتؐ کے ماتھے پر اور ناک پر نماز پڑھانے سے مٹی کا نشان تھا ۔۳۸۱،۳۷۶
۱۷	جب ابو بکر نماز پڑھا رہے تھے آنحضرتؐ صفوف کو چیرتے ہوئے آئے اور آپؐ نے نماز پڑھائی۔۳۹۳
۱۸	بعد تشہد آنحضرتؐ پر درود پڑھنا۔۴۰۶
۱۹	نماز میں سلام پھیرنے کے لئے انگلی سے بائیں اور دائیں طرف پھیریں ایک ہی سلام کافی ہے سامنے کرے۔اول ص ۴۱۳
۲۰	(معاذ اللہ) آنحضرتؐ نماز میں بھول گئے تھے۔۴۱۸
۲۱	عورت اور غلام پر جمعہ فرض نہیں ہے۔۴۳۹
۲۲	آنحضرتؐ نے دوران خطبہ منبر سے اُتر کر امام حسنؓ اور امام حسینؓ کو گود میں اُٹھایا اور منبر پر چڑھ گئے ۔۴۴۵
۲۳	دونوں نمازوں کو ملا کر پڑھنا۔۴۹۰
۲۴	تراویح عمر ابن خطاب نے باجماعت کر کے کہا کہ یہ بدعت اچھی ہے۔۵۵۷
۲۵	رمضان کی ۲۱ تاریخ شب قدر ہے، ۲۳ تاریخ کو بھی۔۵۶۲

۲۶	حالت نماز میں بھی ہو اور اگر کسی کو آنحضرتؐ پکارے فوراً چلا آوے۔۵۹۰
۲۷	فاطمة بضعة منى يريبنى ما ارابها ويؤذينى ما اذاها فاطمہؑ میرا میرا ٹکڑا ہے جس نے اُس کو ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی (آنحضرتؐ نہیں چاہتے تھے کہ انکی بیٹی پر کوئی سوکن آئے) جلد دوم ص ۱۳۵
۲۸	عائشہ حکم کرتی تھیں اپنے بھتیجیوں اور بھانجیوں کو دودھ پلاؤ اُس شخص کو جس کو عائشہ سامنے ہونا چاہتی تھیں اگرچہ وہ بڑا ہوتا تھا اور حضرت ام سلمہؓ اور باقی آنحضرتؐ کی بیبیاں اس کا انکار کرتی تھیں کہ رضاعت بچپن میں ہو۔ تمام آئمہ کے پاس رضاعت کا اعتبار دو برس کے بعد نہیں۔ ۱۳۰
۲۹	عائشہ سے روایت ہے کہ پہلے کلام اللہ میں اترا تھا کہ دس بار دودھ پلانے کی حرمت پھر منسوخ ہو گیا اور پانچ بار دودھ پلانے کا حکم ٹھیرا پھر آنحضرتؐ وفات پاگئے اور پڑھا جاتا تھا قرآن میں (یہ اب قرآن میں کہیں موجود نہیں ہے)۔۱۳۰
۳۰	وطی فی الدبر کے راوی صرف عبداللہ ابن عمر ہیں دوسرے سب اس کے مخالف ہیں۔۱۶۷
۳۱	تین طلاق ایک بار دے تو صرف ایک ہی طلاق ہوگی مگر عمر ابن خطاب نے اس کو تین جدا جدا طلاق بنایا۔۱۸۴ تا ۱۸۷
۳۲	(معاذ اللہ) حضرت ابراہیم تین بار ظالم بادشاہ کے خوف سے جھوٹ بولے (تقیہ؟)۔۱۸۹
۳۳	عاشورہ کا روزہ نویں تاریخ کو ہے ۔۲۷۸
۳۴	عثمان کے دور خلافت میں فدک کو مروان نے اپنی جاگیر بنا لیا تھا ۔۵۰۶
۳۵	آنحضرتؐ نے بنی عبد شمس اور بنی نوفل کو خمس میں سے نہیں دیا، صرف بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کو دیا پھر ابو بکر خلیفہ ہوئے اور انہوں نے رسولؐ اللہ کے قرابت داروں کو خمس نہیں دیا۔۵۱۰
۳۶	جب عمر ابن خطاب خلیفہ بن گئے تو اُن کے پاس کہیں سے مال آیا (شائد یہ مال غیر اسلامی فتوحات کا ہوگا) تو انہوں حضرت علیؑ کو بلایا اور خمس دینا چاہا تو حضرت علیؑ نے لینے سے انکار کیا۔۵۱۲

۳۷ عبداللہ ابن عمر نے منع کیا مُردے پر رونے سے جب عائشہ کو معلوم ہو تو کہا کہ عبداللہ ابن عمر بھول گئے اور غلطی کی۔۵۸۹

۳۸ جب شراب کی حرمت اُتری تو عمر ابن خطاب نے کہا کہ اے اللہ صاف صاف حکم بیان کردے جب یہ وہ آیت اُتری جو سورہ بقرہ یسئلونك عن الخمر والمیسر قل فیھا اثم کبیر میں ہے کہ تجھ سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں تو کہہ دو کہ دونوں بڑے گناہ ہیں عمر کو بلوایا گیا اور یہ سنائی گئی تو عمر نے کہا اور صاف وضاحت چاہیئے تو پھر سورہ نساء کی آیت اتری اے ایمان والو جب تم نشہ میں ہو تو نماز کے نزدیک مت جاؤ پھر عمر بلائے گئے اور انکو یہ آیت سُنائی گئی، عمر نے پھر کہا اور صاف وضاحت چاہیئے انما الخمر و المیسر والانصاب والازلام تب عمر نے کہا ہم باز آئے شراب اور جوئے سے۔ جلد سوم ۱۲۴ تا ۱۲۵

۳۹ آنحضرتؐ کے دور میں اور ابو بکر کے دور میں ام ولد (وہ کنیز جس کی اولاد ہو جاتی ہے اپنے مالک سے) فروخت کردیتے تھے عمر ابن خطاب نے اس کو روک دیا۔۲۲۸

۴۰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورۃ فاتحہ کا جز ہے۔۲۴۳

۴۱ آنحضرتؐ بلیٰ قد جاؤتكَ اٰیتی فكذبتُ بها واستكبرتِ و كنتِ من الكافرین سورۃ زمر ۵۹ پڑھتے تھے واحد مونث حاضر کی ضمیر اب جمہور اقرأ کے نزدیک صیغہ واحد مذکر حاضر سے ہے۔۲۴۱

۴۲ آنحضرتؐ سورہ والذاریات میں انی انا الرزاق ذوالقوۃ المتین پڑھتے تھے اب مشہور قرأت انااللّٰہ ھوا الرزاق ذوالقوۃ المتین ہے (تحریف کا اور نمونہ)۔۲۴۱

۴۳ مقدام بن عد معاویہ کے پاس آئے تو معاویہ نے کہا مقدام تم کو کیا معلوم ہے کہ حسنؑ بن علیؑ فوت ہوگئے مقدام نے یہ سن کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اس پر ایک شخص نے کہا کیا یہ بھی کوئی مصیبت ہے؟ مقدام نے کہا میں کیونکر اس کو مصیبت نہ سمجھوں حالانکہ رسولؐ اللہ نے فرمایا یہ میرا بیٹا ہے اور حسینؑ، علیؑ کے بیٹے اس پر معاویہ نے کہا ایک انگارہ تھا جس کو اللہ نے بجھادیا اس پر مقدام نے کہا اے معاویہ کیا تم نے رسولؐ اللہ سے نہیں سنا کہ سونا پہننے سے آپ نے منع کیا معاویہ نے کہا ہاں پھر مقدام نے کہا درندوں کی کھال پہننے سے معاویہ نے کہا ہاں مقدام نے کہا پھر تیرے پاس یہ سب کیا ہے۔ معاویہ نے مقدام کو بہت مال دیا منہ بند کرنے کو مگر مقدام نے اُس مال کو لوگوں میں بانٹ دیا۔۲۹۱

۴۴ فرمایا رسولؐ اللہ نے امام مہدیؑ میرے اہلبیت میں سے ہوں گے اور نسل سے جناب فاطمہؑ کی اولاد سے ہونگے۔۳۴۹

۴۵ آنحضرتؐ کے زمانے میں ایک عورت نماز کو نکلی اور اس کو ایک مرد نے اُس عورت کے ساتھ زنا کیا (صحابی: اس لئے کہ جس مسلمان نے بھی رسولؐ اللہ کو زندگی میں دیکھا وہ صحابی ہو گیا) رسولؐ اللہ نے اُسے رجم نہیں کیا اور کہا کہ اُس نے ایسی توبہ کی ہے اگر تمام مدینہ والوں میں تقسیم کر دو تو توبہ قبول ہو جائے گی۔۳۹۱

۴۶ ماعز اسلمی مشہور صحابی (واضح رہے کہ اُنکے نام کے ساتھ رضی اللہ لگا ہوا) پر چار زنا کرنے جرم میں سنگسار کیا گیا۔۴۰۶

۴۷ عمر ابن خطاب کا کہنا کہ آیت رجم کتاب اللہ میں تھی اب موجود نہیں ہے۔۴۰۷

۴۸ براء صحابی رسولؐ سے روایت ہے کہ میں اپنے چچا سے ملا اُن کے ساتھ ایک جھنڈا تھا میں نے پوچھا کہاں کا قصد ہے انہوں نے کہا مجھ کو رسولؐ اللہ نے بھیجا ہے ایک مرد کی طرف جس نے اپنے باپ کی زوجہ سے زنا کیا اور حکم دیا ہے کہ اُس کی گردن ماروں اور اس کا مال لینے کا۔۴۲۶

۴۹ ابو حنیفہ کے نزدیک لواطت میں حد نہیں۔۴۲۸

۵۰ شراب کی حد آنحضرتؐ کے دور میں چالیس درے تھے اور یہ ہی ابو بکر کے دور میں رہا عمر ابن خطاب نے اسی کوڑے کر دئے۔۴۳۷

۵۱ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ میری اُمت میں ۷۳ فرقے ہوں گے صرف ایک جنت میں جاوے گا میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جن میں گمراہیاں ایسی سما جائیں گی جیسے کتا کاٹنے سے انسان کے رگ اور جوڑ میں بیماری سما جاتی ہے۔۴۸۶

۵۲ آنحضرتؐ نے فرمایا بہترین عمل اللہ کے واسطے آپس میں دوستی رکھنا اور اللہ ہی کے واسطے دشمنی رکھنا ۔۴۸۸

۵۳ اہل بدعت کو سلام کا جواب نہ دینا ۔۴۸۸

۵۴ آنحضرتؐ کی زوجہ زینب نے صفیہ زوجہ آنحضرتؐ کو بغرض طعن کہا کہ وہ یہودیہ ہیں تو آنحضرتؐ نے زینب سے تین ماہ ذی الحجہ، محرم اور صفر بات کرنا چھوڑ دی۔ ۴۸۹

۵۵ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ امام حسنؑ یہ میرا بیٹا اور سید ہے۔۵۱۹

۵۶ جب عمر ابن خطاب نماز پڑھانے کھڑے ہوئے تو آنخضرتؐ نے کہا ”اللہ کو اور مسلمانوں کو منظور نہیں کہ عمر نماز پڑھائیں“ ۔۵۱۸

۵۷ ایک دن عائشہ نے اپنی سوکن صفیہ کی عیب جوئی کی تو آنخضرتؐ نے فرمایا تو نے ایسا کلمہ کہا کہ اگر وہ دریا میں گھول دیا جائے تو دریا پر گندگی غالب آجائے یعنی عظیم گناہ۔۶۰۵

۵۸ آنخضرتؐ نے اپنی بعض بیبیوں کو چھوڑ دیا تھا۔۶۲۰

۵۹ ایک دن ابو بکر عائشہ سے ملنے گئے تو دیکھا عائشہ بلند آواز سے آنخضرتؐ سے بات کر رہی ہے تو انہوں نے عائشہ کو طمانچہ مارا ۔۶۵۰

۶۰ حضرت علیؓ کے شاگرد اور عبداللہ ابن مسعود کے شاگرد جب بھی حدیث بیان کرتے تھے اسانید کو صحیح طریق پر ذکر کرتے تھے اور لوگوں کو ایسا نہیں دیکھا۔۶۹۵

۶۱ عائشہ سے روایت ہے کہ میں نے کسی کو چال چلن میں اور بات چیت میں رسولؐ اللہ سے مشابہ حضرت فاطمہ زہرا سے زیادہ نہیں دیکھا جب وہ آنخضرتؐ کے پاس آتیں تو آپؐ کھڑے ہو جاتے اور اُن کا ہاتھ پکڑ کر شفقت سے اُن کو پیار کرتے اور اپنی جگہ بٹھاتے۔ اسی طرح جب رسولؐ اللہ حضرت فاطمہؓ کے گھر جاتے تو کھڑی ہو جاتیں اور محبت سے آپ کو پیار کرتیں اور اپنی جگہ بٹھلاتیں۔۷۳۰

۶۲ آنخضرتؐ پیار کر رہے تھے امام حسینؑ کو۔ ۷۳۱

۶۳ جب واقعہ افک ہوا اور عائشہ کی صفائی ہوئی تو عائشہ کے ماں باپ نے کہا اُٹھ اور رسولؐ اللہ کے سر کو چوم تو عائشہ نے رسولؐ اللہ سے کہا میں تو صرف اللہ کا شکر ادا کروں گی اسلئے اُس وقت تم کو بھی شبہ ہو گیا تھا اور تم نے میری طرفداری میں کچھ نہ کیا۔۷۳۱

۶۴ مسدد اور عباد بن موسیٰ، ھیثم، یعلی بن عطا، اور ان کے والد عطا۔ اوس ابن ثقفی سے روایت ہے کہ ایک قوم کے کنوئیں پر آئے آپؐ نے وضو کیا اور مسح کیا دونوں پاؤں پر۔ (اردو ترجمہ میں باب کے عنوان کو عمداً ترک کیا ہے عربی کتاب جلد اول ص ۴۲ میں اس حدیث کا باب ہے ”باب فی المسح علی القدمین“۔ جلد اول باب ۶۳، حدیث ۱۶۰، ص ۹۹

۶۵ قبل زوال جمعہ کے دن جمعہ پڑھنا درست ہے ایک حدیث ۱۰۷۱ ہے کہ آنخضرت بعد زوال پڑھتے تھے اور دوسری حدیث میں ہے کہ جب جمعہ پڑھکر واپس لوٹ کر آتے تھے تو دیوار کا سایہ نہیں ہوتا تھا (یعنی قبل زوال اذان بھی ہوئی، دو خطبے بھی ہو گئے تھے اور نماز جمعہ بھی) جلد اول باب ۳۷۵ حدیث ۱۰۷۱، ۱۰۷۲

جامع ترمذی

۱ آنحضرتؐ شروع کرتے نماز کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے۔ جلد اول ص ۱۲۹

۲ عاشورہ کا روزہ ۹ محرم کو رکھتے تھے مروی ہے ابن عباس سے کہ ۱۰ محرم کا روزہ نہ رکھو مخالفت کرو یہود سے۔ ۲۸۲

۳ عائشہ جو روزے ماہ رمضان میں قضا ہو جاتے تھے شعبان میں دوسرے سال رکھتی تھیں۔ ۲۹۰

۴ شب قدر اکیسویں رمضان المبارک کی رات اور تیئیسویں، پچیسویں اور ستائیسوں کو ہے امام شافعی کے نزدیک قوی ترین اکیسویں رات ہے۔ ص ۲۹۳

۵ عبداللہ ابن عمر سے کسی نے عمرہ تمتع کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا جائز ہے پھر سائل نے کہا کہ تمہارے باپ عمر ابن خطاب تو منع کرتے تھے تو عبداللہ ابن عمر نے کہا بھلا دیکھو تو سہی اگر میرا باپ منع کرے اور رسولؐ اللہ وہی کام کریں تو میرے باپ کی تابعداری کی جائے گی یا رسولؐ اللہ کی؟ تو جواب دیا سائل نے کہ رسولؐ اللہ کی ۔ ۳۰۳

۶ ایک مرد کا زنا کرنا ایک عورت سے رسولؐ اللہ کے دور میں اور الزام کسی اور پر آیا جب اصلی زانی نے اقرار کیا تو آپؐ نے اس کو اقبال جرم کے عوض معاف کر دیا۔ ص ۵۳۱

۷ فرمایا رسولؐ اللہ نے سب سے زیادہ خوف کی چیز جس سے میں ڈرتا ہوں اپنی امت پر وہ ہے قوم لوط کا عمل ۵۳۲

۸ حدیث لانرث ولا نورث ابوہریرہ نے روایت کی ہے ابو بکر سے اس حدیث کے سوائے ابو بکر کوئی راوی نہیں ہے۔ ص ۵۸۲

۹ آنحضرت مکہ میں فتح کے دن سیاہ عمامہ زیب فرمائے تھے۔ ص ۶۱۷

۱۰ بنی اُمیہ کی خلافت نہیں تھی بلکہ وہ بادشاہ تھے بدترین بادشاہوں میں سے۔ ص ۸۱۴

۱۱ خلافت کے مستحق صرف قریش ہیں ارشاد رسول اکرم۔ ص ۸۱۵

۱۲ آنحضرتؐ نے فرمایا امام مہدیؑ میرے اہلبیت سے ہونگے اُن کا اسم مبارک میرا نام مبارک ہو گا ۔ ص ۸۱۶

۱۳ جنگ جمل کی تفصیل۔ ص۸۳۹

۱۴ حدیث کساء راوی حضرت ام سلمہؓ ۔ جلد دوم ص ۴۷۳

۱۵ چھ ماہ تک رسول اکرم کی یہ عادت تھی کہ جب آپؐ صبح کی نماز کے لئے نکلتے اور دروازہ سیدہ فاطمہ سے گذرتے وقت فرماتے تو آیت تطہیر کی تلاوت کرتے ۔ ص ۴۷۳

۱۶ درود بر محمد و آل محمد ﷺ و آلہ۔ ص۴۸۰

۱۷ رسول اکرم نے سورہ محمد کی جب یہ آیت پڑھی وان تتولو یعنی اگر تم پھر جاؤ گے اے عرب ایمان اور جہاد سے تو اللہ تمہارے بدلے دوسری قوم کو لائے گا۔جب پوچھا وہ کون سی قوم ہو گی آپؐ نے اشارہ کیا سلمانؓ کی جانب۔۔ ص۵۰۲

۱۸ ابو بکر اور عمر دونوں نے تکرار کی اور اپنی آواز بلند رسول اکرم کے حضور میں تو آیت نازل ہوی کہ اپنی آواز کو رسولؐ کی آواز پر بلند نہ کرو ورنہ تمام اعمال تمہارے ختم ہو جائیں گے۔ (آواز بلند کرنے پر اتنی بڑی سزا اور اگر آواز مخالفت میں بلند ہو تو اسکا حشر کیا ہو گا جیسا کہ عمر ابن خطاب نے بلند کی تھی جب رسولؐ اللہ نے کاغذ قلم مانگا تھا)۔ ص ۵۰۵

۱۹ معراج میں آنخضرتؐ کا دیدار رب (معاذ اللہ) اسکے راوی عبد اللہ ابن عباس جبکہ وہ پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ ص۵۱۰

۲۰ معراج میں آنخضرتؐ کا دیدار رب (معاذ اللہ) کیا اسکا راوی عکرمہ جو خارجی تھا اور غلام تھا ابن عباس کا۔ ص۵۱۱

۲۱ آیت نجویٰ اور جناب امیرؑ۔ ص۵۲۰

۲۲ جمعہ کے دن جب رسولؐ اللہ خطبہ دے رہے تھے لوگ آنخضرت کو چھوڑ کر دوڑ پڑے بازار کی طرف اُن لوگوں میں ابو بکر اور عمر شامل تھے صرف بارہ لوگ رہ گئے تھے۔ ص۵۲۶

۲۳ سورہ تحریم اور دو ازواج رسولؐ اکرم عائشہ اور حفصہ کا جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی کہ دونوں کے دل پلٹ گئے ہیں۔ ۵۳۱

۲۴ تسبیح فاطمہ علیہا السلام۔ ص۵۷۲

۲۵ فضلیت درود۔ ص ۶۱۷

۲۶ فضائل رسولؐ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ ۔ ص ۶۳۶

۲۷ ابتدائے نبوت کا واقعہ جس میں راہب کے ساتھ ابو بکر تھے وہ حدیث باطل ہے۔ ص ۶۴۱

۲۸ جب چند لوگوں نے حضرت علیؑ کی شکایت رسولؐ اللہ سے کی تو غضب سے اپنے منہ کو پھیر لیا اور تین مرتبہ فرمایا علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں اور وہ دوست ہے ہر مومن کا بعد میرے (ان علیا منی وانا منہ وھو ولی کل مومن من بعدی) اگر ولی سے مراد دوست ہے تو کیا علیؑ حیات رسول میں دوست نہیں تھے؟۔ ص ۶۷۸

۲۹ من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ ص ۶۷۹

۳۰ فرمایا رسولؐ اللہ نے رحمہ اللہ علیا، اللھم ادر الحق معہ حیث دار اللہ رحم کرے علیؑ پر یا اللہ حق اُسکے ساتھ رہے وہ جہاں کہیں ہو۔ ص ۶۷۹

۳۱ فرمایا رسولؐ اللہ نے اے گروہ قریش تم اپنی نفسانیت سے باز آ ؤ ورنہ اللہ ایسیکو تم پر بھیجے گا جو تمہاری گردن پر تلوار رکھے گا اور اللہ نے اس کے ایمان کو آزما چکا ہے جب لوگوں نے پوچھا یا رسولؐ اللہ وہ کون ہے آپؐ نے فرمایا وہ جوتی ٹانکنے والا اور اس وقت رسولؐ اللہ نے اپنی جوتی حضرت علیؑ کو ٹانکنے دی تھی۔ پھر فرمایا رسولؐ اللہ نے کہ جو مجھ پر جھوٹ باندھے اپنی جگہ دوزخ میں ڈھونڈ لے۔۔ ص ۶۸۰

۳۲ ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ ہم انصار منافقوں کو بغض علیؑ سے پہچانتے تھے۔ ص ۶۸۰

۳۳ فرمایا حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا رسولؐ اللہ نے دوست نہیں رکھتا علیؑ کو کوئی منافق اور دشمن نہیں رکھتا ان کو کوئی مومن۔ ص ۶۸۱

۳۴ فرمایا رسولؐ اللہ نے اللہ نے مجھے حکم دیا ہے چار اشخاص کی محبت کا اور خبر دی کہ وہ (اللہ) بھی اُنہیں دوست رکھتا ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ اُن کے نام آپؐ نے فرمایا علیؑ اُن میں سے ہیں اور تین دیگر ابو ذرؓ، مقدادؓ اور سلمانؓ۔ جلد دوم ص ۶۸۱

۳۵ فرمایا رسولؐ اللہ نے علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں اور کوئی صلح اور عہد نقض کوئی ادا نہیں کر سکتا سوائے میں یا علیؑ کے۔ ص ۶۸۱

۳۶ جب بھائی چارہ کرادیا سب کو رسولؐ اللہ نے تو حضرت علی نے کہا یا رسولؐ اللہ مجھ کو کسی کا بھائی نہیں بنایا فرمایا رسولؐ اللہ نے تم میرے بھائی ہو اس دنیا اور آخرت میں۔ ص ۶۸۱

۳۷ فرمایا رسولؐ اللہ نے کہ اے اللہ! بھیج میرے پاس اُس کو جو ساری خلقت میں سب زیادہ تیرا محبوب ہو تاکہ وہ میرے ساتھ اس پرندہ کا گوشت کھائے پھر علیؑ حاضر ہوئے اور علیؑ نے رسولؐ اللہ کے ساتھ کھایا۔ ص ۶۸۱

۳۸ فرمایا رسولؐ اللہ نے میں گھر ہوں حکمت کا اور علیؑ اُس کا دروازہ ہے۔ ص ۶۸۲

۳۹ جب معاویہ نے سعد ابن ابی وقاص سے پوچھا تم علیؑ پر سب وشتم کیوں نہیں کرتے؟ تو سعد ابن ابی وقاص کہا "یہ ناممکن ہے جب تک میں یہ تین باتیں یاد رکھوں اور تین باتیں یہ ہیں ایک حدیث منزلت، دوسری خیبر میں فرمایا میں علم اُسکو دوں گا جس کو اللہ اور رسول دوست رکھتے ہوں اور اللہ اور رسول کو دوست رکھتا ہو چنانچہ آپ نے علم حضرت علیؑ کو دیا اور تیسری جب آیت ندع ابناء نا وابناء کم و نساء نا و نسائکم وانفسنا وانفسکم تو رسولؐ اللہ نے حضرت علی، فاطمہؑ اور حسن وحسین علیہما السلام کو ساتھ لیا اور فرمایا اے اللہ یہ ہی میرے اہلبیت ہیں۔ (مترجم کا نوٹ قابل دید ہے)۔ ص ۶۸۲ تا ۶۸۳

۴۰ جب خالد ابن ولید نے جناب امیر کے خلاف رسولؐ اللہ سے شکایت کی تو آپؐ نے فرمایا کیا چاہتا تو اُس شخص کے حق میں جو اللہ اور رسول کو دوست رکھتا ہو اور اللہ اور رسولؐ اُس کو دوست رکھتے ہیں۔ ص ۶۸۴

۴۱ طائف کے دن رسولؐ اکرم نے حضرت علی کو بلایا اور اُن سے بہت دیر تک سرگوشی کی تو لوگوں نے پوچھا یا رسولؐ اللہ آج بہت دیر تک آپؐ اپنے ابن عم سے سرگوشی کررہے تھے۔ فرمایا رسولؐ اللہ نے کہ میں نے اُن سے سرگوشی نہیں کی اللہ نے خود اُن سے سرگوشی کی۔ ص ۶۸۴

۴۲ فرمایا رسولؐ اللہ نے حضرت علیؑ سے کے جائز نہیں میرے اور تمہارے سوا کسی کو مسجد میں حالت جنب میں رہیں۔ ص ۶۸۴

۴۳ مبعوث ہوئے رسولؐ اللہ دوشنبہ کے دن اور نماز پڑھی حضرت علیؑ نے سہ شنبہ کے دن۔ ص ۶۸۵

۴۴ حدیث منزلت۔ ص ۶۸۵

۴۵ فرمایا رسولؐ اللہ نے تمام دروازوں کو بند کرو جو مسجد نبوی میں تھے سوائے علیؑ کے دروازہ کے۔ ص ۶۸۵

۴۶ رسولؐ اللہ نے ہاتھ پکڑا امام حسن اور امام حسین کا اور فرمایا کہ جو کوئی دوست رکھے مجھ کو اور اِن دونوں کو اور ان کے باپ اور ماں کو ہو گا میرے ساتھ میری جگہ قیامت میں۔ جلد دوم ص ۶۸۵

۴۷ رسولؐ اللہ نے فرمایا یا علیؑ دوست نہ رکھے گا تجھ کو مگر جو مومن ہو گا اور بغض نہ رکھے گا تجھ سے مگر جو منافق۔ ص ۶۸۶

۴۸ رسولؐ اللہ نے جب ایک لشکر روانہ کیا اُس میں حضرت علیؑ بھی تھے اور دعا کی یا اللہ! نہ مار مجھ کو جب تک نہ دکھائے مجھ کو علیؑ کو۔ (مترجم کا نوٹ قابل ملاحظہ ہے)۔ ص ۶۸۶

۴۹ رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ دونوں سردار ہیں جنت کے جوانوں کے۔ ص ۶۹۷

۵۰ رسولؐ اللہ نے فرمایا امام حسنؑ اور امام حسینؑ میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں یا اللہ! میں اِن کو دوست رکھتا ہوں سو تو بھی اُن کو دوست رکھ اور جو اِن کو دوست رکھے اُس کو بھی دوست رکھ۔ ص ۶۹۷

۵۱ جب کسی نے عبداللہ ابن عمر سے مچھر کے خون کے بارے میں سوال کیا تو ابن عمر نے کہا دیکھو تو اِس کو یہ مچھر کے خون کے بارے میں سوال کرتے ہیں اور قتل کر ڈالا انہوں نے فرزند رسولؐ کو اور سنا میں نے فرماتے تھے رسولؐ اللہ کہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ میرے پھول ہیں دنیا میں (ریحانتای من الدنیا)۔ ص ۶۹۸

۵۲ جناب ام سلمہؓ رو رہی تھیں جب سبب پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا رسولؐ اکرم کو اور اُن کے سر اور ریش اقدس پر خاک تھی میں نے سبب پوچھا تو آپؐ نے فرمایا میں موجود تھا جب امام حسینؑ قتل ہوئے۔ ص ۶۹۸

۵۳ کسی نے پوچھا آنحضرتؐ سے کہ آپ اپنے اہلبیت میں سب سے زیادہ پیارا کون ہے؟ تو رسولؐ اللہ نے فرمایا حسنؑ اور حسینؑ، اور فرماتے تھے جناب فاطمہؑ سے کہ بلاؤ میرے بیٹوں اور اُن کو سونگھتے تھے اور اپنے کلیجے سے لگاتے تھے۔ ص ۶۹۸

۵۴ ایک وقت جب کے رسولؐ اللہ خطبہ دے رہے تھے کہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ آئے اور دونوں گر گئے تو رسولؐ اکرم نے خطبہ منقطع کیا اور آپؐ منبر سے اُترے اور دونوں کو اُٹھالیا اور اپنے آگے بٹھالیا اور فرمایا کہ "جب یہ گر گئے تو مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے حدیث کو منقطع کیا"۔ ص ۶۹۹

۵۵ رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں اور اللہ دوست رکھتا ہو اُس کو جو دوست رکھے حسینؑ کو ۔ حسینؑ ایک

نواسہ ہے نواسوں میں (حسین سبط من الاسباط)۔ ص۶۹۹

۵۶ رسولؐ اللہ سے لوگوں میں امام حسینؑ سے زیادہ کوئی مشابہ نہیں تھا۔ ص۶۹۹

۵۷ ایسی ہی روایت امام حسن کے بارے میں بھی ہے۔ ص۶۹۹

۵۸ انس بن مالک دربار ابن زیاد میں تھے جب ابن زیاد نے بے ادبی کی سر اقدس امام حسینؑ سے اور کہتا تھا کہ ایسا حسن نہیں دیکھا میں نے کسی کا اور امام حسینؑ سب سے زیادہ مشابہ تھے رسولؐ اللہ سے۔ ص۷۰۰

۵۹ جب عبید اللہ ابن زیاد کا سر مسجد کے دروازہ پر لٹکایا گیا تو ایک سانپ لوگوں میں سے ہو کر آیا اور ابن زیاد ملعون کے نتھنوں میں گیا پھر تھوڑی دیر رہا پھر چلا گیا پھر آیا اس طرح تین بار ہوا اور یہ نمونہ تھا اللہ کے عذاب کا اس نابکار کے واسطے۔ ص۷۰۰

۶۰ حذیفہؓ سے روایت ہے کہ ایک رات میں نے آنحضرتؐ کے ساتھ نماز پڑھی اور جب آپؐ لوٹے تو میں آپؐ کے ساتھ ہو گیا آپؐ نے فرمایا کہ آج کی رات ایک فرشتہ آیا جو کبھی زمین پر نہیں آیا تھا اور آج کی رات اس فرشتے نے اپنے رب سے اجازت مانگی کہ مجھ پر سلام کرے اور بشارت دے کہ فاطمہؑ سردار جنت ہیں عورتوں کی اور حسنؑ اور حسینؑ سردار ہیں جنت کے جوانوں کی۔ ص۷۰۱

۶۱ ایک دن رسولؐ اللہ نے جب دیکھا امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو تو رسولؐ اللہ نے فرمایا اے اللہ! میں ان کو دوست رکھتا ہوں تو بھی ان کو دوست رکھ۔ ص۷۰۱

۶۲ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایکدن آنحضرتؐ امام حسنؑ کو کاندھے پر لئے ہوئے تھے تو ایک شخص نے کہا کیا خوب سواری ہے تو رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ اور سوار بھی خوب ہے (ونعم الراکب)۔ ص۷۰۱

۶۳ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حج میں عرفہ کے دن رسولؐ اکرم اپنی اونٹنی پر تھے اور خطبہ پڑھا اور فرمایا یا ایھا الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ و عترتی واھلبیتی۔ ص۷۰۲

۶۴ آیت تطہیر کے بارے میں روایت جناب ام سلمہؓ سے ہے۔ مترجم نے لکھا کہ عکرمہ کا قول ہے اہلبیت سے مراد ازواج رسولؐ ہیں۔ (واضح رہے عکرمہ غلام تھا ابن عباس کا اور خارجی تھا اور اکثر روایتیں اس نے جھوٹ کہیں ہیں تفصیل کے لئے طبقات ابن سعد جلد ۵ ص۲۸۰، تذکرۃ الحفاظ علامہ ذہبی ج اول ص۹۴ اور ابن خلکان ج سوم ص۲۱۳) زید ابن ارقم نے کہا اہلبیت سے مراد وہ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے

اور وہ آل علیؑ آل عقیلؑ اور آل جعفرؑ ہیں (من البغوی) ۔ ص ۷۰۳

۶۵ زید ابن ارقم سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا میں تمہارے درمیان ایسی دو چیزیں چھوڑ جاتا ہوں ایک اُن میں سے دوسرے سے بڑی ہے اور وہ جو بڑی ہے اللہ کی کتاب ہے کہ گویا ایک رسی ہے آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی ہے اور دوسری میری عترت یعنی اہلبیت میرے کہ یہ دونوں جدا نہیں ہونگے یہاں تک وارد ہوں گے میرے ساتھ حوض کوثر پر سو دیکھو میرے بعد تم ان کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو۔ ص ۷۰۳

۶۶ رسول اللہ نے فرمایا بشارت ہو اے عمار کہ تجھ کو قتل کریں گے باغی لوگ۔ ص ۷۰۶

۶۷ عمر ابن خطاب حضرت حذیفہ سے پوچھتے تھے کہ میرا نام اُن منافقوں میں تو نہیں۔ ص ۷۱۱

۶۸ ابوہریرہ سے رسول اکرم نے پوچھا کہ تم کس قبیلہ سے ہو تو ابوہریرہ نے جواب دیا بنی دوس سے تو آپؐ نے فرمایا میں نہیں جانتا تھا کہ دوس میں کوئی نیک مرد ہے۔ ص ۷۱۸

۶۹ رسول اللہ نے فرمایا فاطمہؑ میرا ٹکڑا ہے جس نے اُس کو تو یت دی اُس نے مجھ کو تو یت دی۔ ص ۷۲۷

۷۰ روایت ہے عائشہ سے کہ میں نہیں دیکھا کسی کو مشابہ رسول اکرم کے چال چلن میں خصلت میں، عادت میں، اور اُٹھنے بیٹھنے میں جناب فاطمہؑ سے۔ حضور اکرم کی یہ عادت تھی جب جناب فاطمہؑ بزم رسالت میں آتیں تو آپ کھڑے ہو جاتے اور آگے بڑھتے اور بوسہ دیتے اور اپنی جگہ حضرت فاطمہؑ کو بٹھاتے۔ جلد دوم ص ۷۲۸

۷۱ کسی نے عائشہ سے پوچھا کون پیارا تھا رسول اللہ کو تو عائشہ نے کہا فاطمہؑ اور پوچھا مردوں میں تو عائشہ نے کہا اُن کا شوہر علیؑ، پھر عائشہ نے کہا میں جانتی ہو کہ وہ بڑے روزہ رہنے والے اور تہجد گذار تھے۔ ص ۷۲۹

۷۲ رسول اکرم کے نے فرمایا کہ جہان کی تمام عورتوں میں افضل حضرت مریمؑ، خدیجہؑ، حضرت فاطمہؑ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ اور آسیہؑ بی بی فرعون کی۔ ص ۷۳۳

۱ فرمایا رسولؐ اللہ نے یا علیؑ تم سے علاوہ مومن کے کوئی محبت نہ کرے گا اور منافق کے سوا کوئی عداوت نہیں کرے گا۔ جلد اول ص ٦٥

۲ حدیث منزلت۔ ص ٦٦

۳ براء بن عازب صحابی رسولؐ اکرم سے روایت ہے کہ ہم رسولؐ اللہ کے ساتھ حجتہ الوداع میں موجود تھے آپؐ راہ میں ایک جگہ اُترے لوگوں کو جمع کرنے کا حکم دیا حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا "کیا میں مومنین کا اُن کی جانوں سے زیادہ مالک نہیں ہوں ؟"۔ صحابہ نے کہا" کیوں نہیں یا رسولؐ اللہ" پھر آپ نے پوچھا کیا میں مومنین کا اُن کی جانوں سے زیادہ مالک نہیں ہوں ؟"۔ صحابہ نے کہا "کیوں نہیں یا رسولؐ اللہ" تب آپ نے فرمایا جس کا میں ولی ہوں اُس کا یہ علیؑ بھی ولی ہے۔ اے اللہ! جو اس سے الفت رکھے تو اُس سے الفت رکھ اور جو اس سے بغض رکھے تو اُس سے بغض رکھ۔ حدیث ۱۲۱ باب ۱۴ ص ٦٦

۴ ابو لیلیٰ کہتے ہیں کہ میں حضرت علیؑ کے ساتھ شریک سفر تھا حضرت علی موسم گرما کے کپڑے موسم سرما میں اور موسم سرما کے کپڑے موسم گرما میں پہنتے، ہم نے اُن سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا خیبر میں مجھے آشوب چشم کی شکایت تھی رسولؐ اللہ نے میری آنکھوں لعاب دہن مبارک لگایا اور فرمایا اے اللہ! اس سے گرمی اور سردی کو دور کردے تو اُس روز سے میں گرمی اور سردی محسوس نہیں کرتا پھر فرمایا رسولؐ اللہ نے میں ایسے مرد کو بھیجوں گا جو اللہ اور رسول سے محبت رکھتا ہو اور اللہ اور رسول اُس سے محبت رکھتے ہیں وہ فرار ہونے والا نہیں پس رسولؐ اللہ نے حضرت علیؑ کے پاس آدمی کو بھیجا اور اُنہیں علم عطا کیا۔ ص ٦٦

۵ فرمایا رسولؐ اللہ نے حسنؑ اور حسینؑ جوانان جنت کے سردار ہیں اور اُن کا باپ اُن سے افضل ہے۔ ص ٦٧

٦ فرمایا حضرت علیؑ نے میں اللہ کا بندہ اور اُس کے رسول کا بھائی ہوں اور میں ہی صدیق اکبر ہوں اور اس کا دعویٰ میرے بعد کوئی کذاب ہی کرے گا میں نے لوگوں سے سات سال قبل پہلے نماز پڑھی ہے۔ ص ٦٧

۷ معاویہ کے سامنے جب کہ وہ حج پر آیا تھا وہاں حضرت علیؑ کا ذکر کچھ بے ادبی سے کیا جا رہا تھا سعد ابن ابی وقاص غضبناک ہو گئے اور فرمایا تم اُس شخص کے بارے میں گفتگو کر رہے ہو جس کے بارے میں رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا "میں جس کا ولی ہوں علیؑ بھی اُس کے ولی ہیں" اور فرمایا "یا علیؑ تم میری جگہ ایسے ہو جیسے ہارونؑ موسیٰؑ کی جگہ پر تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں" اور فرمایا "میں آج اُس شخص کو علم عطا کروں گا جو اللہ اور رسول کو محبوب رکھتا ہو۔ ص ٦٧

۸ فرمایا رسولؐ اللہ نے نے امام حسنؑ کے بارے میں کہ اے اللہ میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ جو اس سے محبت رکھے اور اپنا دست اقدس امام حسنؑ کے سینہ پر رکھا۔ ص ۷۲ باب ۲۲، حدیث ۱۴۷۔

۹ یعلی بن مرہ سے روایت ہے کہ وہ رسولؐ اللہ کے ساتھ کھانے کی دعوت میں گئے گلی میں امام حسینؑ کھیل رہے تھے نبی اکرمؐ لوگوں سے آگے بڑھ گئے اور اپنا ہاتھ پھیلایا امام حسینؑ اِدھر بھاگنے لگے حتیٰ کے آپؐ نے اُنہیں پکڑ لیا پھر آپؐ نے اپنا ایک ہاتھ امام حسینؑ کی تھوڑی پر اور دوسرا ہاتھ سر پر رکھا اور پھر چوم کر فرمایا "حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔ جس نے حسینؑ سے محبت کی اُس نے اللہ سے محبت کی"۔ امام حسینؑ نواسوں میں سے ایک نواسے ہیں۔ ص ۴۲

۱۰ زید ابن ارقمؓ صحابی رسولؐ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسولؐ اللہ نے علیؑ فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ کے لئے میں اُس سے صلح رکھوں گا جو تم سے صلح رکھے گا اور اُس سے لڑوں گا جو تم سے لڑے گا"۔ ص ۴۳

۱۱ عائشہ کہتی ہیں کہ رجم اور رضاعت کی آیات قرآن میں نازل ہوئی تھیں وہ ایک کاغذ میں میرے بستر کے نیچے رکھی تھیں جب حضورؐ کی وفات ہوئی ہم اس میں مصروف ہوئے تو گھر میں ایک بکری گھس گئی اور اُس نے وہ کاغذ کھالیا"۔ حدیث ۲۰۱۴ باب ۶۲۴ ص ۵۴۳۔

۱۲ عائشہ کا کہنا ہے کہ جب نبی اکرم اُن کے پاس آئے تو دیکھا ایک شخص عائشہ کے پاس بیٹھا ہے آپؐ نے دریافت کیا یہ کون ہے تو عائشہ نے کہا یہ میرا بھائی ہے تو آپؐ نے فرمایا غور کر لیا کرو کہ تمہارے پاس کون آرہا ہے کیونکہ رضاعت اُس وقت ہوتی ہے جب دودھ ہی غذا ہو۔ الارضاع بعد فصال باب ۶۲۵ ص ۵۴۳

۱۳ ازواج رسولؐ اکرم عائشہ کی مخالفت کرتی تھیں اور عائشہ کی اس بات سے انکار کرتی تھیں کہ رضاعت پانچ بار دودھ چپانے سے ثابت ہو جاتی ہے باب ۶۲۵ الارضاع بعد فصال ص ۵۴۳۔

۱۴ عمر ابن خطاب کا کہنا ہے کہ مجھے اگر یہ ڈر ہے کہیں لوگ زمانہ زیادہ گذر جانے کے بعد اللہ کی کتاب میں آیت رجم نہ دیکھے تو گمراہ نہ ہو جائیں اور فرض خدا ترک کر دیں میں نے رجم کی یہ آیت قرآن میں پڑھی ہے الشیخ والشیخۃ اذا زینا فارجموھما جو اب قرآن میں نہیں ہے باب رجم ۱۴۰ حدیث ۳۲۶ جلد دوم ص ۱۰۶

۱۵ عمرو بن حریث نے کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ رسولؐ اکرم کا سیاہ عمامہ تھا اور آپؐ دونوں کنارے اپنے کندھوں پر ڈالے ہوئے تھے باب ۲۵۴ لباس ص ۱۸۰

۱۶ ابو بکر بن ابی شیبہ، روح بن القاسم، عبد اللہ بن محمد بن عقیل ربیع فرماتی ہیں میرے پاس ابن عباس آئے اور انہوں نے مجھے اس حدیث کے بارے میں پوچھا کیا رسولؐ اللہ نے وضو فرمایا اور اپنے پیروں کو دھویا؟ ابن عباس نے فرمایا لوگ تو پیروں کے دھونے کے علاوہ انکار کرتے ہیں اور میں بھی قرآن میں مسح کے علاوہ کچھ نہیں پاتا۔ جلد اول ص ۱۵۶ باب ۱۰۱، حدیث ۴۹۴۔

۱ مروان بن حکم (نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ لگا ہوا) سے روایت ہے کہ میں عثمان بن عفان کے ساتھ بیٹھا تھا انہوں نے سنا حضرت علیؑ لبیک کہتے ہوئے عمرے اور حج کا قران کیا تو عثمان نے کہا "کیا ہم نے منع نہیں کیا اس سے؟"۔ تو حضرت علیؑ نے کہا "بے شک تم منع کرتے ہو لیکن میں نے رسولؐ اللہ سے سنا اور کیا رسولؐ اللہ نے ایک ساتھ عمرہ اور حج ۔ میں رسولؐ اللہ کی پیروی تمہاری وجہ سے اور کسی اور کے کہنے سے چھوڑنے والا نہیں" جلد دوم باب القران حدیث ۲۷۲۶ تا ۲۷۳۲ ص ۲۲۲ تا ۲۲۳۔

۲ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے سنا عمر ابن خطاب سے وہ کہتے تھے قسم خدا کی میں منع کرتا ہوں تمتع سے حالانکہ تمتع کتاب اللہ میں موجود ہے اور رسولؐ اللہ نے کیا ہے۔ حدیث ۲۷۴۰ ص ۲۲۷

۳ عائشہ سے روایت ہے کہ نازل ہوئی تھی اللہ کے طرف سے یہ آیت عشر رضعات معلومات یعنی اُس کے دس گھونٹ معلوم ہو پھر منسوخ ہو گئی پھر نازل ہوئی یہ آیت خمس رضعات معلومات یعنی پانچ گھونٹ پلانے سے دودھ کے اور یہ آیت پڑھی جاتی تھی رسولؐ اللہ کے دور میں اور اب قرآن میں موجود نہیں ہے۔ باب ۱۶۶۲ القدر یحرم من الرضاعة حدیث ۳۳۱۲ ص ۴۲۲

۴ صرف عائشہ ہی رضاعت یعنی بڑی عمر والے کو دودھ پلانے سے حرمت ہو جاتی تھیں قائل تھیں تمام دیگر ازواج رسولؐ منع کرتی تھیں عائشہ کو اس عمل سے۔ باب ۱۶۶۴ حدیث ۳۳۲۴ ص ۴۲۵

۵ عائشہ اور حفصہ کا جلن دوسری ازواج سے اور رشک کرنا اس بات پر کہ رسول اکرم انکے باری کے دن کسی اور زوجہ کے پاس گئے تھے۔ جلد دوم ص ۴۵۹ تا ۴۶۳

۶ محمود بن لبید سے روایت ہے کہ خبر دی گئی حضور اکرم کو کسی شخص نے نے تین طلاق دی اپنی عورت کو ایک ہی وقت میں یہ سُن کر رسولؐ اللہ کھڑے ہو گئے اور غصہ سے فرمانے لگے کیا اللہ کی کتاب سے کھیل ہو رہا ہے حالانکہ میں ابھی موجود ہوں۔ یہ سُن کر ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسولؐ اللہ کیا میں اس کو قتل کر دوں؟ باب الثلاثه المجموته وما فیه من التغلیظ ۱۷۰۵ حدیث ۳۴۳۳ ص ۴۶۸ ۔

۷ ابن عباس سے کسی نے پوچھا کیا تم لوگ نہیں جانتے حضور اکرم کے زمانے میں اور ابو بکر کے دور میں اور عمر ابن خطاب کے شروع دور خلافت میں رد کی جاتی تھیں تین طلاق ایک نشست میں ابن عباسؓ نے کہا ہاں رد کی جاتی تھیں۔ باب طلاق ۱۷۰۷ حدیث ۳۴۳۸ جلد دوم ص ۴۷۱

۸ حضرت علیؑ نے کہا مجھ سے اور فرمایا رسولؐ اللہ نے جو کوئی مومن ہو گا وہ تیری محبت رکھے گا اور جو کوئی تجھ سے دشمنی رکھے گا وہ منافق ہو گا جلد سوم ص ۴۱۹ نفاق حدیث ۵۰۲۷

۹ حضرت عمر سے روایت ہے جب شراب کی حرمت اُتری تو انہوں نے دعا کی یااللہ شراب کے باب میں حکم کو صاف بیان کردے تو آیت اُتری جو سورہ بقر ۸۷ سورہ بقر میں ہے۔یسئلونک الخمر والمیسر ۔پہر عمر بلائے گئے اور ان کو یہ سنائی گئی انہوں نے کہا یااللہ ہم کو صاف صاف بیان کر شراب کے بارے میں پھر آیت اتری جو تنزیل کے حساب سے ۹۷ سورہ ہے نازل ہوئی پھر عمر بلائے گئے اور ان کو یہ آیت سنائی گئی انہوں نے پھر کہا یااللہ ہم کو شراب کے بارے میں صاف صاف بیان کر آخر میں تنزیل کے حساب سے ۱۱۲سورہ مائدہ نازل ہوئی پھر عمر بلائے گئے اور ان کو سنایا گیا جب عمر نے کہا ہم نے چھوڑا ہم نے چھوڑا۔ مسند احمد ج ۱ ص ۵۳؛ ترمذی ج ۴ ص ۳۲۰؛ تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۲۶۲؛ فتح الباری ابن حجر ج ۸ س ۲۱۰۔ ج سوم کتاب الاشربہ باب تحریم الخمر ص ۵۷۲ تا ۵۷۳

۱۰ سعید بن مسیّب سے روایت ہے کہ ثقیف کے لوگوں نے حضرت عمر کے سامنے شراب رکھا انہوں نے منگوایا جب منہ سے لگایا تو مزا تیز تھا پھر پانی ملا کر اس کی تیزی کو توڑا اور کہا ایسا ہی کیا کرو۔ ص ٦١٦

۱۱ سائب بن یزید سے روایت ہے کہ حضرت عمر کے پاس لوگ آئے اور کہا کہ ہم نے فلاں شخص کے منہ یعنی عبید للہ بن عمر جو خود ان کے صاحبزادے تھے شراب کی بو پائی۔ ص ٦١٦

١ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ منع کیا رسولؐ اللہ نے ریشمی کپڑا اور سونے کی انگوٹھی اور حالت رکوع میں قرآن پڑھنے سے۔ ص ٦٧

٢ انس ابن مالک نے کہا کہ نماز کو کھڑا ہوا میں پیچھے ابو بکر کے اور عمر کے اور عثمان کے جب نماز شروع کی تو کوئی اُن میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ پڑھتا تھا۔ ص ٦٧

٣ مدعم جو رسولؐ اللہ کہ خدمت کرتا تھا اور صحابیبھی تھا آنحضرتؐ کے اونٹ کی پالان اُتار رہا تھا اتنے میں ایک تیر آیا اور اُس کو لگا اور وہ مر گیا۔ لوگوں نے کہا اِس کو جنت مبارک۔ فرمایا رسولؐ اللہ نے "ہرگز نہیں جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس نے (مدعم) حنین میں مال غنیمت سے کمبل چُرائی تھی وہ اس وقت آگ بن کر اُسکو جلا رہی ہے"۔ یہ سُن کر ایک اور صحابی نے جوتے کے دو تسمے جو اُس نے چرائے تھے لا کر رکھ دیے۔ جس پر رسولؐ اللہ نے فرمایا یہ دو تسمے تیرے واسطے آگ کے تھے۔ کتاب الجہاد ص ٣٤٠۔

٣ آئمہ اربعہ اور جمہور علماء کے نزدیک متعہ ناجائز ہے اوائل اسلام میں متعہ درست تھا پھر خیبر میں حرام ہوا پھر عمرۃ القضا میں جائز ہوا پھر فتح مکہ کے روز حرام ہوا پھر جنگ اوطاس میں جائز ہوا پھر حرام ہوا (کب نہیں لکھا) پھر تبوک میں جائز ہوا پھر حجۃ الوداع میں حرام (کوئی حدیث کا حوالہ نہیں) اس طرح بار بار کی حرمت اور حلت سے لوگوں کو شبہ رہا بعض لوگ متعہ کو جائز سمجھ کے کرتے تھے اور بعض نہیں کرتے تھے یہاں تک آنحضرت کی وفات ہوئی ابو بکر کے زمانے میں بھی ایسا رہا عمر ابن خطاب کے اوائل خلافت میں یہی حال رہا بعد اس کے عمر ابن خطاب نے بر سر منبر بیان کیا جب سے لوگوں نے چھوڑ دیا مگر بعض صحابہ اس کے جواز کے قائل رہے جیسے جابر ابن عبد اللہ اور عبد اللہ ابن مسعود، ابو سعید اور معاویہ، اسماء بنت ابو بکر (عبد اللہ ابن زبیر کی ماں) عبد اللہ ابن عباس، عمرو بن حویرث اور سلمہ بن الاکوع اور جماعت تابعین میں سے بھی جواز کے قائل ہوئی ہے (ملخص زرقانی) باب المتعہ ١٨، ص ٣٨٥

٤ عائشہ جس مرد کو چاہتیں کے اپنے پاس آیا جایا کرے تو اپنی بہن ام کلثوم کو کہتیں اور اپنی بھتیجیوں کو اور بھانجیوں کو کہ اس شخص کو اپنا دودھ پلاؤ لیکن رسولؐ اللہ کی دوسری بیبیاں اس کا انکار کرتیں تھیں اور دیگر صحابہ بھی انکار کرتے ہیں۔ باب رضاعا ١٣ حدیث ١٧ ص ٤٣٣۔

٥ عمر ابن خطاب کا کہنا کہ آیت رجم قرآن میں موجود تھی۔ ص ٥٩٤

٦ امام مالک نے ابن شہاب سے پوچھا اس آیت کی تفسیر اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعو الیٰ ذکر اللہ تو ابن شہاب نے کہا عمر ابن خطاب اس آیت کو یوں پڑھتے تھے اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فامضوا الیٰ ذکر اللہ، باب ماجاء فی سعی۔ ص ٨٨

٧ عبد اللہ ابن عمر کو لقوہ ہو گیا تھا چہرہ کو داغ لیا۔ ص ٦٥٥

۸ عائشہ بیمار تھیں اور ایک یہودی عورت اُن پر پڑھکر پھونک رہی تھی ۔ ص۶۵۵

۱	حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ عمر ابن خطاب توریت کا نسخہ لیکر رسولؐ اللہ کے پاس آئے اور کہا اے اللہ کے رسولؐ یہ توریت کا نسخہ ہے۔ آپؐ خاموش رہے عمر ابن خطاب اُس کو پڑھنا شروع کیا اور چہرۂ اقدس رسولؐ غصہ سے متغیر ہو رہا تھا۔ ابو بکر نے عمر سے مخاطب ہو کر کہا گم کریں تجھ کو گم کرنے والیاں کیا تو نہیں دیکھتا تو رسولؐ اللہ کے چہرہ کو۔ تب عمر نے گھبرا کہا میں اللہ اور اور اُسکے رسولؐ سے پناہ مانگتا ہوں اور راضی ہوئے ہم اللہ سے اور دین اسلام سے اور محمد ﷺ اُس کے نبی ہونے سے۔ فرمایا رسولؐ اکرم نے اُس ذات کی قسم کے جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر موسیٰ ظاہر ہوں اور تم مجھ کو چھوڑ کر اُن کی پیروی کرو تو سیدھا گمراہ ہو جاؤ گے۔ اگر موسیٰ زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پاتے تو یقیناً میری پیروی کرتے (عمر توریت پڑھ کر تصدیق رسالت کرنا چاہتے تھے۔ اوصاف رسولؐ اکرم جو توریت میں نازل ہوئیں تھیں اور اللہ نے فرمایا کہ اے نبی تمہارا ذکر توریت میں نام احمد سے موجود ہے) (دارمی) جلد اول باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ تیسری فصل ۵۲/۱۸۳ ص ۶۲
۲	ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسولؐ اکرم نے جہاد واجب ہے تم پر ہر سردار کی اطاعت میں چاہے وہ نیک ہو یا بد اگرچہ کرے گناہ کبیرہ اور نماز واجب ہے تم پر پیچھے ہر مسلمان کے نیک ہو یا بد اگرچہ کرے گناہ کبیرہ (روایت کیا اس کو ابو دونے) باب الامامۃ دوسری فصل جلد اول ۹/۱۰۵۷ ص ۲۳۸۔
۳	حدیث منزلت (متفق علیہ) باب مناقب علیؑ ابن ابی طالب فصل اول جلد سوم ۱/۵۸۲۶ ص ۲۴۴
۴	فرمایا رسولؐ اللہ نے یا علیؑ تم سے علاوہ مومن کے کوئی محبت نہ کرے گا اور منافق کے سوا کوئی عداوت نہیں کرے گا۔ ۲/۵۸۲۷
۵	حدیث رائت (علم خیبر میں) ۳/۵۸۲۸
۶	حدیث منی ۴/۵۸۲۹
۷	حدیث من کنت مولا ۵/۵۸۳۰
۸	حدیث علی منی وانا من علی ولا یودی عنی الا انا او علی ۶/۵۸۳۱
۹	حدیث اُخوت ۷/۵۸۳۲
۱۰	حدیث طیر ۸/۵۸۳۳

١١ حدیث باب حکمت ١٠/ ٥٨٣٥

١٢ مدعم صحابی کو جب تیر لگا اور مر گیا تو لوگ اُسکو جنت کی بشارت دینے لگے رسولؐ اللہ نے فرمایا اس نے خیبر کے دن مال غنیمت سے چادر چرائی تھی جو آگ بن کر شعلہ مار رہی ہے (متفق علیہ) جلد دوم ص ٢٥٩ ، ١٣/ ٣٨١٩

١٣ کرکرۃ صحابی رسول اکرمؐ جب مر گیا تو رسولؐ اللہ نے فرمایا وہ دوزخ میں ہے مال غنیمت سے کملی چرائی تھی دوم ص ٢٥٩۔

١٤ فدک کو مروان نے اپنی جاگیر بنالیا تھا۔ جلد دوم ص ٢٧٨

١٥ حدیث نجویکہ فرمایا رسول اکرمؐ نے کہ "میں نے سرگوشی نہیں علیؑ سے مگر خود اللہ نے کی"۔ جلد سوم ١١/ ٥٨٣٦

١٦ حدیث فرمایا رسول اکرمؐ نے سوائے میرے اور علیؑ کے کوئی حالت جنابت میں مسجد میں داخل نہیں ہونا۔ ١٢/ ٥٨٣٧

١٧ فرمایا رسول اکرمؐ نے یا اللہ نہ مارنا مجھ کو یہاں تک تو علیؑ کو مجھ کو دکھادے ١٣/ ٥٨٣٨

١٨ جناب ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اکرمؐ نے علی کو منافق اپنا دوست نہیں رکھتا اور علیؑ کو مومن اپنا دشمن نہیں رکھتا (احمد، ترمذی) ١٤/ ٥٨٣٩

١٩ فرمایا رسول اکرمؐ نے جس نے علی کو برا کہا اُس نے مجھ کو برا کہا۔ ١٥/ ٥٨٤٠

٢٠ حدیث مثل عیسیٰ ۔ ١٦/ ٥٨٤١

٢١ حدیث غدیر خم اور عمر ابن خطاب کا کہنا کہ تمہارے لئے خوشی کا باعث ہے اے ابو طالب کے بیٹے تم نے صبح کی اور شام کی ہر مومن اور مومنہ کے مولا ہونے سے (احمد)۔ ١٧/ ٥٨٤٢ فصل تیسری ص ٢٤٧۔

٢٢ ابو بکر اور عمر دونوں نے پیغام بھیجا حضرت فاطمہؑ سے شادی کے لئے رسول اکرمؐ نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ وہ ابھی چھوٹی ہیں پھر حضرت علیؑ نے پیغام دیا رسولؐ اللہ نے حضرت فاطمہؑ کا نکاح حضرت علیؑ سے کر دیا (نسائی)۔ ١٨/ ٥٨٤٣ ص ٢٤٨۔

۲۳ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا تمام دروازے بند کرو سوائے علیؑ کے دروازہ کے (ترمذی)۔۱۹ر ۴۴ ۵۸

۲۴ آیت ندع ابنائنا وابنائکم نازل ہوئی تو رسولؐ اللہ نے بلایا علیؑ فاطمہؑ حسن اور حسینؑ کو اور فرمایا رسول اکرمؐ نے کہ یااللہ یہ میرے اہلبیت ہیں (مسلم) (واضح رہے ان احادیث کو باب مناقب اہلبیت میں لکھا ہے اور باب مناقب ازواج النبی الگ ہے) باب مناقب اہلبیت النبی فصل اول ص ۲۵۴ جلد سوم ار ۵۸۷۳

۲۵ حدیث کسا راوی عائشہ (مسلم) ۲ر ۵۸۷۴

۲۶ حدیث ثقلین (مسلم) ۵۸۷۸/۶

۲۷ ام الفضل کا خواب اور رسولؐ اللہ کی پیشنگوئی وقت ولادت امام حسینؑ اور رسول اللہ کا گریہ کرنا اور فرمانا رسول اللہ کا کہ جبرئیلؑ نے خبر دی کہ میری اُمت میرے اس بیٹے کو قتل کردے گی اور انہوں نے مقتل حسینؑ کی مٹی لا کر دی فصل تیسری حدیث ۴۶ر ۵۹۱۸ ص ۲۶۴۔

۲۸ ابن عباسؓ کا خواب جس میں اُنھوں نے آنحضرت کو دیکھا کہ آپؐ کے بال پراگندہ ہیں اور پاؤں خاک آلودہ اور ہاتھ میں ایک شیشی ہے خون سے بھری ہوئی جب ابن عباس نے پوچھا یہ آپ کیا حال ہے تو فرمایا یہ خون حسینؑ ہے اور اُس کے ساتھیوں کا خون جس کو میں نے آج جمع کیا (روایت بیہقی اور احمد) ۴۷ر ۵۹۱۹ ص ۲۶۵۔

۲۹ فرمایا آنحضرتؐ نے اپنے زمانے کی سب عورتوں میں افضل مریم اور اس اُمت کی افضل خدیجہ بنت خویلد (متفق علیہ) باب مناقب ازواج النبی فصل اول ار ۵۹۲۲ ص ۲۶۶۔

۳۰ ابوہریرہ سے روایت ہے فرمایا آنحضرتؐ نے کہ جبرئیلؑ آئے اور کہا اے اللہ کے رسولؐ یہ خدیجہؑ ایک برتن لے کر آرہی ہیں جس میں کھانا اور سالن ہے جب یہ آپؐ پاس آئیں اُس کے رب کی اور میری طرف سے آپؐ سلام کہیں اور جنت میں ایک ایسے گھر کی خوشخبری دیں جو موتی سے بنا ہے اُس میں نہ شور ہے اور نہ رنج (متفق علیہ) ار ۵۹۲۲ ص ۲۶۶

۳۱ جب آنحضرتؐ نے شام اور یمن کے لئے دعا فرمائی تو لوگوں نے خواہش کی اہل نجد کے لئے تو آپؐ نے فرمایا اس جگہ سے زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں شیطان کا سینگ ظاہر ہوگا (بخاری) (عبدالوہاب بانیِ وہابی مذہب نجدی تھا)۔ باب ذکر الیمن والشام ۶/ ۶۰۰۹ ص ۲۸۹۔

۳۲ معاویہ نے کبھی وحی نہیں لکھی جلد سوم ص۴۰۵

حوالے

طبقات ابن سعد

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن سعد البصری

ترتیب اور پیش کش

میر مراد علی خان

تعارف

ابو عبد اللہ محمد بن سعد البصری المتوفی ۲۳۰ھ کی شہرۂ آفاق کتاب طبقات الکبیر یا الطبقات الکبریٰ کے نام سے موسوم ہے۔ اس کتاب کا مصنف دور ہارون الرشید اور مامون الرشید کا عالم ہے۔ یہ کتاب ۲۰۰ھ اور ۲۲۰ھ کے درمیان بیس سال کے عرصہ میں لکھی گئی۔ مصنف کے دور حیات ہی میں اہل ذوق نے اس کی نقلیں حاصل کر لی تھیں۔

علامہ شبلی نعمانی اس کے متعلق لکھتے ہیں: "نہایت ثقہ اور معتمد مورخ ہے"۔ الفاروق ص ۷۔ سیرۃ النبی جلد اول ص ۱۸۔

ابن خلکان وفیات الاعیان میں لکھتے ہیں یہ ثقہ اور صدوق تھا۔ حصہ چہارم ص ۲۹۶۔

بسمہ سبحانہ

۱ مقدادؓ (ابن الاسود) کہتے ہیں: جب قصی کو فراغت ہوئی اور خزاعہ اور بنی بکر مکہ سے نکالے گئے تو قریش اُن کے پاس جمع ہوئے اور اسی دن سے اس اجتماعی حالت کی بناء پر یہ لوگ قریش کے نام سے موسوم کئے گئے تقرش (جس سے لفظ قریش نکلا ہے اس کے معنی اجتماع کے ہی) جلد اول ص ۹۲

۲ جب ایک سال خشک حالی اور لوگوں کے جانوں پر آبنی تو دعائے استسقا کے لئے خواب میں دعا کرنے والے کے صفات بیان کئے گئے نہایت شریف خاندان کا ہو بلند و بالا ہو بھاری بھر کم ہو سفید رنگ والا ہو تو یہ صفت سوائے حضرت عبدالمطلب کے کسی میں نہ پائی اور آپ ایک پہاڑ ابو قبیس پر چڑھ گئے ساتھ میں رسول اکرم بھی تھے اور اُس وقت آپ بہت کم سن تھے اور حضرت عبدالمطلب نے یہ دعا کی: اللھم هولاء عبيدك و بنو عبيدك واماؤك و بنات وامائك و قد نزل بنا ماترى وتتابعت علينا -الخ" لوگ ابھی پلٹے بھی نہ تھے کہ اتنی بارش ہوئی کے ندیاں نالے بہنے لگے اس پر رقیقہ بنت ابو صیفی بن ہاشم بن عبد مناف نے حمد باری کی وہ یہ بشيبة الحمد اسقى الله بلدتنا :: وقد فقدنا الحياء واجلو ذالمطر

منا من الله بالميمون طائره :: وخير من بُشرت يوماً به مضر ۔جلد اول صفحہ ۱۲۸

۳ جب حضرت عبدالمطلب ابرہہ سے ملنے گئے تو آپ کا جو تعارف کرا گیا وہ ان الفاظ سے کیا گیا "اے بادشاہ تیرے حضور میں ایسا شخص آیا ہے جو تمام عرب کا سردار، فضل وعظمت وشرف میں سب پر فائق ہے"۔ ص ۱۳۱

۴ جب ابرہہ نے حملہ کرنا چاہا کعبہ پر حضرت عبدالمطلب نے اللہ کی بارگاہ میں ان الفاظ سے دعا کی"

لاهم ان المرء يمنع رحله فامنع حلالك ، لا يغبلن صليبهم و محالهم غدوًا محالك

ان كنت تاركهم وقبلتنا فأمر مابدالك -یا اللہ انسان اپنے سامان کی حفاظت کرتا ہے تو اپنے متاع وسامان کعبہ کی حفاظت کر اور اُن کے صلیبوں اور اُن کے فریب ومکر تیری قدرت پر غالب نہیں آسکتے: جب اللہ نے اپنا عذاب نازل کیا تو حضرت عبدالمطلب نیچے اُتر آئے اور جو دو دشمن کی فوج سے بچ گئے تھے آئے اور حضرت عبدالمطلب کے سر کو بوسہ دیا کہا ان كنت اعلم تو بہت جاننے والا ہے ۔ ص ۱۳۲

۴ تمام عرب میں سوائے اولاد حضرت عبدالمطلب کے کسی ایک کی ایک باپ کی اولاد نہیں تھی۔ ص ۱۳۴

۵ حضرت عبداللہ بن حضرت عبدالمطلب نے ترکے میں ایک کنیز ام ایمن، پانچ اور اک اونٹ اور بھیڑ کے ایک گلے کو چھوڑا جس کے رسولؐ اللہ وارث ہوئے (حدیث "لا نرث ولا نورث" کہاں گئی)۔ ص ۱۴۳

٦ جب آنحضرتؐ کی ولادت باسعادت کی اطلاع حضرت عبدالمطلب کو ملی تو آپ نے ارشاد فرمایا:

الحمدلله الذی اعطانی::: هذا الغلام الطیب الاردان
قدسادنی فی المهد علی الغلمان:: اعیذه بالله ذی الارکان
حتی اراه بالغ البنیان :::::: اعیذه من شر ذی شنان

ساری تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے پاکدامن لڑکا عنایت عطا کیا یہ وہ ہے جو جو گہوارہ ہی میں سب پر سردار ہوگا میں اس کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں"۔ جلد اول ص ۱۴۷

٧ دعوۃ ذوالعشیرۃ۔ ص۲۵۸

٨ حضرت ابوطالب جب کئی سال شعب ابوطالب میں محصور رہے تو آپ اپنے خاندان کے ساتھ ایکدن کعبہ میں گئے اور دعا کی "اے اللہ! ہماری مدد کر اُس شخص سے جو ہم پر ظلم کرے یا ہم سے قطع رحم کرے"۔ ص۲۷۸

٩ قتل رسول اکرمؐ کی سازش میں شریک ہونے اور مشورہ دینے شیطان نجد کے بڈھے کی شکل میں آیا تھا ۔ ص۲۹۳

١٠ بستر رسول اکرمؐ اور حضرت علیؑ شب ہجرت۔ ص۲۹۳

١١ وقت وفات سرور کائنات حدیث قرطاس اور عمر کا بولنا، رسول اللہؐ کا سر اقدس جناب امیر کے باہوں اور بازوؤں کے درمیان تھا، ابن عباسؓ کا وہ منظر یاد کر کے گریہ کرنا اور عمر ابن خطاب کا عورتوں کو رونے سے منع کرنا اور آنحضرتؐ کا یہ فرمانا کہ یہ عورتیں تم (عمر ابن خطاب) سے بہتر ہیں۔ عمر کا کہنا کہ قرآن کافی ہے اور رسول اللہؐ کا ان سب کو کہنا کے میرے پاس سے اُٹھ جاؤ۔ حصہ دوم ۲۹۰ تا۲۹۱

١٢ حضرت فاطمہؑ تمام عالم کی عورتوں کی سردار ہیں۔ ص۲۹۵

١٣ لشکر اُسامہ میں ابوبکر اور عمر بھی تھے اس لشکر کی سرداری اُسامہ نے کی۔ ص۲۹۶

١٤ وقت وفات سرور کائناتؐ سر اقدس جناب امیر کی آغوش میں تھا متعدد حوالوں سے۔ ص۳۰۷

١٥ ابوبکر مدینہ کے باہر السنح میں رہتے تھے اور بعد وفات رسالت مآبؐ کے پاس آنے سے پہلے اپنی بیٹی سے ملے پھر رسول اللہؐ کی زیارت

کا قصد کیا ۔ ص ۳۱۰

۱۶ عمر ابن خطاب نے خلافتِ ابو بکر کی تائید میں جو دلیل دی وہ یہ کہ ابو بکر مسلمانوں میں سب سے زیادہ بوڑھے ہیں لہٰذا بیعت کرو، چنانچہ لوگوں نے بیعت کر لی۔ (اسوقت ابو بکر کے باپ ابوقحافہ زندہ تھے) ۔ ص ۳۱۴

۱۷ وفات رسول اکرم کی تصدیق اسماء بنت عمیس نے کی اور فرمایا کہ جو مہر نبوت شانے پر تھی وہ اب نہیں ہے اُٹھالی گئی۔ ص ۳۱۶

۱۸ تاریخ اور روز وفات رسول اکرم میں اختلاف ۔ ص ۳۱۷

۱۹ رسول اکرم کو غسل جناب امیرؑ نے دیا۔ ص ۳۲۰

۲۰ عائشہ کے مکان کے دو حصے کئے گئے ایک حصہ میں خود رہتی تھیں اور دوسرے حصہ میں آنحضرتؐ کی قبر تھی۔
(علامہ شبلی نعمانی اپنی کتاب سیرت النبی جلد اول ص ۱۷۶ میں مسجد نبوی اور متصل ازواج النبی کے مکانات کی تفصیل یوں بیان کرتے ہیں کہ مسجد نبوی جب تعمیر ہو چکی تو مسجد سے متصل آپؐ نے ازواج رسول کے لئے مکانات بنوائے اُس وقت تک حضرت سودہ اور حضرت عائشہ ہی تھیں اس لئے دو ہی حجرے بنے جب اور ازواج آتی گئیں تو اور مکانات بنتے گئے۔ یہ مکانات چھ، چھ ہاتھ، سات سات ہاتھ چوڑے اور دس دس ہاتھ لانبے تھے، چھت اتنی اونچی تھی کہ آدمی کھڑا ہو کر چھت کو چھولیتا۔ (ایک ہاتھ اوسطاً ۱۸ انچ کا ہوتا ہے)۔ (سات ہاتھ کا مطلب ۱۲۶ انچ یعنی دس فٹ ۶ انچ۔ یعنی زیادہ سے زیادہ یہ مکان جو اصل میں کمرے تھے ۱۱ فٹ چوڑائی ۱۴ فٹ لمبائی تھے۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اتنے چھوٹے سے کمرے میں اُس کے دو حصے ہوں اور دوسرے حصے میں آنحضرتؐ بھی دفن ہوں پھر اُسکے بعد ابو بکر اور پھر عمر دفن ہو سکیں؟)۔ حصہ دوم صفحہ ۳۳۲

۲۱ حدیث لانرث ولانورث کے راوی صرف ابو بکر ہیں۔ ص ۳۴۷

۲۲ مطالبہ فدک اور جناب سیدہؑ کا ابو بکر سے ناراض رہنا جناب امیر قرآن سے دلائل پیش کرنا اور ابو بکر کا خاموش ہو جانا۔ جناب سیدہؑ کا ام ایمن کو بحیثیت گواہ پیش کرنا کہ رسول اکرم نے اپنی حیات میں فدک دے دیا تھا۔ ص ۳۴۹

۲۳ جب جابر عبداللہؓ نے ابو بکر سے کہا کہ "رسول اللہؐ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر بحرین سے مال آئے گا تم کو اس قدر دوں گا" تو ابو بکر نے بغیر گواہی کے پانچ سو درہم صرف حضرت جابر کے کہنے پر دیدیا۔ اسی طرح اور لوگ بھی صرف رسول اللہؐ کو وعدہ کا حوالہ دے کر مال لے جاتے تھے۔ ص ۳۵۰

۲۴ حضرت علیؑ نے رسولؐ اللہ کا قرض ادا کر دیا اور آپؑ پکار کر اعلان کیا کرتے تھے کہ " جس سے رسولؐ نے وعدہ کیا ہے اور یا قرض ہو وہ آئے اور مجھ سے لیں " پھر آپؑ کے بعد امام حسنؑ، اور اُسکے بعد امام حسینؑ اعلان کیا کرتے تھے۔ ص ۳۵۱

۲۵ فرمایا جناب امیر نے کے کوئی آیت ایسی نہیں نازل ہوئی جو میں نہیں جانتا میرے رب نے مجھے ایسا قلب عطا کیا جو عقل والا ہے اور ایسی زبان دی جو بولتی ہے فرمایا حضرت علیؑ نے پوچھو مجھ سے کتاب اللہ کے بارے میں کیونکہ اس کی کوئی آیت ایسی نہیں جس کو میں نہ جانتا ہوں وہ رات کو نازل ہوئی ہو یا دن کو ہموار زمین پر نازل ہو یا پہاڑ پر۔ (حضرت علیؑ کا قرآن جمع کرنا اور دیگر احادیث جس سے علم اور فضائل حضرت علیؑ منسوب ہیں) ۔ ص ۳۸۳ تا ۳۸۳

۲۶ عائشہ نے ابوہریرہ سے کہا تم رسولؐ اللہ سے وہ حدیثیں بیان کرتے ہو جنہیں میں نے آپؐ سے نہیں سُنا تو ابوہریرہ نے جواب دیا اے اماں جان! میں نے اِس حالت میں حاصل کیا ہے کہ آپ کو (عائشہ) سرمہ دانی اور آئینہ نے اُن احادیث کو سننے سے باز رکھا مجھے ان چیزوں میں سے کسی نے مشغول نہیں کیا۔ ص ۴۰۲

۲۷ ابو بکر کا نام عتیق لوگوں نے رکھا ۔ سوم ص ۱۸

۲۸ جب عمر ابن خطاب قتل رسولؐ اکرم کے ارادہ سے آئے تو رسولؐ اللہ نے اُنکی چادر اور تلوار کی پیٹی کو پکڑا اور فرمایا " اے عمر تم اُس وقت تک باز نہ آؤ گے جب تک کہ اللہ تمہارے لئے رسوائی اور عذاب نازل نہ کرے جیسا کہ اُس نے ولید بن مغیرہ کے لئے نازل کیا"۔ یہ سن کر عمر ابن خطاب نے کلمہ پڑھا۔ (سورہ قلم آیات ۱۰ تا ۱۶)۔ جلد سوم ص ۵۸

۲۹ صالح بن کیسان سے مروی ہے کہ ابن شہاب نے کہا کہ "ہمیں معلوم ہے اہل کتاب (یہودیوں اور نصرانیوں) نے عمر ابن خطاب کو فاروق کہا۔ ہمیں نہیں معلوم ہوا کہ رسولؐ اللہ نے اس کا کچھ بھی ذکر کیا ہو "۔ ص ۵۹

۳۰ عمر ابن خطاب کے عقد مواخوات کو مختلف راویوں نے مختلف بتلایا ہے کسی نے ابو بکر سے عقد مواخوات بتلایا کسی نے عویم بن ساعدہ کے درمیان بتلایا کسی نے عتبان بن مالک اور کسی نے عمر و معاذ بن عفرا کے درمیان۔ ص ۶۱

۳۱ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ مدینہ میں عمر ابن خطاب کا مکان رسولؐ اللہ کی عطا کردہ زمین پر تھا۔ ص ۶۱

۳۲ جب ابو بکر وقت آخر آیا تو اُن کے پاس حضرت علیؑ اور طلحہ (جو ابو بکر داماد بھی تھے) گئے اور پوچھا کہ " آپ نے کس کو خلیفہ بنایا؟" انہوں نے کہا "عمر کو"۔ تو طلحہ نے کہا کہ پھر آپ اپنے رب کو کیا جواب دیں گے ؟ ابو بکر نے کہا کیا تم مجھے اللہ سے ڈراتے ہو۔ اس لئے

بتایا کہ میں تم دونوں سے بہتر اللہ کو اور عمر کو جانتا ہوں"۔ ص ۶۲

۳۳ امیر المومنین کا خطاب خود عمر نے اپنے لئے پسند کیا۔ ص ۷۰

۳۴ عمر ابن خطاب نے ایک شخص کو شہر بدر اس لئے کر دیا کہ وہ خوبصورت تھا۔ ص ۷۴

۳۵ عمر ابن خطاب نماز میں بھول جاتے تھے کسی کو اپنے پیچھے کھڑا کر لیتے تھے تاکہ وہ اُنھیں بتادے جب وہ شخص اشارہ کرتا تھا کہ سجدہ کریں یا کھڑے ہو جائیں تو وہ ویسا ہی کرتے تھے۔ ص ۷۵

۳۶ عمر ابن خطاب نے کہا "احادیث لکھنے کے لئے اللہ سے ایک ماہ تک استخارہ کرتا رہا، پھر ایک جماعت یاد آئی جس نے کتاب لکھی تو وہ اسی پر متوجہ ہو گیا اور کتاب اللہ کو ترک کر دیا۔ (قرآن کو چھوڑ کر احادیث کے پیچھے رہ گئے) ۔ ص ۷۵

۳۷ ایک وقت عمر ابن خطاب لوگوں میں مال تقسیم کر رہے تھے کہ سعد ابن ابی وقاص دھکے دیتے ہوئے آگے آئے اور اُن کے (عمر) پاس پہنچے عمر نے اُنھیں درے مارا اور کہا "تم اس طرح آگئے کہ زمین کے سلطان سے نہیں ڈرتے تو میں چاہتا ہوں کہ تمہیں بتادوں کہ سلطان بھی تم سے نہیں ڈرتا"۔ ص ۷۵

۳۸ عمر ابن خطاب کی غذا ایک یا دو ٹوکرے ٹڈیوں کے کھا لیتے تھے۔ ایک صاع کھجور (ساڑھے تین سیر) ڈال دی جاتی تھیں وہ انہیں کھاتے تھے اور اُس میں خراب اور ردی بھی کھا لیتے تھے۔ عمر اپنے جوتے سے کھانا کھانے کے بعد ہاتھ پونچھتے تھے اور کہتے تھے آل عمر کی رومال اُن کے جوتے ہیں۔ عمر گوشت کھا کر اپنا ہاتھ اپنے قدم سے پونچھتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ آل عمر کا رومال ہے۔ ص ۷۵

۳۹ عمر بن خطاب کی مرغوب ترین چیز نبیذ یعنی کھجور کی شراب۔ ص ۱۰۴

۴۰ عمر ابن خطاب نے دعائے استسقاء کی تو کہا اے اللہ ہم لوگ تیرے رسولؐ کے چچا کو تیرے سامنے شفیع بناتے ہیں۔ ص ۱۰۶

۴۱ ابی مسعود انصاری سے روایت ہے کہ ہم لوگ ایک جگہ بیٹھے تھے کہ ایک شخص گھوڑے پر سوار سامنے آیا جو اُسے ایڑی سے مارتا ہوا (گھوڑے کو) چل رہا تھا قریب تھا کہ ہمیں کچل دے ہم ڈر کے کھڑے ہوئے دیکھا تو وہ عمر ابن خطاب تھے۔ جلد سوم صفحہ ۱۱۰

۴۲ عمر ابن خطاب بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ ص ۱۱۳

۴۳ وقت وفات عمر ابن خطاب نے حضرت علیؑ سے کہا یا علیؑ شائد لوگ تمہیں رسولؐ اللہ سے قرابت دامادی اور جو کچھ اللہ نے تمہیں علم وفقہ عطا کیا اُس کا لحاظ کریں گے، اور پھر عثمان سے کہا شائد قوم تمہارے سن کا لحاظ کرے گی۔ ص ۱۲۵

۴۴ عمر ابن خطاب نے صہیب کو بلایا اور کہا تم لوگوں کو نماز پڑھانا اس جماعت (شوریٰ) کو ایک کمرے میں بند کر دینا اور جب یہ لوگ کسی پر اتفاق کرلیں تو اُن کے مخالف کی گردن ماردینا اور جب شوریٰ والے اُٹھ کر چلے گئے تو کہا "اگر یہ لوگ اجلح (یعنی جس کے پیشانی پر آگے بال گرے ہوئے ہوں (یہ حضرت علیؑ کو کہتے تھے) والی بنائے تو وہ انہیں سیدھے راستے پر چلائے گا۔ ص ۱۲۵

۴۵ عمر ابن خطاب سے مروی ہے کہ یہ خلافت اہل بدر میں رہے گی جب تک اُن میں سے ایک بھی باقی رہے پھر اہل اُحد میں ہوگا جب تک اُن میں سے ایک بھی باقی رہے گا۔ یہ معاملہ غلام آزاد کردہ کے لئے نہیں ہے اور نہ فتح مکہ کے مسلمین کے لئے کچھ۔ (ابوسفیان اور معاویہ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے اور آزاد کردہ رسولؐ تھے)۔ ص ۱۲۶

۴۶ عمر ابن خطاب نے کہا "اگر مجھے دو آدمیوں میں سے ایک مل جاتا تو میں اس خلافت کے معاملہ کو اُن کے سپرد کر دیتا کیونکہ مجھ کو اُن پر بھروسہ ہے ایک سالم غلام ابی حذیفہ اور دوسرے ابی عبیدہ بن الجراح (یہ دونوں مر گئے تھے اور اُن لوگوں میں تھے جنھوں نے ایک عہد نامہ لکھا تھا کہ بعد رسولؐ خلافت بنی ہاشم نہیں جانے دیں گے)۔ ص ۱۲۶

۴۷ کسی نے عمر ابن خطاب سے کہا "آپ عبد للہ ابن عمر (بیٹے) کو کیوں نہیں خلیفہ بنا دیتے تو "تو عمر ابن خطاب نے کہا "خدا تجھے غارت کرے واللہ میں اُس سے للہ کی مرضی نہیں چاہوں گا کہ ایسے شخص کو خلیفہ بناؤں جو اپنی عورت کو اچھی طلاق بھی نہیں دے سکتا"۔ ص ۱۲۶

۴۸ عبید اللہ ابن عمر (عمر ابن خطاب کے دوسرے بیٹے) نے صرف عبد الرحمٰن بن عوف کے یہ کہنے پر کہ جس خنجر سے عمر زخمی ہوئے تھے وہ اُنھوں نے ہرمزان اور جفینہ (یہ سعد ابن ابی وقاص کے رضاعی بھائی تھے اور صحابی تھے) کے پاس دیکھی تھی تو اپنی تلوار لی اور اُن دونوں کے پاس آئے اور قتل کر دیا (ہرمزان اور جفینہ کو دھوکہ دے کر بلایا اور اُس وقت جبکہ اسکا گلا کاٹا تو وہ کلمہ تشھد پڑھ رہے تھے)۔ جب عثمان خلیفہ بن چکے تو عثمان نے عبید للہ ابن عمر کو بلایا اور بازپرس کی تو عبید اللہ ابن عمر نے عثمان کو پکڑ کر پچھاڑ دیا اور لوگوں نے عثمان کو بچالیا۔ عمرو بن عاص نے یہ کہکر سفارش کی کہ یہ واقعہ چونکہ خلافت عثمان کے اعلان سے پہلے ہوا ہے اس لئے درگذر کریں۔ (بعد میں یہ معاویہ کے لشکر میں شامل ہو گئے اور حضرت علیؑ کے خلاف صفین میں مارے گئے) ص ۱۳۳۔ ۱۴۰

۴۹ جب عثمان بن عفان محصور ہو گئے تو کنانہ بن بُشر اندر داخل ہوئے عثمان سے ملنے گئے تو عثمان کے ایک حبشی غلام نے کنانہ بن بُشر کو قتل کر دیا اس پر دوسروں نے برہم ہو کر اُسغلام کو بھی قتل کیا اور عثمان کو بھی قتل کیا۔ ص جلد سوم ۱۷۲

۵۰ قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ سہلی بنت سہیل جو ابو حذیفہ کی زوجہ تھیں رسول ؐ اللہ کے پاس آئیں اور کہا کہ "سالم غلام ابی حذیفہ میرے ساتھ رہتے ہیں اور بلوغ کو پہنچ گئے ہیں تو رسول ؐ اللہ نے کہا تم اُس کا اپنا دودھ پلا دو جب دودھ پلا دو گی تو وہ تم پر حرام ہو جائیں گے۔ ام المومنین ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ تمام ازواج رسول ؐ نے اس سے انکار کیا۔ ص ۲۱۹

۵۱ سالم غلام ابی حذیفہ مسجد قبا میں امامت کرتے تھے اور جماعت میں عمر ابن خطاب بھی شریک رہتے تھے۔ ۱۲ھ میں جنگ یمامہ میں بہ دور خلافت ابو بکر میں مارے گئے۔ ص ۲۲۰

۵۲ ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول ؐ اللہ نے ایک سریہ بھیجا جس میں ابو بکر اور عمر بھی تھے اور اس کا سردار اُسامہ بن زید کو بنایا۔ حصہ چہارم ص ۲۲۰

۵۳ اسامہ بن زید جب ایک جنگ سے واپس آئے تو اُنہوں نے حالات جنگ رسول ؐ للہ کو بتانا شروع کئے اور جب اُسامہ نے کہا کہ "ایک شخص مقابل کا بھاگ رہا تھا تو میں نے اُسے جا لیا اور نیزہ اُس کی طرف جھکا دیا اُس نے لا الہ الا اللہ کہا مگر میں اُسے نیزہ مار کر قتل کر دیا" رسول ؐ للہ غضبناک ہو گئے اور فرمایا تم پر افسوس ہے تم لا الہ الا اللہ کے ساتھ جرأت ہوئی"۔ اور بار بار فرماتے رہے۔ اُس وقت سے میں نے کسی شخص سے قتال نہیں کیا جو لا الہ الا اللہ کہتا ہو"۔ ص ۲۲۳

۵۴ ام خالد بن خالد بن سعید بن العاص سے مروی ہے کہ میرے والد اسلام لانے والوں میں پانچویں شخص تھے تو راوی نے پوچھا کہ ان سے پہلے کون تھا اُنھوں نے کہا کہ ابن ابی طالب، ابن ابی قحافہ، زید بن حارثہ اور سعد ابن ابی وقاص۔ ص ۲۴۸

۵۵ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ وہ بحرین سے عمر ابن خطاب کے پاس آئے اور چار لاکھ درہم تھے عمر ابن خطاب نے کہا" اے اللہ اور اسلام کے دشمن یا اے للہ اور اسکی کتاب کے دشمن تم نے اللہ کے مال میں چوری کی تو انہوں نے نہیں بلکہ میں نے تجارت کی اور مال بڑھایا پھر پوچھا کتنا لائے کہا بیس ہزار (یاد رکھئے کہ خود اُنھوں نے اقرار کیا تھا چار لاکھ لایا تھا مگر پرسش پر بیس ہزار بتلا رہے ہیں) عمر نے حکم دیا کہ اپنے سرمائے اور تنخواہ کو دیکھو اور اسے لے لو اور زائد ہو اسوُ سے بیت المال میں داخل کر دو۔ (پھر بھی دو لاکھ نو ہزار جیب میں اُتار لیا)۔ ص ۴۴۶

۵۶ ابو ہریرہ کے بدن پر ہمیشہ ریشم ملے ہوئے کپڑے کی چادر دیکھی ہے۔ ص ۴۶۴

۵۷ عبید بن باب سے مروی ہے کہ میں برتن سے ابو ہریرہ پر پانی ڈال رہا تھا اور وضو کر رہے تھے۔ ص ۴۶۷

۵۸ عبید اللہ ابن عمر بن خطاب، سعد ابن ابی وقاص کے دودھ شریک بھائی تھے۔ اور انہوں نے ابو لولو قاتل عمر کی بیٹی جو مسلمان تھی کو ہر مزان ،جنیہ کو قتل کر دیا۔ عمر عاص کی سفارش پر عثمان نے انکو ناحق قتل کرنے جرم میں سزا نہیں دی۔ حصہ پنجم ص ۳۰

۵۹ حضرت علیؑ کہا کرتے تھے کہ اگر میں والی ہو جاؤں تو عبید اللہ ابن عمر سے ہر مزان، جنیہ کے قتل کا قصاص لونگا۔ ص ۳۳

۶۰ جب حضرت علیؑ خلیفہ بن گئے تو عبید اللہ ابن عمر بھاگ کر معاویہ کے ساتھ ہو گئے اور جب یہ وہاں بھی اپنی شرارت سے باز نہ آئے معاویہ نے چالاکی سے حضرت علیؑ کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا اور مارے گئے۔ ص ۳۳ تا ۳۵

۶۱ کعب نے مغیرہ بن الحارث بن عبد المطلب کا ہاتھ تھاما اور کہا کہ آل محمدؐ میں سے کوئی ایسا نہیں جسے قیامت میں شفاعت کا حق نہ ہو۔ (شفاعت صرف آل محمدؐ کی ملکیت ہے)۔ ص ۳۹

۶۲ رسول اکرمؐ کی وفات کے وقت مروان آٹھ سال کا تھا، عثمان بن عفان کی بیٹی اُم ابان کے شوہر تھا۔ یعنی دامادِ عثمان اور رشتہ میں چچا زاد بھائی بھی تھا۔ ص ۵۳

۶۳ جب عثمان مارے گئے اور طلحہ زبیر اور عائشہ خون عثمان کا کا انتقام میں بصرہ گئے تو مروان بھی اُن کے ساتھ ہو گیا، جب سب لوگ بھاگ رہے تھے تو مروان نے کو طلحہ دیکھا اور کہا "واللہ عثمان کے خون کا ذمہ دار یہی ہے یہی اُن پر سخت تھا میں آنکھ سے دیکھنے کے بعد اور کوئی شہادت کا طالب نہیں ہوں"۔ ایک تیر نکالا اور مارا اور وہ قتل ہو گئے۔ ص ۵۵

۶۴ مروان نے خالد بن یزید کی ماں یعنی یزید ملعون کی بیوہ سے عقد کر لیا تھا اور خالد کو ہمیشہ برا کہتا تھا چنانچہ ایک دن اُس نے خالد سے کہا اُو اتر سرین کے بیٹے دور ہو واللہ تجھ میں ذرا بھی عقل نہیں۔ خالد روتا ہوا اپنی ماں سے شکایت کی جب مروان خالد کی ماں پاس آیا اور سو گیا تو اسکی باندیوں نے اُس کے منہ پر تکیہ رکھ کر مار ڈالا۔ ص ۶۱ تا ۶۲

۶۵ عکرمہ (جو عبد اللہ ابن عباس کا غلام تھا اس نے کئی روایتیں آل محمدؐ کی عظمت کے خلاف کہیں ہیں اور بخاری نے کئی مقامات پر ان سے حدیث لی ہے) عکرمہ خوارج کی سی رائے رکھتا تھا، اسکی احادیث سے استدلال نہیں کیا جاتا لوگ ان کو ثقہ ہونے کے بارے میں کلام کرتے ہیں۔ ص ۲۸۰

۶۶ عکرمہ سونے کی انگوٹھی پہنتا تھا صرف ایک سفید جبہ سے نماز پڑھاتا تھا۔ نہ اُن کے بدن پر کرتا ہوتا، نہ تہمند نہ چادر۔ خارش اور بواسیر میں مبتلا تھا۔ ص ۲۷۹

۶۷ عکرمہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اُن کی رائے خوارج کے موافق تھی۔ ص ۲۸۰

۶۸ فدک پر مروان قابض تھا۔ ص ۳۶۴

۶۹ انس بن مالک کے سر پر ریشمی پگڑی تھی۔ حصہ ہفتم ص ۳۹

۷۰ انس بن مالک کی انگوٹھی میں بھیڑیے یا لومڑی کی تصویر کندہ تھی ایک اور روایت میں بیٹھا ہوا شیر تھا۔ ص ۳۹، ۴۰

۷۱ صحابہ کرام میں انس بن مالک مال میں سب سے زیادہ حریص تھے۔ ص ۴۰

۷۲ انس نے رسولؐ اللہ کی ایک حدیث بیان کی تو ایک شخص نے پوچھا کیا یہ حدیث رسولؐ اللہ سے آپ نے سُنی ہے؟ اس پر انس غصہ میں بھر کر کہا "اللہ کی قسم ہم نے ہر حدیث رسولؐ اللہ سے نہیں سُنی لیکن ہم آپس میں کسی مسلمان کو جھوٹا نہیں سمجھتے "۔ (یعنی سُنی سنائی بیان کرتے تھے)۔ ص ۴۳

۷۳ انس جب حدیث رسولؐ اکرم بیان کرتے تو یہ بھی کہہ دیا کرتے تھے "یا جیسے رسولؐ اللہ نے فرمایا"۔ ص ۴۲

۷۴ جب لوگوں نے دیکھا کہ انس بن مالک پر ریشمی پگڑی، ریشمی جبہ اور ریشمی چادر دیکھی تو پوچھا "یہ کیا؟ آپ ہمیں ریشم سے منع فرماتے ہیں اور خود پہنتے ہیں؟"۔ جواب دیا" ہمارے امراء ہمیں یہ لباس دیتے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ امراء یہ لباس ہمارے جسم پر دیکھیں"۔ (امراء کی خوشنودی عزیز تھی اللہ اور رسول کے مقابل)۔ ص ۴۶

۷۵ ابوحنیفہ ابن ثابت جو بنو تیم اللہ بن ثعلبہ کے آزاد کردہ غلام تھے، آپ حدیث میں ضعیف ہیں ۱۵۰ھ میں وفات پائی۔ (یہ امام اعظم ابوحنیفہ کی تعریف ہے)۔ ص ۳۴۱

۷۶ ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی اکرم سے نکاح کے وقت حضرت ام المومنین خدیجہ ۲۸ سال کی تھیں۔ حصہ ہشتم صفحہ ۳۲

۷۷ حکیم بن حزام سے روایت ہے کہ جب رسولؐ اللہ نے حضرت ام المومنین خدیجہؓ نکاح کیا تو آپؐ ۲۵ سال کے تھے اور حضرت ام المومنین خدیجہ ۴۰ سال کے تھیں اور فرمایا رسولؐ اللہ نے "خدیجہؓ مجھ سے دو برس بڑی تھیں آپ (خدیجہؓ) واقعہ فیل سے ۱۵ سال پہلے پیدا ہوئی تھیں اور میری ولادت ۱۳ سال قبل ہوئی تھی"۔ ص ۳۲

۷۸ عفیف کندی سے روایت ہے کہ میں عباس ابن عبد المطلب کے گھر ٹھیرا اور اور اُن کے مکان سے بیت اللہ کو دیکھ رہا تھا ایک نوجوان آتا ہے اور کعبہ کے قریب جاکر آسمان کی طرف اپنا سر اُٹھاتا ہے اور دیکھتا ہے پھر ایک لڑکا آکر اس نوجون کے دائیں طرف کھڑا ہو جاتا ہے پھر ایک خاتون آکر دونوں نوجوانوں کے پیچھے کھڑی ہو جاتی ہیں پھر یہ لوگ رکوع اور سجود کرتے ہیں جب میں نے عباس سے پوچھا تو اُنہوں نے کہا "یہ میرا بھتیجا محمدؐ بن عبد اللہ ہے اور دوسرا میرا بھتیجا علیؑ ابن ابی طالب ہے اور خاتون یہ میرے بھتیجے کی زوجہ خدیجہ بنت خویلد ہیں "۔ص ۴۳

۷۹ جناب فاطمہؑ کی پیدائش کے وقت نبی اکرم ۳۵ سال کے تھے اور آپ (جناب سیدہؑ) کے پانچ بچے تھے۔ ص ۴۴

۸۰ مختلف روایات سے یا تو چھ ماہ یا تین ماہ جناب فاطمہؑ بعد رسولؐ زندہ رہیں۔ ص ۴۴

۸۱ مطالبہ متروکہ اور ابو بکر کا انکار جس سے جناب فاطمہؑ ناراض ہو گئیں۔ ص ۴۴

۸۲ زینب جو سب سے بڑی بیٹی تھیں اعلان نبوت سے قبل ابو العاص کے نکاح میں تھیں۔ ص ۴۹

۸۳ اعلان نبوت سے قبل رقیہ کا نکاح عتبہ بن ابی لہب سے ہو گیا تھا۔ ص ۵۵

۸۴ ام کلثوم جس سے عثمان بن عفان نے نکاح کیا تھا جب انکی وفات ہو گئی تو رسولؐ اکرم قبر کے کنارے بیٹھے رو رہے ہیں اور فرمایا کہ "تم میں کوئی ایسا شخص ہو جو اپنی زوجہ سے آج کی شب صحبت نہ کی ہو؟" عثمان ہٹ گئے ابو طلحہ بولے "یا رسولؐ اللہ میں ہوں"۔ آپؐ نے فرمایا "اچھا قبر میں اُتر کر انہیں اُتارو"۔ (واضح رہے کہ متواتر احادیث سے یہ ثابت ہے کہ رسولؐ اللہ نے دامادوں سے یہ وعدہ لیا تھا کہ میری بیٹی کی زندگی میں کوئی دوسرا عقد نہیں کرے گا۔ اب جو عثمان پیچھے ہٹے کیا وہ اپنی مردہ زوجہ سے صحبت کی تھی یا یہ ام کلثوم رسولؐ اللہ کی بیٹی ہی نہیں تھیں؟)۔ ص ۵۸

۸۵ عائشہ، رسولؐ اللہ سے پہلے جبیر بن مطعم کے ساتھ عقد ہو چکا تھا (ترجمہ جو اردو میں کیا گیا وہ یہ کہ "منسوب تھیں"۔ عربی کتاب میں یہ تحریر ہے عن عبد اللہ بن نمیر عن الا جلح عن عبد اللہ بن ابی ملیکۃ قال خطب رسول اللہ ﷺ عائشہ بنت ابی بکر فقال انی کنت اعطیتھا مطعما لا بنہ ندعنی حتی اسلھا منھم فاستسلھا منھم **فطلقھا فتزوجھا** رسول اللہ ﷺ ج ۸ ص ۵۹ مطبع دار صدر بیروت۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ابو بکر سے عائشہ کے بارے میں تو ابو بکر نے کہا اس کو تو میں ابن مطعم جبیر کے حوالے کر چکا پھر جبیر نے طلاق دی اور وہ رسولؐ اللہ کے ساتھ بیاہی گئیں)۔ حصہ ہشتم ص ۸۳

۸۶ عائشہ سے رسولؐ اللہ نے ایک گھر پر نکاح کیا جس کی قیمت تقریباً پچاس درہم تھی۔ (واضح رہے مہر نہیں لکھا)۔ ص ۸۴

۸۷ نبیؐ اکرم سے جب نکاح ہوا عائشہ ۶ سال کی تھیں اور رخصتی کے وقت ۹ سال کی اور وقت وفات رسولؐ یہ ۱۸ سال کی۔ (کل ۹ سال رسولؐ اللہ کے ساتھ ازدواج رہا)۔ ص ۸۴

۸۸ ایکدن ایک عورت نے عائشہ کو اماں کہہ کر پکارا تو عائشہ نے کہا "میں تمہاری اماں نہیں ہوں بلکہ تمہارے مردوں کی اماں ہوں"۔ ص ۸۹

۸۹ عائشہ، امام حسنؑ اور امام حسینؑ سے پردہ کرتی تھیں۔ ابن عباس نے کہا کہ "عائشہ کا پردہ کرنا صحیح نہیں ہے"۔ ص ۹۹

۹۱ عائشہ کی تمنا "کاش میں درخت ہوتی کاش میں پتھر ہوتی کاش میں مٹی کا ڈھیلا ہوتی" اور ایک مقام پر کہا "کاش میں اس درخت کا پتہ ہوتی"۔ ۔ ص ۱۰۱

۹۲ عائشہ جب قرآن کی یہ آیت وقرن فی بیوتکن (اپنے گھروں میں چھٹی رہو) پڑھتیں تو اتنا روتیں کہ آپ کا دوپٹہ آنسوں سے شرابور ہو جاتا۔ ص ۱۰۹

۹۳ رسولؐ اکرم نے حفصہ کو طلاق دیدی تھی۔ ص ۱۱۲

۹۴ حفصہ اور عائشہ کا باہمی سازش کرنا ۔ ص ۱۱۳

۹۵ مروان نے حفصہ کی نماز جنازہ پڑھائی، (جیسی روح ویسے فرشتے)۔ ص ۱۱۵

۹۶ جناب ام سلمہؓ نہایت حسین تھیں عائشہ حسد کرتی تھیں ان کے حُسن سے۔ ص ۱۲۶

۹۷ عائشہ اور حفصہ دونوں نے اسماء بنت نعمان جو نہایت خوبصورت تھیں دھوکا دیا کہ جب رسولؐ اللہ شب میں تشریف لائیں تو اعوذ باللہ منک کہو یہ رسولؐ اللہ کو پسند ہے۔ چنانچہ ایسا ہی کہا اور رسولؐ اللہ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا یہ یوسف والیاں (عائشہ اور حفصہ) ہیں ان کا مکر عظیم ہے۔ یہ (اسماء بنت نعمان) اسی صدمہ سے اپنے میکہ میں فوت ہو گئیں۔ ص ۱۹۶ تا ۱۹۹

۹۸ جب طلحہ بن عبید اللہ نے کہا جب رسول اللہ کی وفات ہو جائے گی تو میں عائشہ سے نکاح کروں گا جس کو سن کر رسولؐ اللہ کو ایذا پہنچی اور یہ آیت نازل ہوئی وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ۔۔۔)۔ ص ۲۸۲

۹۹ ۷ھ میں حضرت ماریہ کو مقوقس بادشاہ نے رسولؐ اللہ کی خدمت میں روانہ کیا جو انتہائی حسین تھیں۔عائشہ سے روایت ہے کہ " حضرت ماریہ کی خوبصورتی سے جتنا حسد ہوتا تھا کسی اور پر نہیں ہوتا تھا رسولؐ اللہ عموماً اپنا وقت وہیں گذارتے تھے۔چنانچہ ہم ماریہ کو تنگ اور پریشان کرنے لگے جس کی وجہ سے رسولؐ اللہ نے ماریہ کو دوسری جگہ منتقل کر دیا اور مزید وقت وہیں گذارتے تھے جس ہم کو اور شاق گذرا پھر اللہ نے ماریہ سے رسولؐ اللہ کو بیٹا دیا اور ہم اس عطا سے محروم رہے"۔ص ۲۹۵

۱۰۰ جب حضرت ابراہیم (فرزند رسولؐ اکرم) کی وفات ہوئی تو عائشہ نے یہ الزام لگایا کہ یہ تو اُس قبطی کی اولاد تھی جو اُن (ماریہؓ) کے پاس آتا جاتا ہے رسولؐ اللہ حضرت علیؑ کو تحقیق کے لئے بھیجا اور وہ شخص ایک درخت پر ڈر کر چڑھ گیا جب اُس نے حضرت علیؑ کے غصہ کے حالت دیکھی گھبرا کر درخت سے گرا اور اُسکا ستر کھل گیا جس سے پتہ چلا کہ وہ شخص مرد ہی نہیں تھا۔(اسی پر آیت افک اُتری تھی جو سورہ نور کی آیت ۱۲ ہے جہاں اور آیتوں کو لوگ نے اپنے سے منسوب کر لیا اس آیت کو بھی عائشہ سے منسوب کر دیا۔اس واقعہ کی تفصیل دیکھنا ہو تو علامہ مجلسیؒ کی "حیات القلوب، جلد دوم صفحہ ۸۷۹،اس واقعہ کے بعد سورہ حجرات کی آیت ۶ نازل ہوئی)۔ص ۲۹۷

۱۰۱ رسولؐ اللہ کو اپنے والد سے جو میراث ملی تھی اُس میں ام ایمن، پانچ موٹے تازے اونٹ اور کچھ بکریاں شامل ہیں۔ص ۳۰۵

۱۰۲ سعید بن میسّب (جو ابوہریرہ کے دلماد بھی تھے اور عمر الخطاب کے مرنے کے دو برس بعد ۲۲ھ میں پیدا ہوئے تھے انکا باپ میسّب بن حزن آنحضرتؐ کے بیعت رضوان میں آئے تھے صحیح مسلم نے ان سے ایک روایت وقت وفات ابوطالبؑ کا انکار کلمہ شہادت لی ہے حضرت ابوطالبؑ کی وفات ہجرت سے تین برس قبل ہوئی تھی)۔کبھی بھی بنی اُمیہ اور عبداللہ ابن زبیر کو برا نہیں کہا۔اور اپنے غلام کو یہ نصیحت کی کہ "خبردار اللہ کا خوف کر کے مجھ پر جھوٹ نہ بولنا (تہمت نہ لگانا) جیسا کہ ابن عباس کا غلام عکرمہ نے ابن عباس پر جھوٹ (تہمت) لگایا ہے"۔ حصہ پنجم ص ۱۵۳

۱۰۳ سعید بن میسّب نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بلند آواز سے پڑھتے تھے۔ص ۱۵۱

۱۰۴ سعید بن میسّب سے کسی نے نماز میں سجدہ کپڑے پر کرنے کے بارے پوچھا تو کہا کہ یہ بدعت ہے۔ص ۱۵۲

۱۰۵ سعید بن میسّب سے مروی ہے کہ ایک روز عمر ابن خطاب اپنے اصحاب کے پاس گئے اور فرمایا آج میں نے ایک کام کیا ہے، مجھے اُس کے بارے میں تم لوگ فتویٰ دو، اصحاب نے کہا اے امیر المومنین وہ کیا ہے، فرمایا میرے پاس سے ایک جاریہ (لونڈی) گذر رہی تھی، مجھے وہ اچھی معلوم ہوئی میں نے اُس سے جماع کیا حالانکہ میں روزہ دار تھا، سارے اصحاب نے اس کو سُن کر تعجب کیا۔جلد دوم ص ۳۸۳۔

بسمہ سبحانہ

تاریخ المسعودی

مروج الذہب و معادن الجواہر

امام المورخین

ابوالحسن علی بن حسین بن علی المسعودی

متوفی ٣٤٥ھ

سے

پیش کش

میر مراد علی خان

تعارف

ابو الحسن علی بن حسین بن علی المسعودی عقیدۃً معتزلی شافعی تھے اور مشہور صحابی رسولؐ اکرم عبد اللہ ابن مسعود کے خاندان سے تھے۔ جن کے بارے میں ابن خلدون جیسا مورخ "امام الکتاب والباحثین" لکھتا ہے۔

دور جدید کے دو شہرہ آفاق علماء علامہ شبلی نعمانی اپنی کتاب الفاروق حصہ اول دیباچہ صفحہ ۸ میں تحریر کرتے ہیں کہ "ابو الحسن علی بن حسین مسعودی المتوفی ۳۸۶ھ یا ۳۴۶ھ مطابق فوات الوفیات ابن شاکر فن تاریخ کا امام ہے۔ اسلام میں آج تک اس کے برابر کوئی وسیع النظر مورخ پیدا نہیں ہو"۔ علامہ محمد بن شاکر ابن احمد اپنی کتاب فوات الوفیات الجز الثانی صفحہ ۴۵ پر تحریر کرتے ہیں کہ "علی بن حسین بن علی ابو الحسن مسعودی اولاد عبد اللہ ابن مسعودؓ میں سے تھا۔ نہایت زبردست علامہ، مورخ اور بہت سے نادر علوم والا انسان تھا"۔ اور مولانا مودودی اپنی کتاب خلافت و ملوکیت میں صفحہ ۳۱۰ میں مسعودی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "وہ بلا شبہ معتزلی تھا اور ثقہ تھا"۔ مشہور فرانسیسی مستشرق اسکالیجر Scaliger نے علم التاریخ میں مسعودی کی عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا "تاریخ نگاری میں اس کے نظریات حرف باحرف مستند اور صحیح ہیں۔ رہا عام تفصیلات کا معاملہ تو وہاں بھی اس کے خلوص سے انکار نہیں کیا جا سکتا، وہ سراپا خلوص تھا اور بہر حال مخلص"

فرقہ معتزلہ کا بانی واصل بن عطاء تھا (متوفی ۱۳۱ھ) جن کا یہ عقیدہ تھا (معاذ اللہ) "اگر علیؑ اور طلحہ اور زبیر میرے سامنے ترکاری کی ایک گٹھی پر بھی گواہی دے تو میں قبول نہ کروں، کیونکہ اُن کے فاسق ہونے کا احتمال ہے" مولانا مودودی اپنی کتاب خلافت و ملوکیت صفحہ ۲۱۹، الفرق بین الفرق ص ۱۰۰، الشہر ستانی جلد ۱ ص ۳۴۔

۱ عربوں میں جو لوگ توحید خداوندی کا اقرار کرنے والے، عہد میں ثابت قدم اور دوسروں کی تقلید کرنے والے تھے اُن میں ممتاز ترین شخصیت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف کی تھی۔ جلد دوم ص ۸۶

۲ حضرت علیؑ کے بارے اکثر حضرات اس بات پر متفق ہیں کہ اسلام لانے سے قبل بھی آپ سے کوئی مشرکانہ فعل سرزد نہیں ہوا۔ اللہ نے آپ کو معصوم بنا کر ادھر اودھر بھٹکنے سے روک دیا تھا آنحضرتؐ اور حضرت علی دونوں میں سے کوئی اضطراری کیفیت میں کبھی مبتلا نہیں ہوا تھا نہ اُنہیں کسی بات کی مجبوری تھی بلکہ اِنہیں ہر بات کی قدرت حاصل تھی لیکن انہوں نے برضا و رغبت اطاعت خداوندی اختیار کیا۔ جلد دوم ص ۲۰۸

۳ رقیہ اور ام کلثوم دو بیٹیاں جو عثمان بن عفان سے بیاہی گئی تھیں وہ حضرت خدیجہؓ کے پہلے شوہروں سے تھیں، اور ایک بیٹی زینب وہ بھی حضرت خدیجہؓ کے ایک پہلے شوہر سے تھیں۔ ص ۲۲۴

۴ ابو بکر نے لوگوں سے خطاب کر کے کہا" میں نے تین خطائیں کیں۔ ایکتو خطا یہ کہ میری زندگی میں فاطمہؑ بنت رسولؐ اللہ کا دروازہ توڑا گیا دوسری یہ کہ میں نے فجاءۃ کو یا قتل کر دیا ہوتا، تیسری بات یہ کہ میں نے یوم سقیفہ کی ذمہ داری کو ایک ایسے شخص پر چھوڑ دی جو خود امیر تھا اور میں اس کا نائب تھا۔ (ترجمہ میں غلطی ہے اصل میں کہا تھا" زندہ جلایا نہ ہوتا اور سقیفہ میں میں کسی کا نائب ہوتا") ان کے علاوہ تین باتیں اور ہیں جن پر مجھ کو افسوس رہیگا۔ ایک بات تو یہ ہے کہ جب اشعث بن قیس کو قید کر کے سامنے لایا گیا تو میں نے فوراً بغاوت کے الزام میں اُس کی گردن مروا دی ہوتی حالانکہ وہ بانی شر تھا۔ دوسری بات یہ کہ میں عمر بن خطاب کے ساتھ مشرق کی طرف گیا اگرچہ مشرق و مغرب، شمال و جنوب میرا آنا جانا صرف اللہ کے واسطے ہونا چاہئے تھا۔ تیسرے جب میں جیش ردہ روانہ کر دیا تو اپنے مکان واپس کر صرف مسلمانوں کے سلام لیتا رہا"۔ جلد اول ص ۲۳۶

۵ ابو بکر نے کہا" کاش میں رسول اللہ سے مسئلہ خلافت دریافت کر لیتا تاکہ آپ کی وفات کے بعد آپ کے اہلبیت سے تنازعہ نہ ہوتا"۔ ص ۲۳۶

۶ ابو بکر نے کہا" کاش میں رسول اللہ سے چچی اور بھتیجی کی میراث کے بارے میں بھی دریافت کر لیتا۔ کاش میں مسئلہ خلافت کے سلسلہ میں انصار کے متعلق آپ کی رائے معلوم کرتا تاکہ اُنھیں اُن کا حق دیا جاتا"۔ ص ۲۳۶

۷ عمر ابن خطاب ہجرت سے چار سال قبل یعنی بعثت کے آٹھ برس بعد مسلمان ہوئے۔ ص ۲۵۸

۸ عثمان بن عفان کی اولاد میں ایک بیٹے آبان تھے وہ برص اور بھینگے تھے، دوسرے بیٹے سعید وہ بھی بھینگے تھے، تیسرے بیٹے ولید تھے اور شراب کی عادی تھے اور نشہ کی حالت میں جنونیوں کی طرح اپنے والد کے قتل میں شریک ہو گئے تھے۔ ص ۲۶۷

۹ عثان کے خلیفہ ہوتے ہی اُن کے پاس حکم بن عاص اور اُسکا بیٹا مروان اور بنی اُمیہ کے دوسرے لوگ پہنچ گئے۔ حکم جس کو سرکشی کی وجہ سے مدینہ سے رسول اللہ نے نکالدیا اور ولید بن عقبہ وہ ہے جسے رسول اللہ نے جہنمی فرمایا تھا۔ ص ۲۷۰

۱۰ ولید حالت نشہ میں نماز کی امامت کرتا تھا اور صبح کی دو رکعت پڑھا کر پوچھتا تھا کیا اور نماز پڑھاؤں۔ ص ۲۷۱

۱۱ جب لوگوں نے تنگ آکر مع ثبوت کے عثان کے پاس شکایت کی تو انہوں نے کہا "تم ایسے من گھڑت قصے سنا کر ولید کے خلاف مجھ سے کسی کاروائی کی اُمید مت رکھو"۔ ص ۲۷۲

۱۲ عثان کے خلاف الزامات، طعن و تشنیع اور شورش کا سبب خود اُنکا غیر منصفانہ سلوک تھا۔ ص ۲۷۶

۱۳ جب عثان نے اپنے دربار میں یہودی کعب جو انکا درباری تھا ایک سوال پوچھا کیا "اس بارے میں لوگوں کا کیا خیال ہے کہ ہم مسلمانوں کے بیت المال سے کچھ مال لے کر خود استعمال کریں یا چاہیں تو تمہیں بھی دیں؟" تو اُس نے جواب دیا "یا امیر المومنین اس میں کچھ حرج نہیں"۔ یہ سننا تھا کہ ابوذرؓ نے کعب کے سینے میں اپنا ڈنڈا چبھو کر غصے سے کہا "او یہودی کے بیٹے تجھے دینی معاملات میں دخل دینے کی جرائت کیسے ہوئی۔ یہ حق العباد کا معاملہ ہے"۔ ابوذرؓ کی زبان سے یہ بات سن کر عثان نے کہا "تو میرے لئے آج تک تکلیف کا سبب بنا لہٰذا میرے سامنے سے دور ہو کر کہیں چلا جا۔ کیونکہ یہ بات کہکر تو نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے"۔ پھر ابوذرؓ کو شام روانہ کر دیا۔ ص ۲۷۷

۱۴ عثان کا جناب امیرؑ سے یہ کہنا "میں مروان کو آپ سے افضل سمجھتا ہوں" جس کے جواب میں جناب امیر نے فرمایا "واللہ میں تم سے افضل ہوں میرا باپ تمہارے باپ سے افضل میری ماں تمہاری ماں سے افضل اگر تجھ کو اس سے انکار ہے تو اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھ اور فیصلہ کر"۔ ص ۲۸۰

۱۵ بیعت عثان کے وقت صحابی رسولؐ مقداد نے یہ کہا "جس طرح تم لوگوں نے اپنے نبی کی وفات کے بعد (یعنی حضورؐ اکرم) اُن کے اہلبیتؑ کو جتنی ایذا پہنچائی ہے اس کی مثال اور کہیں نہیں ملتی"۔ جس کے جوب میں عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا "اے مقدادؓ تم کو اس سلسلے میں کیا تکلیف ہے؟" تو مقدادؓ نے فرمایا "تکلیف؟ واللہ ہے مجھے رسول اللہ کے اہلبیتؑ سے صرف آپؐ (رسول اللہ) ہی کی وجہ سے محبت ہے، جو انکے حقوق سے انکار کرے گا خواہ کوئی ہو میں اس طرح قتل کروں گا جیسے میدان بدر میں آپؐ کے دشمنوں کو قتل کیا"۔ ص ۲۸۱

۱۶ جس وقت عثان کو قتل کیا گیا تھا تو اسوقت اُن کے مکان میں اٹھارہ بنی اُمیہ بشمول مروان موجود تھے۔ جنھوں نے عثان کی کوئی مدد نہیں کی۔ ص ۲۸۵

۱۷ عمرو بن معدیکرب جو ماہر انساب تھے عمر ابن خطاب نے تمام قبیلوں کے اوصاف پوچھے جب قبیلہ حرب کے بارے میں پوچھا تو عمرو بن

معدیکرب نے کہا "سے اگر نیچے سے دیکھو تو اچھی طرح اور اوپر سے دیکھئے تو برے "(یعنی ادنیٰ لوگوں میں سب سے اوپر اور اعلیٰ لوگوں میں رکھو سب سے اونیٰ)۔ جب عمر ابن خطاب وضاحت چاہی تو اُس نے کہا "جیسا کہ آپ کی ماں "اس پر عمر نے درہ یا تلوار اُٹھائی اور کہا اور بدتمیزی کرو گے زبان کاٹ دوں گا۔ عرصے دراز تک عمر بن خطاب اُس سے ناراض تھے۔ ص ۲۶۵

۱۸ ام ایمن کی سپردگی میں آنحضرت کو دیا گیا جو آپ کی والدہ ماجدہ کی کنیز تھیں اور اب وراثتاً آپ کی کنیز تھیں۔ ص ۲۱۸

۱۹ جمل کی جنگ کو جاتے وقت جب عائشہ پر کتے بھونکے تو طلحہ اور زبیر دونوں نے جھوٹی قسم کھائی کہ یہ جگہ حوئب نہیں۔ یہیں سے اسلام میں جھوٹی گواہی کی ابتدا ہوئی تھی۔ ص ۲۹۵

۲۰ جناب امیر نے روز جمل زبیر کو رسولؐ اللہ کی حدیث یاد دلائی کہ "ایک روز تم (زبیر) ان (علیؑ) سے جنگ کرو گے اور جس میں تمہاری حیثیت ظالم کی ہوگی "۔ ص ۳۰۲

۲۱ جناب امیرؑ نے طلحہ کو یہ حدیث رسولؐ سُنائی "یا اللہ جو اس (علیؑ) سے محبت رکھے تو اس سے محبت کر اور جو اس سے دشمنی کرے تو اُس سے دشمنی کر"۔ یہ سن کر طلحہ فوج سے علحدہ ہو گئے۔ جس پر مروان نے تیر مارا اور جو مہلک ثابت ہوا اور طلحہ نے گھوڑے سے گر کر دم توڑ دیا۔ ص ۳۰۳

۲۲ جب عبد اللہ ابن عباس عائشہ کو مدینہ واپس جانے کا پیغام لیکر گئے تو عائشہ نے بگڑ کر کہا کہ "تم بغیر اجازت کے میرے خیمہ میں داخل ہو گئے۔ اور بیٹھ بھی گئے"۔ تو عبد اللہ ابن عباس نے کہا "اگر آپ اس مکان میں ہوتیں جہاں رسولؐ اللہ نے آپ کو چھوڑا تھا تو آپ کی اجازت کے بغیر ہم میں سے کوئی آپ کے اُس مکان میں داخل نہ ہوتا"۔ ص ۳۰۷

۲۳ جناب امیرؑ نے عائشہ سے فرمایا "میرا مقصد صرف اتنا ہے کہ آپ مدینے واپس ہو کر اُس مکان میں قیام فرمائیں جس میں رسولؐ اللہ نے آپ کو چھوڑا تھا"۔ ص ۳۰۸

۲۴ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام نے سفارش کر کے مروان کو امان دلوائی۔ ص ۳۰۸

۲۵ جناب امیرؑ نے عورتوں کو مردانہ لباس پہنوا کر عائشہ کے حفاظتی فوج کے طور پر روانہ کیا۔ جب عائشہ مدینہ پہونچی تو یہ شکایت کہ علیؑ نے بہت سارے مردوں کو میرے ساتھ کر دیا۔ جب اُن عورتوں نے اپنا لباس بدلا تو اُس وقت حقیقت معلوم ہوئی۔ ص ۳۰۸

۲۶ جناب امیر کے فضائل۔ ص ۳۵۴-۳۶۱

۲۷ جب جعفرؓ ابن ابی طالب کی شہادت کی خبر ملی تو رسولؐ اللہ نے حضرت علیؑ کو جنگ موتہ کے لئے نہیں بھیجا بلکہ یہ آیت پڑھ کر خاموش ہوگئے "رب لا تذرنی فرداً و انت خیر الوارثین" معاویہ کے اصرار کرنے پر راوی ضرار بن ضمرہ نے معاویہ کے سامنے یہ روایت بیان کی۔ ص ۳۵۸

۲۸ قتل امام حسنؑ میں معاویہ کی سازش جعدہ بنت اشعث بن قیس کندی سے۔ ص ۳۶۳

۲۹ وفات امام حسنؑ کی خبر سن کر معاویہ کا خوشی سے نعرے لگانا۔ ص ۳۶۶

۳۰ امام حسنؑ کا خطبہ جس میں یہ فرمانا کہ "ہم ثقلین میں سے ایک ہیں جسے رسولؐ اللہ نے چھوڑا تھا"۔ ص ۳۶۸

۳۱ محمد ابن ابی بکر کے خط کے جواب میں معاویہ نے لکھا "پس ہم اور تیرا باپ (ابو بکر) علیؑ ابن ابیطالب کی فضیلت کو جانتے تھے۔ پھر جب رسول اللہ فوت ہوئے تو تیرا باپ اور فاروق پہلے شخص ہیں جنہوں نے اسکا حق چھینا اور اُس کی مخالفت کی۔ جلد سوم ص ۳۴۔

۳۲ جناب امیرؑ نے معاویہ کے خط کے جواب میں خط لکھا کہ "ہم اور تم عبد مناف کے بیٹے ہیں تو یاد رکھو! اُمیہ، ہاشم کی طرح نہ تھا، اور حرب عبد المطلب کی طرح نہ تھا، اور نہ ابو سفیان، ابوطالب کی طرح تھا" ۔جلد سوم ص ۳۶

۳۳ سعد ابن ابی وقاص کے سامنے جب معاویہ حضرت علیؑ کی برائی کرنے لگا تو سعد نے جناب امیر کی تعریفیں کرنے شروع کیں جس میں علیؑ کا شرف یہ بتلایا کہ وہ رسولؐ کے داماد تھے اور انکے بیٹا جیسا بیٹا کسی کا نہیں اور خیبر کا علم، تبوک پر ہارون کا موسیٰ سے جو ربط والا، اس بات پر جب سعد یہ کہکر اُٹھ چلے کہ اب کبھی تیرے پاس نہیں آوں گا۔ تب معاویہ نے سعد ابن ابی وقاص سے کہا "بیٹھ جایئے اور جو باتیں آپ نے کہی ہیں اُن کا جواب سنئے۔ آپ میرے نزدیک کبھی اتنے قابل ملامت نہ تھے جتنا اب ہیں پس اتنے فضائل معلوم رکھتے ہوئے آپ نے علیؑ کی مدد کیوں نہ کی؟ اور اُن کی بیعت سے کیوں رُکے رہے؟"۔ جلد سوم ص ۳۷

۳۴ سعد ابن ابی وقاص، اسامہ بن زید، عبداللہ ابن عمر اور محمد بن سلمہ اُن لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے حضرت علیؑ کی بیعت سے انکار کیا۔ سعد ابن ابی وقاص کے بیٹا عمر ابن سعد۔ اور عبداللہ ابن عمر بلاتوقف یزید کی بیعت کرلی تھی معاویہ کی زندگی ہی میں۔ ص ۳۸

۳۵ عمرو بن عاص سے معاویہ کا یہ کہنا کہ "تو نے جس روز علیؑ سے مقابلہ کیا تھا تو اپنی شرم گاہ کھولدی تھی" ۔ص ۴۴

۳۶ جس کے جواب میں عمرو بن عاص نے کہا "واللہ جب انہوں (علیؑ) نے تجھے دعوت مبارزت دی تو میں تمہارے دائیں ہاتھ پر تھا پس

تمھاری آنکھیں پھر گئیں اور سینہ ننگا ہو گیا اور وہ چیز ننگی ہو گئی جس کا میں تمہارے سامنے ذکر کرنا پسند نہیں کرتا، پس تو اپنے آپ پر ہنس"۔ ص ۴۴۔

۳۷ عمرو بن عاص کا باپ عاص رسول للہ کا مضحکہ اڑاتا تھا جس پر ان شانئک ھوالابتر نازل ہوئی۔ ص ۴۸

۳۸ معاویہ کے دربار میں اونٹ کا قضیہ جس کے فیصلہ کے بعد معاویہ نے اونٹ کے مالک کو بلا کر دوگنی قیمت دے کر یہ کہا "تو حضرت علی تک یہ بات پہنچا دے کہ میں اُن سے لڑنے کے لئے ایک لاکھ کا لشکر لا رہا ہوں جن کو اونٹ اور اونٹنی کے درمیان کوئی تمیز نہیں اور اُن کی اطاعت کا یہ عالم ہے کہ میں نے اُنہیں صفین جاتے وقت بدھ کے دن جمعہ کی نماز پڑھادی اور عمرو بن عاص کا یہ قول تسلیم کر لیا کہ علی عمار یاسرؓ کے قتل کے ذمہ دار ہیں جو میدان جنگ میں لے کر آئے۔ پھر وہ معاویہ کی اطاعت میں اتنا حد سے بڑھ گئے کہ علی پر لعنت کو سنت بنالیا اور جو کمسن تھے وہ بڑے ہوتے رہے اور جو بڑے تھے اسی عمل پر مرتے رہے"۔ جلد سوم ص ۵۷

۳۹ شام کے لوگوں کے علم کا یہ حال تھا کہ وہ کہتے تھے (معاذ للہ) محمدؐ ہمارا رب ہے۔ معاویہ کو معاویہ ابن خطاب کہتے تھے اور علیؑ کو علی ابن عاص کہتے تھے۔ ص ۵۸

۴۰ (معاذ للہ) جب یہ لوگ مذہبی بحث کرتے تو اس طرح کہتے تھے کہ علیؑ فاطمہ کے باپ، اور نبی کریم کی بیوی فاطمہ (العیاذ باللہ) عائشہ کی بیٹی تھیں اور معاویہ کی بہن۔ جب کسی نے پوچھا پھر علیؑ کا کیا ہوا تو اس نے جواب دیا وہ جنگ حنین میں رسول اللہ کے ساتھ مارے گئے۔ ص ۵۸

۴۱ ابن عباس نے جب جناب امیرؑ کی تعریف کرنا شروع کی تو کہا "میری آنکھوں نے اس جیسا آدمی نہ دیکھا اور نہ آئندہ دیکھیں گی اور جو میری اس بات کی تنقیص کرے گا اُس پر قیامت تک لعنت"۔ ص ۹۷

۴۲ عبد للہ ابن عباس نے عبد للہ ابن زبیر کو متعہ کے بارے میں کہا کہ "متعہ کی انگیٹھی تیرے باپ اور ماں نے گرم کی تھی اور جو عائشہ کو ام المومنین کہنا یہ رتبہ یہ شرف ہمارے سے رشتہ ہونے کی وجہ سے ہے"۔ یہ سن کر عبد للہ ابن زبیر اپنی ماں کے پاس گئے اور اُن باتوں کی اطلاع دی تو اُس نے کہا یہ درست کہا ہے۔ جلد سوم ص ۱۱۲

۴۳ عبد للہ ابن زبیر نے محمد حنفیہ کو دھمکی دی کہ اگر غروب آفتاب تک بیعت نہ کی گئی تو آگ لگا دوں گا اور چنانچہ تمام بنی ہاشم کو شعیب میں محاصرہ کر لیا گیا اور انکے لئے بہت سی لکڑیاں اکھٹی کی گئیں اگر ایک شرارہ بھی گر جاتا تو ایک آدمی بھی نہ بچتا۔ ص ۱۰۷

۴۴ ایک راوی نے مامون کے دربار میں مطرف بن مغیرہ بن شعبہ ثقفی کی یہ حدیث سُنائی اس حدیث کا ذکر زبیر بن بکار نے اپنی

کتاب " الموفوقیات میں کیا ہے جسے اُس نے معتق کے لئے تصنیف کیا تھا ۔ابن زبیر کہتا تھا میں نے المدائنی کو کہتے سُنا کہ مطرف بن مغیرہ بن شعبہ نے بیان کیا کہ میں اپنے باپ مغیرہ سے سُنا (ایک طویل قصہ ہے) کہ وہ معاویہ سے بنی ہاشم کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تو معاویہ نے جواب دیا" بعد رسولؐ بنی تمیم (ابو بکر) کا ایک شخص بادشاہ بنا خدا کی قسم وہ مرنے کے ساتھ ہی اس کا ذکر بھی ختم ہو گیا پھر بنی عدی (عمر ابن خطاب) کا ایک آدمی بادشاہ بنا اور دس سال تک حکومت کی مگر اسکے مرنے کے ساتھ ہی اس کا ذکر ختم۔ پھر ہمارا بھائی عثمان بادشاہ بنا، اسکے مرنے کے ساتھ اسکا ذکر ختم۔ اب ایک ہاشمی سے دن میں پانچ بار اشھد ان محمد اُرسول اللہ کہہ کر مدد مانگی جاتی ہے ۔خدا کی قسم ہم اسے دفن نہیں کر سکے "۔ جلد سوم ص ۵۳۴

۴۵ مقام دفن جناب امیرؑ نجف ہے۔ ص ۴۱۳

۴۶ ہارون رشید کے ہاں گلوکاروں کی محفل سجتی تھی۔ ص ۴۳۲

۴۷ سفاح خلیفہ بنی عباس کے زمانے میں جب بنی اُمیہ کے قبور اکھاڑنے کی مہم میں یزید کی قبر کھودی گئی تو اس میں صرف ایک ہڈی ملی اور اُسکی قبر کے ساتھ ایک سیاہ لکیر دیکھی گئی گویا راکھ کے ساتھ قبر میں لکیر کھینچی گئی۔ حصہ سوم ص ۲۵۷

۴۸ نبی کریم ﷺ سے بہت سی صحیح احادیث مروی ہیں جن میں سے ایک حدیث یہ ہے کہ "نکٹے غلام کی بھی اطاعت کرو"۔ ص ۲۷۴

۴۹ سر سید الشھداکی تشہیر اور عمر سعد کا بحکم یزید امام حسینؑ کو قتل کرنا اور اہلبیت کی تشہیر اور اُن پر دربار میں ظلم۔ ص ۳۰۱

۵۰ حضرت علیؑ کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی۔ حصہ دوم ص ۲۸۷

بسمہ سبحانہ

تعارف

علامہ ابو جعفر محمد ابن جریر طبری ۸۳۹ء مطابق ۲۲۴ھ میں صوبہ طبرستان کے مقام آمل میں پیدا ہوئے اور بغداد میں ۹۲۲ء مطابق ۳۱۰ھ میں وفات پائی انکی کتاب تاریخ "تاریخ الامم والملوک جو تاریخ طبری کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ تاریخ طبری کو اسلامی تاریخ کے سلسلہ میں اُمہات الکتب کا درجہ حاصل ہے۔ تاریخ ابن خلکان المعروف وفیات الاعیان و ابناء الزمان تالیف احمد بن محمد بن ابراہیم بن خلکان البرمکی الاربلی الشافعی نے لکھا ہے کہ ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن خالد، الطبری فنون کثیرہ میں امام تھے جن میں تفسیر، حدیث، فقہ اور تاریخ وغیرہ شامل ہیں اور متعدد فنون میں آپ کی خوبصورت تالیفات ہیں جو آپ کی وسعت علم اور غزارت فضل پر دلالت کرتی ہیں۔ آپ مجتہد ائمہ میں سے تھے۔ آپ اپنی روایت میں ثقہ تھے اور آپ کی تاریخ اصح اور بہت معتبر ہے۔ تاریخ ابن خلکان حصہ چہارم صفحہ ۵۶۷ مطبع نفیس اکیڈمی کراچی۔

مولانا شبلی نعمانی اپنی کتاب سیرۃ النبی جلد اول ص۱۹ میں لکھتے ہیں " تاریخی سلسلہ میں سب سے جامع اور مفصل کتاب امام طبری کی تاریخ کبیر ہے، طبری اس درجہ کے شخص ہیں کہ تمام محدثین اُن کے فضل و کمال ثقہ اور وسعت علم کے معترف ہیں۔ محدث ابن خزیمہ کا قول ہے کہ دنیا میں کسی کو ان سے بڑھ کر میں عالم نہیں جانتا۔ تمام مستند اور مفصل تاریخیں مثلاً تاریخ کامل بن الاثیر، ابن خلدون، ابو الفداء وغیرہ انہی کی کتاب سے ماخوذ اور اسی کتاب کے مختصرات ہیں"۔

علامہ ذہبی لکھتے ہیں "محمد بن جریر ایک لاثانی امام صاحب علم ہیں۔ یہ ائمہ اسلام میں سے بڑے جید عالم ہیں جن کے قول کی اطاعت واجب ہے اور جن کی رائے پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ انکی تاریخ بے مثال ہے۔ ابو بکر ابن بابویہ کہتا ہے کہ اماموں کے امام ابن خزیمہ کو کہتے سنا ہے وہ کہتے تھے میں صفحہ زمین پر محمد ابن جریر طبری سے زیادہ علم والا ثقہ آدمی نہیں جانتا۔ امام محمد بن سہل کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن جریر طبری کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ جو یہ کہے ابو بکر اور عمر جائز امام ہدایت نہیں ہیں اُنہیں فوراً قتل کرڈالو"۔ تذکرۃ الحفاظ ذہبی المجلد الثانی ۲۵۱ تا ۲۵۳ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن۔ اسی طرح یاقوت حموی علامہ طبری کی عظمت و جلالت بیان کرنے کے بعد ان کی کتاب کی نسبت لکھتا ہے "تاریخ طبری نہایت فضیلت و قدر والی ہے اور اس میں دین و دنیا کے علوم کثرت کے ساتھ جمع کئے گئے ہیں۔ جب علامہ طبری اپنے وطن طبرستان واپس آئے تو وہاں رفض پھیل گیا تھا اور لوگوں میں اصحاب رسول کی سب و شتم جاری ہو گئی تھی، اسکے روکنے کے لئے انہوں نے حضرت ابو بکر اور عمر کے فضائل لکھے اور طبرستان چھوڑ دیا"۔

علامہ سیوطی ان کو (طبری) مجدد دین کہتے ہیں۔ علامہ یافعی نے بھی مرآۃ الجنان میں تاریخ طبری کو اصح التواریخ واثبتھا لکھا ہے ملاحظہ ہو مرآۃ الجنان الجزء الثانی ص۲۶۱۔

میں نے جو حوالے درج کئے ہیں وہ تاریخ الامم والملوک موسوم بہ تاریخ طبری طبع نفیس اکیڈمی کراچی جون ۱۹۸۷ء سے ہیں۔ مومنین سے گذارش ہے کہ قبل اسکے کہ یہ کتابوں میں تحریف ہو آپ انہیں خرید کر اپنے پاس محفوظ کرلیں۔ والسلام

۱ جناب امیرؑ کا ارشاد ہے میں اللہ کا بندہ ہوں، اُس کے رسول کا بھائی ہوں اور صدیق الاکبر ہوں۔ میرے بعد جو اس قسم کا ادعا کرے گا وہ جھوٹا اور مفتری ہوگا۔ میں نے دوسرے لوگوں سے سات سال قبل رسول اللہ کے ساتھ نماز پڑھی ہے''۔ جلد اول ص ۸۴

۲ ابو بکر سے پہلے ایک جماعت اسلام لا چکی تھی۔ محمد بن سعد کہتا ہے کہ میں نے اپنے باپ سے کہا کیا تم میں سب سے پہلے ابو بکر اسلام لائے تھے؟ تو انہوں نے کہا نہیں ان سے (ابو بکر) قبل پچاس سے زیادہ اصحاب اسلام لا چکے تھے۔ جلد اول ص ۸۶

۳ دعوۃ ذوالعشیرۃ میں رسول اللہ نے جناب امیر کی گردن تھام کر کہا یہ میرا بھائی ہے میرا وصی اور تم میں میرا خلیفہ ہے تم اسکی بات سنو اور جو کہے اُسے بجالاؤ۔ اس پر لوگ ہنسے اور ابو طالبؑ سے کہا سنو تم کو حکم ہوا ہے کہ تم اپنے لڑکے کی اطاعت و فرماں برداری کرو۔ جلد اول ص ۸۹

۴ شب ہجرت جب رسول اللہ اپنے گھر سے چلے تو رات کی تاریک میں ابو بکر کی چاپ کی آواز سنی آپؐ نے سمجھا کہ کوئی مشرک آرہا ہے اور ایک پتھر کی ٹھوکر سے آپ کا پیر زخمی ہوا جس سے بہت زیادہ خون بہنے لگا اور آپؐ نے رفتار تیز کر دی۔ جب ابو بکر نے آواز دی تو آپؐ نے ابو بکر کو ساتھ لے لیا۔ جلد اول ص ۱۳۰

۵ عرب میں سنہ اور تاریخ کی ابتداء حضرت علیؑ کی رائے پر ہوئی۔ جلد اول ص ۱۴۰

۶ جنگ بدر میں مشرکین کا مطالبہ کہ ہم رتبہ لوگوں کو بھیجو۔ حمزہؓ نے شیبہ (جو ہندہ کا چچا اور معاویہ کا نانا سے) مقابلہ کیا اور جناب امیرؑ کا مقابلہ ولید بن عتبہ (معاویہ کا ماموں)۔ عتبہ کو (ہندہ کا باپ اور معاویہ کا نانا) حمزہ اور جناب امیر نے مل کر ختم کیا۔ جلد اول ص ۱۷۹

۷ عثمان بن عفان روز بدر مدینہ میں تھے۔ عذر زوجہ کی علالت تھی۔ جلد اول ص ۱۸۹

۸ سودہ زوجہ رسول کا کلمہ خلاف اللہ و رسول۔ جلد اول ص ۱۹۰

۹ اُحد میں داد شجاعت جب جبریل نے دی تو رسول اللہ نے فرمایا کیوں نہ ہو یہ مجھ سے ہے اور میں اس (علیؑ) سے ہوں تو جبریل نے کہا میں آپ دونوں میں تیسرا۔ نیز صحابہ نے یہ آواز سنی۔ لا سیف الا ذوالفقار۔ ولا فتی الا علیؑ۔ جلد اول ص ۲۳۴

۱۰ اُحد میں آپؐ کے صحابہ آپ کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے بعض مدینہ چلے آئے اور بعض پہاڑ پر چڑھ کر ایک چٹان پر جا بیٹھے۔ رسول اللہ آواز دے رہے تھے اے اللہ کے بندو میرے پاس آؤ۔ تمام مسلمانوں میں خبر مشہور ہو گئی کہ آپ قتل کر دئے گئے۔ اس پر جو چٹان پر بیٹھے تھے

انہوں نے کہا کاش! کوئی شخص ایسا ہوتا جو ہماری طرف سے عبداللہ ابن ابی سے جاکر کہتا کہ وہ ہمارے لئے ابوسفیان سے امان لے آئے۔ اے دوستو! محمدؐ مارے گئے اب اپنے اپنے گھروں کو قبل اس کے کہ دشمن تم پر حملہ کر کے سب کو تہہ تیغ کرڈالے، واپس چلو"۔ حصہ اول ص ۲۳۹

۱۱ آنحضرت کا گریہ کرنا اور افسوس کرنا کہ حمزہؓ پر رونے والا کوئی نہیں ہے۔ جسکو سن کر عورتوں نے رسولؐ کے چچا پر نوحہ کیا۔ ۔ جلد اول ص ۲۴۸

۱۲ رسولؐ اللہ نے جناب امیر سے فرمایا آج تم نے جنگ میں پورا حق ادا کیا اور تمہارے ساتھ سہل بن حنیف اور ابودجانہ نے بھی اپنا حق ادا کیا ۔ جلد اول ص ۲۴۸

۱۳ ابوجعفر کہتے ہیں اس روز یعنی اُحد میں جو صحابہ رسولؐ اللہ کو چھوڑ کر بھاگے تھے ان میں سے بعض تو کوہ اعوص کے ادھر مقام منقی جا پہنچے اور عثمان بن عفان، عقبہ بن عثمان، سعد بن عثمان دو انصاری یہ اُحد سے بھاگ کر کوہ جلعب جو مدینہ کے اطراف میں کوہ اعوص کے متصل واقع ہے چلے آئے۔ یہ لوگ تین دن کے بعد پھر رسولؐ اللہ کے پاس پلٹ آئے۔ بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ رسولؐ اللہ نے اُن سے پوچھا تم کس ضرورت سے وہاں چلے گئے تھے؟۔ جلد اول ص ۲۴۱

۱۴ جب ابوسفیان نے جناب حمزہ کے لاش کی بے حرمتی کی تو کفار میں سے جلیس بن زبان نے پکار کر کہا دیکھتے ہو یہ قریش کا سردار کیسا سلوک کر رہا جو ذبح کردہ جانور کے گوشت کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ ابوسفیان نے کہا خاموش رہو اس بات کو کسی سے بیان نہ کرنا یہ مجھ سے لغزش ہو گئی۔ جلد اول ص ۲۴۳

۱۵ ارشاد رسولؐ اللہ کہ سلمانؓ ہمارے اہلبیت ہیں۔ جلد اول ص ۲۷۹

۱۶ جناب امیرؑ کا عمرو بن عبدود سے مقابلہ۔ جلد اول ص ۲۸۵

۱۷ عائشہ سے روایت ہے کہ روز خندق وہ ایک باغ میں گھس گئیں جہاں چند مسلمان بیٹھے تھے ان میں عمر ابن خطاب بھی تھے اور ایک شخص تھا جس نے کامل خود پہن رکھا تھا۔ عمر ابن خطاب نے عائشہ سے کہا یہاں کیوں آئی ہو ممکن ہو یہاں سے بھاگنا پڑے اور عائشہ کو ملامت کرنے لگے۔ وہ خود والا شخص جب اپنا چہرہ ظاہر کیا تو وہ طلحہ تھے اور انہوں نے عمر کو کہا بہت کہہ چکے فرار اور پسپائی کی بات۔ ج اول ص ۲۸۷

۱۸ جنگ خندق میں آنحضرتؐ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا کہ کون ہے جو کفار کے لشکر کی خبر لا کر دے میں عھد کرتا ہوں کہ جب وہ مرے گا تو جنت میں جائے گا اور میرا رفیق ہو گا۔ جب کوئی نہیں اُٹھا، تب رسولؐ اللہ نے حذیفہؓ کو بھیجا۔ جلد اول ص ۲۹۱

۱۹ سعد ابن معاذ پر عمر ابن خطاب اور ابو بکر کا رونا۔ جلد اول ص ۳۰۳

۲۰ عائشہ پر بہتان کا قصہ ۔ صحابی رسولؐ مسطح جو بدر میں بھی شریک تھے اور عائشہ کے خالہ زاد بھائی تھے، حسان بن ثابت رسولؐ اللہ کے شاعر ، حمنہ بن جحش جو زینب بنت جحش زوجہ رسول کی بہن تھی بہتان کی وجہ سے ان پر حد جاری کی گئی۔۔ جلد اول ص ۳۲۱

۲۱ صلح حدیبیہ کے وقت ابو بکر کا ایک غلیظ گالی دینا۔ جلد اول ص ۳۲۹

۲۲ جب رسولؐ اللہ نے عمر ابن خطاب کو حکم دیا کہ مکہ جا کر اور اشراف مکہ کو میرے آنے کی اطلاع دو تو عمر ابن خطاب نے کہا مجھے وہاں جانے سے اپنی جان کا خوف ہے، انکار کر دیا۔ جلد اول ص ۳۳۳

۲۳ بیعت رضوان موت کے لئے نہیں تھی بلکہ فرار نہ ہونے کے لئے تھی۔ جلد اول ص ۳۳۴

۲۴ بیعت رضوان کے وقت عثمان بن عفان شریک نہیں تھے۔ جلد اول ص ۳۳۴

۲۵ عمر ابن خطاب کی مخالفت صلح حدیبیہ کے وقت۔ جلد اول ص ۳۳۵

۲۶ صلح نامہ میں گواہوں کی فہرست میں عمر ابن خطاب کا نام نہیں ہے۔ جلد اول ص ۳۳۷

۲۷ صلح حدیبیہ کے بعد رسولؐ اللہ نے اصحاب کو حکم دیا کہ اُٹھو اور قربانی کرو مگر کوئی شخص نہ اٹھا آپ نے تین مرتبہ یہی کہا مگر پھر بھی کوئی نہیں اُٹھا۔ جلد اول ص ۳۳۸

۲۸ عمر ابن خطاب نے دو بیویوں کو جو زمانہ شرک کی تھیں طلاق دیدی ان مطلقہ عورتوں میں سے ایک سے معاویہ ابن ابی سفیان اور دوسری سے صفوان بن اُمیہ نے شادی کر لی۔۔ جلد اول ص ۳۴۰

۲۹ رسولؐ اللہ نے اپنا علم خیبر میں عمر ابن خطاب کو دیا عمر اور انکے ساتھی پسپا ہو کر واپس پلٹ آئے عمر کے ہمراہی اُن کو اور عمر اپنی فوج کو

"بزدل" ٹھہرانے لگے۔اس پر رسولؐ اللہ نے فرمایا کل علم اُسکو دوں گا جو اللہ اور رسول کو دوست رکھتا ہے۔اور جو اللہ اور رسول کا محبوب ہے دوسرے دن ابو بکر اور عمر نے جھنڈا لینے کے لئے "ہاتھ پھیلایا" مگر آپؐ نے علیؑ کو بلایا اور اپنا علم دیا۔۔جلد اول ص ۳۵۹

۳۰ خیبر اور علیؑ اور (ابو بکر اور عمر کا ناکام پلٹ آنا)۔جلد اول ص۳۶۰

۳۱ درِ خیبر اور علیؑ ۔جلد اول ص۳۶۱

۳۲ فدک محض رسول اللہ کا خالصۂ ہوا اس لئے کہ اس پر مسلمانوں نے فوج کشی نہیں کی۔جلد اول ص ۳۶۲

۳۳ رسولؐ اللہ نے عمرو بن عاص کی مدد کے لئے مقام سلاسل کو دو سو مہاجرین اور انصار کی فوج روانہ کیا جس میں ابو بکر اور عمر تھے اور اس لشکر کی امارت ابو عبیدہ بن الجراح تھے۔جلد اول ص ۳۷۶

۳۴ جب یہ لشکر مع ابو بکر اور عمر وہاں پہنچے تو عمرو بن العاص نے ان سب سے کہا میں تمہارا امیر ہوں اور تم میرے مددگار چنانچہ عمرو بن العاص نے نماز میں امامت کی (یہ غزوہ ذات السلاسل کہلاتا ہے)۔جلد اول ص ۳۷۷

۳۵ابو سفیان مدینہ آیا اور پہلے رسولؐ اللہ سے اپنے معاملہ میں بات کی آنحضرتؐ نے کچھ جواب نہ دیا پھر ابو بکر کے پاس گیا انہوں نے انکار کیا کہ وہ ابو سفیان اور رسولؐ اللہ کے درمیان کچھ مصالحت نہیں کر سکتے پھر یہ عمر کے پاس انہوں نے بھی انکار کیا پھر یہ حضرت علیؑ کے پاس آیا جب وہ جناب فاطمہؑ اور انکے صاحبزادے حسنؑ کے ساتھ تھے۔اور ابو سفیان نے یہ کہا "اے محمدﷺ کی بیٹی! کیا تم یہ نہیں کر سکتیں کہ اپنے اس بیٹے سے کہو کہ وہ مجھے اپنی پناہ میں دیں اور اس طرح وہ (حسنؑ) عرب کے سردار ہو جائے"۔۔جلد اول ص۳۸۹

۳۶ ابو سفیان کو جناب امیر نے مشورہ دیا جس کی بنا پر اُس نے کہا "میں ابو بکر سے ملا مجھے کوئی مفید مطلب حاصل نہیں ہوا، پھر میں عمر سے ملا انکو میں نے سب سے زیادہ دشمن پایا، پھر علیؑ کے پاس گیا ان کو میں سب سے زیادہ متواضع پایا"۔جلد اول ص۳۸۹

۳۷ حاطب بن ابی بلتعہ کا خفیہ خط کفار کو لکھنا اور جناب امیر کا مکالمہ اُس عورت سے جو خط چھپا کر لے جا رہی تھی۔اور جب حاطب کو بلوایا گیا تو انہوں نے یہ عذر پیش کیا چونکہ میرے اہل و عیال کفاروں میں ہیں تو میں نے اُنکی حفاظت کی خاطر یہ کام کیا میرے ایمان میں کوئی تبدیلی نہیں۔بس اس پر عمر نے نے کہا مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن مار دوں۔جس پر رسولؐ اللہ نے منع کیا۔۔جلد اول ص۳۹۰

۳۸ بنی خذیمہ کے قبول اسلام کے بعد اور ہتھیار ڈال دینے کے بعد خالد بن ولید نے بہت سوں کو قتل کیا۔اور رسولؐ اللہ نے جناب امیر کے

ذریعہ دیت دلوائی جب حضرت علیؑ واپس آئے تو رسولؐ اللہ نے خالد بن ولید پر تبرا کیا۔ جلد اول ص ۴۰۶

۳۹ آنحضرتؐ کا خالد بن ولید کو ڈانٹنا اور کہنا کہ "اگر احد کے پہاڑ کے برابر سونا راہ خدا میں خیرات کر دیں تب بھی تم صحابہ کے برابری نہیں کر سکتے"۔ جلد اول ص ۴۰۷

۴۰ حنین میں صحابہ بھاگے چلے جارہے تھے اور رسولؐ اللہ آوازدے رہے تھے میرے پاس آؤ میرے پاس آؤ مگر اسکا بھی کچھ اثر نہیں ہوا عجب افراتفری تھی سب چلدئے آپ کے پاس مہاجرین اور انصار میں سے کچھ لوگ اور آپؐ کے اہلبیت ٹھیرے رہے۔ جلد اول ص ۴۱۲

۴۱ آنحضرتؐ رجز پڑھ رہے تھے "میں نبی بر حق ہوں اور عبد المطلب کا بیٹا ہوں"۔ جلد اول ص ۴۱۴

۴۲ انس سے روایت ہے کہ حنین میں رسولؐ اللہ اپنی سفید خچر دلدل پر سوار تھے جنگ کی شروع میں جب مسلمان بھاگ گئے آپؐ نے خچر سے کہا دلدل بیٹھ جاوہ خچر بیٹھ گیا۔ جلد اول ص ۴۱۵

۴۳ جب حضرت ماریہؓ کو اللہ نے حضور کی صلب سے بیٹا عطا کیا تو آپ کی دوسری بیویوں کو سخت حسد ہوا۔ جلد اول ص ۴۳۰

۴۴ حدیث منزلت۔ جلد اول ص ۴۳۸

۴۵ ابو ذرؓ کو عثمان بن عفان نے جلاوطن کر دیا تھا۔ جلد اول ص ۴۴۱

۴۶ تبوک سے واپسی کے وقت باوجود رسولؐ اللہ کے حکم کہ "جو لوگ پہلے پہنچ ہو وہ وادی مشقق کے چشمہ کا پانی نہ لیں جب تک ہم وہاں نہ پہنچے" باوجود اس حکم کے چند لوگ جو پہلے آگئے تھے انہوں نے اس چشمہ میں جتنا پانی تھا اسے خرچ کر ڈالا۔ جلد اول ص ۴۴۳

۴۷ مسجد ضرار۔ جلد اول ص ۴۴۴

۴۸ تبوک سے واپسی کے بعد جب رسولؐ اللہ مدینہ آگئے منافقوں کی ایک جماعت آپ کو چھوڑ کر پہلے ہی سے واپس ہو چکی تھی اور خود مسلمانوں میں سے بعض لوگ بغیر کسی نفاق کے اسلام میں شک کر کے پیچھے رہ گئے تھے۔ جلد اول ص ۴۴۴

۴۹ سورۂ براۃ کا نزول اور ابو بکر کی معطلی اور ارشاد رسولؐ اللہ کہ "اس پیام کو صرف میں پہنچاؤں یا میرا اپنا کوئی"۔ جلد اول ص ۴۶۵

۵۰ ام کلثوم زوجہ عثمان بن عفان کا انتقال ۹ ھ میں ہو اور انکو طلحہ نے قبر میں اُتارا۔ جلد اول ص ۴۵۷

۵۱ یمن والوں کا جناب امیرؑ کے بارے میں رسولؐ اللہ سے شکایت کرنا اور آپؐ کا فرمانا "اے لوگو! تم مجھ سے علیؑ کی شکایت نہ کرو۔ بخدا وہ (یعنی علیؑ) بے شک اللہ کے لئے یا آپ نے فرمایا اللہ کی راہ میں بہت سخت ہیں"۔ جلد اول ص ۴۸۰

۵۲ عبد اللہ ابن عمر ابن خطاب کی غلط بیانی رسولؐ اللہ کے تعداد عمرہ کے بارے میں اور عائشہ کی تردید۔ جلد اول ص ۴۹۰

۵۳ عائشہ سے عقد اور یہ کہ ان سے عقد ہونے پر رسولؐ اللہ نے نہ قربانیاں کی اور نہ بکری ذبح کی گئی (عائشہ راوی)۔ جلد اول ص ۴۹۳

۵۴ ابو بکر کا اصلی نام عتیق بن ابی قحافہ ہے اور ابو قحافہ کا اصلی نام کسی نے عثمان بتلایا ہے اور کسی نے عبدالرحمٰن۔ جلد اول ص ۴۹۴

۵۵ تیمارداری آنحضرتؐ۔ جلد اول ص ۵۱۶

۵۶ اصحاب اور رسولؐ اللہ کے ساتھ بے ادبانہ گفتگو۔ اور آپؐ کا ارشاد " مجھے میرے حال پر چھوڑ دو جس حال میں میں ہوں، وہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے بلاتے ہو "جب کاغذ قلم مانگا تو کہا معاذ اللہ ہذیان ہو گیا۔ جلد اول ص ۵۲۰

۵۷ عائشہ سے مروی ہے کہ آپ کی بیماری میں ہم نے آپ کو دوا پلائی آپ نے منع بھی کیا۔ جب آپ کو افاقہ ہوا تو آپؐ نے فرمایا سوائے عباس کے جو وہاں نہیں تھے تم سب کو دوا پلائی جائے۔ دوا پلانے کے مختلف روایتیں ہیں۔ جلد اول ص ۵۲۲

۵۸ وقت قبض روح آپؐ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔ اللہ نے پیغمبر کی روح کو بغیر اسکے اختیار کے قبض نہیں کرتا۔ جلد اول ص ۵۲۳

۵۹ روز وفات رسولؐ اللہ کی صبح آپؐ مسجد تشریف لے آئے اور آپ چست و چاق تھے۔۔ جلد اول ص ۵۲۵

۶۰ نماز پڑھانے کے مختلف روایتیں۔ جلد اول ص ۵۲۵

۶۱ تاریخ وفات میں اختلاف۔ جلد اول ص ۵۲۶

۶۲ ابو بکر وقت وفات رسولؐ اللہ مدینہ میں نہیں تھے وفات کے تین دن بعد آئے۔ جلد اول ص ۵۲۸

۶۳ عمر ابن خطاب ، جناب امیر کے گھر آئے اور یہ دھمکی دی کہ چل کر بیعت کرو ورنہ آگ لگا کر تم سب کو جلادوں گا۔ جلد اول ص ۵۲۹

۶۴ عمر ابن خطاب کا یہ لوگوں سے کہنا کہ رسولؐ اللہ زندہ ہیں، نہیں مرے اور اگر کوئی آپ کی موت کی خبر بیان کرے گا تو ہاتھ اور پاؤں قطع کر دیں گے۔ جلد اول ص ۵۲۹

۶۵ میراث والی حدیث کے راوی خود ابو بکر۔ اور جناب فاطمہؑ مرنے تک ابو بکر سے ناراض رہیں اور ایک بات نہیں کی اور قطع تعلق کر لیا۔ یہاں تک ابو بکر کو نہ مرنے کی اطلاع دی اور نہ دفن میں شرکت کی۔ جلد اول ص ۵۳۵

۶۶ ابو سفیان نے بعد بیعت ابو بکر اعتراض کیا تو کسی نے جب اُن سے کہا کہ ابو بکر نے تمہارے بیٹے کو ولایت دی ہے (گورنری)۔ تو انہوں نے کہا ہاں اس معاملے میں قرابت کیا خیال کیا۔ جلد اول ص ۵۳۷

۶۷ ابو بکر کی تقریر بعد بیعت "اے لوگو! مجھے حاکم بنایا گیا حالانکہ میں تمہارا بہترین فرد نہیں ہوں۔ اگر میں نیکی کروں تو تم میری اعانت کرنا اور اگر برائی کروں تو تم مجھے سیدھا کرنا"۔ جلد اول ص ۵۳۸

۶۸ رسولؐ اللہ کی وفات کے تین دن بعد آپ کی تدفین ہوئی۔ جلد اول ص ۵۳۹

۶۹ حضرت علیؑ اپنے سینے سے لگائے ہوئے آنحضرت کو غسل دیا۔ جلد اول ص ۵۴۰

۷۰ رسولؐ اللہ کی نماز جنازہ میں کسی نے امامت نہیں کی۔ جلد اول ص ۵۴۱

۷۱ مالک بن نویرہ کا قتل اور اسکی زوجہ سے خالد بن ولید کا منہ کالا کرنا۔ اور ابو بکر کا اسکو معاف کرنا۔ عمر کا احتجاج کرنا۔ جلد دوم ص ۹۶۔۹۷

۷۲ ابو بکر کی خواہش کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ کاش میں نہ کرتا اور تین چیزیں ایسی ہیں جو میں نے چھوڑ دی مگر کاش اُن کو کرتا اور تین چیزیں ایسی ہیں کاش میں رسولؐ اللہ سے اُن کے متعلق دریافت کر لیتا۔ وہ تین چیزیں جن کو میں چھوڑ دیتا تو اچھا ہوتا وہ یہ ہیں:۔
کاش میں فاطمہ کا گھر نہ کھولتا اگرچہ وہ لوگ جنگ کے لئے اس کا دروازہ بند کرتے۔
کاش میں الفجاءۃ سلمی کو نہ جلاتا۔ بلکہ یا تو اسکو باندھ کر قتل کر دیتا یا آزاد چھوڑ دیتا۔

کاش بنی سقیفہ کے روز میں اس امارت کو دو میں سے کسی ایک کے گلے ڈالدیتا۔
اور تین چیزیں کی تمنا اُس میں ایک یہ ہے:۔
کاش جب اشعث (ام فروہ بنت ابی قحافہ کا شوہر یعنی ابو بکر کا بہنوئی، یعنی جعدہ بنت اشعث زوجہ و قاتل امام حسنؑ کا اور محمد ابن اشعث قاتل مسلم بن عقیل، اور سردار لشکر عمر سعد کا باپ)میرے سامنے اسیر کر کے لایا گیا تھا میں اُسکی گردن مار دیتا کیونکہ بعد میں میں نے دیکھا کہ جو برا کام اس کو نظر آتا وہ اسکا معاون بن جاتا۔
اور تین باتیں آنحضرتؐ سے پوچھ لیتا وہ یہ ہیں:۔
کہ یہ امارت (خلافت) کس کو ملنی چاہیئے تا کہ پھر نزاع کا موقع نہ رہتا۔
کہ انصار کا حکومت میں کتنا حصہ ہے۔
کہ بھتیجی اور پھوپی کی میراث کے متعلق دریافت کرتا۔ جلد دوم ص ۲۵۴۔۲۵۵

۷۳ وقت وفات ابو بکر طلحہ نے ابو بکر سے کہا کہ "آپ نے عمر کو خلیفہ مقرر کیا ہے حالانکہ آپ کی موجودگی میں لوگوں کو ان سے کیا کیا تکلیفیں پہنچتی رہی ہیں جب سب کچھ اُن کے ہاتھ میں ہوگا تو نہ جانے کیا کیفیت ہوگی۔ آپ خدا کے سامنے جا رہے ہیں وہ آپ سے آپ کی رعایا کے حقوق کے متعلق باز پرس کرے گا"۔ جلد دوم ص ۲۵۷

۷۴ ابو بکر کی وفات کے بعد ان کی قبر پر عائشہ نے نوحہ کرنے والیوں کو بٹھایا۔ جلد دوم ص ۲۴۸

۷۵ ابو بکر کا حلیہ۔ جلد دوم ص ۲۴۹

۷۶ قیس بن سعد کا خط معاویہ کے نام۔ جلد سوم ص ۲۱۵

۷۷ محمد ابن ابی بکر کے قتل کے بعد عائشہ ہر نماز کے بعد معاویہ اور عمرو بن عاص کے لئے بددعا کرتی تھیں۔ جلد سوم ص ۳۸۵

۷۸ شوریٰ کے لئے عمر کا حکم کہ اگر کوئی اتفاق نہ کرے تو اسکا سر تلوار سے پاش پاش کر دینا۔ اگر تین تین میں تقسیم ہو جائیں تو عبد اللہ ابن عمر ابن خطاب کو ثالث بناؤ اگر فریقین اسکے فیصلہ پر راضی نہ ہو تو جدھر عبد الرحمٰن بن عوف ہوں اُسکی حمایت کرو اور باقی سب کو قتل کر دینا۔ حصہ سوم کا اول ص ۲۷۷

۷۹ وقت وفات عمر ابن خطاب جب لوگوں نے خلافت کے لئے انکے بیٹے کا نام لیا تو کہا تجھے خدا تجھے غارت کرے جو اپنی بیوی کو صحیح طلاق بھی دینے سے عاجز ہو اسکا نام لیتا ہے۔ حصہ سوم کا اول ص ۲۷۳

۸۰ عمر ابن خطاب نے وقت وفات کہا کہ میں نے عزم مصمم کر لیا تھا کہ غور و فکر کے بعد تمہارا حاکم ایسے قابل ترین فرد کو مقرر کروں جو تمہیں حق و صداقت کی طرف لے جائے۔ (آپ کا اشارہ حضرت علیؑ کی طرف تھا۔ طبری) مگر اس اثناء میں غشی طاری ہو گئی اور میں نے خواب میں دیکھا ایک شخص باغ میں پھل توڑ رہا ہے اور جمع کر رہا ہے۔ لہٰذا میں نہیں چاہتا ہوں میں مرنے کے بعد بھی اس کا متحمل رہوں۔ حصہ سوم کا اول ص ۲۷۴

۸۱ حضرت علیؑ کے شبہات شوریٰ کے بارے میں "سعد ابن ابی وقاص عثمان بن عفان کا چچازاد بھائی، عبدالرحمٰن بن عوف عثمان کے ہم قبیلہ اور رشتہ دار ہیں (سالی کے شوہر) ان میں کوئی اختلاف نہیں ہو گا اگر باقی دو طلحہ اور زبیر بھی میرے ساتھ رہیں تو ان سے مجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ بلکہ مجھے صرف ایک ہی سے حمایت کرنے کی توقع ہے"۔ حصہ سوم کا اول ص ۲۷۷

۸۲ عبدالرحمٰن بن عوف کا اقتدار اتنا تھا کہ عمر کے نماز جنازہ تک کو انکی اجازت کے بغیر کسی کو پڑھانے نہیں دی۔ حصہ سوم کا اول ص ۲۷۸

۸۳ حضرت علیؑ نے عبدالرحمٰن بن عوف سے یہ عہد لیا کہ وہ حق و صداقت کو ترجیح دیں گے اور نفسانی خواہش کی پیروی نہیں کریں گے اور کسی رشتہ دار کے ساتھ رعایت نہیں کریں گے اور قوم کے ساتھ خیر خواہی کرنے میں کوتاہی نہیں کریں گے۔ حصہ سوم کا اول ص ۲۷۹

۸۴ عبدالرحمٰن بن عوف کا حضرت علیؑ سے مخاطب ہو کر کہنا "ہم آپ سے اللہ کا پختہ عہد و پیمان لے کر دریافت کرتے ہیں کہ تم کتاب اللہ، سنت نبوی، اور آپؐ کے بعد دونوں خلفاء کے طریقے پر چلو گے" حضرت علیؑ فوراً ہاں نہیں کہا بلکہ یہ فرمایا "مجھے توقع ہے کہ میں یہ کام کر سکوں گا مگر میں اپنے علم اور طاقت کے مطابق اس پر عمل کروں گا"۔ حصہ سوم کا اول ص ۲۸۳

۸۵ پھر عبدالرحمٰن بن عوف نے عثمان بن عفان سے یہی سوال دہرایا انہوں نے بغیر کسی اضافے کہ "ہاں" اس پر عبدالرحمٰن بن عوف نے عثمان بن عفان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ حصہ سوم کا اول ص ۲۸۴

۸۶ حضرت علیؑ نے فرمایا "یہ پہلا دن نہیں جبکہ تم نے ہم پر غلبہ حاصل کیا۔ خدا کی قسم! تم نے صرف اس لئے عثمان کو خلیفہ مقرر کیا کہ معاملات تمہارے ہاتھ میں رہیں"۔ حصہ سوم کا اول ص ۲۸۴

۸۷ مسور بن مخرمہ روایت کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے حضرت علیؑ سے پوچھا اے علی! کیا تم میرے سامنے کتاب اللہ اور سنت نبوی اور ابو بکر و عمر کے طریقے پر چلنے کا عہد کرتے ہو؟ "حضرت علیؑ نے کہا" نہیں بلکہ میں اپنی طاقت اور استطاعت کے مطابق عمل کروں گا" پھر عثمان بن عفان سے یہی سوال کیا انہوں نے کہا "ہاں" اس پر عبدالرحمٰن بن عوف نے عثمان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔
۔ حصہ سوم کا اول ص ۲۹۲

۸۸ عثمان نے منیٰ میں نماز قصر کرنے کے بجائے پوری نماز ادا کی جب حضرت علیؑ نے پوچھا کہ تم سنت رسول اور سیرت شیخین کے خلاف کیسے عمل کر رہے ہو تو عثمان نے جواب دیا یہ میرا ذاتی اجتہاد ہے۔ حصہ سوم کا اول ص ۳۲۳

۸۹ مرنے سے قبل عمر ابن خطاب کو نبیذ پلائی گئی جو زخموں سے نکل گئی۔ حصہ سوم کا اول ص ۲۳۴

۹۰ عمر ابن خطاب نے امیر المومنین کا لقب خود اپنی پسند سے رکھا اور تراویح باجماعت کی ایجاد کی۔ حصہ سوم کا اول ص ۲۴۸

۹۱ عمرہ تمتع اور متعہ رسولؐ اللہ کے زمانے میں اور ابو بکر کے دور میں جائز تھا عمر ابن خطاب نے حرام کیا خود اُنکا اقرار ہے۔ حصہ سوم کا اول ص ۲۷۰

۹۲ جب لوگوں نے انکی (عمر ابن خطاب) سختیوں کی شکایت کی تو کہا "خدا کی قسم! میں پیٹ بھر کھاتا ہوں اور سیراب ہو کر پیتا ہوں میں لوگوں کو دھمکاتا ہوں اور میں اپنی عزت کی حفاظت کرتا ہوں کبھی لوگوں کو ہاتھ سے ہٹاتا ہوں اور کبھی مارتا ہوں اور کبھی عصا بھی نکالتا اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں معذور سمجھا جاتا"۔ حصہ سوم کا اول ص ۲۷۱

۹۳ عمر بن خطاب نے کنیز کو اگر وہ حاملہ ہو جائے تو خود بخود بغیر مالک کے آزاد ہو جانے کا حکم دیا۔ اور اپنی غلطی کا اعتراف بھی کیا۔ حصہ سوم کا اول ص ۲۷۱

۹۴ عثمان نے جمعہ کی نماز میں تیسری اذان کا اضافہ کیا۔ حصہ سوم کا اول ص ۳۴۶

۹۵ سیف محمد و طلحہ کی روایت سے یہ بیان کرتے ہیں کہ جب عثمان خلیفہ ہوئے تو انہوں نے عمر ابن خطاب کے طریقے کے مطابق عمل نہیں کیا اور اُن لوگوں سے اُن کی ملاقاتیں ہوئیں جن لوگوں کی کوئی حیثیت نہ تھی اور نہ اسلام میں اُنھوں نے کوئی بڑا کارنامہ انجام دیا وہ (عثمان) انکی طرف متوجہ ہو گئے۔ اس طرح اسلام میں کمزوری پیدا ہوئی اور فتنہ و فساد کا سبب بنا۔ حصہ سوم کا اول ص ۴۸۰

۹۶ جنگ جمل کے وقت ام المومنین جناب ام سلمہؓ نے حضرت علیؑ سے فرمایا "یاامیر المومنین اگر اللہ وعزوجل کی نافرمانی نہ ہوتی اور مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ آپ تسلیم نہیں کریں گے تو میں بھی آپ کے ساتھ جنگ میں چلتی۔ یہ میرا بیٹا عمر جو میری جان سے زیادہ عزیز ہے یہ آپ کے ساتھ تمام جنگ میں حاضر رہے گا"۔ حصہ سوم کا دوم ۶۴

۹۷ جابر بن قدامہ نے عائشہ سے کہا "آپ کو اللہ نے پردے میں رہنے اور اپنے احترام کو باقی رکھنے کا حکم دیا۔ لیکن آپ نے اُس پردے کو توڑا

اور اپنے احترام کو بھی ختم کیا۔ جو شخص آپ سے قتال کو جائز سمجھتا ہے وہ یقیناً آپ کے قتل کو بھی جائز سمجھتا ہو گا۔ اگر اپنی خوشی سے آئی ہیں تو واپس پلٹ جایئے"۔ حصہ سوم کا دوم ۸۸

۹۸ بنو سعد کے ایک جوان نے طلحہ اور زبیر سے کہا "تم نے اپنی بیویوں کو بچالیا اور اپنی ماں کو میدان میں گھسیٹ لائے"۔ حصہ سوم کا دوم ۸۸

۹۹ جہینہ ایک جوان نے محمد بن طلحہ (طلحہ کا بیٹا) سے سوال کیا کہ عثمان کے قتل کے ذمہ دار کون ہیں۔ اس پر محمد بن طلحہ نے کہا ایک تہائی اُس پر ہے جو ہو وج پر بیٹھی ہے (عائشہ) اور ایک تہائی اس پر جو سرخ اونٹ پر بیٹھا ہے یعنی میرا باپ طلحہ اور ایک تہائی علی ابن ابی طالب پر ہے۔ اس کے جواب میں اُس نوجوان نے کہا پہلے دو کے بارے میں تم نے سچ بات کہی لیکن تیسرے شخص کے بارے میں تم نے غلطی کی ہے۔ حصہ سوم کا دوم ۸۹

۱۰۰ حوأب کا واقعہ کتے بھونکنے کا جس پر عبد اللہ ابن زبیر نے کہا کہ یہ حوأب کا چشمہ نہیں ہے (جھوٹ)۔ حصہ سوم کا دوم ۹۵

۱۰۱ زید بن صوحان نے عائشہ کے خط کے جواب میں خط لکھا اللہ نے تم کو گھر میں بیٹھنے کا حکم دیا تھا اور ہمیں جنگ کرنے کا لیکن آپ نے اس حکم کو توڑ دیا جس کا حکم آپ کو دیا گیا تھا اور جو حکم آپ کے لئے تھا ہمیں دینا شروع کیا اور جو حکم ہمارے لئے تھا اس پر آپ نے عمل کرنا شروع کیا۔ حصہ سوم کا دوم ۱۰۷

۱۰۲ عائشہ نے بعد قتل عثمان احنف کو بیعت علیؑ کا مشورہ دیا تھا اور طلحہ اور زبیر دونوں قبل قتل عثمان خلافت علیؑ پر راضی تھے۔ حصہ سوم کا دوم ۱۴۳

۱۰۳ حضرت علیؑ کی گفتگو طلحہ و زبیر سے اور حدیث رسولؐ کا یاد دلانا کہ زبیر تم ایک روز علیؑ سے جنگ کرو گے اور تمہاری زیادتی ہو گی حصہ سوم کا دوم ۱۴۹

۱۰۴ حضرت علیؑ نے زبیر سے فرمایا تم مجھ سے قتل عثمان کا قصاص طلب کر رہے ہو حالانکہ تم ہی نے اُنھیں قتل کیا تھا۔ حصہ سوم کا دوم ۱۵۹

۱۰۵ عبد اللہ ابن زبیر نے اپنے آپ کو زخمیوں میں ڈال دیا تھا تاکہ لوگ اُنھیں مردہ سمجھ کر چھوڑ دیں۔ حصہ سوم کا دوم ۱۶۰

۱۰۶ طلحہ کا قاتل مروان بن الحکم۔ حصہ سوم کا دوم ۱۶۰

۱۰۷ دوپہر کے وقت لشکر کی کمان عائشہ کر رہی تھیں حصہ سوم کادوم ۱۶۶

۱۰۸ جمل میں مقتولین کی تعداد دس ہزار افراد تھے۔ حصہ سوم کادوم ۱۹۹

۱۰۹ عائشہ کہتی ہیں "خدا کی قسم میرا اور علی کا شروع ہی سے اختلاف تھا" حصہ سوم کادوم ۲۰۶

۱۱۰ حضرت عمارؓ نے عائشہ سے کہا "آپ سے پردہ نشینی کا عہد لیا گیا تھا۔ آپ کا یہ سفر اُس عہد سے کتنا متضاد ہے" اس پر عائشہ نے کہا خدا کی قسم میں یہ جانتی ہوں کہ تو خوب حق کہنے والا ہے۔ حصہ سوم کادوم ۲۰۷

۱۱۱ جب حضرت عمارؓ شہید ہوئے تو عمرو بن عاص نے معاویہ کو رسولؐ للہ کی وہ حدیث یاد دلائی کی عمار کو باغی لوگ قتل کریں گے۔ معاویہ نے جواب دیا " تیرا بڑھاپے کی وجہ سے دماغ خراب ہو گیا ہے یا تو تو ہمیشہ حدیثیں بیان کرتا رہتا ہے اور یا تمام دن اپنے پیشاب میں ڈوبا رہتا ہے۔ ہم نے عمار کو قتل نہیں کیا عمار کو اُسنے قتل کیا جو انھیں میدان میں لے آیا" ابو عبد الرحمٰن کہتے ہیں میں نہیں جانتا ان دونوں کی باتوں میں سے کون سی زیادہ تعجب خیز ہے۔ حصہ سوم کادوم ۲۹۷

۱۱۲ جناب امیرؑ نے جب معاویہ کو مقابلہ کے لئے دعوت دی تو عمرو عاص نے کہا اب تو تیرا مقابلے کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ اس پر معاویہ نے کہا شاید تو میرے بعد ان چیزوں (حکومت) کا خواہاں ہے حصہ سوم کادوم ۲۹۷

۱۱۳ جناب امیرؑ پر قتل عثمان کے علاوہ ایک اور الزام تھا کہ معاذ اللہ وہ نماز نہیں پڑھتے۔ حصہ سوم کادوم ۲۹۹

۱۱۵ زید بن حصین الطائی جو بعد میں قاریوں کی ایک جماعت کے ساتھ خارجی بن گیا تھا بولا "اے علیؑ جب تجھے کتاب اللہ کی دعوت دی جا رہی ہے تو اسے قبول کر و ورنہ ہم تجھے اور تیرے مخصوص ساتھیوں کو ان لوگوں کے ہاتھوں میں دیدیں گے، یا جو سلوک ہم نے عفان کے بیٹے (عثمان) کے ساتھ تھا وہی تیرے ساتھ کریں گے۔ (ابن الاثیر میں ہے کہ جس طرح ہم نے عثمان بن عفان کو قتل کیا تھا اسی طرح تجھے بھی قتل کریں گے "۔ ۳۰۷

۱۱۶ جب معاویہ نے بیعت یزید کے لئے عبد اللہ ابن عمر ابن خطاب کو بلایا اور بیعت کی تجویز پیش کی تو عبد اللہ ابن عمر نے کہا کہ "میں اس بات پر بیعت کروں گا کہ تمہارے بعد جس بات پر قوم اتفاق کرے میں بھی اس اتفاق میں داخل ہو جاؤں گا۔ واللہ تمہارے بعد اگر کسی غلام حبشی پر بھی قوم کا اجماع ہو جائے تو میں بھی اس اجماع میں داخل ہو جاؤں گا"۔ حصہ چہارم ۱۳۶

۱۱۷ وقت موت معاویہ نے یہ وصیت یزید سے کی" چار شخصوں کے سوا تجھ سے اس باب میں کوئی نزاع نہ کرے گا۔ حسینؑ ابن علیؑ، عبد اللہ ابن عمر، عبد اللہ ابن زبیر، اور عبد الرحمٰن بن ابی بکر۔ عبد اللہ ابن عمر جب دیکھیں گے بیعت کے سوا کوئی چارہ نہیں تو وہ بیعت کرلیں گے، حسین ابن علی وہ وضع دار آدمی ہیں مجھے امید ہے جن لوگوں نے ان کے باپ کو قتل کیا اور ان کے بھائی کا ساتھ چھوڑا خدا اُنہیں لوگوں کے ذریعہ تجھے حسینؑ سے نجات دے گا۔ عبد الرحمٰن بن ابو بکر اسکو عورتوں اور لہو لعب سے کام ہے جو اسکے اصحاب کرتے ہیں وہ کرتا ہے۔ سب سے زیادہ خطرناک لومڑی کی مکاری کی طرح ہے وہ عبد اللہ بن زبیر ہے"۔ حصہ سوم ص ۱۵۲۔۱۵۱

۱۱۸ جس سال حسنؑ ابن علیؑ نے معاویہ سے صلح کی اس سال کو معاویہ نے عام الجماعہ کہا۔ (سعد الجماعہ جو بعد میں سنت والجماعت ہوئی) ۔ حصہ سوم ص ۱۵۳

۱۱۹ امام حسینؑ نے تین شرطیں ابن سعد کو بتلائیں۔ ایک یہ کہ مجھے چھوڑ دو جہاں سے آیا ہوں وہاں چلا جاؤں گا۔ یا مجھے یزید کے پاس لے چلو، یا مجھے سرحد کے طرف نکل جانے دو۔ حصہ سوم ص ۲۱۵

۱۲۰ عمر سعد کا شمر سے کہنا" واللہ حسینؑ گردن جھکانے والے شخص نہیں ہیں۔ ان کے پہلو میں وہ دل ہے جو برداشت نہیں کر سکتا"۔ (عربی زبان میں **اَبِیْه** بمعنی باپ کے ہیں اور **اَبِیَّةٌ** انکار کرنے والا دل یا برداشت نہ کرنے والا دل)۔ اصلی عبارت یہ تھی "**وَاللهِ لاَ یَسْتَسْلِمُ حُسَیْنُ اِنَّ نَفْسَ اَبِیْهِ لَبَیْنَ جَنْبَیْهِ**. ترجمہ: خدا کی قسم حسینؑ کبھی نہیں مانیں گے کیونکہ ان کے پہلو میں اُن کے باپ کا دل ہے۔ مگر تحریف کرنے والوں کے لئے اس میں تبدیلی کرنا بہت آسان تھا۔ چنانچہ انہوں نے لکھا کہ عمر ابن سعد نے یہ کہا **وَاللهِ لاَ یَسْتَسْلِمُ حُسَیْنُ اِنَّ نَفْسَ اَبِیَّةٌ لَبَیْنَ** ترجمہ خدا کی قسم حسینؑ کبھی نہیں مانیں گے کیونکہ ان کے پہلو میں اِنکار کرنے والا دل ہے۔ حصہ سوم ص ۲۴۲

۱۲۱ "لعن معاویہ" کے عنوان پر مامون الرشید کے زمانے میں ایک کتاب لکھی گئی تھی المعتضد نے اس کتاب کو بر سر عام لانے کا حکم دیا کتاب میں رسولؐ اللہ کے احادیث ہیں جس میں آپؐ نے بنی اُمیہ کی مذمت اور ان پر لعنت کی ہے مثلاً کتاب میں شجرۂ ملعونہ، اور رسولؐ اللہ کا ارشاد کہ جب ابو سفیان ایک گدھے پر آرہا تھا معاویہ اُس گدھے کو کھینچ رہا تھا اور ابو سفیان کا بیٹا یزید اُس گدھے کو ہانک رہا تھا فرمایا سوار پر، کھینچنے والے، پر اور ہانکنے والے، پر لعنت۔ آپؐ نے فرمایا" اس پہاڑی راستے سے میری اُمت میں سے ایک شخص نکلے گا جس کا حشر میرے دین کے خلاف ہو گا" یہ معاویہ نکلا۔ منجملہ اُن کے اور ایک حدیث رسولؐ اللہ کی کہ فرمایا "جب تم لوگ معاویہ کو میرے منبر پر دیکھنا تو اُسے قتل کر دینا"۔ جلد دہم حصہ دوم ۲۵۴ تا ۲۶۵

۱۲۲ عمر ابن خطاب نے شرائط حدیبیہ کو ناپسند کیا۔ اور رسولؐ اللہ سے تکرار کیا۔ ۳۳۵

۱۲۳ مروان بن حکم روایت کرتا ہے رسول اللہ نے صحابہ سے کہا اُٹھو قربانی کرو اور سر منڈاؤ مگر کوئی شخص نہ اُٹھا۔ آپ نے تین دفعہ حکم دیا مگر پھر بھی کوئی نہ اُٹھا۔ آپ نے جناب ام سلمہؓ سے شکائت کی جس پر جناب ام سلمہؓ نے فرمایا آپ خود اپنی قربانی کریں اور سر منڈ والیں۔ آپ نے اسی مشورہ پر عمل کیا۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ بعض نے سر منڈایا اور بعض نے صرف بال کٹوائے۔ اس پر رسول اللہ نے سر منڈوانے والوں کے لئے دعاء رحمت کی۔ بال کاٹنے والوں کے لئے نہیں۔ جلد اول ص ۳۳۸

۱۲۴ آنحضرتؐ سے جب لوگوں نے شکوہ کیا کہ آپ صرف سر منڈوانے والوں کے لئے دعا فرمائی اور بال کٹوانے والوں کے لئے نہیں تو آپ فرمایا کہ اس لئے کہ جو لوگ سر منڈوائے ہیں میری بات میں شک نہیں کیا۔ جلد اول ص ۳۳۸

۱۲۵ ابو بکر، نے عمر ابن خطاب کو اپنے دور خلافت میں قاضی بنادیا تھا۔ ان دو سالوں میں ایک آدمی بھی عمر ان خطاب کے پاس اپنا مقدمہ نہیں لے آیا۔ جلد دوم ص ۲۵۱

۱۲۶ مغیرہ بن شعبہ کا زنا کرنیکا قصہ۔ عمر ابن خطاب نے صرف اس لئے حد نہیں جاری کی کہ صرف تین لوگوں نے گواہی دی تھی۔ اور کہا کہ "للہ نے تم کو (مغیرہ) کو بچالیا اگر گواہی مکمل ہوتی تو میں تمہیں سنگسار کر دیتا"۔ جلد سوم ص ۸۷۔۹۱

۱۲۷ جاریہ بن قدامہ صحابی رسولؐ حضرت علیؑ کے دور خلافت میں جب مدینہ پہنچے تو ابوہریرہ مدینہ سے فرار اختیار کیا۔ چنانچہ جاریہ بن قدامہ نے کہا" واللہ! اگر میں بلی والے (یعنی ابوہریرہ) کو پالیتا تو میں ضرور قتل کرتا"۔ جلد سوم ص ۴۳۰

۱۲۸ جب عائشہ نے قتل عثمان کے قصاص کا مطالبہ کیا تو اُن کی ملاقات عبد ابن ام کلاب سے ہوئی اُس کے باپ کا نام ابو سلمہ تھا مگر اس کو اس کے ماں کے نام سے پکارتے تھے عائشہ ان کو دیکھ کر کہا چلو اچھا ہوا تم بھی آگئے عبد ابن سلمہ نے مدینہ کا حال بیان کیا اور کہا لوگوں نے عثمان کو قتل کر دیا اور آٹھ روز تک کوئی خلیفہ نہیں تھا، اہل مدینہ نے باہم جمع ہو کر مشورہ کیا اور آخر کار ایک بھلائی انھوں نے حاصل کر لی ان سب نے علیؑ ابن ابی طالب پر اتفاق کر لیا۔ عائشہ نے کہا کاش زمین و آسمان باہم مل جاتے اور تیرے ساتھی کی خلافت قائم نہ ہوتی مجھے واپس لے چلو مجھے واپس لے چلو میں واللہ عثمان کے خون کا بدلہ لوں گی۔ عبد بنام کلاب نے کہا اے ام المومنین آخر اس انحراف کی وجہ؟۔ آپ تو پہلے کہتی تھیں اس نعثل (عثمان) کو قتل کردو یہ کافر ہو چکا ہے۔ اس پر عائشہ نے کہا ہاں میں پہلے قتل کے لئے کہا کرتی تھی ۔ جلد سوم ص ۶۷

۱۲۹ عفیف الکندی کی روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ زمانہ جاہلیت میں مکہ آیا اور عباس ابن عبد المطلب کے ہاں مہمان ہوا۔ میں کعبہ کی طرف دیکھ رہا تھا ایک جوان شخص وہاں آیا، اُس نے آسمان کو دیکھا پھر کعبہ کی سمت بڑھ کر اُس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ فوراً ہی ایک لڑکا اُس کی داہنی سمت آکر کھڑا ہوا اس کے بعد ہی ایک عورت آکر دونوں کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔ اس جوان نے رکوع کیا اس کے ساتھ لڑکے اور عورت

نے بھی رکوع کیا۔ جوان نے سر اُٹھایا ان دونوں نے بھی سر اُٹھایا پھر وہ سجدے میں گیا وہ دونوں سجدے میں گئے۔ میں نے عباس سے کہا یہ تو کوئی اہم بات ہے۔ اُنہوں نے کہا بیشک جانتے ہو یہ کون ہے میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا یہ محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب میرا بھتیجا ہے۔ جانتے ہو اس کے ساتھ کون ہے؟ میں ے کہا نہیں جانتا۔ انہوں نے کہا یہ علیؑ ابن ابی طالب بن عبدالمطلب میرا بھتیجا ہے اور اس عورت کو جانتے ہو جو دونوں کے پیچھے کھڑی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا یہ خدیجہؑ بنت خویلد میرے بھتیجے کی بیوی ہے اور اُس نے مجھ سے کہا کہ تمہارا رب وہ ہے جو آسمان کا رب ہے اور اس بات کو جو تم دیکھ رہے ہو ان کو اسی نے حکم دیا ہے اور خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ تمام روئے زمین پر اس مسلک پر ان تینوں کے علاوہ اور بھی کوئی ہے اس کے راوی عفیف نے کہا کہ میرے دل میں اسلام راسخ ہوا اور میں نے دعا کی کہ کاش میں چوتھا ہوتا ان میں شامل ہوتا۔ حصہ اول ص ۸۲

تاریخ الخلفاء

مئولف

حافظ جلال الدین السیوطی

سے

پیشکش

میر مراد علی خان

بسمہ سبحانہ

تمہید

قدیم ترین اسلامی تاریخ مغازی ابن اسحاق اور اسکی تلخیص سیرت ابن ہشام دوسری اور تیسری صدی ہجری میں لکھی گئیں۔ اس کے بعد تاریخ طبری تیسری صدی ہجری میں لکھی گئی۔

یہ ذہن نشین رہے کہ قدیم اسلامی تاریخیں حدیث کا ایک شعبہ تھیں اور حدیث ہی کے طرح ان میں مندرج ہر بیان راویوں کے سلسلہ اسناد کے ساتھ لکھا جاتا تھا۔ اور تدوین حدیث پر جو حالات گذرے اُن کا پورا پورا اثر تاریخ کی تدوین پر بھی پڑا۔ کیونکہ بحیثیت اور مواد کے اعتبار سے حدیث اور تاریخ میں کوئی فرق نہ تھا۔ خلیفہ اول اور خلیفہ دوم حدیث کی کتابت سے روکتے تھے اور حدیث بیان کرنے پر بھی پابندی لگادی گئی تھی۔ معاویہ نے اپنے دور حکومت میں حدیثیں گھڑنے اور روایتیں وضع کرنے کے لئے ایک باضابطہ ادارہ قائم کیا تھا جو میری اطلاع کے مطابق دنیا کا پہلا حکومتی پروپیگنڈا ڈپارٹمنٹ تھا۔ اس کا واحد مقصد یہ تھا کہ حضرات شیخین کی فضیلت میں جھوٹی حدیثیں رائج کی جائیں۔ بنی اُمیہ کو قریش کا معزز ترین خاندان اور رسولؐ کا اصلی قرابت دار ظاہر کیا جائے اور امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور ان کے اسلاف اور اخلاف کی طرف ہر طرح کی برائیاں دھڑلے سے منسوب کی جائیں۔ جو لوگ ایسی حدیثیں گھڑتے تھے اُنھیں انعام واکرام سے نوازا جاتا تھا۔ دربار میں اُن کی منزلت بڑھائی جاتی تھی اور وہ خلفاء اور حکام کے مقربین میں شامل کئے جاتے تھے۔ اسکی خلاف ورزی کرنے والوں کی جان ومال اور عزت وآبرو خطرے پڑجاتی تھی۔ تقریباً ڈیڑھ سو سال کے پروپیگنڈے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہزاروں حدیثیں عالم اسلام میں پھیل گئیں جن سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب نے بخوشی خاطر شیخین کی خلافت کو تسلیم کرلیا تھا اور اُن سے بیعت کرلی تھی۔ نیز یہ کہ حضرات خلفاء حضرت علیؑ سے امور خلافت میں مشورے لیتے تھے اور وہ ایک وفادار رعایا کی طرح شیخین کے تمام اقدامات کے مئوید تھے۔

مولف تاریخ الخلفاء امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ جو حضرات اہل سنت کے یہاں علم وکرامات میں بہت بلند درجہ رکھتے ہیں اور اولیاء اللہ میں بہت بڑے ولی مانے جاتے ہیں۔ اور کہا جاتا ہے یہ سوتے جاگتے رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوتے تھے اور آپؐ سے بہت غیب کی باتیں معلوم کرتے تھے۔ شیخ عبد القادر شاذلی نے جلال الدین سیوطی کے مناقب ایک کتاب میں جمع کئے ہیں اور جسکی تلخیص علامہ عبد الوہاب شعرانی "لواقح الانوار" میں جلال الدین سیوطی کے زبانی یہ واقعہ لکھا کہ "میں نے آنحضرتؐ کو حالت بیداری میں دیکھا اور آپؐ نے مجھے اے شیخ الحدیث کہہ کر خطاب کیا۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ کیا میں اہل جنت سے ہوں؟۔ تو آپؐ نے فرمایا ہاں۔ پھر میں نے پوچھا بغیر عذاب چکھے کے؟۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ یہ بزرگی تیرے لئے ہے"۔

بسمہ سبحانہ

۱ امام حسنؑ نے فرمایا کہ رسولؐ خدا نے خواب میں بنو اُمیہ کو بر سر منبر دیکھا جو آپ کو ناگوار گذرا۔ ص ۲۸

۲ سورہ قدر میں جن ہزار مہینوں کا ذکر ہے وہ بنی اُمیہ کے دور حکومت کے ہزار مہینے مراد ہیں۔ ص ۲۸

۳ آنحضرتؐ کا خواب کہ بر سر منبر بندروں کی طرح بنی حکم بن عاص کو دیکھا۔ اسکے بعد آپکو کبھی مسکراتے نہیں دیکھا۔ ص ۲۸

۴ سب سے پہلے خود کو امیر المومنین کہلوایا، درہ ایجاد کیا اور نماز تراویح پڑھنے کا حکم دیا وہ عمر ابن خطاب تھے۔ ص ۳۶

۵ سب سے پہلے جاگیریں دینے والے عثمان بن عفان۔ ص ۳۶

۶ معاویہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنی زندگی ہی میں اپنا ولیعہد مقرر کیا اور اپنی خدمت کے لئے خواجہ سرا رکھا۔ ص ۳۶

۷ عبداللہ ابن زبیر وہ اول شخصیت ہیں جن کے سامنے دشمن کے کٹے سر پیش ہوئے۔ ص ۳۶

۸ منصور نے سب سے پہلے نجومیوں کو اپنے دربار میں جگہ دی اور انکی رائے پر عمل کیا۔ ص ۳۷

۹ ۲۳۵ھ میں متوکل نے تمام عیسائیوں کو حکم دیا کہ وہ لازمی طور پر ٹائی باندھا کریں۔ ص ۳۲۹

۱۰ ابو بکر کا نام عتیق کہ وجہ یہ کہ اُن کے باپ نے تین بیٹوں کو عتیق، معتق، معتیق رکھا تھا (عائشہ)۔ ص ۴۱

۱۱ دوسری حدیث یہ کہ اُن کی (ابو بکر) ماں نے کعبہ لے جاکر عتیق نام رکھا۔ اس لئے کعبہ کا نام عتیق بھی ہے۔ ص ۴۱

۱۲ طبرانی نے انکی (ابو بکر) خوبصورتی کی وجہ سے لوگوں نے پکارنا شروع کیا۔ ص ۴۱

۱۳ عائشہ کا کہنا ہے کہ گھر والوں نے تو عبداللہ رکھا لیکن عتیق مشہور ہو گیا۔ ص ۴۱

۱۴ ابو بکر سے قبل پانچ اشخاص اسلام قبول کر چکے تھے، جناب خدیجہؑ، آپؐ کے آزاد کردہ غلام زید بن حارث، اور انکی بیوی ام ایمن، حضرت

علیؑ، اور ورقہ بن نوفل (ابن کثیر، ابن عساکر)۔ ص ۴۶

۱۵ جب عمر ابن خطاب زمانہ رسولؐ میں نماز پڑھانے کی پیشقدمی کی تو آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا نہیں، نہیں، نہیں۔ ص ۶۸

۱۶ ابوسفیان کا یہ کہنا ابو بکر کی خلافت کے بارے میں کہ " لوگوں کی یہ کیفیت رہی کی تھوڑے سے ادنیٰ قریش نے ایک معمولی شخص کی بیعت کر لی"۔ ص ۷۱

۱۷ ابو بکر کا خطبہ کہ "مجھ میں تم سے زیادہ اچھائیاں نہیں ہیں اگر تم مجھے ٹیڑھے راستہ پر دیکھو تو ٹھیک کر دینا۔ یاد رہے کہ ایک شیطان بھی میرے ساتھ لگا ہوا ہے۔ جب مجھے غضب ناک دیکھو تو مجھ سے علیحدہ ہو جانا اور مجھے تم پر کوئی ترجیح حاصل نہیں ہو گی"۔ ص ۷۶

۱۸ عائشہ "دوسرا فتنہ میراث اور ورثہ کا کھڑا ہوا جس کے تصفیہ کے بارے میں لوگ دم بخود تھے۔ چنانچہ میرے والد نے فرمایا میں نے رسول للہ کو فرماتے سُنا ہے ہم گروہ انبیاء کا کوئی وراث نہیں اور ہماری میراث صدقہ ہے"۔ ص ۸۷

۱۹ امام حسنؑ کا ابو بکر سے کہنا کہ "میرے باپ کے منبر سے اُتر جا"۔ ص ۸۶

۲۰ آنحضرتؐ کا فرمانا "اے عمر گمراہی و فساد سے باز آجا تا کہ ولید بن مغیرہ کی رسوائیوں کی طرح اللہ تجھکو ذلیل و خوار نہ کرے"۔ یہ سنتے ہی عمر نے کلمہ شہادت پڑھا اور اسلام لائے۔ ص ۱۱۴

۲۱ عمر ابن خطاب کی تمنا کہ "کاش میں ایک تنکا ہوتا یا کاش میں کچھ بھی نہ ہوتا اور پیدا ہی نہ ہوا ہوتا"۔ ص ۱۳۲

۲۲ عمر ابن خطاب ہمیشہ خود (ہلمیٹ) پہنے رہتے تھے۔ ص ۱۳۳

۲۳ عم رسولؐ عباسؓ کا واسطہ دے کر یہ (عمر ابن خطاب) اللہ سے دعا مانگتے تھے۔ ص ۱۳۴

۲۴ شوریٰ میں عبدالرحمٰن بن عوف کا یہ کہنا جناب امیرؑ سے کہ " آپ پہلے اسلام لائے ہیں اور آپ رسول اکرم کے رشتہ دار بھی ہیں۔ اگر میں آپ کو منتخب کروں تو آپ عدل و انصاف کریں گے"۔ ص ۱۳۹

۲۵ عمر ابن خطاب کا یہ کہنا "اگر ابو حذیفہ کا غلام اسلمہ زندہ رہتا تو میں اُن کو خلیفہ منتخب کرتا" (واضح رہے کہ یہ، ابو بکر اور دیگر صحابہ اسلمہ کی امامت میں مسجد قبا میں نمازیں پڑھا کرتے تھے بخاری جلد ۹ ص ۲۲۷)۔ ص ۱۳۹

۲۶ عمر ابن خطاب تراویح کو باجماعت، متعہ کو حرام نماز جنازہ میں چار تکبیریں، درہ ایجاد کیا۔ لفظ امیر المومنین پسند کیا۔ ص ۱۴۱

۲۷ عمر ابن خطاب نے حضرت علیؑ کے مشورہ سے سن ہجری شروع کی یہ ۱۶ھ میں ہوا۔ ص ۱۴۲

۲۸ اپنی بیوہ بیٹی حفصہ سے یہ پوچھنا کہ عورت کتنے دن بغیر شوہر کے رہ سکتی ہے۔ ص ۱۴۶

۲۹ بیہقی نے شعب الایمان میں ضحاک کی زبانی ابو بکر کا یہ کہنا تحریر کیا کہ "بخدا میری خواہش ہے کہ کاش میں کسی سڑک کے کنارہ کا ایک درخت ہوتا کوئی اونٹ چلتے ہوئے مجھے چباڑ التا اور پھر فضلہ بن کسی جنگل میں ڈال دیتا لیکن میں انسان نہ ہوتا"۔ یہ سن کر عمر ابن خطاب نے کہا" کاش میں ایک دنبہ ہوتا اور اچھی غذا سے مجھے اتنا فربہ کیا جاتا کہ لوگ شوق سے مجھے دیکھنے آتے۔ پھر ذبح کیا جاتا اور میرا تھوڑا گوشت بھونا جاتا اور تھوڑا خشک کر لیا جاتا اور مجھے کھالیا جاتا لیکن میں انسان نہ ہوتا"۔ ص ۱۴۶

۳۰ ابن عساکر نے ابوالبختری کے حوالے سے لکھا کہ عمر ابن خطاب منبر پر تھے امام حسینؑ ابن علیؑ نے کہا "میرے باپ کے منبر سے نیچے اتر۔ عمر نے کہا "یہ منبر تمہارے باپ کا ہے میرے باپ کا نہیں"۔ ص ۱۴۶

۳۱ جب لوگوں کے نام اُن کی حیثیت کے موافق سلسلہ وار تحریر کرنے کا وقت آیا کمیٹی جو بنائی گئی انہوں نے پہلے بنی ہاشم پھر ابو بکر کے خاندان اور پھر عمر کے خاندان کا نام لکھا۔ یہ دیکھ کر عمر نے کہا "سب سے پہلے رسول اللہ کے رشتہ دار کے نام لکھو اس کے بعد دیگر"۔ ص ۱۴۷

۳۲ عمر ابن خطاب نے کہا "امور خلافت کے انجام دہی اہل بدر کو اور انکے بعد جنگ اُحد کے غازیوں کا انجام دینا چاہئے تھی لیکن اُن میں سے کوئی زندہ نہیں دیکھتا، اِن کے بعد کمتر مرتبہ کے اشخاص کو امور خلافت دہی لازمی تھی۔ اب رہے فتح مکہ کے دن مسلمان لانے والے (ابوسفیان اور معاویہ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے) اور اُن کی اولاد تو اُن کو خلافت کا کوئی حق نہیں ہے"۔ (عثمان بن عفان جو انکے بعد خلیفہ بنا دئے گئے بدر میں زوجہ کی علالت کی وجہ سے شریک نہ ہوئے اور یہ بات عام طور معلوم ہے جنگ اُحد میں یہ ایسا بھاگے کہ ایک ہفتہ کے بعد واپس آئے جس پر رسولؐ اللہ نے فرمایا "بہت دور نکل گئے تھے؟"۔ ص ۱۴۹

۳۳ جب کسی نے عمر ابن خطاب سے کہا کہ "آپ عبداللہ ابن عمر کو خلیفہ کیوں نہیں بنا دیتے۔ تو کہا "اللہ تجھے سمجھے میں ایسے شخص کو خلیفہ بناؤں جو اپنی زوجہ کو طلاق بھی اچھی طرح نہ دے سکتا ہو"۔ ص ۱۴۹

۳۴ مسند احمد ابن حنبل کے حوالے سے کہ جناب امیر کے پاس یہ شرط رکھی گئی تھی کہ قرآن، سیرت رسولؐ اور سیرت ابو بکر و عمر پر چلنے کی تو

آپ نے انکار کیا۔ ص ۱۵۸

۳۵ عثمان نے خلافت کے چھ سال کے بعد سے اپنے رشتہ داروں کو گورنر بنایا اور اقرباء پروری شروع کر دی۔ ص ۱۶۱

۳۶ عثمان کا پہلے گورنر مصر کو ہٹانے کے لئے راضی ہونا اور محمد ابن ابی بکر کے نام گورنری لکھنا اور پھر اس کے تعقب میں ایک غلام سے مصر کے گورنر کو محمد ابن ابی بکر کے قتل کر دو دینے کا حکم روانہ کرنا۔ ص ۱۶۲

۳۷ محاصرہ کے وقت جناب امیرؑ پانی فراہم کرتے تھے۔ ص ۱۶۴

۳۸ حسنینؑ عثمان کے گھر کا پہرہ دیتے تھے۔ ص ۱۶۴

۳۹ عثمان کی زوجہ جو وقت قتل موجود تھیں قاتلوں کی نشان دہی نہ کر سکیں۔ ص ۱۶۶

۴۰ عثمان کو جب یہ مشورہ دیا گیا کہ وہ چپکے سے مکہ چلے جائیں تو انہوں نے کہا "رسول اللہ نے فرمایا جو حرم مکہ میں خون ریزی کرائے گا اور ظلم وستم کرانے کا سبب بنے گا اُس پر آدھی دنیا کے باشندوں کا عذاب ہو گا" (عبد اللہ ابن زبیر کو امام حسینؑ نے مکہ سے نکلتے وقت یہی فرمایا تھا ۔مگر عبد اللہ ابن زبیر نے نہ مانا اور وہ کیا جس کو رسولؐ نے سخت منع کیا تھا) تاریخ وفات عثمان ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ۔ ص ۱۶۶

۴۱ جناب امیرؑ نے حیات رسولؐ میں قرآن مجید کو جمع کیا اور بارگاہ رسالت میں پیش کیا۔ ص ۱۷۱

۴۵ اجماع یہ ہے کہ آپ ہی پہلے اسلام لائے۔ ص ۱۷۱

۴۶ سوائے تبوک کے ہر جنگ میں آپؑ شریک تھے۔ ص ۱۷۱

۴۷ خیبر کا دروازہ چالیس آدمی نہیں اُٹھا سکتے تھے آپ نے اپنے کاندھے پر رکھکر تمام لشکر کو قلعہ میں داخل کیا۔ ص ۱۷۱

۴۸ دروازہ کو بطور ڈھال بنایا۔ ص ۱۷۱

۴۹ حضرت علیؑ کی فضیلت میں احادیث نبویؐ۔ ص ۱۷۴-۱۷۲

۵۰ اقوالِ صحابہ برائے جنابِ امیرؑ۔ ص ۱۷۷۔۱۷۴

۵۱ ایک حکیم (حکمت والا) کا کہنا کہ "اے امیر المومنین! واللہ آپ نے مسندِ خلافت کو زینت دی لیکن خلافت نے آپ کو زینت نہیں دی۔ آپ نے درجہ خلافت کو بلند کیا لیکن خلافت نے آپ کو بلند و بالا نہیں کیا اور در حقیقت یہ خلافت آپ ہی کی محتاج تھی"۔ ص ۱۸۳

۵۲ عربی اصول کی کتاب (گرامر) آپ ہی نے مرتب کی تھی۔ ص ۱۸۴

۵۳ ایک آدمی نے آپ کی تعریف کے پل باندھے تو اُسکی زبانی اپنی تعریف سن کر فرمایا میں اس سے بھی زیادہ بلند ہوں۔ ص ۱۸۵

۵۴ حضرت علیؑ کی تفسیر قرآن بڑی ضخیم ہے ۔ ص ۱۸۷

۵۵ حسنؑ اور حسینؑ یہ دونوں نام جنتیوں کے ہیں قبل اسلام یہ کسی کے بھی نام نہیں تھے۔ ص ۱۸۹

۵۶ امام حسنؑ اہل کساء میں سے پانچویں ہیں۔ اہل کساء سے مراد آنحضرتؐ، حضرت فاطمہؑ، حضرت علیؑ اور حسنؑ و حسینؑ پانچ مراد ہیں آپؐ کے اس عمل کے بعد آیت تطہیر نازل ہوئی ، حسنینؑ کو چادر میں اوڑھنے کی وجہ سے پانچوں کو اہل کساء اور اہلبیت کا نام دیا گیا۔ ص ۱۸۹

۵۷ ابن سعد نے عبد اللہ ابن زبیر کی زبانی یہ لکھا ہے "میرا چشم دید واقعہ کہ سرکار دو عالم سجدہ میں ہیں اور حضرت حسنؑ آکر آپ کی گردن یا پیٹھ پر بیٹھ گئے۔ جب تک حسنؑ خود بخود نہ اُتر جاتے رسول اللہ اُن کو نہ اتارتے"۔ ص ۱۹۰

۵۸ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا" میں نے واللہ خود دیکھا کہ امام حسنؑ کو رسولؐ اللہ اپنی گود میں لئے ہوئے فرمارہے تھے "مجھ سے الفت کرنے والے کو چاہئے کہ اِن سے محبت کرے اور موجودہ سامعین ہمارا یہ پیام اُن لوگوں کو پہنچادیں جو یہاں موجود نہیں ہے" اگر مجھے رسولؐ اللہ کی فرمانبرداری نہ کرنا ہوتی تو یہ قول زبان پر نہ لاتا"۔ ص ۱۹۱

۵۹ امام حسنؑ کو اُنکی زوجہ جعدہ ابن اشعث (اشعث بہنوی تھے ابو بکر کے، اور انکا بیٹا محمد ابن اشعث قاتل مسلم ابن عقیل اور ابن سعد کی فوج کا ایک سردار بھی تھا) یزید بن معاویہ کے پوشیدہ مشورہ سے زہر دیا۔ ص ۱۹۳

۶۰ جس سال امام حسنؑ سے صلح ہوئی اس سال کا نام معاویہ نے سال جماعت سنة الجماعة (جو بعد میں سنت والجماعت مشہور رہوئی)۔ ۱۹۷

٦١ ۴۳ھ میں معاویہ نے سب سے پہلے خلاف حکم رسولؐ اللہ اپنے بھائی زیاد کو اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ ص ۱۹۷

٦٢ معاویہ نے سن ۵۰ھ میں یزید کو اپنا خلیفہ اور ولی عہد مقرر کیا اور مروان کو جو مدینہ میں گورنر تھا عبداللہ ابن عمر، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، اور عبداللہ ابن زبیر سے بیعت لینے کا مطالبہ کیا۔ ص ۱۹۷

٦٣ عبداللہ ابن عمر نے یزید کی بیعت کرنے کے بعد کہا "اگر یہ اچھا ثابت ہوا تو ہم اس سے راضی رہیں گے اور اگر مصیبت بن گیا تو صبر کریں گے"۔ ص ۱۹۹

٦۴ ہندہ مادر معاویہ کی طریقہ زندگی (لوگ اسکے کمرے میں بلا روک ٹوک آتے جاتے رہتے تھے)۔ ص ۱۹۹

٦۵ بقول سفینہ معاویہ خلیفہ نہیں بلکہ بادشاہ ہیں۔ ص ۲۰۰

٦٦ بیہقی نے امام احمد ابن حنبل کا قول لکھا کہ حضرت علیؑ کے دور میں اور کوئی مستحق خلافت نہیں ہو سکتا۔ ص ۲۰۰

٦٧ امام حنبل نے کہا "حضرت علی کے دشمنوں کی تعداد زیادہ تھی جو آپؑ کے عیوب تلاش کرنے لگے اور جب حضرت علی کا کوئی عیب نظر نہ آیا تو یہی دشمن معاویہ سے آکر مل گئے اور اُسکے مداحوں میں شامل ہو گئے۔ ص ۲۰۱

٦٨ ابن عساکر نے عبدالملک بن عمیر کی زبانی لکھا ہے جاریہ بن قدامہ سعدی نے معاویہ سے کہا "بخدا معاویہ کے معنی اُس کتے کے ہیں جو دوسروں پر بھونکتا ہے اور امیۃ اور امۃ اسکی تصغیر ہے"۔ پھر کہا "اے معاویہ تم اپنے گھر والوں پر گراں بار تھے اسلئے تمہارا نام معاویہ (بھونکنے والا) رکھا۔ امیۃ، امۃ کی تصغیر ہے معنی لونڈی، باندی۔ ص ۲۰۱

٨١ یزید کے بارے رسولؐ اللہ کی پیشن گوئی۔ ص ۲۱۰

٨٢ عمر ابن عبدالعزیز نے ایک شخص کو یزید کے نام کے ساتھ امیر المومنین کہنے پر ۲۰ کوڑے لگوائے تھے۔ ص ۲۱۰

٨٣ دورِ یزید میں لوگ ماں اور بہنوں سے نکاح کر رہے تھے، شراب پی رہے تھے اور نماز چھوڑے ہوئے تھے۔ ص ۲۱۰

٨۴ شہادت امام حسین کے بعد سات دن تک اندھیرا رہا، دیواروں پر پیلی دھوپ نظر آتی تھی ستارے ٹوٹتے تھے، روز شہادت سورج گہن

ہو گیا تھا، مسلسل چھ ماہ تک آسمان کے کنارے سرخ رہے، جو پتھر بیت المقدس میں پلٹا جاتا تو اس کے نیچے تازہ خون دکھائی دیتا، عراقی فوج نے جب اونٹ کو نحر کیا تو اسکا گوشت آگ کا انگارہ بن گیا۔ ایک آدمی نے امام حسین کو برا کہا تو آسمان سے بحکم الٰہی ستارہ ٹوٹا جس سے اُس کی آنکھیں جاتی رہیں۔ ص ۲۰۹

۸۵ عبد اللہ ابن زبیر کے پاس تاریخ میں پہلی مرتبہ کٹے ہوئے سر پیش کئے گئے۔ ص ۲۱۵

۸۶ عمر ابن عبد العزیز نے بنی اُمیہ کی پرانی روایت کو کہ دوران خطبہ حضرت علیؑ کو گالیاں دینا بند کر دیا۔ ص ۲۴۳

۸۷ امام ذہبی کا بیان ہے کہ ۱۴۳ھ میں علمائے اسلام نے حدیث، فقہ، اور تفسیر کے مدون و مرتب کرنا شروع کیا چنانچہ ابن جریج نے مکہ میں، امام مالک نے مدینہ میں، اوزاعی نے شام میں، ابن ابی عروبہ و حماد بن سلمہ وغیرہ نے بصرہ میں، معمر نے یمن میں، سفیان ثوری نے کوفہ میں احادیث مرتب و مدون کرنا شروع کیا۔ ابن اسحاق نے مغازی اور ابو حنیفہ نے فقہ اور قیاس پر کتابیں تالیف کیں۔ ص ۲۶۱

۸۸ منصور نے رسول اللہ کی یہ حدیث بیان کی " میرے اہلبیت کی مثال کشتی نوح کی مانند ہے جو اس میں بیٹھا اس نے نجات پائی اور جو رہ گیا وہ ہلاک و برباد ہوا" ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں ابو بکر محمد بن عبد الباقی نے منصور اس کے باپ دادا نیز ابن عباس کے زبانی یہ حدیث لکھی۔ اور یہ کہ آنحضرت سیدھے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ ص ۲۷۰

۸۹ مہدی خلیفہ بنی عباس نے مغرب کی نماز پڑھاتے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آواز سے پڑھی بعد میں راوی حمزہ نے مہدی سے پوچھا یہ کیا؟ تو جواب دیا مجھ سے میرے والد منصور بن سفاح نے بتوسط حضرت عباس بیان کیا کہ رسول اللہ نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم با آواز بلند پڑھا کرتے تھے۔ راوی نے پوچھا کیا میں آپ کے ذریعہ اس حدیث کو بیان کروں جواب دیا ہاں۔ امام ذہبی نے اس پر لکھا کہ اگرچہ اس روایت کے راوی مسلسل ہیں لیکن مہدی اور انکے والد منصور کے واسطے کو کسی عالم نے مسلسل نہیں بنایا اور یہ روایت بن ہاشم کے ایک غلام محمد بن ولید کی ہے۔ (کتنی قدر تھی خاندان بنی ہاشم کی کہ اہلبیتؑ سے حدیث تک لینا گوارہ نہ تھا)۔ ص ۲۷۶

۹۰ ابو بکر خود روایت کرتے ہیں کہ جب سب جنگ اُحد میں بھاگ گئے تھے تو میں سب سے پہلے رسول اللہ کے پاس آیا۔ (مترجم نے ترجمہ میں لکھا کہ "میں تھا") ملاحظہ ہو عربی متن "واخرج الھیثیم بن کلیب فی مسندہ عن ابی بکر قال لما کان یوم أحد انصرف الناس کلھم عن رسول اللہ فکنت اول من فاء وسیاتی" قولہ فاء .رجع. (تاریخ الخلفاء طبع نور محمد اصح المطابع کراچی ص ۳۶، وازالۃ الخفاء ص ۱۲)۔ ص ۴۸

۹۱ سلفی نے ابن مبارک کے حوالے سے لکھا ہے کہ ہارون رشید کا خلیفہ بننے کے بعد ایک لونڈی پر دل آگیا اور اس سے اپنی خواہش پوری

کرنی چاہی تو لونڈی نے کہا کہ یہ آپ کے لئے جائز نہیں کیونکہ میں آپ کے باپ کے ساتھ رہ چکی ہوں۔ چنانچہ اس نے امام ابو یوسف سے مسئلہ پوچھا، امام ابو یوسف نے کہا کیا ضروری ہے کہ یہ سچ بول رہی ہے۔ ابن مبارک کا بیان ہے کہ "کن کن امور پر تعجب کروں کیا اُس بادشاہ پر جس کے قبضہ میں مسلمانوں کی حکومت ہے جو اپنے باپ کی عزت کا بھی خیال نہیں کرتا، یا اُس لونڈی پر جس نے ایسے بڑے بادشاہ سے صحبت کرنے سے انکار کیا یا روئے زمین کے اسوقت کے فقیہ و قاضی پر جس نے فتویٰ دیا کہ اپنے والد کی مدخولہ سے مل سکتے ہو اور اپنی خواہش پوری کر سکتے ہو اور یہ بوجھ (گناہ) کا اپنی گردن پر لادلیا"۔ اسحٰق بن راھویہ کا بیان ہے ہارون نے امام ابو یوسف سے مسئلہ پوچھا اور خوش ہو کر ایک لاکھ درہم دینے کا حکم دیا اس پر امام صاحب نے کہا صبح ہونے سے پہلے ہی ادائیگی کا انتظام فرما دیجئے۔ ص ۲۸۷

۹۲ ابو بکر راوی ہیں کہ فرمایا رسولؐ اللہ نے " حضرت علیؑ کی جانب دیکھنا عبادت ہے " (از ابن عساکر)۔ ص ۹۷

۹۳ ابو بکر راوی ہیں کہ فرمایا رسولؐ اللہ نے "میر ا اور علیؑ کا پلہ انصاف میں برابر ہے " (از دیلمی و ابن عساکر)۔ ص ۹۷

۹۴ ابو بکر راوی ہیں کہ فرمایا رسولؐ اللہ نے "چیونٹی کی رفتار سے بھی کم رفتار پر شرک کا داخلہ ہے " (از ابو یعلی)۔ ص ۹۴

۹۵ ابو بکر راوی ہیں کہ فرمایا رسولؐ اللہ نے "اگر دو آدمی موجود ہوں تو تیسر اللہ ہے"۔ ص ۹۴

۹۶ ابن ماجہ و حاکم نے ابی بن کعب کی زبانی رسول اکرمؐ کا یہ ارشاد لکھا ہے کہ (معاذ اللہ) "اللہ سب سے پہلے عمر ابن خطاب سے مصافحہ کریگا۔ اور عمر سب سے پہلے اپنا اسلام پیش کریں گے اور سب سے پہلے عمر کا ہاتھ پکڑ کر اللہ تعالیٰ اُنھیں جنت میں داخل کرے گا"۔ ص ۱۲۰

۹۷ حضرت علیؑ نے تنزیل کے موافق قرآن یکجا کیا اور میں (یعنی جلال الدین سیوطی) اور محمد ابن سیرین کا خیال ہے کہ اگر حضرت علیؑ کا مرتبہ قرآن ہم لوگوں کو دستیاب ہوتا تو معلومات کا مزید ذریعہ ہوتا۔ ص ۱۸۷

۹۸ ہارون الرشید نے اپنی کنیز کو اپنے بیٹے مامون کے لئے حلال کر دیا اور کہا "اس قبہ میں لے جاؤ اور اپنا کام مکمل کرنے کے بعد اسے منظوم کر کے سناؤ"۔ ص ۳۱۱

۹۹ متوکل نے امام حسینؑ اور آس پاس کی قبروں کو کھدو دیا اور کاشتکاری کروائی اور نیز زیارت قبور سے لوگوں کو منع کیا۔ ص ۳۳۰

۱۰۰ متوکل اپنے لڑکوں کے استاد علامہ یعقوب بن سکیت کو قتل صرف اس لئے کیا وہ متوکل کے اس سوال پر کہ میرے بیٹے افضل ہیں یا حسنؑ اور حسینؑ تو استاد نے کہا حضرت علی کا غلام قنبر ان سے افضل ہے۔ ص ۳۳۱

۱۰۱ ابو موسیٰ اشعری کو تھوڑے دن عمر ابن خطاب کی کیفیت معلوم نہ ہوئی تو ایک عورت کے پاس گئے جس پر شیطان آتا تھا۔اس سے پوچھا عمر کیسے ہیں؟ اس نے کہا جب شیطان مجھ پر آئے تو پوچھ لینا چنانچہ جب شیطان آیا اور اُنہوں نے پوچھا تو شیطان نے کہا میں اُن (عمر کو) اس حالت میں چھوڑ آیا ہوں کہ وہ اونٹ کو بدبودار کالا تیل مل رہے تھے۔ ص ۱۲۴

۱۰۲ عمر ابن خطاب کے پاس جابرؓ عورتوں کی شکایت لے آئے اس پر عمر بن خطاب نے کہا جب بھی میں باہر جاتا ہوں تو ہماری بیوی کہتی ہے کہ آپ فلاں قبیلہ کی لڑکیوں کو دیکھنے گئے تھے۔ ص ۱۳۶

۱۰۳ لالکائی (ابو القاسم ہبتہ اللہ بن حسن بن منصور رازی طبری) نے اپنی کتاب السنتہ میں بحوالہ عبد اللہ ابن عمر لکھا ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابو بکر سے پوچھا کیا زنا بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے وقوع پذیر ہوتا ہے؟ تو ابو بکر نے کہا ہاں! اس پر اس آدمی نے کہا جبکہ اللہ کے حکم سے ہوتا ہے تو پھر مجھے عذاب بھی دے گا! اس پر ابو بکر بگڑ کر کہا "اے بدبودار! اگر اس وقت میرے پاس کوئی آدمی ہوتا تو بخدا میں اُسے حکم دیتا کہ تیری ناک جڑ سے کاٹ ڈالے"۔ ص ۹۸

۱۰۴ بیہقی نے لکھا ہے کلالہ کا مسئلہ دریافت کرنے پر ابو بکر نے کہا لفظ کلالہ کے معنی میں اپنی رائے کو موافق بیان کرتا ہوں اگر صحیح ہے تو منجانب اللہ ہیں بصورت دیگر یہ میری اور شیطان کی رائے ہوگی اور میرے نزدیک کلالہ کے معنی ہیں باپ اور بیٹا، حضرت عمر نے اپنی خلافت کے دور میں کہا کہ "ابو بکر کے اس بیان کی تردید کرنے میں مجھے شرم آتی ہے"۔ ص ۹۸

۱۰۵ جب حضرت ابو بکر سے قرآن کی تفسیر کے بارے میں پوچھا گیا تو کہا اگر اللہ کے منشاء کے خلاف میں قرآن کی تفسیر کروں تو بتاؤ کس زمین میں رہوں اور کس آسمان کے زیر سایہ زندگی گذاروں یعنی میں قاصر ہوں تفسیر بیان کرنے سے۔ ص ۹۷

۱۰۶ عہد خلافت اول کچھ یمنی آئے اور قرآن شریف سن کر بہت روئے جس پر ابو بکر نے کہا ہماری بھی یہی کیفیت تھی پہلے لیکن اب پھر دل سخت ہوگئے ہیں۔ ص ۱۰۱

۱۰۷ ائمہ اربعہ و مالک نے بحوالہ قبیصہ لکھا ہے کہ دادی اپنا ترکہ اور ورثہ طلب کرنے کے لئے دربار خلافت میں آئی۔ چنانچہ حضرت ابو بکر نے فرمایا قرآن کریم اور احادیث نبوی میں تمہارا کوئی حصہ مقرر نہیں ہے۔ اب جاؤ پھر آنا۔ میں لوگوں سے رسول اللہ کی کوئی حدیث پوچھ کر بتاؤں گا۔ جب وہ عورت چلی گئی ابو بکر نے لوگوں سے دریافت کیا جس پر مغیرہ بن شعبہ نے کہا میری موجودگی میں سرور عالمؐ نے دادی کو چھٹا حصہ دلا دیا اس تحقیق کے بعد ابو بکر نے دادی کو چھٹا حصہ دلانے کا حکم دیا۔ ص ۱۰۲

۱۰۸ نسائی نے اسلم کے ذریعہ حضرت عمر کا یہ بیان لکھا کہ حضرت ابو بکر نے اپنی زبان پکڑی اور کہا یہی وہ چیز ہے جس نے مجھے مصیبتوں میں

گرفتار رکھا ہے۔ ص ۱۰۳

۱۰۹ ابن عساکر نے عبداللہ ابن عمر ابن خطاب کی زبانی لکھا ہے کہ "ابو بکر کا نام الصدیق تم نے ٹھیک رکھا ، عمر کو بھی الفاروق بھی ٹھیک کہا کیونکہ وہ فولادی سنگ کے مانند تھے، عثمان بن عفان دونور والے کو زبردستی شہید کیا گیا اور للہ نے اپنی رحمت سے اُنہیں دو گنا حصہ دیا، معاویہ ارض پاک کے بادشاہ ہوئے، اوران کا بیٹا یزید بھی بادشاہ ہوا، اس کے بعد سفاح، سلام منصور، جابر، مہدی، امین، امیر غضب ہے کہ سب کے سب کعب بنلوی کے خاندان کے افراد "صالح اور بے مثال بادشاہ ہوئے"۔ یہ تھے اُن کے ۱۲ خلیفہ۔ ص ۲۱۱

گرفتار رکھا ہے۔ ص ۱۰۳

۱۰۹ ابن عساکر نے عبداللہ ابن عمر ابن خطاب کی زبانی لکھا ہے کہ "ابو بکر کا نام الصدیق تم نے ٹھیک رکھا ، عمر کو بھی الفاروق بھی ٹھیک کہا کیونکہ وہ فولادی سنگ کے مانند تھے، عثمان بن عفان دونور والے کو زبردستی شہید کیا گیا اور للہ نے اپنی رحمت سے اُنہیں دو گنا حصہ دیا، معاویہ ارض پاک کے بادشاہ ہوئے، اوران کا بیٹا یزید بھی بادشاہ ہوا، اس کے بعد سفاح، سلام منصور، جابر، مہدی، امین، امیر غضب ہے کہ سب کے سب کعب بنلوی کے خاندان کے افراد "صالح اور بے مثال بادشاہ ہوئے"۔ یہ تھے اُن کے ۱۲ خلیفہ۔ ص ۲۱۱